تالیف

حضرت مولانا فضل محمد صاحب یوسف زئی دامت برکاتہم
استاذ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

جلد سابع

کتاب الطب والرقی تا کتاب البر والصلۃ والآدب

تحفۃ المنعم

اردو شرح

صحیح مسلم

ص ۵۱۲ تعزیت کیلئے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

جلد سابع

کتاب الطّب والرّقی، قتل الحیّاتِ وغیرِھا، الالفاظ مِنَ الادبِ وغیرھا، الرُّؤیا، الفضائل، فضائل الصّحابۃ رضی اللہ عنہم، البِرّ والصِّلۃ والآدب

تالیف

حضرت مولانا فضل محمد صاحب یوسف زئی دامت برکاتہم

استاذ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

ناشر

مکتبۃ الشیخ

۳/۴۴۵، بہادر آباد، کراچی نمبر ۵۔

فون: 021-34935493

نام کتاب ـــــــــ تحفۃ المنعم اردو شرح صحیح مسلم جلد ۷

تالیف ـــــــــ حضرت مولانا فضل محمد صاحب یوسف زئی دامت برکاتہم

ضخامت ـــــــــ ۶۷۷ صفحات

اشاعت اوّل ـــــــــ رجب ۱۴۳۵ھ مئی 2014ء

ناشر ـــــــــ مکتبۃ الشیخ ۳/۴۴۵، بہادر آباد، کراچی نمبر ۵

ای میل ـــــــــ moa.pk@hotmail.com

ویب سائٹ ـــــــــ http://www.moa.com.co

نَضَّرَ اللّٰہُ اِمْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِیْ فَحَفِظَھَا وَوَعَاھَا وَاَدَّاھَا

(الحدیث طبرانی)

انتساب

میں اپنی اس محنت شاقہ کو اپنی مادرِ علمی اور عالمی مرکزِ علمی
جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کی طرف منسوب کرتا ہوں

جس کے سایۂ عاطفت میں

بندہ نے محدث العصر حضرت اقدس مولانا محمد یوسف البنوری رحمہ اللہ اور صدر مدرس
حضرت اقدس مولانا فضل محمد رحمہ اللہ سواتی سے احادیثِ مقدسہ کی سند حاصل کی۔

فضل محمد یوسف زئی

کمپوزنگ: اظہار الحق

فہرست مضامین

کتاب الطب والرقیٰ

طب اور جھاڑ پھونک کا بیان

قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ ﴿كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا﴾

وَقَالَ تَعَالیٰ ﴿رَبِّ اَعُوْذُبِکَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَعُوْذُبِکَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ﴾

''الطب'' طا پر کسرہ مشہور ہے علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ طا پر زبر زیر اور پیش تینوں حرکات پڑھ سکتے ہیں ''اَلطِّبُّ هُوَ عِلَاجُ الْاَمْرَاضِ ''یعنی بیماری کے علاج کرنے کو طب کہتے ہیں۔شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات میں لکھتے ہیں ''طب بحرکات ثلاثہ علاج کردن''اسی سے طبیب ہے جو معالج کو کہتے ہیں ''وَطَبٌّ ''بفتح طا طبیب وہر حاذق در کار خود، ومتطبب علم طب خواندن وعمل کنندہ ابدان کہ ہنوز حاذق نشدہ باشد وطب بکسرہ بمعنی سحر نیز آمدہ ومطبوب مسحور،یعنی طب زبر کے ساتھ طبیب کو بھی کہتے ہیں اور اپنے کام میں ہر ماہر کو بھی کہتے ہیں متطبب علم طب پڑھنے والے نو آزمودہ طبیب کو کہتے ہیں نیز طب جادو کے معنی میں بھی آتا ہے فلاں مطبوب یعنی فلاں جادو زدہ ہے۔

علامہ طیبیؒ نے اس مادہ سے متعلق ایک شعر لکھا ہے

لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ يُسْتَطَبُّ بِهَا اِلَّا الْحَمَاقَةُ اَعْيَتْ مَنْ يُّدَاوِيْهَا

طب کی دو قسمیں ہیں (۱) طب جسمانی (۲) طب روحانی۔

چنانچہ حفظان صحت اور دفع مرض کی غرض سے علاج معالجہ کو طب جسمانی کہتے ہیں جس کا تعلق ظاہر بدن سے ہے اور باطنی وروحانی امراض مثلاً کینہ وحسد،حرص ولالچ،تکبر اور غرور اور برے اخلاق وعادات اور برے اعمال کے ازالہ کے لیے جو علاج معالجہ ہوتا ہے اس کو طب روحانی کہتے ہیں۔

آنحضرت کی بعثت کا اصل مقصد اگرچہ طب روحانی تھا لیکن آپ کی لائی ہوئی چونکہ شریعت کامل ومکمل بلکہ اکمل ضابطۂ حیات ہے اس لیے آنحضرت نے طب جسمانی سے متعلق بڑے واضح انداز میں کافی مقدار تک اصول وقواعد اور بنیادی ضابطے امت کے سامنے رکھے ہیں۔

اس تفصیل کے پیش نظر علماء نے لکھا ہے کہ فن طب کے دو مأخذ ہیں ایک مأخذ وحی الٰہی ہے کہ وحی کے ذریعہ سے بعض دفعہ آنحضرت کو بتا دیا گیا کہ فلاں مرض کا علاج فلاں چیز سے ہے۔

علم طب کا دوسرا مأخذ تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ تجربہ سے کسی دوا کو کسی مرض کے لیے مفید پایا گیا۔ حیاۃ الحیوان میں لکھا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جب کسی درخت یا پودے کے پاس نماز پڑھتے تو پھر اس سے پوچھتے کہ تیرا نام کیا ہے وہ نام بتاتا پھر آپ پوچھتے کہ تو کس مرض کے لیے دوا ہے وہ بتادیتا تو آپ اس کو لکھ لیتے اس طرح طب عام ہوا الخ۔

جمہور امت اس پر متفق ہے کہ علاج کے جواز پر کثیر دلائل کے پیش نظر علاج کرنا مستحب ہے اور جائز ہے بعض خشک قسم کے صوفی علاج معالجہ کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مرض کا آنا تقدیر میں لکھا ہوا ہوتا ہے جو آدمی مرض کا علاج کرتا ہے گویا وہ تقدیر کا مقابلہ کرتا ہے اور تقدیر کا مقابلہ جائز نہیں لہٰذا علاج جائز نہیں ہے۔

ان حضرات کے اس مفروضے کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور اس کا جواب یہ ہے کہ العلاج والدواء من قدر الله یعنی جس طرح مرض تقدیر میں لکھا ہے اس کا علاج اور دواء بھی تقدیر میں لکھا گیا ہے البتہ اگر کوئی شخص اعلیٰ توکل کا مالک ہو اور علاج نہیں کرنا چاہتا تو علاج کوئی فرض تو نہیں ہے صرف مستحب امر ہے کرے تو کرے نہ کرے تو نہ کرے لیکن اس کو ناجائز کہنا جائز نہیں ہے۔ باقی طب نبوی اور دوسرے لوگوں کے طب میں یہ فرق ہے کہ طب نبوی کا نسخہ جب بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق استعمال کیا جائے تو اس کا علاج یقینی ہوتا ہے اور دوسرے طب کے علاج میں یقین نہیں ہوتا یہی وہ چیز ہے جو بعض اطباء کو شک میں ڈالتی ہے کہ طبِ نبوی میں ایک نسخہ کسی مرض کے لیے بتایا گیا ہوتا ہے لیکن وہ اطباء کے نزدیک مرض کے بالکل برعکس ہوتا ہے بلکہ مرض کے لیے مضر ہوتا ہے مثلاً شہد پینا دستوں کو لاتا ہے اب دستوں کو دفع کرنے کے لیے بطور علاج مریض کو شہد دینا عام فہم سے بالاتر ہے لیکن طب نبوی میں بتادیا گیا کہ یہ علاج ہے اور واقعتاً یہ علاج ہے کیونکہ دست ایک فاسد مادہ کی وجہ سے آتے ہیں اور وہ فاسد مادہ شہد کی وجہ سے دور ہو جاتا ہے جیسا کہ حدیث میں اس کا قصہ تفصیل سے مذکور ہے۔ طب نبوی میں بطور خاص اس قاعدہ کو مدنظر رکھنا چاہیے کہ کبھی کسی دوا کو کسی مرض کے لیے بطور خاص بتایا جاتا ہے لیکن اس کا استعمال باقی مرکبات کے ساتھ ملا کر مقصود ہوتا ہے کبھی کبھی مفرد حیثیت سے بھی کام کرتا ہے لیکن عام طور پر طب نبوی کا بتایا ہوا نسخہ دوسرے مرکبات کے ساتھ ملا کر دینا مقصود ہوتا ہے البتہ طب نبوی کا بتایا ہوا جزء پورے معجون مرکب کے لیے بنیاد اور جزء اعظم ہوتا ہے۔ طب نبوی میں یہ بھی خیال رکھنا چاہیے کہ لسان نبوت نے جس مرض کا ذکر کیا ہے مرض وہی ہو مثلاً بخار کے لیے لسان نبوت نے غسل کو مفید قرار دیا ہے تو یہ ہر بخار کے لیے نہیں ہے۔ بلکہ خاص حجازی بخار کے لیے ہے بہر حال مسلمان حکماء کو اس موضوع پر بصیرت کے ساتھ لکھنا چاہیے تاکہ طب نبوی پر ملاحدہ اعتراض نہ کرسکیں، کئی صدیوں سے انگریز نے جس طرح مسلمانوں کے دیگر اسلامی شعبوں کو پامال کر رکھا ہے

وہیں پر اس ظالم نے طب نبوی پر حملہ کر کے اس کے مقابلے میں اپنا انگریزی طرز علاج رائج کیا ہے اور طب نبوی کو مشکوک بنایا ہے آج مسلمان ڈاکٹر اپنے اسلامی تشخص کو بھلا چکے ہیں وہ بھی کافروں سے مل کر طب نبوی پر اعتراض کرتے ہیں۔ شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ نے ملفوظات میں فرمایا ہے کہ جدید تعلیم کی وجہ سے انگریز نے ہمارا تاج چھینا ہمارا تخت چھینا ہمارا دین چھینا اور ہمیں دین پر معترض بنا کر چھوڑا۔ الخ

یہاں آخر میں یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ علاج معالجہ میں ضروری ہے کہ اپنے معالج پر تجویز علاج میں مکمل اعتماد و بھروسہ کرنا چاہیے۔ اگر معالج پر شک ہو گیا اور اعتماد نہ رہا تو علاج سے فائدہ نہیں ہوگا بالکل اسی طرح طب نبوی میں بھی علاج پر کامل یقین و بھروسہ اور اعتماد ضروری ہے ورنہ فائدہ نہیں ہوگا۔ دیکھیے قرآن عظیم کو اللہ تعالیٰ نے شفاء فرمایا ہے، شہد کو شفا قرار دیا ہے، زمزم شفا ہے، لیکن خلوص نیت اور کامل اعتماد و یقین یہاں بھی ضروری ہے ورنہ فائدہ نہیں ہوگا اعتماد والوں کو فوراً فائدہ ہوتا ہے۔

بہر حال صحت بدن کی بنیاد تین اشیاء پر قائم ہے (۱) مضر صحت اشیاء سے احتراز (۲) اصول صحت کے مطابق صحت کا خیال رکھنا (۳) اخلاط فاسدہ سے جسم کو پاک رکھنا۔

''والرقیٰ'' یہ رقیۃ کی جمع ہے رقیۃ جھاڑ پھونک اور منتر جنتر کو کہتے ہیں۔ اگر جھاڑ پھونک قرآن وحدیث کے نصوص اور اس کے وظائف سے ہو تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر وہ کلام معلوم المعنیٰ نہیں ہے تو اس سے جھاڑ پھونک جائز نہیں ہے اور اگر معلوم المعنی کلام ہے لیکن اس میں شرکیہ الفاظ ہیں تو یہ بھی ناجائز ہے اور اگر وہ کلام معلوم المعنی ہے اور شریعت کی تعلیمات کے موافق ہے اس میں کوئی شرک و بدعت کا لفظ نہیں ہے تو اس سے جھاڑ پھونک کرنا جائز ہے باقی جن احادیث میں جھاڑ پھونک کی ممانعت آئی ہے اس سے ناجائز جھاڑ پھونک کی نفی مراد ہے۔ معتزلہ جھاڑ پھونک کے قائل نہیں ہیں اس سلسلہ میں ایک قصہ ملاحظہ ہو۔

حکایت:

میں نے اپنے اساتذہ سے ایک قصہ سنا ہے کہ ایک اللہ والا آدمی تھا جس کا نام ابوالخیری تھا ایک دن وہ کسی مریض کو دم کر رہا تھا کہ ایک روشن خیال معتزلی وہاں آ گیا اور ابو الخیری پر اعتراض کیا کہ'' اذا ترفض فتلاشی ''یعنی اس دم سے کیا فائدہ ہوگا یہ تو ایک پھونک ہے جب تم نے ماری تو وہ ہوا میں تحلیل ہو کر ختم ہو جاتی ہے اس کا وجود باقی نہیں تو اثر کیا کرے گا؟

اس اللہ والے نے دم کرنا موقوف کیا اور اس معتزلی کو خوب مغلظات بکیں معتزلی کی آنکھیں سرخ ہو گئیں غصہ سے رگیں پھول گئیں اور حالت دگرگوں ہو گئی تو ابوالخیری نے کہا کہ کیا ہو گیا؟ اس نے کہا پوچھتے بھی ہو کیا ہو گیا اتنی گالیاں دیں کہ میرے جسم میں آگ

لگ گئی ہے۔ ابوالخیری نے کہا کہ یہ گالیاں تو ایک پھونک ہے "اذا ترفض فتلاشی" اس نے کہا مجھے سخت تکلیف پہنچی۔ اللہ والے نے کہا کہ جب میرے کلام میں یہ تاثیر ہے تو اللہ تعالیٰ کے کلام میں کتنا اثر ہوگا؟

بَابُ الطِّبِّ وَالْمَرَضِ وَرُقْيَةُ جِبْرِيْل

مرض وطبابت اور جبریل کے دم کرنے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

٥٦٩٣ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ يَزِيدَ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ إِذَا اشْتَكَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَقَاهُ جِبْرِيلُ، قَالَ: بِاسْمِ اللّٰهِ يُبْرِيكَ، وَمِنْ كُلِّ دَاءٍ يَشْفِيكَ، وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ، وَشَرِّ كُلِّ ذِي عَيْنٍ

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو تکلیف ہوتی تو جبریل آپ ﷺ کو دم کرتے تھے اور انہوں نے یہ کلمات کہے: باسم اللہ یبریک ... اللہ کے نام کے ساتھ وہ آپ ﷺ کو تندرست کرے گا اور ہر بیماری سے آپ کو شفاء دے گا اور حسد کرنے والے کے حسد کے شر سے جب وہ حسد کرے اور ہر نظر لگانے والی آنکھ کے شر سے آپ کو پناہ میں رکھے گا۔

٥٦٩٤ ـ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، أَنَّ جِبْرِيلَ، أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ اشْتَكَيْتَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ قَالَ: بِاسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ، مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ، مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ، اللّٰهُ يَشْفِيكَ بِاسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ

صحابی رسول حضرت ابوسعید سے مروی ہے کہ جبریل نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے محمد! آپ بیمار ہو گئے ہیں؟ آنحضرت نے فرمایا جی ہاں! انہوں نے کہا: اللہ کے نام سے ہر اس چیز کے شر سے جو آپ کو تکلیف دینے والی ہو اور ہر نفس یا حسد کرنے والی آنکھ کے شر سے میں آپ کو دم کرتا ہوں، اللہ آپ کو شفا دے گا۔ میں اللہ کے نام سے آپ کو دم کرتا ہوں۔

٥٦٩٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هٰذَا مَا

حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا: وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: الْعَيْنُ حَقٌّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایات میں سے (ایک یہ) ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نظر کا لگ جانا حق ہے۔

۵۶۹۶۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ، وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ، وَأَحْمَدُ بْنُ خِرَاشٍ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: أَخْبَرَنَا، وقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْعَيْنُ حَقٌّ، وَلَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابَقَ الْقَدَرَ سَبَقَتْهُ الْعَيْنُ، وَإِذَا اسْتُغْسِلْتُمْ فَاغْسِلُوا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نظر کا لگ جانا حق ہے اور اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت کرنے والی ہوتی تو نظر تھی، جو اس سے سبقت کر جاتی۔ جب تم سے (بغیر علاج نظر) غسل کرنے کا مطالبہ کیا جائے تو غسل کرلو۔

تشریح:

''العین حق ''یعنی نظر بد کا لگنا حق اور ایک حقیقت ہے یہ کوئی وہم اور توہم نہیں ہے دیکھنے والے کی آنکھوں میں کبھی کوئی چیز اچھی لگتی ہے تو اس کا اثر منظور الیہ تک پہنچ جاتا ہے اور وہ متاثر ہو جاتا ہے گویا عاین کی آنکھوں سے وائرس کی صورت میں ایک مسموم زہریلا مادہ نکلتا ہے اور جراثیم کی صورت میں جا کر منظور الیہ کے جسم سے پیوست ہو جاتا ہے اور اثر کرتا ہے جس طرح بعض سانپوں کی آنکھوں میں اللہ تعالیٰ نے یہ تاثیر رکھی ہے کہ وہ اپنی نظر اور نگاہ کے ذریعہ سے منظور الیہ کی طرف اپنا زہر منتقل کر دیتا ہے جیسا پچھلے ابواب میں بعض سانپوں کے بارے میں احادیث میں مذکور ہے ہاں اگر اس وائرس اور جراثیم کے سامنے کوئی رکاوٹ موجود ہو جائے تو اس کا اثر منظور الیہ تک نہیں پہنچتا ہے مثلاً منظور الیہ کے پاس دفع نظر کی تعویذ ہو یا کوئی دوسرا وظیفہ ہو۔

معتزلہ کہتے ہیں کہ نظر بد لگنا کوئی حقیقت نہیں رکھتا ہے یہ صرف انسانی وہم ہے کیونکہ تقدیر میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہی ہوگا نظر بد کا دخل تقدیر میں نہیں ہوسکتا ہے۔ علماء حق فرماتے ہیں کہ معتزلہ کا خیال غلط ہے اور نظر کا لگنا قرآن سے ثابت ہے اور احادیث میں اس کی بڑی وضاحت ہے باقی نظر بد اور تقدیر کے درمیان کوئی تضاد نہیں بلکہ خود یہ نظر بد مقدرات الٰہیہ میں سے ہے۔

''سابق القدر ''یعنی اس کائنات میں جو کچھ ہے وہ سب تقدیر الٰہی کے دائرہ میں ہے کوئی چیز تقدیر کی گرفت سے باہر نہیں ہے

بالفرض اگر کوئی چیز ایسی ہوتی کہ وہ تقدیر کے دائرہ کو توڑ کر آگے نکل سکتی تو وہ نظر بد ہوتی لیکن تقدیر کے دائرے سے کوئی چیز باہر نہیں ہے لہٰذا نظر بد بھی تقدیر کے دائرے کے اندر ہے۔

"واذا استغسلتم" یعنی اگر کوئی شخص ایسا ہے کہ اس کی نظر لگ جاتی ہے اور لوگوں میں معروف ومشہور ہے اور اس کی نظر کسی کو لگ گئی ہے تو دیگر علاجوں کے علاوہ پیغمبر اسلام نے ایک علاج یہ بتایا ہے کہ عاین سے مطالبہ کیا جائے کہ تم غسل کر کے پانی کو ٹب وغیرہ میں محفوظ کرلو اور پھر منظور الیہ کو دیدو وہ اس پانی سے غسل کرے گا تو ٹھیک ہو جائے گا چنانچہ ایک حدیث میں اس کا تفصیلی واقعہ مذکور ہے۔

زیر بحث حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کو نظر بد لگ گئی ہے وہ اگر نظر لگانے والے سے مطالبہ کرے کہ تم غسل کر کے پانی مجھے دیدو تو اس کو فوراً ایسا کرنا چاہیے اور اس جہالت میں نہیں آنا چاہیے کہ اس میں میری بے عزتی ہے اسلام سے پہلے عرب کے لوگ اس طرح عمل کرتے تھے اسلام نے بھی اس عمل کو برقرار رکھا ہے اس میں تاثیر ہوگی ورنہ کم از کم یہ فائدہ ہوگا کہ منظور الیہ کا وہم دور ہو جائے گا کہ اب مجھ پر نظر بد کا اثر نہیں رہا۔

بَابُ السِّحْرِ

جادو کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو بیان کیا ہے

۵۶۹۷ـ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سَحَرَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهُودِيٌّ مِنْ يَهُودِ بَنِي زُرَيْقٍ، يُقَالُ لَهُ: لَبِيدُ بْنُ الْأَعْصَمِ: قَالَتْ حَتَّى كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَفْعَلُ الشَّيْءَ، وَمَا يَفْعَلُهُ، حَتَّى إِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ، أَوْ ذَاتَ لَيْلَةٍ، دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ دَعَا، ثُمَّ دَعَا، ثُمَّ قَالَ: يَا عَائِشَةُ أَشَعَرْتِ أَنَّ اللّٰهَ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ؟ جَاءَنِي رَجُلَانِ فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ، فَقَالَ الَّذِي عِنْدَ رَأْسِي لِلَّذِي عِنْدَ رِجْلَيَّ، أَوِ الَّذِي عِنْدَ رِجْلَيَّ لِلَّذِي عِنْدَ رَأْسِي: مَا وَجَعُ الرَّجُلِ؟ قَالَ: مَطْبُوبٌ، قَالَ: مَنْ طَبَّهُ؟ قَالَ: لَبِيدُ بْنُ الْأَعْصَمِ، قَالَ: فِي أَيِّ شَيْءٍ؟ قَالَ: فِي مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ، قَالَ: وَجُفِّ طَلْعَةِ ذَكَرٍ، قَالَ: فَأَيْنَ هُوَ؟ قَالَ: فِي بِئْرِ ذِي أَرْوَانَ قَالَتْ: فَأَتَاهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُنَاسٍ

مِنْ أَصْحَابِهِ، ثُمَّ قَالَ: يَا عَائِشَةُ وَاللّٰهِ لَكَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ، وَلَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ قَالَتْ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَفَلَا أَحْرَقْتَهُ؟ قَالَ: لَا أَمَّا أَنَا فَقَدْ عَافَانِي اللّٰهُ، وَكَرِهْتُ أَنْ أُثِيرَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا، فَأَمَرْتُ بِهَا فَدُفِنَتْ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر بنو زریق کے یہودیوں نے جادو کیا جسے لبید بن اعصم کہا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ خیال آتا کہ آپ فلاں کام کر رہے ہیں حالانکہ آپ وہ کام نہ کر رہے ہوتے۔ یہاں تک ایک دن یا رات میں رسول اللہ ﷺ نے دعا مانگی پھر دعا مانگی پھر دعا مانگی پھر فرمایا: اے عائشہ! کیا تو جانتی ہے کہ جو چیز میں نے اللہ تعالیٰ سے پوچھی اللہ نے وہ مجھے بتادی۔ میرے پاس دو آدمی آئے۔ ان میں سے ایک آدمی میرے سر کے پاس بیٹھ گیا اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس تھا تو اس نے میرے سر کے پاس موجود (آدمی) سے کہا کہ اس آدمی (محمد) کو کیا تکلیف ہے؟ اس نے کہا یہ جادو کیا ہوا ہے۔ اس نے کہا: کس نے جادو کیا؟ دوسرے نے کہا لبید بن اعصم نے۔ اس نے کہا: کس چیز میں جادو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا: کنگھی اور کنگھی سے جھڑنے والے بالوں میں اور کھجور کے خوشہ کے غلاف میں۔ اس نے کہا: اب وہ چیزیں کہاں ہیں؟ دوسرے نے کہا: ذی اروان کے کنوئیں میں۔ سیدہ عائشہ فرماتی ہیں پھر رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ میں سے چند لوگوں کے ساتھ اس کنوئیں پر گئے۔ پھر فرمایا: اے عائشہ! اللہ کی قسم اس کنوئیں کا پانی گویا مہندی کے رنگدار پانی کی طرح تھا اور گویا کہ کھجور کے درخت شیطانوں کے سر کی طرح دکھائی دیتے تھے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے انہیں جلا کیوں نہ دیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے مجھے عافیت عطا کر دی اور میں نے لوگوں میں فساد بھڑکانے کو ناپسند کیا۔ اس لیے میں نے حکم دیا تو انہیں دفن کر دیا گیا۔

تشریح:

سحر کی تعریف

سحر اور جادو کی ایک تعریف یہ ہے "السحر هو اخراج الباطل فی صورة الحق"۔

دوسری تعریف اس طرح ہے "کل ما دق ولطف ماخذه فهو سحر" یعنی ہر باریک اور لطیف انداز سے حاصل شدہ چیز سحر اور جادو ہے۔ گویا ہاتھ کی صفائی اور فنون لطیفہ کا اعلیٰ مظاہرہ سحر اور جادو ہے یہاں چند خارق عادت اور مافوق الفطرۃ چیزوں کا بیان کرنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے اگر چہ جلد اول میں اس کا بیان ہو چکا ہے چنانچہ خارق عادت اور مافوق العادۃ چیزیں سات ہیں۔

(۱) خارق عادت اشیاء میں سے پہلی چیز ''ارھــــاص'' ہے اگر نبی کے ہاتھ پر نبوت سے پہلے خارق عادت چیز ظاہر ہو جائے تو اس کو ارہاص کہتے ہیں گویا یہ چیز اس نبی کی آمد کا اعلان ہے جیسے نبوت سے پہلے مکہ مکرمہ میں آنحضرت ﷺ کو پتھروں کا سلام کرنا تھا۔

(۲) معجزات: اگر مدعی نبوت کے ہاتھ پر اس کی نبوت کی تصدیق کے لیے کوئی خارق عادت کا امر ظاہر ہو جائے تو وہ معجزہ کہلاتا ہے۔

(۳) کرامت: اگر کسی متبع سنت صاحب ایمان شخص کے ہاتھ پر کوئی خارق عادت امر ظاہر ہو جائے تو اس کو کرامت کہتے ہیں۔ پیغمبر کو اپنے معجزہ کا علم بھی ہو جاتا ہے اور اس کے ظہور کا قصد بھی ہوتا ہے لیکن ولی کی کرامت میں یہ شرط نہیں ہے۔

(۴) معونات: یہ وہ خارق عادت امور ہیں جو کسی متبع سنت شخص کی مدد کے لیے ظاہر ہو جائیں جیسے حالت مخمصہ میں غیب سے کھانا پینا مل جائے۔

(۵) استدراج: یہ ایسے خارق عادت امور ہیں جو کسی کافر دشمنِ خدا کے ہاتھ پر اس کے مقصود کے موافق ظاہر ہو جائیں جیسے دجال کے ہاتھ پر خوارق ظاہر ہوں گے۔

(۶) اہانت: یہ ایسے خارق عادت امور ہیں جو کسی کافر دشمن خدا کے ہاتھ پر اس کے مقصود کے خلاف ظاہر ہو جائیں تاکہ وہ ذلیل وخوار ہو جائے جیسے مسیلمہ کذاب نے یک چشم شخص کی آنکھ پر ہاتھ پھیر دیا تو دوسری آنکھ بھی ضائع ہو گئی باغ میں درختوں کی جڑوں میں کلی کر کے پانی ڈالدیا تو سارے درخت سوکھ گئے ایک بچے کے سر پر ہاتھ پھیر دیا تو اس کا حافظہ ختم ہو گیا۔

(۷) السحر: خارق عادت میں ساتویں چیز جادو ہے یہ ایسے خارق عادت امور ہیں جو کسی انسان کے ہاتھ پر منتر جنتر اور جادو کے ذریعہ ظاہر ہو جاتے ہیں۔

معتزلہ کے نزدیک جادو ایک وہم ہے اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے لیکن جمہور کے نزدیک سحر اور جادو کی ایک حقیقت ہے اور اس کی تعریف یہ ہے ''اخراج الباطل فی صورة الحق'' یا ''کل ما لطف ودقّ مأخذہ فھو سحر'' امام مالک اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک ســاحـر کافر ہے لہٰذا واجب القتل ہے۔ ائمہ احناف فرماتے ہیں کہ اگر جادو کے عمل میں ضروریات دین کا انکار ہے تو یہ کفر ہے اور اگر جادو کے عمل میں صرف شرکیہ کلمات ہیں تو یہ شرک ہے اور اگر اس میں ایسے کلمات ہوں جو اعمال حسنہ کے منافی ہیں تو یہ معصیت اور گناہ کبیرہ ہے اور اگر اس میں ایسے کلمات ہیں جو صحیح ہیں اور صحیح مقصد کے لیے اس کو استعمال کیا

جائے تو یہ مباح اور جائز ہے جیسے زوجین کے درمیان اصلاح مقصود ہو، احناف کی یہ تفصیل بہت عمدہ ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس طرح مسلمان جادو کا دنیا میں کہیں وجود بھی ہے یا صرف تصور ہے؟ کیونکہ جادو کی بنیاد خبیث اعمال وافعال اور خبیث اقوال پر قائم ہے۔

یہود نے آنحضرت پر جادو کیا

''سحر رسول الله'' آنحضرت ﷺ جب صلح حدیبیہ سے واپس مدینہ منورہ تشریف لائے تو ذوالحجہ ۶ھ میں آپ پر جادو کیا گیا اس جادو کا اثر ایسا نہیں تھا کہ جس سے شرعی احکامات میں خلل پڑتا ہو بلکہ اس کا اثر صرف جسمانی اور دنیاوی امور میں تھا آپ ﷺ کا جسم ضعیف اور بہت زیادہ کمزور رہتا تھا بسا اوقات آپ کو خیال آتا تھا کہ میں نے فلاں کام کیا ہے حالانکہ آپ نے نہیں کیا ہوتا گویا آپ پر اس جادو کی وجہ سے نسیان کا غلبہ ہوگیا تھا، ایک یہودی لبید بن اعصم کی بیٹیوں نے یہ جادو کیا تھا۔ آنحضرت ﷺ پر اس جادو کا اثر کتنے عرصے تک تھا اس سلسلہ میں روایات تین قسم پر ہیں۔

(۱) بعض روایات میں چالیس دن تک اثر باقی رہنے کا ذکر ہے (۲) بعض روایات میں چھ ماہ تک اثر باقی رہنے کا ذکر ہے۔

(۳) اور بعض روایات میں چالیس دن تک اثر باقی رہنے کا ذکر ہے۔ ان روایات میں تطبیق کی صورت اس طرح ہے کہ جادو کا زیادہ زور چالیس دن تک تھا اور درمیانہ درجہ کا اثر چھ ماہ تک تھا اور کچھ کچھ اثر ایک سال تک تھا۔ اس حدیث سے ایک بات تو یہ ثابت ہوگئی کہ جادو ایک واقعاتی حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا، یہ کوئی خیالی تصور نہیں بلکہ اس حقیقت سے انبیاء بھی متاثر ہوسکتے ہیں،

معتزلہ نے سحر کا انکار کیا ہے، یہ ان کی بدعات میں سے ایک بدعت ہے اور ان کے باطل عقائد میں سے ایک باطل عقیدہ ہے، اس حدیث سے دوسری بات یہ ثابت ہوگئی کہ انبیاء کرام انسان اور بشر تھے جو بیماری کسی انسان کو متاثر کرسکتی ہے وہ انبیاء کرام کو بھی متاثر کرتی ہے البتہ انبیاء کرام پر ایسی بیماری نہیں آتی جو انسان کے لیے باعث عار یا باعث نفرت وحقارت ہو۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ انبیاء کرام پر جادو ہونے کے بارے میں لکھتے ہیں۔''لان السحر انما یعمل فی ابدانھم وھم بشر یجوز علیھم من العلل والامراض ما یجوز علی غیرھم ''۔ملا علی قاری مزید لکھتے ہیں: وفائدۃ الحلول (ای حلول السحر) تنبیه علی ان ھذا بشر مثلکم وعلی ان السحر تاثیرہ حق فانه اذا اثر فی اکمل الانسان فکیف بغیرہ (مرقات ج ۱۰ ص ۲۱۷)

''ودعاہ'' تاکید کے لیے تکرار ہے یعنی اللہ سے مانگا اور مسلسل مانگا۔''مطبوب'' ای ھو مسحور، یعنی ان پر جادو کیا گیا ہے۔''من طبه'' یعنی یہ جادو کس نے کیا ہے؟ مطبوب اور طب، یہ طب بمعنی علاج ہے، جادو کو طب بطور تفاؤل کہا گیا ہے کہ اس کا علاج گویا ہو گیا ہے جس طرح سانپ کے ڈسے ہوئے آدمی کو سلیم کہتے ہیں یعنی یہ صحیح سالم اور محفوظ ہے۔

''الیھودی'' اس شخص کا کردار ضرور ہوگا اصل محرک یہی خبیث ہوگا مگر اس نے اپنی بیٹیوں کو اس کام پر لگایا ہوگا اسی لیے قرآن کریم میں ''ومن شر النفاثات'' آیت میں جادو کی نسبت عورتوں کی طرف کی گئی ہے مگر اس حدیث میں جادو کی ذمہ داری اس شخص پر ڈالی گئی ہے۔

''فبما ذا'' یعنی یہ جادو کس چیز اور کس ذریعہ سے کیا گیا ہے ''مشط'' میم پر ضمہ ہے شین ساکن بھی ہے اور اس پر ضمہ بھی پڑھا جاتا ہے، کنگھی کو کہتے ہیں ''مشــاطة'' کنگھی کرتے وقت جو بال نیچے گر جاتے ہیں یا کنگھی کے بیچ میں پھنس جاتے ہیں اس کو مشاطہ کہتے ہیں۔''جف'' بالکل ابتداء میں جب کھجور کا خوشہ آتا ہے تو اس میں کلیاں ہوتی ہیں، پھول ہوتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ اس پر خول اور غلاف بھی آتے ہیں تو جف اسی خول اور غلاف کو کہتے ہیں، جیم پر ضمہ ہے اور فا پر شد ہے۔

''طلعة'' یہ کلی اور شگوفہ کو کہتے ہیں یہ شگوفے نر کھجور کے درخت میں بھی ہوتے ہیں اور مادہ میں بھی ہوتے ہیں، اس فرق کو ظاہر کرنے لیے فرمایا کہ نر کھجور کے شگوفے کے غلاف میں جادو کیا گیا ہے، نر کھجور کو استعمال کیا گیا ہے۔

''بئر ذروان'' ایک روایت میں بئر ذی روان بھی ہے دونوں صحیح ہیں، مدینہ منورہ میں ایک شخص ابو زریق کے باغ کے اندر یہ کنواں تھا۔ ''وھی بئر فی المدینه فی بستان ابی زریق''(مرقات)

''نقاعة الحناء'' یعنی اس کنوئیں کا پانی اس طرح سرخ ہو گیا تھا جس طرح مہندی کا شیرہ ہوتا ہے جو سرخ تر ہوتا ہے۔

''نخلھا'' یعنی کھجور کے خوشے وحشت ناک تھے نخل سے باغ کے کھجور کے درخت مراد نہیں بلکہ وہی خوشہ مراد ہے جس کو جادو میں استعمال کیا گیا تھا۔''رؤس الشیاطین'' یعنی وحشت ودہشت اور کراہت وقباحت میں وہ خوشہ شیطان کے سر کے سروں کی طرح تھا۔ عرب لوگ جب کسی چیز کی شدید قباحت اور وحشت بیان کرتے تھے تو اس کی تشبیہ شیطان کے سر کے ساتھ دیتے نیز شیطان کے سر کا اطلاق سانپوں پر بھی ہوتا ہے بہر حال جو کچھ بھی ہو مگر ایک ڈراونا منظر سمجھا یا جا رہا ہے، ان خوشوں پر ایک تو جادو کا اثر بھی تھا اور دیر تک پانی میں دبائے رکھنے کا اثر بھی تھا اس لیے یہ کراہت وقباحت کا مجموعہ بن گئے تھے۔

اس واقعہ سے متعلق حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت بھی ہے اس میں یہ تفصیل ہے کہ اس کنوئیں کا اطلاع ملنے

پر آنحضرت ﷺ نے حضرت علی اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو اس کنوئیں کی طرف بھیجا تا کہ جادو کی یہ چیزیں نکال لائیں جب ان حضرات نے کھجور کا وہ خوشہ کنوئیں سے نکالا تو اس کے خول میں موم کا بنا ہوا ایک مجسمہ اور پُتلا ملا، یہ آنحضرت ﷺ کا مجسمہ تھا اس مجسمہ میں سوئیاں چبھوئی ہوئی تھیں اور ہر سوئی کے اوپر ایک ڈورا تھا جو مجسمہ سے لپیٹا گیا تھا جس میں گیارہ گرہیں لگی ہوئی تھیں۔ حضرت جبرئیل نے ان گیارہ گرہوں پر معوذتین پڑھنا شروع کیا، معوذتین کی آیتیں بھی گیارہ ہیں ایک ایک آیت پر حضرت جبرئیل ایک ایک گرہ کھولتے تھے اور مجسمہ سے سوئی بھی نکالتے تھے چنانچہ آنحضرت ﷺ کو اس سے ایسی تسکین حاصل ہو جاتی تھی گویا بندھی ہوئی رسی سے آپ کی خلاصی ہو جاتی ہے، کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ خود بھی اس کنوئیں پر گئے تھے مگر اندر نہیں گئے کچھ فاصلہ پر رہے آنحضرت ﷺ نے اس یہودی کے خلاف کوئی کاروائی نہیں کی بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں فتنہ ابھارنا نہیں چاہتا۔

اس حدیث میں فرشتوں کا آکر آپ کی بیماری بتلانا پھر اس کنوئیں کی نشاندہی کرنا ایک قسم معجزہ کا ظہور تھا، پھر معوذتین کا نازل ہونا اور جبرئیل امین کا دم کرنا اور آپ کا ٹھیک ہونا یہ دوسری قسم کے معجزہ کا ظہور تھا۔

٥٦٩٨ـ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سُحِرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَاقَ أَبُو كُرَيْبٍ الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ، نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ، وَقَالَ فِيهِ: فَذَهَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْبِئْرِ، فَنَظَرَ إِلَيْهَا وَعَلَيْهَا نَخْلٌ، وَقَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَأَخْرِجْهُ، وَلَمْ يَقُلْ: أَفَلَا أَحْرَقْتَهُ؟ وَلَمْ يَذْكُرْ فَأَمَرْتُ بِهَا فَدُفِنَتْ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا گیا۔ باقی حدیث گزر چکی یعنی حسب سابق ہے۔ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کنوئیں کی طرف گئے۔ اس کی طرف دیکھا تو اس کنوئیں پر کھجور کے درخت تھے۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ اسے نکال لیں۔ اور ابن نمیر نے یہ جملہ ذکر نہیں کیا کہ آپ ﷺ نے اسے کیوں نہ جلا دیا، اور نہ ہی آخری جملہ مذکور ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے انہیں دفن کرنے کا حکم فرمایا۔

بَابُ السُّمِّ

یہود کی طرف سے آنحضرت کو زہر دینے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

۵۶۹۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ امْرَأَةً يَهُودِيَّةً أَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ مَسْمُومَةٍ، فَأَكَلَ مِنْهَا، فَجِيءَ بِهَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلَهَا عَنْ ذَلِكَ؟ فَقَالَتْ: أَرَدْتُ لِأَقْتُلَكَ، قَالَ: مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُسَلِّطَكِ عَلَى ذَاكِ قَالَ: أَوْ قَالَ عَلَيَّ قَالَ قَالُوا: أَلَا نَقْتُلُهَا؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَمَا زِلْتُ أَعْرِفُهَا فِي لَهَوَاتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

صحابی رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس بکری کا زہر آلود گوشت لائی اور آپ ﷺ نے اس میں سے کھالیا۔ پھر اس عورت کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا گیا تو آپ ﷺ نے اس سے اس (زہر کے) بارے میں پوچھا تو اس نے کہا: میں نے آپ کو (معاذ اللہ) قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تجھے اس بات پر قدرت نہیں دے گا یا یہ فرمایا: اللہ تجھے مجھ پر قدرت نہ دے گا۔ صحابہؓ نے عرض کیا: کیا ہم اسے قتل نہ کر دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! حضرت انس کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے حلق کے کوے میں ہمیشہ اس زہر کو دیکھتا تھا۔

تشریح:

''امرأة یهودیة'' اس عورت کا نام زینب بنت الحارث تھا جو سلام بن مشکم یہودی کی بیوی تھی خیبر جب فتح ہوا اور یہود نے میدان ہار لیا تو وہ عورتوں کی طرح بزدلانہ حرکتوں پر اتر آئے اور اس یہودیہ عورت کو تیار کیا اس نے بکری کی دستی بھون لی اور اس میں زہر ملا دیا اور آنحضرت کو کھلا دیا زہر کا کچھ اثر آنحضرت پر ہوا بکری کی دستی نے بتا دیا کہ مجھ میں زہر ہے۔ آنحضرت کے ساتھ ایک صحابی بشر بن براء نے بھی کھالیا وہ شہید ہو گئے آنحضرت کے زہر کے اثر کو اللہ تعالیٰ نے روک لیا وفات کے وقت اس کا اثر ظاہر ہو گیا جس سے آپ شہید ہو گئے اس عورت کو آنحضرت نے معاف کیا لیکن جب بشر بن براء صحابی شہید ہو گئے تو پھر قصاص میں یہ عورت ماری گئی۔ ''لهوات'' یہ لهاة کی جمع ہے حلق کے پاس تالو کو کہتے ہیں لٹکنے والے کوے کو کہتے ہیں اس میں کبھی کبھی زہر کے اثر سے بیماری عارض ہوتی تھی۔

۵۷۰۰۔ وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ زَيْدٍ، سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ، أَنَّ يَهُودِيَّةً جَعَلَتْ سَمًّا فِي لَحْمٍ، ثُمَّ أَتَتْ بِهِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِنَحْوِ حَدِيثِ خَالِدٍ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی عورت نے گوشت میں زہر ملا دیا پھر اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لائی۔ باقی حدیث مبارکہ حضرت خالد بن حارث کی روایت کردہ حدیث کی مثل ہے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ رُقْيَةِ الْمَرِيضِ

مریض کو دم کرنا مستحب ہے

اس باب میں امام مسلم نے سات احادیث کو بیان کیا ہے

۵۷۰۱۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وقَالَ: زُهَيْرٌ وَاللَّفْظُ لَهُ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا اشْتَكَى مِنَّا إِنْسَانٌ، مَسَحَهُ بِيَمِينِهِ، ثُمَّ قَالَ: أَذْهِبِ الْبَاسَ، رَبَّ النَّاسِ، وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا فَلَمَّا مَرِضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَقُلَ، أَخَذْتُ بِيَدِهِ لِأَصْنَعَ بِهِ نَحْوَ مَا كَانَ يَصْنَعُ، فَانْتَزَعَ يَدَهُ مِنْ يَدِي، ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَاجْعَلْنِي مَعَ الرَّفِيقِ الْأَعْلَى قَالَتْ: فَذَهَبْتُ أَنْظُرُ، فَإِذَا هُوَ قَدْ قَضَى

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہم میں سے جب کوئی بیمار ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس پر اپنا دائیاں ہاتھ پھیرتے پھر فرماتے: "تکلیف کو دور کر دے اے لوگوں کے پروردگار شفاء دے تو ہی شفاء دینے والا ہے۔ تیری شفاء کے علاوہ کوئی شفاء نہیں ہے۔ ایسی شفاء عطا فرما کہ کوئی بیماری باقی نہ رہے۔ جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے اور بیماری شدید ہوگئی تو میں نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑا تاکہ میں بھی آپ ﷺ کے ہاتھ سے اسی طرح کروں جس طرح آپ فرمایا کرتے تھے تو آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ سے کھینچ لیا پھر فرمایا: اے اللہ! میری مغفرت فرما اور مجھے رفیق اعلیٰ کے ساتھ کر دے۔ سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں: میں نے آپ کی طرف دیکھنا شروع کیا تو آپ ﷺ واصل الی اللہ ہو چکے تھے۔

تشریح:

''لا شفاء الا شفاء ک'' اس حدیث سے اور اس سے پہلے حدیث سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہوگئی کہ جب کسی کو بیماری لاحق ہو جائے تو علاج معالجہ اور دوا استعمال کرنا مستحب ہے جس طرح مرض کا لاحق ہونا تقدیر الٰہی کے تابع ہے اسی طرح دوائی اور ازالہ مرض کا کوئی بھی جائز ذریعہ بھی تقدیر الٰہی کے تابع ہے۔ ''فانتزع یده'' یعنی آنحضرت نے میرے ہاتھوں سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔

سوال: یہاں یہ سوال ہے کہ دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت جب تندرست تھے تو خود اپنے ہاتھوں پر دم کر کے اپنے بدن مبارک پر ملتے تھے لیکن جب جسم بھاری ہو گیا تو میں ان کے ہاتھوں پر پڑھ کر دم کرتی تھی اور ان کے ہاتھوں کو ان کے جسم مبارک پر پھیرتی تھی لیکن یہاں حدیث میں ہے کہ آنحضرت نے عائشہؓ کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا یہ بظاہر تعارض ہے۔

جواب: اس کا جواب شارحین نے یہ دیا ہے کہ زیر بحث حدیث کا واقعہ بالکل آخری وقت کا ہے گویا دم کا سلسلہ ختم کر دیا گیا اور آنحضرت کا انتقال ہو گیا۔

''الرفیق الاعلی'' اس سے ملاء اعلی مراد ہے جس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے مراد ہو سکتے ہیں اس جملہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ عمر کی آخری بات تھی آنحضرت نے امت کے لیے آخری پیغام ان کلمات سے دیا اور فرمایا ''الصلوة وما ملکت ایمانکم'' اور پھر اپنے لیے آخری جملے ارشاد فرمائے جو اس حدیث میں مذکور ہیں ''فقضی'' یعنی آپ کا انتقال ہو چکا تھا۔ ای توفی ومات۔

۵۷۰۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، ح وحَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، كِلَاهُمَا، عَنْ شُعْبَةَ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ، عَنْ سُفْيَانَ، كُلُّ هَؤُلَاءِ عَنِ الْأَعْمَشِ، بِإِسْنَادِ جَرِيرٍ، فِي حَدِيثِ هُشَيْمٍ، وَشُعْبَةَ: مَسَحَهُ بِيَدِهِ، قَالَ وَفِي حَدِيثِ الثَّوْرِيِّ: مَسَحَهُ بِيَمِينِهِ، وَقَالَ فِي عَقِبِ حَدِيثِ يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، قَالَ: فَحَدَّثْتُ بِهِ مَنْصُورًا، فَحَدَّثَنِي عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ بِنَحْوِهِ

ان اسناد سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا روایت ہی کی طرح مروی ہے۔ البتہ شعبہ کی روایت کردہ حدیث میں یہ ہے کہ

آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ پھیرا اور حضرت ثوری کی روایت کردہ حدیث میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ پھیرا۔

۵۷۰۳۔ وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ إِذَا عَادَ مَرِيضًا يَقُولُ: أَذْهِبِ الْبَاسَ، رَبَّ النَّاسِ، اشْفِهِ أَنْتَ الشَّافِي، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی مریض کی عیادت کرتے تو فرماتے: اذهب الباس رب الناس اشفه انت الشافي لا شفاء الا شفاء ک شفاء لا يغادر سقما:

۵۷۰۴۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى الْمَرِيضَ يَدْعُو لَهُ قَالَ: أَذْهِبِ الْبَاسَ، رَبَّ النَّاسِ، وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ: فَدَعَا لَهُ، وَقَالَ: وَأَنْتَ الشَّافِي

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی مریض کے پاس اس کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے تو فرماتے: اذهب الباس رب الناس واشف... اور حضرت ابوبکر کی روایت کردہ حدیث میں یہ ہے کہ آپ ﷺ اس کے لیے دعا کرتے تو فرماتے: تو ہی شفا دینے والا ہے۔

۵۷۰۵۔ وحَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، وَمُسْلِمِ بْنِ صُبَيْحٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ، وَجَرِيرٍ

اس سند سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا حدیث ابی عوانہ و جریر کی طرح مروی ہے۔

۵۷۰۶۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْقِي بِهَذِهِ الرُّقْيَةِ أَذْهِبِ الْبَاسَ، رَبَّ النَّاسِ، بِيَدِكَ الشِّفَاءُ، لَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا أَنْتَ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کلمات کے ذریعہ دم کیا کرتے

تھے۔ اذھب الباس رب الناس واشف.. اے لوگوں کے پروردگار! تکلیف کو دور کردے، شفاء تیرے ہاتھ میں ہے۔ تیرے سوا مصیبت کو دور کرنے والا کوئی نہیں۔

۵۷۰۷۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ كِلَاهُمَا، عَنْ هِشَامٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

ان دونوں اسناد سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا روایت ہی کی طرح مروی ہے۔

بَابُ رُقْيَةِ الْمَرِيضِ بِالْمُعَوِّذَاتِ

مریض کو معوذات سے دم کرنے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چھ احادیث کو بیان کیا ہے

۵۷۰۸۔ حَدَّثَنِي سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ، وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَرِضَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِهِ نَفَثَ عَلَيْهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ، فَلَمَّا مَرِضَ مَرَضَهُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، جَعَلْتُ أَنْفُثُ عَلَيْهِ وَأَمْسَحُهُ بِيَدِ نَفْسِهِ، لِأَنَّهَا كَانَتْ أَعْظَمَ بَرَكَةً مِنْ يَدِي وَفِي رِوَايَةِ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ: بِمُعَوِّذَاتٍ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے گھر والوں میں سے جب کوئی بیمار ہوتا تو آپ ﷺ سورۃ الاعلیٰ سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھ کر اس پر پھونک مارتے یعنی دم کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ اس بیماری میں مبتلا ہوئے جس میں آپ ﷺ کی وفات ہوگئی تو میں نے آپ کو دم کرنا چاہا اور آپ کے ہاتھ کو ہی آپ ﷺ پر پھیرنا شروع کیا کیونکہ آپ ﷺ کا ہاتھ میرے ہاتھ سے زیادہ بابرکت تھا۔

۵۷۰۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اشْتَكَى يَقْرَأُ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ، وَيَنْفُثُ، فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُهُ كُنْتُ أَقْرَأُ عَلَيْهِ، وَأَمْسَحُ عَنْهُ بِيَدِهِ، رَجَاءَ بَرَكَتِهَا

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ جب بیمار ہوئے تو آپ ﷺ نے سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھ کر خود ہی دم کرنا شروع کردیا۔ جب آپ ﷺ کی تکلیف زیادہ بڑھ گئی تو میں یہ سورتیں آپ ﷺ پر پڑھتی تھی اور آپ ﷺ کے ہاتھ کی برکت کی وجہ سے آپ ﷺ پر پھیرتی تھی۔

۵۷۱۰۔ وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، وَحَرْمَلَةُ، قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا رَوْحٌ، ح وَحَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ كِلَاهُمَا، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي زِيَادٌ كُلُّهُمْ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، بِإِسْنَادِ مَالِكٍ، نَحْوَ حَدِيثِهِ، وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ أَحَدٍ مِنْهُمْ: رَجَاءَ بَرَكَتِهَا، إِلَّا فِي حَدِيثِ مَالِكٍ، وَفِي حَدِيثِ يُونُسَ، وَزِيَادٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اشْتَكَى نَفَثَ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَمَسَحَ عَنْهُ بِيَدِهِ

ان اسناد سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا روایت کی طرح مروی ہے۔ البتہ حضرت مالک کی سند کے علاوہ کسی نے ''آپ ﷺ کے ہاتھ کی برکت کی امید سے'' کے الفاظ نقل نہیں کیے اور حضرت یونس اور زیاد کی روایت کردہ حدیث میں یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ جب بیمار ہوئے تو آپ ﷺ نے معوذات کے ذریعہ اپنے اوپر دم کیا اور اپنا ہاتھ پھیرا۔

۵۷۱۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الرُّقْيَةِ؟ فَقَالَتْ: رَخَّصَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لِأَهْلِ بَيْتٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي الرُّقْيَةِ مِنْ كُلِّ ذِي حُمَةٍ

حضرت اسود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ سے دم کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے انصار میں سے ایک گھر والوں کو دم کرنے کی اجازت دی تھی۔ ہر زہریلے جانور کے ڈنک مارنے سے۔

۵۷۱۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: رَخَّصَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ بَيْتٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فِي الرُّقْيَةِ، مِنَ الْحُمَةِ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انصار کے ایک گھر والوں کو زہریلے جانور کے ڈنک مارنے کی تکلیف میں دم کرنے کی اجازت دی تھی۔

تشریح:

''فی الرقیة ''یعنی آنحضرت نے مریض کو اس کی اجازت دیدی کہ وہ بیماری کیلئے دم درود اور جائز جھاڑ پھونک کرسکتا ہے۔
''ذی حمة ''یعنی ہر قسم زہریلے جانور کے زہر میں دم کرسکتا ہے زہر سانپ میں ہوتا ہے بچھو میں ہوتا ہے اور ڈھیموں میں ہوتا ہے ان اشیاء کے ڈنگ مارنے کے بعد مریض جھاڑ پھونک اور دم کرسکتا ہے یہ لفظ گزشتہ روایت میں ہے ''ای کل ذات سم''

۵۷۱۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي عُمَرَ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اشْتَكَى الْإِنْسَانُ الشَّيْءَ مِنْهُ، أَوْ كَانَتْ بِهِ قَرْحَةٌ أَوْ جُرْحٌ، قَالَ: النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِصْبَعِهِ هَكَذَا، وَوَضَعَ سُفْيَانُ سَبَّابَتَهُ بِالْأَرْضِ، ثُمَّ رَفَعَهَا بِاسْمِ اللَّهِ، تُرْبَةُ أَرْضِنَا، بِرِيقَةِ بَعْضِنَا، لِيُشْفَى بِهِ سَقِيمُنَا، بِإِذْنِ رَبِّنَا قَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ: يُشْفَى وقَالَ زُهَيْرٌ لِيُشْفَى سَقِيمُنَا

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب کسی انسان کے کسی عضو میں کوئی تکلیف ہوتی یا پھوڑا یا زخم ہوتا تو نبی ﷺ اپنی انگلی اس طرح رکھتے اور حضرت سفیان نے اپنی شہادت کی انگلی زمین پر رکھی پھر اسے اٹھا کر فرمایا: باسم اللہ تربة ''اللہ عزوجل کے نام سے ہماری زمین کی مٹی، ہم میں سے کسی کے لعاب سے، ہمارے رب عزوجل کے حکم سے ہمارا مریض شفاء پائے گا'' اور حضرت زہیر کی روایت کردہ حدیث میں ہے تاکہ ہمارے مریض کو شفاء دی جائے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ الرُّقْيَةِ مِنَ الْعَيْنِ وَالنَّمْلَةِ وَالْحُمَةِ

نظر لگنے پھنسی اور زہر کے لیے دم کرنا مستحب ہے

اس باب میں امام مسلم نے بارہ احادیث کو بیان کیا ہے

۵۷۱٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ، وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُمَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، عَنْ مِسْعَرٍ، حَدَّثَنَا مَعْبَدُ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ شَدَّادٍ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُهَا أَنْ تَسْتَرْقِيَ مِنَ الْعَيْنِ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ انہیں (حضرت عائشہ) نظر بد سے دم کرانے کی اجازت دیتے تھے۔

تشریح:

''ان نسترقی'' سین اور ت طلب کے لیے ہے استرقاء دم درود کے لیے کسی کو بلانا اور اس سے دم کرانا۔ ''من العین'' نظر بد سے دم کے ذریعہ علاج کرنا مراد ہے ''الحمة'' بچھو وغیرہ حشرات الارض کے ڈنگ مارنے سے جو زہر جسم میں اترتا ہے اس زہر

کو کہتے ہیں کسی نے اس کا ترجمہ بخار سے کیا ہے جو صحیح معلوم نہیں ہوتا ہے۔ ''النملة'' پہلو میں چھوٹے دانے نکل آتے ہے جس کو پھنسی کہتے ہیں وہ مراد ہیں۔ ''النظرة'' نظر بد لگنے کو کہتے ہیں العین اور النظرة ایک ہی چیز ہے مگر افسوس ہے کہ علامہ نووی نے عنوان میں النظرة بھی ذکر کیا ہے میں نے چھوڑ دیا ہے کیونکہ محض تکرار تھی ترجمہ مشکل ہو رہا تھا۔ کچھ ترجموں میں یرقان کا ترجمہ ملتا ہے نہ معلوم وہ کس لفظ کا ترجمہ ہے شاید غلط ہے۔ الحمۃ کو یرقان کہہ یا سبحان اللہ۔

۵۷۱۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ، مِثْلَهُ

اس سند سے بھی یہ حدیث مبارکہ مذکورہ بالا روایت کی طرح مروی ہے۔

۵۷۱۶۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنِي أَنْ أَسْتَرْقِيَ مِنَ الْعَيْنِ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مجھے نظر بد سے دم کرانے کا حکم دیتے تھے۔

۵۷۱۷، وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، فِي الرُّقَى قَالَ: رُخِّصَ فِي الْحُمَةِ وَالنَّمْلَةِ وَالْعَيْنِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دم کرنے کے بارے میں روایت منقول ہے کہ انہوں نے کہا: زہر، پہلو کے پھوڑے اور نظر بد میں دم کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

۵۷۱۸۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنْ سُفْيَانَ، ح وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، حَدَّثَنَا حَسَنٌ وَهُوَ ابْنُ صَالِحٍ، كِلَاهُمَا عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: رَخَّصَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرُّقْيَةِ مِنَ الْعَيْنِ، وَالْحُمَةِ، وَالنَّمْلَةِ وَفِي حَدِيثِ سُفْيَانَ: يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ

صحابی رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نظر بد، زہر اور پھوڑے میں دم کرنے کی اجازت دی تھی۔

۵۷۱۹۔ حَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ الزُّبَيْدِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لِجَارِيَةٍ فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رَأَى بِوَجْهِهَا سَفْعَةً، فَقَالَ: بِهَا نَظْرَةٌ، فَاسْتَرْقُوا لَهَا يَعْنِي بِوَجْهِهَا صُفْرَةً

حضرت زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ام المؤمنین ام سلمہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لڑکی کو ام المؤمنین ام سلمہ کے گھر میں دیکھا جس کے چہرے پر چھائیاں تھیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ نظر بد کی وجہ سے ہے۔ پس اسے دم کرواؤ۔ اس کے چہرے پر زردی یرقان کی تھی۔

تشریح:

''سفعه'' سین پر زبر ہے عین ساکن ہے ف پر زبر ہے چہرے کے سیاہ دھبوں کو کہتے ہیں روایت میں راوی نے کہا کہ چہرہ کی پیلاہٹ کو کہتے ہیں۔ ای وهی الصفرة وقال ابن قتيبة هی لون يخالف الوجه یہ تفسیر زیادہ بہتر ہے اگلی روایت میں ''اجسام ضارعة'' کا لفظ آیا ہے جو کمزوری کے معنی میں ہے'' ای اجسام ضعيفة نحيفة ۔ حضرت جعفر کی اولاد مراد ہیں اسماء بنت عمیس سے تھی۔

۵۷۲۰۔ حَدَّثَنِي عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: وَأَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِآلِ حَزْمٍ فِي رُقْيَةِ الْحَيَّةِ، وَقَالَ لِأَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ: مَا لِي أَرَى أَجْسَامَ بَنِي أَخِي ضَارِعَةً تُصِيبُهُمُ الْحَاجَةُ قَالَتْ: لَا، وَلَكِنِ الْعَيْنُ تُسْرِعُ إِلَيْهِمْ، قَالَ: ارْقِيهِمْ قَالَتْ: فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: ارْقِيهِمْ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے آل حزم کو سانپ کے ڈنک میں دم کرنے کی اجازت دی تھی اور آپ ﷺ نے اسماء بنت عمیس سے کہا: کیا بات ہے کہ میں اپنے بھائی یعنی حضرت جعفرؓ کے بیٹوں کے جسموں کو دبلا پتلا دیکھ رہا ہوں۔ کیا انہیں فقر و فاقہ رہتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں بلکہ نظر بد انہیں بہت جلد لگ جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انہیں دم کرو۔ انہوں نے کہا میں نے آپ ﷺ کے سامنے چند کلمات پیش کیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا انہیں دم کرو۔

۵۷۲۱۔ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: أَرْخَصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رُقْيَةِ الْحَيَّةِ لِبَنِي عَمْرٍو قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ: وَسَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ: لَدَغَتْ رَجُلًا مِنَّا عَقْرَبٌ، وَنَحْنُ جُلُوسٌ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرْقِي؟ قَالَ: مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بنی عمرو کو سانپ کے ڈسنے پر دم کرنے کی اجازت دی تھی اور ابوزبیر نے کہا: میں نے جابر بن عبداللہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ ہم میں سے ایک آدمی کو بچھو نے ڈس لیا جب کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں دم کروں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جو اپنے بھائی کو فائدہ پہنچانے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اسے فائدہ پہنچادے۔

۵۷۲۲۔ وحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى الْأُمَوِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَرْقِيهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَلَمْ يَقُلْ: أَرْقِي

اس سند سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا روایت کی طرح مروی ہے فرق یہ ہے کہ قوم میں سے ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اسے دم کروں؟ یہ نہیں کہ میں دم کروں۔

۵۷۲۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كَانَ لِي خَالٌ يَرْقِي مِنَ الْعَقْرَبِ، فَنَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرُّقَى، قَالَ: فَأَتَاهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّكَ نَهَيْتَ عَنِ الرُّقَى، وَأَنَا أَرْقِي مِنَ الْعَقْرَبِ، فَقَالَ: مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرے ایک ماموں بچھو کے ڈسنے کا دم کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے دم کرنے سے روک دیا۔ اس نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے دم کرنے سے روک دیا ہے اور میں بچھو کے ڈسنے کا دم کرتا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جو اپنے بھائی کو فائدہ پہنچانے کی استطاعت رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ فائدہ پہنچادے۔

۵۷۲۴۔ وَحَدَّثَنَاهُ عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

اس سند سے بھی یہ حدیث مبارکہ مذکورہ بالا روایت کی طرح مروی ہے۔

۵۷۲۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرُّقَى، فَجَاءَ آلُ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهُ كَانَتْ عِنْدَنَا رُقْيَةٌ نَرْقِي بِهَا مِنَ الْعَقْرَبِ، وَإِنَّكَ نَهَيْتَ عَنِ الرُّقَى، قَالَ:

فَعَرَضُوهَا عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَا أَرَى بَأْسًا مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَنْفَعْهُ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دم کرنے منع کر دیا تھا۔عمرو بن حزم کی آل نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارے پاس ایک دم ہے جس کے ذریعے ہم بچھو کے ڈسنے پر دم کرتے ہیں اور آپ ﷺ نے تو دم کرنے سے منع فرمایا ہے۔راوی کہتا ہے کہ پھر انہوں نے اس دم کو آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس دم کے الفاظ میں کوئی قباحت نہیں پاتا۔تم میں سے جو کوئی اپنے بھائی کو فائدہ پہنچانے کی طاقت رکھتا ہو تو وہ اسے فائدہ پہنچائے۔

تشریح:

"رقیة" دم منتر جنتر اور جھاڑ پھونک سب پر رقیہ کا اطلاق ہوتا ہے"من العقرب "عقرب بچھو کو کہتے ہیں جاہلیت میں بچھو کے ڈنگ مارنے کا جو منتر ہوتا تھا اس کے الفاظ یہ ہیں "شجة قرنية ملحة بحر قفطا" (رواہ الطبرانی و مجمع الزوائد)

اس باب میں آنحضرت کے وہ الفاظ بھی منقول ہیں جس سے آپ نے پھوڑے وغیرہ اور دانوں اور مریض انسان کو دم کیا ہے وہ یہ ہیں:"بسم الله تربة ارضنا بريقة بعضنا ليشفىٰ به سقيمنا باذن ربنا" مدینہ کی مٹی مراد ہے یا مطلق مٹی مراد ہے۔

"وانک نهيت "یعنی آپ نے دم اور جھاڑ پھونک سے منع کیا ہے اس سے اس حکم کی طرف اشارہ ہے جس میں آنحضرت نے شرکیہ تعویذات سے منع فرمایا تھا الفاظ یہ ہیں"ان الرقى والتمائم والتولة شرک "اب جن وظائف اور تعویذات میں شرکیہ کلمات نہیں یا غیر معروف مبہم الفاظ نہیں وہ جائز ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کی حدیث سے واضح طور پر ثابت ہے کہ کاغذ پر لکھی ہوئی تعویذ گلے میں ڈالنا جائز ہے۔

"وقد اخرج ابن ابى شيبة فى مصنفه عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا فزع احدكم فى نومه فليقل بسم الله اعوذ بكلمات الله التامة من غضبه وسوء عقابه ومن شر عباده ومن شر الشياطين وان يحضرون فكان عبدالله (بن عمرو) يعلمها ولده من ادرک منهم ومن لم يدرک كتبها وعلقها عليه "(رواہ مشکوۃ)

واخرج ابن ابى شيبة ايضا عن ابى عصمة قال سألت سعيد بن المسيب عن التعويذ فقال لا باس اذا كان فى اديم (ابن ابى شيبة)

عسر ولادت کے لیے مجرب تعویذ

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنے فتاویٰ میں سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ایک اثر نقل کیا ہے الفاظ یہ ہیں:

قال عبدالله بن احمد قرأت علی ابی قال حدثنا یعلی بن عبید قال حدثنا سفیان عن محمد بن ابی لیلیٰ عن الحکم عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی الله عنه قال اذا عسر علی المرأة ولادتها فلیکتب بسم الله لا اله الا الله الحلیم الکریم سبحان الله رب العرش العظیم الحمد لله رب العالمین کانهم یوم یرونها لم یلبثوا الا عشیة او ضحاها کأنهم یوم یرون ما یوعدون لم یلبثوا الا ساعة من نهار بلاغ فهل یهلک الا القوم الفاسقون .

ثم اخرج ابن تیمیه رحمه الله اثر ابن عباس هذا من طریق آخر وقال فی اخره قال علی یعنی ابن الحسن بن شقیق راوی الاثر یکتب فی کاغذة فیعلق علی عضد المرأة قال علی وقد جربناه فلم نر شیئا اعجب منه فاذا وضعت تحله سریعا (تکمله فتح الملهم ج ۴ ص ۳۱۴)

بہرحال تعویذات کا کاروبار نہیں بنانا چاہیے اکثر تعویذ گر لوگ پریشان رہتے ہیں اور پیسہ دینے والے ان سے لڑتے رہتے ہیں ایک عالم کی علمی حیثیت اور عالم کی شان باقی نہیں رہتی ہے تاہم ضرورت کی حد تک عوام الناس کو فائدہ پہنچانا تو بہت اچھی بات ہے جس طرح اس حدیث میں ہے لیکن خیر خواہی مطلوب ہے۔

بَابُ لَا بَأْسَ بِالرُّقَى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ شِرْكٌ

جھاڑ پھونک میں شرک نہ ہوتو جائز ہے

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کوذکر کیا ہے

۵۷۲۶ ـ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، قَالَ: كُنَّا نَرْقِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ تَرَى فِي ذٰلِكَ فَقَالَ: اعْرِضُوا عَلَيَّ رُقَاكُمْ، لَا بَأْسَ بِالرُّقَى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ شِرْكٌ

حضرت عوف بن مالک اشجعی سے مروی ہے کہ ہم جاہلیت میں دم کیا کرتے تھے۔ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ اس بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم کلمات دم میرے سامنے پیش کرو اور ایسے دم میں کوئی

حرج نہیں جس میں (الفاظ) شرک نہ ہوں۔

تشریح:

"مالم یکن فیه شرک" ابتدائی مباحث میں تفصیل سے لکھا گیا ہے کہ کونسے جھاڑ پھونک جائز ہے اور کونسے ناجائز ہے۔

چھ آیات شفاء

حکایت: شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات میں اس حدیث کے تحت ایک قصہ لکھا ہے کہ شیخ ابوالقاسم قشیری رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ میرا بچہ شدید بیمار ہوا یہاں تک کہ ہم ان کی زندگی سے مایوس ہو گئے اسی دوران میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا میں نے بچے کی بیماری کی شکایت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم آیات شفا سے کیوں غافل ہو رہے ہو؟ میں جب بیدار ہوا تو میں نے قرآن کریم میں آیات شفاء کو تلاش کیا جو کل چھ آیات ملیں اس کو میں نے کاغذ پر لکھا اور دھو کر بچے کو پانی پلا دیا بچہ فوراً ایسا اٹھ کھڑا ہوا گویا اس کے پیروں کا بند کھول دیا گیا وہ چھ آیات یہ ہیں۔ جو آدھی آیات کی شکل میں ہے۔

(۱) ویشف صدور قوم مؤمنین (۲) وشفاء لما فی فی الصدور (۳) یخرج من بطونها شراب مختلف الوانه فیه شفاء للناس (۴) وننزل من القران ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين (۵) واذا مرضت فهو یشفین (۶) قل هو للذین امنوا هدی وشفاء۔

بَابُ جَوَازِ أَخْذِ الْأُجْرَةِ عَلَى الرُّقْيَةِ بِالْقُرْآنِ

قرآن سے دم کرنے پر معاوضہ لینا جائز ہے

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

۵۷۲۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ، أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا فِي سَفَرٍ، فَمَرُّوا بِحَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ، فَاسْتَضَافُوهُمْ فَلَمْ يُضِيفُوهُمْ، فَقَالُوا لَهُمْ: هَلْ فِيكُمْ رَاقٍ؟ فَإِنَّ سَيِّدَ الْحَيِّ لَدِيغٌ أَوْ مُصَابٌ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: نَعَمْ، فَأَتَاهُ فَرَقَاهُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، فَبَرَأَ الرَّجُلُ، فَأُعْطِيَ قَطِيعًا مِنْ غَنَمٍ، فَأَبَى أَنْ يَقْبَلَهَا، وَقَالَ: حَتَّى أَذْكُرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا رَقَيْتُ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَتَبَسَّمَ وَقَالَ: وَمَا أَدْرَاكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ؟ ثُمَّ

قَالَ: خُذُوا مِنْهُمْ، وَاضْرِبُوا لِي بِسَهْمٍ مَعَكُمْ

صحابی رسول حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے بعض صحابہ ایک سفر میں جا رہے تھے۔ وہ عرب قبائل میں سے ایک قبیلہ کے پاس سے گزرے تو انہوں نے ان قبیلہ والوں سے مہمانی طلب کی لیکن انہوں نے مہمان نوازی نہ کی۔ پھر انہوں نے صحابہ کرام سے پوچھا: کیا تم میں کوئی دم کرنے والا ہے؟ کیونکہ قبیلہ کے سردار کو (کسی جانور نے) ڈس لیا ہے یا کوئی تکلیف ہے؟ صحابہ میں سے کسی نے کہا: جی ہاں! پس وہ اس (مریض) کے پاس آئے اور اسے سورۃ الفاتحہ کے ساتھ دم کیا تو وہ آدمی تندرست ہو گیا انہیں (صحابہ کو) بکریوں کا ریوڑ دیا گیا لیکن اس صحابی نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ جب تک اس کا ذکر میں نبی کریم ﷺ سے نہ کرلوں (نہ لوں گا)۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے سارا واقعہ ذکر کیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ کی قسم میں نے سورۃ الفاتحہ ہی کے ذریعے دم کیا ہے۔ آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ (فاتحہ) دم ہے؟ پھر فرمایا: ان سے (ریوڑ) لے لو اور ان میں سے اپنے ساتھ میرا حصہ بھی رکھو۔

تشریح:

''کانوا فی سفر'' یہ ایک سریہ کا ذکر ہے اس سریہ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ امیر تھے اس سریہ کے کل افراد تیس آدمی تھے ''بحی'' یعنی ایک قبیلہ پر ان کا گزر ہوا وہاں اتر کر صحابہ نے رات گزاری ''فاستضافوا'' یعنی ان صحابہ نے مہمان نوازی کی درخواست کی کہ ہمارے پاس کھانے کا انتظام نہیں ہمیں کھانا کھلا دو اس طرح مانگنا مجبوری میں کوئی عیب نہیں تاہم اہل ذمہ پر ذمیت کا جو جزیہ لگایا جاتا ہے اس میں یہ ہوتا تھا کہ مجاہدین صحابہ جب تم پر گزریں گے تو ان کو کھانا کھلانا ہوگا۔

''فلم یضیفوھم'' یہ صیغہ باب تفعیل سے بھی ہے اور باب افعال سے بھی ہے کھانا نہ کھلانے پر بولا گیا ہے یعنی انکار کر دیا۔

''راق'' اللہ تعالیٰ نے ان کفار کو صحابہ کا محتاج بنایا تو انہوں نے کہا کہ آپ لوگوں میں کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا ہے؟

''لدیغ'' حشرات الارض میں سے جو کسی کو منہ کے ذریعہ سے ڈنگ مار دے اس کو لدیغ کہتے ہیں اور جو دُم سے ڈنگ مار دے اس کو لسیع کہتے ہیں ''او مصاب'' یہ راوی کی طرف سے وہم ہے قبیلہ کا سردار پاگل نہیں ہوا تھا بلکہ بچھو نے ڈنگ مارا تھا اور ہو سکتا ہے کہ مصاب کا لفظ کسی اور واقعہ میں استعمال کیا گیا ہو کیونکہ قصہ سردار کے پاگل ہونے کا بھی ہے۔ ''قال رجل'' اس سے مراد حضرت ابوسعید خدری ہیں ''بفاتحة الکتاب'' سات مرتبہ پڑھ کر ابوسعید خدری نے دم کیا۔ ''قطیعا'' ریوڑ کو کہتے ہیں ''واضربوا لی بسھم'' تطییب خاطر کے لیے آنحضرت نے اس طرح دلچسپی کا اظہار کیا بہر حال دم درود اور تعویذ ڈاکٹری

اعمال کا حصہ ہے جو جائز ہے یہ استیجار علی الطاعات کے قبیل میں سے نہیں ہے۔

"نَأْبِنُه بِرُقْيَةٍ" یہ نتہمہ کے معنی میں ہوتا ہے لیکن یہاں نظنہ کے معنی میں ہے یعنی ہمارا گمان نہیں تھا کہ ابوسعید اچھی طرح دم کرسکتا ہے آیندہ حدیث کا لفظ ہے۔

۵۷۲۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ كِلَاهُمَا، عَنْ غُنْدَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ: فَجَعَلَ يَقْرَأُ أُمَّ الْقُرْآنِ، وَيَجْمَعُ بُزَاقَهُ وَيَتْفِلُ فَبَرَأَ الرَّجُلُ

ابو بشر نے اسی اسناد میں کہا کہ ابوسعید نے فاتحہ پڑھنا شروع کیا وہ تھوک جمع کررہا تھا اور مریض پر دم کررہا تھا تو وہ آدمی ٹھیک ہوگیا۔

۵۷۲۹۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَخِيهِ مَعْبَدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: نَزَلْنَا مَنْزِلًا، فَأَتَتْنَا امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: إِنَّ سَيِّدَ الْحَيِّ سَلِيمٌ، لُدِغَ، فَهَلْ فِيكُمْ مِنْ رَاقٍ؟ فَقَامَ مَعَهَا رَجُلٌ مِنَّا، مَا كُنَّا نَظُنُّهُ يُحْسِنُ رُقْيَةً، فَرَقَاهُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَبَرَأَ، فَأَعْطَوْهُ غَنَمًا، وَسَقَوْنَا لَبَنًا، فَقُلْنَا: أَكُنْتَ تُحْسِنُ رُقْيَةً؟ فَقَالَ: مَا رَقَيْتُهُ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ قَالَ فَقُلْتُ: لَا تُحَرِّكُوهَا حَتَّى نَأْتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَا ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: مَا كَانَ يُدْرِيهِ أَنَّهَا رُقْيَةٌ؟ اقْسِمُوا وَاضْرِبُوا لِي بِسَهْمٍ مَعَكُمْ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم ایک مقام پر ٹھہرے۔ ہمارے پاس ایک عورت آئی۔ اس نے کہا: قبیلہ کے سردار کو ڈس لیا گیا ہے۔ کیا تم میں کوئی دم کرنے والا ہے؟ ہم میں سے ایک آدمی اس کے ساتھ جانے کے لیے کھڑا ہوگیا اور ہم اس کے بارے میں یہ گمان بھی نہ کرتے تھے کہ اسے کوئی دم اچھی طرح آتا ہے۔ اس نے اس سردار کو سورۃ الفاتحہ کے ساتھ دم کیا۔ وہ (آدمی) تندرست ہوگیا۔ تو انہوں نے ہمیں بکریاں دیں اور دودھ پلایا۔ ہم نے کہا: کیا آپ کو واقعتاً اچھی طرح دم کرنا آتا تھا؟ اس نے کہا: میں نے سورۃ الفاتحہ ہی سے دم کیا ہے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں میں نے کہا کہ ان بکریوں کو نہ چھیڑو یہاں تک کہ ہم نبی اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے اس بات کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے کیسے معلوم ہوگیا کہ سورۃ الفاتحہ دم ہے۔ بکریوں کو تقسیم کرو اور ان میں اپنے ساتھ میرا بھی حصہ رکھو۔

۵۷۳۰۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ، غَيْرَ

أَنَّهُ قَالَ: فَقَامَ مَعَهَا رَجُلٌ مِنَّا، مَا كُنَّا نَأْبِنُهُ بِرُقْيَةٍ

۱ اس سند سے بھی یہ حدیث مبارکہ مذکورہ بالا روایت کی طرح مروی ہے۔اس روایت میں یہ ہے کہ ہم میں سے ایک آدمی اس کے ساتھ جانے کے لیے کھڑا ہوا اور ہمارا گمان بھی نہ تھا کہ اسے دم کرنا آتا ہے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ وَضْعِ يَدِهِ عَلَى مَوْضِعِ الْأَلَمِ

درد کی جگہ پر ہاتھ رکھ کر دم کرنا مستحب ہے

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

دردوں کے لیے عمدہ علاج:

۵۷۳۱۔ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي نَافِعُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ الثَّقَفِيِّ، أَنَّهُ شَكَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعًا يَجِدُهُ فِي جَسَدِهِ مُنْذُ أَسْلَمَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ضَعْ يَدَكَ عَلَى الَّذِي تَأَلَّمَ مِنْ جَسَدِكَ، وَقُلْ بِاسْمِ اللَّهِ ثَلَاثًا، وَقُلْ سَبْعَ مَرَّاتٍ أَعُوذُ بِاللَّهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ

حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے درد کی شکایت کی جسے وہ اپنے جسم میں اسلام لانے کے وقت سے محسوس کرتے تھے۔تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: اپنا ہاتھ اس جگہ رکھ جہاں تو اپنے جسم سے درد محسوس کرتا ہے اور تین مرتبہ بسم اللہ کہو اور سات مرتبہ یہ دعا پڑھو ترجمہ یہ ہے میں اللہ کی ذات اور قدرت سے ہر اس چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جسے میں محسوس کرتا ہوں اور جس سے میں خوف کرتا ہوں۔

تشریح:

"تـألـم"، یعنی جسم کے جس حصہ پر سخت درد ہو اس پر ہاتھ رکھ کر پہلے تین بار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھو اور پھر سات مرتبہ اعوذ باللہ وقدرتہ من شر ما اجد واحاذر پڑھ لو درد ختم ہو جائے گا یہ درد کے لیے طب نبوی کا مجرب نسخہ ہے۔

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ شَيْطَانِ الْوَسْوَسَةِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں شیطان کے وسوسہ سے پناہ مانگنے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

۵۷۳۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ الْبَاهِلِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ، أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ أَبِي الْعَاصِ، أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ حَالَ بَيْنِي وَبَيْنَ صَلَاتِي وَقِرَاءَتِي يَلْبِسُهَا عَلَيَّ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ذَاكَ شَيْطَانٌ يُقَالُ لَهُ خَنْزَبٌ، فَإِذَا أَحْسَسْتَهُ فَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ، وَاتْفِلْ عَلَى يَسَارِكَ ثَلَاثًا قَالَ: فَفَعَلْتُ ذَلِكَ فَأَذْهَبَهُ اللّٰهُ عَنِّي

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! شیطان میرے اور میری نماز اور میری قرأت کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور مجھ پر نماز میں شبہ ڈالتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ شیطان ہے جسے خنزب کہا جاتا ہے۔ جب تو ایسی بات محسوس کرے تو اس سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کر اور اپنے بائیں جانب تین مرتبہ تھوک دیا کر پس میں نے ایسے ہی کیا تو شیطان مجھ سے دور ہو گیا۔

۵۷۳۳۔ حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ نُوحٍ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ كِلَاهُمَا، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ، أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِي حَدِيثِ سَالِمِ بْنِ نُوحٍ: ثَلَاثًا.

اس سند سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا روایت ہی کی طرح مروی ہے لیکن حضرت سالم بن نوح کی روایت کردہ حدیث میں "تین مرتبہ تھوک دیا کر" مذکور نہیں۔

۵۷۳۴۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ الثَّقَفِيِّ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ. ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ

حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! باقی حدیث مذکورہ بالا روایات ہی کی طرح منقول ہے۔

بَابُ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ وَاسْتِحْبَابِ التَّدَاوِي

ہر بیماری کا علاج ہے اور علاج مستحب ہے

اس باب میں امام مسلم نے بیس احادیث کو بیان کیا ہے

۵۷۳۰۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ، وَأَبُو الطَّاهِرِ، وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى، قَالُوا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرٌو وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ، عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ، فَإِذَا أُصِيبَ دَوَاءُ الدَّاءِ بَرَأَ بِإِذْنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر بیماری کی دوا ہے جب بیماری کی دوا پہنچ جاتی ہے تو اللہ کے حکم سے وہ بیماری دور ہو جاتی ہے۔

تشریح:

''برأ باذن الله'' بیماری سے شفاء یاب ہونے کو برأ کہتے ہیں اس حدیث سے اور اس سے پہلے حدیث سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہوگئی کہ جب کسی کو بیماری لاحق ہو جائے تو علاج معالجہ اور دوا استعمال کرنا مستحب ہے جس طرح مرض کا لاحق ہونا تقدیر الٰہی کے تابع ہے اسی طرح دوائی اور ازالہ مرض پر کوئی جائز ذریعہ بھی تقدیر الٰہی کے تابع ہے۔

اس حدیث سے دوسری بات یہ ثابت ہوگئی کہ دوا کے استعمال کے بعد اثر ڈالنے اور شفاء دینے والا اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کا حکم ہے۔ دوا صرف ایک سبب اور ذریعہ ہے مؤثر حقیقی نہیں ہے یہی وہ چیز ہے جو کسی بھی علاج اور جھاڑ پھونک کے لیے بطور اصل اور بطور قاعدہ ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ کسی بھی دوا یا جھاڑ پھونک کو مؤثر بالذات سمجھنا درست نہیں ہے مؤثر حقیقی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اسی کی طرف سے دوا وغیرہ کو مستقل حکم ہوتا ہے تب دوا اثر کرتی ہے۔ اسی نظریہ کو عقائد کی کتابوں میں بیان کیا گیا ہے کہ اشاعرہ اور ماتریدیہ کے متکلمین کہتے ہیں کہ کھانے پینے کے بعد اللہ تعالیٰ کا مستقل حکم ہوتا ہے کہ یہ کھانا اس کھانے والے کے پیٹ کو سیر کرے اور پانی اس پینے والے کی پیاس کو بجھا دے اور اگر کوئی شخص آگ میں گرتا ہے تو گرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آتا ہے کہ اس کو جلا دو ورنہ آگ اثر نہیں کرے گی جیسے حضرت ابراہیم پر آگ نے اثر نہیں کیا۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے بحوالہ حمیدی ایک روایت نقل کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کوئی آدمی بیمار ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے جس کے ہاتھ میں ایک پردہ ہوتا ہے فرشتہ اس پردہ کو بیمار کے مرض اور دوا کے درمیان حائل کر دیتا ہے اس کا نتیجہ یہ

نکلتا ہے کہ بیمار جو بھی دوا استعمال کرتا ہے وہ مرض کو نہیں لگتی (شفا حاصل نہیں ہوتی) جب اللہ تعالیٰ کی مشیت ہوتی ہے کہ بیمار ٹھیک ہو جائے تو وہ فرشتہ کو حکم دیتا ہے کہ مرض اور دوا کے درمیان سے پردہ اٹھایا جائے اس کے بعد جب بیمار دوا کو استعمال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس دوا کے ذریعہ شفا دیتا ہے۔ ان دونوں حدیثوں سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جہاں پر پیدا کیا ہے اسی جگہ میں اس کے کھانے پینے اور دوا کا انتظام بھی کیا ہے جو جڑی بوٹیوں اور پھل فروٹ میں پوشیدہ ہے۔ انگریزی دوا زہر ہے۔

۵۷۳۶۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ، وَأَبُو الطَّاهِرِ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرٌو، أَنَّ بُكَيْرًا، حَدَّثَهُ أَنَّ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ، حَدَّثَهُ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَادَ الْمُقَنَّعَ، ثُمَّ قَالَ لَا أَبْرَحُ حَتّٰى تَحْتَجِمَ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ فِيهِ شِفَاءً

صحابی رسول حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت مقنع کی عیادت کی۔ پھر کہا: جب تک تم پچھنے نہ لگواؤ میں یہاں سے نہ جاؤں گا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے کہ اس میں شفاء ہے۔

۵۷۳۷۔ حَدَّثَنِي نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، حَدَّثَنِي أَبِي، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ، قَالَ: جَاءَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فِي أَهْلِنَا، وَرَجُلٌ يَشْتَكِي خُرَاجًا بِهِ أَوْ جِرَاحًا، فَقَالَ: مَا تَشْتَكِي؟ قَالَ: خُرَاجٌ بِي قَدْ شَقَّ عَلَيَّ، فَقَالَ: يَا غُلَامُ ائْتِنِي بِحَجَّامٍ، فَقَالَ لَهُ: مَا تَصْنَعُ بِالْحَجَّامِ؟ يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: أُرِيدُ أَنْ أُعَلِّقَ فِيهِ مِحْجَمًا، قَالَ: وَاللّٰهِ إِنَّ الذُّبَابَ لَيُصِيبُنِي، أَوْ يُصِيبُنِي الثَّوْبُ، فَيُؤْذِينِي وَيَشُقُّ عَلَيَّ، فَلَمَّا رَأَى تَبَرُّمَهُ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ مِنْ أَدْوِيَتِكُمْ خَيْرٌ، فَفِي شَرْطَةِ مِحْجَمٍ، أَوْ شَرْبَةٍ مِنْ عَسَلٍ، أَوْ لَذْعَةٍ بِنَارٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: وَمَا أُحِبُّ أَنْ أَكْتَوِيَ قَالَ فَجَاءَ بِحَجَّامٍ فَشَرَطَهُ، فَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ

حضرت عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ ہمارے گھر تشریف لائے اور ایک آدمی پھوڑے یا زخم کی تکلیف کی شکایت کر رہا تھا۔ آپ ﷺ نے کہا: آپ کو کیا تکلیف ہے؟ اس نے کہا: مجھے پھوڑا ہے جو سخت تکلیف دے رہا ہے۔ حضرت جابر نے کہا: اے نوجوان! میرے پاس پچھنے لگانے والے کو بلاؤ۔ اس نے کہا: اے ابو عبداللہ! آپ پچھنے لگانے والے کا کیا کریں گے؟ حضرت جابرؓ نے کہا: میں زخم میں پچھنے لگوانا چاہتا ہوں۔

اس نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے مکھیاں ستاتی ہیں یا کپڑا لگتا ہے تو مجھے تکلیف دیتا ہے اور یہ حجامہ مجھ پر سخت گزرے گا۔
جب انہوں نے دیکھا کہ یہ شخص پچھنے لگوانے سے بچنا چاہتا ہے تو کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر تمہاری دواؤں میں سے کسی میں بھلائی ہے تو وہ پچھنے لگوانے، شہد کے شربت اور آگ سے داغنے میں ہے۔
رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں داغ لگوانے کو پسند نہیں کرتا۔ پس ایک حجام آیا اور اس نے اسے پچھنے لگائے، جس سے اس کی تکلیف دور ہوگئی۔

تشریح:

''المقنع'' ایک آدمی کا نام ہے جو تابعی ہے اس کے والد کا نام سنان ہے ''رجل یشتکی'' یہ آدمی وہی مقنع بن سنان تابعی ہے جن کی عیادت کے لیے حضرت جابر رضی اللہ عنہ گئے تھے۔ ''خُراجاً'' پھوڑے کو کہتے ہیں ''قد شق علیه'' یعنی سخت تکلیف دہ پھوڑا ہے۔ ''اعلق'' یعنی میں اس پھوڑے پر سینگی چپکا کر اندر کا گندہ مواد خارج کردوں گا اور یہ کام پچھنے لگانے والا حجام کرے گا۔ ''ان الذباب لیصیبنی'' یعنی میں اس پھوڑے پر مکھی کے بیٹھنے کو برداشت نہیں کرسکتا اس سے تکلیف ہوتی ہے کپڑا لگنے سے تکلیف ہوتی ہے اور آپ سینگی لگواتے ہیں اس سے تو میں مرجاؤں گا۔ ان کلمات کا ترجمہ اور مطلب یہی ہے عام مترجمین نے غلط ترجمہ کیا ہے ''ویشق علی'' یعنی مجھ پر گراں گزرتا ہے تکلیف ہوتی ہے تو سینگی کیسے کراؤں؟
''تَبَرُّمَه'' تبرم باب تفعل اور ابرام باب افعال سے ہے اکتا جانے اور بور ہونے کو کہتے ہیں مراد بوجھ محسوس کرنا اور سینگی کھچوانے سے انکار کرنا ہے ''قال'' یعنی حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو قائل کرنے کے لیے حدیث نبوی کا حوالہ دیا تو وہ تیار ہوگیا۔
''شرطة محجم'' شرطہ نشتر مانے کو کہتے ہیں اور محجم اسی نشتر کو کہتے ہیں خون نکالنے کے لیے ہے نشتر سے زخم لگایا جاتا ہے پھر سینگی سے خون چوسا جاتا ہے یہ پرانا طریقہ ہے آج کل بلیڈ سے یہ زخم لگایا جاتا ہے اور پھر ایک بنا ہوا کپ اس پر سختی سے چپکا دیا جاتا ہے تو اس میں خون نکل کر جمع ہوجاتا ہے اس عمل کو ''الحجامه'' کہتے ہیں۔
''شربة عسل'' یعنی اصلی خالص شہد کے پینے سے علاج ہوتا ہے ''اولذعة بنار'' آگ سے معمولی جلانے کو کہتے ہیں مراد داغ دینا ہے آنحضرت نے داغ دینے کو رحمت وشفقت کے تحت منع کیا ہے الا یہ کہ آدمی مجبور ہوجائے تو پھر جائز ہے۔
یہاں علاج کے تین بہترین طریقوں کا ذکر کیا گیا ہے اطباء کہتے ہیں کہ انسان کو عارض امراض یا دموی ہوتے ہیں اس کا علاج فاسد خون کے اخراج سے ہوتا ہے جو حجامہ سے نکل جاتا ہے یا عارض امراض صفراوی ہوتے ہیں یا بلغمی ہوتے ہیں یا سوداوی ہوتے ہیں اس کے لیے اسہال کی ضرورت ہوتی ہے اور شہد بہترین مسہل ہے یا عارض امراض ایسے ہوں گے جس کا اخراج ممکن

نہیں ہوگا تو اس کو اندر ہی اندر جلا کر ختم کرنا ہوگا تو اس کے لیے داغ بہترین ذریعہ ہے۔ لیکن چونکہ اس میں نقد عذاب اور تکلیف ہے اس لیے آنحضرت نے اس کو مکروہ سمجھا لیکن داغ کا استعمال بھی دور نبوت میں ہوا ہے لہٰذا داغ نہ مطلقاً قابل الترک ہے اور نہ مطلقاً قابل الاخذ ہے بلکہ جب اور علاج لا علاج ہو جائے تو بدرجہ مجبوری اس کو استعمال کیا جائے گا ایک حدیث میں ہے ''آخر الداء الکی ''یعنی داغ آخری علاج ہے۔

۵۷۳۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ، اسْتَأْذَنَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحِجَامَةِ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَبَا طَيْبَةَ أَنْ يَحْجُمَهَا قَالَ: حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ أَخَاهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ، أَوْ غُلَامًا لَمْ يَحْتَلِمْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ام سلمہ نے رسول اللہ ﷺ سے پچھنے لگوانے کی اجازت طلب کی تو نبی کریم ﷺ نے ابو طیبہ کو انہیں پچھنے لگانے کا حکم دیا۔ حضرت جابر نے کہا: میرا گمان ہے کہ وہ (ابو طیبہ) حضرت ام سلمہ کے رضاعی بھائی یا نابالغ لڑکے تھے۔

۵۷۳۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَ: يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ: أَخْبَرَنَا، وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ طَبِيبًا، فَقَطَعَ مِنْهُ عِرْقًا، ثُمَّ كَوَاهُ عَلَيْهِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابی بن کعب کے پاس ایک طبیب بھیجا، جس نے ان کی ایک رگ کاٹ دی پھر اس کو داغ دیا۔

۵۷۴۰۔ وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، ح وَحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا، عَنِ الْأَعْمَشِ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يَذْكُرَا: فَقَطَعَ مِنْهُ عِرْقًا

ان دونوں اسناد سے بھی یہ مذکورہ بالا حدیث مروی ہے لیکن ان دونوں نے رگ کاٹنے کا ذکر نہیں کیا۔

۵۷۴۱۔ وحَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سُفْيَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: رُمِيَ أُبَيٌّ يَوْمَ الْأَحْزَابِ عَلَى أَكْحَلِهِ فَكَوَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غزوہ احزاب کے دن حضرت ابیؓ کے بازو کی رگ میں تیر لگا تو رسول اللہ ﷺ نے اس پر داغ لگوا دیا۔

تشریح:

''یوم الاحزاب'' جنگ خندق کو کہتے ہیں ''فی اکحلہ'' یہ رگ جان ہے یہ جب گردن میں ہوتی ہے تو اس کو اَبْهَر کہتے ہیں اور جب یہ رگ بازو میں ہوتی ہے تو اس کو اکحل کہتے ہیں اور جب یہ رگ ٹانگوں میں ہوتی ہے تو اس کو عرق النساء کہتے ہیں۔''فحسمہ'' یہ داغ دینے کو کہتے ہیں تا کہ خون بند ہو جائے ''بمشقص'' یہ اس تیر کو کہتے ہیں جس کی پھل چوڑی ہوتی ہے عام شارحین کا یہی خیال ہے مگر میں نے بار بار لکھا ہے کہ اس سے ایک قسم قینچی مراد ہے جس کو پشتو میں ''کات'' کہتے ہیں تکملہ میں لکھا ہے وھو سکین او مقراض صغیر ''اجرہ'' یعنی آنحضرت نے حجام کو معاوضہ دیدیا یہ حجام ابوطیبہ تھے اس نے حضرت ام سلمہ کا حجامہ بھی کر لیا تھا اور پر روایت میں اعتراض کو دفع کرنے کے لیے حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ابوطیبہ اس وقت یا تو نابالغ تھے اور اگر بالغ تھے تو یہ حضرت ام سلمہ کے رضاعی بھائی تھے۔''واستعط'' ناک میں خشک دوائی ڈال کر سونگھنے کو اور اندر تک پہنچانے کو سعوط کہا جاتا ہے یہ مختلف احادیث کے الفاظ کی تشریح ہے۔

۵۷۴۲ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: رُمِيَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فِي أَكْحَلِهِ، قَالَ: فَحَسَمَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ بِمِشْقَصٍ، ثُمَّ وَرِمَتْ فَحَسَمَهُ الثَّانِيَةَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سعد بن معاذ کے بازو کی رگ میں تیر لگا تو نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ کے ساتھ تیر کے پھل سے اس کو داغا پھر ان کا ہاتھ سوج گیا تو آپ ﷺ نے اسے دوبارہ داغا۔

۵۷۴۳ ـ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ صَخْرٍ الدَّارِمِيُّ، حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ احْتَجَمَ وَأَعْطَى الْحَجَّامَ أَجْرَهُ وَاسْتَعَطَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پچھنے لگوائے اور لگانے والے کو اس کی مزدوری دی اور ناک میں دوائی ڈالی۔

۵۷۴۴ ـ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، وقَالَ: أَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ،

يَقُولُ: احْتَجَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ لَا يَظْلِمُ أَحَدًا أَجْرَهُ

صحابی رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پچھنے لگوائے اور آپ ﷺ کسی کی مزدوری میں ظلم نہ کرتے تھے۔

۵۷۴۵۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ، فَابْرُدُوهَا بِالْمَاءِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بخار جہنم کی بھاپ سے ہے۔ پس اسے پانی سے ٹھنڈا کرو۔

تشریح:

''من فیح جھنم ''یعنی بخار دوزخ کی آگ کی تپش کا نمونہ ہے اس کلام میں تشبیہ بیان کرنا مقصود ہے کہ بخار کی حرارت وتپش دوزخ کی حرارت وتپش کی طرح ہے اس حرارت کوتوڑنے کے لیے بہترین علاج پانی ہے کیونکہ پانی کی طبیعت میں برودت ہے یہ برودت اس حرارت کوتوڑ دیگی۔

یہ بات یادرکھیں کہ بخار کی کئی قسمیں ہیں بعض بخار کے لیے پانی بہت مفید ثابت ہوتا ہے میں نے ایک دفعہ سخت بخار میں غسل کیا ابھی غسل سے فارغ نہیں ہوا تھا کہ بخار ختم ہوگیا لیکن بعض بخار کے لیے پانی اور غسل انتہائی نقصان دہ ہوتا ہے لہٰذا اس ارشاد نبوی کے لیے ضروری ہے کہ آدمی پہلے اس بخار کا تعین کرے جس کے لیے غسل مفید قرار دیا گیا ہے حجاز مقدس میں حجازی بخار ہوتا تھا اس کے لیے پانی مفید تھا ویسے عام بخاروں میں ٹھنڈے پانی کی پٹیاں اور جسم پر برف ملنا بہت مید ہوتا ہے، عام ڈاکٹر تمام تیز بخاروں میں اس کا حکم دیتے ہیں اور فائدہ ہوتا ہے۔آیندہ ایک روایت میں ''امرأۃ موعوکۃ '' کا لفظ ہے یہ وعک سے ہے شدید بخار کو کہتے ہیں۔

۵۷۴۶۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ شِدَّةَ الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ، فَابْرُدُوهَا بِالْمَاءِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بخار کی

شدت جہنم کی بھاپ سے ہے، پس اسے پانی سے ٹھنڈا کرو۔

۵۷۴۷۔ وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ يَعْنِي ابْنَ عُثْمَانَ، كِلَاهُمَا عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ، فَأَطْفِئُوهَا بِالْمَاءِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بخار جہنم کی بھاپ سے ہے پس اسے پانی سے بجھاؤ۔

۵۷۴۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَكَمِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، ح وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ، فَأَطْفِئُوهَا بِالْمَاءِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بخار جہنم کی بھاپ سے ہے پس اسے پانی سے بجھاؤ۔

۵۷۴۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ، فَابْرُدُوهَا بِالْمَاءِ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بخار جہنم کی بھاپ سے ہے پس اسے پانی سے ٹھنڈا کرو۔

۵۷۵۰۔ وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، وَعَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ جَمِيعًا، عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

اس سند سے بھی یہ حدیث مبارکہ مذکورہ بالا روایت کی طرح مروی ہے۔

۵۷۵۱۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ فَاطِمَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ، أَنَّهَا كَانَتْ تُؤْتَى بِالْمَرْأَةِ الْمَوْعُوكَةِ، فَتَدْعُو بِالْمَاءِ فَتَصُبُّهُ فِي جَيْبِهَا، وَتَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ابْرُدُوهَا بِالْمَاءِ وَقَالَ: إِنَّهَا مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ان کے پاس جب کوئی بخار والی عورت لائی جاتی تو وہ پانی منگوا کر اس کے گریبان میں ڈالتیں اور کہتیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بخار کو پانی سے ٹھنڈا کرو اور فرمایا: یہ جہنم کی بھاپ سے ہے۔

۵۷۵۲۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، وَأَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَفِي حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ: صَبَّتِ الْمَاءَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ جَيْبِهَا، وَلَمْ يَذْكُرْ فِي حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ أَنَّهَا مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ قَالَ أَبُو أَحْمَدَ: قَالَ إِبْرَاهِيمُ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

اس سند سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا روایت کی طرح مروی ہے لیکن حضرت ابو اسامہ کی روایت کردہ حدیث میں ''بخار جہنم کی بھاپ سے ہے'' کا ذکر موجود نہیں ہے۔

۵۷۵۳۔ حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ الْحُمَّى فَوْرٌ مِنْ جَهَنَّمَ، فَابْرُدُوهَا بِالْمَاءِ

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے: بخار جہنم کی بھاپ کا حصہ ہے پس اسے پانی سے ٹھنڈا کرو۔

۵۷۵۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ، حَدَّثَنِي رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الْحُمَّى مِنْ فَوْرِ جَهَنَّمَ، فَابْرُدُوهَا عَنْكُمْ بِالْمَاءِ وَلَمْ يَذْكُرْ أَبُو بَكْرٍ عَنْكُمْ، وَقَالَ: قَالَ: أَخْبَرَنِي رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ارشاد فرماتے تھے: بخار جہنم کی بھاپ کا حصہ ہے پس اسے اپنے آپ کو پانی کے ذریعہ ٹھنڈا کرو اور حضرت ابوبکر نے (اپنی روایت کردہ حدیث میں) اپنے آپ سے کے الفاظ ذکر نہیں فرمائے۔

بَابُ كَرَاهَةِ التَّدَاوِي بِاللَّدُودِ

منہ کے کنارہ سے دواڈالنے کی کراہت کابیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کوذکر کیا ہے

٥٧٥٥ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَدَدْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ، فَأَشَارَ أَنْ لَا تَلُدُّونِي، فَقُلْنَا: كَرَاهِيَةَ الْمَرِيضِ لِلدَّوَاءِ، فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ: لَا يَبْقَى أَحَدٌ مِنْكُمْ إِلَّا لُدَّ، غَيْرُ الْعَبَّاسِ، فَإِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْكُمْ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہم نے آپ ﷺ کی بیماری میں آپ کے منہ کے گوشہ سے دوائی ڈالی۔ آپ نے دوا نہ ڈالنے کا اشارہ کیا، ہم نے سمجھا کہ شاید آپ مریض ہونے کی وجہ سے دواء سے نفرت کررہے ہیں۔ جب آپ ﷺ کوافاقہ ہوگیا تو آپ نے فرمایا: تم میں سے عباس کے علاوہ سب کے منہ کے گوشہ سے دواڈالی جائے کیونکہ وہ تمہارے ساتھ موجود نہ تھے۔

تشریح:

’’لددنا‘‘ لَدَّ يَلُدُّ نصر ینصر سے منہ کے کنارہ سے مریض کودوا کھلانے پلانے کو’’لدود‘‘ کہتے ہیں۔’’في مرضه‘‘ آنحضرت کے مرض وفات میں یہ قصہ پیش آیا تھا حضرت میمونہ کے گھر میں آنحضرت مقیم تھے کہ آپ بیمار ہوگئے اور غشی طاری ہوگئی ازواج مطہرات نے خیال کیا کہ آپ کوذات الجنب کی بیماری لاحق ہوگئی ہے اس غرض سے انہوں نے آپ کودوائی پلائی آنحضرت نے اشارہ کیا کہ مجھے یہ دوا نہ پلاؤ۔ ازواج نے کہا کہ مریض جس طرح دوائی لینے کومکروہ سمجھتا ہے اسی طرح آپ بھی ناپسند کرتے ہیں بہرحال دواپلائی گئی آنحضرت جب ہوش میں آگئے تو بطور تعزیر فرمایا کہ عباس کے علاوہ سب کے ساتھ لدود کاعمل کیا جائے اس زمانہ میں عورتوں کے ہاں دوائی کا پورا انظام تھا اس لیے انہوں نے آنحضرت کودوائی پلائی۔

لدودکوناپسند کرنے کی وجہ

آنحضرت نے لدود کے عمل کواپنے لیے ناپسند کیا امت کے لیے یہ عمل مکروہ نہیں ہے یہ دوائی ہے مباح ہے البتہ آنحضرت نے اپنے لیے اس دواکواس لیے ناپسند فرمایا کہ آپ کوذات الجنب کی بیماری نہیں تھی تو یہ دوااس کا علاج نہیں تھا یا آنحضرت نے اس

وقت کے معروضی احوال کے پیش نظر منع کر دیا میرے خیال میں شاید آنحضرت نے لدود سے اس لیے منع فرمایا کہ جب آدمی ہوش میں نہیں ہوتا ہے یا دوائی کے نگلنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے تو اکثر دوائی منہ کے کناروں سے باہر بہنے لگتی ہے جو اچھی نہیں لگتی ہے آنحضرت تو انتہائی نظیف الطبع تھے ملاء اعلی سے آپ کا رابطہ تھا تو اس کیفیت کو آپ نے ناپسند کیا میں نے اس توجیہ کو کہیں لکھا ہوا نہیں دیکھا ہے لیکن میرا ناقص خیال اسی طرف جاتا ہے بہرحال آنحضرت نے بطور تعزیر سب کو سزا دی کیونکہ آپ کے حکم کی خلاف ورزی کی گئی البتہ حضرت عباس چونکہ آپ کے چچا تھے اور اس عمل میں شریک بھی نہیں تھے تو ان کو مستثنیٰ قرار دیا

بَابُ التَّدَاوِي بِالْعُودِ الْهِنْدِيِّ وَهُوَ الْكُسْتُ

عود ہندی یعنی کوٹ سے علاج کرنے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

۵۷۵۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَمْرٌو النَّاقِدُ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ، قَالَ يَحْيَى: أَخْبَرَنَا، وقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ، أُخْتِ عُكَّاشَةَ بْنِ مِحْصَنٍ قَالَتْ: دَخَلْتُ بِابْنٍ لِي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ، فَبَالَ عَلَيْهِ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَرَشَّهُ

حضرت عکاشہ بن محصن کی بہن ام قیس بنت محصن سے مروی ہے کہ میں اپنا بیٹا لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور وہ ابھی کھانا نہ کھاتا تھا۔ اس (بچہ) نے آپ ﷺ پر پیشاب کر دیا۔ آپ نے پانی منگوا کر اس (پیشاب والی جگہ پر) بہا دیا۔

۵۷۵۷۔ قَالَتْ: وَدَخَلْتُ عَلَيْهِ بِابْنٍ لِي، قَدْ أَعْلَقْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ، فَقَالَ: عَلَامَ تَدْغَرْنَ أَوْلَادَكُنَّ بِهَذَا الْعِلَاقِ؟ عَلَيْكُنَّ بِهَذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ، فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ، مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ، يُسْعَطُ مِنَ الْعُذْرَةِ وَيُلَدُّ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ

حضرت ام قیس بنت عکاشہ سے مروی ہے کہ میں اپنا بیٹا لیکر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی جسے میں نے بیماری کی وجہ سے دبایا ہوا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنی اولادوں کا حلق اس جونک سے کیوں دباتی ہو۔ تم عود ہندی کے ذریعے علاج کیا کرو کیونکہ اس میں سات امراض کی شفاء ہے ان میں سے نمونیہ ہے، حلق کی بیماری میں اسے ناک کے ذریعہ ٹپکایا جائے اور نمونیے میں منہ کے ذریعے ڈالا جائے۔

تشریح:

"علام" یہ اصل میں علی ما تھا الف گرایا گیا ہے یعنی تم اس طرح بچے کے تالو کو کیوں دباتی ہو؟

"تدغون" تفعلن کے وزن پر ہے یہ دغر سے ہے دبانے کے معنی میں ہے جیسے غمز کا لفظ ہے "العلاق" اس میں عین پر تینوں حرکات آتی ہیں نچوڑنے کے معنی میں ہے یہ بھی دغر کے معنی میں ہے نچوڑنا مراد ہے یعنی تم عورتیں کیوں اور کس وجہ سے اپنے چھوٹے بچوں کے حلق میں انگلی ڈال کر تالو کو دباتی ہو اور ان کو شدید تکلیف میں مبتلا کرتی ہو تم عود ہندی کو کیوں استعمال نہیں کرتی ہو جس میں اس بیماری کے علاوہ کئی دیگر بیماریوں کا علاج بھی ہے۔عود ہندی اسی قسط اور کوٹ کا نام ہے۔

"ذات الجنب" یہ بیماری دو قسم پر ہے ایک یہ کہ سینہ میں اندر عضلات کی وجہ سے ورم آجاتا ہے یہ خطرناک صورت ہے اور مہلک مرض ہے دوسری قسم یہ کہ پہلو میں ریاح جمع ہو کر درد پیدا ہو جاتا ہے عود ہندی اور قسط ہندی اس دوسری قسم ذات الجنب کے لیے مفید ہے کیونکہ عود ہندی ریاحی امراض کے لیے دوا ہے ذات الجنب کے علاج کے لیے عود ہندی کو پانی میں گھول کر باچھوں کی طرف سے منہ میں ٹپکایا جاتا ہے"العذرة" عین پر ضمہ ہے ذال ساکن ہے بچوں کے حلق میں ایک دانہ نکل آتا ہے یہ ابھرا ہوا خون نما دانہ ہے اس کو عذرہ کہتے ہیں اس کے دبانے کو علاق غمز اور دغر کہتے ہیں۔

"سبعة اشفية" یعنی سات بیماریوں کا علاج قسط میں موجود ہے دو کا ذکر آنحضرت ﷺ نے کیا باقی پانچ کا نام نہیں لیا شاید لوگوں کے ہاں وہ بیماریاں مشہور تھیں نیز یہ بھی یاد رکھو کہ قسط کی دوا صرف ان سات امراض کے علاج میں منحصر نہیں ہے آنحضرت ﷺ نے تذکرہ سات کا کیا ہے باقی کی نفی نہیں ہے کیونکہ قسط چوتھے دن کے بخار کے لیے بھی مفید ہے دماغ کی قوت کے لیے بھی مفید ہے اعضائے رئیسہ کے لیے مفید ہے، فالج لقوہ، رعشہ کے لیے مفید ہے۔ پیٹ کے کیڑوں کے لیے مفید ہے مردانہ قوت کے لیے مفید ہے ریاحی امراض کے لیے مفید ہے وبائی امراض کے لیے مفید ہے چہرہ کی چھائیوں کے لیے مفید ہے (مظاہر حق)

"العود الهندی" آنے والی روایت میں اس کی تفسیر میں القسط کا لفظ آیا ہے پہلے قسط کی تشریح سمجھ لو پھر عود ہندی کی سمجھ لو۔

"القسط" یہ ایک جڑی کا نام ہے جس کو "کوٹ" بھی کہتے ہیں شاید کوٹ ہی کا عربی قسط ہو یہ ایک دوا کا نام ہے جو دور دراز جنگلوں میں ہوتا ہے چھوٹا سا پودا ہے یہ اس کی جڑ ہے کشمیر کے علاقوں میں بہت ہوتی ہے خاص کر کیل اور دوار یہ کے جنگلات میں بہت ہے، انگریز کے زمانہ میں اس کے نکالنے پر سخت پابندی تھی ۳۰۲ قتل کا کیس ہو جاتا تھا اطباء کے ہاں قسط کے بے شمار فوائد ہیں اس کی دو قسمیں ہیں ایک قسط بحری ہے جو سفید رنگ میں ہے دوسری قسط ہندی ہے جس کا رنگ سیاہ سرخی مائل ہوتا ہے قسط

بحری زیادہ مفید ہے زیر بحث حدیث میں قسط بحری کو بہترین دواؤں میں شمار کیا گیا ہے۔

''العود الھندی ''عود کا اطلاق تین چیزوں پر ہوتا ہے یہاں دو مراد نہیں ہیں ایک مراد ہے۔

پہلا قول: یہ ہے کہ عود سے مراد اگر ہے جس سے اگر بتی بنائی جاتی ہے یہ عود عطری ہے یہ ایک قسم کی خوشبودار لکڑی ہے آگ میں جلا کر خوشبو پھیلائی جاتی ہے حدیث میں یہ عود ہندی مراد نہیں ہے۔

دوسرا قول: یہ ہے کہ عود ہندی کا اطلاق قسط اظفار پر ہوتا ہے یہ بھی ایک خوشبو ہے جس کو اردو میں ''نخ'' کہتے ہیں یہ اظفار الطیب کے نام سے یاد کیا جاتا ہے یہاں یہ بھی مراد نہیں ہے۔

تیسرا قول: یہ ہے کہ عود ہندی سے مراد القسط ہے جس کو پشتو اور اردو میں کوٹ کہتے ہیں جس کی تفصیل اوپر قسط کے لفظ کے ساتھ لکھی گئی ہے کوٹ کی دو قسمیں ہیں ایک قسط بحری ہے اس کو بحری اس لیے کہتے ہیں کہ عرب لوگ سمندر کے راستے سے اس کو منگوا کر لے جاتے تھے تو اس کو قسط بحری کہا گیا یہ سفید ہوتا ہے اور عمدہ ہوتا ہے اس باب کی احادیث میں اسی کا تذکرہ ہے اور اسی کے فوائد کا بیان ہے میں نے اس کو بہت دیکھا ہے جنگل سے نکال کر لایا ہے۔ دوسری قسط ہندی ہے اس کا رنگ سیاہ سرخی مائل ہوتا ہے۔

۵۷۵۸۔ وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ، أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ، أَخْبَرَهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ أُمَّ قَيْسٍ بِنْتَ مِحْصَنٍ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ اللَّاتِي بَايَعْنَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهِيَ أُخْتُ عُكَّاشَةَ بْنِ مِحْصَنٍ أَحَدِ بَنِي أَسَدِ بْنِ خُزَيْمَةَ قَالَ: أَخْبَرَتْنِي أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لَهَا لَمْ يَبْلُغْ أَنْ يَأْكُلَ الطَّعَامَ، وَقَدْ أَعْلَقَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ قَالَ يُونُسُ: أَعْلَقَتْ: غَمَزَتْ فَهِيَ تَخَافُ أَنْ يَكُونَ بِهِ عُذْرَةٌ قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَامَهْ تَدْغَرْنَ أَوْلَادَكُنَّ بِهَذَا الْإِعْلَاقِ؟ عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ يَعْنِي بِهِ الْكُسْتَ فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ، مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ

حضرت عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے مروی ہے کہ حضرت ام قیس بنت محصن ان عورتوں سے پہلے ہجرت کرنے والیوں میں سے تھیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی اور یہ حضرت عکاشہ بن محصن کی بہن تھیں جو کہ بنو اسد بن خزیمہ میں سے ایک تھے کہتے ہیں مجھے انہوں نے خبر دی کہ وہ اپنے ایک بیٹے کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائی۔ جو کھانے کی عمر کو نہ پہنچا تھا اور تالو کے ورم کی وجہ سے انہوں نے اس کا حلق دبایا ہوا تھا۔ حضرت یونس نے کہا: انہیں یہ خوف تھا کہ اس کے حلق میں ورم نہ ہو۔ اس لیے اس کا حلق دبایا ہوا تھا رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا: تم اپنی اولادوں کا گلا کیوں دباتی ہو۔ تمہیں عود ہندی کست کے ذریعہ علاج کرنا چاہیے کیونکہ اس میں سات بیماریوں کی شفاء ہے جن میں نمونیا بھی ہے۔

۵۷۵۹۔ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: وَأَخْبَرَتْنِي أَنَّ ابْنَهَا ذَاكَ بَالَ فِي حَجْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَاءٍ فَنَضَحَهُ عَلَى بَوْلِهِ وَلَمْ يَغْسِلْهُ غَسْلًا

حضرت عبید اللہ سے مروی ہے کہ ام قیس نے مجھے خبر دی کہ ان کے اس بیٹے نے رسول اللہ ﷺ کی گود میں پیشاب کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پانی منگوا کر اس پر بہادیا اور اسے دھونے میں زیادہ مبالغہ نہ کیا۔

بَابُ التَّدَاوِي بِالْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ

کلونجی سے علاج کرنے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

۵۷۶۰۔ **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، أَخْبَرَهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ، إِلَّا السَّامَ وَالسَّامُ الْمَوْتُ وَالْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ الشُّونِيزُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ فرماتے تھے: کلونجی میں سوائے موت کے ہر بیماری کی شفاء ہے السام کا معنی موت اور الحبۃ السوداء کا معنی شونیز یعنی کلونجی ہے۔

تشریح:

''الحبۃ السوداء '' سیاہ دانہ سے مراد کلونجی ہے یہ ایک پودے کا بیج ہے اس کا حجم اور رنگ روغن اور ذائقہ بالکل پیاز کے بیج کی طرح ہے شبہ ہوتا ہے کہ یہی کلونجی ہے لیکن کلونجی یہ نہیں بلکہ وہ پنجاب کے علاقوں میں پیدا ہوتی ہے اس کو باقاعدہ کاشت کیا جاتا ہے اس کا پودا چھوٹا سا ہوتا ہے۔

''السام'' موت کو سام کہتے ہیں ''الشونیز '' یہ کلونجی کا فارسی نام ہے۔ علامہ طیبی کا خیال ہے کہ کلونجی صرف ان امراض کا علاج ہے جو امراض رطوبت اور بلغم سے پیدا ہوں کیونکہ کلونجی کا مزاج خشک اور گرم ہے تو طبائع مرطوبہ بلغمیہ کے لیے مفید ہے عام نہیں

لیکن طیبی کے علاوہ تمام شارحین اس کو عموم پر حمل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ واقعی کلونجی موت کے علاوہ ہر بیماری کے لیے شفا ہے لیکن اس طور پر شفاء ہے کہ دیگر ادویہ کے ساتھ اس کو ملایا جائے اور کلونجی کا جزء اس میں اہم واعظم ہو علامہ کرمانی فرماتے ہیں کہ حدیث میں عموم ہے اس لیے عام معنی لینا زیادہ بہتر ہے کیونکہ کلونجی جسم میں قوت مدافعت پیدا کرتی ہے اس لیے یہ موت کے سوا ہر بیماری کو دفع کرتی ہے۔ کلونجی پر لوگوں نے مستقل کتابیں لکھی ہیں بے شمار بیماریوں کے لیے اس کے خاص خاص نسخے تجویز کئے گئے ہیں وہ چند نسخے ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) دمہ، کھانسی۔ ایک کپ گرم پانی میں ایک چمچہ شہد، آدھا چمچہ کلونجی کا تیل ملا کر صبح نہار منہ اور شام میں کھانے کے بعد پئیں پرہیز میں سرد چیزوں سے بچیں یہ علاج چالیس دن تک رکھیں۔

(۲) ذیابیطس (شوگر) ایک کپ چائے کے ڈیکاشن (یعنی بغیر دودھ کی چائے) میں آدھا چمچہ کلونجی کا تیل ملا کر دن میں دو مرتبہ پئیں۔ پرہیز میں چکنی چپڑی چیزوں سے بچیں اس علاج کے ساتھ اگر شوگر کی کوئی دوسری دوا بھی استعمال کر رہے ہوں تو پھر آہستہ کم کرتے جائیں۔ یہ علاج بیس دن تک جاری رکھیں اس کے بعد معائنہ کرائیں اگر شوگر میں کمی آجائے تو دوا ختم کر دیں۔

(۳) دل کے امراض: ایک کپ دودھ میں آدھا چمچہ کلونجی کا تیل ملا کر دن میں دو مرتبہ پئیں، چکنی اشیاء سے پرہیز کریں یہ علاج دس دن تک جاری رکھیں دس دن کے بعد پھر دن میں ایک مرتبہ صبح کے وقت استعمال کریں۔

(۴) لقوہ اور پولیو: بڑے آدمی کے لیے ایک کپ گرم پانی میں ایک چمچہ شہد اور آدھا چمچہ کلونجی کا تیل ملا کر دن میں دو بار پئیں، چھوٹے بچوں کے لیے دو چمچہ دودھ میں تین قطرہ کلونجی کا تیل ملا کر دن میں تین مرتبہ پئیں۔ یہ علاج چالیس دن کا ہے۔

(۵) قبض، گیس پیٹ کی جلن اور درد وغیرہ: ایک چمچہ ادرک کا جوس اور آدھا چمچہ کلونجی کا تیل ملا کر دن میں دو مرتبہ پئیں، پرہیز میں تمام قابض اور گیس پیدا کرنے والی چیزوں سے احتیاط کریں۔

(نوٹ)۔ یہی طریقہ موٹے پن کو ختم کرنے کے لیے بھی مفید ہے۔

(۶) جوڑوں اور رگوں کا درد: ایک چمچہ سرکہ اور آدھا چمچہ کلونجی کا تیل ملا کر دن میں دو مرتبہ استعمال کریں۔

(۷) امراض چشم: آنکھوں کے جملہ امراض میں ایک کپ گاجر کا رس اور آدھا چمچہ کلونجی کا تیل ملا کر صبح نہار منہ اور شام میں سوتے وقت پئیں۔ آنکھوں کو دھوپ کی گرمی سے بچائیں۔ یہ علاج چالیس دن تک جاری رکھیں۔

(۸) زنانہ پوشیدہ امراض: جملہ پوشیدہ امراض کی شکایت، پیٹ میں درد، کمر میں تکلیف، پیٹ میں جلن وغیرہ ہونا ان تمام

صورتوں میں کچا پودینہ جو سالن میں استعمال ہوتا ہے ایک مٹھی بھر لے کر دو گلاس پانی میں ابال کر ایک کپ جوس نکالیں اس میں آدھا چمچہ کلونجی کا تیل ملا کر صبح نہار منہ اور شام کو سوتے وقت پئیں آم کے اچار، مرغی کے انڈے، بیگن، اور مچھلی، سے پرہیز کریں یہ علاج چالیس دن تک جاری رکھیں۔

(۹) پیٹ میں درد ہونا: حیض رک جانا وغیرہ کے لیے ایک کپ گرم پانی میں دو چمچہ شہد اور آدھا چمچہ کلونجی کا تیل ملا کر صبح نہار منہ اور شام سوتے وقت پئیں ایک ماہ تک یہ علاج جاری رکھیں۔

(۱۰) کینسر: کسی بھی قسم وصورت کا ہو ایک گلاس انگور کے جوس میں آدھا چمچہ کلونجی کا تیل ملا کر دن میں تین مرتبہ پئیں صبح نہار منہ دوپہر کھانے کے بعد اور شام سوتے وقت استعمال کریں۔ ایک کلو جو میں دو کلو گیہوں کا آٹا ملا کر اس کی روٹی یا ہریرہ بنائیں اور مریض کو دیں، آلو، اروی، اناڑے کی بھاجی، اور بیگن وغیرہ سے پرہیز کریں چالیس دن تک یہ علاج جاری رکھیں۔

(۱۱) آتشک، سوزاک سے پیدا ہونے والے امراض کی تمام صورتوں میں ایک کپ گرم پانی میں ایک چمچہ کھجور کے سفوف کے ساتھ آدھا چمچہ کلونجی کا تیل اور دو بڑے چمچہ شہد ملا کر دن میں تین مرتبہ پئیں۔ آلو، بیگن، چنے کی دال، مسور کی دال وغیرہ سے پرہیز کریں البتہ اگر دال چاول کے ساتھ بکری کا دودھ استعمال کریں تو مناسب ہے یہ علاج چالیس روز تک جاری رکھیں۔

(۱۲) اضمحلال: رنگترہ، یا مالٹے کے رس میں آدھا چمچہ کلونجی کا تیل ملا کر دس روز تک پئیں، ہمیشہ کے لیے ان شاء اللہ سستی، کاہلی، تھکن اور کمزوری سے نجات مل جائے گی۔

(۱۳) حافظہ کی کمزوری: سو ملی گرام پودینہ کو جوش دے کر اس میں آدھا چمچہ کلونجی کا تیل دن میں پئیں۔

(۱۴) گردہ کی تکلیف: ایک پاؤ کلونجی کو پیس کر ایک کپ شہد میں اچھی طرح حل کرلیں اس محلول کے دو چمچہ نصف کپ پانی میں ملا کر اس میں ایک چمچہ کلونجی کا تیل ملائیں اور روزانہ ناشتہ سے پہلے استعمال کریں، تین ہفتہ اس علاج کو جاری رکھیں۔

(۱۵) چہرہ کی تازگی اور خوب صورتی: آدھا چمچہ کلونجی کا تیل اور ایک چمچہ زیتون کا تیل ملا کر چہرے پر مل لیں ایک گھنٹہ بعد صابن سے منہ دھولیں۔ ایک ہفتہ یہ عمل کریں۔

(۱۶) متلی: ایک چمچہ کاریشن کے سفوف اور آدھا چمچہ کلونجی کے تیل کو جوش دے کر پودینہ کے ساتھ روزانہ تین مرتبہ پئیں۔

(۱۷) مخصوص جگہوں کی سوجن: مثلاً ران یا زیر ناف کے حصوں میں سوجن ہو تو سوجی ہوئی جگہ کو اچھی طرح صابن سے دھو کر خشک کرلیں پھر رات کو اس جگہ پر کلونجی کا تیل ملا کر صبح تک چھوڑ دیں، یہ عمل تین دن تک جاری رکھیں۔

(۱۹) جذام: (کوڑھ) متاثرہ مقام پر سیب کا سرکہ اور کلونجی کا تیل یکے بعد دیگرے ملیں۔

(۲۰) ٹیومر: کلونجی کے تیل کو متاثرہ جگہ پر پندرہ دن تک ملیں اور ساتھ ہی روزانہ ایک چمچہ کلونجی کا تیل پئیں۔

(۲۱) سر درد: کلونجی کا تیل پیشانی اور اس کے کنارے کے علاوہ کانوں کے کنارے پر اچھی طرح ملیں اور ساتھ ہی روزانہ آدھا چمچہ کلونجی کا تیل صبح، دوپہر اور شام کو پئیں۔

(۲۲) سینہ کی جلن اور پیٹ کی تکلیف: آدھا چمچہ کلونجی کا تیل ایک کپ دودھ میں ملا کر تین دن پئیں۔

(۲۳) ہچکیوں کا علاج: ایک بڑا چمچہ ملائی کے ساتھ کلونجی کے تیل کے دو قطرے ملا کر صبح وشام استعمال کریں۔ یہ علاج ایک ہفتہ جاری رکھیں۔

(۲۴) بی، پی (بلڈ پریشر) یا خون کی زیادتی کا دباؤ: کسی بھی گرم مشروب میں آدھا چمچہ کلونجی کا تیل ملا کر پئیں، ساتھ میں روزانہ ناشتہ سے پہلے لہسن کے دو دانے ضرور استعمال کریں۔

(۲۵) بالوں کا قبل از وقت گرنا: چندیا پر لیموں کا عرق مل کر پندرہ منٹ چھوڑ دیں اس کے بعد شیمپو اور پانی سے دھوئیں اچھی طرح خشک ہونے کے بعد ساری چندیا پر کلونجی کا تیل ملیں، ایک ہفتہ کے استعمال سے ان شاء اللہ بالوں کا گرنا بند ہو جائے گا۔

(۲۶) دماغی بخار: کلونجی کی بھاپ کو سانس کے ذریعہ جسم میں داخل کریں اور روزانہ صبح اور شام لیموں کے عرق سے آدھا چمچہ کلونجی کا تیل ملا کر تین دن تک پئیں چوتھے روز سے آدھا چمچہ کلونجی کا تیل ایک کپ بغیر دودھ کی چائے میں ڈال کر پئیں۔

(۲۷) گردوں کی خرابی: گردوں میں پس پڑ جانا، پیشاب کا رکنا وغیرہ وغیرہ، آدھا چمچہ کلونجی کا تیل لے کر اس میں عاقر قرحا کا سفوف ملا کر ایک چمچہ شہد حل کر کے ایک کپ پانی میں ملا کر پئیں۔ تین ہفتے یہ علاج جاری رکھیں۔

(۲۸) بچوں کے پیٹ کا درد مثلاً پیٹ کا پھولنا اور دیگر امراض کلونجی کا تیل دو قطرے صبح یا شام ماں کے دودھ میں یا گائے کے دودھ میں ملا کر پئیں اور تیل مالش کریں۔

(۲۹) بواسیر: خون آنا یا اجابت کا رک جانا وغیرہ آدھا چمچہ کلونجی کا تیل ایک کپ چائے کا ڈیکاشن یعنی بغیر دودھ کی چائے میں صبح وشام پئیں، گرم اشیاء سے پرہیز کریں۔

(۳۰) جلد کے امراض: ایک چمچہ سرکہ میں ایک چمچہ کلونجی کا تیل ملا کر دونوں چیزوں کو اچھی طرح حل کر کے رات کو سوتے وقت متاثرہ مقام پر لگائیں اور صبح کو صابن سے نہالیں۔

(۳۱) عام بخار وغیرہ: آدھا کپ پانی میں آدھا کپ لیموں کا رس اور آدھا چمچہ کلونجی کا تیل ملا کر دن میں دو مرتبہ پئیں بخار ختم ہونے تک یہ علاج جاری رکھیں، چاول سے پرہیز کریں۔

(۳۲) کدو دانے: آدھا چمچہ سرکہ میں آدھا چمچہ کلونجی کا تیل ملا کر دن میں دو مرتبہ پئیں ساتھ میں کھوپرے کے چند ٹکڑے بھی استعمال کریں، تمام میٹھی چیزوں سے پرہیز کریں۔

(۳۳) گردہ یا پتہ میں پتھری: ایک کپ گرم پانی میں دو چمچہ شہد اور آدھا چمچہ کلونجی کا تیل ملا کر دن میں دو مرتبہ پئیں، ٹماٹر، پالک، لیموں اور کریہ پاک سے پرہیز کریں۔

(۳۴) مرگی: ایک کپ گرم پانی میں دو چمچہ شہد اور آدھا چمچہ کلونجی کا تیل ملا کر صبح نہار منہ، دوپہر اور شام سوتے وقت پئیں۔ سرد چیزوں سے پرہیز کریں اور تین سال تک جام، کیلا اور سیتا پھل استعمال نہ کریں۔

(۳۵) کان کے امراض: کان کے جملہ امراض میں کلونجی کے تیل کو گرم کریں، ٹھنڈا کر کے دو قطرے کان میں ٹپکائیں۔

(۳۶) پیہم گرمی: مثلاً ہاتھوں، پیروں کا تڑخ جانا، خون بہنا، پسینہ وغیرہ ایک گلاس موسمی کے رس میں آدھا چمچہ کلونجی کے تیل کو ملا کر دن میں دو مرتبہ صبح وشام پئیں۔ انڈا مرغی، بینگن اور تمام گرم چیزوں سے پرہیز کریں۔

(۳۷) چہرے کے دھبے اور جھائیاں، کیل، مہاسے وغیرہ: ایک کپ سنترہ یا موسمی یا اناناس کے رس میں آدھا چمچہ کلونجی کا تیل ملا کر دن میں دو مرتبہ صبح وشام پئیں علاوہ ازیں کلونجی سے تیار شدہ کریم بھی چہرے کو مسلسل لگاتے رہیں، ایک ماہ میں چہرہ صاف ہو جائے گا تمام گرم اشیاء سے پرہیز کریں۔

(۳۸) جنسی امراض: مثلاً جریان احتلام، قوت باہ کی کمی، سرعت انزال وغیرہ کی صورت میں ایک کپ سیب کے رس میں آدھا چمچہ کلونجی کا تیل ملا کر صبح نہار منہ شام کو سوتے وقت پئیں، اور روزانہ کلونجی کے تیل کے چار قطرے تالو پر ملیں، تین ہفتہ یہ علاج جاری رکھیں، لیموں استعمال نہ کریں۔

(۴۰) معدہ اور آنتوں کا السر: سالن میں استعمال ہونے والا کچا پودینہ ایک کپ پانی میں ابال کر پودینہ کے ایک کپ عرق میں آدھا چمچہ کلونجی کا تیل ملا کر صبح نہار منہ اور شام کو سوتے وقت پئیں، کھانا ہمیشہ دہی کے ساتھ کھائیں تیز و ترش چیزوں سے پرہیز کریں ایک ہفتہ یہ علاج جاری رکھیں۔

(۴۱) یرقان (پیلیا) وجگر کا علاج: ایک کپ دودھ میں آدھا چمچہ کلونجی کا تیل ملا کر دن میں دو بار پئیں، تیل وغیرہ اور چکنی

چیزوں سے پرہیز کریں ایک ہفتہ یہ علاج جاری رکھیں۔

(۴۲) گلے سے پھیپھڑوں تک سوزشیں: ایک کپ گرم پانی میں دو چمچہ شہد اور آدھا چمچہ کلونجی کا تیل ملا کر صبح نہار منہ اور شام کو سوتے وقت پئیں، آئس کریم فریج کے پانی، کچے ناریل، لیموں، سنترہ، موسمی وغیرہ سے پرہیز کریں اور دس روز تک یہ علاج جاری رکھیں۔

(۴۳) کھانسی وبلغم: ایک کپ گرم پانی میں دو چمچہ شہد اور آدھا چمچہ کلونجی کا تیل ملا کر صبح نہار منہ اور شام کو سوتے وقت پئیں سرد چیزوں سے پرہیز کریں۔ دو ہفتہ تک یہ علاج جاری رکھیں۔

(۴۴) دل کا دورہ اور سانس کی نالیوں کا ورم: مثلاً دل کی نالیوں کے وال کا بلاک ہو جانا، سانس میں رکاوٹ پیدا ہونا، ٹھنڈے پسینے آنا دل میں درد وغیرہ ہونا، ایک کپ بکری کے دودھ میں آدھا چمچہ کلونجی کا تیل صبح اور شام پلائیں چربی پیدا کرنے والی اشیاء سے پرہیز کریں تین ہفتہ یہ علاج جاری رکھیں۔

(۴۵) زچگی یا بیماری: کے بعد دماغی اور جسمانی تھکن، خون کا انجماد، عضلات کی انحطاطی وغیرہ وغیرہ میں کھیرا ککڑی کے ایک کپ رس میں آدھا چمچہ کلونجی کا تیل ملا کر صبح نہار منہ اور شام کو سوتے وقت مریض کو دیں، ساتھ ہی دو کلو گیہوں اور ایک کلو جو کے آٹے سے بنایا ہوا دلیا، ہریرہ کی شکل میں دیں اور یہ علاج چالیس روز تک جاری رکھیں۔

(۴۶) پیٹ کے ریاح اور ہاضمہ: ادرک کا رس دو چمچہ چائے آدھا چمچہ کلونجی کا تیل اور ایک چمچہ شکر ملا کر صبح وشام پئیں گیس پیدا کرنے والی اشیاء سے پرہیز کریں، دس دن کا علاج ہے۔

(۴۷) پیشاب میں جلن: پیشاب کی نالیوں میں خون کی گردش کا سست پڑنا پیشاب سے خون آتا ہو تو ایک کپ موسمی کے رس میں آدھا چمچہ کلونجی کا تیل ملا کر پئیں صبح نہار منہ اور شام کو سوتے وقت پئیں، دس روز علاج جاری رکھیں، گرم اور ترش اشیاء سے پرہیز کریں۔

(۴۸) پیٹ میں خون چوسنے والے کیڑے: ایک چمچہ سرکہ میں آدھا چمچہ کلونجی کا تیل ملا کر دن میں تین مرتبہ پئیں، یہ دس دن کا علاج ہے، میٹھی چیزوں سے پرہیز کریں۔

(۴۹) جوڑوں کا درد وورم: ایک چمچہ سرکہ میں دو چمچہ شہد اور آدھا چمچہ کلونجی کا تیل ملا کر اکیس دن تک صبح وشام پئیں اور کلونجی کا تیل درد کی جگہ پر ملیں، پرہیز میں تمام بادی اشیاء سے بچیں۔

(۵۰) گنج پر بال اگنے کے لیے: کلونجی کا تیل گنج پر صبح وشام ملیں اور ایک کپ کافی میں آدھا چمچہ کلونجی کا تیل ملا کر صبح وشام پئیں۔

(۵۱) صحت برقرار رکھنے کے لیے: ایک کلو گیہوں کے آٹے میں آدھا چمچہ کلونجی کا تیل ملا کر ایک روٹی ہمیشہ استعمال کرنے کا معمول بنالیں۔

(۵۲) باؤلا پن وبواسیر: کلونجی کے سفوف کو ٹھنڈے پانی کے ساتھ ملا کر پینے سے باؤلا پن ختم ہوتا ہے اور اس کا جوشاندہ پینے سے بواسیر ختم ہوجاتی ہے زہریلے جانوروں مثلاً سانپ بچھو، خصوصا بھڑ کے کاٹے پر تریاق ہے جام، مور وغیرہ نہ لیں۔

(۵۳) دانتوں اور مسوڑھوں کا علاج ایک چمچہ سرکہ میں آدھا چمچہ کلونجی کا تیل لگا کر دو تین منٹ لگائے رکھیں اور اس کی کلی کرنے سے بھی یہ امراض ختم ہوجاتے ہیں دن میں دو مرتبہ یہ عمل ایک ہفتہ تک جاری رکھیں۔

(۵۴) پرانا زکام: آدھا کپ پانی میں آدھا چمچہ کلونجی کا تیل اور پاؤ چمچہ زیتون کا تیل ملا کر ابال کے چھان لیں، اور اس تیل کے دو قطرے صبح وشام ناک میں ڈالیں۔

(۵۵) جلدی امراض: دو بڑے چمچے شہد میں آدھا چمچہ کلونجی کا تیل اور آدھا چمچہ زیتون کا تیل ملا کر صبح نہار منہ اور شام سوتے وقت چالیس روز تک پئیں۔

(۵۷) بواسیر کے لیے: ایک چمچہ سرکہ میں آدھا چمچہ کلونجی کا تیل ملا کر صبح وشام لگائیں۔

(۵۸) پیٹ کی جملہ بیماریاں: سانس کی گھٹن جگر کی خرابی پھوڑے پھنسیاں اور تمام اعصابی امراض میں دو سو گرام شہد میں دو بڑے چمچے کلونجی کا تیل ملا کر صبح وشام روز ایک ایک تولہ ایک ماہ تک استعمال کریں، کھٹی چیزوں سے پرہیز کریں۔

(۵۹) درد سے حیض آنا: کلونجی کا تیل شہد میں ملا کر صبح وشام دو ہفتہ تک ایک ایک چائے کا چمچہ استعمال کریں۔

(۶۰) کسی بھی قسم کے ورم کے لیے: جلن اور پیٹ کے درد میں کلونجی کے تیل کو اچھی طرح گرم کریں اور پھر ورم کے مقام پر لگائیں اور ایک چمچہ کلونجی کا تیل صبح، دوپہر، شام تین وقت استعمال کریں۔

(۶۱) زہر کا اثر ختم کرنے کے لیے: دوا نجیر کھانے کے بعد دو چمچہ شہد میں آدھا چمچہ کلونجی کا تیل ملا کر پی لیویں، دو چار گھنٹے مریض کو سونے سے گریز اکرائیں، یہ ایک ہفتہ کی دوا ہے۔

(۶۳) بخار کی شدت: ایک چائے کے چمچہ کے برابر کلونجی کے تیل کو ڈیکاشن یعنی بغیر دودھ کی کالی چائے کے ساتھ ملا کر استعمال کریں اور بخار ختم ہونے تک یہ علاج جاری رکھیں۔

(۶۳) جلے ہوئے شدید زخم: دوسو گرام روغن زیتون میں پانچ گرام کلونجی کا تیل اور پندرہ گرام باچھ اور اسی گرام مہندی کے پتے ملا کر زخم پر لگائیں البتہ دھیان رہے کہ روغن زیتون ترکی یا اٹلی کا ہو عام بازاری نہ ہو، زخموں کے ختم ہونے تک مذکورہ علاج جاری رکھیں۔

(۶۴) موٹاپا: دو چمچہ شہد میں آدھا چمچہ کلونجی کا تیل ملا کر ایک کپ گرم پانی کے ساتھ صبح وشام پئیں ساتھ ہی دو کلو گیہوں اور ایک کلو جو ملا کر آٹا پیس کے اس کی روٹی کھائیں، چاول سے پرہیز کریں۔

(۶۵) سر اور بالوں میں پھیندی: دس گرام کلونجی کا تیل تین سو گرام زیتون کا تیل اور تیس گرام مہندی کا سفوف کوٹ کر تیل میں ملا لیں ٹھنڈا ہونے پر سر میں لگا دیں، دھیان رہے کہ مہندی تازہ درخت کی ہو عام بازاری نہ ہو۔

(۶۶) نیند: رات میں کھانے کے بعد آدھا چمچہ کلونجی کا تیل ایک چمچہ شہد ساتھ ملا کر استعمال کرنے سے گہری اور خوشگوار نیند آئے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۶۷) چستی وتوانائی: آدھا چمچہ کلونجی کا تیل روزانہ صبح نہار منہ شہد کے ساتھ استعمال کرنے سے بدن میں چستی و پھرتی قائم رہے گی۔

(۶۸) عورتوں میں دودھ کی کمی: ایک کپ دودھ میں دو قطرے کلونجی کا تیل ملا کر صبح وشام پئیں، چالیس دن کے علاج سے یہ شکایت ان شاء اللہ دور ہو جائے گی۔

(۶۹) عورتوں کے پوشیدہ امراض: مثلاً سفید بلو، لال بلو، پیشاب میں جلن، رحم کی خارش، پھوڑے، پھنسیاں بچہ دانی کی تھیلی پر پھوڑے وغیرہ ہو جانا زیرے کا سفوف پچاس گرام مسری کا سفوف ایک گلاس پانی میں ڈبو کر رات میں رکھ چھوڑیں صبح آدھا چمچہ کلونجی کا تیل نہار منہ دن میں ایک بار استعمال کریں، گرم چیزوں سے پرہیز کریں، ایک ماہ تک یہ علاج جاری رکھیں۔

(۷۰) کوڑھ وبرص: خواہ کسی قسم کا ہو تو روغن کلونجی آدھا چمچہ ایک کپ سنترے کے جوس میں ملا کر صبح نہار منہ اور شام کھانے کے بعد دیں اگر سنترہ کا جوس نہ ہو تو ایک چمچہ سرکہ اور ایک چمچہ شہد دونوں کو آدھا چائے کا چمچہ کلونجی کے تیل میں ملا کر مذکورہ ترکیب سے دیں۔

(۷۱) کوڑھ وبرص کے داغ: خواہ سرخ ہوں یا سفید یا کسی اور قسم کے تو دو حصہ فروٹ کا سرکہ اور ایک حصہ کلونجی کا تیل ملا کر پانچ منٹ ہلکی آنچ میں پکا لیں اور صبح وشام ٹھنڈا کر کے داغوں پر لگاتے رہیں۔

(۷۲) پیٹ کا درد: خواہ کسی قسم کا ہو ایک گلاس موسمی کے رس میں دو چمچہ شہد اور آدھا چمچہ کلونجی کا تیل ملا کر صبح وشام پی لیں گیس

بننے والی اشیاء سے پرہیز کریں یہ علاج تین ہفتوں کا ہے۔

(۷۳) گردے کی پتھری: کچا پپیتا پانچ گرام، گڑ ایک گرام اور چار قطرے کلونجی کا تیل ملا کر صبح نہار منہ استعمال کریں ساتھ ہی پالک کی بھاجی، ٹماٹر، کریا پاک، لیموں وغیرہ سے پرہیز کریں.... یہ علاج دس دن کا ہے۔

(۷۴) سر کے بال سے پیر کے ناخن تک: اندرونی امراض میں ایک کپ سنترے کے رس میں آدھا چمچہ کلونجی کا تیل ملا کر صبح نہار منہ اور رات کو سونے سے پہلے چار ماہ تک استعمال کریں ان شاء اللہ شفاء ہوگی۔

(۷۵) گنج پر بال اگنے کے لیے: آدھا کپ فروٹ کے سرکہ میں دو چمچہ تیل ملا کر دو چار منٹ آگ پر پکالیں ٹھنڈا ہونے پر رات کو سر پر لگائیں۔

(۷٦) پیٹ پھولنے کی شکایت: ہو تو تین گرام اجوائن تین گرام میتھی کے بیج ملا کر سفوف بنالیں اور اس میں چار قطرے کلونجی کا تیل ملا کر صبح کھانے سے پہلے اور شام کھانے کے بعد پئیں۔ آلو، اردی اور میٹھی چیزوں سے پرہیز کریں افاقہ ہونے تک علاج جاری رکھیں۔

(۷۷) گٹھیا، جوڑوں کے درد کمر، گردن اور پیٹھ کے درد میں صبح نہار منہ اور شام کھانے کے بعد دو عدد سوکھے انجیر کھا کر ایک گلاس دودھ میں چار قطرے کلونجی کا تیل ملا کر پئیں اور پھر دو گھنٹہ تک کچھ نہ کھائیں، دو ماہ کا علاج ہے آلو، اردی، ہری مرچ، ٹماٹر وغیرہ کا پرہیز کریں۔

(۷۹) پرانی کھانسی اور کالی کھانسی ہو تو دس گرام عقر قرحا کا سفوف بنا کر دو سو گرام شہد میں سو گرام کلونجی کا تیل ملا کر دو پہر اور شام کھائیں۔ آئس کریم، فریج کا پانی جام کھٹا پھل اور سرد اشیاء کا استعمال نہ کریں۔ ان شاء اللہ چالیس روز میں شفاء حاصل ہوگی۔

(۷۹) پھپھوندی سے جسم پر بننے والے پھوڑے پھنسی کا علاج: تین سو گرام روغن زیتون، چالیس گرام کلونجی کا تیل اور پچاس گرام کچے درخت کی مہندی کو بہم ملا کر دس منٹ آگ پر پکالیں ٹھنڈا ہونے پر متاثرہ مقام پر لگادیں کھانے میں پیپ بننے والے چیزوں کا استعمال نہ کریں علاوہ ازیں میتھی کا بیج سفوف بنا کر پچاس گرام حب رسا کا سفوف اس میں ملا کر اس میں تیس گرام کلونجی کا تیل صبح و شام کھانے کے بعد آدھا چمچہ استعمال کریں۔

(۸۰) سوریاسس: چھ لیموؤں کا جوس، پچاس گرام کلونجی کا تیل ملا کر لگانے سے سوریاسس ختم ہو جائے گا۔

(۸۱) کان کے جملہ امراض میں ایک چمچہ کلونجی کا تیل اور ایک چمچہ زیتون کا تیل گرم کرلیں اور ٹھنڈا کر کے تھوڑا تھوڑا سوتے

وقت کان میں ڈالیں۔

(۸۲) دانت میں درد، سوراخ کیڑے لگنا وغیرہ رات کو سوتے وقت کلونجی کے تیل میں بھگویا ہوا روئی کا پھایہ رکھیں ایک ہفتہ میں ان شاء اللہ علاج سے نفع ہوگا۔

(۸۳) سیلان الرحم آدھا کپ کھانے کے پودینہ کا جوشاندہ ایک کپ، دو چمچہ مصری کا سفوف اور آدھا چمچہ کلونجی کا تیل ملا کر صبح نہار منہ چالیس روز تک استعمال کریں۔

(۸۴) توتلے پن کے لیے، ایک چمچہ کلونجی کا تیل دو چمچہ شہد ملا کر دن میں دو بار زبان پر رکھیں، یہی علاج کیلشم کی کمی، دانتوں کا ٹوٹنا یا بھر جانا اور ہونٹوں کے درد کے لیے بھی ہے۔

بعض اطباء نے آپ ﷺ کے اس ارشاد کے پیش نظر مذکورہ امراض کے لیے اپنے تجربات پیش کیے ہیں جن سے آپ ﷺ کے اس فرمان کی صداقت بخوبی واضح ہو جاتی ہے لہٰذا اگر کوئی شخص حسن اعتقاد کے ساتھ کسی مرض کے لیے کلونجی استعمال کرے گا تو امید قوی ہے کہ اللہ تعالیٰ شفاء فرمائیں گے۔

بہر حال عربی لغت میں اس دانہ کو حبۃ السوداء کہتے ہیں اور فارسی لغت میں اس کو شونیز کہتے ہیں اور اردو میں اس کو کلونجی کہتے ہیں۔
یہ نسخے میں نے مولانا رئیس الدین سہارنپوری کی شرح دروس ترمذی سے لی ہیں ''فضل محمد یوسف زئی''

۵۷۶۱۔ وحَدَّثَنِيهِ أَبُو الطَّاهِرِ، وَحَرْمَلَةُ، قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَمْرٌو النَّاقِدُ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، ح وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، كُلُّهُمْ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِمِثْلِ حَدِيثِ عُقَيْلٍ، وَفِي حَدِيثِ سُفْيَانَ، وَيُونُسَ الْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ وَلَمْ يَقُلِ الشُّونِيزُ

ان اسناد سے بھی یہ حدیث نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: کلونجی میں سوائے موت کے ہر بیماری کی شفاء ہے۔ اور حضرت سفیان ویونس کی روایت کردہ حدیث میں الحبۃ السوداء کے الفاظ مذکور ہیں اور لفظ الشونیز ذکر نہیں ہے۔

۵۷۶۲۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَابْنُ حُجْرٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ وَهُوَ ابْنُ

جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ دَاءٍ، إِلَّا فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ مِنْهُ شِفَاءٌ، إِلَّا السَّامَ

صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی بیماری ایسی نہیں سوائے موت کے جس کی شفاء کلونجی میں نہ ہو۔

بَابُ التَّلْبِينَةُ مُجِمَّةٌ لِفُؤَادِ الْمَرِيضِ

تلبینہ مریض کے دل کے لیے باعث فرحت ہے

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۵۷۶۳ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ جَدِّي، حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا كَانَتْ إِذَا مَاتَ الْمَيِّتُ مِنْ أَهْلِهَا فَاجْتَمَعَ لِذَلِكَ النِّسَاءُ، ثُمَّ تَفَرَّقْنَ إِلَّا أَهْلَهَا وَخَاصَّتَهَا أَمَرَتْ بِبُرْمَةٍ مِنْ تَلْبِينَةٍ فَطُبِخَتْ، ثُمَّ صُنِعَ ثَرِيدٌ، فَصُبَّتِ التَّلْبِينَةُ عَلَيْهَا، ثُمَّ قَالَتْ: كُلْنَ مِنْهَا، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: التَّلْبِينَةُ مُجِمَّةٌ لِفُؤَادِ الْمَرِيضِ، تُذْهِبُ بَعْضَ الْحُزْنِ

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ ان گھر والوں میں سے جب کسی کا انتقال ہو جاتا تو اس کی تعزیت کے لیے عورتیں جمع ہو کر چلی جاتیں اور ان کے گھر والے اور خواص ہی باقی رہ جاتے تو سیدہ ہانڈی میں شہد میں دودھ ملا کر حریرہ پکانے کا حکم دیتیں۔ جب وہ پک جاتا پھر ثرید بنایا جاتا پھر ثرید پر یہ دودھ اور شہد کا حریرہ ڈال دیا جاتا۔ پھر فرماتیں، اس میں سے کھاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ ﷺ فرماتے تھے دودھ اور شہد ملا حریرہ مریض کے دل کو خوش کرتا ہے اور رنج وغم کو دور کرتا ہے۔

تشریح:

''بـرمـة'' سالن وغیرہ پکانے کی ہانڈی کو برمۃ کہتے ہیں ''تـلـبـیـنـة'' اس کا مادہ لبن ہے یہ ایک حریرہ ہے جو آٹے یا بھوسی سے بنتا ہے اس میں دودھ ہوتا ہے اس لیے اس کو تلبینہ کہدیا گیا دودھ میں آٹا یا بھوسی ڈال کر پکایا جاتا ہے اس میں میٹھی چیز شہد وغیرہ ملایا جاتا ہے اس کو شیر خرمہ کہتے ہیں آج کے زمانہ میں دودھ میں سویاں پکا کر چینی ملانے کو شیر خرمہ کہتے ہیں کھیر بھی تلبینہ کا مفہوم بن

سکتا ہے اردو میں اس کو حریرہ کہا گیا ہے یہ سب قریب قریب معانی ہیں شیر خرمہ بولنا آسان ہے۔

"مجمة" میم پر فتحہ ہے جیم پر بھی شد کے ساتھ زبر ہے اور میم پر ضمہ بھی جائز ہے مگر جیم پر کسرہ ہوگا یہ جمام سے ہے جو فرحت وراحت کے معنی میں ہے مطلب یہ ہے کہ شیر خرمہ تلبینہ بیمار کے دل کو فرحت بخشتا ہے جسم کو چست بناتا ہے خاص کر مریض کو راحت پہنچاتا ہے اور اس کے غم کو دور کر دیتا ہے۔

بَابُ التَّدَاوِي بِسَقْيِ الْعَسَلِ

شہد پلانے سے علاج کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

٥٧٦٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ أَخِي اسْتَطْلَقَ بَطْنُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْقِهِ عَسَلًا فَسَقَاهُ، ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ: إِنِّي سَقَيْتُهُ عَسَلًا فَلَمْ يَزِدْهُ إِلَّا اسْتِطْلَاقًا، فَقَالَ لَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ جَاءَ الرَّابِعَةَ فَقَالَ: اسْقِهِ عَسَلًا فَقَالَ: لَقَدْ سَقَيْتُهُ فَلَمْ يَزِدْهُ إِلَّا اسْتِطْلَاقًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَدَقَ اللَّهُ، وَكَذَبَ بَطْنُ أَخِيكَ فَسَقَاهُ فَبَرَأَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: میرے بھائی کو دست لگ گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے شہد پلاؤ۔ اس نے پلایا۔ پھر آ کر عرض کیا: میں نے اسے شہد پلایا لیکن اس کے دستوں میں مزید زیادتی ہوگئی۔ آپ ﷺ نے اسے تین مرتبہ یہی فرمایا: اسے شہد پلاؤ۔ اس نے عرض کیا: میں نے پلایا لیکن اس کے دستوں میں مزید زیادتی ہی ہوتی چلی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ نے سچ فرمایا اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔ چنانچہ اس نے پھر شہد پلایا تو وہ صحت مند ہو گیا۔

تشریح:

"استطلق" استطلاق بطن پچس ہونے اور دست آنے کے معنی میں ہے "فبرا" یعنی مزید شہد پلانے سے اس شخص کا پیٹ صحیح ہو گیا اور دست بند ہو گئے، شہد سے دستوں میں اضافہ ہوتا ہے مگر آنحضرت نے مزید پلانے کا حکم دیا تا کہ دست آنے کا مادہ جڑ

سے اکھڑ جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا ''کذب بطن'' یہاں کذب اخطا کے معنی میں ہے یعنی پیٹ نے غلطی کی ہے پیٹ کی اسی خرابی کو اگلی حدیث میں عرب بطنہ کہا گیا ہے ای فسد بطنہ،

٥٧٦٥۔ وحَدَّثَنِيهِ عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِي ابْنَ عَطَاءٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ أَخِي عَرِبَ بَطْنُهُ فَقَالَ لَهُ: اسْقِهِ عَسَلًا بِمَعْنَى حَدِيثِ شُعْبَةَ

صحابی رسول حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے عرض کیا: میرے بھائی کا پیٹ بہت خراب ہو گیا ہے تو آپ ﷺ نے اس سے کہا: اسے شہد پلاؤ۔ باقی مذکورہ بالا حدیث شعبہ کی طرح ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْفِرَارِ مِنَ الطَّاعُوْنِ وَعَنِ الْقُدُوْمِ عَلَيْهِ

طاعون کی بیماری سے بھاگنا اور اس میں جانا دونوں منع ہیں

اس باب میں امام مسلم نے بارہ احادیث کو بیان کیا ہے

٥٧٦٦۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، وَأَبِي النَّضْرِ، مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ سَمِعَهُ يَسْأَلُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ: مَاذَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الطَّاعُونِ؟ فَقَالَ أُسَامَةُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الطَّاعُونُ رِجْزٌ أَوْ عَذَابٌ أُرْسِلَ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ أَوْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ، فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا، فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ وقَالَ أَبُو النَّضْرِ: لَا يُخْرِجُكُمْ إِلَّا فِرَارٌ مِنْهُ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت اسامہ بن زیدؓ سے پوچھا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے طاعون کے بارے میں کیا سنا ہے؟ تو حضرت اسامہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: طاعون عذاب ہے جسے بنی اسرائیل پر یا ان لوگوں پر بھیجا گیا تھا جو تم سے پہلے تھے پس جب تم سنو کہ فلاں علاقہ میں طاعون کی وبا پھیل چکی ہے تو وہاں مت جاؤ اور جب تمہارے رہنے کی جگہ میں واقع ہو جائے تو اس زمین سے طاعون سے فرار ہو کر مت نکلو۔

تشریح:

''الطاعون'' طاعون ایک وبائی مرض کو کہتے ہیں اس کی مکمل تفصیل اور اقسام کا ذکر میں نے تحفۃ المنعم جلد اول ص ۱۸۰ میں طاعون جارف کے تحت بیان کیا ہے اس حدیث میں طاعون والی زمین اور اسی طرح وبائی امراض کے مقامات کی طرف جانے کی ممانعت ہے کہ اپنے آپ کو دانستہ طور پر ہلاکت میں ڈالنا جائز نہیں ہے اسی طرح ایسے علاقے سے بھاگنا بھی جائز نہیں ہے کہ یہ موت سے فرار ہے اور اس میں عقیدہ کے خراب ہونے کا خطرہ ہے ہاں اگر کسی اور کام سے آدمی چلا جائے تو وہ جائز ہے۔ ابو نضر نے یہی بات آخر میں کہدی ہے ''ای لا یخرجکم الا فرار منه '' یعنی صرف وباء سے بھاگنے کی غرض سے بھاگنا جائز نہیں ہے اگر کسی ضروری کام سے باہر جارہا ہے تو وہ جائز ہے اس مطلب اور مفہوم لینے سے عربی عبارت پر کوئی اعتراض نہیں آئے گا۔

۵۷۶۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَا: أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ وَنَسَبَهُ ابْنُ قَعْنَبٍ، فَقَالَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقُرَشِيُّ: عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الطَّاعُونُ آيَةُ الرِّجْزِ، ابْتَلَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِ نَاسًا مِنْ عِبَادِهِ، فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ، فَلَا تَدْخُلُوا عَلَيْهِ، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا، فَلَا تَفِرُّوا مِنْهُ هَذَا حَدِيثُ الْقَعْنَبِيِّ وَقُتَيْبَةَ نَحْوُهُ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: طاعون عذاب کی علامت ونشانی ہے، اللہ عز وجل نے اپنے بندوں میں سے بعض لوگوں کو اس عذاب میں مبتلا کیا پس جب تم اس بارے میں سنو تو اس جگہ مت داخل ہو اور جب تمہارے رہنے کی زمین میں واقع ہو جائے تو اس سے بھاگو مت۔

۵۷۶۸۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أُسَامَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ هَذَا الطَّاعُونَ رِجْزٌ سُلِّطَ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، أَوْ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَإِذَا كَانَ بِأَرْضٍ فَلَا تَخْرُجُوا مِنْهَا فِرَارًا مِنْهُ، وَإِذَا كَانَ بِأَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوهَا

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ طاعون ایک عذاب ہے جسے تم سے پہلے لوگوں پر یا بنی اسرائیل پر مسلط کیا گیا جب تم ایسی زمین میں ہو تو طاعون سے بھاگتے ہوئے اس علاقے سے مت نکلو اور جس جگہ طاعون ہو تو تم وہاں مت جاؤ۔

۵۷٦۹۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، أَنَّ عَامِرَ بْنَ سَعْدٍ، أَخْبَرَهُ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ عَنِ الطَّاعُونِ، فَقَالَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ: أَنَا أُخْبِرُكَ عَنْهُ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هُوَ عَذَابٌ أَوْ رِجْزٌ أَرْسَلَهُ اللّٰهُ عَلَى طَائِفَةٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، أَوْ نَاسٍ كَانُوا قَبْلَكُمْ، فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ، فَلَا تَدْخُلُوهَا عَلَيْهِ، وَإِذَا دَخَلَهَا عَلَيْكُمْ، فَلَا تَخْرُجُوا مِنْهَا فِرَارًا

صحابی رسول حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے طاعون کے بارے میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ عذاب یا بیماری ہے جسے اللہ عزوجل نے بنی اسرائیل کے ایک گروہ یا کچھ لوگوں پر جو تم سے پہلے گزر چکے، بھیجا تھا۔ پس جب تم کسی زمین میں اس (طاعون) کی اطلاع سنو تو اس (طاعون زدہ) علاقہ میں مت جاؤ اور جب طاعون تم پر آ جائے تو اس (طاعون زدہ) علاقہ سے بھاگ کر مت نکلو۔

۵۷۷۰۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ كِلَاهُمَا، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، بِإِسْنَادِ ابْنِ جُرَيْجٍ نَحْوَ حَدِيثِهِ

ان دونوں اسناد سے بھی یہ حدیث مبارکہ مذکورہ بالا حدیث ہی کی طرح مروی ہے۔

۵۷۷۱۔ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ هَذَا الْوَجَعَ أَوِ السَّقَمَ رِجْزٌ عُذِّبَ بِهِ بَعْضُ الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ، ثُمَّ بَقِيَ بَعْدُ بِالْأَرْضِ، فَيَذْهَبُ الْمَرَّةَ وَيَأْتِي الْأُخْرَى، فَمَنْ سَمِعَ بِهِ بِأَرْضٍ، فَلَا يَقْدَمَنَّ عَلَيْهِ، وَمَنْ وَقَعَ بِأَرْضٍ وَهُوَ بِهَا فَلَا يُخْرِجَنَّهُ الْفِرَارُ مِنْهُ

صحابی رسول حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ (طاعون) درد یا بیماری ایک عذاب ہے جس کے ذریعہ تم سے پہلی بعض قوموں کو عذاب دیا گیا۔ پھر یہ ابھی تک زمین میں باقی ہے کبھی چلا جاتا ہے اور کبھی آ جاتا ہے پس جو کسی علاقے میں اس (طاعون) کی اطلاع سنے تو وہ اس جگہ نہ جائے اور جو اس زمین میں موجود ہو جہاں یہ واقع ہو جائے تو اس سے بھاگتے ہوئے وہاں

سے نہ نکلے۔

۵۷۷۲۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، بِإِسْنَادِ يُونُسَ نَحْوَ حَدِيثِهِ

اس سند سے بھی یہ مذکورہ بالا حدیث منقول ہے۔

۵۷۷۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ حَبِيبٍ، قَالَ: كُنَّا بِالْمَدِينَةِ فَبَلَغَنِي أَنَّ الطَّاعُونَ قَدْ وَقَعَ بِالْكُوفَةِ، فَقَالَ لِي عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ وَغَيْرُهُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا كُنْتَ بِأَرْضٍ فَوَقَعَ بِهَا، فَلَا تَخْرُجْ مِنْهَا، وَإِذَا بَلَغَكَ أَنَّهُ بِأَرْضٍ، فَلَا تَدْخُلْهَا قَالَ قُلْتُ: عَمَّنْ؟ قَالُوا: عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ يُحَدِّثُ بِهِ، قَالَ فَأَتَيْتُهُ فَقَالُوا: غَائِبٌ، قَالَ فَلَقِيتُ أَخَاهُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ سَعْدٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: شَهِدْتُ أُسَامَةَ يُحَدِّثُ سَعْدًا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ هَذَا الْوَجَعَ رِجْزٌ أَوْ عَذَابٌ أَوْ بَقِيَّةُ عَذَابٍ عُذِّبَ بِهِ أُنَاسٌ مِنْ قَبْلِكُمْ، فَإِذَا كَانَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا، فَلَا تَخْرُجُوا مِنْهَا وَإِذَا بَلَغَكُمْ أَنَّهُ بِأَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوهَا قَالَ حَبِيبٌ: فَقُلْتُ لِإِبْرَاهِيمَ: أَنْتَ سَمِعْتَ أُسَامَةَ يُحَدِّثُ سَعْدًا وَهُوَ لَا يُنْكِرُ؟ قَالَ: نَعَمْ.

حضرت حبیب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ہم مدینہ میں تھے تو مجھے یہ خبر پہنچی کہ کوفہ میں طاعون واقع ہو چکا ہے تو مجھے حضرت عطاء بن یسار اور ان کے علاوہ لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم کسی جگہ قیام پذیر ہو اور وہاں طاعون واقع ہو جائے تو تم وہاں سے نہ نکلو اور جب تم کو کسی علاقہ کے بارے میں خبر پہنچے تو وہاں داخل مت ہو۔ میں نے کہا: آپ نے یہ بات کس سے سنی ہے؟ انہوں نے کہا: عامر بن سعد سے جو اسے روایت کرتے ہیں۔ میں ان (عامر بن سعد) کے پاس گیا تو لوگوں نے کہا: وہ موجود نہیں ہیں۔ میں ان کے بھائی ابراہیم سے ملا اور ان سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: میری موجودگی میں حضرت اسامہ نے یہ حدیث حضرت سعد کو بیان کی۔ حضرت اسامہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے: یہ درد بیماری ہے یا عذاب یا عذاب کا بقیہ حصہ ہے۔ تم سے پہلے لوگوں کو اس کے ذریعہ عذاب دیا گیا۔ پس جب کسی علاقے میں پھیل جائے اور تم وہاں موجود ہو تو اس علاقہ سے مت نکلو اور جب تمہیں کسی علاقہ کے بارے میں اس کی خبر پہنچے تو اس علاقہ میں مت داخل ہو۔ حضرت حبیب نے کہا میں نے ابراہیم سے کہا: تم نے حضرت اسامہ کو یہ حدیث حضرت سعد سے بیان کرتے ہوئے سنا جب کہ سعد اس کا انکار نہیں کر رہا تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں!

۵۷۷٤ـ وَحَدَّثَنَاهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ قِصَّةَ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ فِي أَوَّلِ الْحَدِيثِ.

اس سند سے بھی یہ مذکورہ بالا حدیث مروی ہے لیکن اس سند کے ساتھ اس حدیث کی ابتداء میں حضرت عطاء بن یسار کا قصہ مذکور نہیں ہے۔

۵۷۷۵ـ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حَبِيبٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ، وَخُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ، وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، قَالُوا: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: بِمَعْنَى حَدِيثِ شُعْبَةَ

حضرت سعد بن مالک، حضرت حذیفہ بن ثابت اور حضرت اسامہ بن زید سے یہی روایت جو کہ حضرت شعبہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے۔

۵۷۷٦ـ وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كِلَاهُمَا، عَنْ جَرِيرٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ: كَانَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، وَسَعْدٌ جَالِسَيْنِ يَتَحَدَّثَانِ، فَقَالَا: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ.

حضرت ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ حضرت اسامہ بن زید اور حضرت سعد بیٹھے گفتگو کر رہے تھے تو انہوں نے ان کی مذکورہ حدیث مبارکہ کی طرح رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارکہ روایت کی۔

۵۷۷۷ـ وحَدَّثَنِيهِ وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، أَخْبَرَنَا خَالِدٌ يَعْنِي الطَّحَّانَ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ

حضرت ابراہیم بن سعد بن مالک رحمہ اللہ نے اپنے والد کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے یہی مذکورہ حدیث مبارکہ سابقہ روایت ہی کی طرح روایت کی ہے۔

باب طاعون عمواس بالشام وقصه عمرؓ

شام میں طاعون عمواس کا پھیلنا اور حضرت عمرؓ کا قصہ

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

۵۷۷۸ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ

بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، خَرَجَ إِلَى الشَّامِ، حَتَّى إِذَا كَانَ بِسَرْغَ لَقِيَهُ أَهْلُ الْأَجْنَادِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَأَصْحَابُهُ، فَأَخْبَرُوهُ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ عُمَرُ: ادْعُ لِي الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ فَدَعَوْتُهُمْ، فَاسْتَشَارَهُمْ، وَأَخْبَرَهُمْ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ، فَاخْتَلَفُوا فَقَالَ بَعْضُهُمْ: قَدْ خَرَجْتَ لِأَمْرٍ وَلَا نَرَى أَنْ تَرْجِعَ عَنْهُ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ مَعَكَ بَقِيَّةُ النَّاسِ وَأَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَا نَرَى أَنْ تُقْدِمَهُمْ عَلَى هَذَا الْوَبَاءِ فَقَالَ: ارْتَفِعُوا عَنِّي، ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِي الْأَنْصَارَ فَدَعَوْتُهُمْ لَهُ، فَاسْتَشَارَهُمْ، فَسَلَكُوا سَبِيلَ الْمُهَاجِرِينَ، وَاخْتَلَفُوا كَاخْتِلَافِهِمْ، فَقَالَ: ارْتَفِعُوا عَنِّي، ثُمَّ قَالَ: ادْعُ لِي مَنْ كَانَ هَاهُنَا مِنْ مَشْيَخَةِ قُرَيْشٍ مِنْ مُهَاجِرَةِ الْفَتْحِ، فَدَعَوْتُهُمْ فَلَمْ يَخْتَلِفْ عَلَيْهِ رَجُلَانِ، فَقَالُوا: نَرَى أَنْ تَرْجِعَ بِالنَّاسِ وَلَا تُقْدِمَهُمْ عَلَى هَذَا الْوَبَاءِ، فَنَادَى عُمَرُ فِي النَّاسِ: إِنِّي مُصْبِحٌ عَلَى ظَهْرٍ، فَأَصْبِحُوا عَلَيْهِ، فَقَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ: أَفِرَارًا مِنْ قَدَرِ اللَّهِ؟ فَقَالَ عُمَرُ: لَوْ غَيْرُكَ قَالَهَا يَا أَبَا عُبَيْدَةَ وَكَانَ عُمَرُ يَكْرَهُ خِلَافَهُ نَعَمْ نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللَّهِ إِلَى قَدَرِ اللَّهِ، أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَتْ لَكَ إِبِلٌ فَهَبَطَتْ وَادِيًا لَهُ عُدْوَتَانِ، إِحْدَاهُمَا خَصْبَةٌ وَالْأُخْرَى جَدْبَةٌ أَلَيْسَ إِنْ رَعَيْتَ الْخَصْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللَّهِ، وَإِنْ رَعَيْتَ الْجَدْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللَّهِ، قَالَ: فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ، وَكَانَ مُتَغَيِّبًا فِي بَعْضِ حَاجَتِهِ، فَقَالَ: إِنَّ عِنْدِي مِنْ هَذَا عِلْمًا، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ، فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا، فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ قَالَ: فَحَمِدَ اللَّهَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثُمَّ انْصَرَفَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب شام کی طرف چلے، جب مقام سرغ پہنچے تو لشکر والوں میں سے حضرت ابوعبیدہ بن جراح اور ان کے ساتھیوں سے آپ کی ملاقات ہوگئی۔ انہوں نے حضرت عمر کو خبر دی کہ شام میں وباء پھیل چکی ہے۔ حضرت ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ حضرت عمرؓ نے کہا: میرے پاس مہاجرین اولین کو بلاؤ۔ میں نے ان کو بلالایا۔ آپ نے ان سے مشورہ کیا اور انہیں خبر دی کہ شام میں وباء پھیل چکی ہے پس انہوں نے اختلاف کیا۔ ان میں سے بعض نے کہا: آپ جس کام کے لیے نکل چکے ہیں، ہمارا خیال ہے کہ آپ واپس نہ ہوں اور بعض نے کہا: آپ کے ساتھ متقدمین اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ہیں، ہمارے خیال میں آپ کا انہیں اس وباء کی طرف لے جانا مناسب نہیں۔ آپ نے کہا: اچھا تم جاؤ۔ پھر کہا: میرے پاس انصار کو بلاؤ۔ میں نے

آپ کے لیے انہیں بلایا۔ آپ نے ان سے مشورہ کیا تو وہ بھی مہاجرین کے راستہ پر چلے اور ان کے اختلاف کی طرح انہوں نے بھی اختلاف کیا۔ آپ نے کہا: میرے پاس سے تشریف لے جائیں۔ پھر آپ نے کہا: میرے پاس مہاجرین فتح مکہ سے قریشی بزرگوں کو بلاؤ۔ میں ان کو بلا لایا ان میں سے دو آدمیوں نے بھی اختلاف نہ کیا۔ سب حضرات نے کہا کہ ہمارا خیال ہے کہ آپ لوگوں کے ساتھ واپس چلے جائیں اور ان کو اس وباء میں نہ لے جائیں حضرت عمر نے لوگوں میں اعلان کر دیا کہ میں سواری کی حالت میں صبح کرنے والا ہوں۔ پس لوگ بھی صبح سوار ہو جائیں تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے کہا: کیا تم اللہ کی تقدیر سے فرار ہو رہے ہو؟ حضرت عمرؓ نے کہا: اے ابوعبیدہ کاش یہ بات کہنے والا آپ کے سوا کوئی اور ہوتا اور حضرت عمر ان سے اختلاف کو پسند نہ کرتے تھے۔ کہا: ہاں! ہم اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر ہی کی طرف جا رہے ہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر آپ کے پاس اونٹ ہوں اور آپ ایسی وادی میں اتریں جس کی دو گھاٹیاں ہوں، ان میں سے ایک سرسبز اور دوسری خشک اور ویران و بنجر۔ اگر انہیں سرسبز و شاداب وادی میں چرائیں تو کیا یہ اللہ کی تقدیر سے نہ ہوگا اور اگر انہیں بنجر و ویران میں چرائیں تو کیا یہ تقدیر الٰہی سے نہ ہوگا؟۔ اتنے میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف بھی آ گئے جو کہ اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے موجود نہ تھے۔ انہوں نے کہا: میرے پاس اس (طاعون) کے بارے میں علم ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے جب تم کسی علاقہ کے بارے میں اس اطلاع (وبا) کو سنو تو وہاں مت جاؤ اور جب یہ کسی علاقہ میں پھیل جائے اور تم وہاں موجود ہو تو اس سے فرار اختیار کرتے ہوئے مت نکلو۔ حضرت ابن عباس نے کہا: پھر حضرت عمر بن خطاب نے اللہ کی حمد بیان کی اور لوٹ گئے۔

تشریح:

''خروج الی الشام'' یہ حضرت عمر کا شام کی طرف مشہور سفر ہے یہ سفر ۱۸ھ میں واقع ہوا تھا مگر راستے سے آپ واپس آ گئے۔

''سرغ'' شام کی اطراف میں ایک جگہ کا نام ہے جو جابیہ اور یرموک کے قریب واقع ہے سین پر زبر ہے راساکن ہے۔

''اهل الاجناد'' ای امراء الاجناد یہ جند کی جمع ہے لشکر کو کہتے ہیں حضرت صدیق اور حضرت عمر نے شام کو مختلف فوجی چھائیوں پر تقسیم کیا تھا یہاں اجناد سے شام کے پانچ شہر مراد ہیں یعنی فلسطین، اردن، دمشق، حمص اور قنسرین مراد ہیں۔

''ادع لی المهاجرین'' حضرت عمر فاروق نے مشورہ کے لیے صحابہ کرام کو ان کے رتبوں اور فضیلتوں کے اعتبار سے بلایا اور پھر مہاجرین کے تجربہ کار قریش کے شیوخ کے مشورہ پر عمل کیا کہ واپس ہو جاؤ، اور اسی دوران حضرت عبدالرحمٰن کی حدیث بھی مل گئی جس پر حضرت عمرؓ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور واپس ہو گئے طاعون عمواس اور دیگر طاعون کا مکمل بیان تحفۃ المنعم جلد اول ص: ۱۸۰

پر لکھا گیا ہے۔

''اَکُنْتَ مُعَجِّزَهٗ'' یعنی کیا آپ اس شخص کو قصوروار ٹھہراؤ گے جو سرسبز علاقہ کو چھوڑ کر خشک جگہ میں اونٹوں کو مصیبت میں رکھے گا؟ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا ہاں یہ اس شخص کی غلطی ہوگی، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا محافظ بنایا ہے تو میں ان کو مصیبت کی جگہ سے ہٹاؤں گا یہ بھی تقدیر ہے، حضرت ابوعبیدہؓ نے مان لیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اب چلے جاؤ یہ اگلی روایت کی تشریح ہے ''عدوتان'' یہ تثنیہ ہے اس کا مفرد عدوۃ ہے وادی کو کہتے ہیں۔

۵۷۷۹۔ وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ، وَزَادَ فِي حَدِيثِ مَعْمَرٍ قَالَ: وَقَالَ لَهُ أَيْضًا: أَرَأَيْتَ أَنَّهُ لَوْ رَعَى الْجَدْبَةَ وَتَرَكَ الْخَصْبَةَ أَكُنْتَ مُعَجِّزَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَسِرْ إِذًا، قَالَ: فَسَارَ حَتَّى أَتَى الْمَدِينَةَ، فَقَالَ: هَذَا الْمَحِلُّ أَوْ قَالَ: هَذَا الْمَنْزِلُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ.

اس سند سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا حدیث مالک کی طرح مروی ہے فرق یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوعبیدہ سے کہا: اگر کوئی آدمی سرسبز و شاداب وادی کو چھوڑ کر خشک اور بے آب وگیاہ وادی میں اپنے جانور چرائے تو کیا تم اسے قصوروار تصور کرو گے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! حضرت عمرؓ نے کہا: بس چلو۔ آپ چلے۔ جب مدینہ آ گیا تو آپ نے کہا: یہی قیام گاہ ہے یا کہا: یہی منزل ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

۵۷۸۰۔ وحَدَّثَنِيهِ أَبُو الطَّاهِرِ، وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَهُ، وَلَمْ يَقُلْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

اس سند سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا روایت کی طرح مروی ہے سند میں یہ فرق ہے کہ اس میں انہوں نے عبداللہ بن حارث سے بیان کی اور عبداللہ بن عبداللہ بن حارث نہیں ذکر کیا۔

۵۷۸۱۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، أَنَّ عُمَرَ، خَرَجَ إِلَى الشَّامِ فَلَمَّا جَاءَ سَرْغَ بَلَغَهُ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ، فَأَخْبَرَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ، فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا، فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ فَرَجَعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِنْ سَرْغَ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ عُمَرَ، إِنَّمَا انْصَرَفَ بِالنَّاسِ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ

حضرت عبداللہ بن عامر بن ربیعہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر شام کی طرف روانہ ہوئے۔ جب آپ مقام سرغ میں پہنچے تو ان کو یہ خبر پہنچی کہ شام میں وباء پھیل چکی ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے انہیں خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم کسی علاقہ میں وباء کی خبر سنو تو وہاں مت جاؤ اور جب وباء کسی علاقہ میں تمہاری موجودگی میں پھیل جائے تو وباء سے فرار اختیار کرتے ہوئے وہاں سے مت نکلو تو حضرت عمر بن خطاب مقام سرغ سے واپس لوٹ آئے۔ حضرت سالم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن کی اس روایت کردہ حدیث کی وجہ سے لوگوں کو واپس لوٹایا۔

بَابُ لَا عَدْوَى، وَلَا طِيَرَةَ، وَلَا هَامَةَ، وَلَا صَفَرَ،

عدویٰ طیرہ ہامہ اور صفر کا عقیدہ رکھنا منع ہے

اس باب میں امام مسلم نے دس احادیث کو بیان کیا ہے

۵۷۸۲۔ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لِأَبِي الطَّاهِرِ قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، قَالَ: ابْنُ شِهَابٍ: فَحَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، حِينَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا عَدْوَى وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَةَ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَمَا بَالُ الْإِبِلِ تَكُونُ فِي الرَّمْلِ كَأَنَّهَا الظِّبَاءُ، فَيَجِيءُ الْبَعِيرُ الْأَجْرَبُ فَيَدْخُلُ فِيهَا فَيُجْرِبُهَا كُلَّهَا؟ قَالَ: فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مرض کے متعدی ہونے اور صفر کی نحوست اور ہامہ کی کوئی حقیقت نہیں ہے تو ایک دیہاتی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا وجہ ہے کہ اونٹ ریت میں ہرنوں کی طرح (صاف) ہوتے ہیں پھر ان میں کوئی خارش زدہ اونٹ آتا ہے جو ان اونٹوں کو بھی خارش زدہ کر دیتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: پہلے اونٹ کو بیماری لگانے والا کون ہے؟

تشریح:

''لاعدویٰ'' یعنی بیماری میں چھوت چھات کا فلسفہ غلط ہے اور عوام الناس کا یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ بیماری ایک سے اڑ کر دوسرے کو لگتی ہے عام اطباء کا خیال ہے کہ سات قسم کی ایسی بیماریاں ہیں جو ایک سے دوسرے کو جا کر لگتی ہے وہ یہ ہیں۔

(۱) جذام (۲) چیچک (۳) خارش (۴) آبلے اور بدن کے پھوڑے (۵) گندہ دہنی (۶) رمد یعنی آنکھ دکھنا (۷) وبائی امراض۔ اطباء کی بات اور ان کے تجربات اپنی جگہ پر لیکن احادیث مقدسہ اور شریعت کی تعلیم یہ ہے کہ ایک سے سرایت کر کے دوسرے کو

بیماری لگنے کا عقیدہ قائم کرنا اور یہ سمجھنا کہ صرف اور صرف اس بیمار شخص کی وجہ سے مجھے بیماری لاحق ہوگئی ہے یہ توہم پرستی ہے بیماری اللہ تعالیٰ کے حکم سے آتی ہے اور اس کے نظام قدرت کے تحت پھیلتی ہے اگر چند لمحوں کے لیے یہ مان لیا جائے کہ یہ بیماری پہلے شخص سے اڑ کر اس دوسرے پر آ کر لگی ہے تو سوال یہ ہے کہ اس پہلے شخص کی طرف یہ بیماری کیسے آئی ہے؟ ظاہر ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق آئی ہے تو جس طرح پہلے شخص پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے بیماری آتی ہے اسی طرح دوسرے شخص پر بھی اللہ تعالیٰ کے مستقل حکم سے آتی ہے اطباء کے خیال اور ان کی تجربات کی توجیہ یہی ہوسکتی ہے کہ ان حضرات نے بیماری کے ظاہری سبب اور علت کو دیکھا ہے اور شریعت نے بیماری کی اصلی اور حقیقی علت کو بیان کیا ہے دونوں میں کوئی تضاد نہیں ہے انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیم اور ان کی نگاہ مؤثر حقیقی اللہ تعالیٰ پر ہوتی ہے لہٰذا ظاہری اسباب کا ذکر نہیں کرتے ہیں لیکن اطباء اور عوام الناس ظاہری اسباب کو دیکھتے ہیں تو اس کا ذکر کر دیتے ہیں۔

''ولا ھامۃ'' عربی لغت کے اعتبار سے ہامہ سر کی کھوپڑی کو کہتے ہیں لیکن یہاں اس لفظ کے مختلف مفہوم بیان کیے گئے ہیں۔

(۱) بعض علماء نے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ ہامہ سے مراد وہ پرندہ ہے جو مردہ کی کھوپڑی سے پیدا ہوجاتا ہے زمانہ جاہلیت میں عرب کا یہ عقیدہ تھا کہ جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کی کھوپڑی سے ایک پرندہ پیدا ہوتا ہے وہ میت کے گھر پر آتا رہتا ہے جو اس گھر کے لیے نحوست کی علامت ہوتی ہے اسلام نے اس عقیدہ کو رد کر دیا کہ اس طرح کہانی صحیح نہیں ہے یہ توہم پرستی ہے۔

(۲) بعض علماء نے ہامہ کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ ہامہ سے مراد الّو ہے، عرب کا عقیدہ تھا کہ جب کوئی آدمی کسی کو قتل کر دے تو مقتول کی کھوپڑی اور سر سے الو کی شکل میں ایک پرندہ پیدا ہوتا ہے یہ الو چیختا چلاتا ہے کہ مجھے پانی پلا دو یعنی انتقام لو جب تک مقتول کے ورثاء اس کا قصاص اور بدلہ نہیں لیتے یہ پرندہ فریاد کرتا رہتا ہے جاہلیت کے عرب شعراء نے اس عقیدہ کو اپنے اشعار میں خوب اچھالا ہے چنانچہ ایک حماسی شاعر اپنے دوستوں کی قبروں پر یوں شعر پڑھتا ہے

اقیم علی قبریکما لست بارحا طوال اللیالی او یجیب صدا کما (حماسہ:۱۵۰)

یہ جو لفظ ''صدا'' ہے یہ اسی عقیدہ کی طرف اشارہ ہے۔ اسلام نے جاہلیت کے اس عقیدہ کو باطل قرار دیا ہے۔

(۳) بعض علماء نے ہامہ کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ ہامہ اور بوم اور بومہ سے یہی متعارف الو مراد ہے۔ الو کے متعلق عرب کا خیال تھا کہ یہ جہاں آ کر کسی کے گھر اور مکان وغیرہ پر بیٹھ جاتا ہے تو وہ جگہ ویران اور تباہ و برباد ہوجاتی ہے گویا الو کا ٹھکانا ویران مقام ہے۔ اردو کا شاعر کہتا ہے۔

بلبلوں نے کرلیا گلشن میں جا ☆ بوم ویرانے میں ٹکراتا رہا

عرب کے علاوہ عجم کے بعض اوہام پرست جاہل لوگ بھی الو کے متعلق یہی خیال رکھتے ہیں شریعت نے ان اوہام کو مسترد کردیا ہے۔

''ولا صفر'' شارحین اس لفظ کے دو مفہوم بیان کرتے ہیں پہلا مطلب یہ ہے کہ جاہلیت کے زمانہ میں عرب کا عقیدہ تھا کہ جب صفر المظفر کا مہینہ آتا ہے تو وہ اپنے ساتھ مختلف مصیبتیں اور بلائیں لاتا ہے یہ منحوس مہینہ ہے لہٰذا اس میں شادی نہیں کرنی چاہیے ہمارے علاقے صوبہ سرحد میں اوہام پرست عورتیں اپنے سروں پر کپڑا لپیٹ کر ہاتھ میں ڈنڈا لیتی ہیں اور گھر کے کونوں اور ستونوں کو مارتی ہیں اور اپنی زبان میں کہتی رہتی ہیں ''سپرے بلا اوزہ سپرے بلا اوزہ'' یعنی صفر کی بلا ہمارے گھر سے نکل جاؤ نکل جاؤ۔ شریعت نے اس توہم پرستی کو رد فرمایا اور حکم دیا کہ لا صفر یعنی صفر کی کوئی نحوست نہیں ہے۔

لا صفر کا دوسرا مفہوم شارحین اس طرح بیان کرتے ہیں کہ بعض اوہام پرست لوگوں کا خیال تھا کہ پیٹ کے اندر ایک کیڑے کا نام صفر ہے اس کو جب بھوک لگتی ہے تو وہ پیٹ کے اندر سے آنتوں کو کاٹتا ہے جس سے آدمی مر جاتا ہے شریعت نے ان تمام اوہام کو رد کردیا۔

''الرمل'' ریگستان اور صحرا مراد ہے اس سے دیہاتی نے صحت مند ماحول کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ''الظبا'' ظبی کی جمع ہے ہرن کو کہتے ہیں یعنی صحت اور تندرستی میں ہرن کی طرح چمکتے نظر آتے ہیں۔ ''فیدخل'' داخل ہونے اور اختلاط کے معنی میں ہے۔ ''الاجرب'' خارشی اونٹ کو کہتے ہیں ''فیجربھا'' یعنی ان تمام صحت مند اونٹوں کو یہ ایک خارشی اونٹ خارشی بنا دیتا ہے تو یہ چھوت چھات کا اثر ہے اور ایک بیماری کا دوسروں کی طرف تجاوز اور متعدی ہونے کی دلیل ہے۔

''الاول'' یعنی سب سے پہلے جس اونٹ پر خارش کی بیماری آئی وہ کون لایا ہے؟ ظاہر ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی قدرت کی وجہ سے آئی ہے اس لیے چھوت چھات اور بیماری کے تجاوز اور متعدی ہونے کا عقیدہ غلط ہے یہ بے حقیقت اور بے اصل بات ہے۔ اس قسم کی احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ شارع علیہ السلام کی نگاہ حقیقی سبب پر ہوتی ہے انبیاء کرام علیہم السلام ظاہری اسباب کے بجائے اصل حقیقت کی بات بطور تعلیم پیش کرتے ہیں اور عوام الناس اطباء اور تجربہ کار لوگوں کی نگاہیں ظاہری اسباب پر ہوتی ہیں اس لیے وہ ظاہری سبب کی طرف نسبت کرتے ہیں۔

۵۷۸۳۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، وَحَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَغَيْرُهُ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ،

قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَةَ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِمِثْلِ حَدِيثِ يُونُسَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مرض کے متعدی ہونے کی کوئی اصل نہیں اور نہ بدشگونی، صفر اور اُلو کی نحوست کی کوئی اصل ہے۔ ایک اعرابی نے عرض کیا، یارسول اللہ! باقی حدیث سابقہ حدیث یونس کی طرح ذکر فرمائی۔

تشریح:

''ولا طیرۃ'' بدشگونی کو کہتے ہیں یعنی بدشگونی کی کوئی حقیقت نہیں ہے نفع اور نقصان کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے دفع مضرت میں بدشگونی کا کوئی عمل دخل نہیں ہے لہٰذا اس کی طرف نسبت کرنا اور اس کو مؤثر حقیقی سمجھنا شرک ہے جس طرح ایک حدیث میں ہے ''الطیرۃ شرک'' اس کی تشریح بھی ملاحظہ ہو۔

''الطیرۃ'' یہ مصدر ہے جو تطیر باب تفعل سے خاص طور پر آتا ہے عام مصادر ایسے نہیں ہوتے ہیں۔ الطیرۃ صرف بدفالی اور بدشگونی کے معنی میں آتا ہے اس لفظ کے مفہوم میں طیر اور طیران پڑا ہے جس کے معنی اڑنے اڑانے کے ہیں۔ عرب کے ہاں یہ دستور تھا کہ جب ان میں سے کوئی شخص سفر پر جاتا تو وہ گھونسلوں اور دیگر مقامات سے پرندوں کو اڑانے بھگانے کی کوشش کرتا تھا تاکہ اس سے نیک یا بدشگون لے سکے اگر پرندہ سیدھی جانب میں اڑتا تو اس کو عرب لوگ مبارک سمجھتے تھے اور اس کو ایمن کہتے تھے اور سفر جاری رکھتے تھے، اور اگر پرندہ بائیں جانب اڑ جاتا تو اس کو نامبارک سمجھتے تھے اور اس کو اشاَم کہتے تھے یعنی منحوس اور سفر سے باز آجاتے تھے۔ ایمن کا ترجمہ ہے مبارک اور اشاَم کا ترجمہ منحوس اور نامبارک ہے۔

عرب اپنے اوہام کے تحت اڑنے والے اس پرندے کو سانح اور رباح بھی کہتے تھے۔

سانح اس کو کہتے تھے جو دائیں جانب اڑ کر چلتا اور بارح اس کو کہتے تھے جو بائیں طرف اڑ کر جاتا، چونکہ یہ سب جاہلیت کے اوہام تھے اس لیے اسلام نے اس کو منع کر دیا ہے۔ اس لیے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ ان اوہام سے اپنے آپ کو دور رکھے تاکہ وہ صحیح مسلمان رہے۔ ہر قوم اور ہر ملک اور ہر علاقے کے الگ الگ اوہام اور رسومات ہیں احادیث میں ان اوہام کا بیان ہے جو عرب کے ہاں رائج تھے مگر شریعت کا حکم عام ہے جہاں بھی اور جس انداز سے بھی لوگ ان اوہام میں مبتلا ہوں شریعت اس کو رد کرتی ہے۔

۵۷۸۴۔ وحَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ، عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ،

أَخْبَرَنِی سِنَانُ بْنُ أَبِی سِنَانٍ الدُّؤَلِیُّ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا عَدْوَى فَقَامَ أَعْرَابِیٌّ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ يُونُسَ، وَصَالِحٍ، وَعَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، قَالَ: حَدَّثَنِی السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ ابْنِ أُخْتِ نَمِرٍ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا عَدْوَى وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَةَ

صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مرض متعدی نہیں ہوتا۔ ایک دیہاتی نے عرض کیا: باقی حدیث حسب سابق بیان فرمائی۔ حضرت سائب کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مرض کے متعدی ہونے، صفر اور ہامہ کی کوئی حقیقت نہیں۔

۵۷۸۵۔ وحَدَّثَنِی أَبُو الطَّاهِرِ، وَحَرْمَلَةُ وَتَقَارَبَا فِی اللَّفْظِ قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِی يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، حَدَّثَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا عَدْوَى وَيُحَدِّثُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يُورِدُ مُمْرِضٌ عَلَى مُصِحٍّ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُهُمَا كِلْتَيْهِمَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ صَمَتَ أَبُو هُرَيْرَةَ بَعْدَ ذَلِكَ عَنْ قَوْلِهِ لَا عَدْوَى وَأَقَامَ عَلَى أَنْ لَا يُورِدُ مُمْرِضٌ عَلَى مُصِحٍّ قَالَ: فَقَالَ الْحَارِثُ بْنُ أَبِی ذُبَابٍ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ أَبِی هُرَيْرَةَ: قَدْ كُنْتُ أَسْمَعُكَ، يَا أَبَا هُرَيْرَةَ تُحَدِّثُنَا مَعَ هَذَا الْحَدِيثِ حَدِيثًا آخَرَ، قَدْ سَكَتَّ عَنْهُ، كُنْتَ تَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا عَدْوَى فَأَبَى أَبُو هُرَيْرَةَ أَنْ يَعْرِفَ ذَلِكَ، وَقَالَ: لَا يُورِدُ مُمْرِضٌ عَلَى مُصِحٍّ فَمَا رَآهُ الْحَارِثُ فِی ذَلِكَ حَتَّى غَضِبَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَرَطَنَ بِالْحَبَشِيَّةِ، فَقَالَ لِلْحَارِثِ: أَتَدْرِی مَاذَا قُلْتُ؟ قَالَ: لَا، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: قُلْتُ أَبَيْتُ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: وَلَعَمْرِی لَقَدْ كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ، يُحَدِّثُنَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا عَدْوَى فَلَا أَدْرِی أَنَسِیَ أَبُو هُرَيْرَةَ، أَوْ نَسَخَ أَحَدُ الْقَوْلَيْنِ الْآخَرَ؟

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مرض متعدی نہیں ہوتا اور یہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مریض کو تندرست کے پاس نہ لایا جائے۔ حضرت ابوسلمہ نے کہا: حضرت ابو ہریرہ ان دونوں حدیثوں کو رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے تھے۔ پھر حضرت ابو ہریرہ نے آپ ﷺ کے قول، مرض متعدی نہیں ہوتا سے اس کے بعد خاموشی اختیار کر لی اور اس حدیث پر کہ "مریض تندرست کے پاس نہ لایا جائے" پر قائم رہے۔ حضرت حارث بن ابی ذباب (حضرت ابو ہریرہ کے

چچازاد) نے کہا: اے ابوہریرہ میں نے آپ سے سنا کہ آپ اس حدیث کے ساتھ ایک دوسری حدیث روایت کرتے تھے جس سے آپ خاموش ہو آپ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مرض متعدی نہیں ہوتا۔ تو حضرت ابوہریرہ نے اس حدیث کے جاننے سے انکار کر دیا اور کہا: "مریض کو تندرست کے پاس نہ لایا جائے"۔ حضرت حارث اس بات پر مطمئن نہ ہوئے (اور گفتگو میں ردوبدل کیا) یہاں تک کہ حضرت ابوہریرہ ناراض ہو گئے اور حبشی زبان میں انہیں کچھ کہا۔ پھر حضرت حارث سے کہا: کیا تم جانتے ہو میں نے کیا کہا تھا؟ انہوں نے کہا: نہیں! ابوہریرہ نے کہا: میں نے کہا ہے کہ مجھے (اس روایت کے نقل کرنے سے) انکار ہے۔ حضرت ابوسلمہ نے کہا: مجھے اپنی زندگی کی قسم ہے، حضرت ابوہریرہ ہم سے حدیث روایت کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مرض متعدی نہیں ہوتا۔ میں نہیں جانتا کہ حضرت ابوہریرہ بھول چکے ہیں یا ان دونوں قولوں میں سے ایک نے دوسرے کو منسوخ کر دیا

تشریح:

"ولا یورد" یہ صیغہ باب افعال سے ہے وارد کرنے اور لے جانے کے معنی میں ہے "ممرض" یہ صیغہ بھی باب افعال سے ہے مریض اونٹوں کے دیکھ بھال کرنے والے آدمی کو کہا گیا ہے ای صاحب الابل المریضۃ یعنی بیمار اونٹوں کا مالک اپنے بیمار اونٹوں کو لے کر صحیح اور تندرست اونٹوں کے مالک پر داخل نہ ہو مبادا اس کے مریض اونٹوں کا مرض تندرست اونٹوں کو نہ لگ جائے۔ "علی مصح" یہ تندرست اونٹوں کے مالک کو کہا گیا ہے ای علی صاحب الابل الصحیحۃ،

"قدسکت عنه" یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پہلے جب حدیث بیان کی تو "لاعدوی" کا لفظ استعمال کیا لیکن بعد میں ابوہریرہ کے چچازاد بھائی نے اصرار کے ساتھ حضرت ابوہریرہؓ سے پوچھا کہ پہلے آپ نے جو بیان کیا اس میں لاعدوی کا جملہ ہے حضرت ابوہریرہ نے فرمایا کہ میں نے نہیں کہا علماء نے لکھا ہے کہ حضرت ابوہریرہ کو اپنا پہلا واقعہ اور حدیث یاد نہیں رہا چچازاد کے اصرار پر حضرت ابوہریرہ غصہ ہو گئے اور حبشہ کی زبان میں کچھ کہنے لگے بعد میں تقویٰ کی بنیاد پر اپنے چچازاد سے کہا کہ میں نے یہ الفاظ کہے تھے یہ وضاحت اس لیے کی تاکہ ان کا چچازاد یہ محسوس نہ کرے کہ مجھ سے الگ بات کرنے میں شاید میرے خلاف کچھ بات کہی ہوگی۔

۵۷۸۶۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، وَحَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ: حَدَّثَنِي، وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنُونَ ابْنَ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا

عَدْوَى وَيُحَدِّثُ مَعَ ذَلِكَ لَا يُورِدُ الْمُمْرِضُ عَلَى الْمُصِحِّ بِمِثْلِ حَدِيثِ يُونُسَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا اور وہ اس کے ساتھ یہ حدیث بھی روایت کرتے تھے: مریض کو تندرست کے پاس نہ لایا جائے۔

۵۷۸۷ - حَدَّثَنَاهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ، حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

اس سند سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا روایت ہی کی طرح مروی ہے۔

۵۷۸۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، وَقُتَيْبَةُ، وَابْنُ حُجْرٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: لَا عَدْوَى وَلَا هَامَةَ وَلَا نَوْءَ وَلَا صَفَر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا اور نہ اُلو میں (نحوست) ہے اور نہ ستارے (کی وجہ سے بارش) کی کوئی اصل ہے اور نہ صفر کی (نحوست کی) کوئی بنیاد ہے۔

تشریح:

"ولا نوء" نوء کی جمع انواء ہے ایک ستارہ یا ایک برج مراد ہے۔ شاعر کہتا ہے:

جمد القطار ولو رئته کما تری　　بهتت کما تتبجس الانواء

نوء کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ یہ ایک ستارہ کا طلوع ہونا ہے اور دوسرے کا غروب ہونا ہے اور موسم ربیع میں اس طرح تبدیلی آتی ہے عرب کا عقیدہ تھا کہ ان ستاروں کے طلوع ہونے اور غروب ہونے سے بارشیں ہوتی ہیں شریعت نے اس کو مسترد کر دیا اور بتا دیا کہ بارش اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتی ہے ستاروں سے نہیں ہوتی۔

نہایہ میں لکھا ہے کہ نوء کی جمع انواء ہے جس کے معنی قمر اور چاند کی ان منازل کے ہیں جن کو نچھتر کہتے ہیں، قمر اور چاند کی اٹھائیس منازل ہیں جس کی طرف قرآن میں اس طرح اشارہ ہے ﴿والقمر قدرناه منازل﴾

اہل جاہلیت بارش کو انہیں منازل اور نچھتروں کی طرف منسوب کرتے تھے اور ان منازل اور نچھتروں کو بارش کے لیے مؤثر حقیقی سمجھتے تھے۔ چنانچہ جاہلیت میں عرب کا خیال تھا کہ چاند یا کوئی ستارہ جب ان منازل میں سے فلاں منزل میں اتر آتا ہے تو بارش ہو جاتی ہے اس عقیدہ کو شریعت نے شرک قرار دیا ہے عجم کے لوگ بھی بعض بارشوں کو اس قسم کے ستاروں کی طرف منسوب کرتے

ہیں مثلاً جب سہیل ستارہ طلوع ہوتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ سہیل کی بارش ہے یا یہ سپلئے کی بارش ہے۔ یہ گپ کی بارش ہے یہ ثپ ڑمیں کی بارش ہے یہ سب شرکیہ عقائد ہیں۔

۵۷۸۹۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا عَدْوَى، وَلَا طِيَرَةَ، وَلَا غُولَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مرض کے متعدی ہونے، بدشگونی اور غول کی کوئی حقیقت اور اصل نہیں ہے۔

تشریح:

''ولا غـول ''غول کی جمع اغوال اور غیلان ہے یہ جنات اور شیاطین کی ایک جنس اور قسم ہے جس کو چڑیل کہتے ہیں عرب کا خیال تھا کہ جنگلات میں اس قسم کے جنات اور شیاطین ہیں جو اپنے رنگ و روغن کو اور شکل و صورت کو تبدیل کرتے ہیں اور لوگوں کو ہلاک کرڈالتے ہیں اور راستوں سے بھٹکاتے ہیں، آنحضرت نے ان کے اس عقیدہ کو رد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر غول اور یہ شیاطین کچھ نہیں کرسکتے ہیں تم اس بے حقیقت خطرہ سے خطرہ محسوس نہ کرو اور ان کے بڑوں سے پناہ نہ مانگو غول کی اصل حقیقت چڑیل ہے جس کو پشتو میں ''گڈ ریچ'' کہتے ہیں یہ جنات کی ایک قسم ہے جو شکل و صورت تبدیل کرکے لوگوں کو ڈراتے ہیں ان سے جو ڈر گیا وہ مر گیا کیونکہ یہ چڑیل رات کے وقت سامنے آتی ہے کبھی گھوڑے کی شکل میں آگئی تو کچھ دیر بعد کتے کی شکل میں نمودار ہوگئی کچھ دیر کے بعد ایک ڈراؤنی چڑیل نما عورت کی شکل میں آتی ہے کچھ دیر کے بعد ایک بڑے دیو کی شکل میں آجاتی ہے کبھی مرغی اپنے چوزوں کے ساتھ کڑک کڑک کرکے سامنے آجاتی ہے دیکھنے والا ڈر جاتا ہے، جو ڈر گیا وہ مر گیا اور اگر کوئی نہیں ڈرا تو یہ کچھ بھی نہیں کرسکتا ہے۔ آنحضرت نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا کہ ہلاک کرنے کی طاقت اس کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ غول اور چڑیل صرف ڈراتا ہے تو آنحضرت نے ''لاغـول'' فرما کر غول کے وجود کی نفی نہیں فرمائی بلکہ غول کے ان کرتبوں کے ضرر اور نقصان کی نفی فرمائی ہے کہ ڈرو نہیں اس سے کوئی نقصان نہیں ہوتا اور نہ ان میں ایسی طاقت ہے کہ کسی کو راستے سے بھٹکا دے۔ جو لوگ صحرائی اور قبائلی نظام کو نہیں جانتے وہ اس حدیث کے مفہوم کو آسانی سے نہیں سمجھ سکتے ہیں۔

''الـغول الذی تغول'' یہ تتغول کا صیغہ ہے ایک تا کو حذف کردیا گیا ہے ای تـتـلـون بالوان مختلفۃ تخیف الناس

یضلون وربما یهلکون

۵۷۹۰۔ وحَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمِ بْنِ حَيَّانَ، حَدَّثَنَا بَهْزٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ وَهُوَ التُّسْتَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا عَدْوَى، وَلَا غُولَ، وَلَا صَفَرَ

صحابی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مرض کے متعدی ہونے، غول اور صفر کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

۵۷۹۱۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: لَا عَدْوَى وَلَا صَفَرَ، وَلَا غُولَ وَسَمِعْتُ أَبَا الزُّبَيْرِ يَذْكُرُ، أَنَّ جَابِرًا فَسَّرَ لَهُمْ قَوْلَهُ: وَلَا صَفَرَ، فَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ: الصَّفَرُ: الْبَطْنُ، فَقِيلَ لِجَابِرٍ: كَيْفَ؟ قَالَ: كَانَ يُقَالُ دَوَابُّ الْبَطْنِ، قَالَ وَلَمْ يُفَسِّرِ الْغُولَ، قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ: هَذِهِ الْغُولُ: الَّتِي تَغَوَّلُ

صحابی رسول حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے: مرض کے متعدی ہونے صفر اور غول کی کوئی حقیقت نہیں۔ حضرت ابو زبیر کہتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے انہیں صفر کی تفسیر یہ بیان کی کہ صفر سے مراد پیٹ ہے۔ حضرت جابر سے کہا گیا (پیٹ کا) کیا مطلب؟ انہوں نے کہا: پیٹ کے کیڑوں کو صفر کہا جاتا تھا اور انہوں نے غول کی تفسیر نہیں بتائی۔ حضرت ابو زبیرؒ نے کہا: غول سے مراد وہ ہے جو مسافروں کو راستہ بھٹکا دیتا ہے۔

بَابُ الطِّيَرَةِ وَالْفَأْلِ وَالشُّؤْمِ

بدشگونی نحوست اور فال کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے پندرہ احادیث کو بیان کیا ہے

۵۷۹۲۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا طِيَرَةَ وَخَيْرُهَا الْفَأْلُ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا الْفَأْلُ؟ قَالَ: الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا أَحَدُكُمْ

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے بدشگونی کی کوئی حقیقت نہیں اور نیک شگون فال ہے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! نیک شگون کیا ہے فرمایا: اچھی بات جسے تم سے کوئی سنے۔

تشریح:

''الفال '' لفظ فال ہمزہ کے بغیر استعمال ہوتا ہے اردو میں بھی اس کو فال کہتے ہیں اور شگون بھی کہتے ہیں اصل میں فال شگون میں استعمال ہوتا ہے لیکن اس کا غالب استعمال اچھائی اور بھلائی میں ہوتا ہے اچھی فال اور نیک شگون کا مطلب یہ ہے کہ آدمی نے کسی خاص حالت میں کوئی اچھا کلمہ سن لیا یا کسی اچھی چیز کو دیکھ لیا تو اس کو اپنی اچھائی اور کامیابی کا راز قرار دیا، مثلاً ایک شخص بیمار ہے موت وزیست کی کشمکش میں مبتلا ہے اس نے کسی سے سنا جو کہہ رہا تھا یا سالم یا کوئی شخص تجارت کے لیے سفر پر نکلا ہے کہ اس نے کسی سے یہ کہتے ہوئے سنا یا ناجح یا فائز یا راشد۔

یا کوئی آدمی دشمن کے مقابلہ کے لیے میدان جہاد میں نکلا ہے کہ اس نے ایک شخص کو دیکھا جس کا نام ظفر علی خان یا فتح علی خان تھا جس میں فتح وظفر کی طرف اشارہ ہے۔ یا کوئی شخص پردیس میں ایک شہر میں داخل ہورہا تھا کہ سامنے سے ایک شخص آیا جس کا نام بریدہ تھا جس سے ٹھنڈے اور اچھے حالات کی طرف اشارہ ہورہا تھا۔

یا کوئی شخص اپنی گمشدہ چیز کی تلاش کے لیے نکلا کہ سامنے سے ایک شخص آرہا تھا اور کسی سے کہہ رہا تھا یا واجد۔ ان الفاظ سے اپنے مقصد کے لیے نیک شگون لینا فال ہے۔

شرعی اعتبار سے نیک فال اور نیک شگون لینا اور اس پر اپنی اچھائی کا اندازہ کرنا جائز ہے۔ فال کبھی کبھی برائی اور بدی میں بھی استعمال ہوتا ہے جس کو بدفالی اور بدشگونی کہتے ہیں شرعاً بدفالی لینے اور بدشگونی کی اجازت نہیں ہے۔

''لاطیرۃ'' یعنی بدشگونی کی کوئی حقیقت نہیں ہے نفع اور نقصان کا حقیقی مالک اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات ہے دفع مضرت میں بدشگونی کا کوئی عمل دخل نہیں ہے لہٰذا اس کی طرف نسبت کرنا اور اس کو مؤثر حقیقی سمجھنا شرک ہے۔ بدشگونی کے ذکر کے بعد آنحضرت ﷺ نے نیک فال کی تعریف فرمائی ہے اور فرمایا ''وخیرھا الفال '' یعنی اس بدشگونی سے بہتر تو فال ہے۔ فال اور طیرہ سے متعلق اس سے پہلے تفصیل لکھی جاچکی ہے۔

سوال: اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آنحضرت نے فال کے بارے میں فرمایا کہ یہ طیرہ سے زیادہ اچھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طیرہ بھی کچھ نہ کچھ اچھا ہے حالانکہ طیرہ میں کوئی اچھائی نہیں ہے؟

جواب: اس ظاہری سوال کا جواب یہ ہے کہ یہاں خیر کا لفظ اسم تفضیل کے معنی میں استعمال نہیں ہوا ہے بلکہ اپنے اصل معنی فعلی میں استعمال ہوا ہے جیسے ''الصیف احر من الشتاء '' یہاں شتاء میں حرارت کا تصور نہیں کہ صیف کی حرارت اس سے زیادہ ہو

بلکہ اتنا بتاتا ہے کہ موسم گرما گرم ہوتا ہے اسی طرح "وھو اھون" کا صیغہ ہین کے معنی میں ہے "واصحاب الجنة خیر" اپنے اصلی معنی میں استعمال ہوا ہے یا جیسے "الاخص والاعم" اپنے اصل معنی میں ہیں یا "العسل احلی من الحنظل" میں احلی اصل فعل میں استعمال ہوا ہے تو "خیرھا الفال" بھی اسی طرح اصل فعل میں استعمال کیا گیا ہے۔

۵۷۹۳۔ وحَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ جَدِّي، حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ، ح وحَدَّثَنِيهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، مِثْلَهُ. وَفِي حَدِيثِ عُقَيْلٍ: عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَقُلْ: سَمِعْتُ وَفِي حَدِيثِ شُعَيْبٍ: قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَمَا قَالَ: مَعْمَرٌ

ان اسناد سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا روایت ہی کی طرح مروی ہے۔

۵۷۹۴۔ حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا عَدْوَى، وَلَا طِيَرَةَ، وَيُعْجِبُنِي الْفَأْلُ: الْكَلِمَةُ الْحَسَنَةُ، الْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا اور نہ بدشگونی کی کوئی حقیقت ہے البتہ فال یعنی اچھی بات اور عمدہ گفتگو مجھے پسند ہے۔

۵۷۹۵۔ وحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، سَمِعْتُ قَتَادَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا عَدْوَى، وَلَا طِيَرَةَ، وَيُعْجِبُنِي الْفَأْلُ قَالَ قِيلَ: وَمَا الْفَأْلُ؟ قَالَ: الْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا اور نہ بدشگونی کی کوئی اصل ہے اور مجھے نیک شگونی پسند ہے عرض کیا گیا: فال کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: پاکیزہ اور عمدہ بات۔

۵۷۹۶۔ وحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ، حَدَّثَنِي مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُخْتَارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَتِيقٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا عَدْوَى، وَلَا طِيَرَةَ، وَأُحِبُّ الْفَأْلَ الصَّالِحَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہ کوئی مرض متعدی ہوتا ہے نہ بدشگونی

کی اصل ہے اور مجھے نیک فال پسند ہے۔

۵۷۹۷۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا عَدْوَى، وَلَا هَامَةَ، وَلَا طِيَرَةَ، وَأُحِبُّ الْفَأْلَ الصَّالِحَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا اور نہ الو اور بدشگونی کی کوئی اصل ہے اور میں نیک فال کو پسند کرتا ہوں۔

۵۷۹۸۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ، حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حَمْزَةَ، وَسَالِمٍ، ابْنَيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الشُّؤْمُ فِي الدَّارِ، وَالْمَرْأَةِ، وَالْفَرَسِ

صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: گھر، عورت اور گھوڑے میں نحوست ہے۔

تشریح:

''الشوم'' یعنی نحوست گھر عورت اور گھوڑے میں ہے بدشگونی اور نحوست کے سلسلے میں مختلف احادیث منقول ہیں بعض احادیث میں مطلقاً ہر قسم کی اشیاء سے بدشگونی کی نہی اور ممانعت مذکور ہے اور بعض احادیث میں گھوڑے، گھر اور عورت وغیرہ اشیاء میں نحوست کے ثبوت کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے جیسے زیر بحث حدیث میں ہے۔ لہٰذا ان مختلف احادیث میں تطبیق دینا اور مناسبت وموافقت پیدا کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ علماء اور شارحین حدیث نے مختلف توجیہات بیان کی ہیں۔ آگے آنے والی حضرت ابن عمر کی حدیث اس پر دلالت کرتی ہے۔

توجیہ اول:

پہلی توجیہ یہ ہے کہ زیر بحث حدیث میں آنحضرت کا کلام بطور فرض اور بطور شاہد ہے کہ فرض کرلو اگر دنیا کی کسی چیز میں نحوست ہوتی تو ان تین چیزوں میں ہوتی لیکن چونکہ نحوست کا عقیدہ رکھنا صحیح نہیں ہے لہٰذا ان تین چیزوں میں بھی نحوست نہیں ہے۔ قاضی عیاض نے بھی یہی توجیہ کی ہے فرماتے ہیں اگر کسی چیز میں نحوست ہوتی تو ان تین چیزوں میں اس کا موقع ومحل اور امکان تھا لیکن جب اس میں نہیں تو کسی چیز میں نہیں۔

توجیہ دوم:

دوسری توجیہ حضرت ابو ہریرہ راوی حدیث نے خود بیان فرمائی ہے وہ فرماتے ہیں کہ گھر میں نحوست کا مطلب یہ ہے کہ وہ تنگ ہو گھوڑے میں نحوست یہ ہے کہ وہ سرکش ہو اور عورت میں نحوست یہ ہے کہ بدزبان اور بداخلاق ہو۔

توجیہ سوم:

تیسری توجیہ یہ ہے کہ ظاہری اسباب کے اعتبار سے ان تین چیزوں کی نحوست کو عام احادیث سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے کہ طبعی طور پر ان چیزوں میں نحوست کا دخل ہے مؤثر حقیقی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

۵۷۹۹۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ، وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حَمْزَةَ، وَسَالِمٍ، ابْنَيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ وَإِنَّمَا الشُّؤْمُ فِي ثَلَاثَةٍ: الْمَرْأَةِ، وَالْفَرَسِ، وَالدَّارِ

صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا اور نہ بدشگونی کی کوئی حقیقت ہے اور نحوست تین میں ہو سکتی ہے عورت، گھوڑا اور مکان۔

۵۸۰۰۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، وَحَمْزَةَ، ابْنَيْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيهِمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ح وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَعَمْرٌو النَّاقِدُ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ح وحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ وَحَمْزَةَ، ابْنَيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ح وحَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ جَدِّي، حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ، ح وحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ، ح وحَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ كُلُّهُمْ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي الشُّؤْمِ، بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ لَا يَذْكُرُ أَحَدٌ مِنْهُمْ فِي حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ الْعَدْوَى وَالطِّيَرَةَ، غَيْرُ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ

ان چھ اسناد سے بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا اور بدشگونی کی کوئی حقیقت نہیں۔

۵۸۰۱۔ وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ، يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: إِنْ يَكُنْ مِنَ الشُّؤْمِ شَيْءٌ حَقٌّ، فَفِي الْفَرَسِ، وَالْمَرْأَةِ، وَالدَّارِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر نحوست کا کسی چیز میں ہونا ثابت ہوتا تو وہ گھوڑے، عورت اور مکان میں ہوتی۔

۵۸۰۲۔ وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ، وَلَمْ يَقُلْ: حَقٌّ

اس سند سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا حدیث کی طرح مروی ہے لیکن اس روایت میں (حق) کا لفظ مروی نہیں۔

۵۸۰۳۔ وحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، حَدَّثَنِي عُتْبَةُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِي شَيْءٍ فَفِي الْفَرَسِ، وَالْمَسْكَنِ، وَالْمَرْأَةِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر کسی چیز میں نحوست ہوتی تو وہ گھوڑے مکان اور عورت میں ہوتی۔

۵۸۰۴۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنْ كَانَ، فَفِي الْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ وَالْمَسْكَنِ يَعْنِي الشُّؤْمَ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر نحوست ہوتی تو وہ عورت، گھوڑے اور مکان میں ہوتی۔

۵۸۰۵۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

اس سند سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا روایت کی طرح مروی ہے۔

۵۸۰۶ـ وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْحَارِثِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا، يُخْبِرُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ فَفِي الرَّبْعِ، وَالْخَادِمِ، وَالْفَرَسِ

صحابی رسول حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر کسی چیز میں (نحوست) ہوتی تو وہ مکان، خادم اور گھوڑے میں ہوتی۔

بَابُ تَحْرِيمِ الْكَهَانَةِ وَإِتْيَانِ الْكُهَّانِ

کاہنوں کے پاس جانے اور کہانت کی حرمت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے نو احادیث کو بیان کیا ہے

۵۸۰۷ـ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أُمُورًا كُنَّا نَصْنَعُهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، كُنَّا نَأْتِي الْكُهَّانَ، قَالَ: فَلَا تَأْتُوا الْكُهَّانَ قَالَ قُلْتُ: كُنَّا نَتَطَيَّرُ قَالَ: ذَاكَ شَيْءٌ يَجِدُهُ أَحَدُكُمْ فِي نَفْسِهِ، فَلَا يَصُدَّنَّكُمْ

حضرت معاویہ بن حکم سلمی سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ایسی بہت ساری باتیں ہیں جنہیں ہم جاہلیت میں سرانجام دیتے تھے۔ ہم کاہنوں کے پاس جاتے تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم کاہنوں کے پاس مت جاؤ۔ میں نے عرض کیا: ہم بدفالی لیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ چیز ہے جسے تم میں سے کوئی اپنے دل میں محسوس کرتا ہے۔ یہ خیال آنا تمہیں کسی کام سے نہ روکے۔

تشریح:

علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ کاہن اس شخص کو کہتے ہیں جو آئندہ پیش آنے والے واقعات اور حوادثات کی خبریں دیتا ہو اور مستقبل کے علم غیب اور معرفت واسرار کا دعویٰ کرتا ہو۔ یعنی نشانات وعلامات سے معلوم کر کے مستقبل کے بارے میں جو شخص غیب کی پیشگوئیاں کرے ایسے شخص کو عرب کاہن بھی کہتے ہیں اور عراف بھی کہتے ہیں، ستاروں کے احوال کو دیکھ کر نجومی اور ہاتھ دیکھ کر فال نکالنے والے یا طوطے کے ذریعہ یا رمل جفر اور ابجد وغیرہ ہندسوں کے ذریعہ سے مستقبل کی خبریں دینے والے لوگ سب کے

سب کہانت کے اس پیشہ میں داخل ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کی ولادت اور بعثت سے پہلے عرب معاشرہ میں کہانت کا بہت زیادہ چرچا تھا یہاں تک کہ عدالتی فیصلے اور بڑے بڑے جھگڑے کاہنوں کے ذریعہ نمٹائے جاتے تھے۔ بنوزہرہ کی ایک کاہنہ عورت نے جب حضور اکرم ﷺ کی والدہ محترمہ آمنہ کو دیکھا تو کہا "یہ عورت یا خود نذیرہ ہوگی یا اس کے بطن سے نذیر پیدا ہوگا"۔ بنوزہرہ کی اسی کاہنہ عورت نے خواجہ عبداللہ کے ذبح کے بدلہ میں سو اونٹ مقرر کیے تھے۔

عرب معاشرہ میں کاہنوں کی مختلف قسمیں تھیں

(۱) بعض کاہنوں کے براہ راست جنات اور شیاطین سے رابطے رہتے تھے آسمان اول کے قریب جاکر فرشتوں سے آیندہ واقع ہونے والی کوئی بات سن لیتے تو اسے لاکر ان کاہنوں تک پہنچاتے تھے کاہن اس ایک بات کے ساتھ سو جھوٹی باتیں ملاکر اپنے کاروبار جاری رکھتے تھے اور لوگوں کو بے وقوف بناتے تھے آنحضرت کی بعثت کے بعد یہ سلسلہ ختم ہوگیا اور جنات وشیاطین پر آسمان سے شہاب ثاقب مارے جانے کا سلسلہ شروع ہوگیا۔

(۲) بعض کاہن روحانی اعتبار سے خبیث ہوتے تھے لہٰذا ان کے ساتھ ارواح خبیثہ کے رابطے ہوتے تھے اور یہ کاہن ان ارواح خبیثہ سے استفادہ کر کے مخلوق خدا کو گمراہ کرتے تھے۔

(۳) بعض کاہن زمین وآسمان کی علامات سماوی اور علامات ارضی اور لوگوں کی علامات نفسی کو دیکھ کر ادھر ادھر سے غیب کی بے سروپا باتیں اڑاتے تھے اور اپنا دھندہ چلاتے تھے۔ اسلام نے ان تمام حیلوں اور ٹوٹکوں کو حرام قرار دیا اور اس سے حاصل شدہ کمائی کو حرام کردیا لہٰذا کاہن کا یہ عمل حرام ہے اور اس کو کچھ شیرینی وغیرہ لینا دینا بھی حرام ہے۔

"فلا یصدنکم" یعنی تم کو یہ اوہام تمہارے کاموں سے نہ روکے بلکہ اس کو نظرانداز کر کے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو اور کام کرو۔

۵۸۰۸۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنِي حُجَيْنٌ يَعْنِي ابْنَ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَا: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، ح وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عِيسَى، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ كُلُّهُمْ، عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ، مِثْلَ مَعْنَى حَدِيثِ يُونُسَ، غَيْرَ أَنَّ مَالِكًا فِي حَدِيثِهِ ذِكْرَ الطِّيَرَةِ، وَلَيْسَ فِيهِ ذِكْرُ الْكُهَّانِ.

ان چار اسناد سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا روایت کی طرح مروی ہے لیکن امام مالک کی روایت کردہ حدیث میں بدفالی کا ذکر کیا ہے اور کاہنوں کا ذکر نہیں کیا۔

رمل اور جفر کا حکم

۵۸۰۹۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ حَجَّاجٍ الصَّوَّافِ، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، كِلَاهُمَا عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِمَعْنَى حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ، وَزَادَ فِي حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: قُلْتُ: وَمِنَّا رِجَالٌ يَخُطُّونَ قَالَ: كَانَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ يَخُطُّ، فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهُ فَذَاكَ

ان اسناد سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا روایت کی طرح مروی ہے اس روایت میں اضافہ یہ ہے کہ حضرت معاویہ بن حکم سلمی فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا: ہم میں بعض آدمی (علم جفر) کے خطوط کھینچا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انبیاء میں سے ایک نبی خطوط کھینچا کرتے تھے جو ان کے طریقہ کے مطابق خط کھینچے وہ حق ہے۔

تشریح:

''یخطون'' یعنی خط بناتے تھے لکیریں کھینچتے تھے اور کچھ زائچے بناتے تھے یہ علم رمل وجفر کی طرف اشارہ ہے جو خطوط اور زائچوں کے حساب کے ذریعہ سے لوگ مستقبل کی معلومات حاصل کرتے تھے۔ ''نبی من الانبیاء'' شارحین لکھتے ہیں کہ اس نبی سے حضرت دانیال علیہ السلام یا حضرت ادریس علیہ السلام مراد ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ نے بطور معجزہ رمل وجفر کا یہ علم عطا فرمایا تھا۔ چونکہ رمل اور جفر کے اس علم کی نسبت ایک نبی کی طرف تھی اس لیے نبی اکرم ﷺ نے نہایت حکیمانہ انداز سے امت کو اس علم سے منع فرمادیا اور سابق نبی کے اس عمل پر اعتراض بھی نہیں کیا اور فرمایا کہ ایک نبی ایسا عمل کرتے تھے لیکن وہ چونکہ مامون ومحفوظ ومعصوم تھے اور بطور معجزہ ایسا کرتے تھے اس لیے ان کا عمل صحیح تھا اب اگر تمہارا یہ عمل اس نبی کے عمل کے بالکل موافق ہو جائے تو صحیح ہوگا اور اگر موافق نہ ہوا تو صحیح نہیں ہوگا اب تم خود فیصلہ کرلو کہ جب تم کو معلوم بھی نہیں کہ تمہارا عمل اس نبی کے عمل کے موافق ہے یا نہیں ہے تم اگر یہ فیصلہ نہیں کر سکتے ہو تو پھر اس عمل کی کوئی حیثیت نہیں رہے گی، لہٰذا تم اس سے اجتناب کرو کیونکہ یہ علم اب دنیا سے اٹھ گیا ہے اس طرح حکیمانہ جواب سے آنحضرت ﷺ نے اس عمل کو منع بھی فرمایا اور کسی نبی پر اعتراض بھی نہیں آیا۔

۵۸۱۰۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ الْكُهَّانَ كَانُوا يُحَدِّثُونَنَا بِالشَّيْءِ فَنَجِدُهُ حَقًّا قَالَ: تِلْكَ الْكَلِمَةُ الْحَقُّ، يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيَقْذِفُهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ، وَيَزِيدُ فِيهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کاہن ہمیں بعض چیزیں بیان کرتے تھے، جنہیں ہم ویسا ہی پاتے تھے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ ایک بات سچی ہوتی ہے جس کو کوئی جن (فرشتوں سے) اچک لیتا ہے پھر اسے اپنے ولی (کاہن) کے کان میں ڈال دیتا ہے اور وہ کاہن اس (ایک سچی بات میں) سو جھوٹ کی زیادتی کر دیتا ہے۔

۵۸۱۱۔ حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ، حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ وَهُوَ ابْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ عُرْوَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ، يَقُولُ: قَالَتْ عَائِشَةُ: سَأَلَ أُنَاسٌ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكُهَّانِ؟ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسُوا بِشَيْءٍ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَإِنَّهُمْ يُحَدِّثُونَ أَحْيَانًا الشَّيْءَ يَكُونُ حَقًّا، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْجِنِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ، فَيَقُرُّهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ قَرَّ الدَّجَاجَةِ، فَيَخْلِطُونَ فِيهَا أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كَذْبَةٍ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ سے کاہنوں کے بارے میں پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: وہ کچھ نہیں ہیں۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! بعض اوقات وہ کوئی ایسی بات بیان کرتے ہیں جو سچی ہو جاتی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ سچی بات وہ ہوتی ہے جو جن (فرشتوں سے سن کر) بھاگ جاتا ہے اور اپنے ولی یعنی کاہن کے کان میں مرغ کی آواز کی طرح لے جا کر ڈال دیتا ہے پھر وہ کاہن اس سچی بات میں سو سے زیادہ جھوٹ ملا دیتے ہیں۔

تشریح:

''یخطفها الجنی'' حضور اکرم ﷺ نے حضرت عائشہ کو بتا دیا کہ کاہنوں کی ایک آدھ بات جو صحیح ثابت ہوتی ہے اس کی اصل حقیقت یہ ہے کہ آسمانوں میں اللہ تعالیٰ کا حکم آجاتا ہے آسمان کے نیچے بادلوں میں فرشتے آپس میں اس حکم کے متعلق گفتگو کرتے ہیں جنات میں سے سرکش قسم کے شیاطین آسمان کے نیچے بادلوں میں چھپ چھپا کر جاتے ہیں اور فرشتوں سے ایک آدھ بات سن کر اچک لیتے ہیں اور زمین پر لاتے ہیں۔

"قیقر" مرغی کی کڑک کڑک کی آواز کو کہتے ہیں یعنی مرغی جب چوزوں یا دوسری مرغی کو دانہ کی طرف بلاتی ہے اور کڑک کڑک کی آواز دیتی ہے اسی طرح یہ جن اپنے دوست کاہن اور جوگی کے کانوں میں اوپر کی بات ڈالدیتے ہیں اور وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا کر پھیلاتا ہے، مشکوۃ میں ایک حدیث میں شیاطین کے چڑھنے کا طریقہ بھی بتایا گیا ہے کہ بزدل شیطان سب سے نیچے زمین پر رہتا ہے اس کے کاندھوں پر دوسرا کھڑا ہوتا ہے اس طرح سب سے بہادر بالکل اوپر آسمان کے قریب بادلوں میں پہنچ جاتا ہے اوپر سے ان پر شہاب ثاقب مارا جاتا ہے اگر کسی پر لگا تو وہ مرجاتا ہے یا پاگل ہوجاتا ہے مگر ان سب کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ سنی ہوئی بات زمین تک آجائے اور ان کی گمراہی کی مہم جاری ہوجائے۔ "یخلطون اور یقرفون اور یقذفون یہ سب الفاظ ملانے پھینکنے اور جھوٹ باندھنے اور اضافہ کرنے کے معنی میں ہیں۔

۵۸۱۲۔ وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، نَحْوَ رِوَايَةِ مَعْقِلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ

اس سند سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا حدیث معقل عن الزہری کی طرح مروی ہے۔

۵۸۱۳۔ حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ حَسَنٌ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، وَقَالَ عَبْدٌ: حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَنْصَارِ، أَنَّهُمْ بَيْنَمَا هُمْ جُلُوسٌ لَيْلَةً مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُمِيَ بِنَجْمٍ فَاسْتَنَارَ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَاذَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، إِذَا رُمِيَ بِمِثْلِ هَذَا؟ قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، كُنَّا نَقُولُ وُلِدَ اللَّيْلَةَ رَجُلٌ عَظِيمٌ، وَمَاتَ رَجُلٌ عَظِيمٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَإِنَّهَا لَا يُرْمَى بِهَا لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، وَلَكِنْ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى اسْمُهُ، إِذَا قَضَى أَمْرًا سَبَّحَ حَمَلَةُ الْعَرْشِ، ثُمَّ سَبَّحَ أَهْلُ السَّمَاءِ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، حَتَّى يَبْلُغَ التَّسْبِيحُ أَهْلَ هَذِهِ السَّمَاءِ الدُّنْيَا ثُمَّ قَالَ: الَّذِينَ يَلُونَ حَمَلَةَ الْعَرْشِ لِحَمَلَةِ الْعَرْشِ: مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ فَيُخْبِرُونَهُمْ مَاذَا قَالَ: قَالَ فَيَسْتَخْبِرُ بَعْضُ أَهْلِ السَّمَاوَاتِ بَعْضًا، حَتَّى يَبْلُغَ الْخَبَرُ هَذِهِ السَّمَاءَ الدُّنْيَا، فَتَخْطَفُ الْجِنُّ السَّمْعَ فَيَقْذِفُونَ إِلَى أَوْلِيَائِهِمْ، وَيُرْمَوْنَ بِهِ، فَمَا جَاءُوا بِهِ عَلَى وَجْهِهِ فَهُوَ حَقٌّ، وَلَكِنَّهُمْ يَقْرِفُونَ فِيهِ وَيَزِيدُونَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے اصحاب نبی میں سے ایک انصاری نے خبر دی کہ وہ ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک ستارہ پھینکا گیا اور روشنی پھیل گئی تو صحابہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جاہلیت میں کیا کہا کرتے تھے جب کوئی ستارہ اس طرح پھینکا جاتا تھا؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ ہم کہا کرتے تھے اس رات کوئی بڑا آدمی پیدا کیا گیا اور کوئی بڑا آدمی مر گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان ستاروں کو کسی کی موت یا حیات کی وجہ سے نہیں پھینکا جاتا بلکہ ہمارا پروردگار جب کسی امر کا فیصلہ کرتا ہے تو حاملین عرش فرشتے اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں پھر جو ان کے قریب آسمان والوں میں سے ہیں وہ اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں یہاں تک کہ یہ تسبیح آسمان دنیا والوں تک پہنچتی ہے پھر حاملین عرش سے قریب والے حاملین عرش سے کہتے ہیں، تمہارے رب نے کیا فرمایا ہے؟ پس وہ انہیں اللہ کے حکم کی خبر دیتے ہیں پھر آسمانوں کے دوسرے فرشتے بھی ایک دوسرے کو اس کی خبر دیتے ہیں یہاں تک کہ وہ خبر آسمان دنیا تک پہنچتی ہے پھر جنات اسی سنی ہوئی بات کو اچک لیتے ہیں اور اسے اپنے دوستوں یعنی کاہنوں کے ہاتھ میں ڈال دیتے ہیں اور ان کو اس کی اطلاع دیتے ہیں اب جو خبر کما حقہ لاتے ہیں وہ سچی ہوتی ہے مگر یہ اسے خلط ملط کر دیتے ہیں اور اس میں اپنی مرضی سے کچھ اضافہ کر دیتے ہیں۔

٥٨١٤ـ وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ، وَحَرْمَلَةُ، قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، ح وحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ، حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ يَعْنِي ابْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ كُلُّهُمْ، عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ، غَيْرَ أَنَّ يُونُسَ قَالَ: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَخْبَرَنِي رِجَالٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَنْصَارِ وَفِي حَدِيثِ الْأَوْزَاعِيِّ وَلَكِنْ يَقْرِفُونَ فِيهِ وَيَزِيدُونَ وَفِي حَدِيثِ يُونُسَ وَلَكِنَّهُمْ يَرْقَوْنَ فِيهِ وَيَزِيدُونَ وَزَادَ فِي حَدِيثِ يُونُسَ وَقَالَ اللَّهُ: ﴿حَتَّى إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ﴾ (سبأ٢٣)وَفِي حَدِيثِ مَعْقِلٍ كَمَا قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ: وَلَكِنَّهُمْ يَقْرِفُونَ فِيهِ وَيَزِيدُونَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے بعض انصار نے اسی طرح خبر دی۔ اس روایت میں اضافہ یہ ہے کہ یہاں تک جب فرشتوں کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں: تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا ہے؟ وہ کہتے ہیں: اس نے سچ فرمایا ہے اور کہا کہ اس میں رد و بدل اور زیادتی کر دیتے ہیں باقی حدیث مذکورہ بالا روایت ہی کی طرح مروی ہے۔

۵۸۱۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ صَفِيَّةَ، عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَتَى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً

بعض ازواج مطہرات سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی عراف کے پاس جا کر اس سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا تو اس کی چالیس رات یعنی دنوں کی نمازیں قبول نہیں ہوتیں۔

تشریح:

''من اتی عرافا'' عراف کاہن کے معنی میں بھی ہے اور نجومی کے معنی میں بھی ہے تقریباً سب کا کام ایک ہی ہے کہ مستقبل کے بارے میں غیب کی باتیں بتایا کرتے ہیں البتہ طریقے الگ الگ ہیں کوئی ستاروں کے ذریعے سے بتاتے ہیں تو کوئی آسمانی برجوں کے واسطے سے بتاتے ہیں کوئی ہاتھ کی لکیروں سے بتاتے ہیں کوئی طوطوں کو ذریعہ بناتے ہیں کوئی اور طرح حیلے اور ٹوٹکے کرتے ہیں سب پر عراف کا لفظ فی الجملہ صادق آتا ہے۔

''صلوۃ اربعین لیلۃ'' یعنی دن رات کی فرض نمازیں قبول نہیں ہوں گی یا تہجد کی نمازیں قبول نہیں ہوں گی یہ سزا اس شخص کی ہے جس نے نجومی کی تصدیق کی، یہ کتنی بڑی محرومی کی بات ہے کہ انسان اپنی اہم عبادت نماز سے محروم ہو جاتا ہے اور یہ جرم کتنا سخت ہے کہ چالیس دن تک اس کا اثر باقی رہتا ہے حالانکہ نجومی کے پاس کوئی یقینی علم نہیں ہوتا ہے بلکہ سب دھوکہ ہے بابا سعدی نے گلستان میں ایک قصہ لکھا ہے کہ ایک نجومی کے گھر میں ان کی بیوی کے ساتھ اجنبی مرد گھسا ہوا لطف اٹھا رہا تھا اور نجومی قریب بازار میں لوگوں کو آسمان کی باتیں بتا رہا تھا اس پر سعدی بابا نے فرمایا۔

براوج فلک چہ دانی چیست چوں ☆ نہ دانی کہ درسرائے تو کیست

یعنی تم آسمان کی بلندیوں کی کونسی بات معلوم کرلو گے جب کہ تجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ تیرے گھر میں کیا ہو رہا ہے؟

علامہ اقبال نے فن نجوم سے متعلق کہا

تیری تقدیر کو انجم شناس کیا جانے ☆ تو خاک زندہ ہے تو تابع ستارہ نہیں

بَابُ اجْتِنَابِ الْمَجْذُومِ

جذام کے مریض سے دور رہنے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۵۸۱۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، وَهُشَيْمُ بْنُ بَشِيرٍ، عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ فِي وَفْدِ ثَقِيفٍ رَجُلٌ مَجْذُومٌ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا قَدْ بَايَعْنَاكَ فَارْجِعْ

حضرت عمرو بن شرید رحمہ اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ ثقیف کے وفد میں ایک جذامی آدمی تھا تو نبی کریم ﷺ نے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ ہم نے تیری بیعت کر لی ہے تم واپس لوٹ جاؤ۔

تشریح:

"وفر من المجذوم" جذام ایک خطرناک بیماری ہے جس سے اعضا غیر متوازن ہو کر کٹ جاتے ہیں۔

سوال: جذام والے شخص سے متعلق مختلف احادیث وارد ہیں ایک حدیث میں ہے کہ جذام والے شخص سے ایسے بھاگو جس طرح تم شیر کو خطرناک سمجھ کر بھاگتے ہو، دوسری حدیث میں ہے کہ ایک دفعہ جذام والے شخص نے آنحضرت سے بیعت لینے کا ارادہ کیا آنحضرت نے پیغام بھیجا کہ واپس ہو جاؤ ہم نے بیعت کر لی ہے جیسے اوپر والی حدیث میں ہے۔ اس حدیث کے علاوہ مشکوۃ میں ایک حدیث مذکور ہے کہ آنحضرت نے جذام والے ایک شخص کو ہاتھ سے پکڑ لیا اور اپنے ساتھ کھانے میں بٹھلا دیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ کے بھروسہ اور توکل پر کھاؤ۔

اسی طرح ان احادیث میں آپس میں تعارض ہے کیونکہ ایک میں ہے کہ "لاعدوی" یعنی بیماری ایک دوسرے کی طرف سرایت نہیں کرتی ہے اور ایک میں ہے کہ جذام والے شخص سے بھاگو تو ان تعارضات کا کیا جواب ہے؟

جواب: ان تعارضات کے حل کے لیے علماء نے تین جوابات دیئے ہیں۔ پہلا جواب یہ ہے کہ جذامی شخص سے احتراز اور اجتناب کی جو احادیث ہیں وہ "سدا للذرائع" ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ حقیقت میں بیماری اللہ تعالیٰ لاتا ہے لیکن لوگوں کو وہم اور وسوسہ آتا ہے اور شبہ ہو جاتا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ بیماری اس بیمار کے ساتھ ملنے جلنے کی وجہ سے آئی ہو اس طرح لوگوں کے عقیدے خراب ہوں گے تو لوگوں کو اس غلطی میں پڑنے سے بچانے کے لیے فرمایا کہ جذامی شخص کے پاس سے بھاگو تا کہ تم اس

وہم اور وسوسہ میں نہ پڑ جاؤ اس عارض کی وجہ سے آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا ورنہ اصل حکم وہی ہے کہ بیماری اللہ تعالیٰ کے حکم سے آتی ہے اور چھوت چھات کی کوئی حیثیت اور کوئی حقیقت نہیں ہے یہ تو لا عدوی کے ساتھ تعارض کا دفعیہ ہو گیا۔

دوسرا جواب: اس تعارض کا دوسرا جواب یہ ہے کہ ''لا عــدوی'' کے عام حکم سے صرف جذام کی بیماری کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے کہ اس میں تجاوز ہے باقی میں نہیں ہے۔

تیسرا جواب: اس تعارض کے حل کے لئے تیسرا جواب یہ ہے کہ جذام والے شخص سے بھاگنے کا حکم ظاہری اسباب کی بنیاد پر ہے حقیقت کے اعتبار سے نہیں ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ جذام والے شخص کی اس بیماری میں ایک بُو ہوتی ہے عام اختلاط سے وہ بُو دوسرے میں اثر کر جاتی ہے اور دوسرے کو بیماری لگ جاتی ہے یہ اثر صرف ظاہری اسباب کی حد تک ہوتا ہے حقیقت میں بیماری اللہ تعالیٰ کے حکم سے آتی ہے تو مجذوم سے عدم اختلاط کا حکم صرف حفظان صحت کے اصول کے تحت ہے۔ عدویٰ اور چھوت چھات کے اصول کے تحت نہیں ہے۔

باقی آنحضرت کو چونکہ کامل یقین تھا اور اللہ تعالیٰ پر مکمل بھروسہ تھا اور حقیقی علت کی صحیح معرفت تھی اس لیے جذام والے شخص کو اپنے ساتھ بٹھلا کر ایک ساتھ کھانا کھایا مگر دوسروں کو ڈرایا۔

كِتَابُ قَتْلِ الْحَيَّاتِ وَغَيْرِهَا

سانپوں وغیرہ کے مارنے کی بحث

یہاں اس کتاب سے لیکر اگلی کتاب الالفاظ من الادب تک کل پانچ ابواب قائم کیے گئے ہیں اس کتاب میں سانپوں کے بیان کے ساتھ دیگر موذی حشرات کا بیان بھی کیا گیا ہے مثلاً چھپکلی کا قتل کرنا اور چیونٹیوں کے قتل کی ممانعت بلی کے قتل کی ممانعت اور جانوروں کی خدمت کی فضیلت کا بیان بھی ہے بہرحال سب سے پہلے سانپوں کے قتل کا باب قائم کیا گیا ہے۔

بَابُ قَتْلِ الْحَيَّاتِ

سانپوں کے قتل کرنے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے انیس احادیث کو بیان کیا ہے

کوہستان نظلہ کی بحث

۵۸۱۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، وَابْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامٍ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ ذِي الطُّفْيَتَيْنِ، فَإِنَّهُ يَلْتَمِسُ الْبَصَرَ وَيُصِيبُ الْحَبَلَ

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سانپ کے مارنے کا حکم دیدیا تھا جو دو دھاریوں والا ہو کیونکہ یہ سانپ بصارت کو غائب کر دیتا ہے اور حمل گرا دیتا ہے۔

تشریح:

''ذی الطفیتین ''طفیۃ باریک لکیر کو کہتے ہیں اس سانپ کی پشت پر دو سفید باریک لکیریں سر سے لیکر دم تک جاتی ہیں یعنی دو دھاریوں والے سانپ کے مارنے کا حکم دیا ہے اس سانپ کو ساتھ والی حدیث میں ''الابتر '' کہا گیا ہے یعنی جس کی دم اس طرح چھوٹی ہو گویا کٹی ہوئی ہے اس قسم کا سانپ انتہائی زہریلا اور خبیث ہوتا ہے اس کی آنکھوں میں ایک شعلہ چمکتا ہے شاید اسی چمک کی وجہ سے اس سے نگاہیں اچک لی جاتی ہیں اور حاملہ عورت پر اس کا اس طرح اثر پڑ جاتا ہے کہ حمل ساقط ہو جاتا ہے اس حدیث میں اس سانپ کے یہی دو اثرات بیان کیے گئے ہیں یہ سانپ ایک بالشت کے برابر لمبا ہوتا ہے اور انتہائی خوبصورت ہوتا ہے یہ رات کے وقت چرنے کے لیے نکل آتا ہے، یہ اگر کسی آدمی کو ڈنگ مار دے تو سیکنڈوں کے حساب سے آدمی مر جاتا ہے۔

ہمارے پاکستان میں بلند وبالا پہاڑوں اور کوہستان کے علاقہ میں یہ سانپ پایا جاتا ہے کوہستان کے لوگ اس کو نکہ کہتے ہیں افغان لوگ اس کو لکہ اور کربوڑے کہتے ہیں، یہ سانپ افغانستان میں بھی ہوتا ہے آج کل انگریزوں نے اس کا کاروبار شروع کرایا ہے کہ ایک خاص وزن کے مطابق مثلاً چار سو گرام کے وزن کا کوئی زندہ لاکر ان کو دیدے تو وہ لوگ لاکھوں روپے دیتے ہیں وہ لوگ اس سانپ کی دم میں سرنج کے ذریعہ سے پانی بھر دیتے ہیں اور پھر پانی اور سانپ کے زہر کو سرنج میں واپس نکالتے ہیں اس سے وہ کوئی خاص انجکشن تیار کرتے ہیں جو ایڈز اور کینسر کا مؤثر علاج ہے شاید حدیث میں اسی سانپ کا تذکرہ ہو میں نے اس سانپ کو شتیال گلگت میں دیکھا ہے اس باب کی احادیث میں "العوامر" کے نام سے کچھ سانپوں کا ذکر کیا گیا ہے جس کا مارنا ممنوع قرار دیا گیا ہے یہ گھروں میں بسنے والے سانپ ہوتے ہیں جو درحقیقت جنات کی قسم ہے ڈنگ نہیں مارتے ہیں۔

"الجنان" اس کا مفرد جان ہے سفید پتلے سانپ کو کہتے ہیں۔

۵۸۱۸۔ وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَقَالَ: الْأَبْتَرُ وَذُو الطُّفْيَتَيْنِ

اس سند سے بھی یہ مذکورہ بالا حدیث منقول ہے لیکن اس روایت میں دم کٹے دو دھاریوں والے دو قسم کے سانپوں کا ذکر ہے۔

۵۸۱۹۔ وحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْتُلُوا الْحَيَّاتِ وَذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالْأَبْتَرَ، فَإِنَّهُمَا يَسْتَسْقِطَانِ الْحَبَلَ وَيَلْتَمِسَانِ الْبَصَرَقَالَ: فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ: يَقْتُلُ كُلَّ حَيَّةٍ وَجَدَهَا فَأَبْصَرَهُ أَبُو لُبَابَةَ بْنُ عَبْدِ الْمُنْذِرِ، أَوْ زَيْدُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ يُطَارِدُ حَيَّةً فَقَالَ: إِنَّهُ قَدْ نُهِيَ عَنْ ذَوَاتِ الْبُيُوتِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سانپوں کو مار ڈالو خصوصاً دو دھاریوں والے اور دم کٹے ہوئے کو کیونکہ یہ دونوں حمل کو ضائع کر دیتے ہیں اور آنکھ کی بینائی کو زائل کر دیتے ہیں اور ابن عمر جس سانپ کو بھی پاتے مار ڈالتے تھے۔ ایک مرتبہ انہیں حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر یا حضرت زید بن خطاب نے دیکھا کہ وہ سانپ کا پیچھا کر رہے تھے تو اس نے کہا: گھریلو سانپ کو مارنے سے منع کیا گیا ہے۔

۵۸۲۰۔ وَحَدَّثَنَا حَاجِبُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي

سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِقَتْلِ الْكِلَابِ يَقُولُ: اقْتُلُوا الْحَيَّاتِ وَالْكِلَابَ، وَاقْتُلُوا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالْأَبْتَرَ، فَإِنَّهُمَا يَلْتَمِسَانِ الْبَصَرَ، وَيَسْتَسْقِطَانِ الْحَبَالَى قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَنُرَى ذَلِكَ مِنْ سُمَّيْهِمَا، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ قَالَ سَالِمٌ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ: فَلَبِثْتُ لَا أَتْرُكُ حَيَّةً أَرَاهَا إِلَّا قَتَلْتُهَا، فَبَيْنَا أَنَا أُطَارِدُ حَيَّةً يَوْمًا، مِنْ ذَوَاتِ الْبُيُوتِ، مَرَّ بِي زَيْدُ بْنُ الْخَطَّابِ، أَوْ أَبُو لُبَابَةَ، وَأَنَا أُطَارِدُهَا، فَقَالَ: مَهْلًا، يَا عَبْدَ اللّٰهِ فَقُلْتُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِقَتْلِهِنَّ، قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَهَى عَنْ ذَوَاتِ الْبُيُوتِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کتوں کے مارنے کا حکم دیتے ہوئے سنا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سانپوں اور کتوں کو مار ڈالو، بالخصوص دو دھاریوں والے اور دم برید (سانپ) کو مارو کیونکہ وہ دونوں بصارت زائل کر دیتے ہیں اور حاملہ عورت کا حمل گرا دیتے ہیں۔ زہری نے کہا: ہمارے خیال میں یہ ان کے زہر کے اثر کی وجہ سے ہے اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے حضرت سالم نے کہا عبداللہ بن عمرؓ نے کہا: ایک عرصہ تک میں جو بھی سانپ دیکھتا تو اسے مارے بغیر نہ چھوڑتا تھا۔ ایک مرتبہ میں ایک دن گھریلو سانپ کے پیچھے دوڑ رہا تھا کہ میرے پاس سے حضرت زید بن خطاب یا حضرت ابولبابہ گزرے تو انہوں نے کہا: ٹھہر جاؤ، اے عبداللہ! میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے انہیں قتل کرنے کا حکم دیا ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے گھریلو سانپوں کو مارنے سے منع بھی فرمایا ہے۔

۵۸۲۱۔ وحَدَّثَنِيهِ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، ح وَحَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ كُلُّهُمْ، عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ، غَيْرَ أَنَّ صَالِحًا قَالَ: حَتَّى رَآنِي أَبُو لُبَابَةَ بْنُ عَبْدِ الْمُنْذِرِ، وَزَيْدُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَقَالَا: إِنَّهُ قَدْ نَهَى عَنْ ذَوَاتِ الْبُيُوتِ وَفِي حَدِيثِ يُونُسَ اقْتُلُوا الْحَيَّاتِ وَلَمْ يَقُلْ ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالْأَبْتَرَ

ان اسناد سے بھی یہ مذکورہ بالا حدیث مروی ہے، اس روایت میں یہ ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر اور زید بن خطاب نے دیکھا تو دونوں نے کہا: آپ ﷺ نے گھریلو (سانپوں کو مارنے سے) منع فرمایا ہے اور یونس کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ سانپوں کو قتل کرو اور انہوں نے دو دھاریوں والے اور دم بریدہ کا ذکر نہیں کیا۔

۵۸۲۲۔ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَاللَّفْظُ لَهُ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ أَبَا لُبَابَةَ، كَلَّمَ ابْنَ عُمَرَ لِيَفْتَحَ لَهُ بَابًا فِي دَارِهِ، يَسْتَقْرِبُ بِهِ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَوَجَدَ الْغِلْمَةُ جِلْدَ جَانٍّ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: الْتَمِسُوهُ فَاقْتُلُوهُ، فَقَالَ أَبُو لُبَابَةَ: لَا تَقْتُلُوهُ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ قَتْلِ الْجِنَّانِ الَّتِي فِي الْبُيُوتِ

حضرت نافع رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت ابولبابہ نے حضرت ابن عمرؓ سے ان کے لیے گھر کا دروازہ اپنے لیے کھولنے کے بارے میں گفتگو کی تاکہ وہ مسجد سے قریب ہو جائیں تو لڑکوں کو (اتنے میں) سانپ کی کینچلی مل گئی۔ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا: سانپ کو تلاش کرو اور اسے قتل کر دو تو حضرت ابولبابہ نے کہا: اسے قتل مت کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ان سانپوں کو مارنے سے منع فرمایا ہے جو گھروں میں رہتے ہیں۔

۵۸۲۳۔ وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ، حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، حَدَّثَنَا نَافِعٌ، قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقْتُلُ الْحَيَّاتِ كُلَّهُنَّ حَتَّى حَدَّثَنَا أَبُو لُبَابَةَ بْنُ عَبْدِ الْمُنْذِرِ الْبَدْرِيُّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ قَتْلِ جِنَّانِ الْبُيُوتِ، فَأَمْسَكَ

حضرت نافع رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر تمام سانپوں کو مار دیا کرتے تھے اور ہمیں حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر بدری نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے گھریلو سانپوں کو مارنے سے منع فرمایا ہے پس حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس سے رک گئے۔

۵۸۲۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا لُبَابَةَ، يُخْبِرُ ابْنَ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ قَتْلِ الْجِنَّانِ

حضرت نافع رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت ابولبابہ سے حضرت عبداللہ بن عمر کو یہ خبر دیتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے گھریلو سانپوں کو مارنے سے منع فرمایا۔

۵۸۲۵۔ وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِي لُبَابَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ الضُّبَعِيُّ، حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ أَبَا لُبَابَةَ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ قَتْلِ الْجِنَّانِ الَّتِي فِي الْبُيُوتِ

ان اسناد سے بھی یہ حدیث مروی ہے کہ حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت ابولبابہ نے انہیں خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سانپوں کو مارنے سے منع فرمایا جو گھروں میں ہوتے ہیں۔

۵۸۲۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِي الثَّقَفِيَّ، قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ، يَقُولُ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، أَنَّ أَبَا لُبَابَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُنْذِرِ الْأَنْصَارِيَّ، وَكَانَ مَسْكَنُهُ بِقُبَاءٍ فَانْتَقَلَ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَبَيْنَمَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ جَالِسًا مَعَهُ يَفْتَحُ خَوْخَةً لَهُ، إِذَا هُمْ بِحَيَّةٍ مِنْ عَوَامِرِ الْبُيُوتِ، فَأَرَادُوا قَتْلَهَا، فَقَالَ أَبُو لُبَابَةَ: إِنَّهُ قَدْ نُهِيَ عَنْهُنَّ يُرِيدُ عَوَامِرَ الْبُيُوتِ، وَأُمِرَ بِقَتْلِ الْأَبْتَرِ وَذِي الطُّفْيَتَيْنِ وَقِيلَ هُمَا اللَّذَانِ يَلْتَمِعَانِ الْبَصَرَ، وَيَطْرَحَانِ أَوْلَادَ النِّسَاءِ

حضرت نافع رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر انصاری کی رہائش قبا میں تھی وہ مدینہ منورہ منتقل ہو گئے کہ ایک دن عبداللہ بن عمرؓ ان کے ساتھ بیٹھے اپنا ایک دروازہ کھول رہے تھے کہ اچانک انہوں نے گھریلو سانپوں میں سے ایک سانپ دیکھا اور لوگوں نے اسے مارنے کا ارادہ کیا تو حضرت ابولبابہ نے کہا: انہیں مارنے سے روکا گیا ہے اور ابولبابہ نے اس سے گھریلو سانپوں کا ارادہ کیا اور کہا دم بریدہ اور دو دھاریوں والے سانپوں کو مارنے کا حکم دیا گیا ہے اور کہا گیا ہے یہی وہ دو قسم کے سانپ ہیں جو بصارت (بینائی) کو اچک لیتے ہیں اور عورتوں کے (پیٹ) کے بچوں کو گرا دیتے ہیں۔

۵۸۲۷۔ وحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَهْضَمٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ وَهُوَ عِنْدَنَا ابْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يَوْمًا عِنْدَ هَدْمٍ لَهُ، فَرَأَى وَبِيصَ جَانٍّ فَقَالَ: اتَّبِعُوا هَذَا الْجَانَّ فَاقْتُلُوهُ، قَالَ أَبُو لُبَابَةَ الْأَنْصَارِيُّ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ قَتْلِ الْجِنَّانِ الَّتِي تَكُونُ فِي الْبُيُوتِ، إِلَّا الْأَبْتَرَ وَذَا الطُّفْيَتَيْنِ، فَإِنَّهُمَا اللَّذَانِ يَخْطِفَانِ الْبَصَرَ، وَيَتَتَبَّعَانِ مَا فِي بُطُونِ النِّسَاءِ

حضرت نافع رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک دن اپنی گری ہوئی دیوار کے پاس تھے کہ انہوں نے اچانک سانپ کی چمک دیکھی۔ تو کہا: اس سانپ کا پیچھا کرو اور اسے قتل کر دو۔ حضرت ابولبابہ انصاری نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان سانپوں کے قتل سے منع کرتے ہوئے سنا: جو گھروں میں رہتے ہیں، سوائے دم بریدہ اور دو دھاریوں والے سانپوں کے کیونکہ یہ وہ ہیں جو بصارت و بینائی کو اچک لیتے ہیں اور عورتوں کے حمل کو گرا دیتے ہیں۔

۵۸۲۸۔ وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي أُسَامَةُ، أَنَّ نَافِعًا حَدَّثَهُ، أَنَّ أَبَا لُبَابَةَ، مَرَّ بِابْنِ عُمَرَ وَهُوَ عِنْدَ الْأُطُمِ الَّذِي عِنْدَ دَارِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، يَرْصُدُ حَيَّةً بِنَحْوِ حَدِيثِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ

حضرت نافع رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت ابولبابہ، حضرت ابن عمر کے پاس سے گزرے، اس حال میں کہ وہ حضرت عمر بن خطاب کے گھر کے پاس والے قلعہ میں سانپ کو تلاش کر رہے تھے۔ باقی حدیث مبارکہ سابقہ حدیث لیث بن سعد کی طرح ذکر فرمائی۔

۵۸۲۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ يَحْيَى: وَإِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَارٍ، وَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا، فَنَحْنُ نَأْخُذُهَا مِنْ فِيهِ رَطْبَةً، إِذْ خَرَجَتْ عَلَيْنَا حَيَّةٌ، فَقَالَ: اقْتُلُوهَا فَابْتَدَرْنَاهَا، لِنَقْتُلَهَا، فَسَبَقَتْنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَقَاهَا اللّٰهُ شَرَّكُمْ كَمَا وَقَاكُمْ شَرَّهَا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم ایک غار میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ پر سورۃ والمرسلات عرفا نازل کی گئی۔ پس ہم آپ ﷺ کے دہن مبارک سے مزہ لے لے کر تازہ تازہ اس سورت کو حاصل کر رہے تھے کہ اچانک ایک سانپ نکل آیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے مار ڈالو۔ پس میں نے اس سانپ کو مارنے میں جلدی کی لیکن وہ ہم سے نکل گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ نے اسے تمہارے شر سے بچا لیا جیسا کہ اس کے شر سے تمہیں بچایا۔

۵۸۳۰۔ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ

اس سند سے بھی یہ مذکورہ بالا روایت ہی کی طرح مروی ہے۔

۵۸۳۱۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا حَفْصٌ يَعْنِي ابْنَ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ مُحْرِمًا بِقَتْلِ حَيَّةٍ بِمِنًى

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں ایک احرام باندھنے والے کو سانپ مارنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

۵۸۳۲۔ وَحَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَارٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ جَرِيرٍ وَأَبِي مُعَاوِيَةَ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غار میں تھے، باقی حدیث سابقہ حدیث جریر وابی معاویہ کی طرح ہے۔

۵۸۳۳۔ وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ صَيْفِيٍّ وَهُوَ عِنْدَنَا مَوْلَى ابْنِ أَفْلَحَ أَخْبَرَنِي أَبُو السَّائِبِ، مَوْلَى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ فِي بَيْتِهِ، قَالَ: فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي، فَجَلَسْتُ أَنْتَظِرُهُ حَتَّى يَقْضِيَ صَلَاتَهُ، فَسَمِعْتُ تَحْرِيكًا فِي عَرَاجِينَ فِي نَاحِيَةِ الْبَيْتِ، فَالْتَفَتُّ فَإِذَا حَيَّةٌ فَوَثَبْتُ لِأَقْتُلَهَا، فَأَشَارَ إِلَيَّ أَنِ اجْلِسْ فَجَلَسْتُ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَشَارَ إِلَى بَيْتٍ فِي الدَّارِ، فَقَالَ: أَتَرَى هَذَا الْبَيْتَ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: كَانَ فِيهِ فَتًى مِنَّا حَدِيثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ، قَالَ: فَخَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْخَنْدَقِ فَكَانَ ذَلِكَ الْفَتَى يَسْتَأْذِنُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَنْصَافِ النَّهَارِ فَيَرْجِعُ إِلَى أَهْلِهِ، فَاسْتَأْذَنَهُ يَوْمًا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْ عَلَيْكَ سِلَاحَكَ، فَإِنِّي أَخْشَى عَلَيْكَ قُرَيْظَةَ، فَأَخَذَ الرَّجُلُ سِلَاحَهُ، ثُمَّ رَجَعَ فَإِذَا امْرَأَتُهُ بَيْنَ الْبَابَيْنِ قَائِمَةً فَأَهْوَى إِلَيْهَا الرُّمْحَ لِيَطْعُنَهَا بِهِ وَأَصَابَتْهُ غَيْرَةٌ، فَقَالَتْ لَهُ: اكْفُفْ عَلَيْكَ رُمْحَكَ وَادْخُلِ الْبَيْتَ حَتَّى تَنْظُرَ مَا الَّذِي أَخْرَجَنِي، فَدَخَلَ فَإِذَا بِحَيَّةٍ عَظِيمَةٍ مُنْطَوِيَةٍ عَلَى الْفِرَاشِ فَأَهْوَى إِلَيْهَا بِالرُّمْحِ فَانْتَظَمَهَا بِهِ، ثُمَّ خَرَجَ فَرَكَزَهُ فِي الدَّارِ فَاضْطَرَبَتْ عَلَيْهِ، فَمَا يُدْرَى أَيُّهُمَا كَانَ أَسْرَعَ مَوْتًا الْحَيَّةُ أَمِ الْفَتَى، قَالَ: فَجِئْنَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرْنَا ذَلِكَ لَهُ وَقُلْنَا ادْعُ اللّٰهَ يُحْيِيهِ لَنَا فَقَالَ: اسْتَغْفِرُوا لِصَاحِبِكُمْ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ بِالْمَدِينَةِ جِنًّا قَدْ أَسْلَمُوا، فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهُمْ شَيْئًا، فَآذِنُوهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَإِنْ بَدَا لَكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ، فَاقْتُلُوهُ، فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ

حضرت ہشام بن زہرہ رحمہ اللہ کے مولیٰ حضرت ابوسائب سے مروی ہے کہ وہ حضرت ابوسعید کے پاس ان کے گھر گئے۔ کہتے ہیں میں نے انہیں نماز پڑھتے پایا تو میں ان کے انتظار میں بیٹھ گیا، یہاں تک کہ انھوں نے اپنی نماز ادا کرلی۔ میں نے گھر کے کونے میں پڑی لکڑی کی حرکت کی آواز سنی۔ میں نے اس کی طرف توجہ کی تو وہ سانپ تھا۔ میں اس کو مارنے کے لیے جھپٹا۔ حضرت ابوسعید نے مجھے بیٹھنے کا اشارہ کیا تو میں بیٹھ گیا۔ جب وہ نماز سے فارغ

ہو گئے تو گھر کے اندر ایک کوٹھڑی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: کیا تو اس گھر کو دیکھ رہا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں! کہا:
اس میں ہمارا ایک نوجوان تھا جس کی ابھی نئی شادی ہوئی تھی۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوہ خندق کی طرف نکلے
اور وہ نوجوان عین دوپہر کے وقت اپنے اہل وعیال کی طرف لوٹتا تھا۔ ایک دن اس نے آپ ﷺ سے اجازت
طلب کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے ہتھیار ساتھ لے لو۔ میں بنو قریظہ کے تجھ پر حملہ کرنے کا خدشہ رکھتا ہوں۔
اس آدمی نے اپنے ہتھیار لے لیا۔ واپس آیا تو دیکھا کہ اس کی بیوی دونوں کواڑوں کے درمیان کھڑی ہے۔ اس نے
غیرت کی وجہ سے اپنی بیوی کو نیزہ مارنے کا ارادہ کیا تو اس عورت نے کہا: نیزہ روک اور گھر میں داخل ہو اور دیکھو مجھے
کس چیز نے گھر سے نکالا ہے۔ وہ داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک بہت بڑا سانپ بستر پر لپٹا ہوا ہے۔ پس اس نوجوان
نے سانپ کو نیزہ مارنے کا ارادہ کیا اور سانپ کو نیزہ میں پرولیا۔ پھر باہر نکلا اور نیزہ کو احاطہ میں گاڑ دیا۔ پس وہ
سانپ نیزے پر تڑپنے لگا اور جوان کو ڈنگ مارا اور جوان مر گیا لیکن یہ معلوم نہیں کہ سانپ کی موت پہلے واقع ہوئی یا
جوان کی؟ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ ہم نے عرض کیا: اللہ
سے دعا کریں کہ وہ اسے زندہ کر دے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے ساتھی کے لیے مغفرت طلب کرو۔ پھر
فرمایا: مدینہ میں کچھ جن مسلمان ہو گئے ہیں۔ پس اگر تم ان میں سے کسی کو دیکھو تو اسے تین دن (کی مہلت) کا
اعلان کر دو۔ اگر اس کے بعد بھی وہ سانپ ہی دکھائی دے تو اسے مار ڈالو کیونکہ وہ شیطان ہے۔

تشریح:

''فاذنوہ'' یعنی اس کو یہ اعلان کر کے بتادو کہ تم تین دن کے اندر چلے جاؤ اس کے بعد ہم تم کو ماردیں گے اگر نہیں گیا تو ماردو یہ شیطان ہے اس کے ساتھ والی روایت میں ''فحرجوا'' کے الفاظ ہیں اس کا مادہ حرج سے ہے یعنی تم ان سے کہدو کہ اب تم تنگی اور گھیرے میں ہو اب نکلنے کی کوشش نہ کرو اگر پھر نکل آیا تو ہم تجھ پر حملہ کر کے قتل کردیں گے اب تیری مرضی ہے رہو یا جاؤ۔ ایک روایت میں آنحضرت نے فرمایا کہ جب گھر میں سانپ نظر آجائے تو ان سے یہ کہو ''انشدکم بالعهد الذی اخذ علیکم سلیمان بن داؤد لاتوذونا ولا تظهروا لنا'' تین دن تک یہ عمل کیا جائے اگر وہ مسلمان جن ہوگا تو چلا جائے گا اور اگر نہیں گیا تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ کافر جن ہے اب اس سانپ کو ماردو کیونکہ اب وہ شیطان بن چکا ہے کہ حقیقت میں ابلیس ہے یا حقیقت میں سانپ ہے یا کافر جن ہے ان سب کا مارنا جائز ہے۔ اس باب کی احادیث میں ایک لفظ ''اطاردها'' ہے یہ مار بھگانے کے معنی میں ہے ''الجنان'' شد کے ساتھ ہے جان کی جمع ہے پتلے چھوٹے سفید سانپ کو کہتے ہیں ''یطرحان'' گرانے کے معنی میں ہے ''منطویة'' سانپ لپٹا ہوا تھا ''وبیض جان'' سانپ کی چمک۔

٥٨٣٤۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: سَمِعْتُ أَسْمَاءَ بْنَ عُبَيْدٍ، يُحَدِّثُ، عَنْ رَجُلٍ يُقَالُ لَهُ السَّائِبُ وَهُوَ عِنْدَنَا أَبُو السَّائِبِ، قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، فَبَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ إِذْ سَمِعْنَا تَحْتَ سَرِيرِهِ حَرَكَةً، فَنَظَرْنَا فَإِذَا حَيَّةٌ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ عَنْ صَيْفِيٍّ، وَقَالَ فِيهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لِهَذِهِ الْبُيُوتِ عَوَامِرَ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِنْهَا فَحَرِّجُوا عَلَيْهَا ثَلَاثًا، فَإِنْ ذَهَبَ، وَإِلَّا فَاقْتُلُوهُ، فَإِنَّهُ كَافِرٌ وَقَالَ لَهُمْ: اذْهَبُوا فَادْفِنُوا صَاحِبَكُمْ

حضرت ابوسائب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ہم حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ہم نے چارپائی کے نیچے حرکت کی آواز سنی۔ جب ہم نے دیکھا تو وہ سانپ تھا۔ باقی حدیث حسب سابق بیان فرمائی۔ اس روایت میں اضافہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان گھروں میں کچھ گھریلو سانپ (جنات) رہتے ہیں۔ پس اگر تم ان میں سے کسی کو دیکھو تو تین دن تک اسے تنگ کرو۔ اگر وہ چلا جائے تو ٹھیک ورنہ اسے قتل کرڈالو کیونکہ وہ کافر ہے اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جاؤ اور اپنے ساتھی کو دفن کردو۔

٥٨٣٥۔ وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، حَدَّثَنِي صَيْفِيٌّ، عَنْ أَبِي السَّائِبِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ بِالْمَدِينَةِ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ قَدْ أَسْلَمُوا، فَمَنْ رَأَى شَيْئًا مِنْ هَذِهِ الْعَوَامِرِ فَلْيُؤْذِنْهُ ثَلَاثًا، فَإِنْ بَدَا لَهُ بَعْدُ فَلْيَقْتُلْهُ، فَإِنَّهُ شَيْطَانٌ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مدینہ میں جنات کا ایک گروہ مسلمان ہو چکا ہے۔ پس جو ان گھریلو سانپوں میں سے کسی کو دیکھے تو اسے تین دن کا اعلان کردے پس اگر وہ اس کے بعد بھی سامنے آئے تو اسے مار ڈالے کیونکہ وہ شیطان ہے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ قَتْلِ الْوَزَغِ

چھپکلی کا مارنا مستحب ہے

اس باب میں امام مسلم نے سات احادیث کو بیان کیا ہے

٥٨٣٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَمْرٌو النَّاقِدُ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، قَالَ

إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أُمِّ شَرِيكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهَا بِقَتْلِ الْأَوْزَاغِ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ أَمَرَ

حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں چھپکلیوں کے مارنے کا حکم دیا۔

تشریح:

''بقتل الاوزاغ'' یہ وزغ کی جمع ہے وزغان بھی جمع ہے وزغ چھپکلی کو کہتے ہیں منجد نے جو تصویر دی ہے وہ بھی چھپکلی کی ہے مصباح اللغات میں بھی اس کا ترجمہ چھپکلی لکھا ہے مظاہر حق نے اس کا ترجمہ گرگٹ سے کیا ہے جو محل تأمل ہے۔ چھپکلی بہت زہریلا حیوان ہے اگر کھانے میں گر جائے تو اس سے سب کھانے والے مر جائیں گے یہ شاذ و نادر کسی کو کاٹتا ہے لیکن کاٹتے ہی آدمی مر جاتا ہے میں نے ایک دفعہ دیکھا کہ اس نے ایک طوطے کو دربہ کے باہر سے ڈس لیا ادھر ڈسنا تھا اُدھر طوطے کا گر کر مر جانا تھا یہ طبعی طور پر شرارتی ہے اگرچہ خاموش لگتا ہے نمک میں پھونک مارتا ہے یا اس میں لوٹ پوٹ جاتا ہے تاکہ اس نمک کے استعمال سے انسان برص کا بیمار بن جائے اس نے اسی طبعی شرارت اور بدنیتی کے اظہار کے طور پر حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بھڑکائی ہوئی نمرود کی آگ میں پھونک ماردی تھی ورنہ اس کی پھونک سے کیا اثر پڑ سکتا تھا صرف عدوات کا اظہار کیا اس لیے اسلام میں اس کے مارنے پر یہ انعام ملتا ہے کہ اگر ایک وار میں مر گئی تو ایک صاع صدقے کا ثواب ملتا ہے اور اگر زیادہ وار میں مر گئی تو نصف صاع صدقے کا ثواب ملتا ہے یہ ایک وار میں اکثر نہیں مرتی ہے ہاں اس کے لیے غلیل یا ائیر گن بہترین اسلحہ ہے۔ فوراً مر جاتا ہے حضرت عائشہ گھر میں اس کے مارنے کے لیے دو ڈنڈے رکھتی تھیں ایک گھر کے صحن میں ایک اندر کمرے میں رکھتی تھیں انڈے کے خول رکھنے سے چھپکلی بھاگتی ہے۔ اس باب کی ساری احادیث میں چھپکلی کے مار ڈالنے کا حکم ہے ایک ضرب کے مارنے سے زیادہ ثواب ملتا ہے دو یا تین ضربوں سے اگر مر جائے تو ثواب کم ملتا ہے۔

۵۸۳۷۔ وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ، ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلَفٍ، حَدَّثَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ، أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّ شَرِيكٍ، أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا اسْتَأْمَرَتِ النَّبِيَّ ﷺ، فِي قَتْلِ الْوِزْغَانِ فَأَمَرَ بِقَتْلِهَا وَأُمُّ شَرِيكٍ إِحْدَى نِسَاءِ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ اتَّفَقَ لَفْظُ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي خَلَفٍ، وَعَبْدِ بْنِ حُمَيْدٍ، وَحَدِيثُ ابْنِ وَهْبٍ قَرِيبٌ مِنْهُ

ان اسناد سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا روایت ہی کی طرح مروی ہے کہ حضرت ام شریکؓ نے نبی کریم ﷺ سے چھپکلی کو مارنے کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے انہیں مارنے کا حکم دیا اور حضرت ام شریک بنو عامر بن لوئی کی عورتوں میں سے ایک ہے۔

۵۸۳۸۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَا: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِقَتْلِ الْوَزَغِ وَسَمَّاهُ فُوَيْسِقًا

حضرت عامر بن سعد رحمہ اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے چھپکلی کو مارنے کا حکم دیا اور اس کا نام فویسق یعنی کم فاسق رکھا۔

۵۸۳۹۔ وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، وَحَرْمَلَةُ، قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: لِلْوَزَغِ الْفُوَيْسِقُ زَادَ حَرْمَلَةُ: قَالَتْ: وَلَمْ أَسْمَعْهُ أَمَرَ بِقَتْلِهِ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چھپکلی کو فویسق کہا اور حرملہ نے یہ اضافہ کیا کہ سیدہ عائشہ نے کہا میں نے آپ ﷺ سے اسے مارنے کا حکم نہیں سنا۔

۵۸۴۰۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَتَلَ وَزَغَةً فِي أَوَّلِ ضَرْبَةٍ فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً، وَمَنْ قَتَلَهَا فِي الضَّرْبَةِ الثَّانِيَةِ فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً، لِدُونِ الْأُولَى، وَإِنْ قَتَلَهَا فِي الضَّرْبَةِ الثَّالِثَةِ فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً، لِدُونِ الثَّانِيَةِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے چھپکلی کو پہلی ضرب سے مار ڈالا تو اس کے لیے اتنی اتنی نیکیاں ہیں اور جس نے اسے دوسری ضرب سے مارا اس کے لیے اتنی نیکیاں ہیں مگر پہلی دفعہ مارنے والے سے کم اور اگر اس نے تیسری ضرب سے مارا تو اس کے لیے اتنی اتنی نیکیاں ہیں لیکن دوسری ضرب سے مارنے والے سے کم۔

۵۸۴۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، ح وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ زَكَرِيَّاءَ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ كُلُّهُمْ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ

خَالِدٍ، عَنْ سُهَيْلٍ إِلَّا جَرِيرًا وَحْدَهُ، فَإِنَّ فِي حَدِيثِهِ مَنْ قَتَلَ وَزَغًا فِي أَوَّلِ ضَرْبَةٍ كُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ، وَفِي الثَّانِيَةِ دُونَ ذَلِكَ، وَفِي الثَّالِثَةِ دُونَ ذَلِكَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے چھپکلی کو پہلی ضرب سے مارا اس کے لیے سونیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دوسری میں اس سے کم اور تیسری میں اس سے بھی کم۔

۵۸۴۲۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ زَكَرِيَّاءَ، عَنْ سُهَيْلٍ، حَدَّثَتْنِي أُخْتِي، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: فِي أَوَّلِ ضَرْبَةٍ سَبْعِينَ حَسَنَةً

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (چھپکلی کو) پہلی ضرب سے مارنے میں ستر نیکیاں ہیں۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ قَتْلِ النَّمْلِ

چیونٹیوں کے قتل کی ممانعت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

۵۸۴۳۔ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ نَمْلَةً قَرَصَتْ نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ، فَأَمَرَ بِقَرْيَةِ النَّمْلِ فَأُحْرِقَتْ، فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ: أَفِي أَنْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ أَهْلَكْتَ أُمَّةً مِنَ الْأُمَمِ تُسَبِّحُ؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک چیونٹی نے انبیاء (سابقین) میں سے کسی نبی کو کاٹ لیا۔ انہوں نے چیونٹیوں کے بل کے بارے میں حکم دیا تو اسے جلا دیا گیا۔ پس اللہ عز وجل نے ان کی طرف وحی کی کہ تجھے ایک چیونٹی نے کاٹا تھا اور تم نے گروہوں میں سے ایک ایسے گروہ کو ہلاک کروا دیا جو اللہ کی تسبیح کرتا تھا۔

تشریح:

''قرصت'' چیونٹی کے کاٹنے کو قرصت سے تعبیر کیا جاتا ہے دیگر حشرات الارض کے لیے لسعت کا لفظ بولا جاتا ہے۔

''نبیا''بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے بعض نے حضرت داؤد علیہ السلام کا نام لکھا ہے۔(مرقات)

ملا علی قاریؒ نے مرقات میں لکھا ہے کہ اس نبی نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ یا اللہ ایک قوم میں نیک اور بد ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں لیکن جب تیرا عذاب آتا ہے تو نیک اور بد سب لپیٹ میں آجاتے ہیں حالانکہ سب مجرم نہیں ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ایک مثال کے ذریعہ سے ان کو سمجھانا چاہا تو وہ نبی درخت کے نیچے سو گئے ایک چیونٹی نے اس کو کاٹا آپ نے سب کے بل جلا ڈالے اللہ تعالیٰ نے بطور عتاب پوچھا کہ تم نے سب کو جلا دیا حالانکہ تجھے ایک چیونٹی نے کاٹ لیا تھا اس میں اشارہ تھا کہ کبھی امتیاز مشکل ہوجاتا ہے تو سب کو مارنا پڑتا ہے اس نبی کے جلا ڈالنے پر عتاب نہیں ہوا بلکہ سب کے مار ڈالنے پر عتاب ہوا لیکن یہ ان کی شریعت تھی ہماری شریعت میں چیونٹی کھٹمل جوئیں وغیرہ کو جلانا جائز نہیں کسی اور طریقے سے مارنا چاہیے۔جس چیونٹی نے ایذا پہنچائی ہے بطور سزا اس کا مارنا جائز ہے مگر جلانا یا سب کا مارنا جائز نہیں ہے چیونٹیوں کے بھگانے کا ایک عمل مرقات میں لکھا ہے کہ آدمی کرسی پر بیٹھ جائے اور چیونٹی کو مخاطب کر کے اللہ کی حمد وثنا کے بعد یہ وظیفہ پڑھے''اِنِّيْ اُحَرِّجُ عَلَيْكُنَّ اِلَّا خَرَجْتُنَّ مِنْ دَارِيْ فَاِنِّيْ اَكْرَهُ اَنْ تُقْتَلْنَ فِيْ دَارِيْ''

فتاویٰ ہندیہ میں لکھا ہے''وقتل النملة تكلموا فيه والمختار انه اذا ابتدات بالاذى لاباس بقتلها وان لم تبدى يكره قتلها''

''فامر بجهازه ''یعنی اس نبی نے حکم دیا کہ میرے سامان کو یہاں سے ہٹا دو تا کہ وہ نہ جل جائے اور اس کے نیچے چیونٹیاں ماری جائیں شاید سامان کے اوپر نیچے اور ارد گرد چیونٹیاں تھیں۔

٥٨٤٤ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحِزَامِيَّ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: نَزَلَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ تَحْتَ شَجَرَةٍ، فَلَدَغَتْهُ نَمْلَةٌ، فَأَمَرَ بِجِهَازِهِ فَأُخْرِجَ مِنْ تَحْتِهَا، ثُمَّ أَمَرَ بِهَا، فَأُحْرِقَتْ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ، فَهَلَّا نَمْلَةً وَاحِدَةً

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی ایک درخت کے نیچے ٹھہرے۔ایک چیونٹی نے انہیں کاٹ لیا تو انہوں نے ان کا چھتہ نکالنے کا حکم دیا۔اسے درخت کے نیچے سے نکالا پھر انہیں جلا دینے کا حکم دیا۔اللہ عزوجل نے ان کی طرف وحی کی کہ تم نے ایک چیونٹی کو ہی کیوں نہ مارا (یعنی سب کو کیوں جلوا دیا)

٥٨٤٥ ـ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هَذَا مَا

حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا، وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَزَلَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ تَحْتَ شَجَرَةٍ، فَلَدَغَتْهُ نَمْلَةٌ، فَأَمَرَ بِجِهَازِهِ فَأُخْرِجَ مِنْ تَحْتِهَا، وَأَمَرَ بِهَا فَأُحْرِقَتْ فِي النَّارِ، قَالَ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ: فَهَلَّا نَمْلَةً وَاحِدَةً

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ سے مروی روایات میں سے ایک یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نبیوں میں سے ایک نبی ایک درخت کے نیچے ٹھہرے تو انہیں چیونٹی نے کاٹ لیا تو انہوں نے اس کے چھتہ کا حکم دیا جسے درخت کے نیچے سے نکالا گیا۔ انہوں نے اسے جلا دینے کا حکم دیا تو انہیں آگ میں جلا دیا گیا۔ پس اللہ نے ان کی طرف وحی کی کہ تم نے ایک ہی چیونٹی کو کیوں نہ جلایا۔

بَابُ تَحْرِيمِ قَتْلِ الْهِرَّةِ

بے گناہ بلی کو قتل کرنا حرام ہے

اس باب میں امام مسلم نے سات احادیث کو بیان کیا ہے

٥٨٤٦ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ الضُّبَعِيُّ، حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: عُذِّبَتِ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ سَجَنَتْهَا حَتَّى مَاتَتْ فَدَخَلَتْ فِيهَا النَّارَ، لَا هِيَ أَطْعَمَتْهَا وَسَقَتْهَا، إِذْ حَبَسَتْهَا، وَلَا هِيَ تَرَكَتْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک عورت کو بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا جسے اس نے باندھ رکھا تھا یہاں تک کہ وہ مر گئی اور وہ اسی وجہ سے جہنم میں داخل ہو گئی اور یہ نہ اسے کھلاتی تھی، نہ پلاتی تھی، اسے باندھے رکھا اور اسے نہ چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے ہی کھا لیتی۔

تشریح:

''امرأة'' علامہ نووی فرماتے ہیں کہ یہ عورت مسلمان تھی اس کبیرہ گناہ کی وجہ سے دوزخ میں چلی گئی مگر ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہے گی لیکن قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ شاید یہ عورت کافرہ تھی کفر کی وجہ سے دوزخ میں چلی گئی اور بلی کے ناجائز مارنے سے عذاب میں اضافہ ہو گیا۔ ''فی ھرۃ'' لفظ فی سببیت کے لیے ہے یعنی بلی کی وجہ سے اس کو سزا دی گئی۔ ''خشاش الارض'' خ پر تینوں حرکات جائز ہیں حشرات الارض سے زمین کے کیڑے مکوڑے مراد ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص نے جو جانور پالا

تو اس کی دیکھ بھال لازم ہے۔

۵۸۴۷۔ وحَدَّثَنِي نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَعَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ مَعْنَاهُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے یہی مذکورہ بالا حدیث روایت کی ہے۔

۵۸۴۸۔ وَحَدَّثَنَاهُ هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ مَعْنِ بْنِ عِيسَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ

اس سند سے بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی نبی کریم ﷺ سے یہی مذکورہ بالا حدیث مبارکہ کی طرح مروی ہے۔

۵۸۴۹۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: عُذِّبَتِ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ، لَمْ تُطْعِمْهَا، وَلَمْ تَسْقِهَا، وَلَمْ تَتْرُكْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک عورت کو بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا۔ اس نے اس کو کھلایا نہ پلایا اور نہ اسے چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے ہی کھا لیتی۔

۵۸۵۰۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَفِي حَدِيثِهِمَا رَبَطَتْهَا وَفِي حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ حَشَرَاتِ الْأَرْضِ

ان دونوں اسناد سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا حدیث ابی معاویہ کی طرح مروی ہے۔

۵۸۵۱۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ: عَبْدٌ أَخْبَرَنَا، وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، قَالَ: قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَحَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اسی مذکورہ بالا معنی کی حدیث روایت کی ہے۔

۵۸۵۲۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ

اس سند سے بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی نبی کریم ﷺ سے سابقہ روایات کی طرح روایت منقول ہے۔

باب الرحمة بالحیوان وقصة الکلب العطشان

حیوان پر ترس کھانا اور پیاسے کتے کا قصہ

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

۵۸۵۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، فِيمَا قُرِءَ عَلَيْهِ عَنْ سُمَيٍّ، مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ، فَوَجَدَ بِئْرًا، فَنَزَلَ فِيهَا فَشَرِبَ، ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ، فَقَالَ الرَّجُلُ لَقَدْ بَلَغَ هَذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِي كَانَ بَلَغَ مِنِّي، فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهُ مَاءً، ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيهِ حَتَّى رَقِيَ فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَإِنَّ لَنَا فِي هَذِهِ الْبَهَائِمِ لَأَجْرًا؟ فَقَالَ: فِي كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک آدمی ایک راستہ میں چل رہا تھا۔ اسے سخت پیاس لگی۔ اس نے ایک کنواں پایا، اس میں اتر کر پانی پیا پھر (کنوئیں سے) باہر نکل آیا۔ اس نے ایک کتے کو ہانپتے ہوئے دیکھا جو پیاس کی وجہ سے کیچڑ کھا رہا تھا۔ اس آدمی نے سوچا: اس کتے کو بھی پیاس کی اتنی ہی شدت ہے جتنی مجھ کو پہنچی تھی۔ وہ کنوئیں میں اترا اور اپنا موزہ پانی سے بھر کر اپنے منہ سے پکڑ کر باہر نکل آیا اور اس کتے کو (پانی) پلایا۔ اللہ نے اس کی یہ نیکی قبول کی اور اسے معاف کر دیا۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ان جانوروں میں بھی ہمارے لیے اجر وثواب ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر تر جگر والے (جانور) میں ثواب ہے۔

تشریح:

''یلھث'' کتے کی زبان لٹک رہا تھا اور وہ ہانپ رہا تھا ''الثری'' یعنی تر مٹی کو چاٹ رہا تھا تاکہ پیاس ختم ہو جائے ''بفیه'' یعنی پانی سے بھرا ہوا موزہ منہ میں دبا کر پکڑ لیا ''فشکر اللہ'' یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کی قدر کی اور اس کو بخش دیا۔

''کبد رطبة'' ہر حیوان میں جگر ہوتا ہے جب جگر تر ہوتا ہے تو جانور زندہ رہتا ہے ورنہ مر جاتا ہے ''ادلع لسانه'' زبان لٹکنے کو کہتے ہیں ''برکیة'' ویران کنوئیں کو کہتے ہیں ''یطیف'' گھوم کر چکر لگانے کو کہتے ہیں یہ اس باب کے مختلف الفاظ کی تشریح ہے ''امراۃ بغیا'' یعنی ایک گناہ گار زناکار کنجری عورت تھی ''بموقھا'' موق موزہ کو کہتے ہیں پہلا قصہ کسی مرد کا ہے وہاں خف کا لفظ ہے یہ قصہ کسی عورت کا ہے موق بھی خف کو کہتے ہیں۔

٥٨٥٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ امْرَأَةً بَغِيًّا رَأَتْ كَلْبًا فِي يَوْمٍ حَارٍّ يُطِيفُ بِبِئْرٍ، قَدْ أَدْلَعَ لِسَانَهُ مِنَ الْعَطَشِ، فَنَزَعَتْ لَهُ بِمُوقِهَا فَغُفِرَ لَهَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے کہ ایک فاحشہ عورت نے گرمی کے دن میں ایک کتے کو کنوئیں کے اردگرد پیاس کی وجہ سے اپنی زبان نکالے چکر لگاتے دیکھا تو اس نے اپنے موزے میں اس کتے کے لیے پانی کھینچا۔ پس اس عورت کی مغفرت (اسی پانی پلانے کی وجہ سے) کردی گئی۔

٥٨٥٥ ـ وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَيْنَمَا كَلْبٌ يُطِيفُ بِرَكِيَّةٍ قَدْ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ، إِذْ رَأَتْهُ بَغِيٌّ مِنْ بَغَايَا بَنِي إِسْرَائِيلَ فَنَزَعَتْ مُوقَهَا، فَاسْتَقَتْ لَهُ بِهِ، فَسَقَتْهُ إِيَّاهُ، فَغُفِرَ لَهَا بِهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک کتا کنوئیں کے گرد چکر لگا رہا تھا اور قریب تھا کہ پیاس اسے ہلاک کردے۔ اچانک اسے بنی اسرائیل کی فاحشہ عورتوں میں سے ایک فاحشہ نے دیکھا تو اس نے اپنے موزے میں پانی کھینچا اسے پلانے کے لیے پھر اسے پلایا تو اس کی اسی (پانی پلانے کی) وجہ سے مغفرت کردی گئی۔

کتاب الْأَلْفَاظِ مِنَ الْأَدَبِ وَغَيْرِهَا

ادب اور بے ادبی کے الفاظ کا بیان

علامہ نووی نے یہاں کتاب کا اس طرح عنوان قائم کیا ہے جس کا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ ادب اور بے ادبی کے کلمات کا بیان، چنانچہ اس کتاب کے ضمن میں تمام ابواب کا مضمون اسی طرح ہے خواہ وہ کلمات اشعار سے متعلق ہوں یا عام کلمات ہوں بعض شارحین نے یہاں دوسرا عنوان باندھا ہے جو زیادہ واضح ہے یعنی **کتاب مایحذر من الکلمات والاشعار ونحوھا وما یحمد**" یعنی اچھے اور برے کلمات اور اشعار کا بیان، بہر حال علامہ نووی نے یہ ایک ضمنی کتاب یہاں قائم کیا ہے اصل کتاب الادب بعد میں رکھی گئی ہے جو آنے والی ہے یہاں اس کتاب کے عنوان رکھنے کی چنداں ضرورت نہیں تھی۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ سَبِّ الدَّهْرِ

زمانے کو گالی دینا منع ہے

اس باب میں امام مسلم نے پانچ احادیث کو بیان کیا ہے

۵۸۵۶۔ وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ، وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: يَسُبُّ ابْنُ آدَمَ الدَّهْرَ، وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِيَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتے ہیں: ابن آدم زمانے کو گالی دیتا ہے حالانکہ میں زمانہ ہوں، دن اور رات میرے قبضہ میں ہیں۔

۵۸۵۷۔ وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي عُمَرَ، قَالَ إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: يُؤْذِينِي ابْنُ آدَمَ، يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ، أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل فرماتے ہیں ابن آدم زمانہ کو گالی دیکر مجھے ایذاء دیتا ہے حالانکہ میں زمانہ ہوں، میں دن اور رات کو گردش دیتا ہوں۔

تشریح:

''یوذینی ابن ادم'' قولاً وفعلاً کسی ناپسندیدہ مکروہ امر کو کسی شخص تک پہنچانے کا نام ایذا ہے خواہ اس غیر میں اثر کرے یا نہ کرے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ایذا دینے سے مراد ایسا کام کرنا ہے جس سے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ناراض ہو جائیں۔ دوسرا مطلب یہ کہ چونکہ اللہ تعالیٰ انسانی افعال وغیرہ اشیاء کے تاثر اور انفعال سے پاک ہے لہذا یہاں ایذا کا معاملہ مراد ہے کہ ایذا رسانی کا معاملہ کرتا ہے کیونکہ حقیقی ایذا کوئی اللہ تعالیٰ کو نہیں پہنچا سکتا ہے۔

''یسب الدھر'' یعنی نزول مصائب کے وقت زمانہ کو برا کہتا ہے کیونکہ اس کا خیال ہے کہ سب کچھ زمانہ کر رہا ہے یعنی زمانہ دیتا ہے، منع کرتا ہے، نافع ہے اور ضار ہے جیسے اہل جاہلیت کا یہ عقیدہ تھا اور وہ بطور گالی کہتے تھے ''یا خیبة له، یا بوسا للدهر فعل كذا وكذا تباله وحسرة عليه'' ''وانا الدھر'' یعنی زمانہ کو مؤثر سمجھ کر گالی دیتے ہیں اور حقیقت میں متصرف میں ہوں تو گالی میری طرف لوٹے گی کیونکہ زمانہ میں جو انقلاب آتا ہے اس کا فاعل میں ہوں تو بالواسطہ یہ گالی مجھ کو دی گئی۔ امام راغبؒ نے فرمایا کہ دھر کی طرف خیر وشر خوشی اور غم کی جو نسبت کی جاتی ہے اللہ فرماتے ہیں کہ اس خیر وشر کا فاعل میں ہوں، پس جس کو تم فاعل خیال کرتے ہو جب اس کو گالی دیتے ہو تو گویا تم مجھے گالی دیتے ہو۔ قاضی عیاض مالکی فرماتے ہیں کہ یہاں مضاف محذوف ہے یعنی ''انا مقلب الدھر والمتصرف فيه'' شیخ عبدالحق اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں کہ عبارت اس طرح ہے انا الدھر ای مقلبه۔ امام غزالیؒ نے ایک اور مسئلہ کے ضمن میں لکھا ہے کہ انسان جب کسی کو عصاء سے یا کسی اور چیز سے مارتا ہے تو اصل میں لاٹھی یا آدمی مارنے والا نہیں بلکہ آدمی اور لاٹھی کے علاوہ ایک غیر مرئی طاقت ہے سارا کام اسی کا ہے یعنی حقیقت میں ضرب کا اثر اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کے تصرف میں ہے تو گالی اس کی طرف جاتی ہے۔

۵۸۵۸۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: يُؤْذِينِي ابْنُ آدَمَ يَقُولُ: يَا خَيْبَةَ الدَّهْرِ فَلَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: يَا خَيْبَةَ الدَّهْرِ فَإِنِّي أَنَا الدَّهْرُ، أُقَلِّبُ لَيْلَهُ وَنَهَارَهُ، فَإِذَا شِئْتُ قَبَضْتُهُمَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل فرماتے ہیں ابن آدم مجھے تکلیف دیتا ہے وہ کہتا ہے: ہائے زمانے کی ناکامی۔ پس تم میں سے کوئی یہ نہ کہے: ہائے زمانے کی ناکامی کیوں کہ میں ہی زمانہ ہوں۔ میں اس کی رات اور دن کو بدلتا ہوں اور جب چاہوں گا ان دونوں کو بند کر دوں گا۔

۵۸۵۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ

رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ يَا خَيْبَةَ الدَّهْرِ، فَإِنَّ اللهَ هُوَ الدَّهْرُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی "ہائے زمانے کی خرابی" نہ کہے کیونکہ اللہ ہی زمانہ (کا خالق) ہے۔

۵۸۶۰۔ وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ هِشَامٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ، فَإِنَّ اللهَ هُوَ الدَّهْرُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: زمانہ کو برا بھلا نہ کہو کیونکہ اللہ ہی (خالق) زمانہ ہے۔

بَابُ كَرَاهَةِ تَسْمِيَةِ الْعِنَبِ كَرْمًا

انگور کو کرم کہنا مکروہ ہے

اس باب میں امام مسلم نے سات احادیث کو بیان کیا ہے

۵۸۶۱۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَسُبُّ أَحَدُكُمُ الدَّهْرَ، فَإِنَّ اللهَ هُوَ الدَّهْرُ وَلَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ لِلْعِنَبِ الْكَرْمَ، فَإِنَّ الْكَرْمَ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں کوئی زمانہ کو گالی نہ دے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی خالق زمانہ ہے اور نہ تم میں سے کوئی انگور کو کرم کہے کیونکہ کرم تو مسلمان آدمی ہے۔

۵۸۶۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَقُولُوا كَرْمٌ فَإِنَّ الْكَرْمَ، قَلْبُ الْمُؤْمِنِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ (انگور کو) کرم نہ کہو کیونکہ کرم تو مؤمن کا دل ہے۔

تشریح:

"الکرم" یعنی انگور کے درخت کو کرم بسکون الراء نہ کہو بلکہ اس کو عنب کہو یا الحبلۃ بفتح الحاء والباء کہو علامہ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

کہ علماء فرماتے ہیں کہ عنب کو الکرم کہنے کی کراہت کا سبب یہ ہے کہ عرب کے لوگ الکرم کا اطلاق انگور پر بھی کرتے تھے اور انگور کے درخت پر بھی کرتے تھے اور انگور سے کشیدہ شدہ خمر اور شراب پر بھی اس کا اطلاق کرتے تھے گویا الکرم سے شراب خور کرام لوگوں کی طرف ذہن جاتا تھا جو شراب پی کر سخاوت کرتے تھے جیسے ایک شاعر نے کہا

إِنَّا مُحَيُّوكِ يَا سَلْمٰى فَحَيِّيْنَا وَإِنْ سَقَيْتِ كِرَامَ النَّاسِ فَاسْقِيْنَا

اس شعر میں شاعر نے کرام الناس بول کر شراب کے مستحق لوگوں کی طرف اشارہ کیا ہے ایک اور شاعر نے صاف کہا

والخمر مشتقة المعنى من الكرم

اس حدیث میں انگور کے درخت پر الکرم کے اطلاق کو اسی وجہ سے منع کر دیا گیا ہے کہ شراب کی حرمت کے بعد کہیں لوگوں کا خیال دوبارہ شراب کی طرف نہ جائے گویا آنحضرت نے فرمایا کہ الکرم را کے سکون کے ساتھ تو کریم اور کَـــرَم سے مشتق ہے اور یہ اطلاق تو مؤمن اور مؤمن کے دل پر ہونا چاہیے جس میں ایمان موجود ہے نور موجود ہے ہدایت موجود ہے انگور کا درخت اس لفظ کا مستحق نہیں ہے اس لیے یہ اطلاق مکروہ ہے۔

۵۸۶۳۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ هِشَامٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تُسَمُّوا الْعِنَبَ الْكَرْمَ، فَإِنَّ الْكَرْمَ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انگور کا نام کرم نہ رکھو کیونکہ کرم درحقیقت مسلمان آدمی ہے۔

۵۸۶۴۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمُ الْكَرْمُ، فَإِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں کوئی (انگور کو) کرم نہ کہے۔ کرم تو صرف مؤمن کا دل ہے۔

۵۸۶۵۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا، وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ، لِلْعِنَبِ الْكَرْمَ، إِنَّمَا الْكَرْمُ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ سے مروی روایات میں سے ایک روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی انگور کو کرم نہ کہے کرم تو صرف مسلمان آدمی ہی ہے۔

٥٨٦٦ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، أَخْبَرَنَا عِيسَى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا تَقُولُوا: الْكَرْمُ، وَلَكِنْ قُولُوا الْحَبْلَةُ يَعْنِي الْعِنَبَ

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (انگور کو) کرم نہ کہو بلکہ حبلہ یعنی عنب (انگور) کہو۔

٥٨٦٧ـ وحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سِمَاكٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلْقَمَةَ بْنَ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَا تَقُولُوا الْكَرْمُ وَلَكِنْ قُولُوا الْعِنَبُ وَالْحَبْلَةُ

حضرت وائل بن حجرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (انگور کو) کرم نہ کہو بلکہ عنب اور حبلہ کہو۔

بَابُ حُكْمِ إِطْلَاقِ لَفْظَةِ الْعَبْدِ، وَالْأَمَةِ، وَالْمَوْلَى، وَالرَّبِّ

لفظ عبد وامہ و مولیٰ اور رب کے اطلاق کا حکم

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

٥٨٦٨ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، وَقُتَيْبَةُ، وَابْنُ حُجْرٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ عَبْدِي وَأَمَتِي كُلُّكُمْ عَبِيدُ اللهِ، وَكُلُّ نِسَائِكُمْ إِمَاءُ اللهِ، وَلَكِنْ لِيَقُلْ غُلَامِي وَجَارِيَتِي وَفَتَايَ وَفَتَاتِي

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی میرا بندہ، میری بندی نہ کہے۔ تم سب اللہ تعالیٰ کے بندے ہو اور تمہاری سب عورتیں اللہ کی باندیاں ہیں۔ لیکن چاہیے کہ وہ کہے: میرا غلام، میری لونڈی، میرا جوان اور میری جوان۔ (یعنی ایسا لفظ استعمال کرے جس میں غیر اللہ کی عبادت کی بو نہ آتی ہو)

تشریح:

''عبدی و امتی'' یعنی تم میں سے کوئی شخص اپنے غلام کو عبدی یعنی میرا بندہ مت کہو اور نہ اپنی لونڈی کو امتی یعنی میری بندی کہو یہ سب لوگ اللہ تعالیٰ کے بندے اور بندیاں ہیں بلکہ ''فتای اور فتاتی'' کا لفظ بولا کرو اس باب میں دو چیزوں کی ممانعت کا ذکر ہے

ایک چیز تو یہی ہے کہ اپنے غلام اور لونڈی کو عبدی اور امتی نہ کہا کرو کیونکہ یہ عبودیت حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے لیے ہے وہی معبود ہے ساری مخلوق اس کے عبید ہیں اس لیے یہ لفظ کسی غیر کے لیے استعمال کرنا مکروہ ہے علماء نے اس کو مکروہ تنزیہی لکھا ہے ادب اور تعظیم کا بھی یہی تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لیے یہ الفاظ استعمال نہ کیا جائے لیکن استعمال کرنا حرام نہیں ہے کیونکہ امام بخاری نے اس کے جواز پر اس آیت سے استدلال کیا ہے "والصالحین من عبادکم وامائکم "۔ اس میں نسبت کا ذکر ہے۔ اس باب کی احادیث میں دوسری چیز یہ بیان کی گئی ہے کہ اپنے مولیٰ کو رب نہ کہو کیونکہ اس سے رب الارباب کی طرف ذہن جا سکتا ہے جو بے ادبی ہے یہ بھی مکروہ ہے حرام نہیں ہے کیونکہ قرآن میں ہے ﴿انہ ربی احسن مثوای﴾ کے الفاظ آئے ہیں۔

۵۸۶۹۔ وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: عَبْدِي، فَكُلُّكُمْ عَبِيدُ اللَّهِ، وَلَكِنْ لِيَقُلْ: فَتَايَ، وَلَا يَقُلِ الْعَبْدُ: رَبِّي، وَلَكِنْ لِيَقُلْ: سَيِّدِي

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی میرا بندہ نہ کہے۔ پس تم سب اللہ کے بندے ہو اور بلکہ چاہیے کہ میرا نوجوان کہے اور نہ کوئی غلام میرا رب کہے بلکہ چاہیے کہ میرا سردار کہے۔

تشریح:

"ولا یقل العبد ربی "یعنی غلام اپنے آقا کو رب نہ کہے اس باب کی احادیث میں یہ دوسری چیز بیان کی گئی ہے جس کے اطلاق کی ممانعت آئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ربوبیت کا رتبہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے لیے ہے کیونکہ وہی سب کا رب اور مالک وخالق ہے۔ اب یہاں سوال ہے کہ ایک حدیث میں آنحضرت نے "وان تلد الامة ربھا " کے جملہ میں رب کا اطلاق غیر اللہ پر کیا ہے اس کا کیا جواب ہے۔ تو اس کا ایک جواب یہ ہے کہ یہ بیان جواز کے لیے ہے لہٰذا یہ اطلاق مکروہ تنزیہی ہے حرام نہیں ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ لفظ اضافت کے ساتھ غیر اللہ پر بولا جاتا ہے اضافت کے بغیر جائز نہیں ہے باقی جو الفاظ مولیٰ یا سید کے آئے ہیں تو اس کی ممانعت نہیں ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ ساتھ والی حدیث میں مذکور ہے کہ "ولا یقل العبد لسیدہ مولائی "اس سے تو ممانعت معلوم ہوتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ مسلم کی روایت میں یہ جملہ صحیح نہیں ہے یہ ایک روایت میں ہے اور راجح یہی ہے

کہ یہ جملہ نہیں ہے۔ قال القاضی فقد اختلف الرواۃ عن الاعمش فی ذکر ھذہ اللفظۃ فلم یذکرھا آخرون وحذفھا اصح ''جب مولیٰ کا اطلاق جائز ہو گیا تو مولانا کا اطلاق بھی صحیح ہے کچھ خشک قسم کے لوگ اس کو رد کرتے ہیں حالانکہ اس حدیث کا یہ جملہ اعمش سے صحیح ثابت نہیں ہے نیز ساتھ والی روایت میں ہے ''ولیقل سیدی مولائی '' یہ روایت اس سے بھی معارض ہے کہ قرآن عظیم کی آیت ﴿وھو کل علی مولاہ﴾ میں بھی یہ لفظ استعمال ہوا ہے مولیٰ کے تو کئی معانی ہیں لہذا گنجائش ہے بہر حال اس باب کے جن الفاظ کی ممانعت کا ذکر ہے اس میں یا تو التباس کا خطرہ ہے جو خطرناک ہے یا بے ادبی کا خطرہ ہے۔

۵۸۷۰۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَفِي حَدِيثِهِمَا وَلَا يَقُلِ الْعَبْدُ لِسَيِّدِهِ مَوْلَايَ وَزَادَ فِي حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ فَإِنَّ مَوْلَاكُمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ

ان اسناد سے بھی یہ حدیث مذکورہ بالا روایت ہی کی طرح مروی ہے۔ ان کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ غلام اپنے سردار کو میرا مولا نہ کہے اور حضرت ابو معاویہ کی روایت کردہ حدیث میں یہ اضافہ ہے کہ تمہارا سب کا مولیٰ اللہ عزوجل ہے۔

۵۸۷۱۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَقُلْ أَحَدُكُمُ اسْقِ رَبَّكَ، أَطْعِمْ رَبَّكَ، وَضِّئْ رَبَّكَ، وَلَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ رَبِّي، وَلْيَقُلْ سَيِّدِي مَوْلَايَ، وَلَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ عَبْدِي أَمَتِي، وَلْيَقُلْ فَتَايَ فَتَاتِي غُلَامِي

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایات میں سے ایک یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی کسی کو یہ نہ کہے کہ اپنے رب کو پلا۔ اپنے رب کو کھلا اور اپنے رب کو وضو کرا اور نہ تم میں سے کوئی میرا رب کہے (سردار کو) بلکہ چاہیے کہ میرا سردار اور میرا مولیٰ کہے اور نہ تم میں سے کوئی میرا بندہ اور میری باندی کہے بلکہ چاہیے کہ وہ میرا جوان اور میری جوان اور میرا غلام کے الفاظ استعمال کرے۔

بَابُ كَرَاهَةِ قَوْلِ الْإِنْسَانِ خَبُثَتْ نَفْسِي

انسان کو یہ کہنا مکروہ ہے کہ میرا نفس خبیث ہو گیا

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

۵۸۷۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، كِلَاهُمَا عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِي، وَلَكِنْ لِيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِي هَذَا حَدِيثُ أَبِي كُرَيْبٍ وَقَالَ: أَبُو بَكْرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَذْكُرْ لَكِنْ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں کوئی یہ نہ کہے میرا نفس خبیث ہو گیا ہے بلکہ چاہیے کہ وہ کہے میرا نفس سست ہو گیا ہے۔ دوسری سند میں لکن کا لفظ مذکور نہیں۔

۵۸۷۳۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ

اس سند سے بھی یہ مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

۵۸۷۴۔ وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، وَحَرْمَلَةُ، قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِي، وَلْيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِي

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں کوئی یہ نہ کہے کہ میرا نفس خبیث ہو گیا ہے بلکہ چاہیے کہ وہ کہے: میرا نفس کاہل (سست) ہو گیا ہے۔

تشریح:

"لقست نفسی" لقست متلی کی کیفیت کو کہتے ہیں یہ بھی طبیعت کی خرابی ہے اور خبثت نفسی بھی طبیعت کی خرابی کو کہتے ہیں لیکن خبثت میں کچھ معانی زیادہ ہیں امام راغب فرماتے ہیں کہ الخبث يطلق على الباطل فى الاعتقاد والكذب فى المقال والقبح فى الفعال والخبث واللقس وان كانا سواء فى المعنى من حيث الاستعمال لكن لفظ الخبيث قبيح ويجمع امورا زائدة على المراد كما انه يستعمل للسب ايضا

بہر حال آنحضرت نے ممکن حد تک الفاظ کی سلیقہ دانی کی تعلیم دی ہے تاکہ انسان اپنے کلام اور زبان میں بھی وقار کا دامن ہاتھ سے جانے نہ دے۔

بَابُ اسْتِعْمَالِ الْمِسْکِ وَکَرَاهَةِ رَدِّ الرَّیْحَانِ

مشک کا استعمال کرنا اچھا ہے اور گل ریحان کا رد کرنا مکروہ ہے

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

۵۸۷۰۔ **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ شُعْبَةَ، حَدَّثَنِي خُلَيْدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: كَانَتِ امْرَأَةٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، قَصِيرَةٌ تَمْشِي مَعَ امْرَأَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ، فَاتَّخَذَتْ رِجْلَيْنِ مِنْ خَشَبٍ، وَخَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ مُغْلَقٌ مُطْبَقٌ، ثُمَّ حَشَتْهُ مِسْكًا، وَهُوَ أَطْيَبُ الطِّيبِ، فَمَرَّتْ بَيْنَ الْمَرْأَتَيْنِ، فَلَمْ يَعْرِفُوهَا، فَقَالَتْ بِيَدِهَا هَكَذَا وَنَفَضَ شُعْبَةُ يَدَهُ

صحابی رسول حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بنی اسرائیل میں ایک عورت چھوٹے قد والی تھی۔ دو لمبے قد والی عورتوں کے ساتھ چلی تھی۔ اس نے اپنے دونوں پاؤں لکڑی کے بنوائے ہوئے تھے اور ایک انگوٹھی سونے کی بنوائی جو بند ہوتی تھی۔ پھر اس میں مشک کی خوشبو بھری ہوئی تھی جو سب سے عمدہ خوشبو ہے۔ وہ ایک روز ان دونوں عورتوں کے درمیان سے ہو کر گزری تو لوگ اسے پہچان نہ سکے۔ اس نے اپنے ہاتھ کے اشارہ سے بتایا اور حضرت شعبہ نے اپنے ہاتھ کے ساتھ اشارہ کر کے بتایا۔

تشریح:

''من خشب ''یعنی لکڑی کی ٹانگیں بنا کر اپنی ٹانگوں کے ساتھ پیوست کر لیا تو قد لمبا ہو گیا یہ حیلہ اس لیے کیا تاکہ اپنی سہیلیوں کے قد کے ساتھ برابر نظر آئے۔ ''مغلق مطبق ''یعنی سونے کی انگوٹھی بنوائی جو اوپر سے بند تھی اور اندر سے کھوکھلی تھی یہ دونوں لفظ مرفوع ہیں مبتدأ محذوف کی خبر ہے یا مجرور ہیں ذھب کی صفت ہے۔ یعنی اس انگوٹھی میں مشک بھر دیا تاکہ مسلسل خوشبو چلتی رہے۔ ''فقالت بیدھا ''یعنی ہاتھ اٹھا کر بطور فخر اشارہ کیا کہ میں کتنی بلند ہو گئی ہوں اور مجھے کسی نے بونے کی حیثیت سے نہیں پہچانا اسی مقصد کے لیے اس عورت نے یہ حیلہ کیا تھا'' ونفض شعبة ''یعنی شعبہ راوی نے اس عورت کی نقل اتارنے کے لیے ہاتھ اوپر کی طرف جھاڑ کر اٹھا لیا۔

۵۸۷۶۔ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ خُلَيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ، وَالْمُسْتَمِرِّ، قَالَا: سَمِعْنَا أَبَا نَضْرَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ امْرَأَةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، حَشَتْ خَاتَمَهَا مِسْكًا، وَالْمِسْكُ أَطْيَبُ الطِّيبِ

صحابی رسول حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کی ایک عورت کا تذکرہ فرمایا جس نے اپنی انگوٹھی کو مشک سے بھرا ہوا تھا اور مشک سب سے عمدہ خوشبو ہے۔

۵۸۷۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، كِلَاهُمَا عَنِ الْمُقْرِئِ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُقْرِئُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي أَيُّوبَ، حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ عُرِضَ عَلَيْهِ رَيْحَانٌ فَلَا يَرُدُّهُ، فَإِنَّهُ خَفِيفُ الْمَحْمِلِ طَيِّبُ الرِّيحِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جس کو ریحان پیش کیا گیا تو وہ واپس نہ کرے کیونکہ وہ کم وزن اور عمدہ خوشبو کا حامل ہوتا ہے۔

تشریح:

''الریحان''، یعنی جس کو کسی نے گل ریحان پیش کر کے دیدیا تو وہ اس کو واپس کر کے رد نہ کرے کیونکہ اس کا اٹھانا مشکل نہیں ہے اور اس میں اچھی خوشبو ہے ''ریحان'' کا لفظ عام ہے تمام نباتات کے پھولوں پر بولا جاتا ہے اور خاص کر گل ریحان کو بھی کہہ سکتے ہیں گل ریحان کو اردو میں تخم ملنگ کہتے ہیں اس میں کالے کالے دانے ہوتے ہیں جو اسپغول کے دانوں کی طرح ہوتے ہیں اس کا شربت بنایا جاتا ہے پشتو میں اس کو کشمالی کہتے ہیں، عام احادیث میں اس کی جگہ ''الطیب'' کا لفظ آیا ہے کہ خوشبو کو رد نہ کرو وہ زیادہ واضح ہے الریحان کا لفظ عام ہے الطیب خاص ہے۔

۵۸۷۸۔ حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ، وَأَبُو طَاهِرٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى، قَالَ أَحْمَدُ: حَدَّثَنَا، وقَالَ الْآخَرَانِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا اسْتَجْمَرَ اسْتَجْمَرَ بِالْأَلُوَّةِ، غَيْرَ مُطَرَّاةٍ وَبِكَافُورٍ، يَطْرَحُهُ مَعَ الْأَلُوَّةِ ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا كَانَ يَسْتَجْمِرُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جب دھونی لیتے تو عود کی دھونی لیتے جس میں اور کسی چیز کو نہ ملاتے اور کبھی عود میں کافور ملا لیتے تھے۔ پھر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح دھونی لیتے تھے۔

تشریح:

''استجمر'' انگیٹھی میں عود ڈال کر دھونی لینے کو استجمار کہتے ہیں ''بالوۃ'' ''اگر'' کو کہتے ہیں جس کو اگر بتی بھی کہتے ہیں عود بھی اس کا معنی ہے جو آسان مفہوم ہے شیخ اصمعی کہتے ہیں کہ شاید یہ لفظ فارسی زبان کا ہے جو عربوں نے استعمال کیا ہے۔

''غیر مطراۃ'' ای غیر مخلوط بطیب آخر یعنی خالص عود ہوتی تھی کوئی دیگر خوشبو ملی ہوئی نہیں ہوتی تھی۔

''وبکافور'' یعنی کبھی کافور کے ساتھ مخلوط کر کے استعمال فرماتے تھے ''یطرحہ'' ڈالنے اور ملانے کو کہتے ہیں۔

كتاب الشِّعْرِ

اشعار کا بیان

امام مسلم نے صحیح مسلم میں اشعار سے متعلق نہایت مختصر احادیث کا ذکر کیا ہے اصولی طور پر تین احادیث کا ذکر ہے باقی تکرار ہے میں نے توضیحات شرح مشکوۃ میں تمام احادیث پر بھرپور کلام کیا ہے جو کئی صفحات پر مشتمل ہے میں اس کو یہاں نہیں لکھ سکتا ہوں جن حضرات کو ضرورت ہو وہ توضیحات کی ساتویں جلد کو ابتدا سے دیکھیں یہاں امام مسلم نے خود دائرہ تنگ کیا ہے میں اس کو وسعت نہیں دینا چاہتا ہوں بلکہ کتاب الفضائل کے سارے طویل مباحث وہاں پر دیکھ لیا جائے۔

بَابٌ فِي إِنْشَاءِ الْأَشْعَارِ

اشعار پڑھنے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے گیارہ احادیث کو بیان کیا ہے

۵۸۷۹۔ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، قَالَ: ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: رَدِفْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا، فَقَالَ: هَلْ مَعَكَ مِنْ شِعْرِ أُمَيَّةَ بْنِ أَبِي الصَّلْتِ شَيْءٌ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: هِيهْ فَأَنْشَدْتُهُ بَيْتًا، فَقَالَ: هِيهْ ثُمَّ أَنْشَدْتُهُ بَيْتًا، فَقَالَ: هِيهْ حَتَّى أَنْشَدْتُهُ مِائَةَ بَيْتٍ

حضرت عمرو بن شرید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے امیہ بن ابی صلت کے اشعار میں سے کچھ آتے ہیں؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: سناؤ۔ میں نے ایک شعر سنایا آپ نے فرمایا: اور سناؤ پھر میں نے ایک اور شعر سنایا آپ ﷺ نے فرمایا: مزید سناؤ۔ یہاں تک کہ میں نے سو (۱۰۰) شعر سنائے۔

تشریح:

''امية بن ابی الصلت'' زمانہ جاہلیت میں جن لوگوں نے بت پرستی کی مخالفت کی تھی اور توحید کا اجمالی اعلان کیا تھا وہ لوگ حنفاء اور موحدین کے نام سے یاد کیے جاتے تھے انہیں میں سے ایک امیہ بن ابی صلت تھا یہ بہت بڑا شاعر اور بہت بڑا حقیقت پسند شخص تھا اپنے اشعار میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو بہت اچھے اور مدلل انداز سے بیان کرتا تھا اس کے دل میں یہ خیال بیٹھ گیا تھا

کہ شاید نبی آخر الزمان وہ بن جائے، جب اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا تو امیہ مسلمان تو نہیں ہوا لیکن آنحضرت کی مخالفت بھی نہیں کی خاموش تماشائی بنا رہا لیکن جب جنگ بدر کا واقعہ پیش آیا اور کافروں کے بڑے بڑے سرغنے جہنم رسید ہوگئے تو امیہ بن ابی صلت نے ان کی ہمدردی میں اشعار کہے اور اسلام اور لشکر اسلام کی مذمت کی اس طرح وہ کفر پر جا کر مر گیا آنحضرت نے ان کے بارے میں فرمایا: کہ "امیہ کی زبان مسلمان ہوگئی مگر دل نے کفر کیا" آنحضرت نے امیہ بن ابی صلت کے حقیقت پر مبنی اشعار کی تعریف کی ہے اس سے امت کو یہ تعلیم مل گئی کہ غیر مسلم شخص اگر کوئی اچھا کام کرے یا پند و نصیحت پر مشتمل اشعار پڑھے یا مسلمانوں کی حمایت میں کوئی بات کرے تو اس اچھے کام کی تعریف کرنا جائز ہے اور نصیحت پر مبنی اشعار کا سننا جائز ہے "هيه" یعنی مزید اشعار امیہ کا لا کر سنا دو یہ اسم فعل ہے ائت کے معنی میں ہے "استنشدني" یعنی مجھ سے اشعار پڑھنے کا مطالبہ کیا یہ اگلی حدیث کا لفظ ہے۔

۵۸۸۰ ـ وحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ جَمِيعًا، عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ، أَوْ يَعْقُوبَ بْنِ عَاصِمٍ، عَنِ الشَّرِيدِ قَالَ: أَرْدَفَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَهُ فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ

حضرت شرید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے سوار کیا باقی حدیث اسی طرح ہے۔

۵۸۸۱ ـ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، ح وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ كِلَاهُمَا، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الطَّائِفِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: اسْتَنْشَدَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، وَزَادَ قَالَ: إِنْ كَادَ لِيُسْلِمُ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ مَهْدِيٍّ قَالَ: فَلَقَدْ كَادَ يُسْلِمُ فِي شِعْرِهِ

حضرت عمرو بن شرید اپنے والدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے شعر پڑھنے کا مطالبہ فرمایا باقی حدیث اسی طرح ہے اس میں مزید اضافہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ (امیہ) مسلمان ہونے کے قریب تھا اور ابن مہدی کی روایت میں ہے کہ وہ (امیہ) اپنے اشعار میں مسلمان ہونے کے قریب (معلوم ہوتا) ہے۔

۵۸۸۲ ـ حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ، جَمِيعًا عَنْ شَرِيكٍ، قَالَ: ابْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَشْعَرُ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَتْ بِهَا الْعَرَبُ كَلِمَةُ لَبِيدٍ: أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللهَ بَاطِلٌ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ عرب کے کلمات شعر میں سب سے عمدہ لبید کا یہ شعر ہے "آگاہ رہو! اللہ (عزوجل) کے سوا سب چیزیں باطل ہیں۔

تشریح:

"اشعر کلمة" یعنی عرب نے جو سب سے عمدہ شعر کا کوئی قطعہ کہا ہے وہ لبید کا قطعہ ہے دوسری روایت میں اصدق کلمة کا لفظ ہے اس سے بھی کلام مراد ہے۔

یعنی تمام زبانوں اور کلمات سے زیادہ سچا کلمہ اگر کسی شاعر نے کہا ہو تو وہ لبید کا یہ کلمہ ہے جو اس نے کہا کہ خبردار! اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی ذات کے علاوہ سب کچھ فانی اور ختم ہونے والا ہے۔ یہ معیاری اور سچا کلمہ ہے اس کلمہ میں قرآن کی اس آیت کے مفہوم کی طرف اشارہ ہے "کل شیء هالک الا وجهه" اور اس آیت کی طرف بھی اشارہ ہے ﴿کل من علیها فان ویبقی وجه ربک ذوالجلال والاکرام﴾ لبید شاعر کا پورا شعر اس طرح ہے

الا کل شیء ما خلا اللہ باطل ۔۔۔ وکل نعیم لا محالة زائل

یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات اور عبادات کے علاوہ ہر چیز باطل ہے اور دنیا کی تمام نعمتیں زائل اور فانی ہیں

لبید بن ربیعہ بن مالک عامری جاہلیت کے شعراء میں سے تھے ساٹھ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا اور مزید ساٹھ سال اسلام میں گزار کر ایک سو بیس سال کی عمر میں انتقال کر گئے آخر میں کوفہ میں رہتے تھے حضرت عمرؓ نے آدمی بھیجا کہ اگر اسلام میں کوئی شعر پڑھا ہے وہ بتادو تو اس نے فرمایا کہ اب میرے لیے سورۃ بقرہ اور سورت ال عمران شعر کے بدلے میں کافی ہیں اس پر حضرت عمرؓ خوش ہوئے اور اس کے سالانہ عطیہ میں دو ہزار درہم پر پانچ سو کا اضافہ کیا کہتے ہیں کہ لبید نے اسلام میں صرف یہ شعر پڑھا ہے

الحمد للہ اذ لم یاتنی اجلی ۔۔۔ حتی اکتسیت من الاسلام سربالا

بڑھاپے کے وقت خیریت معلوم کرنے والوں سے کہا کرتے تھے

ولقد سئمت عن الحیات وطولها ۔۔۔ وسؤال هذا الناس کیف لبید

۵۸۸۳۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُونٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا

شَاعِرٌ كَلِمَةُ لَبِيدٍ　　أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللهَ بَاطِلٌ　　وَكَادَ أُمَيَّةُ بْنُ أَبِي الصَّلْتِ أَنْ يُسْلِمَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سب سے سچا کلمہ جسے شاعر کہتا ہے وہ (عرب کے شاعر) لبید کا یہ قول ''آگاہ رہو! اللہ کے سوا سب چیزیں باطل ہیں'' تھا اور قریب تھا کہ امیہ بن ابی صلت مسلمان ہو جاتا

۵۸۸٤ـ وحَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَصْدَقُ بَيْتٍ قَالَهُ الشَّاعِرُ:

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللهَ بَاطِلٌ　　وَكَادَ ابْنُ أَبِي الصَّلْتِ أَنْ يُسْلِمَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: شاعر کے اقوال میں سب سے سچا قول: آگاہ رہو! اللہ کے سوا سب چیزیں باطل ہیں اور قریب تھا کہ امیہ بن ابی صلت مسلمان ہو جاتا۔

۵۸۸۵ـ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَصْدَقُ بَيْتٍ قَالَتْهُ الشُّعَرَاءُ: أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللهَ بَاطِلٌ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: شعراء کے اشعار میں سب سے سچا شعر آگاہ رہو اللہ کے سوا سب چیزیں باطل ہیں (ہے)

۵۸۸٦ـ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّاءَ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ أَصْدَقَ كَلِمَةٍ قَالَهَا شَاعِرٌ كَلِمَةُ لَبِيدٍ: أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللهَ بَاطِلٌ مَا زَادَ عَلَى ذٰلِكَ

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے: سب سے سچا کلمہ جسے شاعر کہتا ہے وہ لبید کا یہ کلمہ ہے: آگاہ رہو! اللہ کے سوا سب چیزیں فانی ہیں اور آپ ﷺ نے اس پر اضافہ نہیں فرمایا۔

۵۸۸۷ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا حَفْصٌ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ الرَّجُلِ قَيْحًا يَرِيهِ

خَیْرٌ مِنْ أَنْ یَمْتَلِءَ شِعْرًا قَالَ أَبُو بَکْرٍ: إِلَّا أَنَّ حَفْصًا لَمْ یَقُلْ یَرِیَهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی آدمی کا پیٹ پیپ سے بھرے یہاں تک کہ اس کے پھیپھڑے تک پہنچے یہ اس کے حق میں بہتر ہے اپنے پیٹ میں شعر بھرنے سے۔ حفص نے آخری جملہ نقل نہیں کیا۔

تشریح:

''قیحا'' یعنی خون اور پیپ سے پیٹ بھر جائے۔ ''یریه'' یہ صیغہ ضرب یضرب سے ہے یہ اس بیماری کو کہتے ہیں جس سے پیٹ فاسد اور برباد ہو جائے یہ قیح کی صفت ہے قیح سے خون اور پیپ مراد ہے مطلب یہ ہے کہ کسی آدمی کا پیٹ بدہضمی اور خون و پیپ سے بھر جائے اور پیٹ کو بالکل فاسد کردے یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ پیٹ گندے اور پلید و غلیظ اشعار سے بھر جائے۔ اس حدیث میں مذموم اشعار کی مذمت ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ وہ گندے اشعار اس شخص کے دل پر اس طرح احاطہ کریں کہ دل میں ذکر اللہ اور تلاوت قرآن اور علوم شرعیہ کے لیے کوئی جگہ نہ رہے ظاہر ہے یہ صورت حال صرف گندے اشعار سے نہیں بلکہ اچھے اشعار کی وجہ سے بھی جائز نہیں ہے۔

یہ حدیث تو اس شاعر کے بارے میں وارد ہے جس کا تذکرہ اس باب کی آخری حدیث میں ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ ''خذوا الشیطان'' یعنی اس شیطان کو روک دو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کے پاس قبیح اشعار کا خزانہ بھرا ہوا تھا تو اشعار بھی تو کلام کا حصہ ہے قال علیه السلام هو کلام فحسنه حسن وقبیحه قبیح (دارقطنی) تو مطلق حکم حرمت یا ممانعت کا نہیں لگایا جا سکتا ہے توضیحات کی ساتویں جلد میں مکمل تفصیلات ہیں یہاں امام مسلم نے عدم دلچسپی کا اظہار کیا ہے تو ہم نے بھی اختصار سے کام لیا ہے۔

۵۸۸۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ یُونُسَ جُبَیْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَأَنْ یَمْتَلِیَ جَوْفُ أَحَدِکُمْ قَیْحًا یُرِیهِ خَیْرٌ مِنْ أَنْ یَمْتَلِیءَ شِعْرًا

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں کسی کے پیٹ کا پیپ سے بھر جانا، شعر کے بھر جانے سے بہتر ہے

۵۸۸۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدِ الثَّقَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ اِبْنِ الْهَادِ عَنْ يحنس مَوْلٰى مَصْعَب بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ نَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذْ عَرَضَ شَاعِرٌ يُنْشِدُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خُذُوا الشَّيْطَانَ اَوْ اَمْسِكُوا الشَّيْطَانَ لِاَنْ يَّمْتَلِئَ جَوْفُ رَجُلٍ قَيْحًا خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّمْتَلِئَ شِعْرًا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ عرج کی جانب جارہے تھے، اتنے میں ایک شاعر سامنے آیا جو شعر پڑھ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس شیطان کو پکڑو، اگر تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھرے تو یہ اس سے اچھا ہے کہ شعر سے بھرے۔

بَابُ تَحْرِيمِ اللَّعِبِ بِالنَّرْدَشِيرِ

چُوسر کھیلنے کی حرمت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۵۸۹۰۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدَشِيرِ، فَكَأَنَّمَا صَبَغَ يَدَهُ فِي لَحْمِ خِنْزِيرٍ وَدَمِهِ

حضرت سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے چوسر کھیلا گویا اس نے اپنے ہاتھ خنزیر کے گوشت اور خون سے رنگین کیا۔

تشریح:

''النردشیر'' اہل فارس کے کھیلوں میں سے ایک کھیل کا نام ہے جس کو چُوسر کہتے ہیں اب عام ہوگیا ہے اصل میں نرد ایک کھلونا تھا جس کو اردشیر بابک نے ایجاد کیا تھا اسی وجہ سے اس کو نردشیر کہا گیا آج کل اس کو چُوسر کہتے ہیں قال الحصکفی فی الدر المختار وکرہ تحریما اللعب بالنرد وکذا الشطرنج، گویا چُوسر کی حرمت پر تمام فقہاء متفق ہیں البتہ شوافع نے شطرنج کو مکروہ لکھا ہے بہرحال اگر شطرنج میں جوا بازی ہو اور نمازوں کا ضیاع ہو تو سب کے نزدیک شطرنج بھی حرام ہے۔ (تکملہ)

کتاب الرُّؤیا

خوابوں کا بیان

قال اللہ تعالیٰ ﴿لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ﴾

رؤیا باب فتح یفتح سے آتا ہے لیکن مصدر کے بدلنے سے معنی بدل جاتا ہے اگر مصدر رؤیة آجائے تو آنکھوں سے دیکھنے کے معنی میں ہوتا ہے اگر مصدر رأیا آجائے تو رائے قائم کرنے کے معنی میں ہوتا ہے، اگر مصدر ریۃ آجائے تو اس کو رویت پڑپوی کہتے ہیں یعنی جن کے پھیپھڑے خراب ہوجائیں اور اگر مصدر رؤیا آجائے تو خواب دیکھنے کے معنی میں ہوتا ہے کتاب میں یہی مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان کے دل ودماغ میں نیند کی حالت میں بھی اسی طرح علوم ڈال دیتا ہے جس طرح بیداری کی حالت میں ڈالتا ہے نیند کی حالت میں انسان جو کچھ دیکھتا ہے اس کو خواب کہتے ہیں۔

خواب کی تین قسمیں ہیں

(۱) خواب کی پہلی قسم تو محض خیال ہے گویا دن بھر انسان جو گھومتا پھرتا ہے اور آنکھوں سے مختلف چیزوں کا نظارہ کرتا ہے رات کو خواب میں وہی چیزیں متشکل ہو کر آتی ہیں کیونکہ دل ودماغ پر انہیں اشیاء کا نقشہ چھایا رہتا ہے۔

(۲) خواب کی دوسری قسم اضغاث احلام ہے یہ وہ ڈراؤنے ہیبت ناک اور پراگندہ خواب ہوتے ہیں جو شیطانی اثرات کے عکاس ہوتے ہیں۔ اس باب میں ''والحلم من الشیطان'' کے الفاظ سے اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔

(۳) خواب کی تیسری قسم وہ ہیں جو من جانب اللہ ہوتے ہیں اور بشارت وبھلائی اور بہتری کو ظاہر کرتے ہیں اسی قسم کو رؤیا صالحہ کہتے ہیں اس کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی بندے کے دل ودماغ میں علم ومعرفت کا ایک نور پیدا کر دیتا ہے اس لیے وہ خواب میں ان چیزوں کا ایسا ہی ادراک کرتا ہے جس طرح بیداری میں ادراک کرتا ہے یہ دراصل آئندہ وقوع پذیر ہونے والے واقعات کی طرف اشارہ ہوتا ہے کبھی یہ اشارہ انتہائی خفی ہوتا ہے کہ صرف ماہرین اس کی تعبیر کو سمجھ سکتے ہیں اور کبھی اتنا واضح ہوتا ہے کہ ہر کس وناکس اس کو جان لیتا ہے۔ اس باب کی احادیث میں الرؤیا من اللہ سے اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ خوابوں کی تعبیر کے سب سے بڑے امام تو حضرت یوسف علیہ السلام گزرے ہیں لیکن امت محمدیہ علی صاحبہا الف الف تحیہ میں خوابوں کے سب سے بڑے امام علامہ محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ گزرے ہیں۔

خواب کی تعبیر "علی رجل الطائر" ہوتا ہے یعنی جس نے جس طرح بتادیا اسی طرح تعبیر وقوع پذیر ہوجاتی ہے لیکن اس کے باوجود تعبیر خواب کے کچھ اصول بھی ہوتے ہیں۔ ابن سیرین رحمہ اللہ کی طرف منسوب کتاب تعبیر الرؤیا کی ابتدا میں اصول کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے (۱) ایک اصل اور قاعدہ یہ ہے کہ شریعت کے قواعد وضوابط کے تحت شریعت کی روشنی میں خواب کی تعبیر کو تلاش کیا جائے اور پھر تعبیر نکال لی جائے۔

(۲) دوسرا اصل یہ ہے کہ قرآن کی کسی آیت یا حدیث کے الفاظ کو دیکھ کر اس کی روشنی میں تعبیر نکال لی جائے۔

(۳) تیسرا اصل یہ ہے کہ عربی لغت سے استفادہ کر کے اس کی مدد سے تعبیر نکالی جائے یہی وجہ ہے کہ خواب کی تعبیر ایسے آدمی سے معلوم کرنا چاہیے جو خواب دیکھنے والے کا خیر خواہ بھی ہو اور تعبیر نکالنے اور قواعد کا ماہر بھی ہو۔ یعنی حبیب بھی ہو اور لبیب بھی ہو خواب کی شرعی حیثیت یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے خواب وحی خفی کا درجہ رکھتے ہیں اور دیگر صالحین کے خواب اگر شریعت کے کسی ضابطہ سے نہیں ٹکراتے تو ایسے خواب صرف باعث تسلی ہوتے ہیں اس سے کوئی شرعی ضابطہ نہیں بنتا۔ احادیث میں سچے خوابوں کو مبشرات سے یاد کیا گیا ہے۔

باب كون الرؤيا من الله وانها جزء من النبوة

خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور نبوت کا ایک جزء ہے

اس باب میں امام مسلم نے بائیس احادیث کو بیان کیا ہے

۵۸۹۱۔ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ: كُنْتُ أَرَى الرُّؤْيَا أُعْرَى مِنْهَا، غَيْرَ أَنِّي لَا أُزَمَّلُ، حَتَّى لَقِيتُ أَبَا قَتَادَةَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ، وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا حَلَمَ أَحَدُكُمْ حُلْمًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفُثْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا، وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا، فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ

حضرت ابوسلمہ سے مروی ہے کہ میں خواب دیکھا تھا تو میری کیفیت بخار کی سی ہوجاتی تھی، مگر کپڑے نہیں اوڑھنا تھا۔ یہاں تک کہ میں ابوقتادہ سے ملا اور انہیں یہ صورت حال بتائی۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے ہے۔ پھر جب کوئی

تم میں سے برا خواب دیکھے تو بائیں طرف تین مرتبہ تھتکارے۔ اور اللہ کی پناہ مانگے اس کے شر سے، پھر وہ خواب اس کو نقصان نہ دے گا۔

تشریح:

''أعریٰ'' یہ مجہول کا صیغہ ہے''ای یصیبنی لا جلها عراء وهو نفض الحمی وقیل رعدة یعنی کنت أصاب بالحمی وتاخذن رعدة لاجل خوفی منها''

یعنی خواب سے ڈرتا ہوں تو مجھے بخار چڑھ آتا ہے جسم پر کپکپی طاری ہوجاتی ہے مگر کوئی مجھے کمبل اوڑھانے والا نہیں ہوتا۔

''لا أزمّل'' یہ بھی مجہول کا صیغہ ہے کمبل اوڑھنے کے معنی میں ہے'ای لا أغطی ولا الفف کما یغطی المحموم' ڈراونے خواب دیکھنے سے اپنا خوف بیان کرتا ہے کہ مجھ پر بخار کی وجہ سے کپکپی طاری ہوجاتی ہے لیکن مجھے کمبل نہیں اوڑھایا جاتا ہے۔

''الرؤیا من الله'' اس میں الحسنة کا لفظ ملحوظ رکھنا چاہیے بخاری میں الرؤیا الحسنة من الله کا جملہ موجود ہے''والحلم من الشیطان'' وهو مایراه النائم من الامور المختلة المشوشة التی تعرف الاضغاث'والفرق بین الرؤیا والحلم ان التی تضاف الی الله لا یقال لها الحلم والتی تضاف للشیطان لا یقال لها رؤیا وهو تصرف شرعی والا فکل یسمی رؤیا کما جاء فی الحدیث ''الرؤیا ثلاث''

''فلینفث'' ایک روایت میں فلیبصق کا لفظ ہے ایک روایت میں فلیتفل کا لفظ ہے سب کا معنی ایک ہے بائیں طرف معمولی تھتکارنے کو کہتے ہیں فلینفث اس پھونک کو کہتے ہیں جس میں معمولی سا تھوک بھی ہوتا ہے شیطان سے جب نفرت کا اس طرح اظہار کیا جاتا ہے تو وہ غصہ ہو کر بھاگ جاتا ہے اگر چہ وہ بین الاقوامی بے غیرت ہے لیکن یہاں اس کو غیرت آجاتی ہے۔

۵۸۹۲۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ، وَعَبْدِ رَبِّهِ، وَيَحْيَى، ابْنَيْ سَعِيدٍ، وَمُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِي حَدِيثِهِمْ قَوْلَ أَبِي سَلَمَةَ: كُنْتُ أَرَى الرُّؤْيَا أُعْرَى مِنْهَا، غَيْرَ أَنِّي لَا أُزَمَّلُ.

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ باقی ترجمہ مثل سابق حدیث کے ہے۔ لیکن ان حضرات نے ابوسلمہ کا قول: كُنْتُ أَرَى الرُّؤْيَا أُعْرَى مِنْهَا، غَيْرَ أَنِّي لَا أُزَمَّلُ اپنی حدیثوں میں ذکر نہیں کیا۔

۵۸۹۳۔ وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَا: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كِلَاهُمَا، عَنِ الزُّهْرِيِّ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ،

وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا أُعْرَى مِنْهَا، وَزَادَ فِي حَدِيثِ يُونُسَ فَلْيَبْصُقْ عَلَى يَسَارِهِ، حِينَ يَهُبُّ مِنْ نَوْمِهِ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

یونس اور معمر نے زہری سے مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت کی۔ دونوں کی حدیث میں ابوسلمہ کا قول "أُعْـرِى مِـنْهَا" مذکور نہیں اور حضرت یونس کی حدیث میں یہ اضافہ ہے کہ جب وہ نیند سے بیدار ہو تو تین بار اپنی بائیں جانب تھوکے۔

۵۸۹۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ، وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ شَيْئًا يَكْرَهُهُ، فَلْيَنْفُثْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا، فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ فَقَالَ: إِنْ كُنْتُ لَأَرَى الرُّؤْيَا أَثْقَلَ عَلَيَّ مِنْ جَبَلٍ، فَمَا هُوَ إِلَّا أَنْ سَمِعْتُ بِهَذَا الْحَدِيثِ، فَمَا أُبَالِيهَا

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، اچھے خواب اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں اور برے خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں جب تم میں سے کوئی ناپسند چیز کو دیکھے تو اپنی بائیں جانب تین مرتبہ تھوک دے اور اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے کیونکہ (ایسا کرنے سے) وہ خواب اسے کوئی نقصان نہ پہنچائے گا۔ حضرت ابوسلمہ نے کہا: جب سے میں نے یہ حدیث سنی ہے میں ایسے خواب بھی دیکھا جو مجھ پر پہاڑ سے بھی زیادہ وزنی ہوتے لیکن میں ان کی پرواہ نہ کرتا تھا۔

۵۸۹۵۔ وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ، وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ، عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِي الثَّقَفِيَّ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ كُلُّهُمْ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ. وَفِي حَدِيثِ الثَّقَفِيِّ: قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: فَإِنْ كُنْتُ لَأَرَى الرُّؤْيَا، وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ اللَّيْثِ، وَابْنِ نُمَيْرٍ قَوْلُ أَبِي سَلَمَةَ إِلَى آخِرِ الْحَدِيثِ وَزَادَ ابْنُ رُمْحٍ فِي رِوَايَةِ هَذَا الْحَدِيثِ: وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ

ان اسناد سے بھی یہ حدیث مروی ہے ثقفی کی حدیث میں ہے، ابوسلمہ نے کہا: میں ایسے خواب دیکھتا تھا باقی روایات میں ابوسلمہ کا یہ قول مذکور نہیں اور ابن رمح کی حدیث میں یہ اضافہ ہے کہ اور چاہیے کہ اپنا پہلو تبدیل کرلے جس پر سویا

ہوا تھا۔

۵۸۹۶۔ وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللَّهِ، وَالرُّؤْيَا السَّوْءُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَمَنْ رَأَى رُؤْيَا فَكَرِهَ مِنْهَا شَيْئًا فَلْيَنْفُثْ عَنْ يَسَارِهِ، وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ، لَا تَضُرُّهُ وَلَا يُخْبِرُ بِهَا أَحَدًا، فَإِنْ رَأَى رُؤْيَا حَسَنَةً، فَلْيُبْشِرْ وَلَا يُخْبِرْ إِلَّا مَنْ يُحِبُّ

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: نیک خواب اللہ کی طرف سے اور برے خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں پس جو ایسا خواب دیکھے جس میں کوئی ناگوار چیز ہو تو اپنی بائیں طرف تھوک دے اور شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے (ایسے کرنے سے وہ خواب) کوئی نقصان نہ پہنچائے گا اور کسی کو یہ خواب نہ بتائے اور اگر اچھا خواب دیکھے تو خوش ہو جائے اور دوستوں کے علاوہ کسی کو نہ بتائے۔

۵۸۹۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ، وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَكَمِ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ: إِنْ كُنْتُ لَأَرَى الرُّؤْيَا تُمْرِضُنِي، قَالَ: فَلَقِيتُ أَبَا قَتَادَةَ، فَقَالَ: وَأَنَا كُنْتُ لَأَرَى الرُّؤْيَا فَتُمْرِضُنِي، حَتَّى سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللَّهِ، فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يُحِبُّ، فَلَا يُحَدِّثْ بِهَا إِلَّا مَنْ يُحِبُّ، وَإِنْ رَأَى مَا يَكْرَهُ فَلْيَتْفُلْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشَرِّهَا، وَلَا يُحَدِّثْ بِهَا أَحَدًا فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ

حضرت ابوسلمہ سے روایت ہے کہ میں ایسے خواب دیکھتا جو مجھے بیمار کر دیتے تھے، میں ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے ملا تو انہوں نے کہا: میں (بھی) ایسے خواب دیکھتا تھا جو مجھے بیمار کر دیتے تھے یہاں تک کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، نیک خواب اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں پس اگر تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جسے وہ پسند کرتا ہو تو سوائے اپنے دوست کے کسی کو بیان نہ کرے اور اگر ایسا خواب دیکھے جسے وہ ناپسند کرتا ہو تو اپنی بائیں جانب تین بار تھوک دے اور اللہ سے شیطان کی اور خواب کے شر سے پناہ مانگے اور کسی کو بھی یہ خواب بیان نہ کرے اور اس خواب سے اس کو نقصان نہ پہنچے گا۔

۵۸۹۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: إِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يَكْرَهُهَا، فَلْيَبْصُقْ عَنْ

يَسَارِهِ ثَلَاثًا وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلَاثًا، وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جسے وہ ناپسند کرتا ہو تو اپنی بائیں جانب تین بار تھوک دے اور شیطان سے تین بار اللہ کی پناہ مانگے اور چاہیے کہ اپنے اس پہلو کو تبدیل کرلے جس پر پہلے تھا۔

۵۹۰۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ رُؤْيَا الْمُسْلِمِ تَكْذِبُ، وَأَصْدَقُكُمْ رُؤْيَا أَصْدَقُكُمْ حَدِيثًا، وَرُؤْيَا الْمُسْلِمِ جُزْءٌ مِنْ خَمْسٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ، وَالرُّؤْيَا ثَلَاثَةٌ: فَرُؤْيَا الصَّالِحَةِ بُشْرَى مِنَ اللّٰهِ، وَرُؤْيَا تَحْزِينٌ مِنَ الشَّيْطَانِ، وَرُؤْيَا مِمَّا يُحَدِّثُ الْمَرْءُ نَفْسَهُ، فَإِنْ رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُ فَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ، وَلَا يُحَدِّثْ بِهَا النَّاسَ قَالَ: وَأُحِبُّ الْقَيْدَ وَأَكْرَهُ الْغُلَّ وَالْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّينِ فَلَا أَدْرِي هُوَ فِي الْحَدِيثِ أَمْ قَالَهُ ابْنُ سِيرِينَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب زمانہ (قیامت) قریب آجائے گا تو قریب قریب مسلمان کا خواب جھوٹا نہ ہوگا اور تم میں سے جو بات میں سچا ہوگا اس کا خواب بھی سچا ہوگا اور مسلمان کا خواب نبوت کے اجزاء میں سے پینتالیسواں حصہ ہے اور خواب کی تین اقسام ہیں۔ نیک خواب اللہ کی طرف سے بشارت ہے اور غمگین کرنے والے خواب شیطان کی طرف سے ہیں اور تیسری قسم کے خواب انسان کے اپنے دل کے خیالات ہوتے ہیں پس اگر تم میں کوئی ایسا خواب دیکھے جو اسے ناگوار ہو تو چاہیے کہ کھڑا ہو جائے اور نماز پڑھے اور ایسا خواب لوگوں کو بیان نہ کرے۔ راوی نے کہا: میں بیڑیاں خواب میں پسند کرتا ہوں اور طوق دیکھنے کو ناگوار سمجھتا ہوں اور بیڑیاں دین میں ثابت قدمی ہے اور میں نہیں جانتا کہ یہ (تاویل خواب) حدیث ہے یا ابن سیرین کا اپنا قول۔

تشریح:

''اذا اقترب الزمان'' اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ جب قرب قیامت کا زمانہ آجائے تو مسلمانوں کو کثرت کے ساتھ سچے خواب آنے لگیں گے چونکہ غیب کا پردہ اٹھنے والا ہوگا تو خواب بھی سچے ہوں گے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ جب آدمی کی موت کا زمانہ قریب ہو جائے تو اس کے خواب سچے ہوں گے۔ تیسرا مطلب یہ ہے کہ جب زمانہ میں دن اور رات کا وقت برابر ہو جائے

اور زمانہ میں اعتدال آجائے اس سے لوگوں کے مزاج میں بھی اعتدال آجاتا ہے تو اس وقت سچے خواب آئیں گے جس طرح صبح کے وقت کا خواب سچا ہوتا ہے اسی طرح اس معتدل زمانہ کا خواب سچا ہوگا۔ اس حدیث کے عمومی الفاظ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مؤمن کے سارے خواب سچے ہوتے ہیں اس بارے میں امام ابن سیرین نے کچھ وضاحت فرمائی ہے کہ سچا خواب وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو ہر خواب سچا بھی نہیں اور جھوٹا بھی نہیں پھر آپ نے خواب کی تین قسمیں بیان فرمادیں جو زیر بحث حدیث کے آخر میں مذکور ہیں۔ ''جزء من ستة'' یعنی سچے خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔

سوال: یہاں پر یہ سوال ہے کہ زیر بحث روایت میں ۴۵ کا ذکر ہے مگر دیگر روایات میں ۴۶ کا ذکر ہے جو زیادہ مشہور ہے آئندہ روایت میں ۷۰ کا ذکر ہے جو بظاہر تضاد ہے اس تضاد کا کیا جواب ہے؟

جواب: اس سوال کا جواب تو وہی معروف جواب ہے کہ اعداد میں تضاد نہیں ہوتا ہے کیونکہ عدد اقل اکثر کے اندر ہوتا ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ یہاں کسی عدد میں حصر بیان کرنا اور تعین وتحدید بیان کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ محض تکثیر بیان کرنا مقصود ہے۔ باقی خاص خاص اعداد کا ذکر کرنا یہ شریعت کے اسرار میں سے ہے ہم اس کی علت اور وجہ بیان کرنے کے مکلف نہیں ہیں البتہ علماء نے چھیالیسویں کے عدد کی ایک حکمت بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ پوری نبوت کا زمانہ ۲۳ سال ہے اور چھ ماہ اس میں وہ زمانہ رہا ہے جس میں صرف سچے خواب آئے ہیں اس اعتبار سے چھ ماہ ۲۳ سال کا چھیالیسواں حصہ بنتا ہے اسی وجہ سے فرمایا گیا کہ سچے خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔

سوال: یہاں ایک سوال اور ایک اشکال ہے جس کو قادیانی لوگ بھی پیش کرتے ہیں اشکال یہ ہے کہ کسی چیز کا جزء اس کے کل کا حصہ ہوتا ہے اس سے الگ شمار نہیں ہوتا ہے لہذا جب نبوت ختم ہوگئی تو اس کا ایک جزء اور ایک حصہ کیسے باقی رہ گیا؟ معلوم ہوا نبوت کا سلسلہ جاری ہے۔

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ ایک نبوت ہے اور ایک علم نبوت ہے تو نبوت اگرچہ ختم ہوگئی ہے لیکن علم نبوت باقی ہے سچے خواب خود نبوت نہیں بلکہ علم نبوت سے متعلق ہیں قادیانی دجال ہے۔

''قال'' اس باب کی روایات میں ''احب القید واکرہ الغل'' کے الفاظ کے بارے میں ایوب سختیانیؒ اور ھشامؒ کے درمیان اختلاف رائے ہے ایوب سختیانی کا خیال ہے کہ یہ الفاظ مرفوع حدیث کے نہیں بلکہ ابو ہریرہ کی طرف سے ادراج ہے لیکن ہشام کی رائے یہ ہے کہ یہ الفاظ موقوف نہیں بلکہ مرفوع حدیث کے ہیں نبی اکرم ﷺ کا کلام ہے۔

''الغل'' غین پر پیش اور لام پر شد ہے طوق کو غل کہتے ہیں ''القید'' ڈنڈا بیڑی کو قید کہتے ہیں۔

۵۹۰۱۔ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَيُعْجِبُنِي الْقَيْدُ، وَأَكْرَهُ الْغُلَّ، وَالْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّينِ. وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ

اس سند سے بھی یہ حدیث مروی ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے بیڑیاں پسند اور طوق ناپسند ہیں اور بیڑیاں دین میں ثابت قدمی ہے اور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مؤمن کے خواب اجزاء نبوت میں سے چھیالیسواں حصہ ہیں۔

۵۹۰۲۔ حَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، وَهِشَامٌ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کے قریب، باقی حدیث مبارکہ گزر چکی اور اس سند میں نبی کریم ﷺ کا ذکر نہیں ہے۔

۵۹۰۳۔ وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَدْرَجَ فِي الْحَدِيثِ قَوْلَهُ: وَأَكْرَهُ الْغُلَّ، إِلَى تَمَامِ الْكَلَامِ، وَلَمْ يَذْكُرِ الرُّؤْيَا جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں اور اس حدیث میں اپنا قول، میں طوق کو ناپسند کرتا ہوں درج کیا اور خواب نبوت کے اجزاء میں سے چھیالیسواں حصہ ہوتے ہیں بھی ذکر نہیں کیا۔

۵۹۰۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، وَأَبُو دَاوُدَ، ح وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ، ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مؤمن کے خواب نبوت کے چھیالیسواں اجزاء میں سے ایک جز ہوتا ہے۔

۵۹۰۵۔ وَحَدَّثنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذٰلِكَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اسی طرح حدیث مبارکہ روایت کی ہے۔

۵۹۰۶۔ حَدَّثنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مؤمن کے خواب نبوت کے چھیالیسواں اجزاء میں سے ایک جز ہوتا ہے۔

۵۹۰۷۔ وَحَدَّثنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ الْخَلِيلِ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رُؤْيَا الْمُسْلِمِ يَرَاهَا أَوْ تُرَى لَهُ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ مُسْهِرٍ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان کا خواب جو وہ دیکھتا ہے یا جو اسے دکھایا جاتا ہے اور ابن مسہر رحمہ اللہ کی حدیث میں ہے کہ نیک خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔

۵۹۰۸۔ وَحَدَّثنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، يَقُولُ: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رُؤْيَا الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نیک آدمی کے خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔

۵۹۰۹۔ وَحَدَّثنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا عَلِيٌّ يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ، ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا حَرْبٌ يَعْنِي ابْنَ شَدَّادٍ كِلَاهُمَا، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

ان دونوں اسناد سے بھی یہ حدیث مروی ہے۔

۵۹۱۰۔ **وَحَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِمِثْلِ حَدِيثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِيهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اسی طرح حدیث مبارکہ روایت کی ہے۔

۵۹۱۱۔ **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي قَالَا: جَمِيعًا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نیک خواب نبوت کے ستر اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔

۵۹۱۲۔ **وَحَدَّثَنَاهُ** ابْنُ الْمُثَنَّى، وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

اس سند سے بھی یہ حدیث مروی ہے۔

۵۹۱۳۔ **وَحَدَّثَنَاهُ** قُتَيْبَةُ، وَابْنُ رُمْحٍ، عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ يَعْنِي ابْنَ عُثْمَانَ كِلَاهُمَا، عَنْ نَافِعٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ. وَفِي حَدِيثِ اللَّيْثِ، قَالَ نَافِعٌ: حَسِبْتُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ

حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میرا گمان ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے کہا: (خواب) نبوت کے ستر اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي

آنحضرت کا قول کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھ ہی کو دیکھا

اس باب میں امام مسلم نے چھ احادیث کو بیان کیا ہے

۵۹۱۴۔ **حَدَّثَنَا** أَبُو الرَّبِيعِ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، وَهِشَامٌ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِي

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت نہیں اختیار کرسکتا۔

تشریح:

''فقد رانی''یعنی جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے واقعتاً مجھے ہی دیکھا اس شخص کا یہ خواب اضغاث احلام میں سے نہیں ہے بلکہ حقیقت پر مبنی ہے کیونکہ شیطان اپنے آپ کو میری شکل وصورت میں نہیں ڈھال سکتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی ہدایت محضہ ہے اور شیطان ضلالت محضہ ہے دونوں میں واضح فرق اور واضح تضاد ہے اگر شیطان اس طرح کرنے پر قادر ہوجائے تو پھر شریعت میں دخل اندازی کا خطرہ بھی پیدا ہوسکتا ہے۔

آج کل حزب اللہ اور جماعۃ المسلمین کے لوگ حضور کو خواب میں دیکھنے کا انکار کرتے ہیں اور بطور دلیل کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کے علاوہ کسی نے دیکھا نہیں ہے خواب میں وہ چیز دکھائی دیتی ہے جو آدمی نے پہلے دیکھا ہو، اس مہمل سوال کا جواب یہ ہے کہ جب صحیح حدیث موجود ہے تو تمہاری اس منطق کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ جو دیکھا ہے وہی حق ہے اور اس شخص نے حضور ہی کو دیکھا ہے ہاں آدمی اپنے اعمال کے اعتبار سے حضور کی زیارت کرتا ہے اگر اعمال اچھے ہیں تو آنحضرت کو اچھی صورت میں دیکھتا ہے اور اگر اعمال خراب ہیں تو حضور کو اسی کی روشنی میں دیکھتا ہے۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارکہ مکمل طور پر شمائل میں مذکور ہے اس سے دیکھنے کا اندازہ ہوجاتا ہے بہر حال یہ خصائص نبوی اور اعجاز نبوی میں سے ہے کہ آپ کی شکل وصورت میں شیطان نہیں آسکتا ہے۔

۵۹۱۵۔ وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، وَحَرْمَلَةُ، قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِي فِي الْيَقَظَةِ، أَوْ لَكَأَنَّمَا رَآنِي فِي الْيَقَظَةِ، لَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِي

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا عن قریب وہ مجھے بیداری میں دیکھے گا یا گویا کہ اس نے مجھے بیداری میں دیکھا شیطان میری شکل وصورت اختیار نہیں کرسکتا۔

تشریح:

''فسیرانی فی الیقظۃ''یعنی جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا وہ شخص عن قریب مجھے بیداری میں دیکھے گا اس حدیث کا ایک

مطلب یہ ہے کہ میرے زمانہ میں جو شخص کہیں سے مجھے خواب میں دیکھے گا وہ مجھ سے ملاقات کر کے مجھے بیداری میں دنیا میں دیکھے گا اس صورت میں اس حدیث کا تعلق آنحضرت کی حیات طیبہ سے ہے۔

اس حدیث کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ جو شخص مجھے خواب میں دنیا میں دیکھے تو وہ مجھے عالم آخرت میں بیداری میں دیکھے گا گویا اس شخص کا انجام اچھا رہے گا اور ایمان کے ساتھ اٹھ کر دنیا سے رخصت ہوگا۔ ساتھ والی روایت میں ''فقد رأی الحق '' کے الفاظ آئے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اس شخص نے مجھے ہی دیکھا یہ حق ہے جھوٹ نہیں ہے اس بارے میں دروغ خیالی اور شیطان کا دخل نہیں ہوسکتا ہے یہ اعزاز حضور اکرم کے خصائص میں سے ہے جو اعجاز نبوی کا حصہ ہے ہر آدمی آنحضرت کو اپنے اعمال کے آئینہ میں دیکھتا ہے۔ اگر اعمال اچھے ہیں تو آنحضرت کو اعلیٰ شان میں دیکھتا ہے۔

۵۹۱۶۔ وَقَالَ: فَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ: قَالَ أَبُو قَتَادَةَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ رَآنِي فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا، تحقیق! اس نے حق کو ہی دیکھا۔

۵۹۱۷۔ وحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنَا عَمِّي، فَذَكَرَ الْحَدِيثَيْنِ جَمِيعًا بِإِسْنَادَيْهِمَا، سَوَاءً مِثْلَ حَدِيثِ يُونُسَ

اس سند سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے۔

۵۹۱۸۔ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ رَآنِي فِي النَّوْمِ فَقَدْ رَآنِي، إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِلشَّيْطَانِ أَنْ يَتَمَثَّلَ فِي صُورَتِي وَقَالَ: إِذَا حَلَمَ أَحَدُكُمْ فَلَا يُخْبِرْ أَحَدًا بِتَلَعُّبِ الشَّيْطَانِ بِهِ فِي الْمَنَامِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھے نیند میں دیکھا تحقیق اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان کے لیے یہ بات مناسب نہیں کہ وہ میری صورت اختیار کرے اور جب تم میں سے کوئی برا خواب دیکھے تو کسی کو نہ بتائے کہ خواب میں اس کے ساتھ شیطان کھیلتا ہے۔

۵۹۱۹۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ رَآنِي فِي النَّوْمِ فَقَدْ رَآنِي،

فَإِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِلشَّيْطَانِ أَنْ يَتَشَبَّهَ بِي

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے نیند میں مجھے دیکھا تو تحقیق مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان کے لیے مناسب نہیں کہ وہ میری مشابہت اختیار کرے۔

بَابُ لَا يُخْبِرُ بِتَلَعُّبِ الشَّيْطَانِ بِهِ فِي الْمَنَامِ

خواب میں شیطان کے کھیلنے کی خبر نہ دیا کرو

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

٥٩٢٠ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لِأَعْرَابِيٍّ جَاءَهُ فَقَالَ: إِنِّي حَلَمْتُ أَنَّ رَأْسِي قُطِعَ فَأَنَا أَتَّبِعُهُ، فَزَجَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: لَا تُخْبِرْ بِتَلَعُّبِ الشَّيْطَانِ بِكَ فِي الْمَنَامِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کو ایک اعرابی نے آکر عرض کیا: میں نے خواب دیکھا ہے کہ میرا سر کاٹ دیا گیا ہے اور میں اس کے پیچھے جاتا ہوں نبی کریم ﷺ نے اسے ڈانٹا اور فرمایا: اپنے ساتھ شیطان کے کھیلنے کی خبر نہ دو۔

٥٩٢١ - وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ رَأْسِي ضُرِبَ فَتَدَحْرَجَ فَاشْتَدَدْتُ عَلَى أَثَرِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَعْرَابِيِّ: لَا تُحَدِّثِ النَّاسَ بِتَلَعُّبِ الشَّيْطَانِ بِكَ فِي مَنَامِكَ وَقَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ، يَخْطُبُ فَقَالَ: لَا يُحَدِّثَنَّ أَحَدُكُمْ بِتَلَعُّبِ الشَّيْطَانِ بِهِ فِي مَنَامِهِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا سر کاٹا گیا ہے پھر وہ لڑھکتا ہوا جا رہا ہے اور میں اس کے پیچھے پیچھے دوڑتا ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے اعرابی سے فرمایا: اپنے ساتھ خواب میں شیطان کے کھیلنے کا لوگوں سے بیان نہ کرو اور جابرؓ نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ سے اس کے بعد خطبہ دیتے ہوئے سنا: آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی اپنے ساتھ خواب میں شیطان کے کھیلنے کو بیان نہ کرے۔

۵۹۲۲۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ رَأْسِي قُطِعَ، قَالَ: فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: إِذَا لَعِبَ الشَّيْطَانُ بِأَحَدِكُمْ فِي مَنَامِهِ، فَلَا يُحَدِّثْ بِهِ النَّاسَ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ إِذَا لُعِبَ بِأَحَدِكُمْ وَلَمْ يَذْكُرِ الشَّيْطَانَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ میرا سر کاٹ دیا گیا نبی کریم ﷺ ہنس پڑے اور فرمایا: جب تم میں کسی کے ساتھ اس کے خواب میں شیطان کھیلے تو اپنے اس خواب کا لوگوں سے تذکرہ نہ کیا کرو اور ابو بکر کی روایت میں ہے جب تم سے کسی کے ساتھ کھیلا جائے اور شیطان کا ذکر نہیں کیا۔

تشریح:

”کان رأسی قطع“ یعنی میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میرا سر کاٹا گیا ہے اس سے پہلے حدیث میں ہے کہ گویا وہ کٹ کر زمین پر لڑھک رہا ہے اور میں اس کے پیچھے دوڑ رہا ہوں اس روایت میں ہے کہ آنحضرت نے اس دیہاتی کو ڈانٹ دیا اور فرمایا کہ تیرے ساتھ شیطان کے اس کھیلنے کی خبر لوگوں کو نہ دیا کرو علامہ مازری فرماتے ہیں کہ شاید آنحضرت کو وحی کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ یہ خواب شیطان کا ڈرانا ہے اور یہ اضغاث احلام میں سے ہے اس لیے اس کو ڈانٹ دیا زیر بحث حدیث میں ہے کہ آپ اس خواب سے ہنستے اور پھر فرمایا ”اذا لعب“ یعنی شیطان انسان کو ڈراؤنے خواب دکھاتا ہے اور اس کو کھیل کود اور لوگوں کے لیے تماشہ بناتا ہے اس لیے آنحضرت نے اپنی امت کو یہ تعلیم فرمائی کہ شیطان کے اس طرح کے ڈراؤنے خوابوں کا اثر نہ لیا کرو اور نہ اس کو اہمیت دو کہ اس کی تعبیر کے لیے مارے مارے پھرتے رہو گے یہ مہمل خواب ہیں اس کا کسی کے سامنے اظہار نہ کرو۔

علامہ مازری فرماتے ہیں کہ آنحضرت نے اس دیہاتی کو غمگین ہونے سے بچانے کے لیے یہ فرمایا ورنہ خواب کی تعبیر کے ماہرین اس طرح کے خواب کی یہ تعبیر بتاتے ہیں کہ سر کے کٹ جانے کی تعبیر یہ ہے کہ یہ شخص جن نعمتوں میں ہے ان سے یہ شخص الگ ہو جائے گا یا اپنے اعلیٰ منصب بادشاہت سے الگ ہو جائے گا اور اس کے تمام احوال بدل جائیں گے اور اگر غلام نے یہ خواب دیکھا تو یہ اس کی آزادی کی دلیل ہے اور اگر بیمار نے یہ خواب دیکھا تو وہ شفایاب ہو جائے گا اور اگر مقروض مدیون نے یہ خواب دیکھا تو قرض سے خلاصی ہو جائے گی اور اگر مغموم خائف نے یہ خواب دیکھا تو امن اور خوشی حاصل ہوگی اور جس نے حج نہیں کیا اگر اس نے یہ خواب دیکھا تو وہ حج کو جائے گا۔

بَابٌ فِي تَأْوِيلِ الرُّؤْيَا

خوابوں کی تعبیر کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چار حدیثوں کو بیان کیا ہے

۵۹۲۳۔ حَدَّثَنَا حَاجِبُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ، أَوْ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ح وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَخْبَرَهُ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَدِّثُ، أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَرَى اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ ظُلَّةً تَنْطِفُ السَّمْنَ وَالْعَسَلَ، فَأَرَى النَّاسَ يَتَكَفَّفُونَ مِنْهَا بِأَيْدِيهِمْ، فَالْمُسْتَكْثِرُ وَالْمُسْتَقِلُّ، وَأَرَى سَبَبًا وَاصِلًا مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ، فَأَرَاكَ أَخَذْتَ بِهِ فَعَلَوْتَ، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ مِنْ بَعْدِكَ فَعَلَا، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَانْقَطَعَ بِهِ، ثُمَّ وُصِلَ لَهُ فَعَلَا. قَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللَّهِ بِأَبِي أَنْتَ، وَاللَّهِ لَتَدَعَنِّي فَلَأَعْبُرَنَّهَا، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اعْبُرْهَا قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَمَّا الظُّلَّةُ فَظُلَّةُ الْإِسْلَامِ، وَأَمَّا الَّذِي يَنْطِفُ مِنَ السَّمْنِ وَالْعَسَلِ فَالْقُرْآنُ حَلَاوَتُهُ وَلِينُهُ، وَأَمَّا مَا يَتَكَفَّفُ النَّاسُ مِنْ ذَلِكَ فَالْمُسْتَكْثِرُ مِنَ الْقُرْآنِ وَالْمُسْتَقِلُّ، وَأَمَّا السَّبَبُ الْوَاصِلُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ فَالْحَقُّ الَّذِي أَنْتَ عَلَيْهِ، تَأْخُذُ بِهِ فَيُعْلِيكَ اللَّهُ بِهِ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ مِنْ بَعْدِكَ فَيَعْلُو بِهِ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَيَعْلُو بِهِ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَيَنْقَطِعُ بِهِ ثُمَّ يُوصَلُ لَهُ فَيَعْلُو بِهِ، فَأَخْبِرْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ بِأَبِي أَنْتَ، أَصَبْتُ أَمْ أَخْطَأْتُ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَصَبْتَ بَعْضًا وَأَخْطَأْتَ بَعْضًا قَالَ: فَوَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَتُحَدِّثَنِّي مَا الَّذِي أَخْطَأْتُ؟ قَالَ لَا تُقْسِمْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے آج رات خواب میں بادل دیکھے جس سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے میں نے لوگوں کو دیکھا کہ اس سے اپنے ہاتھوں میں چلو بھر بھر کے لے رہے ہیں ان میں سے بعض زیادہ لے رہے ہیں اور بعض کم اور میں نے ایک رسی دیکھی جو آسمان سے زمین تک ہے میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اسی رسی کو پکڑا اور اوپر چڑھ گئے۔

پھر آپ کے بعد ایک آدمی نے اسے پکڑا وہ بھی چڑھ گیا۔ پھر ایک دوسرا آدمی بھی اسے پکڑ کر اوپر چڑھ گیا۔ پھر ایک اور آدمی نے اسے پکڑا تو وہ رسی ٹوٹ گئی پھر اس کے لیے جوڑ دی گئی تو وہ چڑھ گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان! اللہ کی قسم آپ مجھے اجازت دیں تا کہ میں اس کی تعبیر کروں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تعبیر (بیان) کرو۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا: بادل سے مراد اسلام کا سایہ ہے اور گھی اور شہد کے ٹپکنے سے مراد قرآن مجید کی حلاوت و نرمی ہے اور اس سے لوگوں کا حاصل کرنا قرآن مجید سے کم اور زیادہ حاصل کرنے کے مترادف ہے اور رسی جو آسمان سے زمین تک ہے اس سے مراد حق ہے جس پر آپ قائم ہیں آپ اسے مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں، اللہ اس کے ذریعے آپ کو بلندی عطا فرمائے گا پھر آپ کے بعد جو آدمی اس کو تھامے گا وہ اس کے ذریعہ بلند ہوگا پھر اس کے بعد دوسرا آدمی پکڑے گا وہ بھی بلند ہو جائے گا پھر اس کے بعد ایک دوسرا آدمی پکڑے گا تو اس سے دین میں خلل واقع ہوگا لیکن وہ خرابی دور ہو جائے گی اور وہ بھی بلندی پر جائے گا اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ مجھے بتائیں کہ میں نے تعبیر درست کی ہے یا خطا کی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بعض تعبیرات تو نے درست کی ہیں اور بعض میں غلطی کی ہے ابوبکرؓ نے عرض کیا: اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! آپ مجھے بتائیں جو میں نے غلطی کی۔ آپ نے فرمایا: قسم مت دو۔

تشریح:

"ظلة" بادل مراد ہے یا کوئی اور سائبان مراد ہے "تنطف" تھوڑا تھوڑا ٹپکنا مراد ہے یعنی گھی اور شہد ٹپکتا رہتا ہے "یتکففون" ہتھیلی بڑھا بڑھا کر لینا مراد ہے "سببا" رسی مراد ہے "واصلا" یعنی آسمان سے زمین تک ایک رسی لمبی ہو کر چلی آرہی ہے "اعبرھا" یعنی اے ابوبکر تم نے تعبیر کا سوال کیا ہے اب تم اس کی تعبیر بتا دو۔

"أَصَبْتَ بَعْضًا وَأَخْطَأْتَ بَعْضًا" یعنی کچھ تعبیر تو صحیح اور درست ہے مگر کچھ میں غلطی ہو گئی ہے شارحین حدیث یہاں بحث کرتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر کی غلطی کس مقام میں واقع ہو گئی ہے ایک قول یہ ہے کہ صدیق نے شہد کی تعبیر میں قرآن کا ذکر کیا لیکن گھی کی تعبیر رہ گئی جس سے سنت مراد ہے تو آپ کو "القران والسنة" کا لفظ بتانا چاہئے تھا یہ بعض غلطی ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ رسی سے مراد خلافت کی رسی کی طرف اشارہ ہے آنحضرت کے زمانہ میں دور نبوت تھی اس کے بعد دور خلافت آیا صدیق اس پر پورا اترے اس کے بعد امیر المؤمنین عمر فاروق کا دور آیا وہ بھی اس پر پورا اترے پھر عثمان بن عفان کا دور آیا اس میں ایک موقع پر بلوائیوں کی وجہ سے آپ محصور ہو گئے اور یہ تسلسل ٹوٹ گیا آپ نے واقعہ دار میں زوردار تقریر کر کے ہر قسم اعتراض کا دفاع کیا لوگ مطمئن ہو گئے اور خلافت کی رسی پھر جڑ گئی اسی کی طرف "ثم یوصل له" میں اشارہ کیا گیا ہے لیکن اس

کے بعد دوبارہ بلوائیوں کی شورش ہوئی اور آپ شہید ہوکر کامیابی سے اوپر چلے گئے اسی کامیابی کی طرف "فیعلو به" میں اشارہ کیا گیا ہے اس خواب کی تعبیر میں خلافت کے اسی تسلسل کی طرف اشارہ تھا جس کو صدیق اکبر نے بیان نہیں کیا اسی کی طرف اخطات بعضا میں اشارہ ہے آنحضرت نے مستقبل کے ان ہنگاموں کو ظاہر نہیں کرنا چاہا اس لیے خود تعبیر نہیں بتائی رہ گیا حضرت علی کا دور تو وہ اگر چہ خلیفہ برحق تھے لیکن وہ خلیفہ بنتے ہیں اختلافات شروع ہو گئے گویا ان کی خلافت کی رسی مکمل طور پر قائم نہیں ہوئی اس لیے اس کا ذکر اس خواب میں نہیں ہے (منة المنعم بتغير يسير)

"لا تقسم" یعنی قسمیں نہ کھلا ؤ یہ مستقبل کے پوشیدہ معاملات ہیں اس کو پوشیدہ رہنے دو۔

۵۹۲۴۔ وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْصَرَفَهُ مِنْ أُحُدٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي رَأَيْتُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ ظُلَّةً تَنْطِفُ السَّمْنَ وَالْعَسَلَ، بِمَعْنَى حَدِيثِ يُونُسَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ احد سے واپسی پر ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آج رات میں نے خواب میں بادل دیکھا جس سے گھی اور شہد ٹپک رہا تھا باقی حدیث یونس کی روایت کے مطابق ہے۔

۵۹۲۵۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَوْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: عَبْدُ الرَّزَّاقِ، كَانَ مَعْمَرٌ، أَحْيَانًا يَقُولُ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَحْيَانًا يَقُولُ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي أَرَى اللَّيْلَةَ ظُلَّةً بِمَعْنَى حَدِيثِهِمْ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ یا حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: آج رات میں نے (خواب میں) بادل دیکھا۔ باقی حدیث انہیں کی طرح ہے۔

۵۹۲۶۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ وَهُوَ ابْنُ كَثِيرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مِمَّا يَقُولُ لِأَصْحَابِهِ مَنْ رَأَى مِنْكُمْ رُؤْيَا فَلْيَقُصَّهَا أَعْبُرْهَا لَهُ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ رَأَيْتُ ظُلَّةً. بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ سے فرمایا کرتے تھے تم میں جس نے خواب دیکھا وہ اسے بیان کرے تا کہ اسے اس خواب کی تعبیر بتاؤں ایک آدمی آیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے بادل دیکھا۔ باقی حدیث گزر چکی۔

بَابُ رُؤْيَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آنحضرت ﷺ کے خواب کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چھ احادیث کو بیان کیا ہے

۵۹۲۷۔ **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: رَأَيْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فِيمَا يَرَى النَّائِمُ، كَأَنَّا فِي دَارِ عُقْبَةَ بْنِ رَافِعٍ، فَأُتِينَا بِرُطَبٍ مِنْ رُطَبِ ابْنِ طَابٍ، فَأَوَّلْتُ الرِّفْعَةَ لَنَا فِي الدُّنْيَا، وَالْعَاقِبَةَ فِي الْآخِرَةِ، وَأَنَّ دِينَنَا قَدْ طَابَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے ایک رات میں وہ دیکھا جو سونے والا دیکھتا ہے۔ گویا ہم عقبہ بن رافع کے گھر میں ہیں اور ہمارے پاس ابن طاب قسم کی تازہ کھجوریں لائی گئیں۔ تو میں نے اس کی تعبیر یہ سمجھی کہ دنیا میں ہمارے لیے عظمت ہوگی اور آخرت میں (عذاب سے) بچاؤ ہوگا اور ہمارا دین بہت عمدہ ہے۔

۵۹۲۸۔ **وَحَدَّثَنَا** نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، أَخْبَرَنِي أَبِي، حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَرَانِي فِي الْمَنَامِ أَتَسَوَّكُ بِسِوَاكٍ، فَجَذَبَنِي رَجُلَانِ، أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ، فَنَاوَلْتُ السِّوَاكَ الْأَصْغَرَ مِنْهُمَا، فَقِيلَ لِي: كَبِّرْ، فَدَفَعْتُهُ إِلَى الْأَكْبَرِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ میں مسواک کر رہا ہوں۔ دو آدمیوں نے مجھے کھینچا۔ ان میں سے ایک دوسرے سے بڑا تھا۔ میں نے وہ مسواک ان میں سے چھوٹے کو دے دی تو مجھے کہا گیا کہ بڑے کو دو۔ تو میں نے وہ مسواک بڑے کو دیدی۔

۵۹۲۹۔ **حَدَّثَنَا** أَبُو عَامِرٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَرَّادٍ الْأَشْعَرِيُّ، وَأَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ جَدِّهِ، عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ، فَذَهَبَ وَهَلِي إِلَى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوْ هَجَرُ،

فَإِذَا هِيَ الْمَدِينَةُ يَثْرِبُ، وَرَأَيْتُ فِي رُؤْيَايَ هَذِهِ أَنِّي هَزَزْتُ سَيْفًا، فَانْقَطَعَ صَدْرُهُ، فَإِذَا هُوَ مَا أُصِيبَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ أُحُدٍ، ثُمَّ هَزَزْتُهُ أُخْرَى فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ، فَإِذَا هُوَ مَا جَاءَ اللَّهُ بِهِ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِينَ، وَرَأَيْتُ فِيهَا أَيْضًا بَقَرًا وَاللَّهُ خَيْرٌ، فَإِذَا هُمُ النَّفَرُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ أُحُدٍ، وَإِذَا الْخَيْرُ مَا جَاءَ اللَّهُ بِهِ مِنَ الْخَيْرِ بَعْدُ، وَثَوَابُ الصِّدْقِ الَّذِي آتَانَا اللَّهُ بَعْدَ يَوْمِ بَدْرٍ

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکہ سے ایسی زمین کی طرف جارہا ہوں جہاں کھجوریں ہیں۔میرے دل میں یہ خیال آیا کہ وہ جگہ یمامہ یا ہجر ہے۔مگر وہ شہر یثرب (مدینہ) تھا اور میں نے اپنے اس خواب میں دیکھا کہ میں نے تلوار کو حرکت دی تو وہ اوپر سے ٹوٹ گئی۔اس کی تعبیر وہ ہوئی جو مؤمنین کو غزوۂ احد کے دن تکلیف پہنچی۔ پھر میں نے تلوار کو دوبارہ حرکت دی تو وہ پہلے سے بھی زیادہ مضبوط اور سالم تھی اس کی تعبیر اللہ کی طرف سے فتح مکہ کی صورت میں اور مسلمانوں کے اجتماع سے ہوئی اور اسی خواب میں میں نے گائے کو بھی دیکھا اور اللہ بہتر (ثواب عطا فرمانے والے) ہیں۔اس کی تعبیر مسلمانوں کا غزوۂ احد میں شہید ہونا تھا اور خیر سے مراد وہ بھلائی ہے جو اللہ نے اس کے بعد عطا کی اور سچائی کا ثواب وہ ہے جو ہمارے پاس اللہ نے غزوۂ بدر کے بعد عطا کیا۔

تشریح:

''وھلی'' خیال اور گمان کو کہتے ہیں''الیمامہ'' ریاض کے علاقہ میں ایک جگہ ہے جو مسیلمہ کذاب کا شہر ہے''ھجو'' یہ بحرین کا مرکزی مقام تھا جس کو آج کل الاحساء کہتے ہیں ان دونوں شہروں میں کھجور کے باغات زیادہ تھے اس لیے آپ کا خیال ان کی طرف گیا''بقرا'' ایک روایت میں''تنحر'' کا اضافہ ہے جس سے تعبیر کا مطلب واضح ہو جاتا ہے کیونکہ گائے کا ذبح ہونا شہادتوں کی طرف اشارہ تھا اور تلوار کے ٹوٹنے سے شکست کی طرف اشارہ تھا۔

''واللہ خیر'' ای صنع اللہ خیر یعنی اللہ تعالیٰ کے کاموں میں خیر ہوتی ہے''بعد'' یعنی یوم احد کے بعد اللہ تعالیٰ نے فتوحات عطا فرمائی''بعد یوم بدر'' اس سے البدر الثانیۃ مراد ہے جو البدر الموعود سے یاد کیا جاتا ہے مسلمان گئے اور کفار نہیں آئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسیلمہ کذاب سے آمنے سامنے گفتگو

۵۹۳۰۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ التَّمِيمِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي

حُسَيْنٍ، حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَدِمَ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ، فَجَعَلَ يَقُولُ: إِنْ جَعَلَ لِي مُحَمَّدٌ الْأَمْرَ مِنْ بَعْدِهِ تَبِعْتُهُ، فَقَدِمَهَا فِي بَشَرٍ كَثِيرٍ مِنْ قَوْمِهِ، فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، وَفِي يَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِطْعَةُ جَرِيدَةٍ، حَتَّى وَقَفَ عَلَى مُسَيْلِمَةَ فِي أَصْحَابِهِ، قَالَ: لَوْ سَأَلْتَنِي هَذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أَعْطَيْتُكَهَا، وَلَنْ أَتَعَدَّى أَمْرَ اللَّهِ فِيكَ، وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللَّهُ، وَإِنِّي لَأُرَاكَ الَّذِي أُرِيتُ فِيكَ مَا أُرِيتُ، وَهَذَا ثَابِتٌ يُجِيبُكَ عَنِّي ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْهُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَسَأَلْتُ عَنْ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ أُرَى الَّذِي أُرِيتُ فِيكَ مَا أُرِيتُ فَأَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ فِي يَدَيَّ سِوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ، فَأَهَمَّنِي شَأْنُهُمَا، فَأُوحِيَ إِلَيَّ فِي الْمَنَامِ أَنِ انْفُخْهُمَا، فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا، فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ مِنْ بَعْدِي، فَكَانَ أَحَدُهُمَا الْعَنْسِيُّ صَاحِبَ صَنْعَاءَ، وَالْآخَرُ مُسَيْلِمَةَ صَاحِبَ الْيَمَامَةِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ مبارک میں مسیلمہ کذاب مدینہ آیا اور اس نے کہنا شروع کر دیا کہ اگر محمد ﷺ اپنے بعد حکومت میرے سپرد کریں تو میں ان کی اتباع کرتا ہوں اور وہ اپنی قوم کے کافی آدمیوں کے ہمراہ (مدینہ) آیا نبی کریم ﷺ اس کی طرف تشریف لائے اور آپ ﷺ کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماس بھی تھے اور نبی کریم ﷺ کے ہاتھ مبارک میں ایک لکڑی کا ٹکڑا تھا یہاں تک کہ آپ ﷺ مسیلمہ کے پاس ان کے ساتھیوں میں جا کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا: اگر تو مجھ سے لکڑی کا ٹکڑا بھی مانگے تو میں تجھے نہ دوں گا اور میں تیرے بارے میں اللہ کے حکم سے ہرگز تجاوز نہ کروں گا اور اگر تو نے (میری اتباع سے) پیٹھ پھیری تو اللہ تجھ کو قتل کرے گا اور میں تیرے بارے میں وہی گمان رکھتا ہوں جو مجھے تیرے بارے میں خواب میں دکھایا گیا ہے اور یہ صحابی ثابت ہیں جو تجھے میرے طرف سے جواب دیں گے۔ پھر آپ ﷺ اس سے واپس تشریف لائے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی ﷺ کے قول کے بارے میں "تیرے بارے میں وہی گمان کرتا ہوں جو مجھے خواب میں دکھایا گیا" پوچھا تو مجھے ابو ہریرہؓ نے خبر دی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میں نے سوتے ہوئے دیکھا کہ میرے دونوں ہاتھوں میں سونے کی کنگن ہیں، جن سے مجھے فکر پیدا ہو گئی تو خواب میں ہی میری طرف وحی کی گئی کہ ان دونوں (کنگن) پر پھونک مارو۔ میں نے انہیں پھونکا تو وہ اڑ گئے۔ میں نے ان کی تعبیر یہ کی کہ دو جھوٹے میرے بعد نکلیں گے۔ پس ان میں سے ایک اسود عنسی صنعاء کا رہنے والا ہے اور دوسرا مسیلمہ یمامہ والا۔

تشریح:

"قدم مسیلمة الکذاب" اس خبیث نے خودغرضی کے طور پر اسلام کا اظہار کیا تھا اور پھر اپنا مطالبہ رکھا کہ اگر محمد اپنے بعد مجھے خلیفہ بنادے تو ان کی اتباع کردوں گا "فی بشر کثیر" علامہ واقدی کہتے ہیں کہ مسیلمہ کذاب کے ساتھ سترہ آدمی تھے۔

"فاقبل علیه" چونکہ مسیلمہ کذاب وفد کے ساتھ آیا تھا مگر آنحضرت کے سامنے نہیں آیا آنحضرت تالیف قلب اور اکرام الضیف کے تحت خود ان کے پاس گئے "هذه القطعة" یعنی کھجور کی شاخ کا ایک ٹکڑا بھی تجھے نہیں دوں گا چونکہ مسیلمہ کذاب آنحضرت کے بعد خلافت بھی چاہتا تھا اور نبوت میں حصہ بھی مانگتا تھا اس لیے آنحضرت نے سختی سے مسترد کردیا۔

"ولن اتعدی امر الله" بخاری میں "ولن تعدو امر الله فیک" ہے مسلم کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جو تیرے بارے میں فیصلہ ہے میں اس سے آگے نہیں جاؤں گا اور وہ فیصلہ یہ ہے کہ تجھے کچھ نہیں دوں گا اور بخاری کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اور حکم جو تیرے بارے میں ہے تم اس سے ادھر ادھر نہیں جاسکو گے وہ یہ کہ تو ہلاک ہوجائے گا اور تجھے کچھ بھی نہیں ملے گا لہذا بہتر یہ ہے کہ تم میری متابعت واطاعت کرو۔

"لاراک" مجہول کا صیغہ ہے اور معروف کا بھی ہے یعنی جو مجھے خواب میں دکھایا گیا میں سمجھتا ہوں کہ تو وہی ہے اور تیرے ساتھ وہی کچھ ہوگا، سبحان اللہ کتنے عظیم سچے نبی ہیں جو کچھ فرمایا وہی ہوگیا۔

۵۹۳۱۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا، وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ خَزَائِنَ الْأَرْضِ فَوَضَعَ فِي يَدَيَّ أُسْوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ، فَكَبُرَا عَلَيَّ وَأَهَمَّانِي، فَأُوحِيَ إِلَيَّ أَنِ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَذَهَبَا، فَأَوَّلْتُهُمَا الْكَذَّابَيْنِ اللَّذَيْنِ أَنَا بَيْنَهُمَا: صَاحِبَ صَنْعَاءَ، وَصَاحِبَ الْيَمَامَةِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس زمین کے خزانے لائے گئے اور میرے ہاتھوں میں سونے کے کنگن رکھ دیئے گئے تو وہ مجھ پر سخت گراں گزرے اور انہوں نے مجھے فکرمند کردیا میری طرف وحی کی گئی کہ ان کو پھونک مارو، میں نے انہیں پھونک ماری تو وہ دونوں جاتے رہے میں نے انکی تعبیر یہ سمجھی کہ دونوں کذاب ہوں گے جن کے درمیان میں ہوں، ایک تو والئی صنعاء اور دوسرا والئی یمامہ۔

تشریح:

''اسوارین'' یہ تثنیہ ہے اس کا مفرد سوار ہے کنگن کو کہتے ہیں سونے کے دو کنگن سے آنحضرت کو خواب میں بوجھ محسوس ہوا تو اس کے پھونکنے کا حکم ہو گیا تفصیل اس طرح ہے کہ آنحضرت نے سونے کے دو کنگن اور کڑے اپنے ہاتھ ہتھیلی میں دیکھے جس کو آپ نے پسند نہیں کیا آپ کو اس کے پھونکنے کا حکم ملا تو آپ نے اس میں پھونک ماردی جس سے وہ ان علاقوں کی طرف چلے گئے جہاں دو جھوٹے نبی ظاہر ہونے والے تھے ایک تو صنعاء یمن کا کذاب اسود عنسی تھا جس نے اسلام پر بڑی مصیبت لا ڈالی لیکن اس کے علاقے کے مسلمان چٹان کی طرح کھڑے ہو گئے اور فیروز دیلمی نے اس کو قتل کر دیا اس کے دو دن بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا آپ نے صحابہ کو بتادیا ''فیروز فاز فیروز'' کہ فیروز کامیاب ہو گیا مجھے جبریل نے بتادیا کہ فیروز نے اسود عنسی کو قتل کر دیا۔ دوسرا مسیلمہ کذاب یمامہ میں کھڑا ہو گیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ چٹان کی طرح ان کے مقابلے پر کھڑے رہے آخر کار اسلام کے لشکر جرار نے حضرت خالد بن ولید کی سرکردگی میں حدیقۃ الموت میں اس خبیث پر حملہ کر دیا اور وحشی بن حرب اور حضرت ابو دجانہ کی مشترکہ کاروائی سے مسیلمہ کذاب واصل جہنم ہو گیا۔ مسیلمہ کی عمر ایک سو بیس سال تھی گندہ کافر واصل جہنم ہو گیا۔ مکمل تفصیلات میری کتاب ''فتنہ ارتداد'' میں دیکھنا چاہیے۔

۵۹۳۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ أَبِي رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيِّ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الصُّبْحَ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهِ فَقَالَ: هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِنْكُمُ الْبَارِحَةَ رُؤْيَا؟

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ صبح کی نماز ادا فرما کر لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور فرماتے: کیا تم میں سے کسی نے گزشتہ رات کوئی خواب دیکھا ہے۔

کتاب الفَضَائِلِ

مناقب اور فضائل کا بیان

فضائل اور مناقب کے عنوان سے محدثین اپنی حدیث کی کتابوں کے آخر میں اس طرح عنوان رکھتے ہیں سب سے پہلے نبی آخر الزمان اور دیگر انبیاء کے مناقب بیان ہوتے ہیں پھر صحابہ کرام کے فضائل کا ذکر ہوتا ہے اور پھر اس امت کے مجموعی فضائل کا بیان ہوتا ہے سب سے عمدہ اور جامع طریقہ صاحب مشکوۃ المصابیح نے اپنایا ہے جس میں انہوں نے اجتماعی اور انفرادی فضائل اور مناقب کا ایک بڑا ذخیرہ اکٹھا کیا ہے، یہاں صحیح مسلم میں امام مسلم رحمہ اللہ نے آنحضرت کی صفات وکمالات اور حسب ونسب اور تبرکات وفیوضات اور اخلاق وشمائل اور زندگی کے تمام پہلوؤں سے متعلق احادیث کا ذکر کیا ہے۔

اس کے بعد انبیاء کرام میں سے چند انبیاء کا ذکر کیا ہے اور فضائل حضرت خضر کا تذکرہ کیا ہے اس کے بعد کتاب فضائل صحابہ کا طویل تذکرہ کیا ہے اور مختلف قبائل عرب کے فضائل کے بیان کے بعد فضائل کا سلسلہ مکمل کر کے کتاب البر والصلۃ اور کتاب القدر اور کتاب العلم اور کتاب الذکر والدعاء اور کتاب التوبۃ اور کتاب صفۃ الجنۃ والنار کو ذکر کر کے کتاب الفتن کو رکھا ہے پھر کتاب الزھد ہے اور آخر میں کتاب التفسیر کا مختصر بیان کیا ہے، بہرحال فضائل میں سب سے پہلے امام مسلم نے آنحضرت ﷺ کے نسب کا ذکر کیا ہے

بَابُ فَضْلِ نَسَبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

آنحضرت ﷺ کے نسب کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

۵۹۳۳ـ **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَهْمٍ، جَمِيعًا عَنِ الْوَلِيدِ، قَالَ ابْنُ مِهْرَانَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ أَبِي عَمَّارٍ شَدَّادٍ، أَنَّهُ سَمِعَ وَاثِلَةَ بْنَ الْأَسْقَعِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَى كِنَانَةَ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ، وَاصْطَفَى قُرَيْشًا مِنْ كِنَانَةَ، وَاصْطَفَى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ، وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ

حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرمایا: کہ ”اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں سے کنانہ کو منتخب کیا، اور بنو ہاشم میں سے (نبوت کے لیے) مجھے منتخب فرمایا“۔

تشریح:

"اصطفی" یہ چننے اور منتخب کرنے کے معنی میں ہے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ذکر کرنے سے اس بات کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ انتخاب کا یہ سلسلہ عرب قبائل میں چلا ہے کیونکہ عرب کے حسب ونسب کا سلسلہ حضرت اسماعیل علیہ السلام سے چل پڑا ہے ملا علی قاری رحمہ اللہ نے حضورا کرم ﷺ کا نسب نامہ عدنان تک لکھا ہے اور فرمایا ہے کہ اس سے زیادہ کا بیان کرنا صحیح نہیں ہے (یعنی اس میں اختلاف ہے) چنانچہ آپ نے فرمایا: "هو ابو القاسم محمد بن عبدالله بن عبدالمطلب بن هاشم بن عبد مناف بن نضر بن كنانه بن خريمة بن مدركه بن الياس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان ولا يصح حفظ النسب فوق عدنان" (مرقات)

"من ولد اسماعيل" ابراہیم علیہ السلام کے دو بیٹے تھے ایک حضرت اسحاق علیہ السلام تھے انبیاء بنی اسرائیل کا سلسلہ انہیں سے چلا ہے دوسرے حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے حضورا کرم ﷺ انہیں کی اولاد میں آئے ہیں اور صرف آپ دریتیم نبی تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل کی اولاد میں کنانہ کو منتخب کیا اور کنانہ کی اولاد میں قریش کو چنا اور قریش کی اولاد میں بنو ہاشم کو چنا اور بنو ہاشم میں سے محمد ﷺ کو چنا اور آپ کو سید الاولین والآخرین بنایا۔

٥٩٣٤ ـ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ، حَدَّثَنِي سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي لَأَعْرِفُ حَجَرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُبْعَثَ إِنِّي لَأَعْرِفُهُ الْآنَ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: "میں بلاشبہ مکہ کے اس پتھر کو بخوبی پہچانتا ہوں جو میری بعثت سے قبل مجھے سلام کیا کرتا تھا اور میں اب بھی اسے پہچانتا ہوں"۔

بَابُ تَفْضِيلِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى جَمِيعِ الْخَلَائِقِ

ساری مخلوق پر آنحضرت ﷺ کی فضیلت کا بیان

اس باب میں امام مسلمؒ نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

٥٩٣٥ ـ حَدَّثَنِي الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى أَبُو صَالِحٍ، حَدَّثَنَا هِقْلٌ يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، حَدَّثَنِي أَبُو عَمَّارٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ فَرُّوخَ، حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَا

سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ، وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں روزِ قیامت تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور سب سے پہلا شخص ہوں گا جس کی قبر شق ہوگی (موت کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کے وقت) اور سب سے پہلا سفارش کرنے والا ہوں گا اور سب سے پہلا شخص ہوں گا جس کی سفارش قبول کی جائے گی''۔

تشریح:

''سید'' سیداس سردار کو کہتے ہیں جو اپنی قوم پر تمام صفات حمیدہ میں سبقت لے گیا ہو۔''یوم القیامة'' سرداری کو قیامت کے دن کے ساتھ اس لیے مقید کیا گیا کہ کمال سرداری کا ظہور انسانون پر تب ہوگا کہ سارے انسان ایک جگہ جمع ہوجائیں اور وہ قیامت میں جمع ہوں گے لہٰذا سرداری کی تکمیل قیامت میں ہوگی۔

کسی انسان کے بس میں نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے فضائل ومناقب اور صفات حمیدہ کو کما حقہ بیان کر سکے کسی زبان میں یہ طاقت نہیں کہ آپ ﷺ کے تمام فضائل اور اوصاف کا احاطہ کر سکے، تاہم امام مسلم نے آپ ﷺ کے فضائل سے متعلق چند احادیث کو اس عنوان کے تحت درج کیا ہے گویا وہ مُشتے از نمونہ خروارے کا مصداق ہے۔ کسی اللہ والے نے صحیح نقشہ پیش کیا ہے فرمایا

خدا در انتظار حمد مانیست ☆ محمد چشم بر راہ ثنا نیست

خدا مدح آفرین مصطفیٰ بس ☆ محمد حامد حمدِ خدا بس

محمد از تو می خواہم خدا را ☆ خدا یا از تو عشق مصطفیٰ را

علماء کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ سید البشر اور سید ولد آدم ہیں آپ ﷺ کے بعد حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا مقام ہے اور پھر حضرت موسیٰ کا مقام ہے پھر علماء نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور پھر حضرت نوح علیہ السلام کا درجہ بتایا ہے، یہ پانچ اولوالعزم انبیاء کرام ہیں ان کے بعد تعین کے لیے کسی نے کچھ نہیں کہا ہے تو ہم بھی کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اس حدیث میں آنحضرت نے اپنے بارے میں ایک حقیقی حقیقت کا ذکر فرمایا ہے اور اصلی مقام کو بتایا ہے اس میں نسبی فخر ومباہات کا قصہ نہیں ہے جس کی ممانعت ہے یہاں اس حدیث میں چند امتیازات کا ذکر ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں نمبر وار آنحضرت کے دیگر خصوصیات کو یکجا کر کے لکھا جائے تو ملاحظہ فرمائیں۔(۱) آپ ﷺ سب سے اچھے طبقے مین آئے (۲) تمام انسانوں کے سردار ہوئے۔(۳) آپ ﷺ کے متبعین سب سے زیادہ ہوں گے۔(۴) آپ ﷺ قیامت کے دن سب سے پہلے اپنی قبر سے اٹھیں گے۔(۵) سب

سے پہلے شفاعت آپ کریں گے (۶) سب سے پہلے جنت کا دروازہ آپ کھولیں گے (۷) آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ (۸) آپ ﷺ کو قرآن کی صورت میں دائمی معجزہ دیا گیا (۹) آپ کو ایسا رعب ودبدبہ دیا گیا ہے جس سے ایک ماہ کی مسافت تک دشمن پر رعب پڑتا ہے۔ (۱۰) پوری زمین آپ کے لیے مسجد بنادی گئی۔ (۱۱) مٹی کو آپ کے لیے طہارت تیمم کا ذریعہ بنایا گیا۔ (۱۲) آپ کو پوری دنیا کے پورے انسانوں کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا۔ (۱۳) آپ کو جوامع الکلم دیئے گئے۔ (۱۴) مال غنیمت آپ کے لیے حلال کیا گیا۔ (۱۵) آپ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں۔ (۱۶) پوری زمین سمیٹ کر آپ کو دکھا دی گئی۔ (۱۷) جہاں تک آپ نے دیکھا وہاں تک آپ کی حکومت اور دین پھیلے گا۔ (۱۸) آپ کو سرخ وسفید دو قسم خزانے دیئے گئے یعنی فارس اور روم کی فتح۔ (۱۹) عام قحط اور دشمن کے عمومی غلبہ سے آپ کی امت تباہ نہیں ہوگی۔ (۲۰) آپ کو عرب کے لیے پناہ گاہ بنا کر بھیجا گیا (۲۱) سب سے پہلے آپ کو نبوت کے انوارات سے نوازا گیا۔ (۲۲) آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے نتیجہ میں نبی بن کر آئے (۲۳) حضرت عیسی علیہ السلام کی بشارت کے نتیجہ میں آئے۔ (۲۴) تمام نبی اور ساری مخلوق قیامت کے دن آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے جمع ہوں گے۔ (۲۵) آنحضرت حبیب اللہ بنے ہیں۔ (۲۶) میدان محشر میں صرف آپ خطیب ہوں گے۔ (۲۷) قیامت میں تمام مخلوق کے لیے آپ مبشر ہوں گے۔ (۲۸) محشر میں چاق وچوبند خوبصورت ایک ہزار خادم آپ کے ساتھ ہوں گے۔ (۲۹) آپ کو قیامت میں حلہ کرامت پہنا کر پایہ عرش کے پاس مقام دیا جائے گا۔ (۳۰) آپ کو جنت میں مقام وسیلہ ملے گا۔ (۳۱) آپ کو خصوصی حوض کوثر ملے گا۔ (۳۲) آپ کی اگلی پچھلی تمام لغزشیں معاف شدہ ہیں۔ (۳۳) آپ کو چاشت کی نماز عطا ہوئی۔ (۳۴) اگر پوری مخلوق ایک طرف ہو اور آپ ﷺ دوسری طرف ہوں تو آپ کا وزن بھاری ہوگا۔ خلاصہ یہ کہ:

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ ۔۔۔ وَالْفَرِيقَيْنِ مِنْ عَرَبٍ وَّمِنْ عَجَمٍ

أَحَلَّ أُمَّتَهُ فِي حِرْزِ مِلَّتِهِ ۔۔۔ كَاللَّيْثِ حَلَّ مَعَ الْأَشْبَالِ فِي أَجَمٍ

بَابٌ فِي مُعْجِزَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آنحضرت ﷺ کے معجزات کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے نو احادیث کو بیان کیا ہے

۵۹۲۶۔ وحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ

أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا بِمَاءٍ فَأُتِيَ بِقَدَحٍ رَحْرَاحٍ، فَجَعَلَ الْقَوْمُ يَتَوَضَّئُونَ، فَحَزَرْتُ مَا بَيْنَ السِّتِّينَ إِلَى الثَّمَانِينَ. قَالَ: فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى الْمَاءِ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے (ایک مرتبہ) پانی منگوایا، آپ کے سامنے ایک کشادہ پیالہ میں پانی لایا گیا، سب لوگ اس سے وضو کرنے لگے، میں نے اندازہ لگایا کہ ساٹھ سے اسی تک افراد تھے۔ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے پانی کی طرف جو دیکھا تو پانی آپ ﷺ کی انگلیوں میں سے ابل رہا تھا۔

تشریح:

معجزات کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ اس سے پہلے خارق عادت چیزوں کو سمجھ لیا جائے تحفة المنعم جلد اول باب الکبائر صفحہ نمبر ۷۴۵ پر خوارق عادت اشیاء کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے یہاں بھی موقع ومحل کی مناسبت سے کچھ لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

خارق عادت اشیاء

چنانچہ خوارق عادت چیزیں کل سات (۷) ہیں:

(۱) اول ''ارھاصات'' ہیں، یہ ایسے خارق عادت افعال ہوتے ہیں جو کسی نبی کی نبوت سے پہلے بطور تمہید نبی کی آمد کے اعلان کے لیے پیش آتے ہیں جیسے آنحضرت ﷺ کو نبوت سے پہلے پتھروں کا سلام کرنا، بادل کا سایہ کرنا، ولادت نبی کے وقت انقلابی واقعات کا پیش آنا یہ ''ارھاصات'' تھے۔

(۲) دوم ''معجزات'' ہیں یہ ایسے خارق عادت امور ہیں جو کسی نبی کی دعوت نبوت کے اثبات وتصدیق کے لیے اور مخالفین کو عاجز کرنے کے لیے مدعی نبوت کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں جیسے آنحضرت ﷺ کے ہاتھ کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور یہاں زیر بحث باب کی احادیث میں معجزات کی خوب تفصیل آرہی ہے۔

(۳) سوم'' کرامات'' ہیں: یہ ایسے خارق عادت اُمور ہیں جو صاحب ایمان متبع سنت شخص کے ہاتھ پر اس کے اعزاز واکرام کے طور پر ظاہر ہوتے ہیں پیغمبر کو اپنے معجزہ کا علم بھی ہوتا ہے اور ظہور معجزہ کا ارادہ بھی ہوتا ہے مگر ولی کے لیے یہ ضروری نہیں ہے۔

(۴) چہارم ''معونات'' ہیں یہ ایسے خارق عادت اُمور ہیں جو کسی مسلمان کی اعانت ومدد کے لیے ظاہر ہوتے ہیں جیسے حالت مخمصہ میں غیب سے کھانا آنا، پانی کا آنا یا زمین کا فاصلہ کم ہو جانا یا پانی پر چلنا وغیرہ وغیرہ یہ سب اعانت ومدد کی صورتیں ہیں۔

(۵) پنجم "استدراجات" ہیں یہ ایسے خارق عادت امور ہیں جو کسی کافر یا فاسق وفاجر شخص کے ہاتھ پر اس کے مقصود کے مطابق ظاہر ہوجائیں جیسے دجال کے احوال میں عجیب استدراجات اور تصرفات کا بیان ہوچکا ہے یا جھوٹے مدعی نبوت اسود عنسی کے ہاتھ پر عجائبات ظاہر ہوئے تھے یہ سب استدراج کے قبیل سے تھے۔استدراج ڈھیل دینے کو کہتے ہیں۔

(۶) ششم "اہانات" ہیں یہ ایسے خارق عادت امور کا نام ہے جو کسی کافر کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں لیکن اس کے مطلوب ومقصود کے برعکس ظاہر ہوتے ہیں مثلاً مسیلمہ کذاب نے کسی کانے یک چشم کی آنکھ پر ہاتھ پھیرا تاکہ یہ آنکھ درست ہوجائے مگر اس شخص کی صحیح آنکھ بھی اندھی ہوگئی۔اسی طرح مسیلمہ کذاب نے اپنے وضو کا بچا ہوا پانی برکت کے لیے باغ کے درختوں پر پھینکا تو باغ کے سارے درخت سوکھ گئے۔اسی طرح اس نے کلی کرکے کنوئیں میں پانی پھینکا تاکہ پانی زیادہ ہوجائے تو جو پانی کنوئیں میں تھا وہ بھی خشک ہوگیا،اسی طرح اس نے ایک بچے کے سر پر ہاتھ پھیر دیا تو اس کے حافظہ نے کام چھوڑ دیا، یہ سب اہانات کی صورتیں ہیں کہ سب تدبیریں الٹی ہوگئیں۔

(۷) ہفتم "سحر" اور جادو ہے اس کی ایک تعریف یہ ہے "کل ما لطف ماخذہ ودق فھو سحر" اس کی دوسری تعریف یہ ہے اخراج الحق فی صورۃ الباطل" جادو کی مزید تفصیل توضیحات جلد اول ص ۲۴۷ پر ملاحظہ کریں بعض علماء نے جادو کو خرق عادت شمار نہیں کیا کیونکہ اس میں ظاہری اسباب استعمال ہوتے ہیں۔بہرحال یہ تمام خارق عادت امور ہیں یہاں پر ان میں سے صرف معجزہ کی تعریف وتفصیل بیان کرنا مقصود ہے۔

معجزہ کی لغوی واصطلاحی تعریف:

معجزہ کا لغوی معنیٰ "عاجز بنانے والی چیز" ہے اور معجزہ کی اصطلاحی تعریف اس طرح ہے "المعجزۃ امر خارق للعادۃ یعجز البشر ان یأتوا بمثلہ "یعنی معجزہ اس امر خارق للعادۃ کا نام ہے جو انسان کو عاجز کردے کہ وہ اس کی مانند کوئی چیز پیش کرسکے بہرحال معجزہ کی دو قسمیں ہیں ایک قسم وہ معجزہ ہے جو کسی نبی کی نبوت کو ثابت کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اور قوم کی ہدایت کا ذریعہ بنتا ہے نبی اکرم ﷺ کے بہت سارے معجزے اسی قسم کے آئے ہیں لیکن ان میں سب سے بڑا اور دائمی معجزہ قرآن عظیم ہے جس سے اربوں انسانوں کو ہدایت نصیب ہوئی ہے اور ہورہی ہے۔دوسرا معجزہ فرمائشی ہوتا ہے کہ قوم ایمان لانے کے لیے کوئی فرمائشی معجزہ مانگے اس میں نبی کا آزمانا مقصود ہوتا ہے کہ آیا وہ یہ کام کرسکتا ہے یا نہیں؟ اس معجزہ کے مانگنے میں لوگ فضول قسم کے فرمائشی مطالبے رکھتے ہیں مثلاً اس چٹان سے ایک گابھن اونٹنی برآمد ہوجائے پھر وہ بچہ دیدے اور ہم سب اس کو

دیکھ لیں تب ہم ایمان لائیں گے یا یہ مطالبہ ہو کہ اس نبی کا بڑا باغ ہو اس میں نہریں ہوں وہ باغ ایسا ہو، یا ویسا ہو یا اس طرح مطالبہ ہو کہ یہ نبی آسمان پر چڑھ جائے اور وہاں سے ایک خط ہمیں لکھ کر بھیجے تا کہ ہم اس کو پڑھیں اور ایمان لائیں اس قسم کا فرمائشی معجزہ اگر اللہ تعالیٰ کسی قوم کو دے دیتا ہے اور قوم اس کا انکار کرتی ہے اور ایمان نہیں لاتی تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے پوری قوم پر عمومی عذاب نازل ہوتا ہے جیسے قوم ثمود تباہ ہوگئی۔ کفار قریش نے بھی آنحضرت ﷺ سے بار بار فرمائشی معجزے مانگے لیکن اللہ تعالیٰ نے نہیں دیئے اگر دیدیتے اور کفار ان کا انکار کرتے تو سب ہلاک ہوجاتے حالانکہ انہیں لوگوں میں سے اکثر و بیشتر بعد میں مسلمان ہوگئے۔

پانی سے متعلق معجزہ کا ظہور

۵۹۳۷۔ وحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا مَعْنٌ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، ح وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَحَانَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ، فَالْتَمَسَ النَّاسُ الْوَضُوءَ، فَلَمْ يَجِدُوهُ، فَأُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَضُوءٍ، فَوَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ الْإِنَاءِ يَدَهُ، وَأَمَرَ النَّاسَ أَنْ يَتَوَضَّئُوا مِنْهُ، قَالَ: فَرَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ أَصَابِعِهِ، فَتَوَضَّأَ النَّاسُ حَتَّى تَوَضَّئُوا مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا جب کہ عصر کی نماز کا وقت ہو چکا تھا اور لوگ وضو کا پانی تلاش کرتے پھر رہے تھے اور وہ (پانی) نہیں مل رہا تھا، اسی اثناء میں رسول اللہ ﷺ کے پاس وضو کا پانی لایا گیا، رسول اللہ ﷺ نے اس برتن میں اپنا دست مبارک ڈال دیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ اس میں سے وضو کریں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی انگلیوں میں سے چشمہ کی طرح ابل رہا ہے، لوگوں نے اس سے وضو کیا حتی کہ سب سے آخری آدمی نے بھی وضو کرلیا۔

۵۹۳۸۔ حَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ، حَدَّثَنَا مُعَاذٌ يَعْنِي ابْنَ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ بِالزَّوْرَاءِ قَالَ: وَالزَّوْرَاءُ بِالْمَدِينَةِ عِنْدَ السُّوقِ وَالْمَسْجِدِ فِيمَا ثَمَّهْ دَعَا بِقَدَحٍ فِيهِ مَاءٌ، فَوَضَعَ كَفَّهُ فِيهِ فَجَعَلَ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ، فَتَوَضَّأَ جَمِيعُ أَصْحَابِهِ قَالَ قُلْتُ: كَمْ كَانُوا؟ يَا أَبَا حَمْزَةَ قَالَ: كَانُوا زُهَاءَ الثَّلَاثِمِائَةِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ ایک مرتبہ "زوراء" کے مقام پر تھے جو مدینہ میں بازار کے قریب تھا اور مسجد وہیں اس کے قریب تھی، آپ ﷺ نے ایک پیالہ منگوایا جس میں پانی تھا، آپ ﷺ نے اپنی ہتھیلی اس میں رکھی تو آپ کی انگلیوں سے پانی ابلنے لگا، اور آپ کے تمام صحابہ نے وضو کرلیا۔
راوی کہتے ہیں کہ میں نے (حضرت انس سے) پوچھا کہ اے ابوحمزہ! سب لوگ کتنے ہوں گے، فرمایا کہ تقریباً تین سو کے لگ بھگ ہوں گے۔

۵۹۳۹۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ بِالزَّوْرَاءِ فَأُتِيَ بِإِنَاءِ مَاءٍ لَا يَغْمُرُ أَصَابِعَهُ أَوْ قَدْرَ مَا يُوَارِي أَصَابِعَهُ، ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ هِشَامٍ

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث ہشام (کہ آپ مقام زوراء پر تھے الخ) منقول ہے۔ اس اضافہ کے ساتھ کہ انسؓ نے فرمایا کہ: پانی اتنا کم تھا کہ آپ کی انگلیاں اس میں نہیں ڈوب رہی تھیں یا یہ کہ اتنا پانی بھی نہ تھا کہ آپ کی انگلیوں کو ہی چھپالیتا۔

کھانے سے متعلق معجزہ کا ظہور

۵۹۴۰۔ وحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ، حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ أُمَّ مَالِكٍ، كَانَتْ تُهْدِي لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عُكَّةٍ لَهَا سَمْنًا، فَيَأْتِيهَا بَنُوهَا فَيَسْأَلُونَ الْأُدْمَ، وَلَيْسَ عِنْدَهُمْ شَيْءٌ، فَتَعْمِدُ إِلَى الَّذِي كَانَتْ تُهْدِي فِيهِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَجِدُ فِيهِ سَمْنًا، فَمَا زَالَ يُقِيمُ لَهَا أُدْمَ بَيْتِهَا حَتَّى عَصَرَتْهُ، فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: عَصَرْتِيهَا؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ لَوْ تَرَكْتِيهَا مَا زَالَ قَائِمًا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام مالک، رسول اکرم ﷺ کو اپنی ایک کپی میں گھی ہدیہ کیا کرتی تھیں۔ ان کے بیٹے آکر ان سے سالن مانگتے تو اگر گھر میں کچھ نہ ہوتا تو ام مالک اس کپی کے پاس آتیں جس میں وہ نبی ﷺ کو گھی ہدیہ کیا کرتی تھیں تو اس کپی میں گھی ہوتا تھا۔ اس طرح ام مالک کے گھر میں سالن ہمیشہ باقی رہتا یہاں تک کہ ایک بار ام مالک نے اس کپی کو نچوڑ لیا۔ بعد ازاں وہ نبی ﷺ کی خدمت میں آئیں۔ آپ نے پوچھا کہ اسے نچوڑ لیا، کہنے لگیں: جی ہاں! فرمایا کہ اگر تم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیتیں تو اس میں ہمیشہ گھی باقی رہتا۔

تشریح:

''عکة'' چھوٹے مشکیزہ کو بھی عکہ کہتے ہیں اور گھی رکھنے کے لیے چمڑے کی بنی ہوئی کپی کو بھی عکہ کہتے ہیں۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں ''ھی وعاء من جلد مستدیر ویختص بالسمن والعسل'' (مرقات)

''فتعمد'' قصد وارادہ کے معنی میں ہے، ضمیر مؤنث ام مالک کی طرف لوٹتی ہے، حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ام مالک ایک کپی میں گھی رکھتی تھیں اور آنحضرت ﷺ کے لیے بطور ہدیہ بھیج دیتی تھیں کبھی ایسا ہوتا تھا کہ ام مالک کے بیٹے آکر سالن مانگتے تھے تو ام مالک اس کپی کی طرف رخ کرتی تھیں کیونکہ سالن کا کوئی دوسرا انتظام نہیں تھا البتہ اس کپی میں معجزہ کا ظہور ہو گیا تھا تو اس میں ہر وقت گھی مل جاتا تھا، یہ سلسلہ چلتا ہی رہا یہاں تک کہ ام مالک نے ایک دفعہ کپی سے پورا گھی صاف کرلیا تو برکت اور معجزہ کا یہ سلسلہ رک گیا، علماء نے لکھا ہے کہ معجزہ ایک غیبی نظام ہے اس کو پوشیدہ ہی رکھنا چاہیے، کھانے پینے کی اشیاء کی جڑ کو ظاہر کرنے سے معجزہ موقوف ہو جاتا ہے، کھانے پینے کی اشیاء میں برکت اور اضافہ تو ہو جاتا ہے لیکن اصل مادہ کو برقرار رکھنا ضروری ہے۔

''عصرتیھا'' کیا تم نے اس کپی کو بالکل نچوڑ دیا؟ اس صیغہ میں ''ی'' کا حرف اشباع کے لیے ہے اور ترکتیھا میں بھی ''ی'' اشباع کے لیے ہے اس کا مفہوم ترجمہ کرنے سے واضح ہو جاتا ہے جس کا تعلق کلام کے لہجے سے ہے۔

ساتھ والی روایت میں ''لو لم تکله'' کا لفظ ہے یہ کیل سے ہے ناپنے اور پیمانہ کرنے کے معنی میں ہے اس حدیث کے لیے بھی یہ تشریح کافی ہے۔

۵۹۴۱۔ وحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ، حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَطْعِمُهُ، فَأَطْعَمَهُ شَطْرَ وَسْقِ شَعِيرٍ، فَمَا زَالَ الرَّجُلُ يَأْكُلُ مِنْهُ وَامْرَأَتُهُ وَضَيْفُهُمَا، حَتَّى كَالَهُ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: لَوْ لَمْ تَكِلْهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ، وَلَقَامَ لَكُمْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپ ﷺ سے کھانا مانگا، آپ ﷺ نے اسے آدھا وسق جو دے دیے، وہ آدمی اور اس کی بیوی اور اس کے مہمان سب اس آدھے وسق میں سے ہمیشہ کھاتے رہتے (اور جو کم نہ ہوتے تھے) حتی کہ ایک مرتبہ اس نے اس کو ناپ لیا، پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر اس کو ناپا نہیں تو ہمیشہ اس میں سے کھاتا رہتا اور وہ تم لوگوں کے لیے ہمیشہ باقی رہتا۔

۵۹۴۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَهُوَ ابْنُ

أَنَسٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، أَنَّ أَبَا الطُّفَيْلِ عَامِرَ بْنَ وَاثِلَةَ، أَخْبَرَهُ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ أَخْبَرَهُ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ غَزْوَةِ تَبُوكَ، فَكَانَ يَجْمَعُ الصَّلَاةَ، فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا، وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا، حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمًا أَخَّرَ الصَّلَاةَ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا، ثُمَّ دَخَلَ، ثُمَّ خَرَجَ بَعْدَ ذَلِكَ، فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا، ثُمَّ قَالَ: إِنَّكُمْ سَتَأْتُونَ غَدًا، إِنْ شَاءَ اللَّهُ، عَيْنَ تَبُوكَ، وَإِنَّكُمْ لَنْ تَأْتُوهَا حَتَّى يُضْحِيَ النَّهَارُ، فَمَنْ جَاءَهَا مِنْكُمْ فَلَا يَمَسَّ مِنْ مَائِهَا شَيْئًا حَتَّى آتِيَ فَجِئْنَاهَا وَقَدْ سَبَقَنَا إِلَيْهَا رَجُلَانِ، وَالْعَيْنُ مِثْلُ الشِّرَاكِ تَبِضُّ بِشَيْءٍ مِنْ مَاءٍ، قَالَ فَسَأَلَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مَسَسْتُمَا مِنْ مَائِهَا شَيْئًا؟ قَالَا: نَعَمْ، فَسَبَّهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ لَهُمَا مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ. قَالَ: ثُمَّ غَرَفُوا بِأَيْدِيهِمْ مِنَ الْعَيْنِ قَلِيلًا قَلِيلًا، حَتَّى اجْتَمَعَ فِي شَيْءٍ، قَالَ وَغَسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ، ثُمَّ أَعَادَهُ فِيهَا، فَجَرَتِ الْعَيْنُ بِمَاءٍ مُنْهَمِرٍ أَوْ قَالَ: غَزِيرٍ شَكَّ أَبُو عَلِيٍّ أَيُّهُمَا قَالَ حَتَّى اسْتَقَى النَّاسُ، ثُمَّ قَالَ يُوشِكُ، يَا مُعَاذُ إِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ، أَنْ تَرَى مَا هَاهُنَا قَدْ مُلِئَ جِنَانًا

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوۂ تبوک والے سال (جہاد تبوک کے لیے) نکلے، آپ ﷺ نمازوں کو اکٹھا پڑھتے تھے کہ ظہر اور عصر اکٹھی پڑھتے اور مغرب وعشاء اکٹھی پڑھتے، پھر ایک روز آپ ﷺ نے نماز کو مؤخر کر دیا، پھر (خیمہ سے) باہر نکلے اور ظہر وعصر اکٹھی پڑھیں، پھر (خیمہ میں) داخل ہو گئے، پھر اس کے بعد باہر نکلے اور مغرب وعشاء اکٹھی پڑھیں۔ بعد ازاں فرمایا کہ ان شاء اللہ تم کل تبوک کے چشمہ پر پہنچ جاؤ گے اور دن چڑھنے سے قبل وہاں نہ پہنچو گے، سو تم میں سے جو کوئی وہاں پہنچ جائے تو اس کے پانی کو کچھ نہ چھوئے، یہاں تک کہ میں آجاؤں، پھر ہم تبوک کے چشمہ پر پہنچ گئے، دو افراد آگے نکل گئے، چشمہ کی حالت یہ تھی کہ جوتے کے تسمہ کے برابر پانی بہہ رہا تھا، رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں سے پوچھا کہ کیا تم نے پانی کو چھوا ہے؟ وہ کہنے لگے جی ہاں۔ نبی ﷺ نے انہیں برا بھلا کہا اور جو کچھ اللہ کو منظور تھا ان کو کہا۔ پھر سب لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے چلو بھر تھوڑا تھوڑا پانی چشمہ سے نکال کر ایک برتن میں جمع کیا، رسول اللہ ﷺ نے اس میں اپنے دونوں ہاتھ اور چہرہ دھویا، پھر دوبارہ وہی پانی چشمہ میں ڈال دیا (اس کے ڈالتے ہی) چشمہ جوش مارتے ہوئے بہنے لگا، یہاں تک کہ لوگوں نے پانی پلانا شروع کر دیا (آدمیوں اور سواری کے جانوروں کو) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! اگر تمہاری عمر طویل ہوئی تو ممکن ہے تم دیکھو گے کہ یہاں پر پانی نے باغات کو بھر دیا ہو گا۔

تشریح:

"فلا یمسّ" یعنی اس معمولی پانی کو ہاتھ نہ لگاؤ تا کہ برکت کی ابتداء آنحضرت کے مبارک ہاتھ سے ہو۔ "الشراک" تسمہ کو کہتے ہیں "تبض" معمولی ٹپکنے کے معنی میں ہے "فسبهما" یعنی ان کو ڈانٹ لیا گالی دینا مراد نہیں ہے "منهمر" خوب جاری ہونے کے معنی میں ہے "غزیر" کثیر کے معنی میں ہے "جنانا" یہ جنۃ کی جمع ہے باغات مراد ہیں۔

٥٩٤٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ تَبُوكَ فَأَتَيْنَا وَادِيَ الْقُرَى عَلَى حَدِيقَةٍ لِامْرَأَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اخْرُصُوهَا فَخَرَصْنَاهَا وَخَرَصَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةَ أَوْسُقٍ، وَقَالَ: أَحْصِيهَا حَتَّى نَرْجِعَ إِلَيْكِ، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَانْطَلَقْنَا، حَتَّى قَدِمْنَا تَبُوكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَتَهُبُّ عَلَيْكُمُ اللَّيْلَةَ رِيحٌ شَدِيدَةٌ، فَلَا يَقُمْ فِيهَا أَحَدٌ مِنْكُمْ فَمَنْ كَانَ لَهُ بَعِيرٌ فَلْيَشُدَّ عِقَالَهُ فَهَبَّتْ رِيحٌ شَدِيدَةٌ، فَقَامَ رَجُلٌ فَحَمَلَتْهُ الرِّيحُ حَتَّى أَلْقَتْهُ بِجَبَلَيْ طَيِّءٍ، وَجَاءَ رَسُولُ ابْنِ الْعَلْمَاءِ، صَاحِبِ أَيْلَةَ، إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكِتَابٍ، وَأَهْدَى لَهُ بَغْلَةً بَيْضَاءَ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَهْدَى لَهُ بُرْدًا، ثُمَّ أَقْبَلْنَا حَتَّى قَدِمْنَا وَادِيَ الْقُرَى، فَسَأَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرْأَةَ عَنْ حَدِيقَتِهَا كَمْ بَلَغَ ثَمَرُهَا؟ فَقَالَتْ عَشَرَةَ أَوْسُقٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي مُسْرِعٌ فَمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ فَلْيُسْرِعْ مَعِيَ، وَمَنْ شَاءَ فَلْيَمْكُثْ فَخَرَجْنَا حَتَّى أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ، فَقَالَ: هَذِهِ طَابَةُ، وَهَذَا أُحُدٌ وَهُوَ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ خَيْرَ دُورِ الْأَنْصَارِ دَارُ بَنِي النَّجَّارِ، ثُمَّ دَارُ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ، ثُمَّ دَارُ بَنِي عَبْدِ الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، ثُمَّ دَارُ بَنِي سَاعِدَةَ، وَفِي كُلِّ دُورِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ فَلَحِقَنَا سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ، فَقَالَ أَبُو أُسَيْدٍ: أَلَمْ تَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيَّرَ دُورَ الْأَنْصَارِ، فَجَعَلَنَا آخِرًا فَأَدْرَكَ سَعْدٌ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ خَيَّرْتَ دُورَ الْأَنْصَارِ، فَجَعَلْتَنَا آخِرًا، فَقَالَ: أَوَلَيْسَ بِحَسْبِكُمْ أَنْ تَكُونُوا مِنَ الْخِيَارِ

ابوحمید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نکلے، جب ہم وادی القریٰ (شام کے راستہ پر ایک وادی ہے) میں ایک عورت کے باغ میں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اندازہ لگاؤ کہ اس

باغ میں کتنا پھل ہے، ہم نے اور رسول اللہ ﷺ نے اندازہ لگایا کہ دس وسق (ایک خاص پیمانہ) ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس عورت سے کہا کہ یہ عدد یاد رکھنا، یہاں تک کہ ان شاء اللہ ہم واپس لوٹ آئیں تیری طرف۔ پھر ہم وہاں سے چلے، تبوک پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج رات تمہارے اوپر سخت ہوا آندھی چلے گی، لہٰذا تم میں سے کوئی کھڑا نہ ہو اور جس کے پاس اونٹ ہے تو اس کی رسی کو باندھ کر رکھے۔ پھر تیز آندھی چلی، ایک شخص کھڑا ہوا تو آندھی نے اسے اٹھا کر طئی کے پہاڑوں کے درمیان لا پھینکا۔ اس کے بعد ابن العلماء جو ایلہ کا حاکم تھا کا قاصد رسول اللہ ﷺ کے پاس اس کا خط لے کر آیا اور آپ ﷺ کو ایک سفید خچر ہدیہ دیا، رسول اللہ ﷺ نے بھی اسے (جوابی) مکتوب لکھا اور ایک چادر ہدیہ بھیجی۔ پھر ہم لوگ واپس لوٹے یہاں تک کہ وادی القریٰ تک پہنچ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس عورت سے اس کے باغ کے متعلق پوچھا کہ کتنا پھل ہوا؟ اس نے کہا دس وسق (پورا نکلا)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تو جلدی چلوں گا تم میں سے جس کا دل چاہے جلدی چلے اور جو ٹھہرنا چاہے ٹھہر جائے۔ ہم وہاں سے نکلے یہاں تک کہ مدینہ نمودار ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ طابہ ہے (طابہ مدینہ منورہ ہی کا نام ہے) اور یہ احد ہے وہ پہاڑ جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا: انصار کے گھروں میں سے سب سے بہترین گھر بنو نجار (آپ ﷺ کی ننھیال) کے گھر ہیں۔ پھر بنو عبد الاشہل کے، پھر بنو الحارث بن الخزرج کے پھر بنو ساعدہ کے اور یوں تو انصار کے تمام ہی گھروں (برادریوں) میں خیر اور بہتری ہے پھر حضرت سعد بن عبادہؓ ہم سے ملے تو ابو سعیدؓ نے ان سے کہا کہ آپ نے نہیں دیکھا (سنا) کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کے گھروں کو اچھا قرار دیا تو ہمیں سب سے آخر میں کیوں کر دیا۔ سعد بن عبادہ رسول اللہ ﷺ سے ملے اور کہا کہ یا رسول اللہ! آپ نے انصار کے گھروں کی بہتری بیان فرمائی اور ہمیں (بنو ساعدہ) کو سب سے آخری درجہ میں رکھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا اتنا تمہارے لیے کافی نہیں کہ تم ''خیار'' لوگوں میں سے ہو۔

تشریح:

''وادی القریٰ'' ''مدائن صالح کے پاس ''العلا'' اور اس کے اطراف کے علاقوں کو کہتے ہیں ''اخرصوھا'' اندازہ کرنے کے معنی میں ہے ''احصیھا'' عورت کو کہا کہ تم یاد رکھو کہ کتنی کھجوریں آتی ہیں ''جبلی طی'' بنو طے کے دو پہاڑ اجا اور سلمیٰ مراد ہے ''السحائل'' کے دو جانبوں میں یہ مشہور پہاڑ ہیں ''العلماء'' اس آدمی کے والدہ کا نام ہے ''صاحب ایلہ'' ایلہ فلسطین کے ایک شہر کا نام ہے اس شخص کا نام یحنہ بن رؤبہ تھا اس نے جزیہ قبول کیا تھا ''بغلۃ بیضاء'' سفید خچر بطور ہدیہ دیا آنحضرت نے ان کو ہدیہ میں چادر بھیجدی یہ خچر دلدل کے علاوہ تھا دلدل مصر کے بادشاہ مقوقس نے ہدیہ کیا تھا جنگ حنین میں آنحضرت اسی پر سوار تھے تو یہ سفید خچر کوئی اور خچر ہے علامہ نووی کو شبہ لگ گیا تو اعتراض کیا ''ان تکونوا'' یعنی انتخاب میں تم منتخب لوگوں میں شمار

ہو گئے یہی کافی ہے اول دوم سوم کی بحث نہ کرو پوزیشن میں تو آ گئے یہ کافی ہے ''بـبـحـرهـم'' بحر کا لفظ بستی پر بولا جاتا ہے یہاں یہی مراد ہے کہ آنحضرت نے اس کو دیہاتوں کا مالک بنا دیا اگلی حدیث کا لفظ ہے۔

۵۹۴۴۔ حَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ الْمَخْزُومِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، إِلَى قَوْلِهِ وَفِي كُلِّ دُورِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ مِنْ قِصَّةِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، وَزَادَ فِي حَدِيثِ وُهَيْبٍ: فَكَتَبَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَحْرِهِمْ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِي حَدِيثِ وُهَيْبٍ: فَكَتَبَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

حضرت عمرو بن یحییٰ سے اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث ہی منقول ہے۔ اس روایت میں آپ ﷺ کے اس فرمان تک ہے کہ انصار کے سب گھروں میں بھلائی ہے اور اس کے بعد حضرت سعد بن عبادہ والے واقعہ کا ذکر نہیں فرمایا۔ اور حضرت وہیب کی روایت کردہ حدیث میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل ایلہ کو ان کا ملک لکھا دیا اور حضرت وہیب کی روایت میں یہ الفاظ مذکور نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف لکھا۔

بَابُ تَوَكُّلِهِ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى، وَقِصَّةُ غَورث

آنحضرت ﷺ کا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور غورث دیہاتی کا قصہ

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

۵۹۴۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ، ح وَحَدَّثَنِي أَبُو عِمْرَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ زِيَادٍ وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سِنَانِ بْنِ أَبِي سِنَانٍ الدُّؤَلِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةً قِبَلَ نَجْدٍ، فَأَدْرَكَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَادٍ كَثِيرِ الْعِضَاهِ، فَنَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ شَجَرَةٍ، فَعَلَّقَ سَيْفَهُ بِغُصْنٍ مِنْ أَغْصَانِهَا قَالَ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الْوَادِي يَسْتَظِلُّونَ بِالشَّجَرِ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ رَجُلًا أَتَانِي وَأَنَا نَائِمٌ فَأَخَذَ السَّيْفَ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى رَأْسِي، فَلَمْ أَشْعُرْ إِلَّا وَالسَّيْفُ صَلْتًا فِي يَدِهِ، فَقَالَ لِي: مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ قَالَ قُلْتُ: اللَّهُ، ثُمَّ قَالَ فِي الثَّانِيَةِ: مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ قَالَ قُلْتُ: اللَّهُ، قَالَ: فَشَامَ السَّيْفَ

فَهَا هُوَ ذَا جَالِسٌ ثُمَّ لَمْ يَعْرِضْ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی غزوہ میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نجد کی جانب جہاد کے لیے گئے، ہم نے رسول اللہ ﷺ کو ایک ایسی وادی میں جو کانٹے دار درختوں والی تھی پایا۔ رسول اللہ ﷺ سواری سے اتر گئے ایک درخت کے نیچے، اپنی تلوار درخت کی ٹہنیوں میں سے کسی پر لٹکا دی، سب لوگ وادی میں درختوں کے سائے میں منتشر ہو گئے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص میرے پاس آیا، میں سویا ہوا تھا، اس نے تلوار اٹھائی تو میں بیدار ہو گیا، وہ میرے سر پر کھڑا تھا، مجھے ذرا بھی احساس نہ ہوا مگر اس وقت جب ننگی تلوار اس کے ہاتھ میں تھی، اس نے مجھ سے کہا تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: اللہ! اس نے دوسری بار یہی کہا کہ تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے کہا: اللہ! یہ سن کر اس نے تلوار نیام میں کر لی۔ اور وہ شخص یہ بیٹھا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس سے کوئی تعرض نہیں کیا (اور اسے چھوڑ دیا)۔

تشریح:

"غزوة" یہ نجد کی طرف غزوہ تھا جس کا نام ذات الرقاع ہے "کثیر العضاة" جس بڑے درخت میں بہت زیادہ لمبے لمبے کانٹے ہوتے ہیں اس کو عضاہ کہتے ہیں بعض اہل لغت نے کہا کہ اس سے مراد کیکر کے بڑے بڑے درخت ہیں یہ زیادہ واضح ہے "رجلا" یہ اس علاقے کا ایک دیہاتی سردار تھا اس کا نام غورث تھا جس نے آنحضرت کو شہید کرنا چاہا "صَلْتًا" صاد پر زبر ہے اور لام ساکن ہے سونتی ہوئی تلوار کو کہتے ہیں "اللّٰه" اس لفظ میں رعب وجلال تھا جس سے دیہاتی گھبرا کر کانپ اٹھا اور تلوار اس کے ہاتھ سے نیچے گر گئی بعض نے لکھا ہے کہ جبریل امین نے اس کو سینہ میں مکا مار دیا تھا۔
"فشام السيف" تلوار کو نیام میں واپس کر کے چھپانے کو کہتے ہیں "القائلة" دوپہر کے وقت قیلولہ کو قائلہ کہا گیا ہے قیلولہ کے لیے نیند شرط نہیں صرف آرام کرنا کافی ہے۔

٥٩٤٦ - وحَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ، قَالَا: أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنِي سِنَانُ بْنُ أَبِي سِنَانٍ الدُّؤَلِيُّ، وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيَّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَهُمَا، أَنَّهُ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةً قِبَلَ نَجْدٍ، فَلَمَّا قَفَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَفَلَ مَعَهُ، فَأَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ يَوْمًا، ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ وَمَعْمَرٍ.

اس سند سے بھی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے مندرجہ بالا حدیث بیان کی ہے۔اس فرق کے ساتھ کہ فرمایا:
''انہوں نے جہاد کیا نبی ﷺ کے ساتھ نجد کے علاقہ میں، جب نبی ﷺ واپس ہوئے تو وہ (جابر) بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہی واپس ہوئے، (راہ میں) ایک دن ایک ملنے والا ملا....آگے سابقہ حدیث ابراہیم بن سعد و معمر کی طرح ہی بیان کیا۔

۵۹۴۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِذَاتِ الرِّقَاعِ، بِمَعْنَى حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ وَلَمْ يَذْكُرْ: ثُمَّ لَمْ يَعْرِضْ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس سند سے بھی سابقہ حدیث (حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ ہم ذات الرقاع تک پہنچ گئے) ہی منقول ہے۔لیکن اس روایت میں یہ نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے کچھ تعرض نہیں فرمایا۔

بَابُ مَثَلِ مَا بُعِثَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْهُدَى وَالْعِلْمِ

جس علم وہدایت پر آنحضرت کو بھیجا گیا اس کی مثال

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۵۹۴۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو عَامِرٍ الْأَشْعَرِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَاللَّفْظُ لِأَبِي عَامِرٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ مَثَلَ مَا بَعَثَنِيَ اللَّهُ بِهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الْهُدَى، وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَصَابَ أَرْضًا، فَكَانَتْ مِنْهَا طَائِفَةٌ طَيِّبَةٌ، قَبِلَتِ الْمَاءَ فَأَنْبَتَتِ الْكَلَأَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيرَ، وَكَانَ مِنْهَا أَجَادِبُ أَمْسَكَتِ الْمَاءَ، فَنَفَعَ اللَّهُ بِهَا النَّاسَ، فَشَرِبُوا مِنْهَا وَسَقَوْا وَرَعَوْا، وَأَصَابَ طَائِفَةً مِنْهَا أُخْرَى، إِنَّمَا هِيَ قِيعَانٌ لَا تُمْسِكُ مَاءً، وَلَا تُنْبِتُ كَلَأً، فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِي دِينِ اللَّهِ، وَنَفَعَهُ بِمَا بَعَثَنِيَ اللَّهُ بِهِ، فَعَلِمَ وَعَلَّمَ، وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذَلِكَ رَأْسًا، وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللَّهِ الَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل نے مجھے جس ہدایت اور علم کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اس کی مثال ایسی بارش کی سی ہے جو کسی زمین پر برسی، اس کے کچھ حصہ نے تو پانی کو قبول کیا (جذب

کرلیا) جس سے چارہ اور خوب گھاس اُگی (اور انسانوں اور جانوروں کے کام آئی) اور کچھ حصہ ایسا تھا جو سخت تھا اس نے پانی کو جمع کرلیا، اللہ نے اس پانی سے لوگوں کو فائدہ پہنچایا انہوں نے اس میں سے پیا بھی اور سیراب ہوئے اور جانوروں کو بھی چرایا، اور ایک حصہ ایسا تھا کہ وہ چٹیل میدان تھا، نہ اس نے پانی روک رکھا نہ ہی چارہ وغیرہ اگا۔ بس یہی مثال اس شخص کی ہے جس نے اللہ کے دین کی فقہ وسمجھ حاصل کی اور اللہ نے اس کو نفع پہنچایا اس چیز سے جسے دے کر اللہ نے مجھے بھیجا ہے (یعنی علم اور ہدایت) تو اس نے علم حاصل کیا اور دوسروں کو سکھلایا۔ اور مثال اس شخص کی ہے جس نے اس دین کے لیے سر نہ اٹھایا اور جس ہدایت کو دے کر اللہ نے مجھے بھیجا اسے قبول نہ کیا۔

تشریح:

''الکلاء'' کلاء، عشب، حشیش گھاس کی تین اقسام ہیں۔ کلاء سبز اور خشک دونوں کے لیے بولا جاتا ہے اور عشب صرف سبز گھاس کو کہتے ہیں۔ اور حشیش صرف خشک گھاس کو کہا جاتا ہے ''الغیث'' اس بارش کو کہتے ہیں جو بہت زیادہ خشک سالی اور قحط کے بعد آجائے ''اجاذب'' اس سخت زمین کو کہتے ہیں جہاں پانی تو جمع ہوسکتا ہے لیکن گھاس نہ اگ سکے۔ ''طائفة'' زمین کا ایک حصہ اور ٹکڑا مراد ہے ''قیعان'' یہ قاع کی جمع ہے اور قاع صاف میدان کو کہتے ہیں یہاں ایسا چٹیل میدان مراد ہے جہاں پانی نہ ٹھہر سکے اور نہ سبزہ اگ سکے ''لا تمسک ماء'' اسی قیعان کی تفسیر ہے۔

مطلب حدیث:

اس حدیث میں بلیغ تشبیہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی بعثت سے قبل جب کفر و جہالت کی خشک سالی تھی تو لوگ رشد وہدایت کے پیاسے تھے۔ حضور اکرم ﷺ کے لائے ہوئے نظام اسلام نے ان کے لیے ایسی بارش کا کام کیا جو مردہ زمینوں کو حیاتِ نو عطا کرتی ہے اس لیے آپ نے دین کو ''غیث'' سے تشبیہ دی ہے۔

مثال اور ممثل لہ کی وضاحت:

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے زمین کے تین حصوں کا ذکر فرمایا۔

(۱) اول قسم ممسک ماء کے ساتھ ساتھ منبت کلاء بھی ہے۔

(۲) دوسری قسم ''ممسک ماء'' ہے لیکن ''منبت کلاء'' نہیں ہے۔

(۳) تیسری قسم نہ ''ممسک ماء'' ہے اور نہ ہی ''منبت کلاء'' ہے۔

ان تینوں قسموں کو یہاں مثال یا بالفاظ دیگر مشبہ بہ کی حیثیت سے سمجھنا چاہیے۔ اس کے بعد ممثل لہ یا مشبہ کا ذکر آنحضرت ﷺ

نے فرمایا ہے جو دو قسم کے انسان ہیں۔

(۱) پہلا انسان جو فقیہ فی الدین ہو۔ (۲) دوسرا انسان وہ جو سر اٹھا کر التفات نہ کرے۔ بلکہ متکبر ومغرور رہو۔

سوال: اب یہاں یہ شبہ ہے کہ اس تشبیہ میں مشبہ بہ یعنی اقسام زمین تین ہیں اور مشبہ یعنی اقسام انسان دو ہیں۔ تو مشبہ اور مشبہ بہ میں مطابقت نہیں یا یہ کہو کہ ممثل لہ اور مثال میں توافق نہیں ہے۔

جواب: حافظ تورپشتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مشبہ بہ میں بھی دو چیزیں ہیں۔ اول ''ارض نافع'' ہے جس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک اعلیٰ درجے میں نافع ہے اور ایک ادنی درجے میں نافع ہے۔ مگر نافع ہر صورت میں ہے۔

دوم ''ارض غیر نافع'' ہے۔ اب مشبہ میں بھی دو چیزیں ہیں ایک استفادہ کرنے والا انسان جو نافع ہے اور دوسرا استفادہ سے محروم انسان جو غیر نافع ہے۔ اور مشبہ بہ میں بھی دو چیزیں ہیں تو کوئی اعتراض نہیں۔

دوسرا جواب: یہ ہے کہ مشبہ میں بھی تین اقسام کے انسان ہیں۔ اول وہ انسان جو خود بھی متعلم اور منتفع ہے۔ اور دوسروں کے لیے بھی معلم ونافع ہے۔ یہ فقہائے کرام ہیں۔ ان کی مثال میں زمین کی پہلی قسم کو بیان کیا گیا ہے۔

دوسرا وہ انسان ہے جو اپنے لیے تو نافع ہے خوب ذخیرہ جمع کرنے والا ہے مگر دوسرے کے لیے نہیں یعنی متعلم تو ہے مگر معلم نہیں ہے۔ یہ محدثین کرام کی جماعت ہے جنہوں نے احادیث کو جمع تو کر دیا مگر استدلال واستنباط نہیں کیا۔ اسی کی طرف امام اعمش رحمہ اللہ نے اشارہ کر کے فرمایا: ''ایها الفقهاء انتم الاطباء ونحن الصیادلة'' اے فقہاء! تمہاری مثال طبیب ڈاکٹر کی ہے جو نسخہ تجویز کرتا ہے۔ اور ہماری مثال دوائی رکھنے والوں کی ہے''۔

تیسرے وہ لوگ ہیں جو نہ خود اس دولت سے منتفع ہوئے ہیں اور نہ دوسروں کے لیے نافع ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آنکھ اٹھا کر بھی شریعت کو دیکھنا گوارہ نہیں کیا۔

اب تشبیہات اس طرح ہو گئیں حضور اکرم ﷺ بمنزلہ سحاب وبادل ہیں۔ وحی آسمانی بمنزلہ بارش ہے۔ عام بارش جب کسی زمین پر ہوتی ہے تو زمین کی تین قسمیں بن جاتی ہیں۔ یا تو بالکل بنجر اور بیکار زمین ہوتی ہے اس سے کچھ بھی نہیں بنتا۔ کسی نے کہا:

زمین شورہ سنبل بر نیارد ☆ در وتخم عمل ضائع مگرداں

یعنی نمکین زمین پھل نہیں دیتی ہے اس میں تخم کو ضائع نہ کرو۔ یا وہ زمین پتھریلی ہوتی ہے جو پانی کو تالابوں اور حوضوں کی صورت میں محفوظ کر لیتی ہے جس سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ تیسری قسم وہ زمین ہے جو پانی کو اندر جذب کر کے حاصلات اور ثمرات کی

شکل میں رنگارنگ سبزہ اگاتی ہے اور براہ راست دوسروں کو بھی فائدہ پہنچاتی ہے۔ زمین کی اسی اختلافی تقسیم کے بارے میں شیخ سعدیؒ نے کیا خوب کہا ہے:

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست ☆ در باغ لالہ روئید ودر شورہ بوم وخس

یعنی بارش کی طبیعت میں کوئی فرق نہیں ہے لیکن اچھی زمین میں گل لالہ اُگتے ہیں اور نمکین زمین میں کانٹے اُگتے ہیں۔

اب ان تشبیہات کو اس طرح سے سمجھ لیں کہ حضور اکرم ﷺ کی ذات بمنزلہ سحاب فیاض ہے۔ اور وحی آسمانی بمنزلہ باران رحمت ہے۔ وحی کی تعلیمات کے آنے کے بعد لوگ تین قسموں میں تقسیم ہوجاتے ہیں۔ ایک قسم اعلیٰ اور نافع فقہاء کی ہے۔ دوسری قسم نافع محدثین کی ہے اور تیسری قسم محرومین کی ہے جو اس میدان رحمت سے باہر ہیں۔

فقہاء ومحدثین اور کفار کے درمیان جو لوگ ہیں ان کا تذکرہ اس حدیث میں نہیں کیونکہ اگر وہ نیک ہوں گے تو قسم اول میں ہیں ورنہ پھر قسم ثانی میں عارضی طور پر شمار ہوں گے۔

افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس حدیث کا تعلق کتاب العلم سے ہے مگر امام مسلم نے اس کو معجزات میں لاکر درج کیا ہے جس سے شرح لکھنے میں بہت پریشانی ہوجاتی ہے تعجب ہے کہ لوگ صحیح مسلم کو صحیح بخاری پر ترتیب کے لحاظ سے کیسے ترجیح دیتے ہیں آخر اس حدیث کا معجزات کے ساتھ کیا تعلق ہے؟

بَابُ شَفَقَتِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أُمَّتِهِ

نبی اکرم ﷺ کی اپنی امت پر شفقت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے پانچ احادیث کو بیان کیا ہے

٥٩٥٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَرَّادٍ الْأَشْعَرِيُّ، وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ مَا بَعَثَنِي اللّٰهُ بِهِ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتَى قَوْمَهُ، فَقَالَ: يَا قَوْمِ إِنِّي رَأَيْتُ الْجَيْشَ بِعَيْنَيَّ، وَإِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْعُرْيَانُ، فَالنَّجَاءَ، فَأَطَاعَهُ طَائِفَةٌ مِنْ قَوْمِهِ، فَأَدْلَجُوا فَانْطَلَقُوا عَلَى مُهْلَتِهِمْ، وَكَذَّبَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ فَأَصْبَحُوا مَكَانَهُمْ، فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَأَهْلَكَهُمْ وَاجْتَاحَهُمْ، فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ أَطَاعَنِي وَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهِ، وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِي وَكَذَّبَ مَا جِئْتُ بِهِ مِنَ الْحَقِّ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بلا شبہ میری اور اس ہدایت کی جسے دے کر اللہ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے مثال اس شخص کی سی ہے جو اپنی قوم کے پاس آیا اور کہا کہ اے میری قوم! بلا شبہ میں نے اپنی آنکھوں سے ایک بڑے لشکر کو دیکھا ہے اور میں دوٹوک ڈرانے والا ہوں (کہ وہ لشکر تمہیں ختم کرنے کے لیے آرہا ہے) پس تمہیں بھاگنے کی فکر چاہیے۔ پس اس کی قوم میں سے کچھ لوگوں نے تو اس کی بات مان لی اور شام ہوتے ہیں وہ نکل گئے اور مہلت کے مطابق آرام سے چلے گئے۔ اور کچھ لوگوں نے اس کی بات کو جھٹلایا اور صبح تک اپنے ٹھکانوں پر ہی رہے، لشکر نے صبح کو ان پر حملہ کر دیا اور انہیں تباہ و برباد کر کے جڑ سے اکھیڑ دیا۔ بس یہی مثال ہے اس شخص کی جس نے میری اطاعت کی اور جو (شریعت وہدایت) میں لے کر آیا اس کی پیروی کی (وہ کامیاب ہوگیا اور نجات پا گیا) اور اس شخص کی جس نے میری نافرمانی کی اور میرے لائے ہوئے حق دین کو جھٹلایا (وہ تباہ و برباد ہوا)۔

تشریح:

''وانی انا النذیر العریان'' یعنی میں ننگا ڈرانے والا ہوں۔ یہ ایک عام ضرب المثل ہے عرب کے لوگ اس کو شدتِ خوف اور قرب آفت ومصیبت کے وقت کہتے ہیں اس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ کوئی شخص اپنے کپڑے چیر پھاڑ کر اتار لیتا تھا اور سر پر یا لکڑی پر لٹکا کر بالکل ننگا ہو کر چیختا چلاتا رہتا تھا تا کہ لوگ اس کی طرف متوجہ ہو کر اس کی بات کو غور سے سنیں بعد میں یہ صرف ضرب المثل رہ گئی جس کو واضح اعلان کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کے فرمان کا یہ مقصد ہے کہ جس طرح وہ شخص خطرے سے اپنی قوم کو آگاہ کرتا ہے میں بھی تم کو اسی طرح سے آگاہ کرتا ہوں۔ سرزمین عرب اور خاص کر قریش میں ''نذیر'' کا لفظ رسول سے زیادہ مشہور تھا۔ کاہن لوگ اس کو زیادہ استعمال کرتے تھے۔ ایک کاہنہ عورت نے جب رسول اللہ ﷺ کی والدہ کو دیکھا تو کہنے لگی کہ یہ عورت یا تو خود نذیرہ ہے یا نذیر کو جننے والی ہے۔ اسی لیے قرآن کریم میں لفظ نذیر کثرت سے حضور اکرم ﷺ کے لیے استعمال ہوا ہے۔ ''النجاء النجاء'' منصوب علی الاغراء ہے ای اطلبو النجاء. یعنی نجات کو تلاش کرو بچنے کی کوشش کرو۔ ''فادلجوا'' رات کے پہلے حصے میں چلنے کو کہتے ہیں شاعر ساحر کہتا ہے

فالحمد قبل له والحمد بعد لها ... وللقنا ولا دلاجی وتاویبی

''اجتاح'' بیخ کنی اور جڑیں اکھیڑنے کے معنی میں ہے۔ ''مهلهم'' بمعنی مہلت، اطمینان اور سکون۔

''فذلک مثل من'' اس مثال میں تشبیہ ہیئت اور تمثیل کی صورت بن سکتی ہے۔ کہ ایک ہیئت کی تشبیہ دوسری ہیئت سے دی گئی

ہے جیسا کہ کہا گیا ہے: كأن مثار النقع فوق رؤسنا واسيافنا ليل تهاوى كواكبه

۵۹۵۰۔ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقُرَشِيُّ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ أُمَّتِي كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا، فَجَعَلَتِ الدَّوَابُّ وَالْفَرَاشُ يَقَعْنَ فِيهِ، فَأَنَا آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ وَأَنْتُمْ تَقَحَّمُونَ فِيهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری اور میری امت کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ جلائی تو کیڑے مکوڑے اور پروانے اس میں گرنے لگے، پس میں تم کو تمہاری کمروں سے پکڑا ہوا ہوں اور تم ہو کہ اس میں اندھا دھند گر پڑتے ہو۔

۵۹۵۲۔ وَحَدَّثَنَاهُ عَمْرٌو النَّاقِدُ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

ان اسناد کے ساتھ بھی مذکورہ بالا حدیث ہی کی مثل مروی ہے۔

۵۹۵۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا، وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَثَلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا، فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهَا جَعَلَ الْفَرَاشُ وَهَذِهِ الدَّوَابُّ الَّتِي فِي النَّارِ يَقَعْنَ فِيهَا، وَجَعَلَ يَحْجُزُهُنَّ وَيَغْلِبْنَهُ فَيَتَقَحَّمْنَ فِيهَا، قَالَ فَذَلِكُمْ مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ، أَنَا آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ، هَلُمَّ عَنِ النَّارِ، هَلُمَّ عَنِ النَّارِ فَتَغْلِبُونِي تَقَحَّمُونَ فِيهَا

ہمام بن منبہ کہتے ہیں کہ یہ (مجموعہ) ان احادیث کا ہے جو ابو ہریرہؓ نے آنحضرت ﷺ کی ہم سے بیان کیں۔ پھر ہمام نے ان میں سے بعض احادیث ذکر کرتے ہوئے کہا کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ بھڑکائی، پھر جب آگ نے ماحول کو روشن کر دیا تو پتنگے اور یہ کیڑے مکوڑے جو آگ میں ہیں اس میں گرنے لگے، وہ شخص ان کو روکنے لگا مگر وہ نہ رکے اور اندھا دھند اس میں گرنے لگے، وہ شخص ان کو روکنے لگا مگر وہ نہ رکے اور اندھا دھند اس میں گرنے لگے، فرمایا بس یہی میری اور تمہاری مثال ہے کہ میں تمہیں تمہاری کمروں سے پکڑ کر آگ سے تمہیں روکتا ہوں کہ جہنم کے پاس سے چلے آؤ۔ جہنم کی آگ سے ادھر آجاؤ، مگر تم میرے اوپر غالب آجاتے ہو اور اندھا دھند اس میں گرتے چلے جاتے ہو''۔

تشریح:

''کمثل رجل '' کاف زائدہ ہے یعنی مثلی مثل رجل، ''استوقد'' آگ روشن کرنے کے معنی میں ہے۔سین تا مبالغہ کے لیے ہے اصل میں ''اوقد'' تھا۔استیقاد نار سے ہدایت اور اس کی تبلیغ کی روشنی مراد ہے۔یعنی آگ روشنی کا سبب ہے اور اندھیرے میں آگ نفع بخش چیز ہے۔لیکن جب اس سے اعراض کیا جائے گا تو یہ سبب ہلاکت بنے گی۔جس طرح چراغ پروانوں کے لیے روشنی اور رہنمائی کا سبب ہے مگر پھر یہی مفید چیز ان کی ہلاکت کا ذریعہ بنتی ہے۔تو نبی اکرم ﷺ نے جس اسلام کو پیش کیا ہے اس نفع بخش اور خالص نافع چیز سے جو کوئی اعراض کرے گا تو یہی چیز اس کی ہلاکت کا باعث بنے گی۔

''فانا آخذ بحجزکم '' حجز حجزة کی جمع ہے ''معقد الازار ''ازار بند کی جگہ یعنی پتلی کمر کو کہتے ہیں۔حجز یحجز نصر سے روکنے اور منع کرنے کے معنی میں ہے ''الفراش ''پروانوں کو کہتے ہیں۔

''فتقحمن ''تقحم کسی مشکل کام میں گھسنے کے معنی میں ہے۔یہاں آگ میں گر جانا اور گھسنا مراد ہے۔یہاں بھی تمثیل ہے۔یعنی ایک ہیئت کی دوسری ہیئت سے تشبیہ دی گئی ہے۔کہ ایک شخص کا آگ روشن کرنا پھر لوگوں کا آنا اور اس میں گر جانا یہ ایک ہیئت ہے۔اور محمد ﷺ کا راستے میں کھڑا ہونا اور لوگوں کو کمر سے پکڑ پکڑ کر پیچھے دھکیل کر بچانا یہ دوسری ہیئت ہے۔

''هلم عن النار ای هلم الیّ وابعد عن النار ''میری طرف آؤ اور آگ سے دور رہ کر خود کو بچانے کی کوشش کرو۔

ساتھ والی روایت میں ''الجنادب '' کا لفظ ہے اس کا مفرد جندب ہے علماء لغت نے لکھا ہے کہ یہ ایک قسم کی ٹڈی اور ملخ ہے جو آگ میں چھلانگ لگاتا ہے عوام اس کو قبوط کہتے ہیں عربی شراح نے اس کو ''صرار '' کے نام سے یاد کیا ہے ''الذی یصبر فی اللیل صراً شدیداً وهو علی خلقة الجراد '' بہرحال آگ کی روشنی پر آگ میں گرنے والے سارے کیڑے مکوڑے پتنگے پروانے جگنو اور ٹڈی مراد ہو سکتے ہیں ''تفلتون '' ہاتھ سے چھوٹ کر بھاگنے کو کہتے ہیں۔

۵۹۵۳ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا سَلِيمٌ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ مِينَاءَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَوْقَدَ نَارًا، فَجَعَلَ الْجَنَادِبُ وَالْفَرَاشُ يَقَعْنَ فِيهَا، وَهُوَ يَذُبُّهُنَّ عَنْهَا، وَأَنَا آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ، وَأَنْتُمْ تَفَلَّتُونَ مِنْ يَدِي

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میری اور تمہاری مثال اس آدمی کی سی ہے جس نے آگ روشن کی، پتنگے اور پروانے اس میں گرنے لگے جب کہ وہ انہیں ہٹا رہا ہے اور میں بھی تمہاری کمریں پکڑ کر آگ سے تمہیں روک رہا ہوں اور تم ہو کہ میرے ہاتھوں سے نکلے جا رہے ہو''۔

بَابُ ذِكْرِ كَوْنِهِ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ

آنحضرت کے خاتم الانبیاء ہونے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چھ احادیث کو بیان کیا ہے

۵۹۵٤۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بُنْيَانًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ، فَجَعَلَ النَّاسُ يُطِيفُونَ بِهِ، يَقُولُونَ: مَا رَأَيْنَا بُنْيَانًا أَحْسَنَ مِنْ هَذَا، إِلَّا هَذِهِ اللَّبِنَةَ، فَكُنْتُ أَنَا تِلْكَ اللَّبِنَةَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میری اور (مجھ سے پہلے والے) انبیاء کی مثال ایسی ہے کہ ایک آدمی نے ایک عمارت بنائی اور اسے خوب اچھا اور خوبصورت بنایا، لوگ اس کا چکر لگاتے اور کہتے کہ ہم نے کسی عمارت کو اس سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا سوائے اس ایک اینٹ کے (جس کی جگہ خالی رہ گئی) پس میں وہی اینٹ ہوں (جس نے عمارت کو پورا کر دیا)۔

تشریح:

''اَللَّبِنَة'' با پر زیر ہے کچی اینٹ کو کہتے ہیں ''یطیفون'' کسی مکان کے اردگرد گھوم کر اس کے نظارہ کرنے کو کہا گیا ہے۔ اگلی روایت میں اس لفظ کے بعد وانا خاتم النبیین کا جملہ ہے اس باب کی احادیث سے مشاہداتی طور پر آنحضرت کی ختم نبوت کو سمجھایا گیا ہے ختم نبوت کا عقیدہ قرآن وحدیث اجماع امت اور تمام فقہاء کرام کے متفقہ فتاوؤں سے ثابت ہے اس میں امت کے قابل اعتماد کسی فرد و بشر کے نزدیک دو رائے نہیں ہوسکتی ہیں ختم نبوت کا منکر مطلقاً کافر ہے بلکہ جھوٹی نبوت کے دعویدار سے دلیل مانگنے کو بھی فقہاء نے کفر قرار دیا ہے تاج وتخت ختم نبوت زندہ باد کا مطلب یہ ہے کہ یہ ایک بہت بڑا اعزاز ہے جو آنحضرت ﷺ کو عطا کیا گیا ہے اس کو آپ یوں سمجھیں کہ انسانی کمالات کا آنحضرت پر خاتمہ ہوگیا ہے اللہ تعالیٰ نے جو کمالات کسی نبی کو دینے تھے وہ سارے کے سارے آنحضرت کو دیدیئے اس کے بعد کمال کا کوئی جزء باقی نہیں رہا جو کسی اور کو دیا جائے گویا قیامت تک کوئی انسان ایسا پیدا نہیں ہوسکتا ہے جس کو اس پر مستزاد کوئی کمال مل جائے جب آنحضرت تمام کمالات الہیہ کا مظہر اور خاتم بن گئے تو اب کسی اور کے آنے کی نہ گنجائش ہے اور نہ وہ کسی کمال کا مستحق ہے ماضی بعید میں آپ کے دو چار کمالات اگر اولوالعزم انبیاء میں ہوں تو بے شک صحیح لیکن مستقبل قریب وبعید میں اس کا امکان محال ہے چنانچہ قاسم نانوتوی رحمہ اللہ نے فرمایا:

جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہے ☆ تیرا کمال کسی میں نہیں مگر دو چار

مثلاً دودھ کا ایک گلاس جب دودھ سے بھرا ہوا ہو تو اس میں مزید دودھ ڈالنے سے خرابی آئے گی بھلائی نہیں آئے گی جس طرح اس محل نبوت میں تکمیل کے بعد کوئی اضافی اینٹ آجائے تو پورا محل بدنما ہو جائے گا اسی طرح اس محل نبوت سے کوئی اینٹ اکھڑنا بھی بدنمائی کا سبب بنتا ہے اب آفتاب نبوت کمال عروج پر آگیا ہے اس کے سامنے چراغوں کو دکھانا آفتاب کی توہین ہے کسی نے کہا:

كَـأَنَّكَ شَـمْـسٌ وَالْـمُـلُـوكُ كَـوَاكِـبُ　　اِذَا طَلَعَتْ لَمْ يَبْدُ مِنْهُنَّ كَوْكَبُ

اس حدیث کے مضمون کے مطابق حضرت داؤد علیہ السلام کے وہ کلمات ہیں جو زبور میں ہیں عربی میں اس کا ترجمہ اس طرح ہے

"الحجر الذی رفضه البناؤن قد صار رأس الزاوية كان هذا من قبل ربنا وهو عجيب في اعيننا (مزمور ۱۱۸)

ترجمہ: "تعمیر نبوت کا وہ پتھر جس کو کاریگروں نے مؤخر کر دیا تھا وہ عمارت کی چوٹی کا پتھر بن گیا یہ ہمارے رب کی طرف سے ہوا اور یہ ہماری آنکھوں میں سب سے عمدہ اور اچھا لگ رہا ہے اھ

بہر حال مناسب حال یہ شعر ہے:

مَـضَـتِ الـدُّهُـوْرُ وَمَـا اَتَيْـنَ بِـمِثْـلِـهٖ　　وَلَـقَـدْ اَتٰـى فَـعَـجَزْنَ عَنْ نُظَرَائِـهٖ

ہم غلام احمد قادیانی سے پوچھتے ہیں کہ تو آیا تو کیا لایا؟ نماز روزہ زکوۃ اور حج پہلے سے موجود ہیں ساری عبادات موجود ہیں معاملات و بیوعات موجود ہیں آسمانی صحیفہ قرآن اصلی حالت میں موجود ہے ہم تم سے پوچھتے ہیں کہ تم آیا تو کیا لایا؟ ہاں صرف مسلمانوں کے لیے انتشار و تشویش اور فساد لے کر آیا اور اپنے اور اپنے پیروکاروں کے لیے جہنم کی آگ لیکر آیا۔

۵۹۰۰۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا، وَقَالَ: أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ ابْتَنَى بُيُوتًا فَأَحْسَنَهَا وَأَجْمَلَهَا وَأَكْمَلَهَا، إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ مِنْ زَوَايَاهَا، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ وَيُعْجِبُهُمُ الْبُنْيَانُ فَيَقُولُونَ: أَلَّا وَضَعْتَ هَاهُنَا لَبِنَةً فَيَتِمَّ بُنْيَانُكَ فَقَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَكُنْتُ أَنَا اللَّبِنَةَ

ہمام بن منبہ کہتے ہیں کہ یہ احادیث وہ ہیں جو ابو ہریرہ نے ہم سے بیان کیں حضور علیہ السلام کی، پھر ان میں سے بعض احادیث ذکر کیں اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "میری اور مجھ سے پہلے والے انبیاء کی مثال اس

آدمی کی سی ہے جس نے بہت سے گھر بنائے اور ان کی خوب آرائش کی، خوبصورت اور مکمل بنایا البتہ اس کے مختلف کونوں میں سے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہ گئی، لوگ اس عمارت کے گرد چکر لگاتے اور عمارت کو پسند کرتے اور کہتے کہ یہاں اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی کہ تعمیر پوری ہوجاتی۔ محمد ﷺ نے فرمایا کہ: پس میں ہی وہ اینٹ ہوں (جس نے آکر عمارت انبیاء کی تکمیل کردی اور اب اس میں مزید کسی اینٹ کی گنجائش نہیں رہی)۔

۵۹۵۶۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، وَقُتَيْبَةُ، وَابْنُ حُجْرٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بُنْيَانًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ، إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ مِنْ زَوَايَاهُ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ وَيَعْجَبُونَ لَهُ وَيَقُولُونَ: هَلَّا وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ فَأَنَا اللَّبِنَةُ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث منقول ہے البتہ آخر میں یہ اضافہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں''۔

۵۹۵۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَثَلِي وَمَثَلُ النَّبِيِّينَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے اس سند سے حدیث بالا ہی منقول ہے۔

۵۹۵۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ، كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا فَأَتَمَّهَا وَأَكْمَلَهَا إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَدْخُلُونَهَا وَيَتَعَجَّبُونَ مِنْهَا، وَيَقُولُونَ: لَوْلَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ. قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَأَنَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ، جِئْتُ فَخَتَمْتُ الْأَنْبِيَاءَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میری اور دیگر انبیاء کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے گھر بنایا اسے ہر اعتبار سے پورا اور مکمل کیا سوائے ایک اینٹ کی جگہ کے۔ لوگ اس گھر میں داخل ہوتے، اسے پسند کرتے اور کہتے کہ کاش یہ اینٹ کی جگہ بھی خالی نہ ہوتی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اسی اینٹ کی جگہ ہوں میں نے آکر سلسلۂ انبیاء کو ختم کردیا''۔

۵۹۵۹۔ وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا سَلِيمٌ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ، وَقَالَ بَدَلَ

أَتَمَّهَا أَحْسَنَهَا

حضرت سلیم سے اس مذکورہ سند کے ساتھ سابقہ حدیث ہی کی مثل روایت مروی ہے صرف لفظی فرق ہے (اتمها کی جگہ احسنها) ہے۔

بَابُ إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ تَعَالَى رَحْمَةَ أُمَّةٍ قَبَضَ نَبِيَّهَا قَبْلَهَا

جب اللہ تعالیٰ کسی امت پر رحمت فرماتا ہے تو اس کے نبی کو پہلے اٹھاتا ہے

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۵۹٦۰۔قَالَ مُسْلِم وَحُدِّثْتُ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ، وَمِمَّنْ رَوَى ذَلِكَ عَنْهُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنِي بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا أَرَادَ رَحْمَةَ أُمَّةٍ مِنْ عِبَادِهِ، قَبَضَ نَبِيَّهَا قَبْلَهَا، فَجَعَلَهُ لَهَا فَرَطًا وَسَلَفًا بَيْنَ يَدَيْهَا، وَإِذَا أَرَادَ هَلَكَةَ أُمَّةٍ، عَذَّبَهَا وَنَبِيُّهَا حَيٌّ، فَأَهْلَكَهَا وَهُوَ يَنْظُرُ، فَأَقَرَّ عَيْنَهُ بِهَلَكَتِهَا حِينَ كَذَّبُوهُ وَعَصَوْا أَمْرَهُ

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل اپنے بندوں میں سے جب کسی امت پر رحم فرماتے ہیں تو اس کے نبی کو امت (کی ہلاکت) سے پہلے ہی اٹھا لیتے ہیں، پھر وہ نبی اپنی امت کے لیے پیش رو ہوتا ہے، اور جب کسی امت کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس نبی کی زندگی میں ہی مبتلائے عذاب کردیتے ہیں اور نبی ان کے عذاب کا مشاہدہ کرتا ہے اور اپنی امت کی ہلاکت سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہے کہ انہوں نے اس کی تکذیب کی ہوتی ہے اور اس کے حکم کی نافرمانی کی ہوتی ہے''۔

تشریح:

''وحدثت'' امام مسلم فرماتے ہیں کہ مجھے ابو اسامہ سے یہ روایت بیان کی گئی ہے اس طرز کلام پر قاضی عیاض نے اعتراض کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث مسلم کی منقطع احادیث میں سے ہے کیونکہ امام مسلم اور ابو اسامہ کے درمیان آدمی کا ذکر نہیں ہے لیکن علامہ نووی فرماتے ہیں کہ یہ انقطاع نہیں ہے صرف ایک مجہول راوی سے روایت لیا ہے بعض معتمد نسخوں میں اس روایت کی سند اس طرح متصل مذکور ہے قال الجلودی حدثنا محمد بن المسیب الارعیانی قال حدثنا ابراھیم بن سعید الجوھری بھذا الحدیث عن ابی اسامہ باسنادہ اھ۔

امام مسلم نے یہاں متصل کرنے کا اشارہ بھی کیا ہے کہ اس روایت کو ابراہیم بن عبداللہ نے بھی اس سے نقل کیا ہے۔

''فرطا'' آنے والے قافلے کے لیے پہلے سے انتظامات کرنے والے شخص کو فرط کہتے ہیں یعنی پیش خیمہ۔''فاقر عینه ''یعنی وہ نبی اپنی امت کے عذاب کو دیکھ کر اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کرتا ہے کیونکہ قوم نے ان کی تکذیب کی تھی۔

بَابُ إِثْبَاتِ حَوْضِ نَبِيِّنَا وَصِفَاتِهِ

نبی مکرم کا حوض کوثر اور اس کی تفصیلات کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے اڑتیس آحادیث کا ڈھیر لگادیا ہے

۵۹۶۱۔ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جُنْدَبًا، يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ

حضرت جندبؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا فرمایا کہ:''میں حوض (کوثر) پر تمہارا پیش رو ہوں گا''۔

تشریح:

''علی الحوض ''یعنی میں حوض کوثر پر تم سے پہلے پہنچوں گا تا کہ وہاں کے سارے انتظامات کا انتظام کروں اور تم بعد میں آکر حوض کوثر کا پانی پی لو۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ حوض کوثر سے متعلق جتنی روایات ہیں سب صحیح ہیں اس پر ایمان لانا فرض ہے اور اس کی تصدیق کرنا ایمان کا حصہ ہے اہل سنت والجماعت کے نزدیک حوض سے اس کی حقیقت اصلیہ مراد ہے اس کے مفہوم میں مجازی معنی شامل نہیں ہے ہر وہ شخص جو حوض پر آئے گا اس سے پیئے گا سوائے ان لوگوں کے جو ارتداد یا شدید بدعات میں مبتلا ہوگئے اھ

اس باب کی احادیث میں بعض لوگوں کے آگے آنے اور پانی پینے کی کوشش اور فرشتوں کے روکنے کا بیان بھی ہے یہ وہ محروم القسمت لوگ ہوں گے جنہوں نے آنحضرت کے دین میں تحریف کرنے کی کوشش کی اور نئی نئی بدعات سنت کے نام سے دین میں ایجاد کیں دین کو خواہشات اور رسومات سے بھر دیا اور دنیاوی اغراض کے حصول کے لیے ان رسومات کو استعمال کیا اور اس کو دین کا جزو بنالیا جس طرح بریلوی شیعہ آغا خانی قادیانی وغیرہ بدبخت قسم کے لوگ ہیں کتاب الایمان میں بھی حوض کی بحث گزر چکی ہے''سحقا''یعنی دور رہو دور رہو ہلاک وتباہ ہو جائے۔

۵۹۶۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ بِشْرٍ جَمِيعًا،

عَنْ مِسْعَرٍ، ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ كِلَاهُمَا، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ جُنْدَبٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

اس سند سے بھی سابقہ حدیث (کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں حوض (کوثر) پر تمہارا پیش رو ہوں گا) ہی منقول ہے۔

۵۹۶۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَارِيَّ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلًا، يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ، مَنْ وَرَدَ شَرِبَ، وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا، وَلَيَرِدَنَّ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُونِي، ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ قَالَ أَبُو حَازِمٍ: فَسَمِعَ النُّعْمَانُ بْنُ أَبِي عَيَّاشٍ وَأَنَا أُحَدِّثُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ، فَقَالَ: هَكَذَا سَمِعْتَ سَهْلًا يَقُولُ؟ قَالَ فَقُلْتُ: نَعَمْ

حضرت ابوحازم فرماتے ہیں کہ میں نے سہلؓ سے سنا، انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ: ''میں حوض کوثر پر تمہارا پیش رو ہوں گا، جو حوض کوثر پر آ جائے گا وہ اس سے (ضرور) پیئے گا اور جو اس سے پئے گا کبھی بھی پیاسا نہ ہوگا، اور میرے پاس کچھ لوگ آئیں گے کہ میں انہیں جانتا ہوں گا اور وہ بھی مجھے پہچانتے ہوں گے پھر میرے اور ان کے مابین روک کر دی جائے گی''۔ میں کہوں گا کہ یہ تو میرے لوگ ہیں تو مجھ سے کہا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے انہوں نے آپ کے بعد کیا اعمال کیے۔ میں کہوں گا دور ہو دور ہو وہ شخص جس نے میرے بعد میرے دین کو بدل ڈالا''۔

۵۹۶۴۔ قَالَ وَأَنَا أَشْهَدُ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ لَسَمِعْتُهُ يَزِيدُ فَيَقُولُ إِنَّهُمْ مِنِّي، فَيُقَالُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا عَمِلُوا بَعْدَكَ، فَأَقُولُ: سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ بَدَّلَ بَعْدِي

حضرت ابوحازم کہتے ہیں کہ میں ابوسعید خدری پر گواہی دیتا ہوں کہ ان سے پہلے میں نے سنا وہ یہ اضافہ فرماتے تھے کہ آنحضرت فرمائیں گے یہ لوگ میرے ہیں تو مجھ سے کہا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے ہیں کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد کیا عمل کیا تو میں کہوں گا دور ہو دور ہو جنہوں نے میرے بعد دین کو بدل دیا۔

۵۹۶۵۔ وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ يَعْقُوبَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اس سند کے ساتھ سابقہ حدیث یعقوب ہی کی طرح نقل کرتے ہیں۔

۵۹۶۶۔ وَحَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَمْرٍو الضَّبِّيُّ، حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ الْجُمَحِيُّ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: حَوْضِي مَسِيرَةُ شَهْرٍ، وَزَوَايَاهُ سَوَاءٌ، وَمَاؤُهُ أَبْيَضُ مِنَ الْوَرِقِ، وَرِيحُهُ أَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ، وَكِيزَانُهُ كَنُجُومِ السَّمَاءِ، فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَا يَظْمَأُ بَعْدَهُ أَبَدًا

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میرا حوض (کوثر) ایک مہینہ کی مسافت کے بقدر لمبا ہے، اس کے سارے کونے مساوی اور برابر ہیں۔ اس کا پانی چاندی سے زیادہ سفید، خوشبو مشک سے زیادہ پاکیزہ اور عمدہ اور اس کے اوپر پینے والے آبخورے (پیالے) ایسے ہیں گویا آسمان کے ستارے۔ جس نے اس کا پانی پی لیا کبھی اس کے بعد پیاسا نہ ہوگا۔

۵۹۶۷۔ قَالَ: وَقَالَتْ: أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي عَلَى الْحَوْضِ حَتَّى أَنْظُرَ مَنْ يَرِدُ عَلَيَّ مِنْكُمْ، وَسَيُؤْخَذُ أُنَاسٌ دُونِي، فَأَقُولُ: يَا رَبِّ مِنِّي وَمِنْ أُمَّتِي، فَيُقَالُ: أَمَا شَعَرْتَ مَا عَمِلُوا بَعْدَكَ؟ وَاللّٰهِ مَا بَرِحُوا بَعْدَكَ يَرْجِعُونَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ. قَالَ: فَكَانَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ يَقُولُ: اللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ أَنْ نَرْجِعَ عَلَى أَعْقَابِنَا أَوْ أَنْ نُفْتَنَ عَنْ دِينِنَا

فرماتے ہیں کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اور دیکھوں گا کہ تم میں سے کون کون میرے پاس آتا ہے، میں حوض پر ہوں گا اور کچھ لوگوں کو مجھ سے پرے پکڑ لیا جائے گا۔ میں کہوں گا کہ اے میرے رب! یہ میرے لوگ ہیں میری امت کے افراد ہیں۔ مجھ سے کہا جائے گا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کام کیئے۔ اللہ کی قسم آپ ﷺ کے بعد یہ ذرا بھی نہ ٹھہرے اور اپنی ایڑیوں پر لوٹ گئے۔ اسی بناء پر حضرت ابن ابی ملیکہ فرماتے تھے کہ: اے اللہ! ہم آپ کی پناہ مانگتے ہیں اس بات سے کہ ہم اپنی ایڑیوں پر لوٹ جائیں اور اس بات سے کہ اپنے دین میں آزمائش اور فتنہ میں مبتلا ہوں''۔

۵۹۶۸۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ، عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ، تَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: وَهُوَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ أَصْحَابِهِ. إِنِّي عَلَى الْحَوْضِ أَنْتَظِرُ مَنْ يَرِدُ عَلَيَّ مِنْكُمْ، فَوَاللّٰهِ لَيُقْتَطَعَنَّ دُونِي رِجَالٌ، فَلَأَقُولَنَّ: أَيْ رَبِّ

مِنِّی وَمِنْ أُمَّتِی، فَیَقُولُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِی مَا عَمِلُوا بَعْدَكَ، مَا زَالُوا یَرْجِعُونَ عَلَی أَعْقَابِهِمْ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا اور آپ اپنے صحابہ کے درمیان تشریف فرما تھے، فرمایا کہ: میں حوض (کوثر) پر انتظار کروں گا کہ تم میں سے کون میرے پاس آتا ہے۔ پس اللہ کی قسم! بعض لوگ مجھ سے دور ہی روک دیئے جائیں گے اور میں کہوں گا اے میرے رب! یہ تو میرے آدمی ہیں، میری امت کے ہیں، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ آپ نہیں جانتے کہ آپ کے بعد انہوں نے کیا کام کیے، آپ کے لائے ہوئے دین سے الٹے قدموں پھرتے رہے''۔

۵۹۶۹۔ وحَدَّثَنِی یُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَی الصَّدَفِیُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِی عَمْرٌو وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ أَنَّ بُكَیْرًا، حَدَّثَهُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبَّاسٍ الْهَاشِمِیِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَافِعٍ، مَوْلَی أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَسْمَعُ النَّاسَ یَذْكُرُونَ الْحَوْضَ وَلَمْ أَسْمَعْ ذٰلِكَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا كَانَ یَوْمًا مِنْ ذٰلِكَ، وَالْجَارِیَةُ تَمْشُطُنِی فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُولُ: أَیُّهَا النَّاسُ فَقُلْتُ لِلْجَارِیَةِ: اسْتَأْخِرِی عَنِّی، قَالَتْ: إِنَّمَا دَعَا الرِّجَالَ وَلَمْ یَدْعُ النِّسَاءَ، فَقُلْتُ: إِنِّی مِنَ النَّاسِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّی لَكُمْ فَرَطٌ عَلَی الْحَوْضِ، فَإِیَّایَ لَا یَأْتِیَنَّ أَحَدُكُمْ فَیُذَبُّ عَنِّی كَمَا یُذَبُّ الْبَعِیرُ الضَّالُّ، فَأَقُولُ: فِیمَ هٰذَا؟ فَیُقَالُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِی مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ، فَأَقُولُ: سُحْقًا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ارشاد فرماتی ہیں کہ میں لوگوں کو سنتی تھی کہ حوض کا ذکر کرتے تھے لیکن اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے میں نے کچھ نہیں سنا تھا، ایسے ہی ایک دن جب کہ میری باندی میرے بالوں میں کنگھی کر رہی تھی میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: ''اے لوگو! میں نے باندی سے کہا کہ ذرا رک جا، وہ کہنے لگی کہ حضور علیہ السلام نے مردوں کو بلایا ہے عورتوں کو نہیں بلایا۔ میں نے کہا کہ میں بھی لوگوں میں سے ہی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں حوض پر تمہارا پیش رو ہوں گا، خیال رہے کہ ایسا نہ ہو کہ تم میں سے کوئی اس طرح نہ آئے کہ مجھ سے دور کر دیا جائے جیسے کہ بھٹکا ہوا اونٹ ہٹا دیا جاتا ہے، میں کہوں گا کہ یہ کس وجہ سے ہٹائے جاتے ہیں تو مجھ سے کہا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے کہ آپ کے بعد انہوں نے دین میں کیا کچھ ایجاد نہ کر لیا۔ میں کہوں گا کہ دور ہوں''۔

تشریح:

"دعا الرجال" یعنی آنحضرت نے مردوں کو پکارا ہے آپ تو عورت ہیں آپ نہ جائیں لونڈی نے حضرت ام سلمہ سے کہا تو حضرت ام سلمہ نے جواب میں فرمایا کہ "ایها الناس" کا لفظ ہے اور میں بھی لوگوں میں سے ہوں اس لیے جاؤں گی۔

"فرطکم" ای سابقکم الیه کا لمهئی له والفارط هو الذی یتقدم الوارد لیصلح لهم الحیاض والدلاء واسباب الاستقاء اھ فرط کا اردو ترجمہ پیش رو سے کیا جاتا ہے اور پیش خیمہ بھی اس کا ترجمہ ہے۔

"فیذب عنی" دفع کرنے اور روک کر دور کرنے کو کہتے ہیں "الضال" پاگل دیوانے اور گمشدہ اونٹ کو کہتے ہیں یہاں دوسرے لوگوں کا آیا ہوا بھٹکا اونٹ مراد ہے "سحقا" دوری اور ہلاکت کے معنی میں ہے۔

٥٩٧٠ ـ وحَدَّثَنِي أَبُو مَعْنٍ الرَّقَاشِيُّ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ وَهُوَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا أَفْلَحُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَافِعٍ، قَالَ: كَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ تُحَدِّثُ، أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَهِيَ تَمْتَشِطُ: أَيُّهَا النَّاسُ فَقَالَتْ لِمَاشِطَتِهَا: كُفِّي رَأْسِي، بِنَحْوِ حَدِيثِ بُكَيْرٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبَّاسٍ

اس سند سے بھی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا والی حدیث بالا منقول ہے۔ بعض معمولی فرق کے ساتھ کہ نبی ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا اس حال میں کہ وہ (اپنے بالوں) میں کنگھی کروا رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! حضرت ام سلمہؓ نے (جب یہ سنا) تو کنگھی کرنے والی سے کہنے لگیں: میرے سر کو رہنے دو بقیہ حدیث حضرت بکیر عن القاسم کی روایت ہی کے مثل منقول ہے۔

٥٩٧١ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ، وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ، وَإِنِّي وَاللهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ، وَإِنِّي قَدْ أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ، أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ، وَإِنِّي، وَاللهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي، وَلَكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَتَنَافَسُوا فِيهَا

حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن باہر تشریف لائے اور اہل اُحد (شہدائے احد) پر نماز پڑھی جیسے جنازہ کی نماز پڑھی جاتی ہے، پھر منبر کی طرف مڑے اور فرمایا: میں تمہارے پیش رو ہوں گا اور تمہارے

اوپر گواہ ہوں گا اور اللہ کی قسم! میں ابھی اس وقت بھی اپنا حوض دیکھ رہا ہوں اور مجھے بلاشبہ زمین کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئیں اور اللہ کی قسم مجھے تمہارے متعلق یہ اندیشہ نہیں ہے کہ میرے بعد تم شرک میں مبتلا ہو جاؤ گے البتہ مجھے ڈر ہے کہ تم دنیا کے بارے میں ایک دوسرے سے حرص وحسد نہ کرنے لگو"۔

۵۹۷۲۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا وَهْبٌ يَعْنِي ابْنَ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ أَيُّوبَ، يُحَدِّثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مَرْثَدٍ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَى قَتْلَى أُحُدٍ، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ كَالْمُوَدِّعِ لِلْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ، فَقَالَ: إِنِّي فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ، وَإِنَّ عَرْضَهُ كَمَا بَيْنَ أَيْلَةَ إِلَى الْجُحْفَةِ، إِنِّي لَسْتُ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي، وَلَكِنِّي أَخْشَى عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا، وَتَقْتَتِلُوا، فَتَهْلِكُوا، كَمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ قَالَ عُقْبَةُ: فَكَانَتْ آخِرَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے شہدائے احد پر نماز پڑھی، پھر منبر پر چڑھے پھر جیسے کوئی مردوں اور زندوں کو رخصت کرتا ہے (اس طرح فرمایا) کہ میں حوض پر تم سے پہلے آؤں گا، اور بلا شبہ حوضِ کوثر کی چوڑائی اتنی ہے جتنی ایلہ سے لیکر جحفہ کا درمیانی فاصلہ، اور مجھے تمہارے بارے میں یہ خوف نہیں ہے کہ تم میرے بعد شرک کرنے لگو گے لیکن مجھے تمہارے بارے میں دنیا کا خوف ہے کہ تم اس میں آپس میں حرص وحسد نہ کرنے لگو (اور دنیا کے لالچ میں پڑ کر ایک دوسرے کو قتل کرنے لگو اور اسی طرح تباہ وہلاک ہو جاؤ جیسے تم سے قبل بہت سی امتیں ہلاک ہو گئیں"۔) عقبہ فرماتے ہیں کہ یہ میرا آخری مرتبہ دیکھنا تھا رسول اللہ ﷺ کو منبر پر۔

تشریح:

"ایلة" اس باب کی احادیث میں حوض کوثر کی وسعت کی تشبیہ مختلف مقامات کے فاصلوں سے دی گئی ہے اس میں تحدید اور تعین نہیں ہے بلکہ بُعد مسافت کے لیے مختلف جگہوں کا نام لیا گیا ہے تو جس نے جو سن لیا اس کو بیان کیا ہے اس میں تضاد واضطراب نہیں ہے کذا قال القاضی، ایله جحفه جرباء اذرع عمان صنعاء یمن مدینه یہ سب جگہوں کے نام ہیں جو حوض سے متعلق احادیث میں مذکور ہیں "لانازعن" یعنی اس کو پانی پلانے کے لیے میں جھگڑا کروں گا "لاغلبن" یعنی میں مغلوب کیا جاؤں گا مجہول کی صورت میں یہی ترجمہ ہے ساتھ والی حدیث کا لفظ ہے۔

۵۹۷۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، وَابْنُ نُمَيْرٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ

عَنْ حَارِثَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: حَوْضُهُ مَا بَيْنَ صَنْعَاءَ وَالْمَدِينَةِ فَقَالَ لَهُ الْمُسْتَوْرِدُ: أَلَمْ تَسْمَعْهُ قَالَ: الْأَوَانِي؟ قَالَ: لَا، فَقَالَ الْمُسْتَوْرِدُ: تُرَى فِيهِ الْآنِيَةُ مِثْلَ الْكَوَاكِبِ

حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے سنا فرمایا کہ: ''آپ کا حوض اتنا بڑا ہے جتنا صنعاء یمن سے مدینہ منورہ کا فاصلہ''۔ یہ سن کر مستورد نے حارثہ سے کہا کہ کیا تم نے حوض کے برتنوں کا ذکر نہیں سنا؟ کہا کہ نہیں، تو مستورد نے کہا کہ اس کے برتن دیکھو گے کہ ستاروں کی طرح ہیں''۔

۵۹۷۸۔ وحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَرْعَرَةَ، حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ الْخُزَاعِيَّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: وَذَكَرَ الْحَوْضَ بِمِثْلِهِ، وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ الْمُسْتَوْرِدِ وَقَوْلَهُ

اس سند سے بھی حدیث بالا (حضرت حارثہ بن وہب خزاعی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا) منقول ہے۔ لیکن اس روایت میں حضرت مستورد کا قول (کہ حوض کے برتن ستاروں کی طرح ہیں) مذکور نہیں۔

۵۹۷۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ، وَأَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَمَامَكُمْ حَوْضًا، مَا بَيْنَ نَاحِيَتَيْهِ كَمَا بَيْنَ جَرْبَاءَ وَأَذْرُحَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''تمہارے سامنے حوض ہوگا جس کے دونوں کناروں کے مابین جربا اور اذرخ کے مساوی فاصلہ ہوگا''۔

۵۹۸۰۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ أَمَامَكُمْ حَوْضًا كَمَا بَيْنَ جَرْبَاءَ وَأَذْرُحَ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ الْمُثَنَّى حَوْضِي

اس سند سے بھی سابقہ حدیث (آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے سامنے حوض ہوگا جس کے کناروں کے مابین جرباء اور اذرح کے مساوی فاصلہ ہوگا) منقول ہے۔ اور حضرت ابن مثنی کی روایت کردہ حدیث میں ''حوضی'' (میرا حوض) کا لفظ ہے۔

۵۹۸۱۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ: قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ قَرْيَتَيْنِ بِالشَّامِ، بَيْنَهُمَا مَسِيرَةُ ثَلَاثِ لَيَالٍ، وَفِي حَدِيثِ ابْنِ بِشْرٍ: ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ.

اس سند سے بھی یہی حدیث منقول ہے اس میں یہ اضافہ ہے کہ عبید اللہ کہتے ہیں کہ میں نے نافع سے پوچھا جرباء اور اذرح کے متعلق تو کہنے لگے کہ یہ شام کی دو بستیاں ہیں دونوں کے درمیان تین راتوں یا تین دن کا سفر ہے۔

۵۹۸۲۔ وحَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللّٰهِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے حضرت عبید اللہ کی روایت کردہ حدیث ہی کی مثل نقل فرماتے ہیں۔

۵۹۸۳۔ وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ أَمَامَكُمْ حَوْضًا كَمَا بَيْنَ جَرْبَاءَ وَأَذْرُحَ، فِيهِ أَبَارِيقُ كَنُجُومِ السَّمَاءِ مَنْ وَرَدَهُ فَشَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَأْ بَعْدَهَا أَبَدًا

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے سامنے ایک حوض ہوگا اتنا بڑا جتنا کہ جرباء اور اذرح کا درمیانی فاصلہ، اس میں (پانی پینے کے) کوزے ہوں گے آسمان کے ستاروں کی طرح، جو اس حوض پر آجائے گا اور اس میں سے پانی پی لے گا تو اس کے بعد کبھی بھی پیاسا نہ ہوگا“۔

۵۹۸٤۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْعَمِّيُّ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا آنِيَةُ الْحَوْضِ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَآنِيَتُهُ أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ نُجُومِ السَّمَاءِ وَكَوَاكِبِهَا، أَلَا فِي اللَّيْلَةِ الْمُظْلِمَةِ الْمُصْحِيَةِ، آنِيَةُ الْجَنَّةِ مَنْ شَرِبَ مِنْهَا لَمْ يَظْمَأْ آخِرَ مَا عَلَيْهِ، يَشْخَبُ فِيهِ مِيزَابَانِ مِنَ الْجَنَّةِ، مَنْ شَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَأْ، عَرْضُهُ مِثْلُ طُولِهِ، مَا بَيْنَ عَمَّانَ إِلَى أَيْلَةَ، مَاؤُهُ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ، وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! حوض کوثر کے برتن کیسے ہوں گے؟ فرمایا کہ: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے اس کے برتن آسمان کے ستاروں سے زیادہ ہوں گے، اور

کس رات کے ستارے؟ وہ اندھیری رات، جس میں مطلع بالکل صاف ہو۔ وہ جنت کے برتن ہیں، جو اس میں سے پیئے گا اخیر تک پیاسا نہ ہوگا، اس میں جنت کے دو پرنالے بہتے ہیں جو اس میں سے پی لے تو پیاسا نہ رہے، اس کی چوڑائی بھی اس کی لمبائی جتنی ہے عمان اور ایلہ کے درمیانی مسافت جتنی، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے''۔

۵۹۸۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ وَأَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ قَالُوا: حَدَّثَنَا مُعَاذٌ وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمَرِيِّ، عَنْ ثَوْبَانَ، أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنِّي لَبِعُقْرِ حَوْضِي أَذُودُ النَّاسَ لِأَهْلِ الْيَمَنِ أَضْرِبُ بِعَصَايَ حَتَّى يَرْفَضَّ عَلَيْهِمْ. فَسُئِلَ عَنْ عَرْضِهِ فَقَالَ: مِنْ مَقَامِي إِلَى عَمَّانَ وَسُئِلَ عَنْ شَرَابِهِ فَقَالَ: أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ، وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ، يَغُتُّ فِيهِ مِيزَابَانِ يَمُدَّانِهِ مِنَ الْجَنَّةِ، أَحَدُهُمَا مِنْ ذَهَبٍ، وَالْآخَرُ مِنْ وَرِقٍ

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں بلا شبہ اپنے حوض کے کنارہ رہوں گا لوگوں کو ہٹا تا رہوں گا، اہل یمن کے لیے میں اپنے عصا سے ماروں گا یہاں تک کہ پانی ان کے لیے بہہ کر آجائے گا، آپ ﷺ سے حوضِ کوثر کی چوڑائی کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا کہ میری اس جگہ سے عمان کا فاصلہ ہے اس کے پانی کے متعلق آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے دو پرنالے جو جنت سے نکلتے ہیں اس میں پانی چھوڑتے ہیں ایک پرنالہ سونے کا ہے اور دوسرا چاندی کا''۔

تشریح:

''عقر حوضی'' عقر اصل میں اونٹوں کے اس مقام کو کہتے ہیں جو حوض کے پاس بنایا جاتا ہے جس میں اونٹ پانی کے لیے آتے ہیں عقر کا معنی مؤخر حصہ اور کنارہ کا بھی ہے سب معنی قریب قریب ہیں کنارہ مراد ہے ''اذود'' روکنے کے معنی میں ہے۔ ''لاھل الیمن'' یعنی یمن کے لوگوں کے پانی پر آنے کے لیے میں اورلوگوں کو روکوں گا۔ ''یرفض علیھم'' باب انفعال سے ارفضاض مسلسل پانی بہنے کے معنی میں ہے اہل یمن اور انصار مدینہ ایک ہی قوم ہے اور کوثر پر انصار سے ملاقات کا آنحضرت نے وعدہ فرمایا تھا اسی لیے اورلوگوں سے انصار اور اہل یمن کو مقدم رکھا گیا کہ وہ پہلے کوثر کا پانی پی لیں۔

''یغت'' نصر اور ضرب سے چھلک کر پانی گرنے کو کہتے ہیں ''یمدانہ'' یعنی جنت کے یہ دو چشمے بہہ کر حوض میں اضافہ کے لیے

مدد دیں گے اس سے پہلے ایک حدیث میں ''یشخب'' کا لفظ آیا ہے وہ بھی بہنے کے معنی میں ہے۔

''اختلجوا دونی'' یعنی میرے اور ان کے درمیان خلیج بنا دیا جائے گا میرے پاس آنے سے ان کو روک دیا جائے گا۔

۵۹۸۶۔ وحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ قَتَادَةَ، بِإِسْنَادِ هِشَامٍ بِمِثْلِ حَدِيثِهِ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: أَنَا، يَوْمَ الْقِيَامَةِ، عِنْدَ عُقْرِ الْحَوْضِ.

حضرت قتادہ سے حضرت ہشام کی سند کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث کی مثل حدیث نقل کی گئی ہے سوائے اس بات کے کہ اس روایت میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں بروز قیامت حوض (کوثر) کے کنارے پر ہوں گا۔

۵۹۸۷۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ مَعْدَانَ، عَنْ ثَوْبَانَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيثَ الْحَوْضِ فَقُلْتُ: لِيَحْيَى بْنِ حَمَّادٍ: هَذَا حَدِيثٌ سَمِعْتَهُ مِنْ أَبِي عَوَانَةَ، فَقَالَ: وَسَمِعْتُهُ أَيْضًا مِنْ شُعْبَةَ فَقُلْتُ: انْظُرْ لِي فِيهِ، فَنَظَرَ لِي فِيهِ فَحَدَّثَنِي بِهِ

حضرت ثوبان نبی کریم ﷺ سے حوض (کوثر) کی حدیث سابقہ کی مثل بیان فرماتے ہیں (حضرت محمد بن بشار کہتے ہیں کہ) میں نے حضرت یحییٰ بن حماد سے کہا کہ آپ نے یہ حدیث حضرت ابو عوانہ سے سنی ہے؟ وہ کہنے لگے کہ (ہاں) اور میں نے یہ حدیث حضرت ابو عوانہ سے بھی سنی ہے۔ تو میں نے کہا: وہ بھی مجھ سے بیان کرو تو انہوں نے وہ بھی مجھ سے بیان کر دی۔

۵۹۸۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَلَّامٍ الْجُمَحِيُّ، حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَأَذُودَنَّ عَنْ حَوْضِي رِجَالًا كَمَا تُذَادُ الْغَرِيبَةُ مِنَ الْإِبِلِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں اپنے حوض پر سے ضرور کچھ لوگوں کو ہٹاؤں گا جیسے اجنبی اور غیر اونٹ دنیا میں ہٹائے جاتے ہیں۔

۵۹۸۹۔ وحَدَّثَنِيهِ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے سابقہ حدیث ہی کی مثل روایت نقل فرماتے ہیں۔

۵۹۹۰۔ وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَدْرُ حَوْضِي كَمَا بَيْنَ أَيْلَةَ وَصَنْعَاءَ مِنَ الْيَمَنِ،

وَإِنَّ فِيهِ مِنَ الْأَبَارِيقِ كَعَدَدِ نُجُومِ السَّمَاءِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا حوض اتنا بڑا ہے کہ جتنا کہ ایلہ اور صنعاء یمن کا فاصلہ اور اس میں آسمان کے تاروں کے بقدر کوزے ہیں۔

۵۹۹۱۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الْعَزِيزِ بْنَ صُهَيْبٍ، يُحَدِّثُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ الْحَوْضَ رِجَالٌ مِمَّنْ صَاحَبَنِي، حَتَّى إِذَا رَأَيْتُهُمْ وَرُفِعُوا إِلَيَّ اخْتُلِجُوا دُونِي، فَلَأَقُولَنَّ: أَيْ رَبِّ أُصَيْحَابِي، أُصَيْحَابِي، فَلَيُقَالَنَّ لِي: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''حوض پر ضرور کچھ ایسے لوگ آئیں گے جو میرے ساتھ رہے تھے (دنیا میں) حتی کہ جب میں انہیں دیکھوں گا اور وہ میرے سامنے کئے جائیں گے تو میرے پاس آنے سے روک دیئے جائیں گے، میں کہوں گا اے میرے رب! یہ میرے ساتھی ہیں، میرے ساتھی ہیں، تو مجھ سے کہا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے انہوں نے آپ کے بعد کیا نئی باتیں پیدا کرلیں۔

۵۹۹۲۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ جَمِيعًا، عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْمَعْنَى وَزَادَ آنِيَتُهُ عَدَدُ النُّجُومِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی نبی کریم ﷺ سے اس سند سے بھی سابقہ حدیث ہی منقول ہے، البتہ اس روایت میں یہ بات زائد ہے کہ اس حوض (کوثر) کے برتن ستاروں کے برابر ہیں۔

۵۹۹۳۔ وَحَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ التَّيْمِيُّ، وَهُرَيْمُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى وَاللَّفْظُ لِعَاصِمٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِي، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا بَيْنَ نَاحِيَتَيْ حَوْضِي كَمَا بَيْنَ صَنْعَاءَ وَالْمَدِينَةِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، نبی ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میرے حوض کوثر کے دونوں کناروں کے مابین صنعاء یمن اور مدینہ منورہ جتنا فاصلہ ہے''۔

۵۹۹۴۔ وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، ح وَحَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ

الْحُلْوَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ كِلَاهُمَا، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ، غَيْرَ أَنَّهُمَا شَكَّا فَقَالَا: أَوْ مِثْلَ مَا بَيْنَ الْمَدِينَةِ وَعَمَّانَ وَفِي حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْ حَوْضِي

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث ہی کی مثل روایت نقل فرماتے ہیں سوائے اس بات کے کہ اس روایت میں دونوں راویوں کو شک ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ منورہ اور عمان کے درمیانی فاصلہ ہے۔ اور حضرت ابوعوانہ کی روایت کردہ حدیث میں "لابتی حوض" کے الفاظ مذکور ہیں۔

۵۹۹۵۔ وحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الرُّزِّيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: قَالَ أَنَسٌ: قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تُرَى فِيهِ أَبَارِيقُ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ كَعَدَدِ نُجُومِ السَّمَاءِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "تم اس حوض میں سونے اور چاندی کے اتنے کوزے دیکھو گے جتنے آسمان کے تاروں کی تعداد ہے۔

۵۹۹۶۔ وحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ قَتَادَةَ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِثْلَهُ وَزَادَ أَوْ أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ نُجُومِ السَّمَاءِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے مذکورہ بالا حدیث ہی کی مثل بیان فرمایا۔ اور اس روایت میں یہ بات زائد ہے کہ آسمان کے ستاروں کی تعداد سے بھی زیادہ۔

۵۹۹۷۔ حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ شُجَاعِ بْنِ الْوَلِيدِ السَّكُونِيُّ، حَدَّثَنِي أَبِي رَحِمَهُ اللَّهُ، حَدَّثَنِي زِيَادُ بْنُ خَيْثَمَةَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَلَا إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ عَلَى الْحَوْضِ، وَإِنَّ بُعْدَ مَا بَيْنَ طَرَفَيْهِ كَمَا بَيْنَ صَنْعَاءَ وَأَيْلَةَ، كَأَنَّ الْأَبَارِيقَ فِيهِ النُّجُومُ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آگاہ رہو! میں حوض پر تمہارا پیش رو ہوں گا اور اس کے دونوں کناروں کے مابین صنعاء اور ایلہ کے برابر فاصلہ ہے اور اس کے کوزے گویا ستارے ہیں"۔

۵۹۹۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الْمُهَاجِرِ

بْنِ مِسْمَارٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ مَعَ غُلَامِي نَافِعٍ أَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: فَكَتَبَ إِلَيَّ إِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ: أَنَا الْفَرَطُ عَلَى الْحَوْضِ

عامر بن سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن سمرہ کو اپنے غلام نافع کے ہاتھ خط لکھ کر بھیجا کہ مجھے ایسی بات بتلائے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو۔ جابر نے (جوابا) مجھے لکھا کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ:
''میں حوض کوثر پر تمہارا پیش رو رہوں گا''۔

باب اکرامه بقتال الملائكة

فرشتوں کا آنحضرت سے ملکر جہاد میں حصہ لینے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

۵۹۹۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، وَأَبُو أُسَامَةَ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعْدٍ، قَالَ: رَأَيْتُ عَنْ يَمِينِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ شِمَالِهِ يَوْمَ أُحُدٍ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا ثِيَابُ بَيَاضٍ، مَا رَأَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ، يَعْنِي جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ عَلَيْهِمَا السَّلَام

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ احد کے روز میں نے نبی ﷺ کے دائیں بائیں دو آدمیوں کو دیکھا ان کے اوپر سفید کپڑے تھے، میں نے نہ اس سے پہلے کبھی انہیں دیکھا اور نہ ہی اس کے بعد، یعنی وہ حضرت جبریل اور حضرت میکائیل تھے۔

۶۰۰۰- وحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا سَعْدٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ يَوْمَ أُحُدٍ عَنْ يَمِينِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعَنْ يَسَارِهِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيضٌ، يُقَاتِلَانِ عَنْهُ كَأَشَدِّ الْقِتَالِ مَا رَأَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے احد کے دن رسول اللہ ﷺ کے دائیں بائیں دو آدمیوں کو دیکھا کہ ان کے اوپر سفید کپڑے ہیں اور وہ آپ ﷺ کی طرف سے لڑ رہے ہیں اور خوب شدت سے لڑ رہے ہیں۔ میں نے انہیں نہ اس سے قبل دیکھا تھا نہ اس کے بعد دیکھا۔

بَابٌ فِيْ شَجَاعَتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضور اکرم ﷺ کی بہادری کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

۶۰۰۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ، وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، وَأَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ، وَأَبُو كَامِلٍ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ يَحْيَى: أَخْبَرَنَا، وقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ، وَكَانَ أَجْوَدَ النَّاسِ، وَكَانَ أَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَانْطَلَقَ نَاسٌ قِبَلَ الصَّوْتِ، فَتَلَقَّاهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاجِعًا، وَقَدْ سَبَقَهُمْ إِلَى الصَّوْتِ، وَهُوَ عَلَى فَرَسٍ لِأَبِي طَلْحَةَ عُرْيٍ، فِي عُنُقِهِ السَّيْفُ وَهُوَ يَقُولُ: لَمْ تُرَاعُوا، لَمْ تُرَاعُوا قَالَ: وَجَدْنَاهُ بَحْرًا، أَوْ إِنَّهُ لَبَحْرٌ قَالَ: وَكَانَ فَرَسًا يُبَطَّأُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ حسین تھے اور سب سے زیادہ سخی تھے، اور لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر تھے۔ ایک رات اہل مدینہ گھبرا گئے (کسی دشمن کے خوف سے کچھ آواز سنی گئی تھی) چند لوگ آواز کے پیچھے چلے تو رسول اللہ ﷺ وہاں سے لوٹتے ہوئے انہیں ملے، اور رسول اللہ ﷺ ابو طلحہ کے گھوڑے کی ننگی پشت پر سوار سب سے آگے نکل کر آواز تک پہنچ گئے تھے، آپ ﷺ کی گردن میں تلوار لٹک رہی تھی، اور آپ ﷺ فرمارہے تھے کہ گھبراؤ نہیں اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ہم نے تو اسے (گھوڑے کو) دریا کی طرح پایا (یعنی خوب سبک رفتار) حالانکہ اس سے پہلے وہ گھوڑا بہت ٹھس تھا، (چلنے میں سست تھا)۔

تشریح:

"اشجع الناس" تمام لوگوں سے آنحضرت ﷺ زیادہ بہادر تھے اسی لیے تو حضرت خالدؓ اور دیگر بڑے بڑے مشہور بہادروں نے آنحضرت ﷺ کو اپنے سے زیادہ بہادر پا کر نبی تسلیم کرلیا اگر حضور ﷺ ان سے بڑھ کر بہادر نہ ہوتے تو وہ کبھی آپ کو نبی ماننے کے لیے تیار نہ ہوتے کیونکہ بہادر آدمی بزدل آدمی کی اطاعت نہیں کرتا۔ "فزع" یعنی اہل مدینہ اس افواہ کی وجہ سے سخت گھبرا گئے کہ دشمن نے مدینہ پر اچانک حملہ کردیا کچھ شور کی آوازیں بھی اٹھی تھیں۔

"لم تراعوا" ایک نسخہ میں لن تراعوا کے الفاظ ہیں لم جازمہ جحد کے لیے ہے اس سے مبالغہ مقصود ہے لن بھی نفی تاکید کے لیے ہے، عربی محاورہ میں لم اور لن دونوں "لا" کے معنی میں آتے ہیں مقصود یہ ہے کہ بالکل گھبراؤ نہیں، کوئی خطرہ نہیں، "ای لا

تراعوا لا تراعوا ''عری یعنی زین کے بغیر خالی پیٹھ گھوڑے پر سوار ہوئے ''وکان فرسا یبطأ ''بطئی سے ہے یعنی یہ گھوڑا چلنے میں سست سمجھا جاتا تھا۔ ''بحرا ''یعنی میں نے اس گھوڑے کو چلنے میں سمندر کی طرح پایا بطور مبالغہ تشبیہ کے ساتھ اس طرح کہنا جائز ہے۔ اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ کسی چیز کے کمال پر اس کی تعریف کرنا جائز ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ دشمن کی طرف سے اگر معمولی سی آہٹ بھی محسوس ہو تو مسلمان کو چاہیے کہ تن تنہا لپک کر اس خطرہ کو ختم کرنے کے لیے سبقت کرے نہ یہ کہ اپنا سینہ دکھاتا رہے اور دشمن کو مارنے کے لیے بلاتا رہے۔ جس طرح آج کل دنیا بھر میں مسلمانوں کے حکمرانوں کا حال ہے۔ ابوطلحہ کے اس گھوڑے کا نام مندوب تھا۔ شاید معجزہ کے ظہور کے بعد یہ گھوڑا آنحضرت کے ہاتھ میں آیا ہو کیونکہ آپ ﷺ کے گھوڑوں میں ایک گھوڑے کا نام مندوب تھا۔ ''سمعت النساء ''یہ آخری حدیث کا لفظ ہے امام مسلم نے حضرت قتادہ کے عنعنہ کو ختم کیا ہے کیونکہ حضرت قتادہؒ مدلس تھے یہ کمال احتیاط ہے۔

۶۶۰۲۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ بِالْمَدِينَةِ فَزَعٌ فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ يُقَالُ لَهُ مَنْدُوبٌ فَرَكِبَهُ فَقَالَ: مَا رَأَيْنَا مِنْ فَزَعٍ وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک رات) مدینہ میں خوف وگھبراہٹ طاری ہوگئی، نبی ﷺ نے ابوطلحہ کا گھوڑا مستعار لیا اسے ''مندوب'' کہا جاتا تھا، آپ ﷺ اس پر سوار ہو گئے اور (واپس آکر) فرمایا کہ ہم نے تو کوئی خوف کی بات نہیں دیکھی، اور اس گھوڑے کو تو ہم نے دریا کی طرح پایا۔

۶۶۰۳۔ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، ح وَحَدَّثَنِيهِ يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ. وَفِي حَدِيثِ ابْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: فَرَسًا لَنَا، وَلَمْ يَقُلْ: لِأَبِي طَلْحَةَ، وَفِي حَدِيثِ خَالِدٍ: عَنْ قَتَادَةَ، سَمِعْتُ أَنَسًا

حضرت شعبہ سے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت نقل کی گئی ہے اور حضرت ابن جعفر کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ ہمارا گھوڑا لیا اور اس میں حضرت ابوطلحہ کے گھوڑے کا ذکر نہیں۔ اور حضرت خالد کی روایت کردہ حدیث میں عن انس کی جگہ سمعت انسا ہے۔

باب في جوده صلى الله عليه وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فیاضی کا بیان

اس باب میں امام مسلمؒ نے دو حدیثوں کو بیان کیا ہے

٦٠٠٤ـ حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، ح وحَدَّثَنِي أَبُو عِمْرَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ زِيَادٍ وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ، وَكَانَ أَجْوَدَ مَا يَكُونُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَلْقَاهُ، فِي كُلِّ سَنَةٍ، فِي رَمَضَانَ حَتَّى يَنْسَلِخَ، فَيَعْرِضُ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنَ، فَإِذَا لَقِيَهُ جِبْرِيلُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مال دینے میں سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے، اور رمضان کے مہینہ میں جبریل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے تھے۔ یہاں تک کہ سارا مہینہ گزر جاتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو قرآن سناتے تھے، اور جب حضرت جبریل علیہ السلام آپ سے ملتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت چلتی ہوئی ہوا سے بھی بڑھ جاتی تھی۔

٦٠٠٥ـ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ مُبَارَكٍ، عَنْ يُونُسَ، ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كِلَاهُمَا، عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

اس سند کیساتھ بھی سابقہ حدیث (کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مال دینے میں سب سے زیادہ سخی تھے ماہ رمضان میں حضرت جبریل سے قرآن پاک کا دور فرماتے تھے۔ آپؐ کی سخاوت چلتی ہوئی ہوا سے بڑھ جاتی تھی) ہی کی مثل منقول ہے۔

بَابُ حُسْنِ خُلُقِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آنحضرت کے حُسنِ اخلاق کا بیان

اس باب میں امام مسلمؒ نے سات احادیث کو بیان کیا ہے

٦٠٠٦ـ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، وَأَبُو الرَّبِيعِ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسٍ

بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: خَدَمْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَشْرَ سِنِينَ، وَاللّٰهِ مَا قَالَ لِي: أُفًّا قَطُّ، وَلَا قَالَ لِي لِشَيْءٍ: لِمَ فَعَلْتَ كَذَا؟ وَهَلَّا فَعَلْتَ كَذَا؟. زَادَ أَبُو الرَّبِيعِ: لَيْسَ مِمَّا يَصْنَعُهُ الْخَادِمُ، وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَهُ: وَاللّٰهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کی دس برس خدمت کی، اللہ کی قسم! آپ ﷺ نے کبھی مجھے اف تک نہیں کہا، نہ ہی کسی کام کے لیے یہ کہا کہ تم نے یہ کیوں کیا یا یہ کیوں نہ کیا؟ حضرت ربیع کی روایت میں ہے کہ ایسے کام کے لیے جو خادم کو کرنا چاہیے (کبھی نہیں فرمایا)

۶۰۰۷۔ وَحَدَّثَنَاهُ شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ، حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ مِسْكِينٍ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ، عَنْ أَنَسٍ بِمِثْلِهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سابقہ حدیث ہی کی مثل روایت منقول ہے۔

۶۰۰۸۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، جَمِيعًا عَنْ إِسْمَاعِيلَ، وَاللَّفْظُ لِأَحْمَدَ قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ، أَخَذَ أَبُو طَلْحَةَ بِيَدِي فَانْطَلَقَ بِي إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أَنَسًا غُلَامٌ كَيِّسٌ فَلْيَخْدُمْكَ، قَالَ: فَخَدَمْتُهُ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ، وَاللّٰهِ مَا قَالَ لِي لِشَيْءٍ صَنَعْتُهُ: لِمَ صَنَعْتَ هَذَا هَكَذَا؟ وَلَا لِشَيْءٍ لَمْ أَصْنَعْهُ: لِمَ لَمْ تَصْنَعْ هَذَا هَكَذَا؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو ابوطلحہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے ساتھ لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے، اور جا کر کہا کہ یا رسول اللہ! انس ہوشیار لڑکا ہے وہ آپ کی خدمت کرے گا۔ فرماتے ہیں کہ: چنانچہ میں نے آپ ﷺ کی خدمت سفر وحضر دونوں میں کی۔ اللہ کی قسم! کسی کام کے لیے جو میں نے کیا ہوتا آپ ﷺ نے مجھے یوں نہیں کہا کہ: تم نے یہ کام اس طرح کیوں کیا؟ یا میں نے کوئی کام نہیں کیا تو یوں نہیں فرمایا کہ تم نے یہ کام اس طرح کیوں نہیں کیا؟

۶۰۰۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَابْنُ نُمَيْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ، حَدَّثَنِي سَعِيدٌ وَهُوَ ابْنُ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: خَدَمْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعَ سِنِينَ، فَمَا أَعْلَمُهُ قَالَ لِي قَطُّ: لِمَ فَعَلْتَ كَذَا وَكَذَا؟ وَلَا عَابَ عَلَيَّ شَيْئًا قَطُّ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی ۹ برس تک خدمت کی، مجھے یاد نہیں کہ کبھی آپ ﷺ نے مجھے کہا ہو کہ تم نے فلاں فلاں کام کیوں کیا، نہ ہی کبھی کسی چیز کے بارے میں مجھ پر عیب لگایا۔

۶۰۱۰۔ حَدَّثَنِي أَبُو مَعْنٍ الرَّقَاشِيُّ زَيْدُ بْنُ يَزِيدَ، أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ وَهُوَ ابْنُ عَمَّارٍ، قَالَ: قَالَ إِسْحَاقُ: قَالَ أَنَسٌ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا، فَأَرْسَلَنِي يَوْمًا لِحَاجَةٍ، فَقُلْتُ: وَاللَّهِ لَا أَذْهَبُ، وَفِي نَفْسِي أَنْ أَذْهَبَ لِمَا أَمَرَنِي بِهِ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَخَرَجْتُ حَتَّى أَمُرَّ عَلَى صِبْيَانٍ وَهُمْ يَلْعَبُونَ فِي السُّوقِ، فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَبَضَ بِقَفَايَ مِنْ وَرَائِي، قَالَ: فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَضْحَكُ، فَقَالَ: يَا أُنَيْسُ أَذَهَبْتَ حَيْثُ أَمَرْتُكَ؟ قَالَ قُلْتُ: نَعَمْ، أَنَا أَذْهَبُ، يَا رَسُولَ اللَّهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سب لوگوں سے زیادہ حسن اخلاق کے مالک تھے، ایک روز آپ نے اپنی کسی ضرورت کے لیے مجھے بھیجا تو میں نے عرض کیا کہ اللہ کی قسم! میں نہیں جاؤں گا (جیسا کہ بچے انکار کردیتے ہیں)۔ لیکن میرے دل میں تھا کہ آنحضرت کے حکم کے مطابق میں جاؤں گا۔ چنانچہ میں چلا گیا، یہاں تک کہ چند لڑکوں پر میرا گزر ہوا وہ بازار میں کھیل رہے تھے، اچانک ہی رسول اللہ ﷺ نے پیچھے سے میری گدی پکڑلی، میں نے آپ ﷺ کی طرف دیکھا تو آپ ہنس رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: اے اُنیس جہاں جانے کو میں نے تمہیں کہا تھا گئے تھے؟ میں نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ! میں جا رہا ہوں۔

۶۰۱۱۔ قَالَ أَنَسٌ: وَاللَّهِ لَقَدْ خَدَمْتُهُ تِسْعَ سِنِينَ، مَا عَلِمْتُهُ قَالَ لِشَيْءٍ صَنَعْتُهُ: لِمَ فَعَلْتَ كَذَا وَكَذَا؟ أَوْ لِشَيْءٍ تَرَكْتُهُ: هَلَّا فَعَلْتَ كَذَا وَكَذَا

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نو برس تک آپ کی خدمت میں رہا، مجھے یاد نہیں کہ کسی کام کو میں نے چھوڑ دیا ہو تو آپ ﷺ نے اس کے لیے کہا ہو کہ ایسا ایسا کیوں نہیں کیا؟

۶۰۱۲۔ وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ، وَأَبُو الرَّبِيعِ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا

حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ بہترین اخلاق والے تھے۔

بَابٌ فِيْ سَخَائِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے سات احادیث کو بیان کیا ہے

۶۰۱۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَمْرٌو النَّاقِدُ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: مَا سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ فَقَالَ لَا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سے کوئی چیز مانگی گئی ہو اور آپ ﷺ نے کہا ہو کہ نہیں۔

تشریح:

"فقال لا" یعنی آنحضرت ﷺ نے کسی سائل کے سوال کے جواب میں کبھی "لا" کا کلمہ انکار کے لیے استعمال نہیں کیا۔

سوال: یہاں یہ اعتراض متوجہ ہوسکتا ہے کہ بہت سارے مواقع ایسے بھی آئے ہیں جہاں آنحضرت ﷺ نے "لا" کا کلمہ استعمال فرمایا قرآن میں ﴿لا اجد ما احملکم علیه﴾ کے الفاظ موجود ہیں جن کا احادیث سے بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے۔

جواب: ابن حجر رحمہ اللہ نے اس سوال کا جواب اس طرح دیا ہے کہ سائل کو دینے کے لیے جو کچھ آپ ﷺ کے اختیار میں ہوتا تو آپ انکار کے بغیر دیتے تھے اور اگر اختیار میں کچھ نہ ہوتا پھر بھی آپ انکار نہ فرماتے بلکہ خوش اسلوبی سے جواب دیتے تھے خلاصہ یہ کہ جب آپ کے اختیار میں کچھ ہوگا اور آپ انکار فرماتے وہ انکار یہاں مراد نہیں ہے بلکہ حالت اختیار کے انکار کی نفی ہے۔ فرزدق نے بہت خوب فرمایا: مَا قَالَ لَا قَطُّ إِلَّا فِيْ تَشَهُّدِهٖ لَوْ لَا التَّشَهُّدُ لَكَانَتْ لَائُهُ نَعَم

۶۰۱۴۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا الْأَشْجَعِيُّ، ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ كِلَاهُمَا، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ مِثْلَهُ سَوَاءً

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سابقہ حدیث ہی کی مثل منقول ہے۔

۶۰۱۵۔ وَحَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ التَّيْمِيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: مَا سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ، قَالَ:

فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَأَعْطَاهُ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ، فَرَجَعَ إِلَى قَوْمِهِ، فَقَالَ: يَا قَوْمِ أَسْلِمُوا، فَإِنَّ مُحَمَّدًا يُعْطِي عَطَاءً لَا يَخْشَى الْفَاقَةَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے کوئی چیز اسلام کے واسطہ سے نہیں مانگی گئی مگر یہ کہ آپ ﷺ نے وہ عطا فرمادی، ایک بار ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے اسے دو پہاڑوں کے درمیان میں بھیڑ بکریاں عطا فرمادیں۔ (یعنی اتنی زیادہ بھیڑ بکریاں دے دیں کہ دو پہاڑوں کے درمیان میں جو وادی ہوتی ہے وہ بھر جائے) وہ آدمی اپنی قوم کے پاس واپس لوٹا اور کہا کہ: اے قوم! اسلام قبول کرلو کیونکہ محمد ﷺ ایسے ہدایا دیتے ہیں کہ پھر فاقہ وغیرہ کا خوف نہیں رہتا۔

۶۰۱۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ، فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ، فَأَتَى قَوْمَهُ فَقَالَ: أَيْ قَوْمِ أَسْلِمُوا، فَوَاللّٰهِ إِنَّ مُحَمَّدًا لَيُعْطِي عَطَاءً مَا يَخَافُ الْفَقْرَ فَقَالَ أَنَسٌ: إِنْ كَانَ الرَّجُلُ لَيُسْلِمُ مَا يُرِيدُ إِلَّا الدُّنْيَا، فَمَا يُسْلِمُ حَتَّى يَكُونَ الْإِسْلَامُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آدمی مسلمان ہوتا تھا صرف دنیا کی خاطر، مگر جب وہ اسلام لے آتا تھا تو پھر اس کے نزدیک اسلام ہی دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہو جاتا تھا۔

۶۰۱۷۔ وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: غَزَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ الْفَتْحِ، فَتْحِ مَكَّةَ، ثُمَّ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَاقْتَتَلُوا بِحُنَيْنٍ، فَنَصَرَ اللّٰهُ دِينَهُ وَالْمُسْلِمِينَ وَأَعْطَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ مِائَةً مِنَ النَّعَمِ ثُمَّ مِائَةً ثُمَّ مِائَةً قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، أَنَّ صَفْوَانَ قَالَ: وَاللّٰهِ لَقَدْ أَعْطَانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَعْطَانِي، وَإِنَّهُ لَأَبْغَضُ النَّاسِ إِلَيَّ، فَمَا بَرِحَ يُعْطِينِي حَتَّى إِنَّهُ لَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ

حضرت ابن شہاب زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر جہاد کیا، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اپنے ہمراہ مسلمانوں کے ساتھ نکلے اور انہوں نے حنین میں قتال کیا، اللہ عز و جل نے اپنے دین اور مسلمانوں کی مدد اور نصرت فرمائی، رسول اللہ ﷺ نے اس روز صفوان بن امیہ کو سو اونٹ عطا فرمائے، پھر سو اونٹ

دیئے، پھر سو اونٹ دیئے۔ حضرت ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھ سے سعید بن المسیب نے بیان کیا کہ صفوان نے کہا کہ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیا جو کچھ دیا، اور آپ ﷺ میرے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض تھے، پھر آپ ہمیشہ مجھ کو دیتے رہے حتیٰ کہ آپ سب سے زیادہ میرے محبوب بن گئے۔

۶۰۱۸۔ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ، وَعَنْ عَمْرٍو، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ جَابِرٍ، أَحَدُهُمَا يَزِيدُ عَلَى الْآخَرِ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ: قَالَ سُفْيَانُ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ يَقُولُ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ سُفْيَانُ: وَسَمِعْتُ أَيْضًا عَمْرَو بْنَ دِينَارٍ يُحَدِّثُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، وَزَادَ أَحَدُهُمَا عَلَى الْآخَرِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ قَدْ جَاءَنَا مَالُ الْبَحْرَيْنِ لَقَدْ أَعْطَيْتُكَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا وَقَالَ بِيَدَيْهِ جَمِيعًا، فَقُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ يَجِيءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ فَقَدِمَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ بَعْدَهُ، فَأَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَى: مَنْ كَانَتْ لَهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَةٌ أَوْ دَيْنٌ فَلْيَأْتِ، فَقُمْتُ فَقُلْتُ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْ قَدْ جَاءَنَا مَالُ الْبَحْرَيْنِ أَعْطَيْتُكَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا فَحَثَى أَبُو بَكْرٍ مَرَّةً، ثُمَّ قَالَ لِي: عُدَّهَا، فَعَدَدْتُهَا فَإِذَا هِيَ خَمْسُمِائَةٍ، فَقَالَ: خُذْ مِثْلَيْهَا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اگر ہمارے پاس بحرین کا مال آجائے تو میں تمہیں اتنا، اتنا اور اتنا دوں گا آپ ﷺ نے دونوں ہاتھوں سے اشارہ فرمایا ایک ساتھ۔ پھر نبی ﷺ کی وفات ہوگئی بحرین کا مال آنے سے قبل، پھر وہ مال حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا تو انہوں نے منادی کو حکم دیا اس نے منادی کرادی کہ جس کے لیے نبی ﷺ کا کوئی وعدہ ہو یا آپ ﷺ کے ذمہ اس کا قرض ہو وہ آجائے۔ میں کھڑا ہوگیا اور کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر بحرین کا مال آگیا تو میں تمہیں اتنا، اتنا اور اتنا دوں گا۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دونوں ہاتھوں کو بھرا (اس مال میں سے) اور مجھ سے کہا اس کو گنو، میں نے گنا تو وہ پانچ سو (اشرفیاں) تھیں، انہوں نے فرمایا کہ اتنا ہی دو بار اور لے لو۔

۶۰۱۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُونٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: وَأَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: لَمَّا مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ أَبَا بَكْرٍ مَالٌ مِنْ قِبَلِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ

فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ دَيْنٌ، أَوْ كَانَتْ لَهُ قِبَلَهُ عِدَةٌ، فَلْيَأْتِنَا بِنَحْوِ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے وصال کے بعد (بحرین کے گورنر) حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کی طرف سے ابوبکر صدیق کے پاس مال آیا تو حضرت ابوبکر نے فرمایا: جس آدمی کا نبی کریم ﷺ پر کوئی قرض ہو یا جس سے آپ ﷺ نے کوئی وعدہ فرمایا ہوتو وہ آدمی ہمارے پاس آجائے.... بقیہ روایت حدیث ابن عیینہ کی طرح بیان فرمائی۔

بَابُ رَحْمَتِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصِّبْيَانِ وَالْعِيَالِ

آنحضرت کا بچوں اور اہل وعیال پر شفقت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے سات احادیث کو بیان کیا ہے

۶۰۲۰ـ **حَدَّثَنَا** هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ، وَشَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ، كِلَاهُمَا عَنْ سُلَيْمَانَ، وَاللَّفْظُ لِشَيْبَانَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وُلِدَ لِي اللَّيْلَةَ غُلَامٌ، فَسَمَّيْتُهُ بِاسْمِ أَبِي إِبْرَاهِيمَ ثُمَّ دَفَعَهُ إِلَى أُمِّ سَيْفٍ، امْرَأَةِ قَيْنٍ يُقَالُ لَهُ أَبُو سَيْفٍ، فَانْطَلَقَ يَأْتِيهِ وَاتَّبَعْتُهُ، فَانْتَهَيْنَا إِلَى أَبِي سَيْفٍ وَهُوَ يَنْفُخُ بِكِيرِهِ، قَدِ امْتَلَأَ الْبَيْتُ دُخَانًا، فَأَسْرَعْتُ الْمَشْيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا سَيْفٍ أَمْسِكْ، جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمْسَكَ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّبِيِّ، فَضَمَّهُ إِلَيْهِ، وَقَالَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُولَ، فَقَالَ أَنَسٌ: لَقَدْ رَأَيْتُهُ وَهُوَ يَكِيدُ بِنَفْسِهِ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَدَمَعَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: تَدْمَعُ الْعَيْنُ وَيَحْزَنُ الْقَلْبُ، وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبُّنَا، وَاللّٰهِ يَا إِبْرَاهِيمُ إِنَّا بِكَ لَمَحْزُونُونَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آج رات میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا میں نے اس کا نام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام پر ابراہیم رکھا''۔ پھر آپ ﷺ نے اس لڑکے کو ابوسیف نامی لوہار کی بیوی ام سیف کے حوالہ کردیا (پرورش اور رضاعت وغیرہ کے لیے) ایک روز آپ ﷺ چلے ابوسیف کی طرف، میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے ہولیا، ہم ابوسیف کے پاس پہنچے تو وہ اپنی بھٹی پھونک رہا تھا جس سے سارا گھر دھویں سے بھر گیا تھا، میں تیزی سے دوڑ کر رسول اللہ ﷺ سے آگے ہولیا اور ابوسیف سے کہا کہ اے ابوسیف

رک جا، رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ہیں، چنانچہ وہ رک گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے بچہ کو بلایا اور اسے اپنے سے چمٹا لیا اور جو کچھ (دعائیہ کلمات) کہنا تھا کہے، انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ بچہ کا دم نکل رہا تھا (آخری سانسیں لے رہا تھا) رسول اللہ ﷺ کے سامنے یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور آپ ﷺ نے فرمایا: "آنکھیں آنسو بہاتی ہیں اور دل غمگین ہیں لیکن ہم وہی کہتے ہیں جو ہمارے رب کو پسند ہے۔ اللہ کی قسم! اے ابراہیم! ہم تمہاری وجہ سے غمگین ہیں۔

تشریح:

"بِاسم ابی" یعنی اپنے دادا جان حضرت ابراہیم کے نام پر اس کا نام رکھا ہے حضرت ابراہیم بن محمد ﷺ ایک لونڈی ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے یہ لونڈی مصر کے مقوقس بادشاہ نے بطور ہدیہ آپ کو دیا تھا حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بعد آنحضرت کی اولاد کسی ام المؤمنین سے نہیں ہوئی صرف اس لونڈی سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے اور سولہ سترہ مہینے زندہ تھے پھر انتقال ہوگیا اس حدیث میں اجمال ہے آنحضرت اس بچے کو دیکھنے کے لیے آتے جاتے رہتے تھے تاہم ایک بار اس دیکھنے کے موقع پر بچے کا انتقال ہوگیا۔

"بِکِیرٍ" یہ اس مشکیزہ کو کہتے ہیں جس میں ہوا بھری جاتی ہے اور کوئلہ پر آگ جلا کر بھٹی میں لوہا گرم کیا جاتا ہے۔ اس مشکیزہ کو پشتو میں "بَټَۍ" کہتے ہیں۔ "وکان ظئرہ قینا" ظئر اصل میں دایہ کو کہتے ہیں پھر اس کے شوہر کو ظئر کہا جاتا ہے کیونکہ دودھ کا اصل سبب شوہر ہوتا ہے ظئر کا لفظ درحقیقت اس اونٹنی کے لیے بولا جاتا ہے جو اپنے بچے کے بجائے دوسرے کے بچے کو دودھ پلانا شروع کردیتی ہے اسی طرح دایہ بھی اپنے بچے کے علاوہ دوسرے کے بچے کو دودھ پلاتی ہے "فی الثدی" یعنی ابراہیم دودھ پینے کے زمانہ میں مرگیا ہے اس لیے جنت میں دودایہ اس کے دودھ کی تکمیل کرتی ہے، یہ آنے والی حدیث کے الفاظ کی تشریح ہے اس باب کی احادیث سے آنحضرت کی شفقت واضح ہوجاتی ہے۔ "قین" لوہار کو کہتے ہیں۔

۶۰۲۱ ـ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَرْحَمَ بِالْعِيَالِ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كَانَ إِبْرَاهِيمُ مُسْتَرْضِعًا لَهُ فِي عَوَالِي الْمَدِينَةِ فَكَانَ يَنْطَلِقُ وَنَحْنُ مَعَهُ فَيَدْخُلُ الْبَيْتَ وَإِنَّهُ لَيُدَّخَنُ، وَكَانَ ظِئْرُهُ قَيْنًا، فَيَأْخُذُهُ فَيُقَبِّلُهُ، ثُمَّ يَرْجِعُ قَالَ عَمْرٌو: فَلَمَّا تُوُفِّيَ إِبْرَاهِيمُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ إِبْرَاهِيمَ ابْنِي وَإِنَّهُ مَاتَ فِي الثَّدْيِ

وَإِنَّ لَهُ لَظِئْرَيْنِ تُكَمِّلَانِ رَضَاعَهُ فِي الْجَنَّةِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اپنے بچوں پر میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی کو شفقت کرتے نہیں دیکھا (آپ ﷺ کے صاحبزادے) ابراہیم مدینہ کے عوالی میں تھے دودھ پلائی کے لیے (عوالی مدینہ کے مضافات میں کچھ گھروں پر مشتمل بستی تھی جہاں کی ایک عورت ابراہیم کو دودھ پلانے کے لیے دستور عرب کے مطابق لے گئی تھی) آپ ﷺ وہاں جایا کرتے تھے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ہمراہ جاتے تھے، آپ ﷺ ان کے گھر میں داخل ہوتے تو وہاں دھواں بھرا ہوتا تھا۔ کیونکہ اس کا شوہر لوہار تھا۔ نبی ﷺ ابراہیم کو اٹھاتے اسے پیار کرتے پھر واپس لوٹ آتے، جب ابراہیم کی وفات ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک ابراہیم میرا بیٹا دودھ پینے کی عمر میں فوت ہوا ہے، اور اس کے لیے جنت میں دو انائیں ہیں جو اس کی مدت رضاعت (دودھ پلوائی کی مدت) کی تکمیل کریں گی“۔

۶۰۲۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، وَابْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَدِمَ نَاسٌ مِنَ الْأَعْرَابِ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: أَتُقَبِّلُونَ صِبْيَانَكُمْ؟ فَقَالُوا: نَعَمْ، فَقَالُوا: لَكِنَّا وَاللّٰهِ مَا نُقَبِّلُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَأَمْلِكُ إِنْ كَانَ اللّٰهُ نَزَعَ مِنْكُمُ الرَّحْمَةَ وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ: مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دیہات کے کچھ بدو آئے اور (حیرانی سے) کہنے لگے کہ کیا تم اپنے بچوں کو پیار کرتے ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں، وہ کہنے لگے کہ لیکن ہم تو واللہ اپنے بچوں کو پیار نہیں کرتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نے تم سے رحم کا جذبہ نکال لیا ہے تو میں کیا کروں“۔

۶۰۲۳۔ وحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: عَمْرٌو، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ، أَبْصَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ الْحَسَنَ فَقَالَ: إِنَّ لِي عَشَرَةً مِنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ وَاحِدًا مِنْهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّهُ مَنْ لَا يَرْحَمْ لَا يُرْحَمْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت اقرع بن حابس نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ حضرت حسن کو چوم رہے ہیں۔ (اقرع بن حابس) کہنے لگے کہ میرے دس بیٹے ہیں میں نے ان میں کسی ایک کو بھی کبھی نہیں چوما (پیار کیا)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ جو رحم نہیں کرتا (بچوں، کمزوروں پر) اس پر بھی رحم نہیں کیا جائے گا (اللہ

تعالیٰ کی طرف سے)۔

٦٠٢٤ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے سابقہ حدیث ہی کی مثل روایت بیان فرماتے ہیں۔

٦٠٢٥ ۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، كِلَاهُمَا عَنْ جَرِيرٍ، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَا: أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، حَدَّثَنَا حَفْصٌ يَعْنِي ابْنَ غِيَاثٍ، كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، وَأَبِي ظَبْيَانَ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَا يَرْحَمِ النَّاسَ، لَا يَرْحَمْهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ اس پر رحم نہیں کرتا''۔

٦٠٢٦ ۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ جَرِيرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ جَرِيرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ

اس سند کے ساتھ حضرت جریر سے نبی کریم ﷺ کی سابقہ حدیث اعمش ہی کی مثل منقول ہے۔

بَابُ كَثْرَةِ حَيَائِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آنحضرت ﷺ کی شدید حیاء کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

٦٠٢٧ ۔ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي عُتْبَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، ح وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَأَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي عُتْبَةَ

يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدِ الْخُدْرِيَّ، يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِي خِدْرِهَا وَكَانَ إِذَا كَرِهَ شَيْئًا عَرَفْنَاهُ فِي وَجْهِهِ

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے پردہ میں رہنے والی کنواری لڑکی سے زیادہ شرم وحیا والے تھے، اور آپ ﷺ کا حال یہ تھا کہ جب آپ کو کسی بات سے ناگواری ہوتی تو ہم چہرۂ مبارک میں اس کے اثرات سے پہچان لیتے تھے۔

تشریح:

"من العذراء" دوشیزہ لڑکی کو کہتے ہیں جس میں طبعی حیاء بے انتہاء ہوتی ہے پھر خاص کر جب اپنے مخصوص کمرہ میں چھپ کر رہتی ہو اور عام میل جول نہیں رکھتی پھر تو حیاء اور زیادہ ہو جاتی ہے "فی خدرها" یہ پردہ کو کہتے ہیں یہاں وہ چھوٹا کمرہ مراد ہے جو مکان میں خاص جگہ پر بنایا جاتا ہے امرأ القیس نے کہا

ویوم دخلت الخدر خدر عنیزة فقالت لك الویلات انك مرجلی

"فاحشا" فحش حرکات کرنے والے کو کہتے ہیں قال ابن عرفه الفواحش عند العرب القبائح وقال الهروی الفاحش ذو الفحش والمتفحش الذی یتکلف الفحش یعنی آنحضرت کی نہ فحش کی طبیعت تھی اور نہ اس کا تکلف تھا۔ "احاسنکم اخلاقا" ای احسن اخلاقا وحسن الخلق اختیار الفضائل وترک الرذائل یہ اگلی حدیث کے الفاظ کی شرح ہے۔

٦٠٢٨ ـ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو حِينَ قَدِمَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْكُوفَةِ فَذَكَرَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ أَحَاسِنَكُمْ أَخْلَاقًا قَالَ عُثْمَانُ: حِينَ قَدِمَ مَعَ مُعَاوِيَةَ إِلَى الْكُوفَةِ.

سروق کہتے ہیں کہ جب معاویہ رضی اللہ عنہ کوفہ آئے تو ہم حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس حاضر ہوئے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نہ بدزبان تھے نہ بے حیائی کی باتیں کرنے والے تھے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے "تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جو اخلاق کے اعتبار سے بہترین ہیں"۔

٦٠٢٩ ـ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، وَوَكِيعٌ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي،

ح وَحَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ يَعْنِي الْأَحْمَرَ كُلُّهُمْ، عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

حضرت اعمش سے ان اسناد کے ساتھ سابقہ حدیث (تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جو اخلاق کے اعتبار سے بہترین ہیں) ہی کی مثل منقول ہے۔

بَابُ تَبَسُّمِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحُسْنِ عِشْرَتِهِ

آنحضرت کی مسکراہٹ اور حسن معاشرت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

٦٠٣٠ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، قَالَ: قُلْتُ لِجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ: أَكُنْتَ تُجَالِسُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ كَثِيرًا، كَانَ لَا يَقُومُ مِنْ مُصَلَّاهُ الَّذِي يُصَلِّي فِيهِ الصُّبْحَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَإِذَا طَلَعَتْ قَامَ وَكَانُوا يَتَحَدَّثُونَ، فَيَأْخُذُونَ فِي أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ فَيَضْحَكُونَ وَيَتَبَسَّمُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سماک بن حرب کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے؟ کہنے لگے کہ ہاں بہت زیادہ۔ آپ ﷺ کا معمول تھا کہ جس جگہ صبح کی نماز پڑھا کرتے تھے تو سورج طلوع ہونے تک وہاں سے اٹھتے نہ تھے، جب سورج طلوع ہو جاتا تو اٹھتے تھے۔ صحابہ آپس میں گفتگو کیا کرتے اور جاہلیت کے زمانہ کے کاموں کا تذکرہ کرتے تھے تو ہنستے تھے لیکن نبی ﷺ تبسم فرمایا کرتے تھے"۔

بَابُ فِي رَحْمَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنِّسَاءِ

آنحضرت ﷺ کا عورتوں پر رحم کرنے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چھ احادیث کو بیان کیا ہے

٦٠٣١ـ حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ، وَحَامِدُ بْنُ عُمَرَ، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَأَبُو كَامِلٍ جَمِيعًا عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ أَبُو الرَّبِيعِ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، وَغُلَامٌ أَسْوَدُ يُقَالُ لَهُ: أَنْجَشَةُ يَحْدُو، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَنْجَشَةُ رُوَيْدَكَ سَوْقًا بِالْقَوَارِيرِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعض سفروں میں آپ کا حبشی غلام جسے انجشہ کہا جاتا تھا "حُدی خوانی" کرتا تھا (اونٹوں کو تیز چلانے کے لیے عرب میں دستور تھا کہ ساربان ایک مخصوص لے سے اشعار پڑھا کرتے تھے اس کو حُدی کہا جاتا تھا)۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ: اے انجشہ! آہستہ آہستہ، ان اونٹوں کو شیشہ کے آبگینوں سے لدے اونٹوں کی طرح ہانک"۔

تشریح:

"انجشة" انجشہ ایک حبشی غلام تھا جس کی کنیت ابو ماریہ تھی۔ مدینہ منورہ سے جن مخنثوں کو آنحضرت نے جلاوطن کیا تھا ان میں ایک انجشہ بھی تھا "یحدو" یہ حدی خوانی کو کہتے ہیں یہ رجز وغیرہ کے اشعار کو کہتے ہیں جب کہ اونٹوں کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں اس سے اونٹ مست ہو کر تیز تیز چلنے لگتے ہیں "رویدک" یہ اسم فعل ہے منصوب ہے اس کا فعل محذوف ہے ای سق سوقا رویدًا ای ارفق قلیلا و الزم المھلة آہستہ آہستہ چلو اشعار گانے میں نرمی کرو تا کہ اونٹ بے قابو نہ ہو جائے۔

"سوقا" سوقا مصدر ہے ای سق سوقا ان کلمات میں سب سے عمدہ توجیہ یہ ہے کہ روید کا اسم فعل ہے جو امهل کے معنی میں اور سوقا اس کا مفعول بہ ہے ای امهل سوقا یعنی چلنے کو نرم رکھو اگلی حدیث میں امهل سوقک صحیح بن جائے گا۔

"القواریر" یہ قارورۃ کی جمع ہے کانچ کے برتنوں کو کہتے ہیں یہاں عورتیں مراد ہیں مطلب یہ ہے کہ تمہارے اشعار سے خود یہ عورتیں بے قابو ہو جائیں گی کمزور مخلوق ہے اس کے دل پھٹ جائیں گے یا اونٹ مست ہو کر تیز دوڑنے لگ جائیں گے تو ان عورتوں کو گرادیں گے دونوں صورتوں میں کانچ کی مانند یہ عورتیں ٹوٹ جائیں گی۔

"قال ابو قلابة" ابوقلابہ نے اپنے وقت کے بعض خشک صوفیوں پر رد کرنا چاہا ہے کہ تم تو ذرا ذرا بات پر گرفت کرتے ہو اور معمولی مزاح کا جملہ برداشت نہیں کرتے ہو اگر آنحضرت کی طرح کلمہ کوئی کہدے تو تم فتویٰ لگادو گے یہ دلچسپ مزاحیہ جملے ہوتے رہتے ہیں سختی نہ کرو اگلی حدیث کا جملہ ہے۔

۶۰۳۲۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ، وَحَامِدُ بْنُ عُمَرَ، وَأَبُو كَامِلٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، بِنَحْوِهِ

ان اسناد کے ساتھ حضرت انس سے سابقہ حدیث ہی کی طرح روایت مروی ہے۔

۶۰۳۳۔ وحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ، قَالَ زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَتَى عَلَى أَزْوَاجِهِ وَسَوَّاقٌ

يَسُوقُ بِهِنَّ يُقَالُ لَهُ: أَنْجَشَةُ، فَقَالَ: وَيْحَكَ يَا أَنْجَشَةُ رُوَيْدًا سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيرِ قَالَ: قَالَ أَبُو قِلَابَةَ: تَكَلَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَلِمَةٍ لَوْ تَكَلَّمَ بِهَا بَعْضُكُمْ لَعِبْتُمُوهَا عَلَيْهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ازواج کے پاس تشریف لائے، ایک ہانکنے والا جسے انجشہ کہا جاتا تھا ازواج کے اونٹوں کو ہانک رہا تھا، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: تیرا ستیاناس اے انجشہ آہستہ پڑھ، آہستہ ہانک شیشوں کو۔ (یعنی عورتوں کو بوجہ نزاکت شیشوں سے تشبیہ دی۔ ابو قلابہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسی بات کہی کہ اگر تم میں سے کوئی وہ بات کہتا تو تم اسے عیب بنا لیتے۔

۶۰۳۴۔ **وَحَدَّثَنَا** يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ، حَدَّثَنَا التَّيْمِيُّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ مَعَ نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُنَّ يَسُوقُ بِهِنَّ سَوَّاقٌ، فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيْ أَنْجَشَةُ رُوَيْدًا سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيرِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ام سلیم رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات کے ساتھ تھیں اور ایک ہانکنے والا ان کے اونٹوں کو ہنکا رہا تھا، نبی ﷺ نے فرمایا: اے انجشہ! آہستگی سے شیشوں کو ہنکاؤ (یعنی اپنی آواز پست رکھو کہ خواتین تک نہ پہنچے اور آواز کی نغمگی سے متاثر نہ ہوں)۔

۶۰۳۵۔ **وَحَدَّثَنَا** ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، حَدَّثَنِي هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَادٍ حَسَنُ الصَّوْتِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رُوَيْدًا يَا أَنْجَشَةُ، لَا تَكْسِرِ الْقَوَارِيرَ يَعْنِي ضَعَفَةَ النِّسَاءِ

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک حدی خوان تھا بہت خوبصورت آواز کا مالک۔ رسول اللہ نے اس سے فرمایا: انجشہ! آہستہ آہستہ پڑھو! شیشوں اور آبگینوں کو مت توڑ، یعنی کمزور عورتوں کو تکلیف مت دے۔

۶۰۳۶۔ **وَحَدَّثَنَاهُ** ابْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرْ حَادٍ حَسَنُ الصَّوْتِ

حضرت انس نبی کریم ﷺ سے سابقہ حدیث ہی کی مثل حدیث روایت فرماتے ہیں، البتہ اس روایت میں خوب صورت آواز کا ذکر نہیں ہے۔

بَابُ قُرْبِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ النَّاسِ وَتَبَرُّكِهِمْ بِهِ

آنحضرت کا لوگوں کے ساتھ میل جول رکھنا اور لوگوں کا آپ سے تبرک حاصل کرنا

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

٦٠٣٧ـ حَدَّثَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ النَّضْرِ بْنِ أَبِي النَّضْرِ، وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، جَمِيعًا، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، قَالَ: أَبُو بَكْرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ يَعْنِي هَاشِمَ بْنَ الْقَاسِمِ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ جَاءَ خَدَمُ الْمَدِينَةِ بِآنِيَتِهِمْ فِيهَا الْمَاءُ، فَمَا يُؤْتَى بِإِنَاءٍ إِلَّا غَمَسَ يَدَهُ فِيهَا، فَرُبَّمَا جَاءُوهُ فِي الْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ، فَيَغْمِسُ يَدَهُ فِيهَا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب صبح کی نماز سے فارغ ہو جاتے تو مدینہ کے خادم اپنے اپنے پانی سے بھرے برتن لے کر آتے، جو برتن بھی آپ ﷺ کے پاس لایا جاتا تو اس میں آپ اپنا دست مبارک ڈبو دیتے۔ بعض اوقات تو سردی کی صبحوں میں آپ کے پاس پانی لایا جاتا تو بھی (سردی کے باوجود) آپ ﷺ اپنا دست مبارک اس میں ڈبو دیتے تھے۔

٦٠٣٨ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَلَّاقُ يَحْلِقُهُ، وَأَطَافَ بِهِ أَصْحَابُهُ، فَمَا يُرِيدُونَ أَنْ تَقَعَ شَعْرَةٌ إِلَّا فِي يَدِ رَجُلٍ

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ حجام آپ کی حجامت بنا رہا ہے اور صحابہ کرام آپ کے اردگرد موجود ہیں اور اس فکر میں ہیں کہ کوئی بال مبارک زمین پر گرنے کے بجائے ان کے ہاتھ میں گرے۔

٦٠٣٩ـ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ امْرَأَةً كَانَ فِي عَقْلِهَا شَيْءٌ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً، فَقَالَ: يَا أُمَّ فُلَانٍ انْظُرِي أَيَّ السِّكَكِ شِئْتِ، حَتَّى أَقْضِيَ لَكِ حَاجَتَكِ فَخَلَا مَعَهَا فِي بَعْضِ الطُّرُقِ، حَتَّى فَرَغَتْ مِنْ حَاجَتِهَا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے جس کی عقل میں کچھ فتور تھا رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ یا

رسول اللہ! مجھے آپ سے کچھ کام ہے (جو میں لوگوں کے سامنے نہیں کہہ سکتی) آپ ﷺ نے (از راہِ شفقت) اس سے فرمایا: کہ اے ام فلاں! اچھا جو گلی تو چاہتی ہے دیکھ لے تا کہ میں تیری ضرورت پوری کردوں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے بعض راستوں میں اس سے تنہا ملاقات کی۔ یہاں تک کہ وہ اپنے کام سے فارغ ہوگئی۔ (مقصد یہ تھا کہ اس عورت سے راہ سے ہٹ کر بات کی تا کہ کوئی بات کے درمیان مخل نہ ہو)۔

تشریح:

"فی عقلها شیء" یعنی اس عورت کے دماغ میں فتور تھا ادھر ادھر کی بے مقصد باتیں ہانکتی تھی اور اپنی داستانوں کے سنانے کے لیے آنحضرت کو روکتی تھی آنحضرت اعلیٰ اخلاق کے پیش نظر ان کے ساتھ دیر تک کھڑے ہو جاتے تھے شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے تفسیر عزیزی میں آیت ﴿وانک لعلی خلق عظیم﴾ کی تفسیر میں اس حدیث کو نقل کیا ہے اور اس کو آنحضرت کے اخلاق کا اعلیٰ نمونہ بتایا ہے لہٰذا اس پر یہ اشکال کرنا کہ ایک اجنبیہ عورت کے ساتھ تنہائی میں باتیں کسطرح ہوئیں؟ یہ فضول سوال ہے یہاں حدیث میں صاف مذکور ہے کہ یہ عورت پاگل تھیں پھر عام راستے کے کنارے میں کھڑے کھڑے بات ہوئی اس میں سوال وجواب کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔

بَابُ مُبَاعَدَتِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْآثَامِ وَانْتِقَامِهِ لِلّٰهِ

آنحضرت کا گناہوں سے دور رہنے اور اللہ کے لیے انتقام لینے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے سات احادیث کو بیان کیا ہے

۶۰۴۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، فِيمَا قُرِءَ عَلَيْهِ، ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا، فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ، وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ، إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو جب بھی کسی دو معاملوں میں اختیار دیا گیا تو آپ ﷺ نے ہمیشہ آسان تر معاملہ کو اختیار فرمایا جب تک کہ وہ گناہ نہ ہو۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذات کے لیے کبھی انتقام نہیں لیا الا یہ کہ اللہ عزوجل کی حرمت اور حکم کو توڑا جاتا (تو اس کے لیے انتقام لیتے تھے)۔

۶۰۴۱۔ وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا، عَنْ جَرِيرٍ، ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ

عَبْدَةَ، حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ كِلَاهُمَا، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ فِي رِوَايَةِ فُضَيْلٍ ابْنُ شِهَابٍ، وَفِي رِوَايَةِ جَرِيرٍ، مُحَمَّدٌ الزُّهْرِيُّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ.

٦٠٤٢۔ وحَدَّثَنِيهِ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ، حَدِيثِ مَالِكٍ

حضرت ابن شہاب ان اسانید کے ساتھ سابقہ حدیث مالک (کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذات کیلئے کبھی انتقام نہیں لیا الا یہ کہ اللہ عز وجل کی حرمت اور حکم کو توڑا جاتا) ہی کی طرح روایت بیان فرماتے ہیں۔

٦٠٤٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ، أَحَدُهُمَا أَيْسَرُ مِنَ الْآخَرِ، إِلَّا اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا، مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا، فَإِنْ كَانَ إِثْمًا، كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو کبھی بھی دو معاملوں کے درمیان اختیار دیا گیا جس میں سے ایک دوسرے کہ بہ نسبت آسان تر تھا تو آپ ﷺ نے ہمیشہ آسانی پر معاملہ کو ہی اختیار فرمایا جب تک کہ وہ گناہ نہ ہو اور اگر وہ گناہ ہوتو آپ ﷺ اس سے سب لوگوں سے زیادہ دور رہتے تھے۔

٦٠٤٤۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ، وَابْنُ نُمَيْرٍ جَمِيعًا، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ، إِلَى قَوْلِهِ: أَيْسَرَهُمَا، وَلَمْ يَذْكُرَا مَا بَعْدَهُ

حضرت ہشام سے اسی سند کے ساتھ سابقہ روایت نقل کی گئی ہے البتہ اس روایت میں ایسرھما (یعنی ان میں آسان کام کو اختیار فرماتے) تک کا قول مذکور ہے لیکن اس کے بعد کا حصہ مذکور نہیں ہے۔

٦٠٤٥۔ حَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهِ، وَلَا امْرَأَةً، وَلَا خَادِمًا، إِلَّا أَنْ يُجَاهِدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَمَا نِيلَ مِنْهُ شَيْءٌ قَطُّ، فَيَنْتَقِمَ مِنْ صَاحِبِهِ، إِلَّا أَنْ يُنْتَهَكَ شَيْءٌ مِنْ مَحَارِمِ اللَّهِ، فَيَنْتَقِمَ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی اپنے دستِ مبارک سے کسی کو نہیں مارا نہ عورت کو نہ خادم کو الا یہ کہ اللہ کی راہ میں جہاد کے دوران (کسی کو مارا ہو، لیکن اپنی ذات کے لیے نہیں مارا) نہ ہی کبھی ایسا ہوا کہ کسی نے آپ ﷺ کو نقصان پہنچایا ہو تو اس سے انتقام لیا ہو الا یہ کہ اللہ کے محارم میں سے کسی محترم شعائر اور حکم کو

توڑا گیا ہو تو اللہ عزوجل کے حکم کی خاطر اس سے انتقام لیا کرتے تھے۔

٦٠٤٦ـ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَابْنُ نُمَيْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، وَوَكِيعٌ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ كُلُّهُمْ، عَنْ هِشَامٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، يَزِيدُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ

حضرت ہشام سے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت ہی مروی ہے البتہ کچھ کمی بیشی ہے۔

بَابُ طِيبِ رَائِحَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طبعی خوشبو کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

٦٠٤٧ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ حَمَّادِ بْنِ طَلْحَةَ الْقَنَّادُ، حَدَّثَنَا أَسْبَاطٌ وَهُوَ ابْنُ نَصْرٍ الْهَمْدَانِيُّ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْأُولَى، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى أَهْلِهِ وَخَرَجْتُ مَعَهُ، فَاسْتَقْبَلَهُ وِلْدَانٌ، فَجَعَلَ يَمْسَحُ خَدَّيْ أَحَدِهِمْ وَاحِدًا وَاحِدًا، قَالَ: وَأَمَّا أَنَا فَمَسَحَ خَدِّي، قَالَ: فَوَجَدْتُ لِيَدِهِ بَرْدًا أَوْ رِيحًا كَأَنَّمَا أَخْرَجَهَا مِنْ جُؤْنَةِ عَطَّارٍ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (ایک مرتبہ) ظہر کی نماز پڑھی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کی طرف چلے گئے تو میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چلا گیا (کم سنی کی وجہ سے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بچے آگئے تو آپ ان میں۔سے ہر ایک کے گال پر ایک ایک کر کے پیار سے ہاتھ پھیرنے لگے، اور میرا نمبر آیا تو میرے چہرہ پر بھی ہاتھ پھیرا، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں وہ ٹھنڈک اور خوشبو پائی گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطار کے ڈبیہ میں سے اپنا ہاتھ نکالا ہو۔

تشریح:

''واحدا واحدا'' میں نے اس کا ترجمہ اس طرح کیا ہے جو اوپر مذکور ہے اس طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ اپنی فضیلت ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ دوسرے بچوں کو ایک ایک رخسار پر ہاتھ پھیرا مگر میرے دونوں رخساروں پر ہاتھ پھیرا، ایک اور حدیث میں اس کی تصریح موجود ہے۔''بردا'' ٹھنڈک کو کہتے ہیں''او ریحا'' یہاں او کا کلمہ بمعنی واؤ ہے یا بمعنی بل ہے یعنی ٹھنڈک اور خوشبو یا ٹھنڈک بلکہ خوشبو یہ معنی ہوئے۔''جؤنة عطار ''عطر فروش کی اس ڈبیہ کو جونہ کہتے ہیں کہ جس میں وہ عطر رکھتا ہے۔

رضمہ ہے اس کے بعد ہمزہ ساکن ہے "ای سلتہ وحقیبتہ" علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ خوشبو آنحضرت ﷺ کے جسم مبارک کی تھی اگر چہ آپ عطر بھی کثرت سے استعمال فرماتے تھے مگر یہ خوشبو آپ کی ذاتی خوشبو تھی۔ یعنی آپ جب اپنی آستین سے ہاتھ باہر نکالتے تو اس میں ٹھنڈک بھی ہوتی تھی اور خوشبو بھی ہوتی تھی دونوں چیزیں طبعی تھیں۔ اگلی روایت میں دیباج کا لفظ ہے موٹے ریشم کے معنی میں ہے جو کچھ موٹا ہوتا ہے اور حریر اس سے باریک اور زیادہ نرم ریشم کو کہتے ہیں۔

"عنبرا" عطر کی ایک قسم ہے "مسکا" عطر کی ایک اور قسم ہے "ازھر اللون" کھلا رنگ مراد ہے "تکفا" چلنے میں سامنے کی طرف جھک کر چلنے کو کہتے ہیں اس سے راستہ آسانی سے کٹ جاتا ہے۔

۵۹٤۸۔ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا هَاشِمٌ يَعْنِي ابْنَ الْقَاسِمِ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ وَهُوَ ابْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ ثَابِتٍ، قَالَ أَنَسٌ: مَا شَمَمْتُ عَنْبَرًا قَطُّ، وَلَا مِسْكًا، وَلَا شَيْئًا أَطْيَبَ مِنْ رِيحِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا مَسِسْتُ شَيْئًا قَطُّ دِيبَاجًا، وَلَا حَرِيرًا أَلْيَنَ مَسًّا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی نہ عنبر، نہ مشک اور نہ کوئی دوسری ایسی شیء سونگھی جیسی رسول اللہ ﷺ کے جسم اطہر کی خوشبو سونگھی اور نہ ہی کبھی کسی دیباج اور نہ ریشم یا کسی دوسری نرم چیز کو چھوا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے جسم اطہر سے زیادہ نرم ہو۔

۵۹٤۹۔ وحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ صَخْرٍ الدَّارِمِيُّ، حَدَّثَنَا حَبَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَزْهَرَ اللَّوْنِ، كَأَنَّ عَرَقَهُ اللُّؤْلُؤُ، إِذَا مَشَى تَكَفَّأَ، وَلَا مَسِسْتُ دِيبَاجَةً، وَلَا حَرِيرَةً أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا شَمِمْتُ مِسْكَةً وَلَا عَنْبَرَةً أَطْيَبَ مِنْ رَائِحَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دمکتے ہوئے سفید رنگ والے تھے آپ ﷺ کا پسینہ مبارک گویا کہ موتیوں کی طرح تھا، جب چلتے تو آگے کو زور ڈال کر جھک کر چلتے، میں نے نہ کسی دیباج اور نہ ایسے ریشم کو چھوا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے ہتھیلی سے زیادہ نرم ہو، نہ ہی میں نے کسی ایسی مشک اور عنبر کو سونگھا جس کی خوشبو آنحضرت ﷺ کے جسم مبارک کی پاکیزہ خوشبو سے زیادہ عمدہ ہو۔

بَابُ طِيبِ عَرَقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّبَرُّكِ بِهِ

آنحضرت کے پسینہ سے تبرک اور خوشبو کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے سات احادیث کو بیان کیا ہے

٦٩٥٠ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا هَاشِمٌ يَعْنِي ابْنَ الْقَاسِمِ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: دَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عِنْدَنَا، فَعَرِقَ، وَجَاءَتْ أُمِّي بِقَارُورَةٍ فَجَعَلَتْ تَسْلِتُ الْعَرَقَ فِيهَا، فَاسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا هَذَا الَّذِي تَصْنَعِينَ؟ قَالَتْ: هَذَا عَرَقُكَ نَجْعَلُهُ فِي طِيبِنَا، وَهُوَ مِنْ أَطْيَبِ الطِّيبِ

حضرت انس بن مالک ؓ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی ﷺ ہمارے پاس داخل ہوئے اور ہمارے یہاں قیلولہ فرمایا۔ آپ ﷺ کو پسینہ آنے لگا۔ میری والدہ ایک شیشی لائیں اور آپ ﷺ کا پسینہ سینت سینت کر شیشی میں ڈالنے لگیں، اس اثناء میں حضور ﷺ بیدار ہو گئے تو فرمانے لگے کہ اے ام سلیم (انس کی والدہ کا نام ہے) یہ تم کیا کر رہی ہو؟ انہوں نے کہا کہ یہ آپ کا پسینہ ہے جسے ہم اپنی خوشبو میں ملائیں گے یہ تو تمام خوشبوؤں سے بڑھ کر ہے۔

تشریح:

''فقال عندنا '' یہ قیلولہ سے ہے دوپہر کے آرام کو کہتے ہیں خواہ نیند ہو یا نہ ہو۔ ''تسلت العرق '' یہ نصر ینصر سے ہے پسینہ پونچھ پونچھ کر جمع کرنے کو کہتے ہیں آنے والی ایک حدیث کی تشریح بھی ملاحظہ فرمائیں۔

''نطعاً'' چمڑے کے دستر خوان کو کہتے ہیں یہاں چمڑے کا بستر مراد ہے، ام سلیمؓ آنحضرت ﷺ کی رضاعی خالہ یا پھوپھی ہیں ام حرام بھی اسی طرح رشتہ دار ہیں۔ لہٰذا یہ دونوں عورتیں آنحضرت کے محارم میں سے ہیں۔ ''یقیل '' قیلولہ سے ہے دوپہر کے وقت آرام اور نیند کو کہتے ہیں۔

سوال: یہاں یہ سوال ہے کہ ام سلیم اور ام حرام آنحضرت ﷺ کی رضاعی خالائیں کیسے ہوئیں جب کہ آنحضرت ﷺ نے مدینہ میں کسی عورت کا دودھ نہیں پیا اور یہ انصاری عورتیں مدینہ منورہ کی ہیں؟

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ ان دونوں خواتین نے خواجہ عبداللہ کے ساتھ دودھ پیا ہو تو یہ آنحضرت کی پھوپھیاں ہوئیں یا حضرت آمنہ کے ساتھ دودھ پیا ہو تو آنحضرت کی خالائیں ہوئیں، خواجہ عبداللہ اور حضرت آمنہ مدینہ منورہ

میں قیام پذیر تھے اورام سلیم اورام حرام مدینہ میں بنونجار کی عورتیں ہیں، بنونجار حضور اکرم ﷺ کے ننھیال ہے۔علامہ طیبی رحمہ اللہ نے یہ توجیہ کر کے فرمایا کہ کسی شارح نے اس اہم نکتہ کی طرف اشارہ نہیں کیا مجھے اللہ تعالیٰ نے اس قیمتی موتی سے سرفراز کیا اور اس کا فہم عطا کیا، بندہ عاجز فضل محمد غفرلہ کہتا ہے کہ واقعی علامہ طیبی رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے اس علمی جوہر سے نوازا ہے جس سے بڑا سوال حل ہو گیا، علامہ طیبی رحمہ اللہ کی عربی عبارت اس طرح ہے **وارانی والله اعلم اول من وقفت لذالک فواها لها من درة کنت مستخرجها والله احمد علی هذه الموهبة السنية:**

۵۹۵۱۔ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ وَهُوَ ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ بَيْتَ أُمِّ سُلَيْمٍ فَيَنَامُ عَلَى فِرَاشِهَا، وَلَيْسَتْ فِيهِ، قَالَ: فَجَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ فَنَامَ عَلَى فِرَاشِهَا، فَأُتِيَتْ فَقِيلَ لَهَا: هَذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَامَ فِي بَيْتِكِ، عَلَى فِرَاشِكِ، قَالَ فَجَاءَتْ وَقَدْ عَرِقَ، وَاسْتَنْقَعَ عَرَقُهُ عَلَى قِطْعَةِ أَدِيمٍ، عَلَى الْفِرَاشِ، فَفَتَحَتْ عَتِيدَتَهَا فَجَعَلَتْ تُنَشِّفُ ذَلِكَ الْعَرَقَ فَتَعْصِرُهُ فِي قَوَارِيرِهَا، فَفَزِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَا تَصْنَعِينَ؟ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ نَرْجُو بَرَكَتَهُ لِصِبْيَانِنَا، قَالَ: أَصَبْتِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ (کبھی کبھی) ام سلیم کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے اور وہاں ان کے بستر پر آرام فرمایا کرتے تھے جب کہ وہ وہاں نہیں ہوتی تھیں۔ایک روز آپ تشریف لائے اور ام سلیم کے بستر پر سو گئے اسی دوران ام سلیم تشریف لے آئیں تو ان سے کہا گیا کہ یہ نبی ﷺ سوئے ہوئے ہیں آپ کے گھر میں آپ کے بستر پر، یہ سن کر وہ آئیں تو دیکھا کہ آپ ﷺ کا پسینہ بہہ رہا ہے، اور چمڑے کے بچھونے پر آپ کا پسینہ قطرہ قطرہ ہو کر جمع ہو گیا ہے، ام سلیم نے اپنا بکس کھولا اور وہ پسینہ پونچھ پونچھ کر اس کی شیشیوں میں نچوڑنے لگیں، نبی ﷺ گھبرا کر اٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ اے ام سلیم تم کیا کر رہی ہو؟ وہ کہنے لگیں کہ یا رسول اللہ! ہم اس سے اپنے بچوں کے لیے برکت کی امید رکھتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے ٹھیک کیا۔

تشریح:

"**ولیست فیه**" یعنی ام سلیم گھر میں نہیں ہوتی تھیں "**واستنقع عرقه**" جسم سے پسینہ بہہ کر نیچے چمڑے کے فراش پر جمع ہونا مراد ہے "**عتیدها**" یہ اس تھیلی اور صندوقچہ اور ڈبیہ کو کہتے ہیں جس میں عورت اپنا ضروری سامان رکھتی ہے۔

"تنشف" یہ نشافہ سے ہے تولیہ نما کپڑے سے پسینہ پونچھ رہی تھی اور پھر اس کو شیشہ میں نچوڑ رہی تھی،

"ففزع النبی" ای انتبہ من النوم انتباھا فجاءۃ "ایک دم اچانک اٹھنے کو گھبراہٹ سے تعبیر کیا گیا ہے ورنہ گھبراہٹ کی کوئی وجہ نہیں تھی۔

"اصبت" یعنی تم نے اچھا کیا کیونکہ اس پسینہ میں اعلیٰ جنتی خوشبو بھی ہے اور اس میں تبرک بھی ہے تو بچوں کی بیماریوں کے لیے برکت وشفاء دونوں ہیں "ادوف" یہ داف یدوف نصر ینصر سے ہے مخلوط کرنے اور ملانے کو کہتے ہیں اس لفظ کو قاموس الوحید نے بہت عمدہ طریقہ سے لکھا ہے "داف الدواء او الطیب من نصر ینصر ذوایا خوشبو کو کسی چیز میں ملانا، ص ۵۵۶ مادہ دال واو۔ یعنی اس پسینہ کو اپنے عطر میں ملاؤنگی تو خوشبو دوبالا ہو جائے گی۔ یہ ساتھ والی حدیث کے الفاظ ہیں۔

۶۰۵۲ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِيهَا فَيَقِيلُ عِنْدَهَا فَتَبْسُطُ لَهُ نِطْعًا فَيَقِيلُ عَلَيْهِ، وَكَانَ كَثِيرَ الْعَرَقِ، فَكَانَتْ تَجْمَعُ عَرَقَهُ فَتَجْعَلُهُ فِي الطِّيبِ وَالْقَوَارِيرِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا هَذَا؟ قَالَتْ: عَرَقُكَ أَدُوفُ بِهِ طِيبِي

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ بعض اوقات ان کے یہاں آتے تھے اور وہاں قیلولہ فرماتے تھے، وہ آپ کے لیے چمڑے کا بچھونا بچھا دیتیں تو آپ ﷺ اس پر آرام فرماتے، آپ کا پسینہ بہت زیادہ بہتا تھا تو وہ آپ کا پسینہ جمع کر کے اسے خوشبو میں ملاتیں اور شیشیوں میں بھر لیتیں، نبی ﷺ نے فرمایا کہ اے ام سلیم! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ آپ کا پسینہ ہے جسے میں اپنے خوشبو میں ملاتی ہوں۔

۶۰۵۳ـ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: إِنْ كَانَ لَيُنْزَلُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ، ثُمَّ تَفِيضُ جَبْهَتُهُ عَرَقًا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر رسول اللہ ﷺ پر سردیوں کی صبح میں وحی نازل ہوتی تو آپ ﷺ کی پیشانی سے پسینہ بہنے لگتا تھا۔

۶۰۵۴ـ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، وَابْنُ بِشْرٍ جَمِيعًا، عَنْ هِشَامٍ، وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

كَيْفَ يَأْتِيكَ الْوَحْيُ؟ فَقَالَ: أَحْيَانًا يَأْتِينِي فِي مِثْلِ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَيَّ، ثُمَّ يَفْصِمُ عَنِّي وَقَدْ وَعَيْتُهُ، وَأَحْيَانًا مَلَكٌ فِي مِثْلِ صُورَةِ الرَّجُلِ، فَأَعِي مَا يَقُولُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حارث بن ہشام نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ پر وحی کس طرح نازل ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ''بعض اوقات تو گھنٹی کی مسلسل جھنکار کی مانند آواز کی صورت میں آتی ہے اور یہ طریقہ میرے اوپر بہت سخت ہوتا ہے، پھر وہ آواز موقوف ہو جاتی ہے اور میں (نازل شدہ آیات) یاد کر لیتا ہوں۔ اور بعض اوقات فرشتہ انسانی صورت میں وحی لے کر آتا ہے تو جو وہ کہتا ہے یاد کر لیتا ہوں''۔

تشریح:

''صلصلة الجرس'' جرس تو گھنٹی کو کہتے ہیں اور صلصلہ مسلسل متواتر آواز کو کہتے ہیں جس طرح کسی پتھر پر زنجیر کو کھینچا جاتا ہو یعنی مسلسل جھنکار کی طرح وحی کی آواز تھی ''اشده علی'' اس شدت کی وجہ یہ تھی کہ اس میں انسلاخ بشریت ہو جاتی تھی اور آنحضرت ملکوتیت کی طرف چلے جاتے تھے ''فینفصم'' ای ینکشف یعنی وحی کی یہ کیفیت جب ختم ہو جاتی تو میں ہوش میں آجاتا تھا مگر وحی کا پورا مضمون پہلے سے یاد ہو جاتا تھا ''وعیته'' محفوظ کرنے اور یاد کرنے کے معنی میں ہے یہ ماضی کا صیغہ ہے۔
''فاعی'' یہ مضارع متکلم کا صیغہ ہے مطلب یہ ہے کہ ہوش کی حالت میں آنے والی وحی کو میں سننے کے بعد یاد کرتا تھا ''کرب'' مصیبت اور تکلیف کے معنی میں ہے ''تربد'' ای تغیر وصار کلون الرماد او الغبار، چہرہ متغیر ہو جانا مراد ہے۔
''فلما اقلی'' ای اجلی و کشف مطلب یہ کہ جب وحی کی کیفیت ختم ہو جاتی ''تفیض جبهته'' پسینہ چھوٹنے کے معنی میں ہے یہ تشریحات اس باب کے مختلف الفاظ سے متعلق ہیں۔

٦٠٥٥ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: كَانَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ كُرِبَ لِذَلِكَ وَتَرَبَّدَ وَجْهُهُ

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی ﷺ پر وحی کا نزول ہوتا تو آپ ﷺ پر اس کا کرب ہوتا اور چہرہ انور راکھ کی طرح ہو جاتا۔ (وحی کے نزول کا بوجھ برداشت کرنے کی وجہ سے)۔

٦٠٥٦ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُنْزِلَ

عَلَيْهِ الْوَحْيُ نَكَسَ رَأْسَهُ وَنَكَسَ أَصْحَابُهُ رُءُوسَهُمْ، فَلَمَّا أُتْلِيَ عَنْهُ رَفَعَ رَأْسَهُ

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی سر مبارک جھکا لیا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بھی اپنے سروں کو جھکا لیتے تھے، پھر جب وحی کے نزول کی کیفیت ختم ہو جاتی تو سر اٹھا لیا کرتے تھے۔

بَابٌ فِي سَدْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَعْرَهُ وَفَرْقِهِ

آنحضرت کا سر کے بالوں میں سدل کرنے اور پھر مانگ نکالنے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

۶۰۵۷ ـ حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ مَنْصُورٌ: حَدَّثَنَا، وقَالَ ابْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ يَعْنِيَانِ ابْنَ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدِلُونَ أَشْعَارَهُمْ، وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَفْرُقُونَ رُءُوسَهُمْ، وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيمَا لَمْ يُؤْمَرْ بِهِ، فَسَدَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاصِيَتَهُ، ثُمَّ فَرَقَ بَعْدُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) اپنے بالوں کو سامنے کی طرف پیشانی پر لٹکا لیا کرتے تھے جب کہ مشرکین سروں میں مانگ نکالتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان معاملات میں جن میں حق تعالیٰ کی طرف سے واضح حکم نہیں ملتا تھا اہل کتاب کی موافقت کو پسند فرماتے تھے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مانگ نہیں نکالا کرتے تھے بعد ازاں آپ مانگ نکالنے لگے۔

تشریح:

''یسدلون'' یہ سدل سے ہے بالوں کو کھلا چھوڑ کر لٹکانے کے معنی میں ہے بالوں میں یہ طریقہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ کا تھا آنحضرت پر جب اسلام کے مطابق کوئی حکم نہ آتا تو آپ مشرکین کے مقابلے میں اہل کتاب کے طرز کو اپناتے تھے کہ یہ لوگ آسمانی مذہب رکھتے ہیں ان میں کچھ بھلائی ہوگی مگر سدل کے بارے میں وحی سے معلوم ہوا کہ ان کا طریقہ غلط ہے مانگ نکالنا بہتر ہے، یہ اگرچہ مشرکین کا طرز عمل تھا لیکن ان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بچا ہوا عمل تھا اس لیے آنحضرت نے اس کو اختیار فرمایا

۶۰۵۸۔ وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

حضرت ابن شہاب سے ان اسانید کے ساتھ سابقہ روایت ہی کی مثل روایت مروی ہے۔

بَابٌ فِي صِفَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِفَةِ شَعْرِهِ

آنحضرت کے حلیہ مبارکہ اور بالوں کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے پانچ احادیث کو بیان کیا ہے

۶۰۵۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ، يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مَرْبُوعًا بَعِيدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ عَظِيمَ الْجُمَّةِ إِلَى شَحْمَةِ أُذُنَيْهِ عَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ معتدل اور میانہ قامت والے تھے، دونوں مونڈھوں کے مابین فاصلہ زیادہ تھا (گویا چوڑے سینے والے تھے) زلفیں دراز تھیں اور کانوں کی لو تک پہنچی ہوئی تھیں اور جسم مبارک پر لباس کا سرخ جوڑا تھا (مراد سفید دھاری دار سرخ ہے) میں نے کبھی کسی چیز کو آپ علیہ السلام سے زیادہ حسین نہیں دیکھا۔

تشریح:

"مربوعا" درمیانہ قد کو کہتے ہیں آیندہ ایک حدیث میں مقصداً کا لفظ آیا ہے اس کا معنی بھی درمیانہ قد ہے ای لیس بالطویل ولا بالقصیر "بعید مابین المنکبین" یعنی کندھوں اور مونڈھوں کے درمیان فاصلہ تھا اس سے سینہ کی کشادگی معلوم ہوتی ہے جو مردوں میں ممدوح ہے "عظیم الجمۃ" یعنی جمہ کے بال لمبے تھے جب سر کے بال کانوں کی لو سے گزر جائے تو اس کو جُمہ کہتے ہیں اور جب کندھوں تک پہنچ جائے تو اس کو لمہ کہتے ہیں اور جب کانوں کی لو سے اوپر ہو تو اس کو وفرہ کہتے ہیں مختلف اوقات میں بال اس طرح مختلف ہو جایا کرتے تھے۔ "رجلا" جیم پر کسرہ پیچ دار بالوں کو کہا جاتا ہے "بالجعد" گھنگھریالے بالوں کو کہتے ہیں "السبط" بالکل کھلے لمبے بالوں کو کہا جاتا ہے۔

۶۰۶۰۔ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ

الْبَرَاءِ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ مِنْ ذِي لِمَّةٍ أَحْسَنَ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَعْرُهُ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ بَعِيدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ، لَيْسَ بِالطَّوِيلِ وَلَا بِالْقَصِيرِ قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ: لَهُ شَعَرٌ

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دراز بالوں والا سرخ (دھاری دار) جوڑا پہنے کسی شخص کو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ کے بال مونڈھوں پر پڑتے تھے (طویل ہونے کی بناء پر) دونوں شانوں کے درمیان بُعد تھا (سینہ مبارک چوڑا چکلا تھا) نہ بہت زیادہ طویل تھے اور نہ بہت پستہ قد (درمیان، معتدل قد وقامت تھا)۔

٦٠٦١ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ يُوسُفَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ، يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَأَحْسَنَهُمْ خَلْقًا لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الذَّاهِبِ وَلَا بِالْقَصِيرِ

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چہرہ کے اعتبار سے سب لوگوں سے زیادہ حسین تھے اور اخلاق کے اعتبار سے سب سے زیادہ عمدہ اخلاق والے تھے، نہ بہت نکلتے ہوئے طویل قد والے تھے نہ پستہ قد تھے۔

٦٠٦٢ - حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ، حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ كَيْفَ كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: كَانَ شَعَرًا رَجِلًا لَيْسَ بِالْجَعْدِ وَلَا السَّبْطِ بَيْنَ أُذُنَيْهِ وَعَاتِقِهِ

حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک کیسے تھے؟ فرمایا کہ آپ ﷺ کے بال مبارک درمیانے تھے نہ بہت گھونگھریالے اور نہ بالکل سیدھے، دونوں کانوں اور مونڈھوں کے درمیان تک (لمبے) تھے۔

٦٠٦٣ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، قَالَا: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَضْرِبُ شَعْرُهُ مَنْكِبَيْهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک آدھے کانوں تک تھے۔

٦٠٦٤ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے بال آدھے کانوں تک تھے۔

بَابٌ فِي صِفَةِ فَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَيْنَيْهِ وَعَقِبَيْهِ

آنحضرت کے منہ مبارک اور آنکھوں اور قدمین کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۶۰۶۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَلِيعَ الْفَمِ، أَشْكَلَ الْعَيْنِ مَنْهُوسَ الْعَقِبَيْنِ قَالَ: قُلْتُ لِسِمَاكٍ: مَا ضَلِيعُ الْفَمِ؟ قَالَ: عَظِيمُ الْفَمِ، قَالَ قُلْتُ: مَا أَشْكَلُ الْعَيْنِ؟ قَالَ: طَوِيلُ شَقِّ الْعَيْنِ، قَالَ: قُلْتُ: مَا مَنْهُوسُ الْعَقِبِ؟ قَالَ: قَلِيلُ لَحْمِ الْعَقِبِ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ضلیع الفم (کشادہ دہن والے) اشکل العینین (آنکھوں میں سرخ ڈورے والے) اور منہوس العقبین (ایڑیوں پر کم گوشت والے) تھے۔ شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے سماک سے پوچھا کہ ضلیع الفم کسے کہتے ہیں؟ فرمایا کہ بڑے منہ اور کشادہ دہن والا (جو مردوں کے لیے باعث وجاہت ہے) میں نے کہا کہ اشکل العینین کیا ہے؟ کہا کہ دونوں آنکھوں کے اوپر دراز شگاف (لیکن صحیح معنی وہی ہیں کہ آنکھوں میں سرخ ڈور پڑے ہوئے ہوں) میں نے کہا کہ اور منہوس العقبین کیا ہے؟ کہا کہ ایڑیوں پر گوشت کا کم ہونا۔

تشریح:

"ضلیع الفم" ای وسیعة معتدلا، یعنی اعتدال کے ساتھ آپ کا منہ مبارک فراخ تھا عرب لوگ کھلے منہ کو پسند کرتے ہیں کھلا منہ فصاحت وبلاغت کی علامت ہے "اشکل العینین" هو ما فيه حمرة وبياض مختلطة یعنی موٹی آنکھیں ہوں سفیدی نہایت سفید اور سیاہی نہایت سیاہ اور سفیدی میں سرخ ڈوریاں دوڑ رہی ہوں جو نہایت خوبصورتی کی علامت ہے سماک راوی نے جو اشکل العینین کی تفسیر کی ہے عام شارحین نے اس کو غلط قرار دیا ہے، ہاں آنکھ کی بڑی ہونے کے لیے یہ تفسیر صحیح ہے۔ اشکل العینین کے لیے شاعر نے خوب کہا ہے

ولا عيب فيها غير شكلة عينها　　كذاك عتاق الخيل شكلى عيونها

مسلم شریف کے عام نسخوں میں منهوس العقب کا لفظ ہے ترجمہ ایک ہی ہے۔

بَابٌ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْيَضَ مَلِيحَ الْوَجْهِ

آنحضرت سفید خوبصورت چہرے والے تھے

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

٦٠٦٦ ـ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، قَالَ: قُلْتُ لَهُ: أَرَأَيْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: نَعَمْ، كَانَ أَبْيَضَ مَلِيحَ الْوَجْهِ قَالَ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ: مَاتَ أَبُو الطُّفَيْلِ سَنَةَ مِائَةٍ وَكَانَ آخِرَ مَنْ مَاتَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

حضرت جریری سے روایت ہے کہ انہوں نے ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا؟ فرمایا کہ ہاں! آپ ﷺ سفید رنگ اور ملیح چہرہ والے تھے۔ امام مسلم بن الحجاج فرماتے ہیں کہ ابوالطفیل سنہ ۱۰۰ھ میں فوت ہوئے اور یہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سب سے آخر میں انتقال فرمانے والے تھے۔

سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابی کا نام

٦٠٦٧ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ رَجُلٌ رَآهُ غَيْرِي، قَالَ فَقُلْتُ لَهُ: فَكَيْفَ رَأَيْتَهُ؟ قَالَ: كَانَ أَبْيَضَ مَلِيحًا مُقَصَّدًا

ابوالطفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی اور اب زمین پر میرے علاوہ کوئی نہیں رہا جس نے آپ ﷺ کی زیارت کی ہو۔ جریری کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ آپ نے حضور علیہ السلام کو کب دیکھا؟ فرمایا کہ آپ ﷺ سفید رنگت والے تھے، ملاحت والے اور میانہ قامت کے مالک تھے۔

تشریح:

”راٰہ غیری“ یعنی صفحہ عالم پر اس وقت میرے سوا کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا ہو حضرت ابوالطفیل صحابی کا نام عامر بن واثلہ کنانی ہے انہوں نے آنحضرت کو بالکل نو عمری میں دیکھا تھا امام بخاری نے اپنی تاریخ صغیر میں لکھا ہے کہ حضرت عامر نے آنحضرت کی حیات طیبہ میں آٹھ سال پائے تھے جنگ احد کے سال میں آپ پیدا ہوگئے تھے آنحضرت سے کئی احادیث بیان کی ہیں امام مسلمؒ نے یہاں لکھا ہے کہ حضرت عامر ۱۰۰ھ میں فوت ہوگئے تھے بعض نے لکھا ہے

کہ آپ ۱۰۲ھ میں فوت ہوگئے تھے بعض نے ۱۰۷ھ بتایا ہے بعض نے ۱۱۰ھ بتایا ہے۔ یہ آخری دو تاریخیں زیادہ واضح معلوم ہوتی ہیں کیونکہ ۱۰۰ھ میں حضرت واثلہ بن اسقع کی وفات ہوئی ہے تاہم یہ طے ہے کہ حضرت ابوالطفیل آخری صحابی ہیں جو دنیا سے اٹھ کر چلے گئے کچھ اوہام پرست قسم کے لوگ بابا رتن ھندی کو آخری صحابی کہتے ہیں جو ۶۰۰ھ میں ظاہر ہوگئے یہ بالکل غلط ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے وقت کے بعد سو سال تک دنیا میں کوئی زندہ نہیں رہے گا تو بابا رتن ہندی چھ سو سال تک کیسے زندہ رہے؟

بَابُ شَيْبِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آنحضرت ﷺ کی عمر رسیدگی کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے گیارہ احادیث کو بیان کیا ہے

٦٠٦٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَابْنُ نُمَيْرٍ، وَعَمْرٌو النَّاقِدُ جَمِيعًا، عَنِ ابْنِ إِدْرِيسَ، قَالَ عَمْرٌو: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ الْأَوْدِيُّ، عَنْ هِشَامٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، قَالَ: سُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ هَلْ خَضَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ رَأَى مِنَ الشَّيْبِ إِلَّا قَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ كَأَنَّهُ يُقَلِّلُهُ وَقَدْ خَضَبَ أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ

محمد بن سیرین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت انس سے سوال کیا گیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے خضاب لگایا؟ انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ کا تو اتنا زیادہ بڑھاپا ہی نہیں دیکھا گیا (کہ خضاب کی ضرورت پیش آتی) البتہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے مہندی اور کتم سے خضاب لگایا ہے۔

تشریح:

"ھل خضب"، یعنی کیا آنحضرت نے خضاب استعمال کیا ہے حضرت انس نے جواب دیا کہ اس نے آنحضرت کا بڑھاپا نہیں دیکھا مگر تھوڑا سا تھا تو اس میں کیا خضاب ہوتا اب سوال پیدا ہوگیا کہ کیا آنحضرت نے سفید بالوں پر کوئی رنگ استعمال فرمایا ہے یا نہیں تو ایک حدیث میں زرد رنگ کے استعمال کا ذکر ملتا ہے اس کی تفصیل ملاحظہ ہو۔

زرد خضاب سے ورس پودا کے ذریعہ خضاب کرنا مراد ہے یہ زعفران کے مشابہ رنگ ہوتا ہے آنحضرت نے ریش مبارک میں اس کا استعمال فرمایا ہے کپڑوں میں آنحضرت نے زرد رنگ استعمال نہیں کیا ہے۔ نہایہ میں لکھا ہے کہ مختار قول یہ ہے کہ کبھی کبھی

آنحضرت نے بالوں کو رنگا ہے اکثر رنگ نہیں کیا ہے لہٰذا ہر راوی نے اپنے اپنے علم کی بنیاد پر بیان کیا ہے کسی نے کہا کہ آنحضرت نے رنگ نہیں کیا ہے کسی نے کہا کیا ہے، نیز آپ کا خضاب قلیل ہوتا تھا تو چاہو یہ کہو کہ خضاب نہیں کیا یعنی کثیر نہیں کیا اور چاہو تو کہو کہ خضاب کیا یعنی قلیل کیا۔

''بالحناء والکتم'' کتم ایک قسم کی گھاس کا نام ہے جو وسمہ کے ساتھ ملا کر بالوں کے خضاب کے کام میں لائی جاتی ہے بعض حضرات کا کہنا ہے کہ کتم خود وسمہ کو کہتے ہیں۔ اب زیر بحث حدیث کے سمجھنے کے لیے یہ دیکھنا ہے کہ آیا حناء اور کتم دونوں کو ملا کر خضاب کیا جائے یا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ صرف مہندی یا صرف وسمہ کا الگ الگ خضاب کیا جائے۔

علامہ ابن اثیر جزری نے نہایہ میں جو لکھا ہے اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں صرف حنا یا صرف کتم کا خضاب کرنا مراد ہے انہوں نے بطور دلیل یہ کہا ہے کہ اگر مہندی کے ساتھ کتم ملا دیا جائے تو اس سے سیاہ خضاب نکل آتا ہے اور سیاہ خضاب کا استعمال کرنا احادیث صحیحہ کثیرہ کی وجہ سے منع ہے لہٰذا یہاں ''الحناء والکتم'' میں واؤ بمعنی ''او'' ہے جو تنویع کے لیے ہے اور تنویع کے لیے واؤ آتا رہتا ہے اب حدیث کا مطلب یہ ہو جائے گا کہ خضاب کرنے والے کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ مہندی سے خضاب کرے یا کتم کا خضاب استعمال کرے۔ مہندی کا خضاب سرخ ہوتا ہے اور صرف کتم کا خضاب سبز ہوتا ہے۔ علامہ ابن اثیر کی یہ تحقیق تو بہت ہی عمدہ ہے لیکن ملا علی قاری وغیرہ شارحین فرماتے ہیں کہ حدیث کی ساری روایات میں واؤ مذکور ہے ان تمام اسانید کو خلاف ظاہر پر حمل کرنا دشوار ہے اس لیے بعض دیگر شارحین کی تحقیق یہ ہے کہ اس حدیث میں واؤ بمعنی مع ہے اور حناء و کتم کے ملانے سے سیاہ رنگ نہیں آتا بلکہ سرخ مائل بسیاہی رنگ پیدا ہو جاتا ہے جس کو براؤن بھی کہہ سکتے ہیں۔

میرے خیال میں دراصل الجھن یہاں سے پیدا ہوئی ہے کہ حضرات شارحین نے کتم کے بارے میں کوئی متفقہ فیصلہ نہیں کیا ہے بعض حضرات نے کتم کو وسمہ کہا ہے جو کالا رنگ ہے بعض نے اس کو ایسی گھاس قرار دیا ہے جس سے سبز رنگ پیدا ہوتا ہے بعض نے کتم کو سرخ رنگ والا پودا قرار دیا ہے اب حدیث میں لفظ مہندی کے ساتھ جس شارح نے جس رنگ کو ملایا ہے اس نے ویسا ہی فیصلہ کر دیا ہے ملا علی قاری کے خیال میں کتم سے پیدا ہونے والا رنگ کالا ہوتا ہے پھر آپ نے ایک جامع کلام پیش کیا ہے جس سے تمام حضرات کے کلام میں اتفاق آ جاتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ کتم اور مہندی کے مخلوط خضاب کی مختلف نوعیت ہوتی ہے اگر کتم کے اجزاء مہندی پر غالب ہوں یا کتم اور مہندی دونوں برابر ہوں تو خضاب سیاہ ہوتا ہے جو ناجائز ہے جیسا کہ ابن اثیر نے نہایہ میں اس مخلوط کو کالا قرار دیکر ناجائز کہدیا اور پھر واؤ کو ''او'' تنویع کے معنی میں لے لیا اور اگر مہندی کا

کے اجزا کتم پر غالب ہوں تو خضاب کا رنگ سرخ نکلتا ہے جو جائز ہے جیسا کہ دیگر شارحین نے لیا ہے اور واؤ کو اپنے اصل معنی پر رکھا ہے جو بمعنی مع ہے۔

۶۰۶۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ الرَّيَّانِ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ هَلْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَضَبَ؟ فَقَالَ: لَمْ يَبْلُغِ الْخِضَابَ كَانَ فِي لِحْيَتِهِ شَعَرَاتٌ بِيضٌ قَالَ قُلْتُ لَهُ: أَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَخْضِبُ؟ قَالَ فَقَالَ: نَعَمْ، بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ

علامہ ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ خضاب لگاتے تھے؟ انسؓ نے فرمایا کہ ہاں مہندی اور کتم کا خضاب لگاتے تھے۔

۶۰۷۰۔ وحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ، حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَخَضَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: إِنَّهُ لَمْ يَرَ مِنَ الشَّيْبِ إِلَّا قَلِيلًا

محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے انس سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے خضاب لگایا تھا؟ انسؓ نے فرمایا کہ آپ ﷺ کے اوپر بڑھاپے کے آثار ہی نہیں دیکھے گئے مگر تھوڑے سے (یعنی سفید بال جو بڑھاپے کی علامت ہوتے ہیں آپ کے بہت تھوڑے تھے جن کی وجہ سے خضاب کی نوبت ہی نہیں آئی)۔

۶۰۷۱۔ حَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، قَالَ: سُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ خِضَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: لَوْ شِئْتُ أَنْ أَعُدَّ شَمَطَاتٍ كُنَّ فِي رَأْسِهِ فَعَلْتُ، وَقَالَ: لَمْ يَخْتَضِبْ وَقَدِ اخْتَضَبَ أَبُو بَكْرٍ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ وَاخْتَضَبَ عُمَرُ بِالْحِنَّاءِ بَحْتًا

ثابت رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کے خضاب کے متعلق دریافت کیا گیا تو فرمانے لگے کہ اگر میں چاہتا تو آپ ﷺ کے سر کے بال گن لیتا (یعنی بہت تھوڑے سفید بال تھے جنہیں شمار کیا جا سکتا تھا) اور فرمایا کہ آپ ﷺ نے خضاب نہیں لگایا البتہ ابوبکر نے مہندی اور کتم سے خضاب لگایا جب کہ عمر نے خالص مہندی سے خضاب لگایا (بغیر کسی دوسرے رنگ کی ملاوٹ کے)۔

۶۰۷۲۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: يُكْرَهُ أَنْ يَنْتِفَ الرَّجُلُ الشَّعْرَةَ الْبَيْضَاءَ مِنْ رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ، قَالَ: وَلَمْ يَخْتَضِبْ رَسُولُ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِنَّمَا كَانَ الْبَيَاضُ فِي عَنْفَقَتِهِ وَفِي الصُّدْغَيْنِ وَفِي الرَّأْسِ نَبْذٌ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آدمی کے لیے اپنے سر اور ڈاڑھی کے سفید بال اکھیڑنا مکروہ ہے، اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے خضاب نہیں لگایا، آپ ﷺ کی چھوٹی ڈاڑھی (ڈاڑھی بچہ جو ہونٹ کے بالکل نیچے ہوتی ہے) میں کچھ سفیدی تھی اور کچھ کنپٹیوں پر اور کچھ سر میں۔

تشریح:

''ينتف'' بالوں کے نوچنے کو کہتے ہیں ''عنفقته'' ہونٹ کے نیچے چھوٹی داڑھی جو داڑھی کا بچہ ہوتا ہے اس میں سفیدی جلدی آتی ہے ''الصدغين'' کنپٹیوں کو کہتے ہیں ''نبذ'' یعنی کچھ تھوڑا سا سر میں، سر اور ڈاڑھی میں شاید انیس بال سفید تھے زیادہ نہیں تھے۔

اس باب کے دیگر مختلف الفاظ کی تشریح بھی ملاحظہ ہو ''ماشانه'' یعنی اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم کو سفید بالوں سے معیوب نہیں بنایا سفید بال عیب نہیں ہاں بڑھاپا عیب ہے۔ یہ لفظ شان یشین سے ہے عیب کے معنی میں ہے۔

''شمطات'' شمطة کی جمع ہے سفید اور سیاہ بالوں کے سنگم کو شمطط کہتے ہیں'' اى بياض شعر الرأس يخالطه سواد'' ''الحناء والكتم'' یعنی مخلوط خضاب استعمال کیا۔ ''بحتا'' یعنی صرف خالص مہندی کا خضاب استعمال نہیں کیا۔

''ابرى النبل'' تیر تراشنے اور صاف کرنے کے معنی میں ہے ''واريشها'' ریش تیر کے پر کو کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ اس وقت میں باشعور لڑکا تھا تیر کو بنا سکتا تھا اور اس کو پر لگا سکتا تھا۔

٦٠٧٣ ـ وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى بِهَذَا الْإِسْنَادِ

حضرت مثنیٰ رحمہ اللہ سے اسی سند کے ساتھ سابقہ روایت نقل کی گئی ہے۔

٦٠٧٤ ـ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ جَمِيعًا، عَنْ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خُلَيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ سَمِعَ أَبَا إِيَاسٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ شَيْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَا شَانَهُ اللّٰهُ بِبَيْضَاءَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے نبی ﷺ کے بڑھاپے کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا کہ اللہ نے آپ ﷺ کو سفید بالوں کا عیب نہیں دیا۔

٦٠٧٥ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى

أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، هٰذِهِ مِنْهُ بَيْضَاءَ، وَوَضَعَ زُهَيْرٌ بَعْضَ أَصَابِعِهِ عَلَى عَنْفَقَتِهِ قِيلَ لَهُ: مِثْلُ مَنْ أَنْتَ يَوْمَئِذٍ؟ فَقَالَ: أَبْرِي النَّبْلَ وَأَرِيشُهَا

ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ بس اتنی سی سفیدی ان میں تھی۔ زہیر (جو ایک راوی ہیں) نے اپنی چند انگلیاں اپنی کنپٹیوں پر رکھ کر اشارہ سے بتلایا کہ (اتنی تھی)۔ ابو جحیفہ سے کہا گیا کہ آپ اس دن کس کی طرح تھے؟ کہا کہ میں تیر میں پر اور نوک لگاتا تھا۔ (یعنی بہت کم عمر تھا جس کی وجہ سے تیر کے کاموں میں لگایا جاتا تھا کسی بڑے کام میں نہیں لگایا جاتا تھا)۔ یا یہ مطلب کہ میں باشعور لڑکا تھا تیر بنا سکتا تھا۔

۶۰۷۶۔ حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْيَضَ قَدْ شَابَ كَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يُشْبِهُهُ

ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کے بال سفید ہو گئے ہیں اور آپ ﷺ کا بڑھاپا آ گیا ہے۔ حضرت حسن بن علی آپ کے بہت مشابہ تھے۔

۶۰۷۷۔ وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، وَخَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، كُلُّهُمْ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ، بِهٰذَا وَلَمْ يَقُولُوا: أَبْيَضَ قَدْ شَابَ

اس سند کے ساتھ حضرت ابو جحیفہ سے سابقہ روایت نقل کی گئی ہے البتہ اس روایت میں آپ ﷺ کے سفید بالوں اور بڑھاپے کا ذکر نہیں۔

۶۰۷۸۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ، سُئِلَ عَنْ شَيْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: كَانَ إِذَا دَهَنَ رَأْسَهُ لَمْ يُرَ مِنْهُ شَيْءٌ، وَإِذَا لَمْ يَدْهُنْ رُئِيَ مِنْهُ

حضرت سماک (مشہور تابعی) فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن سمرہ سے سنا ان سے نبی ﷺ کے بڑھاپے سے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ "آپ ﷺ جب اپنے سر مبارک میں تیل لگاتے تو سفید بال کچھ نظر نہ آیا کرتے تھے اور جب تیل نہ لگاتے تو کچھ سفید بال دکھائی دیتے تھے۔

بَابُ إِثْبَاتِ خَاتَمِ النُّبُوَّةِ، وَصِفَتِهِ

مہر نبوت اور اس کی کیفیت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے پانچ احادیث کو بیان کیا ہے

٦٠٧٩ـ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ سِمَاكٍ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ، يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ شَمِطَ مُقَدَّمُ رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ، وَكَانَ إِذَا ادَّهَنَ لَمْ يَتَبَيَّنْ، وَإِذَا شَعِثَ رَأْسُهُ تَبَيَّنَ، وَكَانَ كَثِيرَ شَعْرِ اللِّحْيَةِ، فَقَالَ رَجُلٌ: وَجْهُهُ مِثْلُ السَّيْفِ؟ قَالَ: لَا، بَلْ كَانَ مِثْلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ، وَكَانَ مُسْتَدِيرًا وَرَأَيْتُ الْخَاتَمَ عِنْدَ كَتِفِهِ مِثْلَ بَيْضَةِ الْحَمَامَةِ يُشْبِهُ جَسَدَهُ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک اور ڈاڑھی مبارک کے اگلے چند بال سفید ہوگئے تھے، البتہ جب آپ تیل لگایا کرتے تھے تو سفید بال زیادہ واضح نہ رہتے تھے اور جب بال پراگندہ منتشر ہوتے تو واضح ہو جاتے تھے۔ آپ کی ڈاڑھی کے بال زیادہ تھے (گنجان ڈاڑھی تھی) ایک آدمی کہنے لگا کہ آپ ﷺ کا چہرہ تلوار کی طرح لمبا تھا؟ جابرؓ نے فرمایا: نہیں بلکہ سورج اور چاند کی طرح گول تھا، اور میں نے مہر نبوت دیکھی آپ ﷺ کے کندھے پر کبوتری کے انڈہ کی مانند اور وہ آپ ﷺ کے جسم کے رنگ سے ملتی جلتی تھی۔

تشریح:

''شمط'' یہ بالوں کی سفیدی کو کہتے ہیں ''شعث'' خشک ہو کر بالوں کے پراگندہ ہونے کو شعث کہتے ہیں۔ ''مثل السیف'' چونکہ تلوار میں چمک کے ساتھ لمبائی اور چوڑائی ہوتی ہے تو یہ احتمال پیدا ہو گیا کہ شاید آنحضرت ﷺ کا چہرہ اسی طرح تھا اس کا جواب حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے دیا کہ اس طرح نہیں بلکہ آپ کا چہرہ چاند کی طرح سفید اور سورج کی طرح روشن تھا۔

''یشبہ جسدہ'' یعنی مہر نبوت کا گوشت جسم کے گوشت کے مشابہ تھا اس کا مطلب یہ ہے کہ مہر نبوت کے گوشت کا رنگ اسی طرح تھا جو عام جسم کا رنگ تھا۔ حضرت جابر بن سمرہؓ نوعمر صحابی ہیں اور آنحضرت ﷺ کا حلیہ مبارکہ چھوٹے صحابہ ہی نے بیان کیا ہے بڑے صحابہ یہ جرأت نہیں کر سکتے تھے جس کا اعتراف حضرت عمرو بن العاص نے اپنی وفات کے وقت کیا تھا کہ میں نے کبھی بھی آنکھیں بھر کر آنحضرت ﷺ کا دیدار نہیں کیا ادب اور رعب حائل تھا۔

٦٠٨٠ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سِمَاكٍ، قَالَ: سَمِعْتُ

جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ خَاتَمًا فِي ظَهْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَأَنَّهُ بَيْضَةُ حَمَامٍ

حضرت جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی پشت پر مہر نبوت دیکھی جیسے کبوتر کا انڈہ ہو۔

۶۰۸۱۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا حَسَنُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ سِمَاكٍ، بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

حضرت سماک اس سند کے ساتھ سابقہ حدیث (رسول اللہ ﷺ کی پشت پر مہر نبوت کبوتری کے انڈہ کی طرح تھی) ہی کی طرح نقل کی گئی ہے۔

۶۰۸۲۔ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ وَهُوَ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الْجَعْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ، يَقُولُ: ذَهَبَتْ بِي خَالَتِي إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِي وَجِعٌ فَمَسَحَ رَأْسِي وَدَعَا لِي بِالْبَرَكَةِ، ثُمَّ تَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوئِهِ، ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَنَظَرْتُ إِلَى خَاتَمِهِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری خالہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر گئیں اور کہنے لگیں کہ یارسول اللہ! میرا بھانجا بیمار ہے، آپ ﷺ نے (بطور شفقت) میرے سر میں ہاتھ پھیرا اور میرے لیے برکت کی دعا فرمائی۔ پھر آپ ﷺ نے وضو فرمایا، میں نے آپ ﷺ کے بچے ہوئے پانی کو بچالیا، پھر میں آپ کی پشت کے پیچھے کھڑا ہوا تو میں نے آپ ﷺ کے مونڈھوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی، مسہری کے پردہ کی گھنڈی جتنی۔

۶۰۸۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ، ح وحَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، كِلَاهُمَا عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، ح وحَدَّثَنِي حَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا عَاصِمٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَكَلْتُ مَعَهُ خُبْزًا وَلَحْمًا، أَوْ قَالَ ثَرِيدًا، قَالَ فَقُلْتُ لَهُ: أَسْتَغْفَرَ لَكَ النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَلَكَ، ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ (محمد ۱۹) قَالَ: ثُمَّ دُرْتُ خَلْفَهُ فَنَظَرْتُ إِلَى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ. عِنْدَ نَاغِضِ كَتِفِهِ الْيُسْرَى. جُمْعًا عَلَيْهِ خِيلَانٌ كَأَمْثَالِ الثَّآلِيلِ

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کی زیارت کی اور آپ ﷺ کے ہمراہ روٹی اور گوشت یا ثرید کھایا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ نے تمہارے لیے مغفرت کی دعا فرمائی؟

فرمایا کہ ہاں، اور تمہارے لیے بھی۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: ''اور آپ ﷺ استغفار کیجئے اپنے گناہوں پر اور مؤمنین ومؤمنات کے لیے بھی'' (بخشش کی دعا مانگیں)۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر میں گھوم کر آپ ﷺ کے پیچھے گیا تو آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی، بائیں شانہ کی ہڈی کے پاس مٹھی کی طرح اس پر تل تھے مسوں کی مانند۔

تشریح:

''ثم درت'' دار یدور سے ہے گھومنے کے معنی میں ہے۔ ''خاتم النبوۃ'' ختم نبوت کی یہ مہر آنحضرت ﷺ کی پشت پر بائیں کندھے کے نیچے تھی۔ نبوت ملنے کے بعد یہ پیدا ہوگئی تھی یہ گوشت کا ایک ٹکڑا تھا جس کے بارے میں سابقہ آسمانی کتابوں میں وقت کے نبیوں نے تفصیل بتائی تھی اور آپ کی نبوت کی علامت قرار دے دی گئی تھی، اسی وجہ سے آنحضرت ﷺ اس کو ہر دیکھنے والے کو دکھاتے تھے اور چھپاتے نہیں تھے اس پر لکھا ہوا تھا۔ توجہ حیث کنت فانک منصور'' آپ کی وفات کے ساتھ مہر نبوت جسم کے اندر دب کر چلی گئی۔ ''ناغض کتفه'' کندھے کی ہڈی کے نرم اور پتلے حصے کو ناغض کہا گیا ہے بائیں کندھے کے نیچے اس مقام میں دل ہوتا ہے گویا دل کے اوپر مہر نبوت تھی۔ ''جمعا'' ہاتھ کی مٹھی کی طرح یہ مہر تھی یہ تشبیہ ہیئت اور کیفیت میں ہے حجم میں نہیں ہے حجم میں یہ مہر چکور یا کبوتر کے انڈے کے برابر تھی یہ بات ذہن میں رہے کہ ہر دیکھنے والے نے اس مہر کی ساخت کو ایک اندازہ سے بتایا ہے اس لیے مختلف الفاظ آئے ہیں بعض نے چکور کے انڈے بعض نے کبوتر کے انڈے بعض نے سیب کے دانے بعض نے مسہری کی گنڈی کے برابر اس مہر کی ساخت بتائی ہے اور بعض نے ہاتھ کی مٹھی اور چٹکی کے برابر بتائی ہے یہ سب اندازے ہیں اس کو تعارض نہیں کہتے ہیں ہر ایک نے اپنا اندازہ کر کے بتایا ہے۔ ''خیلان'' یہ جمع ہے اس کا مفرد خال ہے۔ یہ خال گوشت میں پیوست تھے اور اس پر مسوں کی مانند موجود تھے۔ ''ثالیل'' ثنلول کی جمع ہے تل کو کہتے ہیں، نہایہ ابن اثیر میں لکھا ہے کہ اس کو فارسی میں ''زخ'' کہتے ہیں ہماری پشتو زبان میں اس کو ''زخه'' کہتے ہیں۔

بَاب قَدر عُمرِہٖ وِ اقَامَتِہٖ بِمَکَّۃَ وَالْمَدِیْنَۃ

آنحضرت کی عمر مبارک اور مکہ و مدینہ میں قیام کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے سولہ احادیث کو بیان کیا ہے

۶۰۸۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ، وَلَا بِالْقَصِيرِ،

وَلَيْسَ بِالْأَبْيَضِ الْأَمْهَقِ وَلَا بِالْآدَمِ وَلَا بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبِطِ، بَعَثَهُ اللّٰهُ عَلَى رَأْسِ أَرْبَعِينَ سَنَةً فَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ، وَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَلَى رَأْسِ سِتِّينَ سَنَةً، وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُونَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نہ بہت زیادہ دراز قامت تھے نہ بہت چھوٹے قامت والے تھے، نہ بہت زیادہ سفید تھے نہ گندمی رنگت والے تھے، نہ سخت گھنگھریالے بالوں والے تھے نہ بالکل سیدھے بالوں والے (گویا ہر صفت میں معتدل تھے جو آپ کا وصف خاص ہے) اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو چالیس برس کی عمر میں مبعوث فرمایا (نبوت عطا فرمائی) پھر آپ ﷺ نے (نبوت ملنے کے بعد) مکہ مکرمہ میں دس برس قیام فرمایا، اور دس برس مدینہ منورہ میں قیام فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ساٹھ برس کی عمر کو پہنچنے کے بعد وفات دی جب کہ آپ ﷺ کے سر اور ڈاڑھی میں بیس بال بھی سفید نہ تھے (امام نووی نے فرمایا کہ صحیح قول یہ ہے کہ عمر مبارک تریسٹھ (۶۳) برس کی تھی اور مکہ مکرمہ میں نبوت کے بعد تیرہ برس تک قیام فرمایا۔ ان کے علاوہ جتنے اقوال ہیں وہ صحیح نہیں)۔

تشریح:

"طویل بائن" حد سے زیادہ لمبے نہیں تھے جس کو لمڈین کہتے ہیں "الامهق" چونہ کی طرح سفید نہیں تھے۔ "آدم" یعنی بالکل سرخ نہیں تھے۔ "الجعد القطط" شدید گھنگھریالے بال نہیں تھے بلکہ معمولی پیچ دار تھے۔ "قطط" بطور تاکید ہے تاکہ جعد میں مبالغہ آجائے۔ "السبط" یعنی بالکل کھلے بال بھی نہیں تھے مطلب یہ کہ نہ حبش والوں کی طرح گھنگھریالے بال تھے اور نہ انگریزوں کی طرح کھلے تھے بلکہ معمولی پیچدار تھے۔ "عشرون شعرة" یعنی بیس بال بھی سفید نہیں تھے بلکہ انیس بال تھے۔

"بمكة عشر سنين" یعنی چالیس سال کی عمر میں نبوت ملی اور نبوت کا زمانہ مکہ میں دس سالہ تھا اور مدینہ میں بھی دس سالہ اور ۶۰ سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوگیا، اس روایت میں مکہ مکرمہ میں آنحضرت ﷺ کا قیام نبوت ملنے کے بعد دس سال بتایا گیا ہے جس کے پیش نظر وصال کی عمر ۶۰ سال بنتی ہے مگر دیگر صحیح اور واضح روایات میں مکہ مکرمہ کا قیام نبوت کے بعد تیرہ سال بتایا گیا ہے اس طرح کل عمر ۶۳ سال بنتی ہے، امام بخاری رحمہ اللہ وغیرہ علماء نے اسی کو راجح اور صحیح قرار دیا ہے۔ زیر بحث روایت میں دہائی کا ذکر کیا گیا ہے اور کسور کو چھوڑ دیا گیا ہے عرب اپنے محاورہ میں ایسا کرتے ہیں بعض روایات میں آنحضرت ﷺ کی کل عمر ۶۵ سال بتائی گئی ہے تو اس میں ولادت اور وفات کے دو سالوں کو شمار کیا گیا ہے صحیح وہی روایت ہے جس میں ۶۳ سال کا

ذکر ہے جس میں مکہ میں ۱۳ سال اور مدینہ میں دس سال کا عرصہ بتایا گیا ہے اس طرح کل عمر ۶۳ سال ہو جاتی ہے۔ آگے مزید تفصیل آرہی ہے۔

۹۰۸۵۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ، ح وحَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، كِلَاهُمَا، عَنْ رَبِيعَةَ يَعْنِي ابْنَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَزَادَ فِي حَدِيثِهِمَا كَانَ أَزْهَرَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حضرت مالک بن انس کی روایت کردہ حدیث کی طرح حدیث نقل کی گئی ہے لیکن ان دونوں روایتوں میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ آپ ﷺ کا رنگ چمکتا ہوا سفید تھا۔

۹۰۸۶۔ حَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الرَّازِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا حَكَّامُ بْنُ سَلْمٍ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ زَائِدَةَ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ، وَأَبُو بَكْرٍ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ، وَعُمَرُ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کا انتقال ہوا تو آپ تریسٹھ برس کے تھے، ابوبکر صدیق کا انتقال تریسٹھ برس کی عمر میں ہوا اور عمر کا انتقال بھی تریسٹھ برس ہی کی عمر میں ہوا۔

۹۰۸۷۔ وحَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ جَدِّي، قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ سَنَةً وقَالَ ابْنُ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، بِمِثْلِ ذَلِكَ.

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا انتقال تریسٹھ سال کی عمر میں ہوا۔ حضرت ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے سعید بن المسیب نے بھی ایسا ہی بتلایا ہے۔

۹۰۸۸۔ وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَبَّادُ بْنُ مُوسَى، قَالَا: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، بِالْإِسْنَادَيْنِ جَمِيعًا، مِثْلَ حَدِيثِ عُقَيْلٍ

حضرت ابن شہاب سے ان دونوں اسناد کے ساتھ حضرت عقیل کی روایت کردہ حدیث کی طرح نقل کی گئی ہے۔

۹۰۸۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْهُذَلِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، قَالَ: قُلْتُ لِعُرْوَةَ: كَمْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ بِمَكَّةَ؟ قَالَ: عَشْرًا، قَالَ: قُلْتُ: فَإِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: ثَلَاثَ عَشْرَةَ

حضرت عمرو سے روایت ہے کہ میں نے عروہ بن زبیرؓ سے پوچھا کہ نبی ﷺ مکہ مکرمہ میں کتنا عرصہ رہے؟ (نبوت کے بعد) فرمایا کہ دس سال۔ میں نے کہا کہ ابن عباس تو کہتے ہیں کہ تیرہ سال۔ (اور یہی صحیح ہے)

۹۰۹۰۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، قَالَ: قُلْتُ لِعُرْوَةَ: كَمْ لَبِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ؟ قَالَ: عَشْرًا، قُلْتُ: فَإِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: بِضْعَ عَشْرَةَ. قَالَ: فَغَفَّرَهُ، وَقَالَ إِنَّمَا أَخَذَهُ مِنْ قَوْلِ الشَّاعِرِ

حضرت عمرو کہتے ہیں کہ میں نے عروہ سے کہا کہ نبی ﷺ مکہ میں کتنا عرصہ رہے؟ کہنے لگے کہ دس برس۔ میں نے کہا کہ ابن عباس تو کہتے ہیں کہ دس سال سے زائد رہے۔ عروہ نے اس پر ابن عباس کے لیے مغفرت کی دعا کی اور فرمایا کہ انہیں شاعر کے قول سے مغالطہ ہوا۔

تشریح:

"فغفرہ" یعنی عروہ نے حضرت ابن عباس کے لیے مغفرت کی دعا مانگی کہ ان کو غلطی ہوگئی تھی کہ اس طرح حساب بتایا اور یہ غلطی ایک شاعر کے قول سے لگی ہے وہ شعر صحیح مسلم کے بعض نسخوں میں ہے لیکن مُروجہ نسخوں میں نہیں ہے شاعر کا نام ابوقیس صرمہ بن ابی انس ہے اور شعر اس طرح ہے ثَوَىٰ فِيْ قُرَيْشٍ بِضْعَ عَشْرَةَ حِجَّةً يُذَكِّرُ لَوْ يَلْقَىٰ خَلِيْلًا مَوَاتِيَا

اس شعر میں ہے کہ آنحضرت مکہ میں قریش کے ہاں دس سال سے اوپر رہے اور اگر موافق لوگ ملتے تو آپ ان کو نصیحت کرتے رہتے لیکن انہوں نے ہجرت پر مجبور کر دیا کسی نے موافقت نہیں کی۔ بہرحال حضرت ابن عباس کا قول راجح ہے عروہ کا قول صحیح نہیں ہے۔

۹۰۹۱۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ رَوْحِ بْنِ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَتُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں تیرہ برس رہے اور آپ کی وفات تریسٹھ سال کی عمر میں ہوئی۔

۹۰۹۲۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَبِي جَمْرَةَ الضُّبَعِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً يُوحَى إِلَيْهِ، وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرًا وَمَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ سَنَةً

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں تیرہ برس قیام فرمایا اور آپ پر وحی آتی رہی، اور مدینہ منورہ میں دس برس رہے، اور وفات کے وقت آپ کی عمر تریسٹھ سال تھی۔

۹۰۹۳۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبَانَ الْجُعْفِيُّ، حَدَّثَنَا سَلَّامٌ أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، فَذَكَرُوا سِنِي رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: بَعْضُ الْقَوْمِ كَانَ أَبُو بَكْرٍ أَكْبَرَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ، وَمَاتَ أَبُو بَكْرٍ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ، وَقُتِلَ عُمَرُ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ قَالَ: فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ يُقَالُ لَهُ عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، قَالَ: كُنَّا قُعُودًا عِنْدَ مُعَاوِيَةَ فَذَكَرُوا سِنِي رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ سَنَةً، وَمَاتَ أَبُو بَكْرٍ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ، وَقُتِلَ عُمَرُ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ

حضرت ابو اسحٰق کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ عبداللہ بن عقبہ کے ساتھ بیٹھا تھا کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی عمر کا تذکرہ چھیڑ دیا، بعض لوگوں نے کہا کہ ابوبکر صدیق، رسول اللہ ﷺ سے بڑے تھے (عمر میں) عبداللہ کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو عمر مبارک تریسٹھ برس تھی، ابوبکر کا انتقال ہوا تو وہ بھی تریسٹھ برس کے تھے (گویا یہ کہنا کہ ابوبکر، رسول اللہ ﷺ سے بڑی عمر کے تھے غلط ہے) ایک شخص جس کا نام عامر بن سعد تھا کہنے لگا کہ ہم سے جریر نے بیان کیا ہے کہ ”ہم ایک بار حضرت معاویہؓ کے ساتھ بیٹھے تھے تو لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک کا تذکرہ کر دیا، حضرت معاویہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو آپ ﷺ تریسٹھ برس کے تھے اور ابوبکر کا انتقال ہوا تو وہ بھی تریسٹھ سال کے تھے اور عمر کو قتل کیا گیا تو ان کی عمر بھی تریسٹھ سال ہی تھی۔

۹۰۹۴۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ، يُحَدِّثُ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ الْبَجَلِيِّ، عَنْ جَرِيرٍ، أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ، يَخْطُبُ فَقَالَ: مَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ، وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَأَنَا ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ

جریر کہتے ہیں کہ انہوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے جب وہ خطبہ دے رہے تھے سنا انہوں نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ کا انتقال تریسٹھ سال کی عمر میں ہوا اور ابوبکر وعمر کا بھی، اور اب میں بھی تریسٹھ برس کا ہی ہوں (یعنی مجھے بھی یہ توقع ہے کہ میری عمر بھی تریسٹھ سال ہی ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرات شیخین سے موافقت حاصل ہو جائے، لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ موافقت حاصل نہ ہو سکی کیونکہ ان کا انتقال ۶۰ھ میں اسی برس کی عمر میں ہوا)۔

۹۰۹۵۔ وحَدَّثَنِي ابْنُ مِنْهَالٍ الضَّرِيرُ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ عَمَّارٍ، مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ، قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ: كَمْ أَتَى لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ مَاتَ؟ فَقَالَ: مَا كُنْتُ أَحْسِبُ مِثْلَكَ مِنْ قَوْمِهِ يَخْفَى عَلَيْهِ ذَاكَ، قَالَ قُلْتُ: إِنِّي قَدْ سَأَلْتُ النَّاسَ فَاخْتَلَفُوا عَلَيَّ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَعْلَمَ قَوْلَكَ فِيهِ، قَالَ: أَتَحْسُبُ؟ قَالَ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: أَمْسِكْ أَرْبَعِينَ، بُعِثَ لَهَا خَمْسَ عَشْرَةَ بِمَكَّةَ يَأْمَنُ وَيَخَافُ، وَعَشْرَ مِنْ مُهَاجَرِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ

حضرت عمار مولیٰ بنی ہاشم سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس سے سوال کیا کہ جس روز رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا آپ ﷺ کی عمر کے کتنے سال ہو چکے تھے؟ تو ابن عباس نے فرمایا کہ: تجھ جیسے کے متعلق میں خیال نہیں کرسکتا تھا کہ آپ ﷺ کی قوم میں سے ہونے کے باوجود تجھ سے یہ بات مخفی ہو۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے لوگوں سے یہ بات پوچھی تھی تو ان میں اختلاف ہوگیا (اس معاملہ سے متعلق) لہٰذا مجھے خواہش ہوئی کہ اس بارے میں آپ کی بات جانوں۔ ابن عباس نے فرمایا کہ کیا تم حساب جانتے ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا کہ چالیس یاد رکھو کہ جب آپ ﷺ کی بعثت ہوئی۔ پھر پندرہ مکہ کے سال ہیں جو امن اور خوف دونوں کے ساتھ گزارے، اور دس ہجرت مدینہ کے بعد کے سال ہیں۔

۹۰۹۶۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يُونُسَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، نَحْوَ حَدِيثِ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ

حضرت یونس سے ان اسانید کے ساتھ حضرت یزید بن زریع کی روایت کردہ حدیث کی طرح حدیث نقل کی گئی ہے۔

۹۰۹۷۔ وحَدَّثَنِي نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُفَضَّلٍ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، حَدَّثَنَا عَمَّارٌ، مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَسِتِّينَ

حضرت ابن عباس سے روایت مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات پینسٹھ (۶۵) سال کی عمر میں ہوئی۔

۹۰۹۸ـ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ خَالِدٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ

حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے ان اسانید کے ساتھ بھی (سابقہ حدیث) نقل کی گئی ہے۔

۹۰۹۹ـ وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، أَخْبَرَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً، يَسْمَعُ الصَّوْتَ وَيَرَى الضَّوْءَ سَبْعَ سِنِينَ، وَلَا يَرَى شَيْئًا وَثَمَانَ سِنِينَ يُوحَى إِلَيْهِ، وَأَقَامَ بِالْمَدِينَةِ عَشْرًا

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں پندرہ برس قیام فرمایا اس حال میں کہ آپ سات برس تک تو (فرشتوں کی آمد غیب سے) آوازیں سنتے تھے اور (فرشتوں کا) نور اور روشنی دیکھتے تھے لیکن کوئی صورت نہ دیکھتے تھے، پھر آٹھ برس اس حال میں گزارے کہ آپ پر وحی آیا کرتی تھی اور مدینہ میں دس برس قیام فرمایا۔

تشریح:

''خمس عشرة سنة'' یہاں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کی سن ولادت اور سن ہجرت کو پورا پورا سال شمار کیا ہے جس سے مکی دور کی نبوت کی عمر پندرہ سال بن جاتی ہے اس لیے آپ کی پوری عمر کو ۶۵ سال قرار دیا، اوپر کی روایت میں مکی دور کی نبوی زندگی ۱۳ سال بتائی گئی ہے لہٰذا پوری عمر ۶۳ سال شمار کی گئی، وہ روایت راجح ہے باقی وہ روایات جن میں مکی دور کو دس سال بتایا گیا اور وہاں ایک دہائی سے زائد ۳ سال کو کسر سمجھ کر شمار نہیں کیا گیا ہے عرب اس طرح کرتے ہیں۔ مدنی دور دس سال پر مشتمل ہے اس میں اختلاف نہیں ہے، امام بخاری یوں ترجیح دیتے ہیں وقال محمد بن اسماعیل البخاری ثلاث وستین اکثر،

''یسمع الصوت ویری'' اس میں حکمت یہ تھی کہ اگر ابتداء میں فرشتہ کو دیکھ لیتے تو شاید وحی کا تحمل مشکل ہو جاتا لہٰذا پہلے صرف آواز سنائی دی جاتی اور پھر ایک روشنی نظر آتی تھی تاکہ پہلے وحی کے ساتھ اور فرشتہ کے ساتھ ایک اُنس اور الفت پیدا ہو جائے اور پھر فرشتہ وحی لے کر آئے۔

سوال: یہاں یہ اشکال اور سوال ہے کہ اس حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ پر آواز سننے اور نور دیکھنے کی کیفیت نبوت ملنے کے بعد مکہ مکرمہ میں ظاہر ہو جاتی تھی، حالانکہ وحی کے مل جانے کے بعد اس نور کے دیکھنے اور آوازیں سننے کی ضرورت نہیں تھی اور نہ اس طرح واقعات رونما ہوئے ہیں، پھر اس حدیث کا مطلب کیا ہے کہ سات سال تک آوازیں آتی تھیں؟

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ انوارات دیکھنے اور آوازیں سننے کے یہ واقعات نبوت ملنے سے پہلے زمانہ کے ہیں تاریخی واقعات اور احادیث کی تصریحات سے ثابت ہوتا ہے کہ انوارات کا دیکھنا اور آوازوں کا سننا نبوت کے ملنے سے پہلے دور کے واقعات ہیں، زیر بحث حدیث کے مقابلے میں وہ احادیث قابل ترجیح ہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ زیر بحث حدیث کا تعلق اس دور سے ہے جس میں وحی منقطع ہوچکی تھی۔ آنحضرت پریشان رہتے تھے۔ انقطاع وحی کے اسی زمانہ میں آنحضرت ﷺ کو تسلی دینے کے لیے اس طرح غیبی آوازیں آتی تھیں اور روشنیاں چمکنے لگ جاتی تھیں تاکہ آپ اپنی جان کو خطرہ میں نہ ڈال دیں، مگر یہ آوازیں اور روشنیاں مسلسل نہیں تھیں بلکہ گاہ گاہ اور کبھی کبھی ہوتی تھیں اور سات سال تک یہ سلسلہ چلتا رہا پہلا جواب واضح اور آسان ہے۔ ''ولا یری شیئا'' اس کا مطلب یہ ہے کہ آوازیں اور روشنیاں تو تھیں مگر کوئی فرشتہ وغیرہ دکھائی نہ دیتا تھا۔

بَابٌ فِي أَسْمَائِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آنحضرت ﷺ کے ناموں کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

''فی اسمائه'' یعنی آنحضرت کے ناموں کا بیان اور تفصیل اس طرح ہے کہ آپ کے نام سو ہیں مگر آپ کا ذاتی نام جو آپ کے دادا عبدالمطلب نے آپ کے لیے منتخب کیا تھا وہ محمد ﷺ ہے یہی زیادہ مشہور ہے البتہ سابقہ ادیان اور سابقہ کتب میں اور اسی طرح آسمان کے فرشتوں میں آپ کا زیادہ مشہور نام احمد ہے۔

عرب میں محمد نام رکھنے کا بہت کم رواج تھا بلکہ نہ ہونے کے برابر تھا آپ کے دادا سے پوچھا بھی گیا کہ آپ نے یہ نام کیوں رکھا؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں نے چاہا کہ کائنات کا ذرہ ذرہ میرے اس بیٹے کی تعریف اور مدح کرے اور یہ سب کا محمود بن جائے یعنی ستودہ صفات، تعریف کردہ شدہ بن جائے۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے بھی اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے فرمایا:

وَضَمَّ الْإِلٰهُ اِسْمَ النَّبِيِّ بِاِسْمِهٖ ... اِذَا قَالَ فِي الْخَمْسِ الْمُؤَذِّنُ اَشْهَدُ

فَشَقَّ لَهٗ مِنْ اِسْمِهٖ لِيُجِلَّهٗ ... فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَهٰذَا مُحَمَّدٌ

ایسا لگتا ہے کہ آپ کے ساتھ یہ نام تکوینی طور پر مختص تھا آپ سے پہلے زیادہ سے زیادہ سات اشخاص نے اپنے بیٹوں کا نام محمد رکھا تھا وہ بھی اس مقصد سے کہ شاید نبی آخر الزمان ان کا بیٹا بن جائے کیونکہ سابقہ کتب سے ان کو معلوم ہوچلا تھا کہ نبی آخر الزمان کا نام محمد ہوگا علامہ بوصیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ وَالْفَرِيْقَيْنِ مِنْ عَرَبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

بہر حال باب فضائل سید المرسلین سے لے کر باب مناقب قریش تک انتہائی بسط وشرح اور انتہائی تفصیل کے ساتھ آنحضرت ﷺ کے فضائل ہی کا بیان ہے، مظاہر حق کے صفحات کے حساب سے ۲۹۲ صفحات پر مشتمل یہ عظیم ذخیرۂ احادیث صرف اور صرف آنحضرت ﷺ کے فضائل اور مناقب سے متعلق ہے مگر پھر بھی تشنہ لب ہے، حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محامد کے لیے محمد عربی ﷺ کافی ہیں اور محمد عربی کی مدائح کے لیے اللہ تعالیٰ کی ذات کافی ہے، ہم تو صرف ثواب کمانے کے لیے ان محامد اور مدائح کو دہراتے ہیں کسی نے بہت ہی خوب فرمایا:

خدا در انتظار حمد ما نیست محمد چشم بر راہِ ثنا نیست

خدا مدح آفرین مصطفےٰ بس محمد حامد حمدِ خدا بس

محمد از تو میخواہم خدا را خدا یا از تو عشق مصطفےٰ را

٦١٠٠ـ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ، قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَنَا أَحْمَدُ، وَأَنَا الْمَاحِي، الَّذِي يُمْحَى بِيَ الْكُفْرُ، وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى عَقِبِي، وَأَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں محمد ہوں، میں احمد ہوں اور میں ماحی (کفر وشرک کو مٹانے والا) ہوں جس کے ذریعہ سے کفر کو مٹایا جاتا ہے اور میں حاشر (جمع کرنے والا) ہوں جس کے قدم پر یعنی نبوت پر لوگوں کو جمع کیا جائے گا اور میں عاقب (سب سے پیچھے آنے والا) ہوں کہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہے''۔

تشریح:

''انا الماحی'' یعنی میں مٹانے والا ہوں کافروں کے کفر کو اور کافروں کو بھی مٹانے والا ہوں ساتھ والی روایت میں ''ان لی اسماء'' یعنی میرے کئی نام ہیں، آنحضرت ﷺ کے ناموں کا زیادہ ہونا آپ کی عظمت اور اوصافِ حمیدہ کی کثرت کی دلیل ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ایک نام اسم ذاتی ہے جو محمد ﷺ ہے جو آپ کے دادا نے رکھا ہے۔ باقی سب صفاتی نام ہیں جو کل ایک

سو نام معروف ومشہور ہیں۔ ''الماحی'' باطل کو مٹانے والا۔ ''الحاشر'' جمع کرنے والا یعنی سب سے پہلے آپ ﷺ قبر سے اٹھیں گے، آپ کے نقش قدم پر دوسرے لوگ اٹھیں گے اور میدان محشر میں اکٹھے ہوں گے۔ ''العاقب'' اس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا حضرت عیسیٰ علیہ السلام امتی بن کر آئیں گے اس کے علاوہ دعویٰ کرنے والا جھوٹا دجال ہوگا۔

۶۱۰۱۔ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ لِي أَسْمَاءً، أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَنَا أَحْمَدُ، وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ، وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمَيَّ، وَأَنَا الْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ أَحَدٌ، وَقَدْ سَمَّاهُ اللّٰهُ رَءُوفًا رَحِيمًا

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میرے (مختلف) نام ہیں، میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی ہوں (مٹانے والا) وہ کہ میرے ذریعہ اللہ کفر کو مٹائے گا اور میں حاشر (جمع کرنے والا) ہوں کہ جس کے قدموں پر (میرے دین پر) لوگوں کو جمع کیا جائے گا اور میں عاقب ہوں کہ جس کے بعد کوئی (نبی) نہیں، اور اللہ نے آپ ﷺ کا نام رؤف اور رحیم رکھا ہے''۔

۶۱۰۲۔ وحَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ جَدِّي، حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ كُلُّهُمْ، عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَفِي حَدِيثِ شُعَيْبٍ، وَمَعْمَرٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَفِي حَدِيثِ عُقَيْلٍ قَالَ: قُلْتُ لِلزُّهْرِيِّ: وَمَا الْعَاقِبُ؟ قَالَ: الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ، وَفِي حَدِيثِ مَعْمَرٍ وَعُقَيْلٍ الْكَفَرَةَ، وَفِي حَدِيثِ شُعَيْبٍ الْكُفْرَ

حضرت زہری رحمہ اللہ سے ان سندوں کے ساتھ (سابقہ) روایت نقل کی گئی ہے۔ اور حضرت شعبہ اور معمر کی روایت کردہ حدیث میں سمعت رسول اللہ کے الفاظ ہیں اور حضرت عقیل کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ میں نے حضرت زہری سے دریافت کیا کہ عاقب کے کیا معنی ہیں؟ انہوں نے فرمایا: جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو اور حضرت عقیل نے اپنی روایت میں ''کفرہ'' کا لفظ کہا ہے اور حضرت شعیب نے اپنی روایت میں ''کفر'' کا لفظ کہا ہے۔

۶۱۰۳۔ وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ

أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَمِّي لَنَا نَفْسَهُ أَسْمَاءً، فَقَالَ: أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَحْمَدُ، وَالْمُقَفِّي، وَالْحَاشِرُ، وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ، وَنَبِيُّ الرَّحْمَةِ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے متعدد نام ہمیں بتلائے تھے، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا ''میں محمد ہوں اور احمد ہوں اور مقفی (سب سے پیچھے آنے والا) اور حاشر ہوں (جمع کرنے والا) اور نبی التوبہ اور نبی الرحمۃ ہوں (یعنی توبہ اور رحمت کی وسعت آپ ﷺ ہی نے بیان کی)۔

تشریح:

''المقفی'' من القفو بمعنی الآخر یعنی سب سے آخر میں آنے والے نبی، یہ عاقب کے معنی میں ہے، گویا خاتم النبیین کے مفہوم میں ہے، ''نبی الرحمة'' آپ کائنات کے لیے رحمت بن کر آئے ہیں۔ ''نبی التوبة'' مطلب یہ ہے کہ آپ کے ہاتھ پر بہت مخلوق نے توبہ کی یا مطلب یہ ہے کہ آپ دن اور رات میں بہت زیادہ استغفار اور توبہ کرتے تھے۔ مسجد نبوی کی محرابی دیوار پر اس کے ساتھ ''نبی السیف'' بھی لکھا ہے اور نبی الملاحم بھی آپ کے ناموں میں سے ایک نام ہے یعنی گھسان کی جنگوں والے نبی اور تلوار والے نبی۔ مسجد نبوی کے محراب والی دیوار پر جلی حروف میں آنحضرت کے سارے نام لکھے ہوئے ہیں۔

باب، كان النبي صلى الله عليه وسلم اعلم الناس بالله و اشدهم له خشية

آنحضرت ﷺ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور خوف رکھتے تھے

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

٦١٠٤ ـ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: صَنَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرًا فَتَرَخَّصَ فِيهِ، فَبَلَغَ ذَلِكَ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِهِ فَكَأَنَّهُمْ كَرِهُوهُ وَتَنَزَّهُوا عَنْهُ، فَبَلَغَهُ ذَلِكَ، فَقَامَ خَطِيبًا فَقَالَ: مَا بَالُ رِجَالٍ بَلَغَهُمْ عَنِّي أَمْرٌ تَرَخَّصْتُ فِيهِ، فَكَرِهُوهُ وَتَنَزَّهُوا عَنْهُ، فَوَاللهِ لَأَنَا أَعْلَمُهُمْ بِاللهِ، وَأَشَدُّهُمْ لَهُ خَشْيَةً

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک بار) ایک کام کیا اور اس کے کرنے کی اجازت دی (جائز رکھا) آپ ﷺ کے صحابہ میں سے بعض کو جب یہ اطلاع پہنچی تو انہوں نے گویا اسے ناپسند جانا اور اس کام سے (باوجود نبی ﷺ کی اجازت دینے کے) بچتے رہے۔ نبی ﷺ کو اس کی اطلاع پہنچی تو آپ ﷺ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''ان لوگوں کا کیا حال ہے کہ میری طرف سے انہیں ایک بات پہنچی اور میں نے اس

کام میں اجازت دی ہے تو لوگوں نے اسے ناپسند کیا اور اس سے بچتے رہے۔ اللہ کی قسم! میں ان سے زیادہ اللہ کو جانتا ہوں (معرفت رکھتا ہوں) اور اللہ سے ڈرنے میں ان سے زیادہ سخت ہوں''۔

٦١٠٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، حَدَّثَنَا حَفْصٌ يَعْنِي ابْنَ غِيَاثٍ، ح وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَا: أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، كِلَاهُمَا، عَنِ الْأَعْمَشِ، بِإِسْنَادِ جَرِيرٍ نَحْوَ حَدِيثِهِ

اس سند سے بھی یہ حدیث منقول ہے۔

٦١٠٦۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: رَخَّصَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَمْرٍ. فَتَنَزَّهَ عَنْهُ نَاسٌ مِنَ النَّاسِ، فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَغَضِبَ حَتَّى بَانَ الْغَضَبُ فِي وَجْهِهِ، ثُمَّ قَالَ: مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْغَبُونَ عَمَّا رُخِّصَ لِي فِيهِ، فَوَاللَّهِ لَأَنَا أَعْلَمُهُمْ بِاللَّهِ وَأَشَدُّهُمْ لَهُ خَشْيَةً

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک کام کی اجازت دی، لوگوں میں سے بعض نے اس سے اجتناب شروع کر دیا، نبی ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ غصہ ہوئے یہاں تک کہ آپ کے چہرہ پر غصہ کے اثرات ظاہر ہو گئے پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان لوگوں کا کیا حال ہے جو اس چیز سے احتراز کرتے ہیں جس کی مجھے اجازت دی گئی ہے۔ اللہ کی قسم! میں ان سے زیادہ اللہ کی معرفت رکھتا ہوں اور ان سے زیادہ سخت ہوں احکام الٰہی پر عمل کرنے میں''۔

بَابُ وُجُوبِ اتِّبَاعِ تَحْكِيمِهِ مِنْ غَيْرِ ضِيقِ النَّفْسِ

دل و جان سے آنحضرت کا فیصلہ قبول کرنا واجب ہے

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

٦١٠٧۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ، حَدَّثَهُ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتِي يَسْقُونَ بِهَا النَّخْلَ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: سَرِّحِ الْمَاءَ يَمُرُّ، فَأَبَى عَلَيْهِمْ، فَاخْتَصَمُوا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ: اسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ أَرْسِلِ الْمَاءَ إِلَى جَارِكَ، فَغَضِبَ الْأَنْصَارِيُّ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْ

كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: يَا زُبَيْرُ اسْقِ، ثُمَّ احْبِسِ الْمَاءَ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى الْجَدْرِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ: وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَحْسِبُ هٰذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي ذٰلِكَ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا﴾ (النساء: ٦٥)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری شخص نے (ان کے والد) حضرت زبیر بن العوام سے رسول اللہ ﷺ کے سامنے حرہ (مدینہ کے اطراف کی سیاہ پتھریلی زمین کی نالیوں کے بارے میں جن کے کھجور کے درختوں کو پانی دیا جاتا ہے، جھگڑا کیا، انصاری کا کہنا یہ تھا کہ پانی چھوڑ دو کہ وہ بہتا رہے، زبیرؓ نے انکار کیا، جھگڑا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے (فیصلہ فرماتے ہوئے) زبیرؓ سے کہا کہ اے زبیر! اپنے باغ کو سیراب کر کے پھر پانی اپنے پڑوسی (انصاری) کے لیے چھوڑ دیا کرو"۔ انصاری یہ فیصلہ سن کر غصہ ہو گیا اور کہا کہ یا رسول اللہ! آپ کا پھوپھی زاد بھائی ہوا نا (زبیرؓ حضور کے پھوپھی زاد بھائی تھے، انصاری نے کہا کہ آپ کا پھوپھی زاد بھائی ہے تو اس کے حق میں فیصلہ دیا) یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کے چہرہ انور کا رنگ بدل گیا (غصہ کی وجہ سے) اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ: اے زبیر! اپنی زمین کو سیراب کر دو اور پانی کو روک رکھو یہاں تک کہ نالوں کی منڈیر تک پہنچ جائے"۔ حضرت زبیر فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! میں یہی سمجھتا ہوں کہ یہ آیت فلا وربک الخ اسی واقعہ کے متعلق نازل ہوئی۔

تشریح:

"ان رجــــلا" اس شخص کا تعین نہیں ہو سکا کہ یہ کون تھا صحیح مسلم میں اتنی وضاحت ہے کہ یہ انصار مدینہ میں سے تھا اور صحیح بخاری میں ہے کہ یہ شخص غزوہ بدر میں شریک ہو گیا تھا یہ بدری صحابی تھا باغات میں پانی پلانے پر ان کا تنازعہ حضرت زبیر بن عوام سے ہوا معاملہ آنحضرت کے سامنے آیا "فی شـراج الحرة" شراج یہ جمع ہے اس کا مفرد شرج ہے جس طرح بحار اور بحر ہے شرج پانی کے نالے کو کہتے ہیں چونکہ یہ نالہ مدینہ کے اطراف میں حرہ مقام میں وادی عقیق میں جا کر گرتا تھا اس لیے اس کو شراج الحرۃ کہا گیا یہ حرہ غربیہ کی جگہ ہے جہاں حضرت زبیر کی زمین تھی چونکہ حضرت زبیر کی زمین پہلے واقع تھی تو شرعاً اور عرفاً حق یہی تھا کہ پہلے پانی دیتے اور پھر انصاری کے لیے چھوڑ دیتے لیکن انصاری نے کہا کہ آپ پانی نہ روکیں بلکہ میری زمین کی طرف چھوڑ دیں" آنحضرت نے فرمایا زبیر! تم پانی پلا دو اور پھر فوراً اس انصاری کے لیے چھوڑ دو انصاری غصہ ہو گیا اور کہا کہ جی ہاں یا رسول اللہ! زبیر چونکہ آپ کا پھوپھی زاد ہے اس لیے آپ نے ایسا فیصلہ کیا اس پر آنحضرت سخت ناراض ہو گئے اور اب صلح کی صورت کے

بجائے شرعی حق کی روشنی میں آنحضرت نے زبیر سے فرمایا کہ کھیت کی دیواروں یعنی منڈیر تک پانی روک کر پہنچا دو پھر اس کے لیے چھوڑ دو حضرت زبیر نے ایسا ہی کیا۔

سوال: آنحضرت کے حکم کا انکار کرنا اور پھر اس طرح اعتراض کرنا کیا یہ ایک مسلمان کے لیے جائز تھا؟

جواب: محدثین اور شارحین حدیث نے اس سوال کے کئی جوابات دیئے ہیں بعض نے کہا کہ یہ شخص منافق تھا بعض نے کہا کہ یہ ابتدائے اسلام کا واقعہ ہے کوئی نو مسلم تھا بعض نے کہا کہ غصہ اور غضب کی وجہ سے جلدی میں اس کے منہ سے یہ جملہ نکل گیا پھر اس نے توبہ کی آنحضرت نے بھی ان کو معاف فرمایا۔

میرے خیال میں اس شخص کو منافق نہیں کہنا چاہیے کیونکہ ان کے ساتھ انصاری کا لفظ بھی لگا ہے اور بدری کا لفظ بھی لگا ہے تو ایسے شخص کو منافق نہیں کہا جا سکتا ہے تو اچھا جواب وہی ہے کہ یہ جملہ ان کے منہ سے جلد بازی میں نکل گیا معاشرہ میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں کسی پر غصہ کا غلبہ ہوتا ہے تو اس کو ظاہری حالت پر حمل کرنا چاہیے باطنی نفاق کا حکم لگانا مناسب نہیں ہے۔

بَابُ وُجُوْبُ اِتِّبَاعِهٖ وَالنَّهْيِ عَنْ كَثْرَةِ السُّوَالِ

آنحضرت کی اتباع واجب ہے اور کھود کرید کر سوالات کرنا منع ہے

اس باب میں امام مسلم نے تیرہ احادیث کو بیان کیا ہے

۶۱۰۸۔ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، قَالَا: كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ، فَاجْتَنِبُوهُ وَمَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَافْعَلُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ، فَإِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَثْرَةُ مَسَائِلِهِمْ، وَاخْتِلَافُهُمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: ’’جس کام سے میں تمہیں روک دوں اس سے باز آ جاؤ اور جس کا حکم تمہیں دوں اسے حتی الوسع کر گزرو کہ بلا شبہ تم سے پہلے بعض امتوں کو کثرتِ سوال اور انبیاء کے بارے میں اختلاف کی وجہ سے ہلاک کیا گیا‘‘۔

تشریح:

’’كثرة مسائلهم‘‘ یعنی سابقہ اقوام کی تباہی کے اسباب یہ تھے کہ انہوں نے اپنے نبیوں سے زیادہ سے زیادہ سوالات شروع

کر دیئے تم ایسا نہ کرو جو ضروری مسئلہ ہوگا میں خود بتاؤں گا ورنہ مجھے اپنے حال پر چھوڑ دو آئندہ حدیث میں بھی اسی طرح ہے اس کے بعد احادیث میں اس طرح مذکور ہے کہ اس طرح بے جا سوالات سے امت پر جو حرج آئے گی اس کے گناہ کا ذمہ دار یہی شخص ہوگا جس نے بے جا سوال کیا ہے کیونکہ اس سے شریعت کی وسعت میں تنگی آسکتی ہے جو امت کے لیے حرج پیدا کرسکتی ہے اس کے بعد ان احادیث میں آنحضرت کا خطبہ دینا اور سخت غصہ ہونا اور حضرات صحابہ کرام کا رونا اور حضرت عمر فاروق کا دوزانو ہو کر معافی مانگنا مذکور ہے تو ان تمام احادیث کا پس منظر یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ سے کسی ایک دن صحابہ کرام نے زیادہ سوالات کیے کچھ سوالات کو آنحضرت نے ناپسند کیا تو ناراض ہو گئے اور جا کر منبر پر خطبہ دیا اور فرمایا کہ جب تک میں اس مقام پر ہوں تم جو سوال کرنا چاہو کرو صحابہ نے پھر سوالات شروع کر دیئے حضرت عبداللہ بن حذافہ نے اپنے باپ سے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ تیرا باپ حذافہ ہے چونکہ کچھ لوگ ان کو طعنہ دے چکے تھے کہ تیرا باپ حذافہ کے علاوہ کوئی اور ہے اس لیے اس نے سوال کیا پھر اس کی ماں ان سے بہت ناراض ہوگئی اور کہا کہ جاہلیت کا دور ہم لوگوں پر گزرا ہے اس دور کی اس طرح نازک سوالات کر کے ہم کو رسوا کرنا چاہتے ہو؟ بہر حال صحابہ سمجھ گئے کہ آنحضرت سخت ناراض ہو گئے ہیں تو سب رونے لگے تب حضرت عمرؓ نے دوزانو ہو کر ''رضیت باللہ ربا الخ'' کلمات بار بار دہرائے تو آنحضرت کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا اور حضرت عمر ہمیشہ آنحضرت کے غصہ ٹھنڈا کرنے کے لیے یہی طریقہ اختیار کرتے تھے پھر قرآن کی آیت اتری اور اس طرح کے سوالات سے صحابہ کو منع کیا گیا۔

بہر حال اس خاص مقام میں وحی کا کنکشن جڑ گیا تھا تو آنحضرت نے مغیبات کی باتیں بتائیں یہ کیفیت ہمیشہ کے لیے نہیں تھی اس لیے بدعتی حضرات جو آنحضرت کو عالم الغیب بما کان وما یکون مانتے ہیں وہ قرآن وحدیث اور اجماع امت کی مخالفت کرتے ہیں۔ ''خنین'' یہ لفظ خ کے ساتھ بھی اور ''حنین'' ح کے ساتھ بھی ہے دونوں کا معنی ایک ہی ہے آواز کے ساتھ رونے کو کہتے ہیں۔ ''ونقر'' یہ باب تفعیل سے کھود کرید اور تفتیش وتلاش کو کہتے ہیں ''شیء'' یہ وہی چیز تھی جس سے آنحضرت ناراض ہو گئے تھے۔ ''ذاک الرجل'' یہ وہی حضرت عبداللہ بن حذافہ ہیں ''فی مقامی ھذا'' اس سے وہی مخصوص وقت مراد ہے اس میں انکشاف تام ہوا تھا تو آپ ہر سوال کا جواب دے رہے تھے ''قارفت تقارف'' یہ زنا سے کنایہ ہے لفظی ترجمہ گناہ کا ارتکاب ہے۔ ''احفوہ'' یہ احفاء سے ہے کثرت سوال مراد ہے ای اکثروا والحوا'' یہ اس باب کے الفاظ کی تشریحات ہیں

''ارموا'' ای سکتوا ڈر کر خاموش ہونے کو کہتے ہیں ''ورھبوا'' یہ لفظ گویا تفسیر ہے ''لافّ رَاْسَہ'' یہ لَفَّ یَلُفُّ سے ہے لپیٹنے کے معنی میں ہے یعنی ہر ایک نے سر اور منہ کو ڈھانپا ہوا تھا اور رو رہے تھے۔

۶۱۰۹۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلَفٍ، حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ وَهُوَ مَنْصُورُ بْنُ سَلَمَةَ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا لَيْثٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْهَادِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ سَوَاءً.

حضرت ابن شہاب سے ان اسانید کے ساتھ (سابقہ حدیث مبارکہ) ہی کی مثل حدیث نقل کی گئی ہے۔

۶۱۱۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي كِلَاهُمَا، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ يَعْنِي الْحِزَامِيَّ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، ح وَحَدَّثَنَاهُ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ كُلُّهُمْ، قَالَ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَرُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ وَفِي حَدِيثِ هَمَّامٍ مَا تُرِكْتُمْ، فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ ثُمَّ ذَكَرُوا نَحْوَ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ وَأَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

ان تمام طرق سے سابقہ حدیث ہی کی مثل مروی ہے البتہ اس میں یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو بات میں چھوڑ دوں (یعنی اس کی کوئی وضاحت نہ کروں تم بھی اسے چھوڑ دو (اس کی وضاحت کے پیچھے مت پڑو)۔ اور حضرت ہمام کی روایت میں ترکتم کا لفظ ہے۔

۶۱۱۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَعْظَمَ الْمُسْلِمِينَ فِي الْمُسْلِمِينَ جُرْمًا، مَنْ سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يُحَرَّمْ عَلَى الْمُسْلِمِينَ، فَحُرِّمَ عَلَيْهِمْ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهِ

حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مسلمانوں میں جرم کے اعتبار سے سب سے بڑا مجرم وہ مسلمان ہے کہ جو ایسی چیز کے بارے میں سوال کرے جو پہلے سے تو مسلمانوں پر حرام نہیں تھی لیکن اس کے سوال کی وجہ سے حرام کر دی گئی مسلمانوں پر''۔

۶۱۱۲۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، ح. وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: أَحْفَظُهُ كَمَا أَحْفَظُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ الزُّهْرِيُّ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَعْظَمُ الْمُسْلِمِينَ فِي

الْمُسْلِمِينَ جُرْمًا، مَنْ سَأَلَ عَنْ أَمْرٍ لَمْ يُحَرَّمْ فَحُرِّمَ عَلَى النَّاسِ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهِ

حضرت عامر بن سعد اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مسلمانوں میں سب سے بڑا جرم اس مسلمان کا ہے کہ جس نے کسی ایسے کام کے بارے میں سوال کیا کہ جو حرام نہیں تھا تو پھر وہ کام اس مسلمان کے سوال کرنے کی وجہ سے لوگوں پر حرام کر دیا گیا۔

٦١١٣ - وحَدَّثَنِيهِ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، كِلَاهُمَا، عَنِ الزُّهْرِيِّ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَزَادَ فِي حَدِيثِ مَعْمَرٍ رَجُلٌ سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ وَنَقَّرَ عَنْهُ وَقَالَ فِي حَدِيثِ يُونُسَ عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ سَعْدًا

حضرت زہری رحمہ اللہ سے اسی سند کے ساتھ (سابقہ) روایت نقل کی گئی ہے لیکن حضرت معمر کی روایت کردہ حدیث میں یہ اضافہ ہے کہ ''جو سوال کرے اور اس میں کرید کرے''۔ اور حضرت یونس نے اپنی روایت کردہ میں عامر بن سعد انہ سمع سعدا کے الفاظ ذکر کیے ہیں۔

٦١١٤ - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ السُّلَمِيُّ، وَيَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ اللُّؤْلُؤِيُّ وَأَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ، قَالَ مَحْمُودٌ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، وقَالَ الْآخَرَانِ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: بَلَغَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَصْحَابِهِ شَيْءٌ فَخَطَبَ فَقَالَ: عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ، فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ، وَلَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا قَالَ: فَمَا أَتَى عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمٌ أَشَدُّ مِنْهُ، قَالَ: غَطَّوْا رُءُوسَهُمْ وَلَهُمْ خَنِينٌ، قَالَ: فَقَامَ عُمَرُ فَقَالَ: رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا. قَالَ: فَقَامَ ذَاكَ الرَّجُلُ فَقَالَ: مَنْ أَبِي؟ قَالَ: أَبُوكَ فُلَانٌ. فَنَزَلَتْ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ (المائدة:١٠١)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ کو اپنے صحابہ کے متعلق کوئی بات پہنچی تو آپ ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: ''میرے سامنے جنت اور دوزخ پیش کی گئیں اور میں نے نہ آج کی سی بھلائی دیکھی نہ آج کی سی برائی، اور جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم بھی جان جاتے تو البتہ تم ہنسی کم کر دیتے اور رونا زیادہ کر دیتے''۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ پر اس سے زیادہ سخت دن کوئی نہیں آیا تھا، انہوں

نے اپنے سروں کو (گھٹنوں میں) چھپالیا اور ان کے رونے کی آوازیں سنائی دینے لگیں، اس وقت سیدنا عمرؓ کھڑے ہوئے اور (سرکار رسالت مآب ﷺ کے دل کو ٹھنڈا کرنے اور اطمینان دلانے کے لیے) فرمایا کہ: ''ہم اللہ کے رب ہونے، اسلام کے اپنا دین ہونے اور محمد ﷺ کے اپنا نبی ہونے پر راضی ہیں''۔ ایک شخص اٹھا اور کہنے لگا کہ ''میرا باپ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرا باپ فلاں ہے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تمہارے سامنے وہ ظاہر کردی جائیں تو تمہیں بری لگیں۔

٦١١٥ـ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرِ بْنِ رِبْعِيٍّ الْقَيْسِيُّ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ أَنَسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَنْ أَبِي؟ قَالَ: أَبُوكَ فُلَانٌ وَنَزَلَتْ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾(المائدة:١٠١) تَمَامَ الْآيَةِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرا باپ فلاں ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ: اے ایمان والو! ان چیزوں کے متعلق مت سوال کرو کہ اگر تمہارے سامنے ظاہر کردی جائیں تو تمہیں بری لگیں''۔

٦١١٦ـ وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَرْمَلَةَ بْنِ عِمْرَانَ التُّجِيبِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، خَرَجَ حِينَ زَاغَتِ الشَّمْسُ، فَصَلَّى لَهُمْ صَلَاةَ الظُّهْرِ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَذَكَرَ السَّاعَةَ، وَذَكَرَ أَنَّ قَبْلَهَا أُمُورًا عِظَامًا، ثُمَّ قَالَ: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَسْأَلَنِي عَنْ شَيْءٍ فَلْيَسْأَلْنِي عَنْهُ، فَوَاللّٰهِ لَا تَسْأَلُونَنِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ بِهِ، مَا دُمْتُ فِي مَقَامِي هَذَا قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: فَأَكْثَرَ النَّاسُ الْبُكَاءَ حِينَ سَمِعُوا ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَكْثَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقُولَ: سَلُونِي فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ فَقَالَ: مَنْ أَبِي؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: أَبُوكَ حُذَافَةُ فَلَمَّا أَكْثَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَنْ يَقُولَ: سَلُونِي بَرَكَ عُمَرُ فَقَالَ: رَضِينَا بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا، قَالَ فَسَكَتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ عُمَرُ ذَلِكَ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوْلَى، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَقَدْ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ آنِفًا، فِي عُرْضِ هَذَا الْحَائِطِ، فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، قَالَ: قَالَتْ أُمُّ

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُذَافَةَ، لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُذَافَةَ: مَا سَمِعْتُ بِابْنٍ قَطُّ أَعَقَّ مِنْكَ؟ أَأَمِنْتَ أَنْ تَكُونَ أُمُّكَ قَدْ قَارَفَتْ بَعْضَ مَا تُقَارِفُ نِسَاءُ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ، فَتَفْضَحَهَا عَلَى أَعْيُنِ النَّاسِ؟ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ: وَاللّٰهِ لَوْ أَلْحَقَنِي بِعَبْدٍ أَسْوَدَ لَلَحِقْتُهُ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز آنحضرت ﷺ آفتاب کے ڈھلنے کے بعد گھر سے باہر تشریف لائے اور لوگوں کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی، سلام سے فارغ ہو کر آپ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے اور قیامت کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ قیامت سے قبل بڑے بڑے امور ظہور میں آئیں گے، بعد ازاں فرمایا کہ جو کوئی مجھ سے کوئی سوال کرنا چاہے تو کرلے، اللہ کی قسم! تم مجھ سے جس بارے میں بھی کوئی سوال کروگے تو جب تک میں اس جگہ پر کھڑا ہوں تمہیں اس کے متعلق ضرور بتلاؤں گا (بذریعہ وحی کما قال النووی) حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ سن کر لوگوں نے بہت زیادہ رونا شروع کردیا جب کہ رسول اللہ ﷺ نے کثرت سے فرمانا شروع کردیا کہ پوچھو مجھ سے۔ یہاں تک کہ عبداللہ بن حذافہ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ! میرا باپ کون تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرا باپ حذافہ تھا پھر جب رسول اللہ ﷺ نے بہت زیادہ اصرار کے ساتھ یہ فرمایا کہ مجھ سے سوال کرو تو حضرت عمرؓ نے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر فرمایا کہ: "ہم اللہ کے رب ہونے پر راضی ہیں اور اسلام کے اپنا دین ہونے اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہیں"۔ جب حضرت عمرؓ نے یہ کلمات کہے تو نبی ﷺ نے سکوت فرمایا۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ: بڑی خرابی ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بلا شبہ ابھی ابھی میرے سامنے جنت اور دوزخ پیش کی گئیں اس دیوار کی جانب میں، پس میں نے آج کے دن کی سی بھلائی اور آج کی سی برائی نہیں دیکھی۔ ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے عبیداللہ بن عُبداللہ بن عتبہ نے بتلایا کہ عبداللہ بن حذافہ کی ماں نے عبداللہ بن حذافہ سے کہا کہ میں نے تجھ سے زیادہ نافرمان بیٹے کے بارے میں کبھی نہیں سنا، تجھے اس کا کوئی ڈر نہیں کہ تیری ماں نے بھی وہی گناہ کیا جیسے جاہلیت کی عورتیں کیا کرتی تھیں۔ پھر تو برسر عوام اسے رسوا کردیتا۔ عبداللہ بن حذافہ کہنے لگا کہ اللہ کی قسم! اگر میرا نسب ایک حبشی غلام سے بھی لگایا جاتا تو میں اس سے منسوب ہوجاتا۔

۶۱۱۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، كِلَاهُمَا، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيثِ، وَحَدِيثُ عُبَيْدِ اللّٰهِ، مَعَهُ. غَيْرَ أَنَّ شُعَيْبًا، قَالَ: عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ

عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، أَنَّ أُمَّ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُذَافَةَ، قَالَتْ: بِمِثْلِ حَدِيثِ يُونُسَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے یہی سابقہ حدیث یونس کی طرح روایت نقل فرمائی ہے اور حضرت شعیب کی روایت میں ہے کہ حضرت زہری فرماتے ہیں کہ مجھ کو عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے خبر دی وہ کہتے ہیں کہ اہل علم میں سے کسی آدمی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عبد اللہ بن حذافہ کی والدہ نے ان سے کہا۔ یونس کی حدیث کی طرح۔

۶۱۱۸۔ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْمَعْنِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّاسَ سَأَلُوا نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَحْفَوْهُ بِالْمَسْأَلَةِ، فَخَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَقَالَ: سَلُونِي، لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا بَيَّنْتُهُ لَكُمْ فَلَمَّا سَمِعَ ذَلِكَ الْقَوْمُ أَرَمُّوا وَرَهِبُوا أَنْ يَكُونَ بَيْنَ يَدَيْ أَمْرٍ قَدْ حَضَرَ. قَالَ أَنَسٌ: فَجَعَلْتُ أَلْتَفِتُ يَمِينًا وَشِمَالًا، فَإِذَا كُلُّ رَجُلٍ لَافٌّ رَأْسَهُ فِي ثَوْبِهِ يَبْكِي، فَأَنْشَأَ رَجُلٌ مِنَ الْمَسْجِدِ، كَانَ يُلَاحَى فَيُدْعَى لِغَيْرِ أَبِيهِ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَنْ أَبِي؟ قَالَ: أَبُوكَ حُذَافَةُ ثُمَّ أَنْشَأَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالَ: رَضِينَا بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا، عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنْ سُوءِ الْفِتَنِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ قَطُّ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ، إِنِّي صُوِّرَتْ لِي الْجَنَّةُ وَالنَّارُ، فَرَأَيْتُهُمَا دُونَ هَذَا الْحَائِطِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوالات کرنا شروع کئے۔ یہاں تک کہ سوال کر کے آپ کو زچ کر دیا، ایک دن آپ ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے، منبر پر چڑھے اور فرمایا کہ: مجھ سے پوچھو، اور تم مجھ سے جو بھی سوال کرو گے میں اسے ضرور بیان کروں گا، لوگوں نے جب یہ بات سنی تو خاموش ہو رہے (سناٹا چھا گیا) اور ڈرے اس بات سے کہ کہیں وہ کوئی بات پوچھیں اور کوئی اللہ کا عذاب آنے والا ہو وہ آجائے۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دائیں بائیں جانب دیکھنا شروع کیا تو دیکھا کہ ہر شخص اپنا سر اپنی چادر میں لپیٹے رو رہا ہے، آخر ایک شخص نے سوال کرنا شروع کیا مسجد سے اور اس سے لوگ جھگڑتے تھے اور اسے اس کے باپ کے علاوہ کسی دوسرے سے منسوب کرتے تھے، اس نے کہا اے اللہ کے نبی! میرا باپ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا باپ حذافہ ہے، پھر حضرت عمرؓ نے ہمت کرتے ہوئے یہ کلمات کہے کہ: ''ہم اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہیں، اللہ سے پناہ مانگتے ہوئے تمام برے فتنوں سے''۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: میں نے کبھی نہ آج کی سی بھلائی دیکھی نہ آج کی سی برائی۔ میرے لیے

جنت اور دوزخ کی شکل بنائی گئی میں نے جنت اور دوزخ دونوں کو اس دیوار کے پیچھے دیکھا۔

۶۱۱۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ، كِلَاهُمَا، عَنْ هِشَامٍ، ح وَحَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ التَّيْمِيُّ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، قَالَا جَمِيعًا: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ، بِهَذِهِ الْقِصَّةِ

ان ذکر کردہ تمام اسانید کے ساتھ حضرت انس سے یہی سابقہ واقعہ نقل کیا ہے۔

۶۱۲۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَرَّادٍ الْأَشْعَرِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنْ أَشْيَاءَ كَرِهَهَا، فَلَمَّا أُكْثِرَ عَلَيْهِ غَضِبَ، ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ: سَلُونِي عَمَّ شِئْتُمْ فَقَالَ رَجُلٌ: مَنْ أَبِي؟ قَالَ: أَبُوكَ حُذَافَةُ فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ: مَنْ أَبِي؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: أَبُوكَ سَالِمٌ مَوْلَى شَيْبَةَ، فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ مَا فِي وَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَضَبِ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نَتُوبُ إِلَى اللَّهِ. وَفِي رِوَايَةِ أَبِي كُرَيْبٍ قَالَ: مَنْ أَبِي؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: أَبُوكَ سَالِمٌ مَوْلَى شَيْبَةَ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ سے کچھ ایسی باتیں دریافت کی گئیں جو آپ کو ناگوار گزریں، جب اس قسم کے سوالات کی کثرت ہونے لگی تو آپ ﷺ غصہ ہوگئے اور لوگوں سے (غصہ سے) فرمایا کہ: تم جو چاہتے ہو مجھ سے (ایک ہی مرتبہ) پوچھ لو، ایک شخص نے پوچھا کہ یارسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ فرمایا کہ تیرا باپ حذافہ ہے، ایک دوسرا شخص کھڑا ہوا اور کہا کہ یارسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: تمہارا باپ سالم مولیٰ شیبہ ہے۔ جب حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ انور پر غصہ کے اثرات دیکھے تو کہنے لگے کہ "یارسول اللہ! ہم اللہ سے توبہ کرتے ہیں"۔

بَابُ الرُّخْصَةِ فِيْ تَرْكِ رَأْيِهِ فِيْ أُمُوْرِ الدُّنْيَا مِمَّا لَا دَخْلَ لَهُ فِي الدِّيْنِ

دنیوی امور میں آنحضرت کی رائے کے ترک کرنے کی رخصت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

۶۱۲۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ، وَأَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ، وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ. وَهَذَا حَدِيثُ قُتَيْبَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: مَرَرْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَوْمٍ عَلَى رُءُوسِ النَّخْلِ، فَقَالَ: مَا يَصْنَعُ هَؤُلَاءِ؟ فَقَالُوا: يُلَقِّحُونَهُ، يَجْعَلُونَ الذَّكَرَ فِي الْأُنْثَى فَيَلْقَحُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا أَظُنُّ يُغْنِي ذَلِكَ شَيْئًا قَالَ فَأُخْبِرُوا بِذَلِكَ فَتَرَكُوهُ، فَأُخْبِرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ فَقَالَ: إِنْ كَانَ يَنْفَعُهُمْ ذَلِكَ فَلْيَصْنَعُوهُ، فَإِنِّي إِنَّمَا ظَنَنْتُ ظَنًّا، فَلَا تُؤَاخِذُونِي بِالظَّنِّ، وَلَكِنْ إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنِ اللّٰهِ شَيْئًا، فَخُذُوا بِهِ، فَإِنِّي لَنْ أَكْذِبَ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ کھجور کے درختوں کے قریب سے گزر رہا تھا کہ آپ ﷺ نے (لوگوں کو دیکھ کر) پوچھا کہ یہ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ تلقیح (پیوند کاری کر رہے ہیں کہ نر پودے کی قلم مادہ میں لگا کر پیوند کاری کر رہے ہیں جس سے درخت پیدا ہوتا ہے جو بہت پھل دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرا خیال نہیں کہ اس سے کوئی فائدہ ہو۔ لوگوں کو نبی ﷺ کے اس ارشاد کی اطلاع دی گئی تو انہوں نے پیوند کاری نر اور مادہ کی چھوڑ دی۔ رسول اللہ ﷺ کو لوگوں کے اس ترکِ تلقیح کی اطلاع دی گئی تو فرمایا کہ: اگر اس سے لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے تو وہ کرتے رہیں اس لیے کہ میں نے تو ایک خیال ظاہر کیا تھا، میرے خیال کو مت پکڑو، البتہ جب میں تمہیں اللہ جل شانہ کی کوئی بات بیان کروں تو اسے لازم پکڑلو اس لیے کہ میں اللہ عزوجل پر جھوٹ بولنے والا نہیں ہوں۔

تشریح:

"یأبرون النخل" تأبیر باب تفعیل سے ہے اصلاح کے معنی میں ہے۔ نیز یہ تلقیح اور پیوند کاری کے معنی میں بھی آتا ہے۔ اس کے دو طریقے ہوتے ہیں ایک طریقہ یہ ہے کہ نر کھجور کے درخت کے گابھے کو مادہ درخت کے گابھے میں جوڑ دیا جائے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ نر کھجور کے درخت کے پھول مادہ کے پھول پر جھاڑ دیا جائے تاکہ پھل کثرت سے آجائے۔

مدینہ منورہ کے لوگ یہ عمل مدینہ کے باغات میں کیا کرتے تھے کیونکہ کھجور کا درخت حضرت آدم علیہ السلام کے مٹی کے مابقیہ حصہ سے بنا ہے اس لیے اس میں وہی عادات ہیں جو انسان میں ہیں مذکر اور مؤنث میں ہیں جس باغ میں نر کھجور نہیں ہوتا وہاں پھل نہیں آتا پھر اس تأبیر کے عمل سے فصل میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور پھل بھی عمدہ آتا ہے۔

"لعلکم لو لم تفعلوا" آنحضرت ﷺ نے خیال فرمایا کہ یہ بھی جاہلیت کا طریقہ ہے اللہ تعالیٰ نے جیسا لکھا ہے ویسا ہی ہوگا۔ تو اس طریقۂ کار کی کیا ضرورت ہے؟ نیز اس میں تکلف اور محنت بھی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے نہ نفی فرمائی نہ منع کیا بلکہ اس

عمل کی ضرورت کو سلب کیا جواز تو پھر بھی باقی تھا۔ ادھر اللہ تعالیٰ کے ہاں تکوینی طور پر عالم اسباب میں اس عمل اور اس محنت کی بھی ضرورت تھی اس لیے اس عمل کے چھوڑنے سے پھل کم آگئے کیونکہ اسباب کا استعمال جائز ہے اس پر اتکال منع ہے۔

''انما انا بشر''یعنی میں ایک انسان ہوں اور جب کوئی حکم دین سے متعلق تمہیں دوں تو اس کو اختیار کرو کیونکہ وہ لامحالہ وحی سے ہوگا اور جب میں تمہیں کوئی حکم اپنے رائے اور ظن وگمان سے دیدوں تو ہوسکتا ہے کہ اس میں خطاء آجائے کیونکہ میں بشر ہوں تو صحیح اور خطاء دونوں کا احتمال بہر حال موجود ہے۔ بشرطیکہ وہ شرعی حکم نہ ہو بلکہ دنیا کا معاملہ ہو۔

''امرتکم بشیء من رای''ایک سلسلہ تشریعات اور شرعی امور کا ہے اس میں آنحضرت ﷺ سے غلطی کا امکان نہیں کیونکہ ﴿وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی﴾ آیت موجود ہے دوسرا سلسلہ دنیوی معاملات اور سلسلۂ اسباب کا ہے تو اس میں خطاء کا احتمال ہوسکتا ہے۔ کیونکہ جب تمام توجہات آخرت کی طرف ہوں تو دنیا کی پریشانیوں میں پڑنے کی کہاں فرصت تھی ادھر دنیوی مشقتیں حصول دنیا کے ساتھ لگی ہوئی تھیں جس کو دنیادار جانتے تھے اسی لیے آنحضرت ﷺ نے فرمایا''انتم اعلم بامور دنیاکم''یعنی یہ سبب اور مسبب کا جوڑ اور محنت ومشقت کے ترک کرنے پر نقصان کا ظہور تم دنیادار خوب جانتے ہو۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ حضور اکرم ﷺ اپنی امت کو اقتصادیات کے میدان اور معاملات میں شریعت کے قواعد سے آزاد کرنے کا اعلان فرمارہے ہیں جیسا کہ بعض ملحدین نے اس سے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ اگر حضور کا مقصد یہ ہوتا تو آپ نے معاملات اور خرید وفروخت کے ہزاروں مسائل کیوں بیان فرمائے ہیں؟ نیز زیر بحث حدیث میں آنحضرت نے خود اپنے ظن کا ذکر کیا ہے تو یہ وحی نہیں تھی۔ صرف خیال تھا آنحضرت نے خود فرمایا کہ یہ وحی نہیں تھی میرے رائے تھی۔

''تلقیح''یہ باب تفعیل سے ہے پیوند کاری کو کہتے ہیں وہ اس طرح کہ کھجور کے نر کے پھولوں کو مادہ کے پھولوں پر جھاڑ دیا جائے یا اس کے خوشوں میں جوڑ دیا جائے اس سے فصل اچھی ہوتی ہے''فنفضت''یہ ایک نسخہ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ پھل سوکھ کر جھڑ گئے''شیصا''یعنی گھٹلی اور چھلکا نکل آیا کھانے کی کوئی چیز نہیں تھی۔

۶۱۲۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الرُّومِيِّ الْيَمَامِيُّ، وَعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ، وَأَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَعْقِرِيُّ، قَالُوا: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ وَهُوَ ابْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو النَّجَاشِيِّ، حَدَّثَنِي رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ، قَالَ: قَدِمَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ، وَهُمْ يَأْبُرُونَ النَّخْلَ، يَقُولُونَ يُلَقِّحُونَ النَّخْلَ، فَقَالَ: مَا تَصْنَعُونَ؟ قَالُوا: كُنَّا نَصْنَعُهُ، قَالَ: لَعَلَّكُمْ لَوْ لَمْ تَفْعَلُوا كَانَ خَيْرًا فَتَرَكُوهُ، فَنَفَضَتْ أَوْ فَنَقَصَتْ،

قَالَ فَذَكَرُوا ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ: إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ دِينِكُمْ فَخُذُوا بِهِ، وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ رَأْيِي، فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ قَالَ عِكْرِمَةُ: أَوْ نَحْوَ هَذَا. قَالَ الْمَعْقِرِيُّ: فَنَفَضَتْ وَلَمْ يَشُكَّ

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے (ہجرت کے بعد) تو لوگ تأ بیر النخل (کھجور کی پیوندکاری) کیا کرتے تھے اور اسی کو تلقیح النخل کہتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تم کیا (کیوں) کرتے ہو؟ لوگوں نے کہا کہ ہم شروع سے تأ بیر کیا کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم ایسا نہ کرو تو شاید زیادہ بہتر ہو۔ چنانچہ لوگوں نے اسے ترک کر دیا۔ لیکن پیداوار میں کمی ہوگئی۔ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو فرمایا کہ: میں بھی ایک بندہ بشر ہوں، اگر میں تمہارے دین سے متعلق کوئی بات بتلاؤں تو اسے لازم پکڑلو اور اگر اپنی رائے سے کوئی بات کہوں تو یاد رکھو میں بھی ایک بشر ہی ہوں (جس کے رائے صحیح بھی ہوسکتی ہے اور غیر صحیح بھی)

۶۱۲۳ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَمْرٌو النَّاقِدُ، كِلَاهُمَا عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: أَبُو بَكْرٍ، حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، وَعَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِقَوْمٍ يُلَقِّحُونَ، فَقَالَ: لَوْ لَمْ تَفْعَلُوا لَصَلُحَ قَالَ: فَخَرَجَ شِيصًا، فَمَرَّ بِهِمْ فَقَالَ: مَا لِنَخْلِكُمْ؟ قَالُوا: قُلْتَ كَذَا وَكَذَا، قَالَ: أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأَمْرِ دُنْيَاكُمْ

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جو تلقیح کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم ایسا نہ کرو تو بہتر ہوگا۔ (لوگوں نے چھوڑ دیا) تو اس سال خراب کھجور آگئی، آپ کا (دوبارہ) ان لوگوں پر گزر ہوا تو پوچھا کہ تمہارے کھجور کے درختوں کو کیا ہوا؟ وہ کہنے لگے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا تھا (جس کی وجہ سے ہم نے اسے چھوڑ دیا اور نتیجہ ظاہر ہے) حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ "اپنی دنیا کے امور و معاملات تم ہی زیادہ بہتر جانتے ہو"۔

بَابُ فَضْلِ تَمَنِّي رُؤْيَتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آنحضرت کے دیدار کی تمنی کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۶۱۲۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا: وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ فِي يَدِهِ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أَحَدِكُمْ يَوْمٌ وَلَا يَرَانِي، ثُمَّ لَأَنْ يَرَانِي أَحَبُّ

إِلَيْهِ مَنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ مَعَهُمْ قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: الْمَعْنَى فِيهِ عِنْدِي، لَأَنْ يَرَانِي مَعَهُمْ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ، وَهُوَ عِنْدِي مُقَدَّمٌ وَمُؤَخَّرٌ

ہمام بن منبہ فرماتے ہیں کہ یہ (صحیفہ جوان کے پاس رہتا تھا) ان احادیث پر مشتمل ہے جو ہم سے ابوہریرہؓ نے آنحضرت ﷺ کی بیان کیں، پھران میں سے بعض احادیث ذکر کر کے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، تم میں سے کسی کے اوپر ضرور ایسا دور آئے گا کہ وہ مجھے دیکھ نہ سکے گا، پھر یہ کہ وہ ان کے ساتھ میرا دیدار کر لے یہ اس کے نزدیک اس کے اہل وعیال اور مال سب سے زیادہ محبوب ہوگا۔

تشریح:

''احب الیه من اهله ''یعنی تم لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آجائے گا کہ تم میں سے ہر شخص یہ تمنیٰ کرے گا کہ کاش میرا سارا مال اور اہل وعیال قربان ہوجائے مگر مجھے ایک لمحہ کے لیے آنحضرت کا دیدار اور زیارت نصیب ہوجائے مگر ایسا نہیں ہوسکے گا کیونکہ میری موت کے بعد زیارت ناممکن ہوگی اس حدیث سے آنحضرت ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کے شوق کو بڑھایا ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں مجھ سے خوب فائدہ اٹھاؤ پھر پچھتاؤ گے مگر یہ دولت ہاتھ نہیں آئے گی، جس طرح ایک شاعر ریاض کے علاقے میں اپنے دوستوں کے ساتھ ایک عالی شان باغ میں گھوم رہا تھا اور شام کو سفر پر قافلہ نکلنے والا تھا تو اس نے کہا

تَمَتَّعْ مِنْ شَمِيْمِ عَرَارِ نَجْدٍ ۔۔۔ فَمَا بَعْدَ الْعَشِيَّةِ مِنْ عَرَارِ

یعنی نجد کے اس باغ میں ''عرار'' نامی پھول سے خوب فائدہ اٹھاؤ کیونکہ مغرب کے بعد عرار پھول نہیں ملے گا بہرحال آنحضرت پر صحابہ کرام عاشق تھے لیکن ایک زمانہ میں ہونے کی وجہ سے کبھی کچھ سستی ہوجاتی ہے آنحضرت نے صحابہ کرام کو چست بنانے کا درس دیا ہے۔

''قال ابو اسحق ''ابواسحاق کا نام ابراہیم بن محمد ہے یہ امام مسلم کے خاص شاگرد تھے اور صحیح مسلم کے نقل کرنے والے ہیں، اوپر حدیث کے جملہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس میں تقدیم وتاخیر ہے اس لیے سمجھنے میں کچھ دشواری آتی ہے اصل عبارت اس طرح ہے''لان یرانی معهم احب الیه من اهله وماله ''علامہ نووی فرماتے ہیں کہ جس طرح ابواسحٰق نے کہا ہے اس کے قریب قریب قاضی عیاض نے اس عبارت کی توجیہ کی ہے وہ فرماتے ہیں،
''قال تقدیره لان یرانی معهم احب الیه من اهله وماله ثم لا یرانی ''یعنی مجھے اپنے پاس اور اپنے ساتھ دیکھنے کو اس

اپنے اہل وعیال اور مال سے زیادہ محبوب سمجھے گا لیکن پھر یہ موقع نہیں ملے گا قاضی عیاض کی یہ توجیہ ابو اسحٰق کی توجیہ سے زیادہ آسان ہے بہرحال ''ثم'' کا لفظ مقدم نہیں بلکہ مؤخر ہونا چاہیے اوراسی طرح معھم کا لفظ جو مؤخر ہے یہ مقدم ہونا چاہیے جس طرح قاضی عیاض کی عبارت میں ہے اور ''ثم'' استبعاد اور لکن کے معنی میں ہے جس طرح میں نے اوپر قاضی عیاض کے جملے کا ترجمہ کیا ہے۔

بَابُ فَضَائِلِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فضائل کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے آٹھ احادیث کو بیان کیا ہے

٦١٢٥۔ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِابْنِ مَرْيَمَ، الْأَنْبِيَاءُ أَوْلَادُ عَلَّاتٍ، وَلَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرمایا کہ: ''میں سب لوگوں سے زیادہ (عیسیٰ) بن مریم کے قریب ہوں، سب انبیاء علاتی (باپ شریک) بھائیوں کی مانند ہیں اور میرے اوران کے درمیان کوئی نبی نہیں''۔

تشریح:

''انا اولی الناس'' ای اخصھم بہ واقربھم الیہ یعنی انبیاء کرام میں سب سے زیادہ اقرب واخص میرے لیے حضرت عیسیٰؑ ہیں شارحین نے اس قرب کی چند وجوہات کا ذکر کیا ہے (۱) حضرت عیسیٰؑ نے آنحضرت کی آمد کی بشارت دیدی تھی (۲) آنحضرت اورحضرت عیسیٰ کے درمیان کوئی اور نبی نہیں رہا قرب عہد تھا آیندہ روایت میں ''فی الاولیٰ والاخرۃ'' کا جملہ ہے اس سے بھی آنحضرت اور حضرت عیسیٰ کے درمیان خصوصیت کی طرف اشارہ ہے (۳) تیسری خصوصیت یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ سے آنحضرت نے یہود کی تہمت زنا کو دفع کر دیا اور فرمایا کہ وہ باپ کے بغیر اللہ تعالیٰ کی قدرت سے پیدا ہوئے تھے۔(۴) چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ آنحضرت نے حضرت عیسیٰ سے نصاریٰ کا بے جا مبالغہ دفع کیا نصاریٰ نے کہا کہ وہ ابن اللہ تھے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا وہ عبداللہ تھے (۵) پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ قرب قیامت کے وقت آنحضرت ﷺ

کے امتی بن کر آسمان سے آئیں گے اور دجال سے لڑیں گے (۶) چھٹی خصوصیت یہ ہے کہ بعض روایات میں ہے کہ آخرت میں حضرت مریم حضور اکرم ﷺ کی زوجیت میں آئے گی "قالوا کیف؟ "صحابہ کرام نے اس قرب کی وجہ پوچھی ہے کہ قرب کیا ہے "اولاد علات "جن لوگوں کے ماں باپ ایک ہوں وہ اعیانی بھائی کہلاتے ہیں اور جن کی مائیں ایک ہوں باپ جدا ہوں وہ اخیافی بھائی کہلاتے ہیں اور جن کے باپ ایک ہوں مائیں الگ ہوں وہ علاتی بھائی کہلاتے ہیں علات سوکنوں کو کہتے ہیں اس کلام میں تشبیہ ہے اس سے مراد یہ ہے کہ دین اور توحید و ایمان کے حوالہ سے تمام انبیاء ایک اصل اور بنیاد پر متفق ہیں لیکن شریعتوں کے حوالے سے الگ الگ شریعتیں ہیں گویا باپ سب کا ایک ہے مائیں الگ الگ ہیں۔

۶۱۲۶۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِعِيسَى، الْأَنْبِيَاءُ أَبْنَاءُ عَلَّاتٍ، وَلَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَ عِيسَى نَبِيٌّ

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں لوگوں میں سب سے زیادہ عیسیٰ کے قریب ہوں سب انبیاء علاتی بھائیوں کی مانند ہیں اور میرے اور حضرت عیسیٰ کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔

۶۱۲۷۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا: وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، فِي الْأُولَى وَالْآخِرَةِ قَالُوا: كَيْفَ؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: الْأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ مِنْ عَلَّاتٍ، وَأُمَّهَاتُهُمْ شَتَّى، وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ، فَلَيْسَ بَيْنَنَا نَبِيٌّ

حضرت ہمام بن منبہ کی روایت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں سب لوگوں سے زیادہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نزدیک اور قریب ہوں، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیسے؟ فرمایا کہ تمام انبیاء باہم علاتی (باپ شریک) بھائیوں کی طرح ہیں اور ان کی مائیں الگ الگ ہیں اور ہمارے درمیان کوئی نبی نہیں ہے"۔

۶۱۲۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ مَوْلُودٍ يُولَدُ إِلَّا نَخَسَهُ الشَّيْطَانُ، فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ نَخْسَةِ الشَّيْطَانِ، إِلَّا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ ثُمَّ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ: (وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ

وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾ (آل عمران: ٣٦)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو نومولود بھی پیدا ہوتا ہے تو شیطان اس کو کونچیں مارتا ہے جس سے وہ چیختا ہے شیطان کے کونچی مارنے سے سوائے ابن مریم اور ان کی والدہ کے ''(کہ شیطان انہیں کونچیں نہ مار سکا)۔ پھر ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو (وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَ ذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ) یعنی مریم کی والدہ فرماتی ہیں کہ: میں اس بچہ کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے پناہ میں دیتی ہوں''۔

تشریح:

''نخسه الشيطان'' بچہ جب پیدا ہو جاتا ہے تو ابلیس اس کو کونچیں مارتا ہے ٹونگیں مارتا ہے کچوکے لگاتا ہے اسی کو آئندہ روایات میں مَسَّةِ الشيطان کے لفظ سے ذکر کیا گیا ہے مس الشيطان بھی ہے یمسه بھی ہے نزغة الشيطان کا لفظ بھی ہے سب کا معنی ایک ہے۔ ''صارخا'' یعنی وہ بچہ بے اختیار چیختا ہے شیطان نومولود بچے کے ساتھ یہ عمل اس لیے کرتا ہے تاکہ آئندہ اس بچے میں وسوسوں کے ڈالنے کا موقع پیدا کرلے حضرت عیسیٰ کے پاس بھی یہ آیا تھا اور کونچہ مارا تھا مگر وہ پردہ میں خطاء جا کر لگا کیونکہ حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم کے لیے ان کی والدہ نے شیطان کے کچوکے اور کونچہ مارنے سے پناہ مانگی تھی آنحضرت چونکہ دوسروں کے بچاؤ کا ذکر فرما رہے ہیں تو آپ خود اس کونچہ سے بطریق اولیٰ محفوظ رہے تھے۔

٦١٢٩ ـ وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، ح وحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، جَمِيعًا عَنِ الزُّهْرِيِّ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَقَالَا: يَمَسُّهُ حِينَ يُولَدُ، فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ مَسَّةِ الشَّيْطَانِ إِيَّاهُ وَفِي حَدِيثِ شُعَيْبٍ مِنْ مَسِّ الشَّيْطَانِ

حضرت زہری سے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت نقل کی گئی ہے اور اس روایت میں یہ ہے کہ جس وقت بچہ کی ولادت ہوتی ہے تو شیطان اس کو چھوتا ہے تو شیطان کے چھونے کی وجہ سے وہ بچہ چلا کر روتا ہے۔

٦١٣٠ ـ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، أَنَّ أَبَا يُونُسَ سُلَيْمًا، مَوْلَى أَبِي هُرَيْرَةَ، حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: كُلُّ بَنِي آدَمَ يَمَسُّهُ الشَّيْطَانُ يَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ، إِلَّا مَرْيَمَ وَابْنَهَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہر بنی آدم کو اس

کی پیدائش کے روز شیطان چھوتا ہے سوائے مریم علیہا السلام اور اس کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کے (کہ انہیں شیطان نے نہیں چھوا)''۔

٦١٣١۔ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صِيَاحُ الْمَوْلُودِ حِينَ يَقَعُ، نَزْغَةٌ مِنَ الشَّيْطَانِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''نو مولود بچہ کا پیدائش کے وقت چیخنا چلانا شیطان کا کونچ مارنے کی وجہ سے ہوتا ہے''۔

٦١٣٢۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا: وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَأَى عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَجُلًا يَسْرِقُ، فَقَالَ لَهُ عِيسَى: سَرَقْتَ؟ قَالَ: كَلَّا، وَالَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَقَالَ: عِيسَى آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَكَذَّبْتُ نَفْسِي

حضرت ہمام بن منبہ کی روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عیسیٰ بن مریم نے ایک بار ایک شخص کو چوری کرتے دیکھا تو اس سے فرمایا کہ: تو نے چوری کی ہے؟ اس نے کہا کہ ہرگز نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ: میں اللہ پر ایمان لایا اور میں نے اپنے آپ کو جھٹلایا''۔

بَابُ مِنْ فَضَائِلِ إِبْرَاهِيمَ الْخَلِيلِ عليه السلام

ابراہیم خلیل اللہ کے فضائل کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے آٹھ احادیث کو بیان کیا ہے

٦١٣٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، وَابْنُ فُضَيْلٍ، عَنِ الْمُخْتَارِ، ح وحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، أَخْبَرَنَا الْمُخْتَارُ بْنُ فُلْفُلٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ذَاكَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور (آپ

ﷺ کو مخاطب کر کے) کہنے لگا: اے خیر البریہ: (اے وہ ہستی کہ مخلوق میں سب سے بہتر ہے)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: وہ تو ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

تشریح:

"ذاک ابراهیم" یعنی بہترین خلائق اور صفحۂ ارض پر سب سے افضل اور بہتر تو ابراہیم علیہ السلام ہیں کسی اور کو یہ درجہ نہ دیا کرو

سوال: یہاں یہ سوال ہے کہ آنحضرت نے اپنے آپ کو "انا سید ولد آدم" فرمایا تو یہاں آپ نے حضرت ابراہیم کے لیے بہترین خلائق کا درجہ کیسے مختص فرمایا؟

جواب: اس سوال کا پہلا جواب یہ ہے کہ آنحضرت نے بطور تواضع ایسا فرمادیا ہے نیز حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ کے جد امجد ہیں تو ادب کے طور پر ایسا فرمایا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ کلام آنحضرت نے اس وقت کیا تھا جب کہ آپ کو وحی کے ذریعہ سے معلوم نہیں ہوا تھا کہ آپ سید ولد آدم ہیں جب معلوم ہوا تو آپ نے اس کا اعلان فرمایا۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ انبیاء کرام میں تفاضل کا مسئلہ نفس نبوت میں جائز نہیں ہے خصوصیات کے اعتبار سے جائز ہے یہاں آنحضرت نے نفس نبوت کے تفاضل کو منع فرمایا ہے۔ چوتھا جواب یہ ہے کہ ایسا تفاضل جائز نہیں ہے جس میں دوسرے نبی کی تنقیص کا پہلو نکلتا ہو اس سے آپ نے منع فرمایا ہے یعنی کوئی یہ کہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں اور حضرت موسیٰ افضل نہیں ہیں اس میں تنقیص ہے آئندہ حدیث میں اس کی تفصیل آجائے گی۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے ملفوظات میں فرمایا ہے کہ فرض کرلو اگر کسی جگہ میں سارے انبیاء موجود ہوں تو ان کے سامنے کوئی شخص یہ جرأت کرسکتا ہے کہ فلاں نبی فلاں سے افضل ہیں یہ تو ایک استاذ اپنے شاگردوں میں بھی کھل کر نہیں کہہ سکتا ہے تو انبیاء کے بارے میں کیسے کہے گا۔ اسی وجہ سے منع کیا ہے۔

بہرحال خصوصیات انبیاء کے اعتبار سے تفاضل کا قول جائز ہے ﴿تلک الرسل فضلنا بعضهم علی بعض﴾ قرآن کی آیت موجود ہے۔

۶۱۲۴ - وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، قَالَ: سَمِعْتُ مُخْتَارَ بْنَ فُلْفُلٍ، مَوْلَى عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا، يَقُولُ: قَالَ رَجُلٌ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِمِثْلِهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! پھر آگے مذکورہ بالا حدیث ہی کی مثل حدیث نقل فرمائی۔

۶۱۳۵۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْمُخْتَارِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث مبارکہ ہی کی مثل حدیث نقل فرمائی ہے۔

۶۱۳۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحِزَامِيَّ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اخْتَتَنَ إِبْرَاهِيمُ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِينَ سَنَةً بِالْقَدُومِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''ابراہیم علیہ السلام نے کلہاڑی کے پھل سے اسی (۸۰) برس کی عمر میں ختنہ فرمایا۔

۶۱۳۷۔ وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: نَحْنُ أَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ إِبْرَاهِيمَ، إِذْ قَالَ ﴿رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَى، قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي﴾ (البقرة: ۲۶۰) وَيَرْحَمُ اللَّهُ لُوطًا، لَقَدْ كَانَ يَأْوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ، وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ طُولَ لَبْثِ يُوسُفَ لَأَجَبْتُ الدَّاعِيَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہم ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ مستحق ہیں شک کرنے کے جب انہوں نے فرمایا کہ: اے میرے رب! مجھے دکھلا دیجئے کہ آپ مردوں کو زندہ کس طرح فرمائیں گے؟ اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ کیا تمہیں اس پر ایمان ویقین نہیں؟ فرمایا کہ کیوں نہیں، لیکن تا کہ میرا دل مطمئن ہو جائے''۔ اور اللہ تعالیٰ لوط علیہ السلام پر رحم فرمائے کہ وہ پناہ چاہتے تھے کسی مضبوط ستون کی۔ اور اگر میں اتنا عرصہ قید میں رہتا جتنا کہ یوسف علیہ السلام رہے تو میں فوراً بلانے والے کے ہمراہ چل دیتا''۔

تشریح:

''احق بالشک'' یعنی ہم ابراہیم کی اولاد ہیں احیاء موتیٰ میں ہم کو کوئی شک نہیں تو جد الانبیاء موحد اعظم کو کیسے شک ہو سکتا تھا اگر ان کو شک ہوتا تو ہم کو بطریق اولیٰ ہوتا جب ہم کو نہیں تو ان کو بھی شک نہیں تھا۔ ''ویرحم اللہ لوطا'' یعنی اللہ تعالیٰ حضرت لوط پر رحم فرمائے وہ بہت ہی ستائے گئے اور سخت تنگی کی حالت میں ہو گئے تھے جس میں انہوں نے فرمایا کہ کاش میرا قبیلہ ہوتا اور

میں کسی مضبوط قلعہ میں پناہ لے چکا ہوتا اور اس قوم سے خوب لڑائی کرتا تو ان کو اس پریشانی میں خیال نہیں آیا کہ سب سے مضبوط قلعہ تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے آنحضرت ﷺ نے حضرت لوط علیہ السلام پر اعتراض نہیں کیا ہے بلکہ ان کی پریشانی کے جملے کا عذر بیان کیا ہے "فی السجن" یعنی اتنے طویل عرصے تک اگر میں جیل میں ہوتا اور پھر رہائی کے لیے بادشاہ کا آدمی آتا تو میں فوراً ان کے ساتھ نکل جاتا لیکن حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی ذات کی صفائی کے لیے بڑی ہمت کی اور فوراً نہیں نکلے اس کلام میں بھی آنحضرت نے حضرت یوسف علیہ السلام کی ہمت کی تعریف کی ہے تو ان تینوں رسولوں پر آنحضرت نے کوئی اعتراض نہیں کیا ہے اور نہ برحق نبی کسی نبی پر اعتراض کرسکتا ہے۔

"اختتن" یہ ختنہ کرنے کے معنی میں ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ختنہ کرنے کا حکم جب آیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر اسی سال تھی تو آپ نے انسانی تاریخ میں سب سے پہلے ختنہ کی سنت کی بنیاد ڈالدی "بالقدوم" ترکھان کے کام کا ایک اوزار ہے جس کو تیشہ کہتے ہیں وہ مراد ہے۔ یہ صرف تخفیف کے ساتھ پڑھا جاتا ہے اور "قدوم" شام کے علاقہ میں ایک جگہ کا نام بھی ہے اس وقت قدوم پر سکون اور شد دونوں جائز ہوں گے یہ سابق حدیث کے الفاظ کی تشریح ہے۔

۶۱۳۸۔ وَحَدَّثَنَاهُ، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ، حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، وَأَبَا عُبَيْدٍ، أَخْبَرَاهُ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِمَعْنَى حَدِيثِ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث یونس عن الزہری ہی کی مثل روایت نقل فرماتے ہیں۔

۶۱۳۹۔ وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شَبَابَةُ، حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَغْفِرُ اللّٰهُ لِلُوطٍ إِنَّهُ أَوَى إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ لوط علیہ السلام کی مغفرت فرمائے، وہ ایک مضبوط قلعہ کی پناہ چاہتے تھے"۔

۶۱۴۰۔ وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَمْ

يَكْذِبْ إِبْرَاهِيمُ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ، قَطُّ إِلَّا ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ، ثِنْتَيْنِ فِي ذَاتِ اللّٰهِ، قَوْلُهُ: إِنِّي سَقِيمٌ وَقَوْلُهُ: بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا، وَوَاحِدَةٌ فِي شَأْنِ سَارَةَ، فَإِنَّهُ قَدِمَ أَرْضَ جَبَّارٍ وَمَعَهُ سَارَةُ، وَكَانَتْ أَحْسَنَ النَّاسِ، فَقَالَ لَهَا: إِنَّ هَذَا الْجَبَّارَ، إِنْ يَعْلَمْ أَنَّكِ امْرَأَتِي يَغْلِبْنِي عَلَيْكِ، فَإِنْ سَأَلَكِ فَأَخْبِرِيهِ أَنَّكِ أُخْتِي، فَإِنَّكِ أُخْتِي فِي الْإِسْلَامِ، فَإِنِّي لَا أَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ مُسْلِمًا غَيْرِي وَغَيْرَكِ، فَلَمَّا دَخَلَ أَرْضَهُ رَآهَا بَعْضُ أَهْلِ الْجَبَّارِ، أَتَاهُ فَقَالَ لَهُ: لَقَدْ قَدِمَ أَرْضَكَ امْرَأَةٌ لَا يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تَكُونَ إِلَّا لَكَ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَأُتِيَ بِهَا فَقَامَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى الصَّلَاةِ، فَلَمَّا دَخَلَتْ عَلَيْهِ لَمْ يَتَمَالَكْ أَنْ بَسَطَ يَدَهُ إِلَيْهَا فَقُبِضَتْ يَدُهُ قَبْضَةً شَدِيدَةً، فَقَالَ لَهَا: ادْعِي اللّٰهَ أَنْ يُطْلِقَ يَدِي وَلَا أَضُرُّكِ، فَفَعَلَتْ، فَعَادَ، فَقُبِضَتْ أَشَدَّ مِنَ الْقَبْضَةِ الْأُولَى، فَقَالَ لَهَا مِثْلَ ذَلِكَ، فَفَعَلَتْ، فَعَادَ، فَقُبِضَتْ أَشَدَّ مِنَ الْقَبْضَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ فَقَالَ: ادْعِي اللّٰهَ أَنْ يُطْلِقَ يَدِي، فَلَكِ اللّٰهَ أَنْ لَا أَضُرَّكِ، فَفَعَلَتْ، وَأُطْلِقَتْ يَدُهُ، وَدَعَا الَّذِي جَاءَ بِهَا فَقَالَ لَهُ: إِنَّكَ إِنَّمَا أَتَيْتَنِي بِشَيْطَانٍ، وَلَمْ تَأْتِنِي بِإِنْسَانٍ، فَأَخْرِجْهَا مِنْ أَرْضِي، وَأَعْطِهَا هَاجَرَ، قَالَ: فَأَقْبَلَتْ تَمْشِي، فَلَمَّا رَآهَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ انْصَرَفَ، فَقَالَ لَهَا: مَهْيَمْ؟ قَالَتْ: خَيْرًا، كَفَّ اللّٰهُ يَدَ الْفَاجِرِ، وَأَخْدَمَ خَادِمًا. قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَتِلْكَ أُمُّكُمْ يَا بَنِي مَاءِ السَّمَاءِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابراہیم علیہ السلام نے کبھی جھوٹ نہیں بولا سوائے تین جھوٹ کے۔ دو تو اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں تھے ایک بار فرمایا کہ: ''میں بیمار ہوں''۔ اور دوسری بار فرمایا۔ بلکہ یہ سب کچھ ان کے بڑے نے کیا ہے''۔ جب کہ ایک جھوٹ سارہ کے بارے میں تھا کہ جب وہ (اپنی زوجہ) حضرت سارہ جو بہت خوبصورت تھیں کے ہمراہ ظالم بادشاہ کے ملک میں آئے تو سارہ سے کہا کہ اس ظالم بادشاہ کو اگر معلوم ہو جائے کہ تم میری بیوی ہو تو زبردستی تمہیں مجھ سے چھین لے گا لہٰذا اگر وہ تم سے پوچھے تو اسے یہی بتلانا کہ میں اس کی بہن ہوں کیونکہ اسلامی رشتہ کی بناء پر تم میری بہن ہو، جب کہ میں اس سرزمین پر اپنے اور تمہارے علاوہ کسی کو مسلمان نہیں جانتا۔ چنانچہ جب اس ظالم بادشاہ کے ملک میں داخل ہوئے تو اس کے کارندے اس کے پاس آئے اور کہا کہ تیرے ملک میں ایک ایسی عورت آئی ہے کہ وہ تیرے سوا کسی کے لائق نہیں، اس نے حضرت سارہ کو بلا بھیجا، انہیں لایا گیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام تو نماز کے لیے کھڑے ہو گئے (تا کہ اللہ سے نماز کے ذریعہ مانگیں) حضرت سارہ اس ظالم بادشاہ کے پاس پہنچیں تو اس ظالم نے بلا جھجک اپنا ہاتھ ان کی طرف بڑھایا (دست درازی کی) تو فوراً اس کا ہاتھ بالکل سوکھ گیا، وہ بادشاہ حضرت سارہ سے کہنے لگا کہ اللہ سے دعا کرو کہ میرا

ہاتھ ٹھیک ہو جائے تو میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا، حضرت سارہ نے دعا کی (جس کی برکت سے ہاتھ صحیح ہوگیا) تو اس نے دوبارہ وہی بدتمیزی کی، اب کی مرتبہ پہلے سے زیادہ سخت طریقہ سے ہاتھ سوکھ گیا، اس نے حضرت سارہ سے پھر وہی بات کی، انہوں نے دعا کردی تو (ٹھیک ہونے کے بعد) سہ بارہ وہی دست درازی کی کوشش کی، اس بار پہلی دونوں مرتبہ سے زیادہ سخت طریقہ سے ہاتھ مفلوج ہوگیا، اب کہنے لگا کہ میرے لیے اللہ سے دعا کردو کہ ہاتھ ٹھیک ہو جائے تو اللہ کی قسم! اب میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا، انہوں نے دعا کردی تو ہاتھ ٹھیک ہوگیا، پھر اس نے آدمی کو بلایا جو حضرت سارہ کو لے کر آیا تھا اور اس سے کہا کہ تو تو میرے پاس شیطان لے کر آیا ہے کوئی انسان لے کر نہیں آیا۔ لہٰذا اس کو میرے ملک سے نکال دو اور ہاجرہ (جو اس کی ایک باندی تھی) اس کے حوالے کردو۔ چنانچہ حضرت سارہ ہاجرہ کے ہمراہ واپس چلیں، جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں دیکھا تو پوچھا کہ کیا گزری؟ فرمایا کہ خیر رہی، اللہ تعالیٰ نے اس فاجر وبدکار کا ہاتھ روک دیا اور ایک خادمہ بھی دلوادی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اے آسمان کے پانی کی اولاد! یہی وہ تمہاری ماں تھیں۔

تشریح:

"الا ثلاث کذبات" یعنی ابراہیم خلیل اللہ نے کبھی ظاہری طور پر جھوٹ نہیں بولا مگر تین مواقع میں بظاہر ایسا لگا کہ آپ نے جھوٹ بولا ہے۔

سوال: یہاں یہ سوال اٹھتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف جھوٹ کی نسبت کیسے کی؟ غلام احمد پرویزی وغیرہ منکرین حدیث نے انکار حدیث کے لیے اس واقعہ کو بہت مضبوط دلیل بنایا ہے کہ اگر حدیث قابل اعتماد چیز ہوتی تو اس میں اتنے جلیل القدر پیغمبر کی طرف جھوٹ کی نسبت نہ ہوتی معلوم ہوا حدیثوں کی بنیاد من گھڑت ہے صرف قرآن کافی ہے۔

جواب: اہل السنت والجماعت کے ہاں انبیاء کرام قبل النبوۃ اور بعد النبوۃ صغائر اور کبائر سے معصوم ہیں جمہور کا یہی مسلک ہے لہٰذا یہاں تین جھوٹ کی نسبت کا مطلب یہ ہے کہ ان تینوں مواقع میں لفظی طور پر اطلاق ہوا ہے جس کو فن بلاغت میں اہل لغت "طوریہ" اور "ایہام" کہتے ہیں یعنی ظاہری الفاظ کا مطلب کچھ اور ہوتا ہے اور معنوی اعتبار سے کچھ اور ہوتا ہے مثلاً ﴿انی سقیم﴾ کا ظاہر مطلب تو جسمانی بیماری ہے مگر اس سے اندرونی کوفت اور بوجھ بھی مراد لیا جا سکتا ہے کہ قوم کے مشرکانہ

عقیدہ سے میں غمگین اور رنجیدہ ہوں گویا اصل مطلب ”انی حزین“ ہے تو قوم نے ایک معنی سمجھ لیا اور حضرت ابراہیم نے دوسرا معنی مراد لیا اس ظاہر پر کذب کا اطلاق ہو سکتا ہے اگرچہ حقیقت میں کذب کا ارادہ نہیں کیا گیا علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ لفظ اپنے ظاہر پر بھی صادق آتا ہے کیونکہ کون انسان ہے جس میں جزوی طور پر کوئی بیماری نہ ہو بہر حال آنحضرت نے کذب کا اطلاق ظاہری الفاظ پر کیا ہے۔

”بل فعله كبيرهم“ اس میں بھی اطلاق ظاہری الفاظ پر ہے ورنہ حقیقت میں یہاں کذب نہیں ہے بلکہ ”کبیرھم“ سے اللہ تعالیٰ کی ذات کا ارادہ کیا گیا ہے کہ اصل میں یہ کام اس نے کیا ہے قوم نے بتوں کے بڑے بت کو کبیرھم کے لفظ سے سمجھ لیا تو اس ظاہر پر حدیث میں کذب کا اطلاق کیا گیا اگر اس پر غلام احمد پرویز اعتراض کر کے حدیث کا انکار کرتا ہے تو اس کو چاہیے کہ قرآن کا انکار کرے کیونکہ غلام احمد پرویز اس ظاہر کو طور یہ وایہام پر حمل کرنے کے بغیر قرآن کو بھی سچا نہیں کہہ سکتا ہے رہ گیا تیسرا اطلاق کہ بیوی کو بہن کہدیا تو اس میں بھی ایہام ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے زوجہ کو اسلامی اخوت کے حوالہ سے بہن کہدیا اس اعتبار سے تو سارے مسلمان بہن بھائی ہیں سننے والے نے بہن سے ظاہری خونی رشتہ کی بہن سمجھ لیا اور یہی مقصد حضرت ابراہیم کا تھا تو اس میں بھی ظاہر الفاظ پر کذب کا اطلاق کیا گیا ہے اس کو حقیقتِ کذب پر حمل نہیں کیا جا سکتا ہے۔

”مسلمنا غیری و غیرک“ سوال یہ ہے کہ اس وقت تو سطحِ زمین پر حضرت لوط علیہ السلام بھی مسلمان تھے تو دو میں یہاں حصر کس طرح کیا گیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ”الارض“ سے وہ زمین مراد ہے جہاں حضرت ابراہیم اور سارا موجود تھے اس وقت حضرت لوط علیہ السلام ساتھ نہیں تھے ساری دنیا کی زمین پر مسلمان کی نفی مراد نہیں ہے ”فلک الله“ یہاں لفظ اللہ منصوب ہے ”اَیْ اُشْهِدُ اللّٰهَ اَنَّ لَکِ الْاَمَانُ“

”مهیم“ تعجب حیز خبر کے لیے یہ لفظ بولا جاتا ہے یعنی بتاؤ کیا خبر ہے ”یا بنی ماء السماء“ عرب لوگوں کا نسب حسب چونکہ صاف وشفاف ہوتا ہے اس لیے اس کی تشبیہ آسمان کے پانی کے ساتھ دی جاتی ہے یا ممکن ہے کہ عرب کے بڑے دادا کا نام ماء السماء تھا۔ ”هاجر“ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ کا نام ہے کہا جاتا ہے کہ حضرت ہاجرہ کا والد مصر کے قبطی قوم کا بادشاہ تھا اور حضرت ہاجرہ کا اصلی شہر کا نام ”حفن“ تھا جو صعید مصر میں واقع تھا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کے سامنے عرب کی اسی تاریخ کی طرف اشارہ کیا ہے

بَابُ مِنْ فَضَائِلِ مُوسَى عليه السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فضائل کا بیان

اس باب میں امام مسلمؒ نے پندرہ احادیث کو بیان کیا ہے

٦١٤١ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا، وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ يَغْتَسِلُونَ عُرَاةً، يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى سَوْأَةِ بَعْضٍ، وَكَانَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ يَغْتَسِلُ وَحْدَهُ، فَقَالُوا: وَاللّٰهِ مَا يَمْنَعُ مُوسَى أَنْ يَغْتَسِلَ مَعَنَا إِلَّا أَنَّهُ آدَرُ، قَالَ: فَذَهَبَ مَرَّةً يَغْتَسِلُ، فَوَضَعَ ثَوْبَهُ عَلَى حَجَرٍ، فَفَرَّ الْحَجَرُ بِثَوْبِهِ، قَالَ فَجَمَحَ مُوسَى بِإِثْرِهِ يَقُولُ: ثَوْبِي، حَجَرُ ثَوْبِي، حَجَرُ حَتَّى نَظَرَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ إِلَى سَوْأَةِ مُوسَى فَقَالُوا: وَاللّٰهِ مَا بِمُوسَى مِنْ بَأْسٍ، فَقَامَ الْحَجَرُ بَعْدُ، حَتَّى نُظِرَ إِلَيْهِ، قَالَ فَأَخَذَ ثَوْبَهُ فَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا. قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَاللّٰهِ إِنَّهُ بِالْحَجَرِ نَدَبٌ سِتَّةٌ أَوْ سَبْعَةٌ، ضَرْبُ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالْحَجَرِ

ہمام بن منبہ کی روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل کی عادت تھی کہ وہ (کنوئیں یا گھاٹ پر) ننگے اور برہنہ نہاتے تھے اور ایک دوسرے کی شرمگاہ دیکھا کرتے تھے، جب کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام (حیاء اور حکم الٰہی کی وجہ سے) تنہائی میں غسل فرماتے تھے، لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اللہ کی قسم! موسیٰ ہمارے ساتھ صرف اس لیے غسل نہیں کرتے کیونکہ وہ فتق (خصیے پھول جانے) کی بیماری میں مبتلا ہیں (حالانکہ یہ غلط بات تھی، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ایسی تہمت یا عیب سے بھی محفوظ فرمانے کے لیے یہ سبیل کی کہ) ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تنہائی میں غسل فرما رہے تھے، انہوں نے اپنے کپڑے ایک پتھر پر رکھ دیئے۔ (نہا کر فارغ ہوئے اور کپڑے لینے کے لیے پتھر کی طرف بڑھے) تو پتھر ان کے کپڑے لے کر بھاگنے لگا، موسیٰ علیہ السلام اس کے پیچھے دوڑے کہتے ہوئے کہ او پتھر! میرے کپڑے، او پتھر میرے کپڑے! یہاں تک کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شرمگاہ دیکھ لی اور کہنے لگے کہ اللہ کی قسم! موسیٰ کو تو ایسی کوئی تکلیف نہیں، بس اس وقت پتھر رک گیا۔ جب بنی اسرائیل نے ان کو خوب دیکھ لیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کپڑے لیے اور پتھر کو مارنا شروع کر دیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! اس پتھر پر حضرت موسیٰ کی مار کے

اب تک چھ یا سات نشان ہیں۔

تشریح:

''عراۃ'' عار کی جمع ہے برہنہ ہو کر غسل کرنے کو کہتے ہیں''سوءۃ بعض ''یعنی ایک دوسرے کے پوشیدہ اعضاء کو دیکھ کر نظارہ کرتے تھے حضرت موسیٰ ان کے ساتھ شریک نہیں ہوتے تھے''آدر'' یہ اس شخص کو کہتے ہیں جن کی خصیتین میں بیماری ہو جس سے خصیتین پھول جاتی ہیں''فجمع ''تیز دوڑنے کو کہتے ہیں ''ثوبی حجر'' ای اعطنی ثوبی یا حجر اے پتھر میرے کپڑے دیدو کپڑے دیدو حضرت موسیٰ ننگے دوڑ رہے تھے ہاتھ میں عصا تھی پتھر جا کر بنی اسرائیل کی مجلس میں رک گیا حضرت موسیٰ نے غصہ سے اس پر لاٹھی چارج کیا چھ سات ضربیں لگا کر نشان پڑ گئے بنی اسرائیل نے آپ کو دیکھا تو کہا موسیٰ پر تو کوئی بیماری نہیں، اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو ہر جسمانی عیب سے پاک رکھا ہے تاکہ نبی کی تحقیر نہ ہو حضرت موسیٰ سے اسی عیب کو دور کرنا منظور تھا۔''ندبا'' تازہ تازہ زخم اور نشان کو کہتے ہیں۔

٦١٤٢۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: أَنْبَأَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ رَجُلًا حَيِيًّا، قَالَ فَكَانَ لَا يُرَى مُتَجَرِّدًا، قَالَ فَقَالَ: بَنُو إِسْرَائِيلَ: إِنَّهُ آدَرُ، قَالَ: فَاغْتَسَلَ عِنْدَ مُوَيْهٍ، فَوَضَعَ ثَوْبَهُ عَلَى حَجَرٍ، فَانْطَلَقَ الْحَجَرُ يَسْعَى، وَاتَّبَعَهُ بِعَصَاهُ يَضْرِبُهُ: ثَوْبِي، حَجَرُ ثَوْبِي، حَجَرُ حَتَّى وَقَفَ عَلَى مَلَإٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَنَزَلَتْ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى فَبَرَّأَهُ اللهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللهِ وَجِيهًا) (الأحزاب:٦٩)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت شرم وحیا والے آدمی تھے انہیں کسی نے بھی برہنہ کبھی نہیں دیکھا تھا،، بنو اسرائیل (اپنی عادت کی وجہ سے) یہ کہنے لگے کہ موسیٰ علیہ السلام تو فتق کی (یعنی خصیے پھول جانے کی) بیماری میں مبتلا ہیں۔ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کسی پانی کی گھاٹ پر غسل کیا اور اپنے کپڑے اتار کر ایک پتھر پر رکھ دیئے۔ پتھر ان کے کپڑوں سمیت دوڑنے لگا، موسیٰ اس کے پیچھے دوڑے اپنے عصا سے اسے مارتے اور کہتے او پتھر میرے کپڑے او پتھر! میرے کپڑے۔ یہاں تک کہ وہ پتھر بنی اسرائیل کی ایک جماعت کے پاس جا کر ٹھہرا (اور لوگوں نے دیکھ لیا کہ حضرت موسیٰ اس بیماری سے محفوظ تھے) اور اس وقت (جب حضور نے یہ واقعہ بیان فرمایا) یہ آیت نازل ہوئی''اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح مت ہو جاؤ۔ جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایذاء پہنچائی، پھر اللہ نے ان کو پاک کر دکھایا اس بات سے جو وہ لوگ کہتے تھے اور وہ اللہ کے نزدیک وجاہت والے تھے''۔

۶۱۴۳۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ: عَبْدٌ أَخْبَرَنَا وقَالَ: ابْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَلَمَّا جَاءَهُ صَكَّهُ فَفَقَأَ عَيْنَهُ، فَرَجَعَ إِلَى رَبِّهِ فَقَالَ: أَرْسَلْتَنِي إِلَى عَبْدٍ لَا يُرِيدُ الْمَوْتَ، قَالَ فَرَدَّ اللَّهُ إِلَيْهِ عَيْنَهُ وَقَالَ: ارْجِعْ إِلَيْهِ، فَقُلْ لَهُ: يَضَعُ يَدَهُ عَلَى مَتْنِ ثَوْرٍ، فَلَهُ، بِمَا غَطَّتْ يَدُهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ، سَنَةٌ، قَالَ: أَيْ رَبِّ ثُمَّ مَهْ؟ قَالَ: ثُمَّ الْمَوْتُ، قَالَ: فَالْآنَ، فَسَأَلَ اللهَ أَنْ يُدْنِيَهُ مِنَ الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْيَةً بِحَجَرٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: فَلَوْ كُنْتُ ثَمَّ، لَأَرَيْتُكُمْ قَبْرَهُ إِلَى جَانِبِ الطَّرِيقِ، تَحْتَ الْكَثِيبِ الْأَحْمَرِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ موت کا فرشتہ (حضرت عزرائیل علیہ السلام) موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے، جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو انہوں نے زوردار طمانچہ انہیں مارا اور آنکھ پھوڑ دی، ملک الموت اللہ تعالیٰ کے پاس لوٹے اور فرمایا کہ آپ نے مجھے اپنے ایسے بندے کی طرف بھیجا جو مرنا نہیں چاہتا، اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھ لوٹا دی اور فرمایا کہ واپس اسی بندے کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ اپنا ہاتھ بیل کی پیٹھ پر رکھیں، جتنے بھی بال اس کے ہاتھ کے نیچے آئیں گے ہر بال کے عوض عمر کا ایک سال ملے گا (گویا جتنے بال ہاتھ کے نیچے ہوں گے اتنے سال عمر ہوگی) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب یہ پیغام سنا تو) فرمایا کہ اے میرے رب پھر کیا ہوگا؟ فرمایا کہ اس کے بعد بھی موت ہوگی، فرمایا کہ (جب اس کے بعد بھی مرنا ہے) تو پھر ابھی ہی سہی۔ اور اللہ سے دعا فرمائی کہ انہیں ارضِ مقدسہ (بیت المقدس) کے اتنا نزدیک کردے جتنا ایک پتھر پھینکنے کا فاصلہ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر میں وہاں ہوتا تو میں تمہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر دکھاتا"۔ راستہ کی ایک جانب سرخ دھاری دار مٹی کے تودہ کے نیچے"۔

۶۱۴۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا، وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: جَاءَ مَلَكُ الْمَوْتِ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ. فَقَالَ لَهُ: أَجِبْ رَبَّكَ قَالَ فَلَطَمَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَيْنَ مَلَكِ الْمَوْتِ فَفَقَأَهَا، قَالَ فَرَجَعَ الْمَلَكُ إِلَى اللهِ تَعَالَى فَقَالَ: إِنَّكَ أَرْسَلْتَنِي إِلَى عَبْدٍ لَكَ لَا يُرِيدُ الْمَوْتَ، وَقَدْ فَقَأَ عَيْنِي، قَالَ فَرَدَّ اللَّهُ إِلَيْهِ عَيْنَهُ وَقَالَ: ارْجِعْ إِلَى عَبْدِي فَقُلْ: الْحَيَاةَ تُرِيدُ؟ فَإِنْ كُنْتَ تُرِيدُ الْحَيَاةَ فَضَعْ يَدَكَ عَلَى مَتْنِ ثَوْرٍ، فَمَا تَوَارَتْ يَدُكَ مِنْ شَعْرَةٍ، فَإِنَّكَ تَعِيشُ بِهَا سَنَةً، قَالَ: ثُمَّ مَهْ؟ قَالَ: ثُمَّ تَمُوتُ، قَالَ: فَالْآنَ مِنْ قَرِيبٍ، رَبِّ أَمِتْنِي مِنَ الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ، رَمْيَةً بِحَجَرٍ، قَالَ

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: وَاللّٰهِ لَوْ أَنِّي عِنْدَهُ لَأَرَيْتُكُمْ قَبْرَهُ إِلَى جَانِبِ الطَّرِيقِ، عِنْدَ الْكَثِيبِ الْأَحْمَرِ

روایتِ ہمام بن منبہ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ملک الموت، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ اپنے رب کی دعوت کو قبول کیجئے (یعنی موت کے لیے تیار ہوجایئے) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کی آنکھ پر طمانچہ مارا اور آنکھ پھوڑ دی۔ ملک الموت، اللہ تعالیٰ کے پاس واپس پہنچے اور کہا کہ آپ نے مجھے ایک ایسے بندے کے پاس بھیج دیا جو مرنا ہی نہیں چاہتا اور اس نے میری آنکھ پھوڑ دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھ لوٹا دی اور فرمایا کہ میرے بندے کے پاس واپس جاؤ اور کہو کہ کیا جینا چاہتے ہیں، اگر آپ جینا چاہتے ہیں تو ایک بیل کی پشت پر اپنا ہاتھ رکھیئے، آپ کا ہاتھ جتنے بالوں کو چھپالے اتنی ہی سال آپ مزید زندہ رہیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے (یہ ساری بات سنی اور) فرمایا کہ پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟ فرمایا کہ اس کے بعد پھر موت ہوگی۔ فرمایا کہ پھر تو ابھی مرنا بہتر ہے، اے میرے رب! مجھے ارضِ مقدسہ سے ایک پتھر پھینکنے کے فاصلہ کے بقدر قریب کردے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میں وہاں ہوتا تو موسیٰ علیہ السلام کی قبر تمہیں ضرور دکھاتا کہ راستہ کی ایک جانب سرخ ریت کے پاس ہے۔

تشریح:

''فلطم موسیٰ'' ''تھپڑ مارنے کو کہتے ہیں ایک حدیث میں ''فصکه'' کا لفظ ہے مکہ مارنے کو کہتے ہیں ''ففقاها'' یعنی فرشتہ کی آنکھ پھوڑ دی کیونکہ زور سے مکا مار دیا ''ثم مه'' یعنی میرے ہاتھ کے نیچے جو بال آگئے اس کی تعداد کے برابر مجھے جو سال مل گئے جب وہ ختم ہوگئے پھر کیا ہوگا؟ ''الکثیب الاحمر'' راستے میں سرخ ٹیلہ کے پاس ان کی قبر ہے یاد رہے فرشتہ جب انسان کی شکل اختیار کرتا ہے تو اس پر انسانوں کی طرح اثر ہوجاتا ہے آنکھ پھوڑنے کا اثر اسی قسم سے ہے۔

٦١٤٥ ـ قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، بِمِثْلِ هَذَا الْحَدِيثِ

اس سند کے ساتھ بھی سابقہ حدیث ہی کی مثل حدیث نقل کی گئی ہے۔

٦١٦٦ ـ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ الْهَاشِمِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: بَيْنَمَا يَهُودِيٌّ يَعْرِضُ سِلْعَةً لَهُ أُعْطِيَ بِهَا شَيْئًا، كَرِهَهُ أَوْ لَمْ يَرْضَهُ شَكَّ عَبْدُ الْعَزِيزِ قَالَ: لَا، وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى الْبَشَرِ قَالَ: فَسَمِعَهُ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَلَطَمَ وَجْهَهُ، قَالَ: تَقُولُ: وَالَّذِي

اصْطَفَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى الْبَشَرِ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا؟ قَالَ فَذَهَبَ الْيَهُودِيُّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا أَبَا الْقَاسِمِ إِنَّ لِي ذِمَّةً وَعَهْدًا، وَقَالَ: فُلَانٌ لَطَمَ وَجْهِي، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِمَ لَطَمْتَ وَجْهَهُ؟ قَالَ: قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى الْبَشَرِ وَأَنْتَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا، قَالَ: فَغَضِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى عُرِفَ الْغَضَبُ فِي وَجْهِهِ، ثُمَّ قَالَ: لَا تُفَضِّلُوا بَيْنَ أَنْبِيَاءِ اللّٰهِ، فَإِنَّهُ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَيَصْعَقُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ، قَالَ: ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ أُخْرَى، فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ بُعِثَ، أَوْ فِي أَوَّلِ مَنْ بُعِثَ، فَإِذَا مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ آخِذٌ بِالْعَرْشِ، فَلَا أَدْرِي أَحُوسِبَ بِصَعْقَتِهِ يَوْمَ الطُّورِ، أَوْ بُعِثَ قَبْلِي، وَلَا أَقُولُ: إِنَّ أَحَدًا أَفْضَلُ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى عَلَيْهِ السَّلَامُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی اپنا سامان پیش کر رہا تھا (فروخت کے لیے) اس کو (بطور قیمت) جو کچھ دیا گیا تو اسے ناگوار گزرا یا اس پر وہ راضی نہ ہوا، اور کہنے لگا نہیں، اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو انسانوں پر منتخب فرمایا۔ یہ نہیں۔ ایک انصاری نے اس کی یہ بات سنی تو اس کے چہرے پر ایک تھپڑ مار دیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان موجود ہیں اور تو کہتا ہے کہ: اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو انسانوں پر منتخب فرمایا۔ وہ یہودی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ! میں ذمی اور معاہد ہوں (یعنی وہ کافر جو دار الاسلام کا باشندہ ہو اور اس کے قانون کا تابع ہو) اور فلاں نے مجھے تھپڑ مارا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس انصاری سے دریافت کیا کہ تو نے اسے تھپڑ کیوں مارا ہے؟ اس نے کہا کہ یا رسول اللہ! اس نے قسم کھائی کہ اس ذات کی قسم جس نے تمام مخلوق پر موسیٰ علیہ السلام کو منتخب فرمایا جب کہ آپ ہمارے درمیان موجود ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ مبارک پر غصہ کے آثار پہچانے جانے لگے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ کے پیغمبروں کے درمیان (بلا وجہ) ایک کو دوسرے پر فضیلت مت دو''۔ اس لیے کہ قیامت کی روز جب صور پھونکا جائے گا تو آسمانوں اور زمین میں جتنے لوگ ہیں سب پر غشی طاری ہو جائے گی سوائے اس کے جسے اللہ چاہے۔ پھر دوبارہ صور میں پھونکا جائے گا تو سب سے پہلے میں ہی اٹھایا جاؤں گا تو میں دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کو تھامے ہوئے ہیں، مجھے معلوم نہیں کہ کیا یہ طور پر تجلی کے وقت کی بے ہوشی کا بدلہ ہوگا یا یہ کہ وہ مجھ سے پہلے ہی اٹھائے گئے ہوں گے۔ اور میں یوں بھی نہیں کہتا کہ کوئی پیغمبر یونس بن متیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں''۔

تشریح:

"لا تفضلوا بين انبياء الله" یعنی تم لوگ انبیاء کرام میں تفاضل کی باتیں نہ کرو کیونکہ جب تم کہو گے کہ محمد ﷺ افضل ہیں اور حضرت موسیٰ افضل نہیں ہیں تو اس میں ان کی تنقیص کا خطرہ ہے اس طرح بے ادبی سے بچو یا اس طرح تفصیل کی بات نہ کرو جس سے جھگڑا اور فساد برپا ہوتا ہو فضائل انبیاء کا مسئلہ اس باب کی ابتدا میں تفصیل کے ساتھ میں نے لکھ دیا ہے اور اس کلام کی توجیہ میں کئی توجیہات کو لکھا ہے وہاں دیکھ لیا جائے۔ وہاں حضرت تھانوی کا ملفوظ بھی ہے کہ اگر تمام انبیاء ایک ساتھ جمع ہوں تو کوئی شخص کسی نبی کو اعلان کے ساتھ یہ نہیں کہہ سکتا کہ آپ ان سب سے بہتر ہو، اگرچہ امت کا اس پر اجماع ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ سید الاولین والاخرین اور سید ولد آدم ہیں یہ مطلق فضیلت ہے ایک ایک نبی کے ساتھ تقابل میں تنقیص کا خطرہ ہے اس لیے منع کر دیا چنانچہ حضرت یونس علیہ السلام کا نام بالخصوص آنحضرت نے لیا ہے کیونکہ حضرت یونس اللہ تعالیٰ کے عتاب کے نیچے آگئے تھے تو کسی کے ذہن میں ان کی تنقیص آسکتی تھی اس لیے منع کر دیا ورنہ مجملاً تو ہمارا صاف عقیدہ ہے کہ ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ وَالْفَرِيْقَيْنِ مِنْ عَرَبٍ وَّعَجَمٍ

"الصعقة" بے ہوشی کو کہتے ہیں۔

٦١٤٧۔ وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ سَوَاءً

اس سند کے ساتھ بھی سابقہ حدیث ہی کی طرح روایت مروی ہے۔

٦١٤٨۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ النَّضْرِ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: اسْتَبَّ رَجُلَانِ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ وَرَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ: الْمُسْلِمُ وَالَّذِي اصْطَفَى مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْعَالَمِينَ وَقَالَ الْيَهُودِيُّ: وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى الْعَالَمِينَ قَالَ فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهُ عِنْدَ ذَلِكَ، فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُودِيِّ، فَذَهَبَ الْيَهُودِيُّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ مِنْ أَمْرِهِ وَأَمْرِ الْمُسْلِمِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُخَيِّرُونِي عَلَى مُوسَى، فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيقُ، فَإِذَا مُوسَى بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ، فَلَا أَدْرِي

أَكَانَ، فِيمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِي أَمْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللَّهُ

حضرت ابوسلمہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن الاعرج سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ایک یہودی اور ایک مسلمان آدمی کے درمیان گالم گلوچ ہوا، مسلمان نے کہا: اس ذات کی قسم! جس نے محمد ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے منتخب فرمایا۔ یہودی نے کہا کہ: اس ذات کی قسم! جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام جہانوں کے لیے چن لیا۔ اس پر مسلمان نے ہاتھ اٹھایا اور یہودی کے چہرے پر تھپڑ مارا۔ وہ یہودی، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا اور مسلمان کا معاملہ آپ ﷺ کو بتلایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے موسیٰ علیہ السلام پر فوقیت مت دو، بلاشبہ لوگوں پر موت کی بے ہوشی طاری ہوگی تو سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا تو دیکھوں گا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش کی ایک طرف کو پکڑے کھڑے ہوں گے''۔ میں نہیں جانتا کہ وہ بے ہوش ہونے والوں میں سے تھے پھر مجھ سے پہلے انہیں افاقہ ہوگیا یا ان لوگوں میں شامل تھے جنہیں اللہ نے بے ہوشی سے مستثنیٰ فرمادیا۔

۶۱۴۹۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ، قَالَا: أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: اسْتَبَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَرَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ بِمِثْلِ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے ارشاد فرماتے ہیں کہ مسلمانوں میں ایک آدمی اور یہودیوں میں سے ایک آدمی کے مابین جھگڑا ہوا۔ پھر آگے سابقہ حدیث ابراہیم بن سعد عن ابن شہاب ہی کی مثل حدیث بیان فرمائی۔

۶۱۵۰۔ وَحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: جَاءَ يَهُودِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَدْ لُطِمَ وَجْهُهُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: فَلَا أَدْرِي أَكَانَ مِمَّنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِي، أَوِ اكْتَفَى بِصَعْقَةِ الطُّورِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے کہ ایک یہودی آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جس کے چہرے پر تھپڑ مارا گیا تھا اور پھر مذکورہ بالا روایت کی طرح حدیث ذکر فرمائی البتہ اس روایت میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نہیں جانتا کہ وہ ان میں سے تھے کہ جن کے ہوش اڑ گئے تھے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آگئے یا طور (پہاڑ) کی بے ہوشی کی وجہ سے ان پر اکتفاء کرلیا گیا۔

۶۱۵۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي،

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُخَيِّرُوا بَيْنَ الْأَنْبِيَاءِ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ، عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، حَدَّثَنِي أَبِي

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم مجھ کو انبیاء کرام علیہم السلام کے درمیان فضیلت نہ دو۔

٦١٥٢۔ حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ، وَشَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، وَسُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَتَيْتُ وَفِي رِوَايَةِ هَدَّابٍ: مَرَرْتُ عَلَى مُوسَى لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عِنْدَ الْكَثِيبِ الْأَحْمَرِ، وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''میں معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر پر آیا وہاں سے گزرا سرخ ریتلے ٹیلہ کے پاس تو دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں''۔

٦١٥٣۔ وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، أَخْبَرَنَا عِيسَى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ، ح وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، كِلَاهُمَا عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَنَسٍ، ح وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، سَمِعْتُ أَنَسًا، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَرَرْتُ عَلَى مُوسَى وَهُوَ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ وَزَادَ فِي حَدِيثِ عِيسَى مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي

حضرت انس رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا اس حال میں کہ حضرت موسیٰ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے اور حضرت عیسیٰ کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ (آپ ﷺ نے فرمایا) کہ معراج کی رات میں گزرا۔

تشریح:

''وھو یصلی فی قبرہ ''یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے یہ حدیث صحیح مسلم میں ہے جس سے حیات انبیاء کی طرف اشارہ ملتا ہے سنن کی کتابوں میں اس کی تصریح ہے چنانچہ سنن ابوداؤد کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

''رد اللہ علی روحی ''اہل سنت والجماعت کا یہ مسلمہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنی قبر میں حیات ہیں اور موت کے تحقق کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو حیات جاودانی عطا فرمائی ہے مسئلہ یہی ہے کہ حیاۃ الانبیاء میں کسی کا کوئی قابل ذکر اختلاف نہیں

ہے۔لیکن حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی حیاۃ مستمرہ اور دائمی نہیں ہے بلکہ بعض اوقات سلام کے جواب کے لیے جسد اطہر میں روح لوٹائی جاتی ہے تب آپ جواب دیتے ہیں اس سوال کا علماء کرام اور شارحین حدیث نے کئی جوابات دیئے ہیں۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے تقریباً پندرہ جوابات دیئے ہیں مگر اصل دو یا تین جوابات ایسے ہیں جو کافی ہیں اور دل کو لگتے بھی ہیں۔

(۱)　روحی کا جو لفظ ہے اس سے مراد نطق ہے یعنی رد الله علی نطقی (کذا قال ابن حجر رحمه الله فی فتح الباری)

(۲)　الا رد الله علی روحی کا جو جملہ ہے یہ درحقیقت حال واقع ہے اور قاعدہ کے مطابق یہاں قد محذوف ہے اصل عبارت اس طرح ہے ''الا وقد رد الله علی روحی'' یعنی جو بھی سلام پیش کرتا ہے تو حالت یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ میری روح کو لوٹا چکا ہوتا ہے۔(کذا قال البیهقی وابن حجر والسیوطی)

تیسرا جواب یہ ہے کہ آپ کی روح مبارک ہر وقت تجلیات الہیہ کے مشاہدہ میں ملاً اعلیٰ میں مشغول رہتی ہے اور آنحضرت ﷺ مکمل طور پر اسی طرف متوجہ ہوتے ہیں لیکن جب قبر کے پاس کوئی سلام پیش کرتا ہے تو جواب کے لیے روح لوٹا دی جاتی ہے تب آپ جواب دیتے ہیں اس جواب پر یہ اشکال ہے کہ حضور اکرم ﷺ پر ہر وقت اطراف عالم سے سلام پیش کیا جاتا ہے پھر انفصال روح کا کیا تصور ہوسکتا ہے؟۔

بہرحال یہ عالم برزخ کا مسئلہ ہے بہتر یہی ہے کہ کھود کرید کے بغیر اسے تسلیم کیا جائے کہ حضور ﷺ سلام کا جواب دیتے ہیں قریب والوں کو سن کر دیتے ہیں اور بعید والوں کا سلام فرشتے آپ تک پہنچاتے ہیں اور آپ جواب دیتے ہیں جیسا کہ آئندہ حدیث میں آرہا ہے۔

حیات النبی ﷺ کا مسئلہ

اس مسئلہ کو لکھتے وقت میرا ہاتھ کانپنے لگا ہے اور میرے دل پر ایک ہیبت طاری ہوگئی ہے کیونکہ یہ نہایت نازک مسئلہ ہے جس میں تحقیق کرنا آسان کام نہیں ہے لیکن چونکہ آج کل یہ مسئلہ بعض اطراف میں شدت اختیار کر گیا ہے اس لیے میں اثبات حیات النبی سے متعلق چند گزارشات کروں گا امید ہے کہ اعتدال پسند اور حق پسند افراد اس کو قبول فرمائیں گے۔

میں نے توضیحات جلد دوم ص ۳۵۴ پر سماع موتی کے ضمن میں بھی کچھ لکھا ہے یہاں اس مسئلہ میں کسی کا اختلاف نقل نہیں کر رہا ہوں اور نہ اس مسئلہ میں اختلاف کی گنجائش ہے اور نہ امت مسلمہ میں کسی قابل ذکر آدمی کا انکار نظر سے گزرا ہے میں یہاں حیاۃ

النبی کے اثبات میں چند گزارشات کرنا چاہتا ہوں۔

سب سے پہلے عرض یہ ہے کہ عالم تین ہیں (۱) عالم دنیا (۲) عالم برزخ (۳) عالم آخرت

عالم دنیا میں بدن متبوع ہے روح اس کا تابع ہے اور احکامات کا تعلق بدن سے ہے عالم برزخ میں روح متبوع ہے بدن اس کا تابع ہے احکام کا تعلق روح سے ہے۔ عالم آخرت میں دونوں کی حیثیت مساوی ہے دونوں مسئول ہوں گے اور احکام کا تعلق دونوں سے ہوگا اس کی تفصیل بھی توضیحات جلد اول میں موجود ہے۔ جب تین عوالم کی بات سامنے آگئی تو اب یہ سمجھ لیں کہ بدن کے ساتھ روح کا جو تعلق ہے یہ تین قسم پر ہے۔

اول: انبیاء کرام کے اجساد وابدان ہیں اس کے ساتھ روح کا تعلق اتنا گہرا ہے کہ بدن محفوظ ہونے کے ساتھ ساتھ اس تعلق کا اثر دنیا پر بھی پڑتا ہے لہٰذا کسی نبی کی میراث تقسیم نہیں ہوسکتی اس لیے کہ وہ میراث ہی نہیں ہے کیونکہ زندہ شخص کا مال میراث نہیں ہوتا، نیز انبیاء کرام کے ازواج مطہرات سے نکاح بھی نہیں کیا جاسکتا ہے۔ یہ انبیاء کرام کی مضبوط حیات کی نشانی اور اس کا اثر ہے۔

دوم: شہداء کے ابدان کے ساتھ ان کی ارواح کا تعلق ہے اس کا اثر اتنا قوی ہے کہ قبر میں بدن گلنے سڑنے سے محفوظ رہتا ہے لیکن اس کا اثر دنیا پر نہیں پڑتا اسی لیے شہداء کی بیواؤں سے نکاح کیا جاسکتا ہے اور ان کی میراث تقسیم کی جاتی ہے۔

سوم: عام مسلمانوں کے ابدان ہیں ان کے ساتھ ان کی ارواح کا تعلق اتنا کمزور ہے کہ اس سے ان کے جسم محفوظ نہیں رہتے ہاں بعض جگہ کوئی خصوصی تعلق ہو تو وہ نادر کے حکم میں ہے۔

پہلی بات یہ ہے کہ قرآنی نصوص اور احادیث مقدسہ کے فرامین کے مطابق محمد ﷺ پر وہ موت آچکی ہے جو موت تمام انسانوں پر آتی ہے اور جس کی طرف ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ﴾ میں اشارہ کیا گیا ہے اور ﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَّإِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ﴾ میں اس کا اعلان کیا گیا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد آپ کے جسد اطہر کے ساتھ آپ کی روح کا ایسا تعلق ہے جس سے آپ قبر کے پاس سلام کو سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ آپ پر جو موت طاری ہوئی ہے اس کی نوعیت کیسی تھی اور اس کی کیفیت کیا تھی اس کے معلوم کرنے کے ہم مکلف نہیں ہیں ہم صرف اس کے مکلف ہیں کہ آپ پر جو طبعی موت طاری ہوگئی تھی ہم اس کو مان لیں اور اس کا انکار نہ کریں اس

کلام سے یہ ابہام دور ہوگیا کہ حضرت قاسم نانوتوی رحمہ اللہ نے آنحضرت ﷺ پر متعارف موت کا انکار کیا ہے اس لیے کہ آپ نے موت کا انکار نہیں کیا البتہ موت کو مانتے ہوئے اس کی کیفیت میں گفتگو کی ہے یہ الگ بحث ہے جس کے ہم مکلف نہیں ہیں۔
حضور اکرم ﷺ کی طبعی متعارف موت کے متعلق حضرت نانوتوی اس طرح اقرار کر کے اعتقاد رکھتے ہیں چنانچہ حضرت قاسم نانوتوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں تمام انبیاء کرام علیہم السلام خاص کر سرور انام ﷺ کی نسبت موت کا اعتقاد بھی ضروری ہے۔
(لطائف قاسمیہ: ص۴)

چوتھی بات یہ ہے کہ عقائد کی دو قسمیں ہوتی ہیں ایک وہ ضروری عقائد ہیں جس کے انکار سے آدمی کافر ہو جاتا ہے دوسرے وہ عقائد ہیں جن کا منکر کافر تو نہیں ہوتا ہاں اسے گمراہ یا فاسق قرار دیا جاتا ہے۔ پہلی قسم عقائد کے اثبات کے لیے دلیل قطعی کی ضرورت ہوتی ہے دلیل ظنی کافی نہیں ہوتی۔ دوسرے قسم کے عقائد کے اثبات کے لیے دلیل ظنی کافی ہوتی ہے دلیل قطعی ضروری نہیں ہوتی۔ علامہ عبد العزیز پرہاروی رحمہ اللہ شرح عقائد کی شرح نبراس میں فرماتے ہیں:

ان المسائل الاعتقادية قسمان احدهما مايكون المطلوب اليقين كوحدة الواجب وصدق النبى صلى الله عليه وسلم. وثانيهما ما يكتفى فيها بالظن كهذه المسئلة والاكتفاء بالدليل الظنى انما لايجوز فى الاول بخلاف الثانى (نبراس: ۵۹۸)

اب میں حیاۃ النبی ﷺ کے اثبات کے لیے صرف دلائل پیش کرتا ہوں توضیح وتشریح اور تبصرہ کرنے کی گنجائش نہیں ہے لہٰذا صرف دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

پہلی دلیل:

حضرت اوس بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جو مشکوۃ ص ۱۲۰ پر مذکور ہے لمبی حدیث ہے چند الفاظ یہ ہیں:

قالوا يارسول الله كيف تعرض صلوتنا عليك وقد ارمت اى يقولون قد بليت؛ قال ان الله عزوجل حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء (سنن نسائى ابو دائود، دارمى، ابن ماجه، بيهقى) وقد صحح هذا الحديث ابن خزيمة وابن حبان والدار قطنى والنووى فى الاذكار. (ابن کثیر ج۳ ص ۵۱۴)

اس حدیث کی سند مستند ہے صحابہ کرام نے درود وسلام نہ سننے کے لیے پیش کی کہ حضور اکرم ﷺ کا جسم مبارک جب ریزہ ریزہ ہو چکا ہوگا تو پھر کیسے سنیں گے حضور اکرم ﷺ نے جواب دیا کہ جسم سالم رہے گا یہ درحقیقت ان کے سوال کا جواب ہے کہ تم کہتے

ہو درود وسلام پیش نہیں کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہی نہیں ہوں گے تو کیسے سنیں گے میں کہتا ہوں کہ میں سنوں گا کیونکہ میرا جسم محفوظ ہوگا جسم کے محفوظ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ میں زندہ ہوں گا اور زندہ آدمی سنتا ہے خلاصہ یہ کہ اجساد کی حفاظت کی بات صرف اجساد کی حفاظت نہیں بلکہ صحابہ کے عدم حیات کے تصور کا پورا پورا جواب ہے۔

دوسری دلیل:

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی حدیث جو مشکوۃ ص: ۱۲۱ پر مذکور ہے جس کے چند الفاظ یہ ہیں۔

قال قلت وبعد الموت؟ قال ان الله حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی الله حی برزق (رواہ ابن ماجہ) **قال ابن حجر رجاله ثقات وقال الشوکانی سنده جید وقال الملا علی القاری باسناد وجید نقله میرک عن المنذری وله طرق کثیرة بالفاظ مختلفة** (مرقات: ج ۳ ص ۲۴۲)

کثرت طرق کی وجہ سے یہ حدیث بے غبار ہے اگر چہ اس پر انقطاع یا ارسال کا اعتراض کیا گیا ہے لیکن کثرت طرق کی وجہ سے اعتراض بے جا ہے۔ اسی طرح ایک مرفوع حدیث کے بارے میں یہ کہنا بھی بے جا ہے کہ "نبی اللہ حی یرزق" کا جملہ مدرج ہے آخر کیوں مدرج ہے کیا دلیل ہے اور اگر مدرج بھی ہو تو حیاۃ النبی کے لیے اس جملہ کے علاوہ حدیث کا بقیہ حصہ کافی ہے اور اس سے پہلے جو حدیث گزری ہے وہ کافی ہے کیونکہ بقاء جسد کا جواب اس سوال کے بعد آیا ہے کہ موت کے بعد درود وسلام کا پیش ہونا کیسے ہوسکتا ہے جب جسم باقی نہ رہے تو جواب دیا کہ ہوسکتا ہے کیونکہ نبی کا جسم محفوظ ہوتا ہے یعنی نبی زندہ ہوتا ہے۔

تیسری دلیل:

ابویعلی موصلی نے سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل فرمائی ہے الفاظ یہ ہیں:

"وعن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الانبیاء احیاء فی قبوزهم"

مسند ابویعلی موصلی وکذا نقلہ علامہ تقی الدین السبکی امام بیہقی نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے پھر ابن حجر قاضی شوکانی ملا علی قاری انورشاہ کاشمیری رحمہم اللہ تعالی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ ملا علی قاری کے الفاظ یہ ہیں:

صح خبر الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون (مرقات: ج ۳ ص ۲۴۱)

چوتھی دلیل:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جس میں حتی ارد علیه السلام کے الفاظ ہیں۔

پانچویں دلیل:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت مشکوۃ ص ۸۷ پر ہے جس کے کچھ الفاظ یہ ہیں:

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی نائيا ابلغته (بیہقی)

یہ چند احادیث ہیں جو اہل سنت والجماعت کے مسلک کے دلائل ہیں اس کو کرید کرید کر ضعیف قرار دینا سمجھ سے بالاتر ہے جب ایک حدیث ثابت ہے اس کو خواہ مخواہ ضعیف کرنے کی مجبوری کیا ہے؟ آیا کوئی ایسی روایت اور صحیح حدیث ہے جو ہمیں عدم حیات النبی پر مجبور کر رہی ہے؟ یا کوئی اجماع امت ہے جو ہمیں عدم حیاۃ النبی کی دعوت دے رہا ہے؟ جس ہم قبول کریں اور مذکورہ احادیث کو اس کی وجہ سے ترک کریں۔ اگر کوئی کہدے کہ قرآن اعلان کرتا ہے کہ ﴿انک میت وانهم میتون﴾ اس سے موت ثابت ہے میں کہتا ہوں کہ اگر یہ موت ایسی موت ہے جس کے بعد کوئی حیات نہیں تو پھر مرنے کے بعد دائمی موت مان لو اور اعلان کر دو کہ بعث بعد الموت نہیں ہے حشر ونشر نہیں ہے جنت اور دوزخ اور اس کا ثواب وعذاب نہیں ہے کیونکہ موت ابدی اور دائمی ہے۔ اور اگر یہ اعلان نہیں کر سکتے ہو اور مانتے ہو کہ اس آیت میں جس موت کا ذکر ہے اس کے بعد حیات ہے تو پھر ماننا پڑے گا کہ احادیث میں آنحضرت ﷺ کے لیے قبر شریف میں جس حیات کو ثابت کیا گیا ہے وہ ایک نا قابل تردید حقیقت ہے جس کا انکار بہت ہی خطرناک ہے باقی قبر کو ایک معمہ ثابت کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے قبر اگر چہ ایک طویل برزخی مقام کا نام ہے مخصوص گڑھا نہیں ہے لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ مخصوص قبر اور مخصوص گڑھا قبر کے لفظ کا پہلا مصداق ہے جس کی طرف سینکڑوں نصوص میں اشارہ کیا گیا ہے اور بہت سارے اہل لغت نے اس کی تصریح کی ہے گویا برزخ کی پہلی منزل قبر ہے قبر سے برزخ شروع ہوتا ہے جہاں بھی قبر ہو۔

چھٹی دلیل:

قال اللہ تعالیٰ ﴿بل احیاء عند ربهم یرزقون﴾

یہ آیت شہداء کی حیات کے بارے میں ہے جب شہداء کا یہ مقام ہے تو انبیاء کا مقام تو اس سے اعلیٰ وارفع ہوگا اس میں کسی شک یا تاویل کی نہ گنجائش ہے اور نہ ضرورت ہے۔

(۱) علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ شارح بخاری عمدۃ القاری ج ۱۶ ص ۳۵ پر فرماتے ہیں۔

قلت لا اشکال فی ھذا اصلاً وذلک ان الانبیاء علیھم الصلوۃ والسلا افضل من الشھداء والشھدا احیاء عند ربھم فالانبیاء بطریق الاولی۔

(۲) اسی طرح کی عبارت حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی بھی ہے یہ حضرات اس حدیث کی وضاحت فرماتے ہیں جس میں آپ نے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کو میں نے دیکھا کہ وہ قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ الفاظ یہ ہیں:

مررت علی موسیٰ لیلۃ اسری بی عند الکثیب الاحمر وھو قائم یصلی فی قبرہ (رواہ مسلم)

(۳) قاضی شوکانی نیل الاوطار میں لکھتے ہیں:

وورد النص فی کتاب اللہ فی حق الشھداء انھم احیاء یرزقون وان الحیاۃ فیھم متعلقۃ بالجسد فکیف بالانبیاء والمرسلین۔

علامہ سخاوی اپنی مشہور کتاب "القول البدیع" میں فرماتے ہیں۔

"نحن نؤمن ونصدق بانہ ﷺ حی یرزق وان جسدہ الشریف لاتاکلہ الارض والاجماع علی ھذا"۔

(۵) گیارہویں صدی ہجری کے مشہور محدث علامہ محمد بن علان صدیقی دلیل الفالحین لطرق ریاض الصالحین میں حیات النبی کے اثبات میں لکھتے ہیں: للنصوص والاجماع علی انہ ﷺ حی فی قبرہ علی الدوام' ص۲۰۲ ج۴

(۶) فقیہ النفس بیہقی الزمان حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ فتاویٰ رشیدیہ میں لکھتے ہیں، انبیاء کو اسی وجہ سے مستثنیٰ کیا کہ ان کے سماع میں کسی کو اختلاف نہیں۔ (ص:۵۹)

یہ سب دلائل اور یہ سب حوالہ جات حضرت رسالت مآب ﷺ کی حیاۃ جاودانی کے اثبات کے لیے کافی وشافی ہیں مکابرہ والا کا تو کوئی علاج نہیں ہے لیکن اگر دلائل کی دنیا میں دیکھا جائے تو اتنے کثیر دلائل کے بعد اس اجماعی عقیدہ میں شک کرنا بہت بڑی جسارت ہے۔ مگر کیا کیا جائے طبیعت پرستی شریعت پرستی پر غالب آگئی ہے ایک طرف اس طرح افراط ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو صلوۃ وسلام سننے کے لیے اپنی محفلوں گھروں اور حجروں میں بلا کر حاضر وناظر جان کر خطابات پر اتر آئے ہیں۔ دوسری طرف اس تفریط کو دیکھیں کہ روضہ اطہر پر حاضری کے دوران سلام پیش کرنے والے کے سلام کو صدا بصحرا تصور کر کے حضور اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کا ہر طرح انکار کرتے ہیں۔ فالی اللہ المشتکیٰ

اکابر علماء اور فقہاء کے چند حوالے

(۱) قاضی عیاض رحمہ اللہ کی کتاب شفاء کی شرح شفاء میں ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔

لمن اعتقد المعتمد انه ﷺ حی فی قبره کسائر الانبیاء فی قبورهم وهم احیاء عند ربهم وان لارواحهم تعلقا بالعالم العلوی والسفلی کما کانوا فی الحال الدنیوی فهم بحسب القالب عرشیون وباعتبار القالب فرشیون (شفاء ج ۳ ص ۴۹۹ بهامش نسیم الریاض)

(۲) مشہور حنفی عالم ومفسر علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

واختلف فی هذه الحیاة فمذهب کثیر من السلف انها حقیقة بالروح والجسد ولکنها لاندرکها فی هذه النشاه. پھر چند اقوال نقل کرنے کے بعد اسی مذکورہ قول کو یوں ترجیح دی: والمشهور ترجیح القول الاول.

(روح المعانی ج ۲ ص ۲۰)

(۳) مشہور شافعی مفسر علامہ فخر الدین رازی اس مسئلہ میں چند اقوال نقل فرما کر حیات انبیاء پر اس طرح فیصلہ فرماتے ہیں:

الاول انهم فی الوقت احیاء کان الله تعالیٰ احیاهم لایصال الثواب الیهم وهذا قول اکثر المفسرین۔

پھر چند کلمات کے بعد دوبارہ فیصلہ سناتے ہیں:

واعلم ان اکثر العلماء علی ترجیح القول الاول۔ (تفسیر کبیر ج ۴ ص ۱۶۳)

(۴) احناف کا مشہور مفتی اور مستند عالم علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ موانع ارث پر اپنی کتاب الرحیق المختوم میں لکھتے ہیں:

علم موت المورث بناء علی ان الانبیاء احیاء فی قبورهم کما ورد فی الحدیث۔

(رسائل ابن عابدین ج ۲ ص ۳)

امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ ایک غلط قول کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

لان الانبیاء علیهم الصلوة والسلام احیاء فی قبورهم (رد المختار ص ۲۵۹ ج ۳)

مشہور حنفی عالم وفقیہ علامہ حسن بن عمار شرنبلالی رحمہ اللہ نور الایضاح میں زیارۃ النبی ﷺ سے متعلق لکھتے ہیں:

ومما هو مقرر عند المحققین انه صلی الله علیه وسلم حی یرزق ممتع بجمیع الملذات والعبادات

(نور الایضاح ص: ۱۸۹)

(۵) قاضی شوکانی نیل الاوطار میں فرماتے ہیں:

قال المتکلمون المحققون من اصحابنا ان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم حی بعد وفاتہ (ص:۱۰۱ج۵)

یہ جو کچھ نقل کیا گیا یہ طویل دفاتر سے بطور نمونہ چند چیزیں ہیں ورنہ دلائل وحوالاجات بہت زیادہ ہیں اتنی تصریحات کے بعد کسی منصف مزاج کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ پھر بھی شک کرے۔

عجائبات زمانہ

زمانہ کے حالات عجیب ہیں اور اس کے انقلابات باعث عبرت اور حیرت انگیز ہیں ایک دور علماء حجاز پر ایسا آیا تھا کہ وہ سب سے زیادہ حیاۃ النبی ﷺ کے اثبات پر زور دیتے تھے اور اطراف عالم میں حیاۃ النبی ﷺ کے عقیدے کا پرچار کرتے تھے اور اس کے مخالفین کو مورد طعن ٹھہراتے تھے اور ان پر کفر وگمراہی کے فتوے لگاتے تھے۔

جب ہندوستان میں مولوی احمد رضا خان صاحب کی بدعت کا فتنہ کھڑا ہوگیا تو اس نے چاہا کہ علماء حجاز کے ذریعہ سے علمائے دیوبند کو بدنام کیا جائے اور ان پر کفر کا فتویٰ لگوایا جائے اس لیے اس نے غلط استفتاء کے ذریعہ سے علمائے دیوبند کے خلاف ایک فتویٰ تیار کیا جس کا نام حسام الحرمین رکھا اس پر علماء حجاز نے ناواقفی میں دستخط کیے جب علماء حجاز کو اندازہ ہوا کہ یہ استفتاء غلط مواد پیش کرنے پر مبنی تھا لہٰذا یہ فتویٰ بھی غلط تھا تو انہوں نے ۲۶ سوالات پر مشتمل ایک دستاویز تیار کی اور ایک مسئلہ کے متعلق استفسار کیا علماء دیوبند میں سے حضرت علامہ خلیل احمد سہارن پوری رحمہ اللہ نے علماء دیوبند کی طرف سے اس کا جواب دیا اور بھرپور طریقے سے احمد رضا خان صاحب کے غلط الزامات کا رد لکھا جس سے ایک کتاب تیار ہوگئی اس کتاب کا نام ''المھند علی المفند'' رکھا گیا علماء حجاز کے استفسارات میں حضور اکرم ﷺ کی حیاۃ بعد الوفات کے بارے میں سوال وجواب کچھ حصہ پیش کرنے سے پہلے میں پھر کہتا ہوں کہ عجائبات زمانہ کو دیکھئے کہ اس وقت علماء حجاز نے علماء دیوبند کو اس لیے مورد طعن ٹھہرایا کہ یہ لوگ حیات النبی ﷺ کے منکر ہیں اور آج علماء دیوبند کو حجاز کے علماء اس لیے مورد طعن ٹھہراتے ہیں کہ یہ لوگ حیات النبی ﷺ کے قائل ہیں اس تغیر کو دیکھئے اور علماء دیوبند کے استقلال کو داد دیجئے۔

السوال الخامس:

ما قولکم فی حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قبرہ الشریف ھل ذالک امر مخصوص بہ ام مثل سائر المؤمنین حیاتہ برزخیة؟۔

الجواب: عندنا وعند مشائخنا حضرة الرسالة صلى الله عليه وسلم حی فی قبره الشريف وحياته دنيوية من غير تكليف وهي مختصة به وبجميع الانبياء والشهداء لا برزخية كما هي حاصله لسائر المؤمنين بل لجميع الناس كما نص عليه العلامة السيوطی فی رسالته انباء الاذكياء بحياة الانبياء. حيث قال، قال الشيخ تقی الدين السبكی حياة الانبياء والشهداء فی القبر كحياتهم فی الدنيا ويشهد له صلوة موسی عليه السلام فی قبره فان الصلوة تستدعی جسدا حيا الی اخر ماقال، فثبت بهذا ان حياته دنيوية برزخية لكونها فی عالم البرزخ. (ص ۳۷ تا ۳۹)

اس سوال وجواب سے ایک تو زمانہ کے عجائبات کا اندازہ ہوتا ہے اور اس کے تقلبات اور نیرنگیوں کا پتہ چلتا ہے کہ اس وقت علماء حجاز کے خیالات کیسے تھے اور آج کیسے ہیں آج وہ حضرات حیات النبی کی بات کو عمومی طور پر بدعت وزندقہ کی علامت سمجھتے ہیں اور لوگوں کو اسی بناء پر مجبوب یا معتوب بناتے ہیں۔ سچ ہے:

انقلاباتِ جہاں واعظ رب ہیں دیکھو ☆ ہر تغیر سے صدا آتی ہے فافہم فافہم

اوپر جواب کی عبارت سے ایک ایسی بات کی وضاحت بھی ہوگئی جو میرے خیال میں پاکستان میں کچھ جذباتی حضرات کے اختلاف کی بنیاد اور مرکزی پتھر ہے وہ بات یہ ہے کہ جن عبارات میں یہ بات آتی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی حیاۃ دنیوی ہے تو مخالفین سمجھتے ہیں کہ موت ہی نہیں آئی اور موت ہی کا انکار ہورہا ہے تو وہ قرآن کریم میں موت والی آیت پڑھنے لگتے ہیں حالانکہ یہ بات ظاہر ہے کہ طبعی موت کا انکار تو کوئی نہیں کرسکتا ہے آج کل حزب اللہ والے اور جماعت مسلمین وغیرہ شدت پسند اسی طرز عمل پر عمل پیرا ہیں حالانکہ کوئی مسلمان یہ نہیں کہتا کہ حضور اکرم ﷺ دنیا میں ہیں اور دنیا ہی میں زندہ ہیں بلکہ دنیوی حیات کا مطلب یہ ہے کہ جب آپ دنیا میں حیات تھے اسی طرح حیات آپ کو قبر شریف میں حاصل ہے تو اس میں استبعاد کیا ہے بلکہ ممکن ہے کہ وہ حیات دنیا والی حیات سے زیادہ قوی ہو۔

چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہ سے فرمایا کہ تم سب سے پہلے مجھ سے ملوگی اس پر حضرت عائشہ خوش ہوگئیں تو یہ ملنا آخر کیا ہے ظاہر ہے کوئی زندگی ہے کوئی راحت ہے کوئی خوشی ہے جو دنیا کی زندگی کی طرح ہے بلکہ اس سے بھی افضل واعلیٰ ہے ہاں یہ زندگی برزخ میں ہے اور قبر برزخ کا ایک حصہ ہے تو جھگڑے کی کیا بات ہے۔ اوپر والی عبارات میں ''دنیوية برزخية'' کا یہی مطلب ہے اور دنیویہ کا لفظ نبی کریم ﷺ کی حیات کے لیے استعمال کرنا بہت ضروری تھا ایک تو اس وجہ سے کہ سائل نے

باقاعدہ اس کا سوال کیا تھا دوسرا اس وجہ سے کہ برزخی حیات تو عام مسلمانوں کے لیے حاصل ہے بلکہ عام انسانوں کے لیے حاصل ہے پھر انبیاء کرام اور شہداء کی حیات کا قرآن وحدیث میں اس اہتمام کے ساتھ بیان کرنے کی ضرورت کیا تھی؟

میں پھر کہتا ہوں کہ اس ''دنیویہ'' کے لفظ سے بعض دنیاداروں کو دھوکہ لگا ہے جو حزب اللہ اور جماعت المسلمین کی شکل میں مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کرتے پھرتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ دنیویہ کہنے سے دنیا میں موجود ہونا لازم آ گیا حالانکہ یہ مطلب نہیں ہے۔یہاں عجیب بات یہ ہے کہ جو لوگ انبیاء کرام کی عدم حیات پر بحث کرتے ہیں وہ تقریروں اور تحریروں میں کہتے ہیں کہ بھائی حیات کو ہم مانتے ہیں لیکن ہم برزخی حیات کو مانتے ہیں پھر جب ان سے کہا جاتا ہے کہ انبیاء کرام کو قبروں میں حیات حاصل ہے اور قبر بھی برزخ کا ایک حصہ ہے تو وہ حضرات کہنے لگتے ہیں کہ برزخی حیات تو سب انسانوں کو حاصل ہے اس میں انبیاء کرام کی کیا خصوصیت ہے، سبحان اللہ، عجیب لوگ ہیں نہ دنیوی حیات کی طرح حیات ماننے کے لیے تیار ہیں اور نہ برزخی حیات میں کسی امتیاز کے لیے تیار ہیں بس یہ چاہتے ہیں کہ انبیاء کرام کو بھی عام انسانوں کی طرح اسی لائن میں کھڑا کیا جائے جہاں مسلمان اور غیر مسلم سب کھڑے ہیں۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ لوگ چاہتے ہیں کہ انبیاء کرام کے لیے اس طرح حیات کا قول کیا جائے جو نہ علماء سمجھ سکیں نہ مجتہدین سمجھ سکیں بلکہ ایک معمہ حیات ان کے لیے تسلیم کیا جائے جس کا کوئی ٹھکانہ معلوم نہ ہو۔فالی اللہ المشتکی۔

ہم کہتے ہیں کہ بھائی ایسا نہیں ہوگا حیات الانبیاء کے بارے میں وہی عقیدہ رکھا جائے گا جو احادیث اور اجماع امت سے ثابت ہے اور جو اہل سنت والجماعت اور علماء دیوبند کا عقیدہ ہے:

کفر است در طریقت ما کینہ داشتن ☆ آئین ما است سینہ چوں آئین داشتن

٦١٥٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهُ. قَالَ يَعْنِي اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ لِي وَقَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: لِعَبْدِي أَنْ يَقُولَ: أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى عَلَيْهِ السَّلَامُ. قَالَ: ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ: ''اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ

میرے کسی بندے کے لیے مناسب نہیں ہے کہ یوں کہے کہ میں (محمدؐ) بہتر ہوں یونس بن متیٰ علیہ السلام سے"۔

٦١٥٥ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ، يَقُولُ: حَدَّثَنِي ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ ﷺ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: مَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ: أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى. وَنَسَبَهُ إِلَى أَبِيهِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: "کسی بندے کے لیے مناسب نہیں کہ یوں کہے کہ میں یونس بن متیٰ علیہ السلام سے بہتر ہوں اور یونس کو ان کے والد متی کی طرف منسوب فرمایا"۔

بَابُ مِنْ فَضَائِلِ يُوسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

حضرت یوسف علیہ السلام کے فضائل کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

٦١٥٦ـ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ؟ قَالَ: أَتْقَاهُمْ قَالُوا: لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ، قَالَ: فَيُوسُفُ نَبِيُّ اللّٰهِ ابْنُ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ خَلِيلِ اللّٰهِ قَالُوا: لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ، قَالَ فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُونِي؟ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ، إِذَا فَقُهُوا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ معزز کون ہے؟ فرمایا جو سب سے زیادہ تقویٰ رکھتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ ہم اس کے بارے میں سوال نہیں کر رہے (بلکہ بزرگی وشرافت کے اعتبار سے پوچھ رہے ہیں) فرمایا تو پھر اللہ کے نبی یوسف علیہ السلام ہیں کہ اللہ کے نبی (یعقوبؑ) کے بیٹے جو اللہ کے خلیل (ابراہیم) کے پوتے ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ ہم اس کے متعلق بھی نہیں پوچھ رہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو تم عرب کے قبائل کے متعلق پوچھ رہے ہو (تو ان میں معزز وہ ہیں جو جاہلیت میں بھی بہتر تھے وہ اسلام میں بھی بہتر ہیں بشرطیکہ وہ دین میں سمجھ حاصل کریں"۔

بَابٌ مِنْ فَضَائِلِ زَكَرِيَّاءَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

حضرت زکریا علیہ السلام کے فضائل کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۶۱۵۷۔ حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَانَ زَكَرِيَّاءُ نَجَّارًا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''حضرت زکریا علیہ السلام نجار (بڑھئی) تھے''۔

بَابٌ مِنْ فَضَائِلِ خَضِرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وقصته

حضرت خضر علیہ السلام کے فضائل اور ان کے قصے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چھ احادیث کو بیان کیا ہے

۶۱۵۸۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ النَّاقِدُ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ، كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: إِنَّ نَوْفًا الْبِكَالِيَّ يَزْعُمُ أَنَّ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ، صَاحِبَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَيْسَ هُوَ مُوسَى صَاحِبَ الْخَضِرِ، عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ: كَذَبَ عَدُوُّ اللَّهِ، سَمِعْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: قَامَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ خَطِيبًا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ فَسُئِلَ: أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ؟ فَقَالَ: أَنَا أَعْلَمُ، قَالَ فَعَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ، فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ: أَنَّ عَبْدًا مِنْ عِبَادِي بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ، قَالَ مُوسَى: أَيْ رَبِّ كَيْفَ لِي بِهِ؟ فَقِيلَ لَهُ: احْمِلْ حُوتًا فِي مِكْتَلٍ، فَحَيْثُ تَفْقِدُ الْحُوتَ فَهُوَ ثَمَّ، فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقَ مَعَهُ فَتَاهُ وَهُوَ يُوشَعُ بْنُ نُونٍ، فَحَمَلَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ، حُوتًا فِي مِكْتَلٍ وَانْطَلَقَ هُوَ وَفَتَاهُ يَمْشِيَانِ حَتَّى أَتَيَا الصَّخْرَةَ، فَرَقَدَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَفَتَاهُ، فَاضْطَرَبَ الْحُوتُ فِي الْمِكْتَلِ، حَتَّى خَرَجَ مِنَ الْمِكْتَلِ، فَسَقَطَ فِي الْبَحْرِ، قَالَ وَأَمْسَكَ اللَّهُ عَنْهُ جِرْيَةَ الْمَاءِ حَتَّى كَانَ مِثْلَ الطَّاقِ، فَكَانَ لِلْحُوتِ سَرَبًا،

وَكَانَ لِمُوسَى وَفَتَاهُ عَجَبًا، فَانْطَلَقَا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمَا وَلَيْلَتِهِمَا، وَنَسِيَ صَاحِبُ مُوسَى أَنْ يُخْبِرَهُ، فَلَمَّا أَصْبَحَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ، قَالَ لِفَتَاهُ: آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا، قَالَ وَلَمْ يَنْصَبْ حَتَّى جَاوَزَ الْمَكَانَ الَّذِي أُمِرَ بِهِ، قَالَ: أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ، فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا، قَالَ مُوسَى ﴿ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا﴾ (الكهف: ٦٤)، قَالَ يَقُصَّانِ آثَارَهُمَا، حَتَّى أَتَيَا الصَّخْرَةَ، فَرَأَى رَجُلًا مُسَجًّى عَلَيْهِ بِثَوْبٍ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسَى، فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ: أَنَّى بِأَرْضِكَ السَّلَامُ؟ قَالَ: أَنَا مُوسَى، قَالَ: مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: إِنَّكَ عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللهِ عَلَّمَكَهُ اللهُ لَا أَعْلَمُهُ، وَأَنَا عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللهِ عَلَّمَنِيهِ لَا تَعْلَمُهُ، قَالَ لَهُ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ ﴿هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَى أَنْ تُعَلِّمَنِي مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا. قَالَ: إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا. وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَى مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا. قَالَ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا﴾ قَالَ لَهُ الْخَضِرُ ﴿فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا﴾ (الكهف: ٧٠) قَالَ: نَعَمْ، فَانْطَلَقَ الْخَضِرُ وَمُوسَى يَمْشِيَانِ عَلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ، فَمَرَّتْ بِهِمَا سَفِينَةٌ، فَكَلَّمَاهُمْ أَنْ يَحْمِلُوهُمَا، فَعَرَفُوا الْخَضِرَ فَحَمَلُوهُمَا بِغَيْرِ نَوْلٍ، فَعَمَدَ الْخَضِرُ إِلَى لَوْحٍ مِنْ أَلْوَاحِ السَّفِينَةِ فَنَزَعَهُ، فَقَالَ لَهُ مُوسَى: قَوْمٌ حَمَلُونَا بِغَيْرِ نَوْلٍ، عَمَدْتَ إِلَى سَفِينَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا ﴿لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا﴾ (الكهف: ٧٢) ثُمَّ خَرَجَا مِنَ السَّفِينَةِ، فَبَيْنَمَا هُمَا يَمْشِيَانِ عَلَى السَّاحِلِ إِذَا غُلَامٌ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ، فَأَخَذَ الْخَضِرُ بِرَأْسِهِ، فَاقْتَلَعَهُ بِيَدِهِ، فَقَتَلَهُ، فَقَالَ مُوسَى: ﴿أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَاكِيَةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا. قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾ قَالَ: وَهَذِهِ أَشَدُّ مِنَ الْأُولَى، ﴿قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي، قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا، فَانْطَلَقَا حَتَّى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا، فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ فَأَقَامَهُ﴾ (الكهف: ٧٦)، يَقُولُ مَائِلٌ، قَالَ الْخَضِرُ بِيَدِهِ هَكَذَا فَأَقَامَهُ، قَالَ لَهُ مُوسَى: قَوْمٌ أَتَيْنَاهُمْ فَلَمْ يُضَيِّفُونَا وَلَمْ يُطْعِمُونَا، لَوْ شِئْتَ لَتَخِذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا، قَالَ: هَذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ، سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا. قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَرْحَمُ اللهُ مُوسَى، لَوَدِدْتُ أَنَّهُ كَانَ صَبَرَ حَتَّى يُقَصَّ

عَلَيْنَا مِنْ أَخْبَارِهِمَا، قَالَ: وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَتِ الْأُولَى مِنْ مُوسَى نِسْيَانًا
قَالَ: وَجَاءَ عُصْفُورٌ حَتَّى وَقَعَ عَلَى حَرْفِ السَّفِينَةِ، ثُمَّ نَقَرَ فِي الْبَحْرِ، فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ: مَا نَقَصَ
عِلْمِي وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ إِلَّا مِثْلَ مَا نَقَصَ هَذَا الْعُصْفُورُ مِنَ الْبَحْرِ. قَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ: وَكَانَ
يَقْرَأُ: وَكَانَ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا وَكَانَ يَقْرَأُ: وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ (مشہور تابعی) فرماتے ہیں کہ نوف البکالی کا دعویٰ ہے کہ بنو اسرائیل والے حضرت موسیٰ وہ موسیٰ نہیں جو حضرت خضر علیہ السلام والے تھے (یعنی دو الگ الگ موسیٰ تھے)۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: جھوٹ کہا اللہ کے دشمن نے۔ میں نے ابی بن کعبؓ سے سنا فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا: ''موسیٰ علیہ السلام ایک بار بنی اسرائیل سے کھڑے خطاب کر رہے تھے ان سے پوچھا گیا کہ سب سے بڑا عالم کون ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ: میں ہی سب سے بڑا عالم ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر عتاب ہوا کہ انہوں نے علم کو اس کی طرف منسوب کیوں نہ کیا (اس کے علم کے آگے تو انبیاء کا علم بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتا) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی بھیجی کہ میرے بندوں میں سے ایک بندہ مجمع البحرین کے پاس ہے (یعنی جس مقام پر سمندر ملتے ہیں) وہ تم سے زیادہ عالم ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے میرے رب! میں اس تک کیسے پہنچوں گا؟ ان سے کہا گیا کہ ایک مچھلی زنبیل میں اٹھائیے، جہاں وہ مچھلی تم سے گم ہو جائے وہی تمہارا مقام ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام چلے، ان کے ہمراہ ایک نوجوان یوشع بن نون بھی ساتھ چلے۔ موسیٰ علیہ السلام نے زنبیل میں ایک مچھلی اٹھائی اور وہ اور وہ جوان دونوں چلنے لگے یہاں تک کہ صخرہ کے مقام پر پہنچ گئے۔ موسیٰ علیہ السلام اور نوجوان (تھکن کی وجہ سے) سو گئے، مچھلی تھیلے میں تڑپنے لگی یہاں تک کہ تھیلے سے نکل گئی اور سمندر میں جا گری۔ اللہ تعالیٰ نے مچھلی سے پانی کی روانی روک دی یہاں تک کہ پانی جامد ہو گیا اور مچھلی کے لیے راستہ سا بن گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور نوجوان کے لیے یہ بہت تعجب والی بات تھی۔ بہرکیف! دونوں بقیہ دن اور رات بھر چلتے رہے اور موسیٰ علیہ السلام کا ساتھی بھول گیا کہ مچھلی کے واقعہ سے انہیں باخبر کر دے۔ جب صبح ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ: ہمارا ناشتہ لاؤ ہمیں اس سفر میں بہت زیادہ تعب و تھکاوٹ ہو گئی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جس مقام کا حکم ہوا تھا اس کو پار کرنے سے قبل انہیں تھکاوٹ نہیں ہوئی تھی۔ انہوں نے کہا کہ آپ کو معلوم نہیں جب ہم نے چٹان کے کنارے آرام کیا تھا تو میں مچھلی کے بارے میں بتانا بھول گیا تھا، اور مجھے شیطان ہی نے بھلا دیا تھا کہ میں اس کا ذکر کروں۔ اور مچھلی نے بڑے عجیب انداز میں سمندر میں اپنا راستہ بنا لیا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا وہی تو مقام ہے جو ہم چاہتے تھے۔ چنانچہ الٹے قدموں واپس

ہوئے اپنے قدموں کے نشان پہچانتے۔ جب صخرہ پہنچے تو ایک آدمی کو دیکھا جو کپڑا اپنے اوپر ڈھانکے ہوئے ہے،
موسیٰ نے انہیں سلام کیا تو خضر نے فرمایا کہ: تمہاری زمین میں سلام کہاں ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں
موسیٰ ہوں۔ انہوں نے کہا کہ بنی اسرائیل والے موسیٰ؟ کہا ہاں! خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ تم وہ علم رکھتے ہو اللہ کی
طرف سے جو تمہیں اللہ نے سکھایا ہے میں اسے نہیں جانتا (یعنی تشریعی علم) اور جس علم کو میں جانتا ہوں وہ اللہ نے
مجھے سکھایا ہے تمہیں اس کے بارے میں معلوم نہیں (یعنی تکوینی علم)۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ:
کیا میں آپ کی صحبت اختیار کر سکتا ہوں تا کہ آپ وہ علم مجھے سکھائیں جو آپ کو ہدایت کا علم سکھایا گیا ہے۔ حضرت
خضر نے فرمایا کہ: آپ میرے ساتھ ٹھہر نہ سکیں گے اور آپ کیونکر ٹھہر سکیں گے ایسی چیز کو دیکھ کر جس کے متعلق آپ
باخبر نہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: آپ مجھے ان شاء اللہ صبر کرنے والا پائیں گے اور میں آپ کی کسی معاملہ میں
نافرمانی نہیں کروں گا۔ تو حضرت خضر نے ان سے فرمایا: اچھا اگر میرے ساتھ رہنا ہے تو کسی چیز کے متعلق خود سے
کوئی سوال مجھ سے نہ کرنا یہاں تک کہ میں خود ہی اس کا تذکرہ آپ سے کروں۔ موسیٰ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ چنانچہ
(اس گفتگو کے بعد) خضر اور موسیٰ ساحل سمندر پر چلنے لگے، وہاں سے ایک بڑی کشتی گزری، ان دونوں نے ان کشتی
والوں سے بات کی انہیں بھی اس میں سوار کرلیں، وہ کشتی والے خضر کو پہچان گئے اور دونوں کو بغیر معاوضہ کے سوار
کرلیا، (سوار ہونے کے بعد) خضر علیہ السلام کشتی کے تختوں میں سے ایک تختہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اسے اکھاڑ
دیا، موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا کہ ان لوگوں نے ہمیں بغیر معاوضہ کے سوار کیا اور آپ نے اس کی کشتی کو چیر ڈالا
تا کہ سب کشتی والے غرق ہو جائیں، آپ نے تو بہت بھاری کام کر دیا۔ حضرت خضر نے کہا کہ: میں نے پہلے ہی تم
سے نہ کہہ دیا تھا کہ میرے ساتھ رہ کر صبر نہ کر سکو گے؟ موسیٰ نے فرمایا: میں بھول گیا تھا اس پر مؤاخذہ نہ کیجئے اور
میرے معاملہ میں تنگی نہ کیجئے۔ پھر دونوں کشتی سے نکلے، ساحل پر چلے جا رہے تھے کہ دیکھا ایک لڑکا دوسرے لڑکوں
کے ساتھ کھیل رہا ہے، خضر نے اس کا سر پکڑا اور ہاتھ سے اس کا سر تن سے جدا کر دیا اور اسے قتل کر دیا۔ موسیٰ نے
فرمایا کہ: آپ نے ایک پاکیزہ بے گناہ جان کو ناحق قتل کر ڈالا؟ بلاشبہ آپ نے بہت بڑا گناہ کیا۔ خضر نے فرمایا کہ:
میں نے پہلے ہی نہ کہہ دیا تھا کہ میرے ساتھ رہ کر صبر نہ کر سکو گے؟ موسیٰ نے فرمایا کہ یہ معاملہ تو پہلے سے زیادہ سخت
ہے (اس پر خاموش کیسے رہ سکتا تھا) موسیٰ نے فرمایا کہ: اب اس کے بعد اگر آپ سے میں کوئی بات پوچھوں تو مجھے
اپنے ساتھ نہ رکھیے۔ بلاشبہ آپ کا عذر بالکل بجا ہے۔ پھر دونوں چلے یہاں تک کہ ایک بستی والوں کے پاس پہنچے اور
ان سے کھانا مانگا، مگر انہوں نے ان کی میزبانی سے انکار کر دیا، وہاں پر دونوں کو ایک دیوار ملی جو گرنے کے قریب تھی
جھک گئی تھی، خضر نے اسے اپنے ہاتھ سے سیدھا کر دیا۔ حضرت موسیٰ نے ان سے کہا کہ یہ تو ایسے لوگ ہیں کہ ہم ان
کے پاس آئے تو انہوں نے نہ ہماری میزبانی کی، نہ ہمیں کھانا کھلایا آپ چاہتے تو اس کام پر ان سے معاوضہ لے

سکتے تھے، خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ بس اب میرے اور تمہارے درمیان جدائی ہے، میں تمہیں بتاتا ہوں ان باتوں کی حقیقت جن پر تم صبر نہیں کر سکتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے مجھے تو یہی آرزو رہی کی وہ صبر کرتے تا کہ ان دونوں کی زیادہ خبریں بیان کرتے، اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پہلی بار تو حضرت موسیٰ نے بھولے سے اعتراض کیا۔ فرمایا کہ اس وقت ایک چڑیا آ کر کشتی کے کنارے بیٹھ گئی اور اپنی چونچ سمندر میں ڈالی۔ حضرت خضر نے موسیٰ سے فرمایا کہ میرے اور تمہارے علم نے مل کر اللہ تعالیٰ کے علم میں اتنی بھی کمی نہیں کی جتنی اس چڑیا نے سمندر کے پانی میں کی۔ حضرت سعید بن جبیر یہ آیت پڑھتے تھے ''ان کے آگے ایک بادشاہ تھا جو ہر اس کشتی کو جو ٹھیک حالت میں ہوتی تھی غصب کر لیا کرتا تھا''۔ اور وہ آیت یوں پڑھا کرتے تھے: اور وہ لڑکا جو تھا کافر تھا''۔

تشریح:

''ان نوفا'' یہ نوف بن فضالہ ہیں ان کی کنیت ابو زید تھی ''البکالی'' ب پر زبر بھی جائز ہے اور کسرہ بھی جائز ہے کاف پر زبر ہے یہ منسوب ہے بنو بکال کی طرف جو قبیلہ حمیر کی ایک شاخ ہے نوف بکالی تابعی ہیں اہل دمشق میں سے ہیں بڑے عالم فاضل آدمی تھے خاص کر اسرائیلیات کے بہت ماہر تھے کعب احبار کی بیوی کے بطن سے تھے یعنی کعب احبار کے سوتیلے بیٹے تھے۔

''کذب عدو اللہ'' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے غصہ کے پیش نظر اس طرح کلام کیا ہے زجر و تشدید ہے حقیقت مراد نہیں ہے مقصد یہ ہے کہ نوف بکالی کی بات غلط ہے جو کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جو بنی اسرائیل کی طرف بھیجے گئے تھے وہ اور ہیں اور خضر کے پاس جس موسیٰ کو بھیجا گیا تھا کہ اس سے علم پڑھے وہ موسیٰ بن میشا اور شخص تھا ایسا لگتا ہے کہ نوف بکالی یہود کے لہجہ میں بول رہے تھے کہ موسیٰ بنی اسرائیل تو شان والے پیغمبر تھے وہ حضرت خضر کے پاس پڑھنے کے لیے کیسے جا سکتے ہیں شاید اسی حقیقت کے پیش نظر حضرت ابن عباس نے عدو اللہ، کا لفظ استعمال فرمایا جو عام طور پر یہود کے لیے استعمال ہوتا ہے بہر حال زجر و توبیخ مقصود تھی حقیقت مقصود نہیں تھی حضرت ابن عباس نے اپنا مدعا اس طویل حدیث سے ثابت کیا ہے۔

حضرت خضر کون تھے؟

حضرت خضر کی کنیت ابو العباس ہے اور ان کا نام بلیاء بن ملکان بن فالغ بن عامر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام ہے ان کو خضر اس لیے کہا گیا کہ وہ جس زمین پر بیٹھتے تھے وہ سبز ہو جاتی تھی۔ حضرت خضر کے والد بادشاہ تھے اور خود خضر ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں تھے یا بعد کے زمانہ میں تھے، مفسر ثعلبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت خضر طویل عمر پانے والے

نبیوں میں سے ہیں لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہیں ان کی موت اس وقت آئے گی جب قرآن عظیم کے حروف قیامت کے قریب اڑ جائیں گے بعض علماء کے نزدیک حضرت خضر نبی نہیں بلکہ ولی ہیں (کذافی النووی) عام علماء کا خیال ہے کہ راجح یہی ہے کہ حضرت خضر نبی ہیں لیکن تشریعی اور ظاہری نہیں بلکہ تکوینی نبی ہیں ہر طرف سے استدلالات ہیں۔

کیا حضرت خضر زندہ ہیں؟

اس میں بھی علماء کے دو طبقے ہیں جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ حضرت خضر زندہ ہیں اور اس وقت دنیا میں موجود ہیں عام صوفیاء کرام اور اہل معرفت تو اس پر متفق ہیں کہ وہ زندہ ہیں ان سے ملاقاتیں ہوئی ہیں ان سے استفادہ کیا گیا ہے، سوال و جواب ہوئے ہیں ان کو مختلف مقدس مقامات میں دیکھا گیا ہے یہ قصے کوئی پوشیدہ نہیں ہیں اور نہ گنے جاسکتے ہیں۔ امت کا دوسرا طبقہ جمہور کے مخالف محدثین کا ہے ان کے نزدیک حضرت خضر وفات پا چکے ہیں امام بخاری کا بھی یہی مسلک ہے ان حضرات کے پاس بھی مستند دلائل ہیں اگرچہ ان کے قول کو شاذ کہا گیا ہے "قال الشیخ ابو عمرو بن الصلاح هو حی عند جماهیر العلماء والصالحین والعامة معهم فی ذلک وانما شذ انکاره بعض المحدثین کذا فی النووی"

دلائل طرفین

بہر حال جن حضرات نے خضر کی موت کی بات کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ زندہ ہوتے تو آنحضرت سے ملتے ایمان لاتے غزوات میں شریک ہوتے نیز آنحضرت نے فرمایا کہ آج کے بعد سو سال گزرنے پر کوئی ایسا شخص جو اس وقت سانس لے رہا ہے زندہ نہیں رہے گا، جمہور فرماتے ہیں کہ حضرت خضر تکوینیات کے آدمی ہیں رجال الغیب سے ان کا تعلق ہے ظاہری شریعت کے احکامات ان پر جاری نہیں ہوتے ہیں وہ تمہارے دلائل کی گرفت میں نہیں آسکتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے موقع پر ان کے تعزیتی کلمات اس وقت کے گھر میں موجود صحابہ نے سن لیے تھے حضرت علی نے فرمایا کہ یہ خضر ہیں بہر حال ساری دنیا مرگئی اگر ایک آدمی زندہ رہے تو پریشانی کی کیا بات ہے تفصیل میں جانا مشکل ہے۔

"مجمع البحرین" اس میں بحث ہے کہ مجمع البحرین کہاں پر واقع ہے شارحین کے اقوال مختلف ہیں منة المنعم شرح مسلم کی لکھی ہوئی تفصیل لکھتا ہوں وہ فرماتے ہیں علماء اس میں حیران ہیں کہ مجمع البحرین کا مقام کہاں پر ہے مجھے جو سمجھ میں آتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ جگہ بحر قلزم کے پاس صحراء سینا میں واقع ہے کیونکہ یہیں پر دو سمندر آکر ملتے ہیں ایک خلیج سویس ہے جو مصر کی طرف سے آرہا ہے اور دوسرا خلیج عقبہ ہے جو فلسطین اور اُردن کی طرف سے آتا ہے دونوں ملکر مجمع البحرین بن جاتا ہے کوئی بعید نہیں ہے

کہ مصر کا تفریحی مقام شرم الشیخ ہی یہی مقام ہو یا اس کے آس پاس کوئی مقام ہو اھ

''المکتل'' تھیلی کو کہتے ہیں جس میں تلی ہوئی مچھلی رکھی ہوئی تھی اس چٹان کے پاس آب حیات کا چشمہ تھا اس سے پانی کا قطرہ آ کر مچھلی پر لگا تو مچھلی زندہ ہوگئی اور تڑپ کر سمندر میں چلی گئی اور اپنے پیچھے سرنگ چھوڑ گئی ''بغیر نول'' یعنی کرایہ کے بغیر بزرگ سمجھ کر سوار کیا وہاں کے لوگ حضرت خضر کو پہچانتے تھے ''اقتلعه'' یعنی سر کی کھوپڑی اکھیڑ دی ''قال الخضر بیده'' قال اشارہ کے معنی میں ہے یعنی ہاتھ سے اشارہ کیا تو دیوار سیدھی ہوگئی ''حرف السفینة'' کشتی کے کنارہ کو حرف کہا گیا ہے۔

''فکان کافرا'' یعنی مطبوع علی الکفر تھا پیدائشی کافر تھا کہتے ہیں کہ حضرت خضر نے ان کے بازو سے کھال چھیل دی تو نیچے لکھا ہوا تھا ''هذا کافر مطبوعا'' ''علی حلاوة القفا'' ای علی وسط القفا لم یمل الی احد جانبیه یعنی سیدھا سیدھا چت لیٹتے تھے ح پر ضمہ اور زیر جائز ہے۔

٦١٥٩ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الْقَيْسِيُّ، حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَقَبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: إِنَّ نَوْفًا يَزْعُمُ أَنَّ مُوسَى الَّذِي ذَهَبَ يَلْتَمِسُ الْعِلْمَ لَيْسَ بِمُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ، قَالَ: أَسَمِعْتَهُ يَا سَعِيدُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: كَذَبَ نَوْفٌ.

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ نوف کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ موسیٰ جو طلب علم کے لیے نکلے تھے، بنی اسرائیل والے موسیٰ نہیں تھے۔ ابن عباس نے مجھ سے کہا کہ اے سعید! کیا تم نے خود اس سے یہ بات سنی ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ نوف نے جھوٹ بولا۔ (حضرت موسیٰ ایک ہی تھے)۔

٦١٦٠ ـ حَدَّثَنَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّهُ بَيْنَمَا مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ، فِي قَوْمِهِ يُذَكِّرُهُمْ بِأَيَّامِ اللّٰهِ، وَأَيَّامُ اللّٰهِ نَعْمَاؤُهُ وَبَلَاؤُهُ، إِذْ قَالَ: مَا أَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ رَجُلًا خَيْرًا وَأَعْلَمَ مِنِّي، قَالَ: فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ، إِنِّي أَعْلَمُ بِالْخَيْرِ مِنْهُ، أَوْ عِنْدَ مَنْ هُوَ، إِنَّ فِي الْأَرْضِ رَجُلًا هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ، قَالَ: يَا رَبِّ فَدُلَّنِي عَلَيْهِ، قَالَ فَقِيلَ لَهُ: تَزَوَّدْ حُوتًا مَالِحًا، فَإِنَّهُ حَيْثُ تَفْقِدُ الْحُوتَ، قَالَ: فَانْطَلَقَ هُوَ وَفَتَاهُ حَتَّى انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ، فَعُمِّيَ عَلَيْهِ، فَانْطَلَقَ وَتَرَكَ فَتَاهُ، فَاضْطَرَبَ الْحُوتُ فِي الْمَاءِ، فَجَعَلَ لَا يَلْتَئِمُ عَلَيْهِ، صَارَ مِثْلَ الْكُوَّةِ، قَالَ فَقَالَ فَتَاهُ: أَلَا أَلْحَقُ نَبِيَّ اللّٰهِ فَأُخْبِرَهُ؟ قَالَ: فَنُسِّيَ فَلَمَّا تَجَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ: آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا، قَالَ: وَلَمْ يُصِبْهُمْ نَصَبٌ حَتَّى تَجَاوَزَا، قَالَ فَتَذَكَّرَ ﴿قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ

إِنْ أَذْكُرَهُ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا. قَالَ: ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِي فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا﴾ فَأَرَاهُ مَكَانَ الْحُوتِ، قَالَ: هَا هُنَا وُصِفَ لِي، قَالَ: فَذَهَبَ يَلْتَمِسُ فَإِذَا هُوَ بِالْخَضِرِ مُسَجًّى ثَوْبًا، مُسْتَلْقِيًا عَلَى الْقَفَا، أَوْ قَالَ عَلَى حَلَاوَةِ الْقَفَا. قَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، فَكَشَفَ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهِ قَالَ: وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ، مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: أَنَا مُوسَى؟ قَالَ: وَمَنْ مُوسَى؟ قَالَ: مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ، قَالَ: مَجِيءٌ مَا جَاءَ بِكَ؟ قَالَ: جِئْتُ لِتُعَلِّمَنِي مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا، قَالَ: إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا، وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَى مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا، شَيْءٌ أُمِرْتُ بِهِ أَنْ أَفْعَلَهُ إِذَا رَأَيْتَهُ لَمْ تَصْبِرْ، قَالَ: سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا، قَالَ: فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا، فَانْطَلَقَا حَتَّى إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ خَرَقَهَا، قَالَ: انْتَحَى عَلَيْهَا، قَالَ لَهُ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ: أَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا، قَالَ: أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا؟ قَالَ: لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا، فَانْطَلَقَا حَتَّى إِذَا لَقِيَا غِلْمَانًا يَلْعَبُونَ، قَالَ: فَانْطَلَقَ إِلَى أَحَدِهِمْ بَادِيَ الرَّأْيِ فَقَتَلَهُ، فَذُعِرَ عِنْدَهَا مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ، ذَعْرَةً مُنْكَرَةً، قَالَ ﴿أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَاكِيَةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا﴾ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ هَذَا الْمَكَانِ: رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْنَا وَعَلَى مُوسَى، لَوْلَا أَنَّهُ عَجَّلَ لَرَأَى الْعَجَبَ، وَلَكِنَّهُ أَخَذَتْهُ مِنْ صَاحِبِهِ ذَمَامَةٌ، ﴿قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي﴾ (الكهف ٧٦) عُذْرًا وَلَوْ صَبَرَ لَرَأَى الْعَجَبَ قَالَ: وَكَانَ إِذَا ذَكَرَ أَحَدًا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ بَدَأَ بِنَفْسِهِ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْنَا وَعَلَى أَخِي كَذَا، رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْنَا فَانْطَلَقَا حَتَّى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ لِئَامًا فَطَافَا فِي الْمَجَالِسِ فَاسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا، فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ فَأَقَامَهُ، قَالَ: لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا، قَالَ: هَذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ وَأَخَذَ بِثَوْبِهِ، قَالَ: ﴿سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا، أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسَاكِينَ يَعْمَلُونَ فِي الْبَحْرِ﴾ (الكهف ٧٩) إِلَى آخِرِ الْآيَةِ، فَإِذَا جَاءَ الَّذِي يُسَخِّرُهَا وَجَدَهَا مُنْخَرِقَةً فَتَجَاوَزَهَا فَأَصْلَحُوهَا بِخَشَبَةٍ، وَأَمَّا الْغُلَامُ فَطُبِعَ يَوْمَ طُبِعَ كَافِرًا، وَكَانَ أَبَوَاهُ قَدْ عَطَفَا عَلَيْهِ، فَلَوْ أَنَّهُ أَدْرَكَ أَرْهَقَهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا ﴿فَأَرَدْنَا أَنْ يُبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِنْهُ زَكَاةً وَأَقْرَبَ رُحْمًا. وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ.

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک بار اپنی قوم میں نصیحت کرر ہے تھے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور بلاؤں کا بیان کر کے، یکا یک انہوں نے کہہ دیا کہ روئے زمین پر میں اپنے سے زیادہ بہتر اور بڑا عالم کسی کو نہیں جانتا، اللہ تعالیٰ نے انہیں وحی بھیجی کہ میں جانتا ہوں کہ ان سے (موسیٰ سے) زیادہ بہتر کون ہے یا موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ علم والا کون ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے میرے رب! مجھے اس تک رہنمائی فرمایئے، ان سے کہا گیا کہ ایک مچھلی کو نمک لگا کر (تا کہ خراب نہ ہو) زاد راہ کے طور پر لے لو، جہاں وہ مچھلی گم ہو جائے (وہیں وہ شخص ملے گا) حضرت موسیٰ اور انکا نوجوان ساتھی چل پڑے، یہاں تک کہ ایک چٹان تک پہنچے، لیکن کوئی نہ ملا، وہ وہاں سے آگے چل پڑے اور نوجوان کو پیچھے چھوڑ دیا۔ اسی اثناء میں یکا یک مچھلی تڑپی پانی میں اور پانی نے حرکت کرنا چھوڑ دیا اور وہاں ایک طاق سا بن گیا۔ اس نوجوان نے کہا کہ ارے میں اللہ کے نبی سے ملتا ہوں اور انہیں بتلاتا ہوں (کہ مچھلی غائب ہوگئی ہے) لیکن وہ بھول گئے، جب دونوں آگے نکل گئے تو موسیٰ نے اپنے ساتھی سے کہا کہ ہمارا ناشتہ لے آؤ، ہمیں اس سفر میں بہت تھکاوٹ ہوگئی ہے۔ فرمایا کہ یہ تھکاوٹ انہیں اس مقام سے آگے نکلنے کے بعد ہی محسوس ہوئی تھی (اس سے قبل نہیں) اب اسے یاد آیا اور اس نے کہا کہ آپ کو معلوم نہیں جب ہم نے چٹان کے نیچے پناہ لی تھی تو مچھلی کا ذکر کرنا بھول گیا اور مجھے شیطان نے ہی اس کا تذکرہ کرنا بھلا دیا تعجب ہے، مچھلی نے تو سمندر میں اپنے لیے راستہ بنا لیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا وہی تو ہماری منزل مقصود تھی، چنانچہ الٹے قدموں واپس پلٹے نشانات کو دیکھتے ہوئے، ان کے ساتھی نے مچھلی گم ہونے کی جگہ بتلائی تو کہنے لگے کہ یہیں کا مجھ سے بیان کیا گیا تھا، چنانچہ وہ اسے ڈھونڈنے لگے تو اچانک دیکھا کہ حضرت خضر کپڑا لپیٹے چت لیٹے ہوئے ہیں یا گدی کے بل سیدھا لیٹے ہوئے تھے۔ فرمایا کہ السلام علیکم۔ خضر نے چہرہ پر سے کپڑا ہٹایا اور کہا وعلیکم السلام۔ تم کون ہو؟ فرمایا کہ موسیٰ ہوں۔ کہا کہ کون موسیٰ؟ فرمایا بنی اسرائیل والا موسیٰ۔ کہا کہ کیا عظیم معاملہ ہے جو تمہیں یہاں لایا؟ فرمایا میں آیا ہوں تا کہ جو علم آپ کے پاس ہے وہ مجھے بھی سکھا دیں۔ کہا کہ تم میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکتے۔ اور تم کیسے صبر کر سکتے ہو اس بات پر جس کی تمہیں خبر نہیں۔ مجھے حکم ہوگا کسی کام کے کرنے کا جب تم اسے دیکھو گے تو صبر نہ کر پاؤ گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ: ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے اور میں کسی بات میں آپ کی نافرمانی نہ کروں گا۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ: اچھا اگر تم میرے پیچھے چلتے ہی ہو تو کسی چیز کے متعلق سوال مت کرنا یہاں تک کہ میں خود ہی تم سے اس کا تذکرہ کروں۔ چنانچہ دونوں روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ ایک کشتی میں سوار ہوئے تو خضر علیہ السلام نے اس کا تختہ (ایک جگہ سے) پھاڑ دیا یا پھاڑنے کا ارادہ کیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ: آپ اسے پھاڑنا چاہتے ہیں کہ اس کے لوگوں کو غرق کر دیں، بلاشبہ آپ ایک بھاری کام کر رہے ہیں۔ خضر نے فرمایا کہ میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ رہ کر صبر نہ کر سکو گے، موسیٰ

علیہ السلام نے فرمایا کہ جو بات میں بھول گیا تھا اس پر گرفت نہ کیجئے اور مجھ پر تنگی نہ کیجئے۔ چنانچہ پھر دونوں چلے یہاں تک کہ کچھ بچے ملے جو کھیل رہے تھے، خضر علیہ السلام پہلی ہی نظر میں ان میں سے ایک لڑکے کے پاس گئے اور اسے قتل کردیا۔ موسیٰ یہ دیکھ کر سخت ڈر گئے اور کہا کہ آپ نے ایک پاکیزہ جان کو بغیر کسی گناہ کے قتل کرڈالا؟ بلاشبہ آپ نے بڑا برا کام کیا۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے (واقعہ بیان کرتے ہوئے) فرمایا کہ اللہ کی رحمت ہو موسیٰ پر، کاش وہ جلدی نہ کرتے تو بہت سے عجائبات دیکھتے لیکن انہیں اپنے ساتھی سے شرم آگئی اور انہوں نے کہا کہ اب اس کے بعد اگر میں آپ سے سوال کروں تو مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیے، آپ کو میری طرف سے عذر پورا ہو چکا ہے۔ اگر وہ صبر کرتے تو عجیب باتیں دیکھتے۔ راوی کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب انبیاء میں سے کسی نبی کا تذکرہ فرماتے تو ابتدا اپنی ذات سے کرتے ہوئے فرماتے کہ اللہ کی رحمت ہو ہم پر اور ہمارے بھائی فلاں پر، ہم سب پر اللہ کی رحمت ہو۔ پھر وہ دونوں چل پڑے۔ یہاں تک کہ ایک بستی میں پہنچے جس کے رہنے والے بڑے بخیل تھے۔ یہ وہاں کی مجلسوں میں گھومے پھرے اور ان لوگوں سے کھانا مانگا تو انہوں نے میزبانی سے انکار کردیا۔ دونوں نے ایک دیوار پائی جو گرنے کے قریب تھی تو خضر نے اسے درست کر کے کھڑا کردیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر آپ چاہتے تو اس کام کی اجرت لے سکتے تھے، خضر نے فرمایا کہ یہ میرے اور تمہارے درمیان جدائی کا وقت ہے۔ اور ان کا کپڑا پکڑا اور کہا کہ میں آپ کو بتلاتا ہوں ان باتوں کی حقیقت جن پر آپ صبر نہ کرسکتے تھے۔ جہاں تک کشتی کی بات ہے تو وہ چند مساکین کی تھی جو سمندر میں کام کرتے تھے، ان کے آگے ایک ظالم بادشاہ تھا جو زبردستی ہر اچھی کشتی کو غصب کرلیتا تھا۔ تو میں نے چاہا کہ ان غریبوں کی کشتی کو عیب لگادوں (تاکہ وہ بادشاہ ان کی کشتی نہ لے) چنانچہ جب بیگار لینے والا آیا تو اس نے کشتی کو پھٹا ہوا پایا اور آگے بڑھ گیا، کشتی والوں نے (آگے نکلنے کے بعد) اس کو ایک تختہ لگا کر درست کردیا۔ جہاں تک لڑکے کے قتل کا معاملہ ہے تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ اس کے قلب پر کفر کی مہر لگی ہوئی تھی (یعنی وہ کافر لکھا گیا تھا اللہ کے یہاں) اس کے والدین اس سے بہت محبت کرتے تھے۔ اگر وہ بڑا ہوجاتا تو اپنے والدین کو بھی سرکشی و کفر میں پھنسالیتا۔ ہم نے چاہا کہ اس کے والدین کو ان کا رب اس کے بجائے دوسرا بیٹا دیدے جو اس سے بہتر ہو اور اس سے زیادہ پاکیزہ اور رحم دل ہو۔ جہاں تک دیوار کا قضیہ تھا تو وہ دیوار دو یتیم بچوں کی تھی شہر میں۔ اور اس دیوار کے نیچے خزانہ چھپا ہوا تھا جو ان بچوں کے والد نے ان کے لیے چھپادیا تھا۔ ان کا باپ نیک آدمی تھا، آپ کے رب نے چاہا کہ جب بچے بلوغت کو پہنچ جائیں تو اپنا خزانہ نکال لیں (دیوار چونکہ گرنے کے قریب ہوگئی تھی اور اگر وہ گرجاتی تو سب لوگ اس خزانہ کو لوٹ لیتے اور یتیموں کو ان کا حق نہ ملتا لہٰذا دیوار اٹھادی تاکہ خزانہ لوگوں کی ستبرد سے محفوظ رہے)۔

تشریح:

''الکوۃ'' دریچہ کو کہتے ہیں سرنگ مراد ہے ''انتحی علیھا'' یعنی ٹیڑھے ہو کر کشتی پر ٹیک لگا کر زور سے تختہ اکھاڑ دیا۔ ''بادی الرأی'' ای اول الرائی. دمامة: دال پر زبر ہے حیاء کے معنی میں ہے یعنی ملامت کے متوجہ ہونے کے خوف سے ایسا کیا ''واخذ بثوبه'' یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خضر کو کپڑے سے پکڑ کر فرمایا کہ مجھے بیان کرو۔ ''یتسخرھا'' یعنی کشتی پر قبضہ کرنے کے لیے جب ظالم لوگ آ گئے ''فطبع'' یعنی مطبوع کافر تھا یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ظہور ہے کہ ہر بچہ اسلام پر پیدا ہوتا ہے مگر اس ایک بچے کو کفر پر پیدا کیا ''تماریت'' جھگڑا اور اختلاف کے معنی میں ہے ''لقیه'' ملاقات کے معنی میں ہے ''افتقدت'' گم کرنے کے معنی میں ہے۔ الحمد للہ کہ مکتبۃ البشریٰ کی چھٹی جلد کی آخری حدیث لکھ دی۔

۶۱۶۱ ۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِیُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى، كِلَاهُمَا، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، بِإِسْنَادِ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، نَحْوَ حَدِيثِهِ

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

۶۱۶۲ ۔ وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَرَأَ: (لَتَخِذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے قرآن کریم کی آیت (لَتَخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا) کو (لَتَخِذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا) پڑھا (یعنی اس میں دونوں طرح پڑھا جا سکتا ہے)۔

۶۱۶۳ ۔ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ تَمَارَى، هُوَ وَالْحُرُّ بْنُ قَيْسِ بْنِ حِصْنٍ الْفَزَارِيُّ فِي صَاحِبِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: هُوَ الْخَضِرُ، فَمَرَّ بِهِمَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ الْأَنْصَارِيُّ، فَدَعَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ: يَا أَبَا الطُّفَيْلِ هَلُمَّ إِلَيْنَا، فَإِنِّي قَدْ تَمَارَيْتُ أَنَا وَصَاحِبِي هٰذَا فِي صَاحِبِ مُوسَى الَّذِي سَأَلَ السَّبِيلَ إِلَى لُقِيِّهِ، فَهَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ شَأْنَهُ؟ فَقَالَ أُبَيٌّ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: بَيْنَمَا مُوسَى فِي مَلَإٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ

إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ: هَلْ تَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْكَ؟ قَالَ مُوسَى: لَا، فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَى مُوسَى بَلْ عَبْدُنَا الْخَضِرُ قَالَ: فَسَأَلَ مُوسَى السَّبِيلَ إِلَى لُقِيِّهِ، فَجَعَلَ اللّٰهُ لَهُ الْحُوتَ آيَةً، وَقِيلَ لَهُ: إِذَا افْتَقَدْتَ الْحُوتَ فَارْجِعْ فَإِنَّكَ سَتَلْقَاهُ، فَسَارَ مُوسَى مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَسِيرَ، ثُمَّ قَالَ لِفَتَاهُ: آتِنَا غَدَاءَنَا، فَقَالَ فَتَى مُوسَى، حِينَ سَأَلَهُ الْغَدَاءَ ﴿أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهِ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ﴾، فَقَالَ مُوسَى لِفَتَاهُ: ﴿ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِي فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا﴾ فَوَجَدَا خَضِرًا فَكَانَ مِنْ شَأْنِهِمَا مَا قَصَّ اللّٰهُ فِي كِتَابِهِ. إِلَّا أَنَّ يُونُسَ قَالَ: فَكَانَ يَتَّبِعُ أَثَرَ الْحُوتِ فِي الْبَحْرِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے اور حر بن قیس بن حصن الفزاری کے درمیان جھگڑا ہوا موسیٰ کے ساتھی کے بارے میں۔ ابن عباس کا کہنا تھا کہ وہ خضر علیہ السلام تھے، اسی اثناء میں حضرت ابی بن کعب ان دونوں کے پاس سے گزرے تو ابن عباس نے انہیں بلایا اور کہا کہ اے ابوالطفیل ہمارے پاس آیئے، اس لیے کہ میں اور میرے یہ ساتھی، حضرت موسیٰ کے ان ساتھی کے متعلق جھگڑ رہے ہیں جن سے ملاقات کی راہ انہوں نے پوچھی تھی تو کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے ان کا تذکرہ سنا ہے؟ ابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ: ''موسیٰ ایک بار بنی اسرائیل کی ایک جماعت کے درمیان تھے کہ ایک آدمی ان کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ کیا آپ اپنے سے زیادہ بڑے کسی عالم کو جانتے ہیں؟ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ بلکہ ہمارا بندہ خضر تم سے زیادہ عالم ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان سے ملاقات کی راہ پوچھی، اللہ عزوجل نے مچھلی کو نشان بنادیا اور ان سے کہا گیا کہ جب آپ مچھلی گم کردیں تو واپسی کرلیں وہیں آپ ان سے مل لیں گے۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام چل پڑے اور جتنا اللہ نے چاہا چلتے رہے پھر اپنے ساتھی نوجوان سے کہا کہ ہمارا ناشتہ لے آؤ، جب موسیٰ نے ناشتہ کا سوال کیا تو نوجوان نے کہا کہ آپ کو معلوم نہیں جب ہم نے چٹان پر پناہ لی تھی تو میں مچھلی بھول گیا اور مجھے شیطان نے ہی اس کی یاد بھلادی۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے نوجوان سے کہا کہ وہی تو ہم چاہتے تھے، چنانچہ دونوں اپنے قدموں کے نشانات پر لوٹے، وہاں پر خضر علیہ السلام کو پایا، پھر ان کا وہی واقعہ ہوا جسے اللہ نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا ہے۔

کتاب فَضَائِلِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ

صحابہ کرامؓ کے فضائل کا بیان

صحیح مسلم میں مسلم کے شارح علامہ نووی نے یہاں فضائل الصحابہ کا لفظ استعمال کیا ہے دیگر کتابوں میں کتاب المناقب کا عنوان ہے میں اسی کے حوالہ سے تفصیل لکھنا چاہتا ہوں دونوں میں فرق نہیں ہے البتہ مناقب کے مفہوم کے سمجھنے کی ضرورت ہے۔

قال اللہ تعالیٰ ﴿محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود﴾ (سورۃ الفتح)

''المناقب'' جمع ہے اس کا مفرد منقبة ہے منقبت اس فضیلت اور اچھی خصلت کا نام ہے جس کے ذریعہ سے آدمی کو خالق اور مخلوق کے نزدیک عزت وشرافت اور منزلت ورفعت حاصل ہوجاتی ہے۔ لیکن یہاں یہ بات ملحوظ رہنی چاہیے کہ اس شرف وعزت اور اس منقبت ورفعت کا اعتبار تب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس شخص کو یہ مقام حاصل ہو، اگر اللہ تعالیٰ کے ہاں مقام حاصل نہیں ہے تو صرف مخلوق کے ہاں اس شرف ومقام کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا، پھر یہ بات بھی ضروری ہے کہ اس منقبت اور شرف ومنزلت کا تعین آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہو کہ یہ کام باعث فضیلت ہے، عوام الناس کے تعین کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

''الصحابة'' یہ جمع ہے اس کا مفرد صحابی ہے اور صحابی وہ ہوتا ہے جس نے بیداری میں ایمان کی حالت میں حضور اکرم ﷺ کو دیکھا ہو اور پھر وفات تک ایمان پر قائم رہا ہو، تابعی وہ ہوتا ہے جس نے اسی حالت میں صحابی کو دیکھا ہو اور تبع تابعی وہ ہوتا ہے جس نے اسی حالت میں تابعی کو دیکھا ہو۔ صحابہ سب کے سب عادل ہیں اور انجام کے اعتبار سے مأمون ومحفوظ اور اہل جنت ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نزدیک اور قرآن وحدیث کی تعلیمات کے مطابق ان کی بڑی شان ہے سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، پھر خلفاء راشدین ہیں، پھر عشرہ مبشرہ ہیں، پھر اہل بدر ہیں، پھر بیعت رضوان حدیبیہ والے ہیں، پھر اہل قبلتین ہیں، پھر فتح مکہ سے پہلے اسلام قبول کرنے والے صحابہ ہیں۔

السابقون الاولون والے بھی شان والے صحابہ ہیں۔ صحابہ کرام میں السابقون الاولون کون ہیں؟ تو ایک قول یہ ہے کہ بیعت عقبہ والے ہیں، دوسرا قول یہ ہے کہ واقعۂ بدر سے پہلے والے صحابہ ہیں، تیسرا قول یہ ہے کہ فتح مکہ سے پہلے والے صحابہ ہیں، انہیں کے واسطے سے ہم تک کلمہ طیبہ اور قرآن پہنچا ہے، اگر صحابہ کرام کو خراب یا العیاذ باللہ گمراہ کہا جائے تو قیامت تک سارے لوگ خراب اور گمراہ ہوں گے کیونکہ پانی کا حوض اگر گندہ ہوجائے تو نلوں میں گندہ پانی آتا ہے، قرآن کے نقل کرنے میں صحابہ کا پورا

طبقہ شریک ہے۔ اگر صحابہ کا طبقہ بے اعتماد ہو جائے تو قرآن پر اعتماد ختم ہو جائے گا، چند آدمیوں کی گواہی سے قرآن کا اعتماد بحال نہیں ہو سکتا ہے، صحابہ کرام براہ راست آنحضرت ﷺ کے شاگرد ہیں اگر صحابہ کو خراب کہا جائے تو یہ آنحضرت ﷺ پر اعتراض ہے کہ ۲۳ سال میں آنحضرت نے قابل اعتماد شاگرد پیدا نہیں کیے، اسی لیے اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام ہدایت کے مینار تھے اور امت کے لیے حق کے معیار تھے، جن کو صحابہ سے بغض رہا ہے وہ کفار تھے یا دل کے بیمار تھے کسی نے سچ کہا ہے:

حُبُّ النَّبِيِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ مُفْتَرِضٌ وَحُبُّ اَصْحَابِهٖ نُوْرٌ بُرْهَانٌ

مَنْ كَانَ يَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ خَالِقُهٗ لَا يَرْمِيَنَّ اَبَا بَكْرٍ بِبُهْتَانٍ

وَلَا اَبَا حَفْصِ نِ الْفَارُوْقَ صَاحِبَهٗ وَلَا الْخَلِيْفَةَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانٍ

اَمَّا عَلِيٌّ فَمَشْهُوْرٌ فَضَائِلُهٗ وَالْبَيْتُ لَا يَنْتَنِيْ اِلَّا بِاَرْكَانٍ

باقی صحابہ کا آپس میں اختلاف بھی آیا ہے آپس میں جنگیں بھی ہوئیں ہیں یہ مشاجرات صحابہ ہیں، ہر فریق کی نیت اچھی تھی گویا دو بھائیوں کا اختلاف تھا کسی تیسرے فریق کو بیچ میں آکر ایک بھائی کی حمایت اور دوسرے کی مخالفت غیر معقول ہے نیز اجتہادی غلطی پر مواخذہ نہیں کیا جاتا، اگر ایک فریق حق پر تھا تو دوسرا اجتہادی غلطی کا شکار تھا، جمہور اہل حق کا یہی مسلک ہے باقی صحابہ کرام کا شرعی مسائل میں بھی اختلاف ہوا ہے یہ اختلاف امت کے لیے باعث رحمت ہے قابل گرفت نہیں ہے۔ صحابہ کی بزرگی صرف امت مسلمہ کے لیے نہیں کائنات میں مسلّم ہے، شاعر نے خوب کہا:

فلو ان السماء دنت لمجد ومكرمة دنيت لهم السماء

صحابہ کرام میں سے بعض کو بعض سے افضل قرار دینے کی تحقیق

علامہ مازری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کے بعض کے بعض پر فضیلت دینے میں علماء کرام کی آراء میں تفاوت ہے علماء کے ایک طبقہ نے کہا کہ ہم تفاضل صحابہ میں خاموش رہیں گے یہ جائز نہیں ہے مگر جمہور علماء فرماتے ہیں کہ تفاضل جائز ہے پھر ان میں اختلاف ہے کہ افضلیت میں ترتیب کس طرح ہے۔

(۱) اہل سنت والجماعت نے کہا کہ سب سے افضل ابوبکر صدیق ہیں (۲) خطابیہ فرقہ کے لوگوں نے کہا کہ سب سے افضل عمر فاروق ہیں (۳) راوندیہ فرقہ نے کہا کہ سب سے افضل حضرت عباس ہیں (۴) شیعہ فرقہ نے کہا کہ سب سے افضل حضرت علی

ہیں تاہم جمہور اہل سنت کے علماء اس ترتیب پر متفق ہیں کہ سب سے افضل صدیق اکبر ہیں پھر عمر فاروق ہیں پھر حضرت عثمان ہیں پھر حضرت علی ہیں البتہ بعض اہل کوفہ نے حضرت عثمان سے حضرت علی کو مقدم کیا ہے لیکن مشہور یہی ہے کہ حضرت عثمان مقدم ہیں۔ (کذا فی النووی) علامہ ابو منصور بغدادی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہمارے علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ ترتیب کے ساتھ سب سے افضل خلفاء راشدین ہیں پھر عشرہ مبشرہ کا درجہ ہے پھر اہل بدر کا درجہ ہے پھر اہل احد صحابہ کا درجہ ہے پھر بیعت الرضوان کے صحابہ کا درجہ ہے پھر بیعت عقبہ میں شریک انصار صحابہ کا درجہ ہے۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ تفضیل کا یہ قول اسی ترتیب کے ساتھ ابوالحسن اشعریؒ کے نزدیک قطعی اور یقینی ہے علامہ ابوبکر باقلانی نے اس ترتیب سے فضیلت دینے کو اجتہادی قرار دیا ہے۔

بَابٌ مِنْ فَضَائِلِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے اٹھارہ احادیث کو بیان کیا ہے

٦١٦٤ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ، أَخْبَرَنَا وقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ، حَدَّثَهُ قَالَ: نَظَرْتُ إِلَى أَقْدَامِ الْمُشْرِكِينَ عَلَى رُءُوسِنَا وَنَحْنُ فِي الْغَارِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ نَظَرَ إِلَى قَدَمَيْهِ أَبْصَرَنَا تَحْتَ قَدَمَيْهِ، فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے (سفر ہجرت کے درمیان غار ثور میں جب روپوش تھے) مشرکین کے قدموں کو اپنے سروں پر دیکھا جب ہم غار میں تھے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر ان میں سے کسی نے اپنے قدموں کی جانب دیکھا تو اپنے قدموں کے نیچے ہمیں بھی دیکھ لے گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ابوبکر! اُن دو کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے کہ جن کا تیسرا اللہ ہے۔

تشریح:

''ان ابابکر الصدیق''

نام ونسب: حضرت ابوبکر صدیق کا نام عبداللہ ہے، لقب صدیق اور عتیق ہے دونوں لقب حضور اکرم ﷺ نے عطا

فرمائے تھے آپ کی کنیت ابوبکر ہے۔ آٹھویں پشت میں آپ کا نسب حضور اکرم ﷺ سے جا ملتا ہے، آپ تیمی ہیں آنحضرت ﷺ سے جاملتا ہے، آپ آنحضرت ﷺ سے دو برس چھوٹے تھے وہی دو برس آنحضرت ﷺ کے بعد حیات تھے اور ۶۳ سال کی عمر میں انتقال فرما گئے۔

آپ کا رنگ: سفید اور جسم لاغر تھا، رخساروں پر گوشت کم تھا، پیشانی اُبھری ہوئی تھی، بڑے بردبار اور نرم دل تھے، سب سے زیادہ حضور اکرم ﷺ کی رفاقت میں رہے، حیات میں حضور اکرم ﷺ کے وزیر تھے اور وفات کے بعد آپ کے جانشین ہوئے، خلیفہ رسول کا مبارک خطاب آپ کو ملا، دو سال تین ماہ نو دن خلافت کی ۱۳ھ ۲۲ جمادی الثانی میں مغرب اور عشاء کے درمیان اس دار فانی سے رخصت ہوئے اور اپنے محبوب کے قدموں میں تا قیامت آرام فرمانے لگے۔

آپ اشراف قریش میں سے تھے، عرب معاشرہ میں ہر دل عزیز تھے، اہل عرب کے انساب کے ماہر تھے، بڑے پائے کے تاجر تھے، نہایت فصیح و بلیغ تھے، زمانہ جاہلیت میں کبھی شراب نہیں پی اور نہ کبھی بت پرستی کی، بچپن سے حضور اکرم ﷺ سے فدایانہ محبت تھی۔ سب سے پہلے حضور اکرم ﷺ پر ایمان لائے اور آخر دم تک مال و جان کی قربانی دی۔

تمام غزوات میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ شریک رہے اور حضور ﷺ کی وفات کے بعد امت کو سنبھالا، مرتدین کی سرکوبی کی اور جھوٹے مدعیان نبوت کو ٹھکانے لگایا پھر فارس و روم کے خلاف دو محاذوں پر جہاد کا آغاز کیا، حیات و ممات میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہر عمل میں مماثلت حاصل کی، یار غار رہے، ہجرت میں رفیق سفر رہے۔

ثَانِيَ اثْنَيْنِ فِي الْغَارِ الْمُنِيفِ وَقَدْ ۔۔۔ طَافَ الْعَدُوُّ بِهِ إِذْ صَعِدَ الْجَبَلَا

وَكَانَ حُبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَدْ عَلِمُوْا ۔۔۔ خَيْرَ الْبَرِيَّةِ لَمْ يَعْدِلْ بِهِ الرجلا

قال الشاعر:

مَنْ كَانَ يَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ خَالِقُهٗ ۔۔۔ لَا يَرْمِيَنَّ اَبَابَكْرٍ بِبُهْتَانٍ

فَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَنَّا وَعَنْ جَمِيعِ الصَّحَابَةِ

ایک اور حدیث ہے جس کو صاحب مشکوۃ نے نقل کیا ہے اس میں غار ثور کی اس طرح تفصیل ہے۔

"ونحن فی الغار" اس غار سے غار ثور مراد ہے جو مکہ مکرمہ سے کافی فاصلہ پر ایک مشکل ترین بلند و بالا پہاڑ پر ہے، میں نے اس غار کو دیکھا ہے بلکہ اس پہاڑ پر دو غار ہیں: ایک مکہ کی جانب پہاڑ پر واقع ہے مشہور یہی ہے مگر ایک غار دوسری جانب اسی پہاڑ

پر واقع ہے جو بڑے دو پتھروں کے اندر ہے اور اوپر سے نیچے اترنا پڑتا ہے جہاں دو آدمی مشکل سے بیٹھ سکتے ہیں، اس غار پر ایک بڑا پتھر بالکل بیل کی طرح لگتا ہے شاید اسی وجہ سے اس کو غار ثور کہتے ہیں، ثور عربی میں بیل کو کہتے ہیں، مکہ سے ہجرت کی رات آنحضرت ﷺ اس غار میں جا کر تین دن تک چھپے تھے میرے خیال میں یہ دوسرا غار اصل میں غار ثور ہے پہلے والا مصنوعی تراشا گیا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن کچھ الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دوسرا غار ثور نہیں ہے پہلا والا غار ثور ہے۔ واللہ اعلم۔

"فکسحه" جھاڑ دینے اور صاف کرنے کو کسحہ کہا گیا ہے" ثقبا" سوراخوں کو ثقب کہتے ہیں "القمهما" یعنی پاؤں کے انگوٹھوں کو لقمہ بنا کر ان دو سوراخوں میں دیدیا تاکہ سوراخ بند ہو جائے۔ "مـــالک" یعنی روتے کیوں ہو؟ آنکھوں سے آنسو کیوں گرتے ہیں؟ "فتفل" آپ ﷺ نے لعاب دہن اس ڈسے ہوئے مقام پر لگا دیا۔ "ثم انتقض" یعنی زہر کا اثر ظاہر ہو گیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اسی زہر کی وجہ سے انتقال کر گئے، صدیق اکبرؓ کی عجیب شان کو دیکھئے کہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ کامل موافقت و رفاقت ہے یہاں تک کہ موت کی کیفیت میں بھی موافقت ہو گئی۔

"باثنین" اس حدیث سے قرآن عظیم کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے ﴿ثانی اثنین اذ هما فی الغار اذ یقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا﴾ (سورۃ توبہ: ۴۰)

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے اس غار اور جبل ثور کے بارے میں اور صدیق اکبر کی مدح میں فرمایا:

ثانی اثنین فی الغار المنیف وقد طاف العدو به اذ صعد الجبلا

وکان حب رسول الله قد علموا خیر البریة لم یعدل به الرجلا

یعنی بلند و بالا غار میں دو میں کا دوسرا تھا جب جبل ثور پر دونوں چڑھ رہے تھے تو دشمن نے تعاقب کیا صدیق اکبر رسول اللہ ﷺ کے محبوب تھے صحابہ اس بات کو جانتے تھے کہ آنحضرت ﷺ نے کسی آدمی کو صدیق کے برابر نہیں مانا علامہ بوصیریؒ نے قصیدہ بردہ میں فرمایا:

فالصدق فی الغار والصدیق لم یریا وهم یقولون ما بالغار من ارم

ترجمہ: سچے رسول اور صدیق دونوں غار میں تھے اور مشرکین کہتے تھے کہ غار میں کسی کی نشانی نہیں ہے۔

٦١٦٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا مَعْنٌ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: عَبْدٌ

خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ زَهْرَةَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ، فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ وَبَكَى، فَقَالَ: فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا، قَالَ فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْمُخَيَّرُ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمَنَا بِهِ، وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ أَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي مَالِهِ وَصُحْبَتِهِ أَبُو بَكْرٍ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا، وَلَكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ، لَا تُبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ إِلَّا خَوْخَةَ أَبِي بَكْرٍ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ ایک بندہ ہے جسے اللہ نے اختیار دیا ہے کہ وہ چاہے تو اسے دنیا کی رونق دے دی جائے اور چاہے تو اللہ کے پاس رہنا قبول کر لے، پس اس بندہ نے اللہ کے پاس رہنا قبول کرلیا۔ یہ سن کر ابوبکرؓ رونے لگے اور خوب روئے اور فرمایا کہ ہماری مائیں اور ہمارے باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں۔ ابوسعید خدری نے کہا وہ بندے، رسول اللہ ﷺ خود ہی تھے جنہیں دنیا کی زندگی یا حق تعالیٰ کے پاس جانے دونوں کا اختیار دیا گیا تھا اور ابوبکر، ہم سب سے زیادہ علم رکھتے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: مجھ پر اپنے مال اور اپنی صحبت سے سب لوگوں سے زیادہ احسان کرنے والے ابوبکر ہیں، اگر میں کسی کو قلبی دوست بناتا تو ابوبکر کو اپنا خلیل (قلبی دوست) بناتا (لیکن قلب میں تو صرف ایک اللہ ہی کو بسا رکھا ہے) البتہ اسلامی اخوت باقی ہے۔ مسجد میں کسی کی کھڑکی باقی نہ رکھی جائے سوائے ابوبکر کی کھڑکی کے"۔

تشریح:

"اَمَنَّ النَّاسِ" اسم تفضیل کا صیغہ ہے یعنی میرے ساتھ سب سے زیادہ احسان کرنے والے شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ "خلیلا" لفظ خلیل کا مبدأ اشتقاق مختلف ہے یہ لفظ خلۃ یعنی دوستی سے بھی مشتق ہے جس کا معنی ایسا گہرا قلبی تعلق ہوتا ہے جو انسان کے دل کے اندر تک سرایت کر جائے اور اس کے قلب کے ظاہری اور باطنی احساسات وخیالات پر قابض ہو جائے خلۃ کا یہ مفہوم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لیے مناسب نہیں ہے۔ اس لیے آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق کے لیے اس کی نفی فرمادی، ہاں اگر صرف محبت اور دوستی کے معنی میں یہ لفظ لیا جائے تو اس کا اطلاق دوسروں پر بھی ہو سکتا ہے اسی لیے فرمادیا کہ اسلامی اخوت، صدیق کے ساتھ بدرجۂ کمال موجود ہے، اگر لفظ خلیل خلۃ خاء کے فتحہ کے ساتھ ہو اور اسی مادہ سے مشتق ہو تو یہ احتیاج اور اعتماد کے معنی میں ہوگا، مطلب یہ ہو جائے گا کہ اگر میں کسی کو اپنا ایسا دوست بناتا کہ جس کی طرف اپنی ضرورتوں اور حاجتوں میں رجوع کرتا اور اپنی مہمات اور تمام معاملات میں اس پر بھروسہ کرتا اور اس کو سہارا بناتا تو میں ابوبکر کو بناتا لیکن ایسے امور اور معاملات ومہمات میں مجھے کامل بھروسہ واعتماد صرف ایک اللہ کی ذات پر ہے۔ اور میرا سہارا ومرجع صرف وہی اللہ ہے

اس لیے میں نے اس معنی میں ابوبکر کو خلیل نہیں بنایا، ہاں اسلامی اخوت ان کے ساتھ بدرجۂ کمال موجود ہے۔

خلاصہ یہ کہ حاجت روائی کے مفہوم میں یہ لفظ صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور محبت کے مفہوم میں اوروں پر بولا جاتا ہے۔

''لا تبقین'' یہ مجہول کا صیغہ ہے یعنی ہرگز باقی نہ رکھا جائے۔

''خوخة'' روشن دان کو بھی کہتے ہیں اور اس چھوٹے دروازے کو بھی کہتے ہیں جس سے آدمی صرف گزر کر دوسری طرف جاسکے، مسجد نبوی کے ساتھ صحابہ کرام کے گھر متصل لگے ہوئے تھے، ابتداء میں صحابہ کرام نے مسجد کی طرف روشن دان چھوڑے تھے تاکہ حضور اکرم ﷺ کی آمد کا پتہ چلے اور آپ کا دیدار ہوسکے اور اگر چھوٹا دروازہ ہو تو اس کے ذریعہ سے مسجد میں آمد و رفت ہوسکے، آنحضرت ﷺ نے مرض وفات میں ایسی تمام کھڑکیوں کے بند کرنے کا حکم دیا، صرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کھڑکی کو کھلا رکھنے کی اجازت دیدی جس کا نشان آج تک موجود ہے اور مسجد نبوی میں باب السلام کے پاس باب رحمت ہے اس کے ساتھ اوپر دیوار کی بلندی پر لکھا ہوا ہے ''هذه خوخة ابی بکر'' اس ارشاد عالی سے صدیق اکبر کی شان کا اظہار بھی مقصود تھا اور یہ اشارہ بھی تھا کہ حضرت ابوبکر، حضور اکرم ﷺ کے بعد خلیفہ ہوں گے۔

سوال: اب یہاں ایک سوال اٹھتا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص کے حوالہ سے ایک روایت نسائی اور مسند احمد نے نقل کی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے تمام صحابہ کے روشن دان اور کھڑکیاں بند کروادیں جو مسجد نبوی کی طرف تھیں صرف حضرت علی کی کھڑکی چھوڑ دی اسی طرح ایک اور روایت حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر سے بھی مسند احمد اور نسائی نے نقل کی ہے کثرت طرق کی وجہ سے حدیث صحیح بھی ہے لہٰذا زیر بحث حدیث اور نسائی و احمد کی حدیث میں تعارض آگیا آیا یہ خصوصی حکم صدیق کے لیے تھا یا حضرت علی کے لیے تھا؟

جواب: علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اس پر طویل کلام فرمایا ہے اور دونوں حدیثوں کو صحیح تسلیم کرنے کے بعد یہ جواب دیا ہے کہ ان دونوں روایتوں کا زمانہ الگ الگ ہے۔ حضرت علیؓ کے بارے میں جو حدیث ہے وہ بالکل ابتدائی دور کی بات تھی جب حضرت حمزہؓ زندہ تھے، حضرت حمزہ نے حضور اکرم ﷺ کے سامنے گلہ بھی کیا کہ آپ نے چچا کے لیے اجازت نہیں دی اور چچازاد بھائی کے لیے اجازت دیدی، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا ہے، اس کے بعد آنحضرت نے مرض وفات میں انتقال سے تین چار روز پہلے پھر حکم صادر فرمایا اور صدیق اکبرؓ کے علاوہ کسی کو مسجد کی طرف کھڑکی رکھنے کی اجازت نہیں دی لہٰذا یہ خصوصیت صرف حضرت ابوبکرؓ کے لیے ہے جس میں خلافت کی طرف اشارہ ہے۔

"لکنه اخی "مسند احمد کی روایت میں ہے"لکنه اخی فی الدین وصاحبی فی الغار "حضرت ابن عباس کی روایت مسند ابو یعلیٰ میں اس طرح منقول ہے:ابوبکر صاحبی ومونسی فی الغار سدوا کل خوخة فی المسجد غیر خوخة ابی بکر: (مسند ابو یعلیٰ)

٦١٦٦۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ نَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَالِمٍ ابِي النَّضْرِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ وَبسر بْنَ سَعِيدٍ عَنْ اَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَطَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ يَوْمًا بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ۔

حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن لوگوں کو خطبہ دیا اور پھر مذکورہ مالک کی روایت کی طرح روایت نقل فرمائی۔

٦١٦٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْعَبْدِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي الْهُذَيْلِ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ، يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا، وَلَكِنَّهُ أَخِي وَصَاحِبِي، وَقَدِ اتَّخَذَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيلًا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ کی حدیث بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ابو بکر کو دوست بناتا، لیکن وہ میرے بھائی اور صحابی ہیں، کیونکہ تمہارے صاحب (مجھے) کو اللہ نے اپنا خلیل بنالیا ہے"۔

٦١٦٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ أُمَّتِي أَحَدًا خَلِيلًا، لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو اپنا دوست بناتا تو ابو بکر کو بناتا"۔

٦١٦٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنِي سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، أَخْبَرَنَا

أَبُو عُمَيْسٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا، لَاتَّخَذْتُ ابْنَ أَبِي قُحَافَةَ خَلِيلًا

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں اہل زمین میں سے کسی کو اپنا دوست بناتا تو ابوقحافہ کے بیٹے (ابوبکر) کو دوست بناتا لیکن تمہارے صاحب کو (مجھے) اللہ نے اپنا دوست بنالیا ہے''

٦١٧٠ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا وقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ وَاصِلِ بْنِ حَيَّانَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي الْهُذَيْلِ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ خَلِيلًا، لَاتَّخَذْتُ ابْنَ أَبِي قُحَافَةَ خَلِيلًا، وَلَكِنْ صَاحِبُكُمْ خَلِيلُ اللّٰهِ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''آگاہ رہو! بے شک میں ہر کسی دوست کی دوستی سے بری ہوں، اور اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر کو بناتا، بلاشبہ تمہارا صاحب (یعنی میں) اللہ کا دوست ہوں''۔

٦١٧١ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، وَوَكِيعٌ، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ وَاللَّفْظُ لَهُمَا قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا إِنِّي أَبْرَأُ إِلَى كُلِّ خِلٍّ مِنْ خِلِّهِ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا، لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا، إِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيلُ اللّٰهِ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک میں ہر کسی کی دوستی سے بری ہوں اور اگر میں کسی کو اپنا دوست بناتا تو ابوبکر کو دوست بناتا لیکن تمہارے صاحب (یعنی میں) تو اللہ کے دوست ہیں

٦١٧٢ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَعَثَهُ عَلَى جَيْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ، فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: عَائِشَةُ قُلْتُ: مِنَ الرِّجَالِ؟ قَالَ أَبُوهَا قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: عُمَرُ فَعَدَّ رِجَالًا

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ذات السلاسل کے لشکر میں بھیجا تھا،

میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہیں؟ فرمایا کہ عائشہ۔ میں نے عرض کیا کہ مردوں میں سے؟ فرمایا کہ عائشہ کے باپ۔ میں نے کہا کہ اس کے بعد؟ فرمایا کہ عمر۔ اور اس کے بعد مزید کئی افراد کا نام شمار کیا۔

٦١٧٣ـ وحَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، عَنْ أَبِي عُمَيْسٍ، ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَيْسٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، سَمِعْتُ عَائِشَةَ، وَسُئِلَتْ: مَنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَخْلِفًا لَوِ اسْتَخْلَفَهُ؟ قَالَتْ: أَبُو بَكْرٍ، فَقِيلَ لَهَا: ثُمَّ مَنْ؟ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: عُمَرُ، ثُمَّ قِيلَ لَهَا مَنْ؟ بَعْدَ عُمَرَ، قَالَتْ: أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ. ثُمَّ انْتَهَتْ إِلَى هَذَا

حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہؓ سے سنا اور ان سے سوال کیا گیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ اگر کسی کو خلیفہ بناتے تو کس کو بناتے؟ فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو، ان سے کہا گیا کہ ابوبکر کے بعد کس کو بناتے؟ فرمایا کہ عمر کو۔ پھر کہا گیا کہ عمر کے بعد کس کو بناتے؟ فرمایا کہ ابوعبیدہ بن الجراح کو بناتے۔ یہاں تک کہ پھر آپؓ خاموش ہو گئیں۔

٦١٧٤ـ حَدَّثَنِي عَبَّادُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا، فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ فَلَمْ أَجِدْكَ؟ قَالَ أَبِي: كَأَنَّهَا تَعْنِي الْمَوْتَ قَالَ: فَإِنْ لَمْ تَجِدِينِي فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ سوال کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر آنا۔ وہ عورت کہنے لگی کہ یا رسول اللہ! اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں، (یعنی آپ کی وفات ہو جائے) تو پھر کیا کروں؟ فرمایا کہ اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس چلی جانا۔

تشریح:

”فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ“ یعنی میرے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ میرا خلیفہ ہوگا، مسئول وہی ہوگا تم اس کے پاس جانا تمہیں تمہارا حق مل جائے گا، یہ روایت گویا صریح نص ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد آپ کے جانشین حضرت ابوبکر ہوں گے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں خلافت کی کوئی تصریح نہیں ہے ہاں یہ اخبار بالغیب اور مستقبل کی پیشگوئی ہے مگر ملا علی قاری رحمہ اللہ نے

فرمایا کہ یہ حدیث خلافت کی طرف اشارہ ہے بلکہ ایک روایت میں تصریح ہے وہ اس طرح ہے کہ ایک دفعہ ایک عورت آئی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگنے لگی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعد میں آجاؤ۔ وہ کہنے لگی کہ یا رسول اللہ! اگر اس وقت آپ نہ ہوں، وہ اشارہ کررہی تھی کہ آپ کا انتقال ہوجائے تو پھر کیا ہوگا؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم نے مجھے زندہ نہیں پایا تو ابوبکرؓ کے پاس آجانا، وہ میرے بعد میرا خلیفہ ہوگا۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے ایک اور حدیث بھی یہاں لکھ دی ہے جس کا خلاصہ اس طرح ہے کہ ایک دیہاتی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کچھ اونٹ فروخت کردیئے اور قیمت باقی رہ گئی، حضرت علیؓ نے دیہاتی سے فرمایا کہ جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لو کہ اگر آپ موجود نہ رہے تو یہ قرض کون ادا کرے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیہاتی کے جواب میں فرمایا کہ ابوبکر ادا کرے گا، حضرت علیؓ نے دیہاتی کو دوبارہ بھیجا کہ اگر ابوبکر نہ رہے تو قرض کون ادا کرے گا؟ فرمایا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا وہ ادا کرے گا۔ حضرت علیؓ نے پھر دیہاتی کو بھیجا کہ اگر عمرؓ نہ ہو تو پھر کون ادا کرے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عثمانؓ کے پاس آجانا وہ ادا کرے گا؟ حضرت علیؓ نے دیہاتی کو پھر بھیجا کہ اگر عثمان کی موت واقع ہوجائے تو پھر کون ادا کرے گا؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ابوبکر وعمر وعثمان کی موت واقع ہوجائے تو پھر تم بھی مرجانا تمہارا کیا کام؟ اس روایت کو اسماعیلی رحمہ اللہ نے اپنی معجم میں نقل کیا ہے۔

(مرقات ج ۱۰ ص ۳۷۴)

٦١٧٥ - وحَدَّثَنِيهِ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ أَبِيهِ، أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، أَنَّ أَبَاهُ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ، أَخْبَرَهُ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَتْهُ فِي شَيْءٍ، فَأَمَرَهَا، بِأَمْرٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ عَبَّادِ بْنِ مُوسَى

حضرت محمد بن جبیر بن مطعم خبر دیتے ہیں کہ ان کے والد جبیر بن مطعم نے خبر دی کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز کے متعلق گفتگو کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو حکم فرمایا: (آگے سابقہ حدیث عباد بن موسیٰ ہی کی مثل روایت بیان فرمائی)۔

٦١٧٦ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فِي مَرَضِهِ. ادْعِي لِي أَبَا بَكْرٍ، أَبَاكِ، وَأَخَاكِ، حَتَّى أَكْتُبَ كِتَابًا، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَتَمَنَّى مُتَمَنٍّ وَيَقُولُ قَائِلٌ: أَنَا أَوْلَى، وَيَأْبَى اللَّهُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَّا أَبَا بَكْرٍ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض کے ایام میں فرمایا کہ: اپنے والد ابوبکر کو اور اپنے بھائی کو میرے پاس لاؤ، تا کہ میں ایک تحریر لکھ دوں، کیونکہ مجھے خدشہ ہے کہ کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے اور کہے کہ میں (خلافت کا زیادہ) حقدار ہوں۔ جب کہ اللہ اور اہل ایمان سب (کی خلافت) کا انکار کرتے ہیں سوائے ابوبکر کی خلافت کے۔

تشریح:

''أَنَا أَوْلَى'' یعنی کوئی تمنا کرنے والا یہ تمنی نہ کرے کہ میں اولیٰ بالخلافت ہوں صحیح مسلم میں یہاں اولیٰ کا لفظ موجود ہے مشکوۃ شریف میں صحیح مسلم کے حوالہ سے ''انا ولا'' کا لفظ ہے جو اولیٰ کے معنی میں ہے۔

مطلب یہ ہے کہ آنحضرت نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ جا کر اپنے باپ اور بھائی کو بلالو تا کہ میں ایک تحریر لکھدوں تا کہ میری وفات کے بعد ابوبکر کے مقابلہ میں خلافت کا کوئی دعویدار پیدا ہو کر یہ دعویٰ نہ کرے کہ میں خلافت کے لیے زیادہ حقدار ہوں، شاید آنحضرت ﷺ نے اس ارادہ کا اظہار تو فرمایا مگر پھر معاملہ اللہ تعالیٰ اور مسلمانوں پر چھوڑ دیا، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ واقعۂ قرطاس میں بھی آنحضرت ﷺ کا مقصد حضرت ابوبکر کی خلافت کی تحریر لکھوانی تھی پھر آپ ﷺ کا ارادہ بدل گیا، یہ حدیث نص صریح ہے کہ خلافت بلافصل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ملی تھی، اس پر صحابہ کا اجماع بھی ہو گیا تھا اور دو سال تک حضرت ابوبکرؓ نے خلافت بھی کی اور حضرت علیؓ نے ان کے ہاتھ پر بیعت بھی کی، ان کے پیچھے نمازیں بھی پڑھیں، ان کو خلیفہ کے نام سے تسلیم بھی کیا اور اس نام سے ان کو پکارتے بھی رہے اور اپنی خلافت کا دعویٰ بھی نہیں کیا، اظہار بھی نہیں کیا، آپ سے کسی خفیہ وصیت کا پوچھا بھی گیا تو آپ نے فرمایا مجھے کوئی وصیت نہیں کی گئی، اس کے بعد بھی اگر شیعہ شور کرتے ہیں کہ خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حق تھا اور ان کو وصی بنایا گیا تھا، وہ خلیفہ بلافصل تھے تو یہ ان حضرات کی بے عقلی ہے، ظاہر میں تو حضرت علیؓ کے پاس کچھ بھی نہیں تھا اگر باطن میں کچھ تھا تو شیعہ اس کو بتادیں ویسے کافر بننے کی کیا ضرورت ہے کہ اجماع صحابہ کا انکار کرتے ہیں اور ان احادیث کو جھٹلاتے ہیں۔

٦١٧٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ، عَنْ يَزِيدَ وَهُوَ ابْنُ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ الْأَشْجَعِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا؟ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا، قَالَ: فَمَنْ تَبِعَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً؟ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا، قَالَ: فَمَنْ أَطْعَمَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِينًا قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا، قَالَ: فَمَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيضًا قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا،

فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا اجْتَمَعْنَ فِي امْرِءٍ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ ”تم میں سے کس نے روزہ کی حالت میں صبح کی؟ ابوبکرؓ نے فرمایا کہ میں نے۔ دریافت فرمایا کہ اچھا کس نے آج جنازہ میں شرکت کی؟ ابوبکرؓ نے فرمایا میں نے۔ پھر دریافت فرمایا کہ اچھا کس نے کسی مسکین کو کھانا کھلایا؟ ابوبکرؓ نے فرمایا کہ میں نے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جس شخص میں یہ باتیں جمع ہوگئیں وہ جنت میں ضرور داخل ہوگا“۔

٦١٧٨۔ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ، وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّهُمَا سَمِعَا أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يَسُوقُ بَقَرَةً لَهُ، قَدْ حَمَلَ عَلَيْهَا، الْتَفَتَتْ إِلَيْهِ الْبَقَرَةُ فَقَالَتْ: إِنِّي لَمْ أُخْلَقْ لِهَذَا، وَلَكِنِّي إِنَّمَا خُلِقْتُ لِلْحَرْثِ. فَقَالَ النَّاسُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ تَعَجُّبًا وَفَزَعًا، أَبَقَرَةٌ تَكَلَّمُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي أُومِنُ بِهِ وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَيْنَا رَاعٍ فِي غَنَمِهِ، عَدَا عَلَيْهِ الذِّئْبُ فَأَخَذَ مِنْهَا شَاةً، فَطَلَبَهُ الرَّاعِي حَتَّى اسْتَنْقَذَهَا مِنْهُ، فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ الذِّئْبُ فَقَالَ لَهُ: مَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ، يَوْمَ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ غَيْرِي؟. فَقَالَ النَّاسُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: فَإِنِّي أُومِنُ بِذَلِكَ، أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”ایک شخص اپنی گائے جس پر بوجھ لادا ہوا تھا، ہانکے چلا جارہا تھا کہ دفعتاً گائے نے اس آدمی کی طرف دیکھا اور کہنے لگی کہ: میں اس (بار برداری) کے لیے پیدا نہیں کی گئی ہوں بلکہ میں تو کھیتی باڑی کے لیے پیدا کی گئی ہوں“۔ لوگوں نے تعجب اور گھبراہٹ سے کہا سبحان اللہ! کیا گائے بھی بات کرتی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تو اس پر ایمان رکھتا ہوں اور ابوبکر اور عمر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ایک چرواہا اپنی بکریوں کے درمیان تھا اس اثناء میں ایک بھیڑیا جھپٹا اور اس کے ریوڑ میں سے ایک بکری لے گیا۔ چرواہے نے اس کا تعاقب کیا یہاں تک کہ بکری کو اس سے چھڑا لیا۔ بھیڑیا چرواہے کی جانب مڑا اور کہا: اس دن بکری کو کون بچائے گا جب درندوں کا دن ہوگا، اس دن میرے علاوہ کوئی چرواہا نہ ہوگا“۔ (یعنی عید کا دن کہ لوگ اپنے مویشیوں سے غافل ہوجاتے ہیں) لوگ کہنے لگے کہ سبحان اللہ! (یعنی حیرت ہے کہ بھیڑیا بھی انسانوں کی طرح بات کرتا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ میں تو اس پر ایمان رکھتا ہوں، ابوبکر اور عمر بھی ایمان رکھتے ہیں۔

تشریح:

"قد حمل علیھا" صحیح مسلم کی زیر بحث روایت میں یہی لفظ ہے مطلب یہ ہے کہ اس شخص نے بیل کے اوپر بوجھ لادا تھا بیل نے کہا میرا کام تو ہل جوتنا ہے بوجھ اٹھانا نہیں مگر مشکوۃ میں "قد عی فرکبھا" کے الفاظ ہیں کہ آدمی جب تھک گیا تو بیل پر سوار ہو گیا دونوں مطلب صحیح ہے کہ سامان بھی لادا اور خود بھی سوار ہو گیا تو بیل نے شکایت کر دی لوگوں نے تعجب کیا کہ بیل باتیں کر رہا ہے۔"فانی او من " یہ شرط محذوف پر متفرع ہے جو جزاء واقع ہے یعنی اگر لوگ گائے کی باتوں پر تعجب کریں تو کرنے دو، میں اور ابوبکر اور عمر فاروق ان باتوں پر ایمان رکھتے ہیں کہ یہ معجزہ ظاہر ہو گیا ہے، آنحضرت ﷺ نے اپنے یقین کے ساتھ شیخین کے یقین کو جوڑ دیا یہ نہایت قرب اور ایمان اور اطمینان واعتماد کی طرف اشارہ ہے اور اسی میں شیخین کی فضیلت ہے۔

"عدا الذئب" یہ عدوان اور تجاوز سے ہے یعنی بھیڑیئے نے بکریوں پر حملہ کر دیا۔"یوم السبع "اس کلمہ میں باپر پیش بھی ہے اور سکون بھی، اگر پیش ہے تو اس دن سے کوئی ایسے فتنے والا دن مراد ہے جس میں انسان، فتنوں کی وجہ سے اپنے مال مویشی چھوڑ کر بھاگ جائیں گے اور سب جانور بھیڑیوں کے رحم وکرم پر رہ جائیں گے یا اس سے کوئی ایسا دن مراد ہے جس میں سارے لوگ مر جائیں گے اور بکریاں خالی رہ جائیں گی یا اس سے قیامت کے ابتدائی احوال مراد ہیں جس کی وجہ سے خوف کے مارے انسان اور حیوان اکٹھے ہو جائیں گے "واذ النفوس زوجت "میں اسی کی طرف اشارہ ہے، ملا علی قاری نے اس توجیہ کو کمزور قرار دیا ہے۔بعض نے کہا کہ السبع اہل جاہلیت کی عیدوں میں سے عید کا ایک دن ہوتا تھا جس میں لوگ عید پر نکل کر جانوروں کو خالی چھوڑ دیا کرتے تھے، اس صورت میں سبع کے با پر سکون بھی پڑھا جا سکتا ہے۔

٦١٧٩ـ وحَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ جَدِّي، حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ، قِصَّةَ الشَّاةِ وَالذِّئْبِ، وَلَمْ يَذْكُرْ قِصَّةَ الْبَقَرَةِ.

حضرت ابن شہاب سے ان دونوں اسناد کے ساتھ بکری اور بھیڑیئے کا واقعہ نقل کیا گیا ہے لیکن اس روایت میں گائے کے واقعہ کا ذکر نہیں ہے۔

٦١٨٠ـ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ، عَنْ سُفْيَانَ كِلَاهُمَا، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ وَفِي حَدِيثِهِمَا: ذِكْرُ الْبَقَرَةِ وَالشَّاةِ

مَعًا، وَقَالَا فِي حَدِيثِهِمَا: فَإِنِّي أُومِنُ بِهِ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَمَا هُمَا ثَمَّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے یونس عن الزہری کی روایت کی طرح روایت نقل کی ہے اور اس روایت میں گائے و بکری دونوں کا واقعہ ذکر کیا گیا ہے اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تو اس پر یقین رکھتا ہوں اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر بھی اور (اسوقت) یہ دونوں حضرات وہاں موجود نہیں تھے۔

٦١٨١ـ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مِسْعَرٍ كِلَاهُمَا، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے سابقہ حدیث مبارکہ ہی کی طرح حدیث نقل فرماتے ہیں۔

بَابُ مِنْ فَضَائِلِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے بائیس احادیث کو بیان کیا ہے

٦١٨٢ـ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ، وَأَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ، وَأَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ قَالَ أَبُو الرَّبِيعِ: حَدَّثَنَا وقَالَ الْآخَرَانِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُولُ: وُضِعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلَى سَرِيرِهِ فَتَكَنَّفَهُ النَّاسُ يَدْعُونَ وَيُثْنُونَ وَيُصَلُّونَ عَلَيْهِ، قَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ، وَأَنَا فِيهِمْ، قَالَ فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا بِرَجُلٍ قَدْ أَخَذَ بِمَنْكِبِي مِنْ وَرَائِي، فَالْتَفَتُّ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ عَلِيٌّ، فَتَرَحَّمَ عَلَى عُمَرَ، وَقَالَ: مَا خَلَّفْتَ أَحَدًا أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللَّهَ بِمِثْلِ عَمَلِهِ مِنْكَ، وَايْمُ اللَّهِ إِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ أَنْ يَجْعَلَكَ اللَّهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ، وَذَاكَ أَنِّي كُنْتُ أُكَثِّرُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: جِئْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَدَخَلْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَخَرَجْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَإِنْ كُنْتُ لَأَرْجُو، أَوْ لَأَظُنُّ، أَنْ يَجْعَلَكَ اللَّهُ مَعَهُمَا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب (کے انتقال کے بعد) ان کی نعش مبارک گہوارہ میں رکھا گیا تو لوگ ان کے اردگرد جمع ہوگئے، ان کے لیے دعائے خیر کرتے ان کی تعریف کرتے اور ان پر نماز جنازہ

پڑھتے جاتے تھے جنازہ اٹھائے جانے سے قبل۔ میں بھی ان لوگوں میں تھا، اچانک ایک آدمی نے میرے پیچھے سے میرے کندھے کو پکڑا جس سے میں گھبرا گیا۔ میں مڑا تو دیکھا کہ حضرت علی ہیں۔ حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کے لیے رحم و کرم کی دعا کی پھر (حضرت عمر کی نعش کو خطاب کر کے) فرمایا: ''آپ نے اپنے سے زیادہ اپنے پیچھے کوئی آدمی ایسا نہیں چھوڑا کہ میں اس کے جیسے نیک اعمال پر اللہ سے ملنا پسند کرتا اور اللہ کی قسم! میں تو یہی گمان کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ ہی کر دے گا، کیونکہ میں رسول اللہ ﷺ سے اکثر سنتا تھا کہ (اپنے اور ابوبکر کے ساتھ ضرور آپ کا تذکرہ کرتے تھے) فرماتے تھے میں اور ابوبکر اور عمر آئے، یا میں اور ابوبکر اور عمر داخل ہوئے اور میں اور ابوبکر اور عمر نکلے۔ لہٰذا میری امید یہی ہے یا میرا خیال یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی ان دونوں کے ساتھ کر دے گا''

تشریح:

''وضع عمر بن الخطاب'' یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر جب حملہ ہوا اور زخمی حالت میں آپ چار پائی پر رکھے گئے تو صحابہ کرام نے اپنے اپنے انداز میں تعزیت کے کلمات ادا کیے۔

حب النبی رسول اللہ مفترض　　وحب اصحابہ نور برھان

من کان یعلم ان اللہ خالقہ　　لا یرمین ابابکر ببھتان

ولا ابا حفص ہ الفاروق صاحبہ　　ولا الخلیفۃ عثمان بن عفان

اما علی فمشھور فضائلہ　　والبیت لا یتنی الأ بارکان

فلو ان السماء دنت لمجد　　ومکرمۃ دنت لھم السماء

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے　☆　کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا

نام و نسب: آپ کا مبارک نام عمر ہے لقب فاروق ہے اور کنیت ابو حفص ہے، لقب اور کنیت دونوں رسول اللہ کی طرف سے عطا شدہ ہیں، نویں پشت میں جا کر آپ کا نسب حضور اکرم ﷺ سے ملتا ہے، نویں پشت میں کعب کے دو بیٹے تھے ایک مرّہ دوسرا عدی، حضور اکرم ﷺ مرہ کی اولاد میں سے ہیں اور حضرت عمر عدی کی اولاد میں ہیں اس لیے آپ عدوی ہیں۔ حضرت عمر کی ولادت واقعہ فیل سے تیرہ سال بعد میں ہوئی تھی ۱۳ سال حضور اکرم ﷺ سے چھوٹے تھے، چھ نبوی کو آپ مشرف بہ اسلام ہوئے، آپ سے پہلے چالیس مرد اور گیارہ خواتین اسلام قبول کر چکے تھے۔

حلیہ مبارک: آپ کا رنگ سفید مائل بہ سرخی تھا، رخساروں پر گوشت کم تھا، قد مبارک دراز تھا، بڑے بہادر اور طاقتور تھے، اسلام سے پہلے جس طرح شدت کفر میں تھی اسلام کے بعد ویسی ہی شدت اسلام کے لیے تھی، آپ کے اسلام قبول کرنے سے مسلمانوں کو مکہ میں بہت قوت حاصل ہوئی، نبی مکرم ﷺ کے عہد میں منصب وزارت پر تھے، عہد صدیقی میں وزارت کے ساتھ منصب قضاء پر بھی فائز رہے۔ صدیق اکبر کی وفات کے بعد مسلمانوں کے خلیفہ بنے، انتخاب خود صدیق اکبر نے کیا۔ دوران خلافت دین اسلام کی جس قدر خدمت واشاعت آپ نے کی کسی اور نے نہیں کی اور جس قدر فتوحات آپ کو حاصل ہوئی اس کی نظیر اسلام میں نہیں ملتی۔ سرزمین شام سے لیکر مصر تک اور مصر سے لیکر دیار بکر تک اور دیار بکر سے لیکر عراق وایران تک مشرق ومغرب اور جنوب وشمال کے تمام علاقوں پر اللہ تعالیٰ کے دین کا جھنڈا لہرا دیا۔

ایک ہزار چھتیس بڑے شہروں کو ان کے مضافات کے ساتھ فتح کیا جو علاقہ اسلام کے تحت آتا فوراً حکم دیتے کہ اس میں مسجد بنائی جائے چنانچہ چار ہزار عام مسجدیں بنوائیں اور نو سو جامع مسجدیں قائم فرمادیں، عدل وانصاف میں آپ ضرب المثل تھے۔ ناداروں، محتاجوں، مظلوموں اور بے کسوں کی خبر گیری کے لیے رات کو گشت کیا کرتے تھے اور موقع پر امداد فرماتے تھے۔ بیت المال میں اس طرح احتیاط فرماتے تھے جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے، آپ تکوین کے لوگوں میں سے تھے جن کو براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہامات ہوتے ہیں، آپ کشف وکرامات میں مشہور تھے۔ آپ کی خلافت، اسلام اور مسلمانوں کے لیے باعث برکت اور ذریعہ رحمت تھی۔ حضرت عمر کے موافقات بیس تک ہیں۔ دس برس چھ ماہ پانچ دن تک خلافت کی اور پھر فجر کی نماز میں مسجد نبوی کے محراب میں ۲۷ ذوالحجہ کی صبح مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے غلام ابولؤلؤ مجوسی ایرانی نے آپ پر حملہ کر دیا جس سے آپ شدید زخمی ہوئے اور یکم محرم الحرام ۲۴ھ میں ۶۳ سال کی عمر میں اس دار فانی سے دار بقاء کی طرف رخصت ہوئے اور آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر کے قدموں میں مدفون ہوئے۔

''فتکنفه الناس ''یعنی لوگوں نے خیریت معلوم کرنے کے لیے آپ کو اردگرد سے گھیر لیا ''یصلون'' یعنی آپ کے لیے دعا کرتے تھے ''ما خلفت احدا '' اس جملے کا مطلب اور مفہوم یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے عمر! آپ نے اپنے پیچھے کسی ایک آدمی کو بھی ایسا نہیں چھوڑا کہ وہ مجھے آپ سے زیادہ پسند ہو کہ میں اس کے عمل کی طرح عمل کروں اور اپنے رب سے جا ملوں، ایسے اعلیٰ اعمال والا شخص آپ کے بعد نہیں ہے بس آپ ہی آئینہ اور نمونہ تھے جو چلے گئے، ساتھ والی روایت میں ''الثدی'' کا لفظ ہے چھاتی اور سینہ کے معنی میں ہے ''الری'' سیرابی کو کہتے ہیں ''فضلی'' پانی وغیرہ کا بقایہ حصہ مراد ہے آئندہ

روایات کے الفاظ ہیں۔

''وضع عمر بن الخطاب علی سریرہ ''یعنی ابولولؤ مجوسی نے حضرت عمر فاروق پر حملہ کیا اور آپ زخمی ہوگئے تو آپ چارپائی پر رکھے گئے امام مسلم نے حضرت عمرؓ کی شہادت کا قصہ بیان نہیں کیا ہاں امام بخاری نے کچھ تفصیل ذکر فرمائی ہے اسی کی روشنی میں کچھ لکھتا ہوں مدینہ منورہ میں حضرت مغیرہ بن شعبہ کا ایک مجوسی غلام تھا جس کا نام فیروز تھا اور کنیت ابولولؤ تھی اس نے شکایت کی تھی کہ میرے آقا مغیرہ بن شعبہ نے مجھ پر زیادہ ٹیکس لگا رکھا ہے حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا کہ تمہارا پیشہ کیا ہے، اس نے کئی پیشے اور ہنر بتادیے، عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ یہ ٹیکس اتنا زیادہ نہیں ہے تم تو بہت ماہر کاریگر ہو تمہاری کمائی بہت ہے۔ میں نے سنا ہے تم بہت اچھی چکی بناتے ہو میرے لیے ایک چکی بنادو، ابولولؤ چونکہ غصہ میں تھا تو اس نے کہا کہ اچھا میں تیرے لیے ایسی چکی تیار کروں گا کہ دنیا اس کو یاد رکھے گی، حضرت عمرؓ نے جب یہ سنا تو فرمایا ھددنی العبد اس غلام نے مجھے موت کی دھمکی دیدی ہے پھر فجر کی نماز میں ابولولؤ نے حضرت عمرؓ پر حملہ کردیا یہ بدھ کا دن تھا ۲۷ ذوالحجہ ۲۳ھ کی تاریخ تھی تین دن تک آپ زخمی رہے اور یکم محرم الحرام ۲۴ھ میں آپ نے جام شہادت نوش فرمایا اس وقت آپ کی عمر ۶۳ سال تھی۔ جلد دوم ص: ۵۶۴ میں مکمل تفصیل ہے۔

''یالم'' الم درد کو کہتے ہیں یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ زخم کی وجہ سے شدید کرب اور فریاد کا اظہار فرمارہے تھے، عام شارحین نے یہی مطلب بیان کیا ہے میں بھی اس کو مانتا ہوں لیکن اس پوری حدیث کے دیکھنے اور اس کے مضمون میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اُمور خلافت اور اس میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کے بارے میں بے چینی کا اظہار فرمارہے تھے، حضرت ابن عباس نے بھرپور طریقے سے آپ کو تسلی دیدی، ''وکانہ یجزعہ ''عام شارحین لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عباس، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس کرب و درد پر ملامت فرمارہے تھے مگر شیخ عبدالحق رحمہ اللہ نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس، حضرت عمرؓ کے درد و پریشانی کو دور فرمارہے تھے اور تسلی دے رہے تھے یہ مطلب زیادہ واضح ہے اور اس حدیث کے بالکل موافق ہے اور یالم کا مطلب جو میں نے بیان کیا ہے اس کے عین مطابق ہے، آنے والے جملے سب اسی پر موافق آرہے ہیں۔

''ولا کل ذلک ''یعنی اے امیر المؤمنین! ان تمام پریشانیوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے نہ یہ بے قراری اور مستقبل کا اتنا خوف آپ کی شایان شان ہے، آپ تو وہ ہستی ہیں کہ حضرت پاک ﷺ کا آپ نے ساتھ دیا، حضرت ابوبکر صدیق کا ساتھ دیا وہ

دونوں آپ سے راضی رہے پھر آپ نے مسلمانوں کی خدمت کی، انتقال کے بعد ان شاء اللہ سب مسلمان بھی آپ سے راضی اور خوش ہوں گے لہٰذا پریشانی کی ضرورت نہیں ہے۔ ''مَنٌّ مِنَ اللّٰهِ'' یعنی حضور اکرم ﷺ کی خدمت یا صدیق اکبر کی خدمت یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے محض احسان تھا جو مجھ پر ہوا مجھے جو پریشانی ہے وہ آپ لوگوں کی وجہ سے ہے۔

''من اجلك'' عام شارحین نے لکھا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے مرنے کے بعد فتنوں کے دروازے کھل جائیں گے لہٰذا مجھے آپ لوگوں کی فکر لاحق ہے اس لیے بے چینی اور اضطراب کی کیفیت میں ہوں کہ تمہارا کیا بنے گا؟ شارحین کا لکھنا اپنی جگہ مگر میں نے اس حدیث کے سمجھانے کی ابتداء سے جو کوشش کی ہے اس کے مطابق مطلب یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق اُمور خلافت کے بارے میں بے چینی ظاہر فرما رہے تھے اور اس جملہ میں بھی اسی کا اظہار فرمایا ہے کہ اُمور خلافت میں کہیں حقوق اللہ یا حقوق العباد میں کوئی کوتاہی نہ ہوئی ہو چنانچہ دیگر روایات میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اس خلافت میں ثواب وعتاب میں معاملہ برابر ختم ہو جائے تو یہ میرے لیے اچھا ہوگا ''لا لی ولا علی'' نہ مجھے ثواب ملے نہ عذاب ملے۔

''طلاع الارض'' یہ طلوع سے ہے یعنی میرے پاس اتنا سونا ہو جس سے زمین کی سطح بھر جائے میں عذاب الٰہی کے دیکھنے سے پہلے پہلے اس کو خرچ کر دوں گا مگر عذاب کی شکل نہیں دیکھوں گا، ملا علی قاری رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ حضرت عمر فاروق کا سر ان کے بیٹے ابن عمر کی گود میں تھا اور آپ اللہ تعالیٰ سے مناجات میں یہ شعر پڑھ رہے تھے:

ظَلُوْمٌ لِنَفْسِیْ غَیْرَ اَنِّیْ مُسْلِمٌ اُصَلِّیْ صَلٰوۃً کُلَّهَا وَاَصُوْمُ

ترجمہ: میں نے اپنے آپ پر بڑا ظلم کیا ہے مگر پھر بھی میں مسلمان ہوں، اپنی تمام نمازیں پڑھتا ہوں اور روزہ رکھتا ہوں۔

حضرت عمر فاروق خوف ورجا کے پیکر اعظم تھے، فرماتے تھے کہ اگر قیامت میں یہ اعلان ہو جائے کہ تمام انسان جنت میں جائیں گے ایک آدمی دوزخ میں جائے گا تو مجھے خطرہ ہوگا کہ کہیں وہ میں نہ ہوں اور اگر یہ اعلان ہو جائے کہ سارے لوگ دوزخ میں جائیں گے صرف ایک آدمی جنت میں جائے گا تو مجھے اُمید ہوگی کہ وہ ایک آدمی میں ہوں گا۔ شیعہ روافض نے حضرت عمر فاروق کے اس خوف ورجا کے جذبے اور اس اخلاص کو غلط نگاہ سے دیکھا ہے اور ان کو مورد طعن ٹھہرانے کی کوشش کی ہے سچ ہے:

فَعَیْنُ الرِّضَاءِ عَنْ کُلِّ عَیْبٍ کَلِیْلَۃٌ وَلٰکِنَّ عَیْنَ السُّخْطِ تُبْدِی الْمَسَاوِیَا

ترجمہ: آدمی جب کسی سے خوش ہو تو آنکھیں ہر عیب سے اندھی رہتی ہیں مگر ناراض آنکھ کو صرف برائی نظر آتی ہے۔

۶۱۸۳۔ وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ

بمثلہ
اس طریق کے ساتھ بھی سابقہ حدیث ہی کی مثل حدیث منقول ہے۔

۶۱۸۴۔ حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، ح وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَاللَّفْظُ لَهُمْ قَالُوا: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ، رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُونَ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ، مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُونَ ذَلِكَ وَمَرَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ يَجُرُّهُ قَالُوا مَاذَا أَوَّلْتَ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: الدِّينَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں سویا ہوا تھا کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ انہیں مجھ پر پیش کیا جاتا تھا، وہ کرتے پہنے ہوئے تھے، بعض کے کرتے تو چھاتی تک پہنچ رہے تھے اور بعض کے اس کے نیچے تک تھے، عمر بن الخطاب وہاں سے گزرے تو ان کا کرتا ((اتنا لمبا تھا کہ) زمین پر گھسٹ رہا تھا''۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ آپ نے پھر اس کی کیا تعبیر کی؟ فرمایا کہ دین۔

۶۱۸۵۔ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ، أَخْبَرَهُ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ، إِذْ رَأَيْتُ قَدَحًا أُتِيتُ بِهِ فِيهِ لَبَنٌ، فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتَّى إِنِّي لَأَرَى الرِّيَّ يَجْرِي فِي أَظْفَارِي، ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالُوا: فَمَا أَوَّلْتَ ذَلِكَ؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: الْعِلْمَ

حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں ایک بار سویا ہوا تھا کہ (خواب میں) میں نے ایک پیالہ دودھ سے بھرا ہوا دیکھا جو میرے پاس لایا گیا میں نے اس میں سے (خوب) پیا یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ سیرابی میرے ناخنوں سے بہہ رہی تھی (یعنی میں نے اتنا سیراب ہو کر پیا کہ دودھ میرے ناخنوں میں سے جاری ہوگیا) پھر میں نے اپنا بچا ہوا عمر بن الخطاب کو دیدیا''۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ یارسول اللہ! پھر آپ نے اس کی کیا تعبیر کی؟ فرمایا کہ علم۔

۶۱۸۶۔ وحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ عُقَيْلٍ، ح وَحَدَّثَنَا الْحُلْوَانِيُّ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ،

كِلَاهُمَا عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، بِإِسْنَادِ يُونُسَ نَحْوَ حَدِيثِهِ

حضرت صالح رحمہ اللہ سے حضرت یونس کی سند کے ساتھ سابقہ حدیث مبارکہ ہی کی طرح حدیث روایت کی گئی ہے۔

۶۱۸۷۔ حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، أَخْبَرَهُ أَنَّهُ، سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي عَلَى قَلِيبٍ، عَلَيْهَا دَلْوٌ، فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ فَنَزَعَ بِهَا ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ، وَفِي نَزْعِهِ، وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهُ، ضَعْفٌ، ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا، فَأَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ، فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ

حضرت سعید بن المسیب فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: ''میں سو رہا تھا کہ میں نے خواب مین اپنے آپ کو دیکھا کہ ایک کنوئیں پر کھڑا ہوں اور وہاں ڈول بھی ہے۔ میں نے اس کنوئیں میں سے جتنا اللہ نے چاہا ڈول کھینچا، پھر اسے ابن ابی قحافہ (ابوبکر) نے لے لیا اور انہوں نے ایک یا دو ڈول نکالے اور ان کے ڈول کھینچنے میں، کمزوری تھی اللہ تعالیٰ ان کی کمزوری کو بخشے۔ پھر وہ ڈول ایک بڑے ڈول میں تبدیل ہوگیا اور ابن الخطاب نے اسے لے لیا۔ میں نے لوگوں میں سے کسی کو اتنا زور آور عبقری نہیں دیکھا کہ جو عمرؓ کی طرح کھینچتا ہو انہوں نے اتنی کثرت سے پانی کھینچا کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو سیراب کر کے ان کو باڑوں میں لے گئے۔

تشریح:

''قليب'' یہ اس کنوئیں کو کہتے ہیں جس کی منڈیر نہ ہو''ای البئر غير مطوية'' ویران کنوئیں کو کہتے ہیں لیکن یہاں مطلق کنواں مراد ہے یا ویران کنوئیں کے ذکر کرنے سے اس طرف اشارہ ہے کہ اہل عزم اور حوصلہ والے لوگ ویران مقام کو آباد کر کے بہت کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔''ذنوبا'' پانی نکالنے کے ڈول کو ذنوب کہتے ہیں ذال پر زبر ہے۔''او ذنوبين'' یا دو ڈول نکال دیے، یہ شک راوی کی طرف سے ہے یا''او'' کا لفظ بل کے معنی میں ہے اس جملہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی دو سالہ خلافت کی طرف اشارہ ہے۔

''وفي نزعه ضعف ''اس جملہ سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تنقیص مقصود نہیں ہے اور نہ ان پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کرنا مقصود ہے بلکہ اصلاً صدیق اکبر کے زمانہ خلافت کی قلت کی طرف اشارہ ہے اور حضرت عمر فاروق کی

مدت خلافت کی کثرت وطوالت کی طرف اشارہ ہے، اس جملہ کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ اس میں اس طرف اشارہ ہوسکتا ہے کہ صدیق اکبر کے زمانہ خلافت میں لوگوں کے ارتداد کا فتنہ آئے گا جس سے دین وحکومت کی کمزوری کی طرف اشارہ کیا گیا۔ بہر حال حضرت عمر کا دور خلافت چونکہ طویل تھا اس لیے اس میں مخلوق خدا اور دین اسلام کی بہت زیادہ خدمت ہوئی۔

"غَـرْبًـا" غین پر زبر ہے را پر سکون ہے بڑے ڈول کو کہتے ہیں جو بیل کی کھال سے بنایا جاتا ہے اس کو چرس بھی کہتے ہیں، اس جملہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے استحکام اور دین کی مضبوطی کی طرف اشارہ ہے اور مخلوق خدا کی خدمت کی طرف اشارہ ہے۔ "فاستحالت" یہ محول ہونے کے معنی میں ہے ای صارت غربا۔

"عبقریا" قوی اور پہلوان نابغہ روزگار شخص کو عبقری کہتے ہیں۔ "بعطن" نصر اور ضرب سے عطن اونٹوں کے بیٹھنے کی اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں اونٹ پانی سے سیراب ہو کر آرام کے لیے بیٹھ جاتے ہیں یا پانی پینے کے لیے بیٹھ جاتے ہیں۔ اعطان الابل اونٹوں کے باڑے کو کہتے ہیں یعنی اتنا وافر پانی آ گیا کہ لوگوں نے اس کنوئیں کے پاس اونٹوں کے ٹھکانے بنالیے کہ پانی کی فروانی کی وجہ سے اب یہی جگہ رہنے کے لیے قابل ہے۔

"یفری فریه" ای یعمل عمله ضرب یضرب سے ہے فریہ میں فا پر فتحہ ہے اور را ساکن ہے اور یا پر فتحہ ہے تعجب خیز اور حیرت انگیز کام کو کہتے ہیں، را پر کسرہ یا پر شد بھی پڑھا گیا ہے اسی سے یہ آیت ہے۔ "لقد جئت شیئا فریا ای عجیبا" مطلب یہ کہ میں نے پانی نکالنے کے کام میں عمر جیسے نابغہ روزگار شخص اور تعجب خیز کام کرنے والا چاق وچوبند کسی کو نہیں دیکھا۔

"بعطن" اونٹوں کو پانی پلا کر سیرابی کے بعد سائے دار جگہوں میں لوگ اونٹوں کو لے جا کر بٹھاتے ہیں انہیں جگہوں کو عطن کہا گیا ہے یعنی لوگوں نے اس عظیم پانی کے اردگرد اونٹوں کے باڑے اور ٹھکانے بنالیے۔ یہ اس باب کے الفاظ کی تشریح ہے۔

٦١٨٨ ۔ وحَـدَّثَنِي عَبْـدُ الْـمَـلِكِ بْـنُ شُـعَيْـبِ بْنِ اللَّيْثِ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ جَدِّي، حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ، ح وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ، وَالْحُلْوَانِيُّ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ بِإِسْنَادِ يُونُسَ، نَحْوَ حَدِيثِهِ.

حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے حضرت یونس کی سند کے ساتھ سابقہ حدیث مبارکہ ہی کی مثل روایت منقول ہے۔

٦١٨٩ ۔ حَدَّثَنَا الْـحُـلْـوَانِيُّ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، قَالَ: قَالَ الْأَعْرَجُ، وَغَيْرُهُ: إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ أَبِي قُحَافَةَ

يَنْزِعُ بِنَحْوِ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے ابوقحافہ کے بیٹے (حضرت ابوبکر) کو دیکھا کہ وہ (ڈول) کھینچ رہے ہیں (باقی حدیث زہری کی روایت کردہ حدیث ہی کی طرح بیان فرمائی)۔

۶۱۹۰۔ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ وَهْبٍ، حَدَّثَنَا عَمِّي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، أَنَّ أَبَا يُونُسَ، مَوْلَى أَبِي هُرَيْرَةَ، حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُرِيتُ أَنِّي أَنْزِعُ عَلَى حَوْضِي أَسْقِي النَّاسَ، فَجَاءَنِي أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذَ الدَّلْوَ مِنْ يَدِي لِيُرَوِّحَنِي، فَنَزَعَ دَلْوَيْنِ، وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ، وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ، فَجَاءَ ابْنُ الْخَطَّابِ فَأَخَذَ مِنْهُ، فَلَمْ أَرَ نَزْعَ رَجُلٍ قَطُّ أَقْوَى مِنْهُ، حَتَّى تَوَلَّى النَّاسُ، وَالْحَوْضُ مَلْآنُ يَتَفَجَّرُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "میں سویا ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ میں اپنے حوض (کوثر) پر ہوں اور پانی کھینچ رہا ہوں اور لوگوں کو پلا رہا ہوں، میرے پاس ابوبکر آئے تو انہوں نے مجھے آرام دینے کے لیے ڈول میرے ہاتھ سے لے لیا اور دو ڈول نکالے اور ان کے نکالنے میں ضعف تھا۔ اللہ انہیں بخشے۔ پھر ابن الخطاب آئے اور انہوں نے ابوبکر سے ڈول لے لیا، میں نے کبھی بھی کسی آدمی کو اتنا قوی نہیں دیکھا، یہاں تک کہ لوگ (سیراب ہوکر) واپس چلے گئے جب کہ حوض ابھی بھی بھرا ہوا تھا اور پانی اس میں سے بہہ رہا تھا"۔

۶۱۹۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ سَالِمٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أُرِيتُ كَأَنِّي أَنْزِعُ بِدَلْوِ بَكْرَةٍ عَلَى قَلِيبٍ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ، فَنَزَعَ نَزْعًا ضَعِيفًا وَاللَّهُ، تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَغْفِرُ لَهُ، ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ، فَاسْتَقَى فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا، فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَفْرِي فَرِيَّهُ، حَتَّى رَوِيَ النَّاسُ وَضَرَبُوا الْعَطَنَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھ کو (خواب) میں دکھایا گیا کہ میں ایک ڈول کے ساتھ ایک کنوئیں میں سے صبح کے وقت پانی کھینچ رہا ہوں تو اسی دوران ابوبکر آ گئے تو انہوں نے ایک یا دو ڈول پانی کے کھینچے اور اللہ ان کی مغفرت فرمائے کہ ان کے ڈول کھینچنے میں کمزوری تھی۔ پھر حضرت عمر آئے اور انہوں نے ڈول کے ذریعہ پانی نکالا تو میں نے لوگوں میں سے ایسی زبردست بہادری کے ساتھ پانی

نکالنے والا (حضرت) عمر کے علاوہ اور کسی کو نہیں دیکھا یہاں تک کہ لوگ پانی پی کر سیراب ہو گئے اور انہوں نے اپنے اونٹوں کو پانی پلا کر آرام کی جگہ بٹھا دیا۔

تشریح:

"بدلو بکرة" دلو تو پانی کھینچنے کے ڈول کو کہتے ہیں اس کے ساتھ "بکرة" کا لفظ ہے جو دلو کے لیے مضاف الیہ ہے اب یہ لفظ اگر با اور کاف کے فتحہ کے ساتھ پڑھا جائے تو اس کا معنی یہ ہے کہ کنوئیں کے اوپر ایک چرخہ ہوتا ہے اس کے ساتھ ڈول کی رسی باندھی جاتی ہے اسی چرخہ کو بکرۃ کہا گیا ہے اور یہ ڈول چرخہ کے ساتھ بندھا ہوا ہوتا ہے اور لوگ کنوئیں میں اس کو چھوڑتے ہیں اور پانی بھر کر چرخہ کے ذریعہ سے اوپر کھینچتے ہیں۔ اور بکرة کا لفظ اگر با کے فتحہ اور کاف کے سکون کے ساتھ ہو تو اس سے جوان اونٹنی مراد ہے ڈول کی اضافت اونٹنی کی طرف کی گئی ہے۔ یعنی وہ ڈول جو اونٹوں کے ساتھ باندھ کر کھیتوں کو پانی پلایا جاتا ہے حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ آنحضرت فرماتے ہیں کہ میں نے کنوئیں کے چرخہ والے ڈول سے یا جوان اونٹنی کے ڈول سے پانی پلا دیا۔ بندہ نے اس لفظ میں یہ تحقیق اس لیے کی کہ قدیم و جدید اردو کے تمام مترجمین نے یہاں ترجمے غلط کیے ہیں وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میں ایک کنوئیں پر صبح کے وقت پانی کھینچ رہا ہوں۔ ان بے احتیاط مترجمین نے بکرۃ سے صبح کا وقت مراد لیا ہے حالانکہ یہ لفظ صبح کے معنی میں تب ہوتا ہے کہ با پر ضمہ ہو حالانکہ سارے نسخے زبر کے ساتھ ہیں پھر ایک مترجم نے حدیث کا لفظ بکرۃ بنا دیا تاکہ ضمہ کے ساتھ صبح کا ترجمہ کرے فالمشتکی الی اللہ۔ اس لفظ کی صحیح تحقیق منة المنعم نے کی ہے میں نے وہیں سے لیا ہے تکملہ فتح الملهم نے بھی صحیح تحقیق کی ہے مگر اردو تراجموں میں کسی نے زحمت نہیں اٹھائی کہ تحقیق کر کے صحیح ترجمہ لکھ دیں۔

۶۱۹۲۔ **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رُؤْيَا رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ

حضرت سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ نے اپنے والد سے رسول اللہ ﷺ کا حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے بارے میں خواب سابقہ حدیث ہی کی مثل بیان فرمایا۔

۶۱۹۳۔ **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، وَابْنِ الْمُنْكَدِرِ، سَمِعَا جَابِرًا، يُخْبِرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ح وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، وَعَمْرٍو، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: دَخَلْتُ

الْجَنَّةَ فَرَأَيْتُ فِيهَا دَارًا أَوْ قَصْرًا، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا؟ فَقَالُوا: لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ. فَبَكَى عُمَرُ وَقَالَ: أَيْ رَسُولَ اللّٰهِ أَوَ عَلَيْكَ يُغَارُ؟

حضرت جابر رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے وہاں ایک گھر یا فرمایا کہ محل دیکھا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کس کا ہے؟ فرشتوں نے کہا کہ عمر بن الخطاب کا ہے۔ میں نے اس میں داخل ہونا چاہا تو مجھے (اے عمر) تمہاری غیرت کا خیال آ گیا۔ حضرت عمر یہ سن کر رونے لگے اور فرمایا کہ یا رسول اللہ! کیا میں آپ پر غیرت کروں گا؟۔

٦١٩٤۔ وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، وَابْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، سَمِعَ جَابِرًا، ح وَحَدَّثَنَاهُ عَمْرٌو النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، سَمِعْتُ جَابِرًا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ، وَزُهَيْرٍ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کی حضرت ابن نمیر اور حضرت زہیر کی روایت کردہ حدیث کی طرح حدیث مبارکہ روایت کی گئی ہے۔

٦١٩٥۔ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ، أَخْبَرَهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ، فَإِذَا امْرَأَةٌ تَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا؟ فَقَالُوا: لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَذَكَرْتُ غَيْرَةَ عُمَرَ، فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا. قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَبَكَى عُمَرُ، وَنَحْنُ جَمِيعًا فِي ذَلِكَ الْمَجْلِسِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ عُمَرُ: بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَعَلَيْكَ أَغَارُ؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ایک مرتبہ میں سویا ہوا تھا کہ اسی دوران میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں ہوں، وہاں ایک عورت ایک محل کے کنارے وضو کر رہی ہے۔ میں نے سوال کیا (فرشتوں سے) کہ یہ محل کس کا ہے؟ انہوں نے کہا کہ عمر بن الخطاب کا ہے مجھے عمر کی غیرت کا خیال آ گیا لہٰذا میں نے فوراً پیٹھ پھیر لی''۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر یہ سن کر رونے لگے، اور ہم سب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اس مجلس میں۔ پھر حضرت عمر نے فرمایا کہ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کیا میں آپ سے غیرت کروں گا؟

٦١٩٦ - وحَدَّثَنِيهِ عَمْرٌو النَّاقِدُ وَحَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

حضرت ابن شہاب سے اس سند کے ساتھ سابقہ حدیث ہی کی مثل حدیث مبارکہ نقل کی گئی ہے۔

٦١٩٧ - حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ، ح وَحَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ: عَبْدٌ، أَخْبَرَنِي، وقَالَ حَسَنٌ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ سَعْدًا قَالَ: اسْتَأْذَنَ عُمَرُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعِنْدَهُ نِسَاءٌ مِنْ قُرَيْشٍ يُكَلِّمْنَهُ وَيَسْتَكْثِرْنَهُ، عَالِيَةً أَصْوَاتُهُنَّ، فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ قُمْنَ يَبْتَدِرْنَ الْحِجَابَ، فَأَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ، فَقَالَ عُمَرُ: أَضْحَكَ اللَّهُ سِنَّكَ، يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَجِبْتُ مِنْ هَؤُلَاءِ اللَّاتِي كُنَّ عِنْدِي، فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ قَالَ عُمَرُ: فَأَنْتَ، يَا رَسُولَ اللَّهِ أَحَقُّ أَنْ يَهَبْنَ، ثُمَّ قَالَ عُمَرُ: أَيْ عَدُوَّاتِ أَنْفُسِهِنَّ أَتَهَبْنَنِي وَلَا تَهَبْنَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قُلْنَ: نَعَمْ، أَنْتَ أَغْلَظُ وَأَفَظُّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ قَطُّ سَالِكًا فَجًّا إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ

حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری کی اجازت چاہی، آپ ﷺ کے پاس اس وقت قریش کی کچھ عورتیں موجود تھیں جو آپ ﷺ سے بہت باتیں کر رہی تھیں اور خوب بلند آواز سے کر رہی تھیں۔ جب حضرت عمر نے اجازت مانگی تو وہ سب عورتیں فوراً کھڑی ہو گئیں اور جلدی جلدی چھپنے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اجازت دی اس حال میں کہ رسول اللہ ﷺ ہنس رہے تھے۔ حضرت عمر نے بطور دعا فرمایا کہ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ ہنستا ہوا رکھے"۔ (کیا ہوا؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ان عورتوں پر تعجب ہو رہا تھا جو میرے پاس (تو مطمئن) بیٹھی تھیں، لیکن جب تمہاری آواز سنی تو جلدی جلدی چھپنے لگیں۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ یا رسول اللہ! ان عورتوں کو آپ سے زیادہ ڈرنا چاہیے۔ پھر حضرت عمر نے فرمایا کہ: اپنے جان کی دشمن عورتو! کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ ﷺ سے نہیں ڈرتیں؟ وہ کہنے لگیں کہ ہاں۔ کیونکہ

تم رسول اللہ ﷺ سے زیادہ سخت اور تند خو ہو۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے شیطان جب کسی ایسے راستہ پر جس پر تم چل رہے ہو چلتا ہوا تم کو پاتا ہے تو وہ اس راہ کو چھوڑ کر دوسری راہ چلنا شروع کر دیتا ہے“۔

تشریح:

”عدوات انفسهن“ یعنی اپنی جانوں کی دشمن! ”اتهبنني“ یعنی مجھ سے ڈرتی ہو اور بھاگ کر چھپ جاتی ہو اور حضور اکرم ﷺ سے خوف نہیں کھاتی اور شور مچاتی ہو؟ ”انت افظ و اغلظ“ افظ سخت خُلق اور سخت خُو کے معنی میں ہے۔ اغلظ یہ سخت گو کے معنی میں ہے یعنی آپ سخت خُو بھی ہو اور سخت گو بھی ہو اور رسول اللہ ﷺ ایسے نہیں ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ ان عورتوں نے فظاظت اور غلاظت میں اسم تفضیل کا صیغہ استعمال کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی خو اور کلام میں بھی کچھ سختی تھی حالانکہ قرآن و حدیث کے اعلان کے مطابق آنحضرت ﷺ تو نہایت نرم خو تھے؟
اس کا آسان جواب یہ ہے کہ یہاں اسم تفضیل کا صیغہ اصل فعل کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے آنحضرت ﷺ کے ساتھ اس کا تقابل نہیں ہے یعنی فظاظت اور سختی آپ میں ہے حضور اکرم ﷺ میں نہیں ہے اسم تفضیل اصل فعل میں استعمال ہوتا رہتا ہے جیسے العسل احلیٰ من الخل. الصيف احر من الشتاء حالانکہ سرکہ میں کوئی مٹھاس نہیں ہوتی اور جاڑوں کے موسم میں کوئی گرمی نہیں ہوتی ہے۔

۶۱۹۸۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ، حَدَّثَنَا بِهِ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنِي سُهَيْلٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعِنْدَهُ نِسْوَةٌ قَدْ رَفَعْنَ أَصْوَاتَهُنَّ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ، فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ عورتیں بیٹھی تھیں جو رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنی آوازیں بلند کر رہی تھیں تو جب حضرت عمرؓ نے (اندر آنے کی) اجازت مانگی تو وہ سب عورتیں پردے میں دوڑ پڑیں۔ (پھر آگے حضرت زہری کی روایت کردہ سابقہ حدیث ہی کی مثل روایت نقل کی گئی ہے)

۶۱۹۹۔ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ

سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: قَدْ كَانَ يَكُونُ فِي الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ مُحَدَّثُونَ، فَإِنْ يَكُنْ فِي أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ، فَإِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مِنْهُمْ قَالَ ابْنُ وَهْبٍ: تَفْسِيرُ مُحَدَّثُونَ: مُلْهَمُونَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ: ''تم سے پہلی امتوں میں ''محدث'' ہوا کرتے تھے (ایسے لوگ جنہیں حق تعالیٰ کی طرف سے ٹھیک بات الہام کردی جاتی تھی اور ان کا گمان اور رائے ٹھیک نکلتی تھی) میری امت میں اگر کوئی ایسا ہو تو وہ عمر بن الخطاب ہوں گے۔

تشریح:

"محدثون" ای ملهمون و مکلمون ، محدَّث باب تفعیل سے اسم مفعول کا صیغہ ہے۔ یہاں ملہم کے معنی میں ہے جو الہام سے ہے یعنی وہ شخص جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے براہ راست نیک بات ڈالی جاتی ہے پھر وہ شخص نور ایمانی کے ذریعہ سے اس بات کو دوسروں تک پہنچاتا ہے، بعض حضرات کہتے ہیں کہ محدث اس شخص کو کہتے ہیں کہ جس کا ظن اور گمان کسی اختلافی نزاعی مسئلہ میں اس جانب کو اختیار کرتا ہے جو صحیح اور درست ہو یعنی اس کی رائے ہمیشہ حق کی طرف جاتی ہے اور حق ہی کے ساتھ رہتی ہے۔

بعض حضرات نے لکھا ہے کہ محدث کا اطلاق اس شخص پر ہوتا ہے جس کے ساتھ فرشتے کلام کرتے ہوں وحی کے طور پر نہیں بلکہ صرف گفتگو کی حد تک کلام کرتے ہوں، بعض روایات میں محدثون کے بجائے متکلمون کا لفظ ہے جو اس کی تائید کرتا ہے، ان تینوں معنوں میں کوئی بھی معنی لو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کے مصداق تھے۔ علماء باطن کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رجال تکوین میں سے تھے مطلب یہ کہ تکوینیات پر ان کو بڑی دسترس حاصل تھی، یعنی غیب کے نظام کے افراد میں سے تھے جس طرح حضرت خضر اور ان کی جماعت کے لوگ رجال تکوین میں سے ہیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد کہ عمر محدث ہیں اور میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا یہ اسی رجال تکوین کی طرف اشارہ ہے، عملی طور پر بھی عمر فاروق نے تکوینیات میں عمل دخل کا مظاہرہ کیا ہے۔

مصر کے بحیرۂ قلزم کو خط لکھنا اور نہاوند میں ساریہ کمانڈر کو مسجد نبوی کے منبر سے یا ساریۃ الجبل کا نعرہ لگانا اور بیس موافقات عمر کا ظاہر ہونا اور آنحضرت ﷺ کا یہ فرمانا کہ اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور قلب پر حق جاری کردیا ہے اور شیطان عمر سے بھاگتا ہے اور

صحابہ کا یہ عقیدہ رکھنا کہ سکینہ حضرت عمر کی زبان پر کلام کرتا ہے یہ سب اشارے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جامع خوبی
میں سے تھے اور آپ موفق من اللہ تھے، اللہ تعالیٰ کی توفیق آپ کے شامل حال تھی جو ہر لمحہ آپ کی رہنمائی کرتی تھی۔
"فان یک" اس کلام سے ظاہری طور پر تردد اور شک مترشح ہوتا ہے مگر یاد رکھو! یہ کلام بطور شک نہیں بلکہ اس میں حضرت عمر رضی
اللہ عنہ کے بارے میں مبالغہ اور تاکید ہے کہ اس امت میں ملہمین بہت ہیں مگر عمر فاروق کو اس میں خصوصی مقام حاصل ہے۔

۶۲۰۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، ح وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، كِلَاهُمَا، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

حضرت سعد بن ابراہیم سے اس سند کے ساتھ سابقہ حدیث ہی کی مثل حدیث مبارکہ نقل کی گئی ہے۔

۶۲۰۱۔ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ، قَالَ: جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ، أَخْبَرَنَا عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ: وَافَقْتُ رَبِّي فِي ثَلَاثٍ، فِي مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ، وَفِي الْحِجَابِ، وَفِي أُسَارَى بَدْرٍ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت عمر نے فرمایا: "تین باتوں میں میری اپنے رب سے موافقت ہوئی۔ ایک تو مقام ابراہیم کے بارے میں، دوسرے پردہ کے متعلق، تیسرے غزوۂ بدر کے قیدیوں کے متعلق"۔

تشریح:

"وافقت ربی" موافقت کا مطلب یہ ہے کہ جو بات اور جو حکم اللہ تعالیٰ کے ہاں پردۂ غیب میں مقرر تھا اور اللہ تعالیٰ کے ارادے اور مرضی کے موافق تھا اس کے ظاہر ہونے سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل پر اس کا ظہور ہو گیا اور حضرت عمر نے اس کا اظہار اور مطالبہ کر دیا پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی کی مرضی کے مطابق وہ حکم بذریعہ وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر فرمایا اس معاملہ سے بھی واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تکوینیات کے لوگوں میں سے تھے، یہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ادب کو دیکھا جائے تو عقل حیران رہ جاتی ہے کیونکہ آپ نے وافقنی ربی نہیں فرمایا کہ رب نے میری موافقت فرمائی حالانکہ حقیقت اسی طرح تھی مگر بطور ادب آپ نے فرمایا وافقت ربی یعنی میں نے چند امور میں اپنے رب کی مرضی کے مطابق بات کی اور میری رائے رب کی رائے کے ساتھ موافق ہوگئی۔

"فی ثلاث" یہاں تین باتوں کا ذکر ہے اس سے حصر بیان کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ اس حدیث میں موقع ومحل کے اعتبار سے تین کا بیان کرنا مطلوب تھا ورنہ موافقات عمر پندرہ سے زیادہ ہیں علماء امت نے موافقات عمر پر کئی کتابیں لکھی ہیں علامہ سیوطی نے بیس موافقات عمر کا ذکر کیا ہے۔ "فـي مـقـام" حضرت عمر فاروق کی رائے تھی کہ طواف کے بعد مقام ابراہیم میں دو نفل پڑھنی چاہیے۔ "في الحجاب" حضرت عمر فاروق نے آنحضرت سے بار بار فرمایا تھا کہ ازواج مطہرات کے حجاب کا حکم جاری کرنا چاہیے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں وحی کے بغیر کوئی حکم نہیں دے سکتا ہوں حضرت عمرؓ نے ازواج مطہرات کے سامنے غصہ کا اظہار بھی کیا تا کہ حجاب کا حکم آجائے آخر میں اسی طرح حجاب کا حکم آگیا۔

"اساری یوم بدر" ۲ھ میں جب جنگ بدر کا واقعہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عظیم عطا فرمائی بڑے بڑے ستر کافر مارے گئے اور ستر گرفتار ہوگئے، مدینہ منورہ میں ان قیدیوں کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام سے مشورہ مانگا کہ ان سے فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے یا قتل کیا جائے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ یہ لوگ کفر کے سرغنے ہیں آپ میرے خاندان کے لوگ میرے ہاتھ میں دیدیں تا کہ میں ان کو قتل کردوں بلکہ ہر خاندان والے اپنے اپنے رشتہ داروں کو ماردیں اس طرح کفار پر اسلام کا رعب بیٹھ جائے گا اور کفر کی جڑ کٹ جائے گی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے برعکس عام صحابہ اور حضور اکرم ﷺ کی رائے یہ تھی کہ ان سے فدیہ لیکر چھوڑ دیا جائے اللہ تعالیٰ نے فدیہ لینے یا قتل کرنے میں حضور اکرم ﷺ کو اختیار دیا تھا مگر یہ شرط تھی کہ آیندہ سال تمہارے ستر آدمی مارے جائیں گے اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سخت ناراض تھے مگر عام صحابہ کی رائے پر عمل ہوگیا جس پر اللہ تعالیٰ نے سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق حکم بھیجا کہ اس طرح کرنا چاہیے تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر عذاب آجاتا تو عمر کے سوا کوئی نہ بچتا۔

"کتاب من الله" یعنی لوح محفوظ میں لکھا تھا کہ مجتہد کی غلطی پر مواخذہ نہیں ہوتا یا یہ کہ اہل بدر پہلے سے معاف ہیں ان کا مواخذہ نہیں ہوگا یا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے دونوں باتوں کی اجازت دیدی تھی کہ فدیہ لو یا قتل کردو۔ اس لیے عذاب ٹل گیا ورنہ عذاب نمودار ہوگیا تھا۔ قرآن کی آیت ہے ﴿ما کان لنبی ان یکون له اسری حتی یثخن فی الارض﴾ الی ان قال ﴿لو لا کتاب من الله سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم﴾ میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

"وبرایه" یعنی عمر فاروق کی رائے تھی کہ آنحضرت ﷺ کے بعد آپ کا خلیفہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہونا چاہیے آپ نے سقیفہ بنی ساعدہ میں چند دلائل دیئے اور پھر حضرت صدیق کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کرلی پھر سب نے بیعت کرلی۔

۶۲۰۲ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ جَاءَ ابْنُهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلَهُ أَنْ يُعْطِيَهُ قَمِيصَهُ أَنْ يُكَفِّنَ فِيهِ أَبَاهُ، فَأَعْطَاهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ، فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ؟ فَقَامَ عُمَرُ فَأَخَذَ بِثَوْبِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَتُصَلِّي عَلَيْهِ وَقَدْ نَهَاكَ اللّٰهُ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا خَيَّرَنِي اللّٰهُ فَقَالَ: اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ، إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً وَسَأَزِيدُ عَلَى سَبْعِينَ، قَالَ: إِنَّهُ مُنَافِقٌ، فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: (وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ) (التوبة: ۸۴)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب عبداللہ بن ابی بن سلول (رئیس المنافقین) فوت ہوا تو اس کے بیٹے عبداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ (جو سچے مخلص مسلمان اور صحابی تھے) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ ﷺ سے آپ کی قمیص مبارک مانگی کہ وہ اپنے باپ کو اس میں کفن دینا چاہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں قمیص عطا فرمادی۔ پھر انہوں نے مطالبہ کیا کہ آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ بھی پڑھیں۔ رسول اللہ ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے لیے کھڑے ہوگئے، حضرت عمر فوراً کھڑے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کا کپڑا پکڑ کر کہنے لگے کہ یا رسول اللہ! کیا آپ اس کی نماز پڑھ رہے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی نماز جنازہ پڑھنے سے آپ کو منع فرمایا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے اس نے ارشاد فرمایا ہے کہ: ''آپ ﷺ (ان منافقین) کے لیے استغفار کریں یا ان کے لیے استغفار نہ کریں، اگر آپ ستر مرتبہ بھی ان کے لیے استغفار کریں گے تو (بھی اللہ ہرگز ان کی مغفرت نہیں فرمائے گا) تو میں ستر سے زیادہ مرتبہ استغفار کروں گا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ وہ تو منافق ہے۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھ لی۔ تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی: ''ان (منافقین) میں سے کوئی مرجائے تو آپ ﷺ کبھی بھی ان پر نماز (جنازہ) نہ پڑھئے اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑے ہوں''۔

تشریح:

''قمیصہ'' عبداللہ بن ابی بن سلول منافق کا بیٹا عبداللہ بہت مخلص صحابی تھا اس نے آنحضرت سے سوال کیا کہ آپ اپنی قمیص دیدیں تاکہ میں اپنے باپ کو کفن کے طور پر پہنادوں ہوسکتا ہے اس کی برکت سے وہ معاف ہوجائے آنحضرت نے اس کے

مطالبہ پر ایسا کیا قمیص دینے کی دوسری وجہ یہ تھی کہ حضرت عباس جب جنگ بدر میں گرفتار ہوگئے اور مدینہ لائے گئے تو ان کے جسم پر قمیص نہیں تھی کسی کی قمیص موافق نہیں آتی تھی عبداللہ بن ابی بن سلول کا قد لمبا تھا اس لیے ان کی قمیص حضرت عباس کے جسم پوری آئی آنحضرت نے چاہا کہ عبداللہ بن ابی بن سلول کے اس احسان کا بدلہ دیا جائے اس لیے ان کو اپنی قمیص پہنادی یہ آنحضرت کے عظیم اخلاق کا مظاہرہ تھا۔

۶۲۰۳۔وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ فِي مَعْنَى حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ وَزَادَ: قَالَ فَتَرَكَ الصَّلَاةَ عَلَيْهِمْ

حضرت عبیداللہ بن سعید سے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت ہی نقل کی گئی ہے البتہ اس روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے ان منافقوں کی نماز جنازہ پڑھنا چھوڑ دی۔

بَابُ مِنْ فَضَائِلِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

حضرت عثمان بن عفان کے فضائل کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے آٹھ احادیث کو بیان کیا ہے

۶۲۰۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، وَقُتَيْبَةُ، وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ: يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا، وَقَالَ الْآخَرُونَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حَرْمَلَةَ، عَنْ عَطَاءٍ، وَسُلَيْمَانَ، ابْنَيْ يَسَارٍ، وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعًا فِي بَيْتِي، كَاشِفًا عَنْ فَخِذَيْهِ، أَوْ سَاقَيْهِ، فَاسْتَأْذَنَ أَبُو بَكْرٍ فَأَذِنَ لَهُ، وَهُوَ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ، فَتَحَدَّثَ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ، فَأَذِنَ لَهُ، وَهُوَ كَذَلِكَ، فَتَحَدَّثَ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُثْمَانُ، فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَسَوَّى ثِيَابَهُ قَالَ مُحَمَّدٌ: وَلَا أَقُولُ ذَلِكَ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ فَدَخَلَ فَتَحَدَّثَ، فَلَمَّا خَرَجَ قَالَتْ عَائِشَةُ: دَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهُ وَلَمْ تُبَالِهِ، ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهُ وَلَمْ تُبَالِهِ، ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ فَجَلَسْتَ وَسَوَّيْتَ ثِيَابَكَ فَقَالَ: أَلَا أَسْتَحِي مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحِي مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں لیٹے ہوئے تھے اور آپ ﷺ کی رانیں کھلی ہوئی تھیں یا فرمایا کہ پنڈلیاں کھلی ہوئی تھیں۔ اسی اثناء میں ابوبکر نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو

انہیں اجازت دیدی، آپ ﷺ اسی حال میں لیٹے رہے اور گفتگو فرمانے لگے۔ پھر حضرت عمر نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو انہیں بھی اجازت دیدی، آپ ﷺ اسی حال میں تھے (کہ وہ بھی آگئے) اور ان سے گفتگو فرمانے لگے، پھر حضرت عثمان نے اجازت طلب کی تو رسول اللہ ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست فرمائے، حضرت عثمان اندر داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے گفتگو فرمائی۔ جب وہ چلے گئے تو حضرت عائشہ نے پوچھا کہ: ابوبکر داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے کچھ خیال نہ کیا (بلکہ اسی طرح لیٹے رہے) اور کوئی پرواہ نہ کی۔ پھر عمر داخل ہوئے تو بھی کوئی خیال نہ کیا نہ کوئی پرواہ کی۔ پھر عثمان اندر داخل ہوئے تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کرلیے (اس کی کیا وجہ ہے؟) فرمایا کہ: ''کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں''۔

تشریح:

''استأذن عثمان'' یعنی حضرت عثمان نے آنے کی اجازت مانگی۔

حُبُّ النَّبِيِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ مُفْتَرَضٌ ۔۔۔ وَحُبُّ اَصْحَابِهٖ نُوْرٌ بِبُرْهَانٖ

مَنْ كَانَ يَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ خَالِقُهٗ ۔۔۔ لَا يَرْمِيَنَّ اَبَا بَكْرٍ بِبُهْتَانٖ

وَلَا اَبَا حَفْصِ نِ الْفَارُوْقَ صَاحِبَهٗ ۔۔۔ وَلَا الْخَلِيْفَةَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانٖ

اَمَّا عَلِيٌّ فَمَشْهُوْرٌ فَضَائِلُهٗ ۔۔۔ وَالْبَيْتُ لَا يَبْتَنِىْ اِلَّا بِاَرْكَانٖ

فَلَوْ اَنَّ السَّمَاءَ دَنَتْ لِمَجْدٍ ۔۔۔ وَمَكْرُمَةٍ دَنَتْ لَهُمُ السَّمَاءُ

نام ونسب: آپ کا نام عثمان ہے، والد کا نام عفان ہے، لقب ذوالنورین ہے، پانچویں پشت میں نبی اکرم ﷺ سے جاکر نسب ملتا ہے، آپ نبی مکرم ﷺ کے قریبی رشتہ دار تھے۔

حلیہ مبارک: آپ کی ولادت واقعہ فیل سے چھ برس بعد ہوئی، صدیق اکبر کی محنت سے مشرف باسلام ہوئے۔ آپ کا قد متوسط تھا اور رنگ سفید مائل بہ زردی تھا، چہرے پر چیچک کے چند نشان تھے، آپ کا سینہ کھلا اور داڑھی گھنی تھی۔ اسلام سے پہلے بھی آپ قریش میں بڑے معزز سمجھے جاتے تھے۔ حیاء میں آپ اپنی نظیر آپ تھے، سخاوت میں آپ ضرب المثل تھے نبی کریم ﷺ کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں، حضرت عمر فاروق کے بعد آپ خلافت کے لیے منتخب ہوئے اور بارہ دن کم بارہ سال مسند خلافت کو رونق دینے کے بعد ۱۸ ذوالحجہ ۳۵ھ میں بڑی

مظلومیت کے ساتھ باغیوں کے ہاتھوں شہید ہوگئے اور مدینہ منورہ کے مشہور قبرستان بقیع غرقد میں مدفون ہوئے۔ آپ کی قبر بالکل نمایاں نظر آتی ہے ہر زائر اس کی زیارت کرسکتا ہے۔

کچھ حالات: قبول اسلام سے پہلے جاہلیت میں کبھی شراب کو ہاتھ نہیں لگایا، نہ کبھی زنا کیا اور نہ کبھی بت کے سامنے سجدہ لگایا، حیا کا غلبہ تھا غسل کے لیے کپڑے اتارتے تو کمرہ بند کر کے غسل خانہ میں بیٹھ کر غسل فرماتے، کھڑے ہونے کی جرأت نہیں کرسکتے تھے بیعت اسلام میں آنحضرت ﷺ کے ہاتھ سے جب ہاتھ مس ہوا تو مرتے دم تک اس ہاتھ کو شرم گاہ سے نہیں لگایا۔ تمام غزوات میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ شریک رہے، جنگ بدر میں حضور اکرم ﷺ کے حکم پر پیچھے رہ گئے مگر بدری شمار ہوئے، اسلام پر اپنا ذاتی مال بے دریغ خرچ کیا، مسجد نبوی کی توسیع اور بئر رومہ کے خریدنے اور جیش عسرہ کی تیاری میں اپنا بے تحاشا مال اللہ تعالیٰ کی رضا میں لٹا دیا، فاروق اعظم کے بعد دین اسلام کو سنبھالا اور فارس کے اطراف اور افریقہ کی حدود میں بڑے غزوات کیے اور بہت سارے علاقے اسلام کے جھنڈے کے نیچے آگئے، شاہ ایران یزدگرد آپ کے عہد میں مارا گیا، آپ کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہوتا ہے، آپ کی خلافت ابتدائی چھ سالوں میں سکون کے ساتھ چلتی رہی پھر عبداللہ بن سبا یہودی کے منافقانہ پروپیگنڈوں میں مصر کے لوگ آگئے اور بلوائیوں کا ایک گروہ مدینہ منورہ آگیا، چالیس دن تک آپ کے گھر کا محاصرہ کیا اور پھر ۱۸ ذوالحجہ ۳۵ھ میں آپ کو آپ کے گھر میں ۸۸ سال کی عمر میں گردن کی طرف سے ذبح کیا گیا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے غضب کی تلوار نیام سے باہر آگئی جو تا حال امت پر چل رہی ہے۔

"کاشفا عن فخذیه" یہ بے تکلف بیٹھنے کی طرف اشارہ ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آنحضرت کی رانیں بالکل کھلی ہوئی تھیں آپ نے خود رانوں کو عورت کہہ کر چھپانے کا حکم دیا ہے۔ "تهتش" ای لم تتحرک لا جله۔ یعنی آپ نے کوئی اہتمام نہیں کیا جس طرح بے تکلفانہ انداز میں تھے اسی طرح رہے، بعض نے اس لفظ کا ترجمہ ہشاش بشاش سے کیا ہے یعنی ان کے لیے ہشاش بشاش نہیں ہوئے۔ "ولم تباله" یعنی کوئی اہتمام اور پرواہ نہ کی۔

"تستحی منه الملائكة" کہتے ہیں ایک دفعہ مدینہ منورہ میں ایک قضیہ کے موقع پر حضرت عثمان کا سینہ کھل گیا تو فرشتے پیچھے ہٹ گئے آنحضرت ﷺ نے حضرت عثمان کو سینہ ڈھانکنے کا حکم دیا تو فرشتے واپس آگئے، حضور اکرم کے پوچھنے پر فرشتوں نے کہا کہ ان کے سینہ کھلنے کی وجہ سے ان سے حیاء کی بناء پر ہم پیچھے ہٹ گئے تھے، آنحضرت کے اہتمام کی ایک وجہ تو یہی حیاء عثمان تھی دوسرا مطلب یہ کہ حضرت عثمان کسی حاجت سے آئے تھے آنحضرت ﷺ اگر اسی طرح بے تکلف رہتے تو حضرت عثمان اپنی

درخواست پیش نہ کرسکتے۔

٦٢٠٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ جَدِّي، حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ، أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعُثْمَانَ، حَدَّثَاهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ اسْتَأْذَنَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ عَلَى فِرَاشِهِ، لَابِسٌ مِرْطَ عَائِشَةَ، فَأَذِنَ لِأَبِي بَكْرٍ وَهُوَ كَذَلِكَ، فَقَضَى إِلَيْهِ حَاجَتَهُ، ثُمَّ انْصَرَفَ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ، فَأَذِنَ لَهُ وَهُوَ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ فَقَضَى إِلَيْهِ حَاجَتَهُ، ثُمَّ انْصَرَفَ، قَالَ عُثْمَانُ: ثُمَّ اسْتَأْذَنْتُ عَلَيْهِ فَجَلَسَ، وَقَالَ لِعَائِشَةَ: اجْمَعِي عَلَيْكِ ثِيَابَكِ فَقَضَيْتُ إِلَيْهِ حَاجَتِي، ثُمَّ انْصَرَفْتُ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَالِي لَمْ أَرَكَ فَزِعْتَ لِأَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، كَمَا فَزِعْتَ لِعُثْمَانَ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ عُثْمَانَ رَجُلٌ حَيِيٌّ، وَإِنِّي خَشِيتُ، إِنْ أَذِنْتُ لَهُ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ، أَنْ لَا يَبْلُغَ إِلَيَّ فِي حَاجَتِهِ

حضرت ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، زوجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عثمان دونوں روایت فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابوبکر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اپنے بستر پر حضرت عائشہ کی اونی چادر اوڑھے لیٹے تھے، آپ نے ابوبکر کو اسی حالت میں آنے کی اجازت دیدی، اس نے اپنا کام پورا کیا پھر وہ چلے گئے، بعدازاں حضرت عمر تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی اسی حالت میں اجازت دیدی۔ اس نے بھی اپنا کام پورا کیا، پھر وہ بھی چلے گئے۔ بعدازاں حضرت عثمان تشریف لائے۔ عثمان فرماتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر بیٹھ گئے، اور حضرت عائشہ سے فرمایا کہ: اپنے کپڑے سمیٹ لو۔ پھر میں نے اپنا کام پورا کیا اور چلا آیا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ: یارسول اللہ! میں نے آپ کو ابوبکر وعمر سے گھبرا کر اٹھتے نہیں دیکھا جیسا کہ عثمان کے آنے پر گھبرا کر بیٹھے دیکھا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عثمان بہت شرم وحیا والے آدمی ہیں اور مجھے ڈر تھا کہ اگر میں انہیں اسی حالت میں آنے کی اجازت دیتا تو وہ اپنی جس ضرورت سے آئے تھے وہ بھی مجھے نہ بتاسکتے"۔

٦٢٠٦ - حَدَّثَنَاهُ عَمْرٌو النَّاقِدُ، وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ كُلُّهُمْ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ، أَخْبَرَهُ أَنَّ عُثْمَانَ، وَعَائِشَةَ، حَدَّثَاهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ اسْتَأْذَنَ عَلَى

رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ عُقَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ

حضرت عثمان اور سیدہ عائشہ ارشاد فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی (اور آگے حضرت عقیل عن الزہری) کی روایت کردہ حدیث ہی کی مثل حدیث مبارکہ ذکر فرمائی۔

۶۲۰۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ غِيَاثٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي حَائِطٍ مِنْ حَائِطِ الْمَدِينَةِ وَهُوَ مُتَّكِئٌ يَرْكُزُ بِعُودٍ مَعَهُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ، إِذَا اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ، فَقَالَ: افْتَحْ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ قَالَ: فَإِذَا أَبُو بَكْرٍ، فَفَتَحْتُ لَهُ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ، قَالَ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ آخَرُ، فَقَالَ: افْتَحْ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ قَالَ: فَذَهَبْتُ فَإِذَا هُوَ عُمَرُ، فَفَتَحْتُ لَهُ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ، ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ آخَرُ، قَالَ فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: افْتَحْ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى تَكُونُ قَالَ: فَذَهَبْتُ فَإِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، قَالَ: فَفَتَحْتُ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ، قَالَ وَقُلْتُ الَّذِي قَالَ، فَقَالَ: اللّٰهُمَّ صَبْرًا، أَوِ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ

حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ: ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ کے باغات میں سے کسی باغ میں تشریف رکھتے تھے اور ایک عصا جو آپ کے ہاتھ میں تھا، آپ ﷺ اس سے کیچڑ میں کرید رہے تھے۔ اسی اثناء میں ایک شخص نے دروازہ کھلوایا، آپ نے فرمایا کہ کھول دو اور (آنے والے کو) جنت کی بشارت دیدو، فرماتے ہیں کہ (دروازہ کھولا تو) ابوبکر تھے، میں نے دروازہ کھولا اور انہیں جنت کی بشارت دیدی۔ پھر (کچھ دیر بعد) دوسرے آدمی نے دروازہ کھلوایا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کھول دو اور آنے والے کو جنت کی بشارت دیدو۔ فرماتے ہیں کہ میں گیا تو دیکھا کہ عمر ہیں۔ میں نے دروازہ کھولا اور انہیں جنت کی بشارت دیدی۔ پھر کسی اور نے دروازہ کھلوایا تو نبی ﷺ بیٹھ گئے اور فرمایا کہ دروازہ کھول دو اور آنے والے کو ایک بڑی پیش آنے والی مصیبت پر (صبر کے عوض میں) جنت کی بشارت دیدو۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں گیا تو دیکھا کہ عثمان بن عفان ہیں۔ میں نے دروازہ کھولا اور جنت کی بشارت دی اور وہی بات ذکر کی جو آپ ﷺ نے ارشاد فرمائی تھی۔ حضرت عثمان نے فرمایا کہ اے اللہ! صبر! یا فرمایا اللہ ہی سے مدد مطلوب ہے"۔

تشریح:

"اللھم صبرا" حضرت عثمان نے جب سنا کہ مصیبت آئے گی تو آپ نے فرمایا اے اللہ صبر کی توفیق دیدیں یہ واقعہ دار کی

طرف اشارہ ہے چنانچہ وہ لکھا جاتا ہے۔ حضرت عثمان کی خلافت کے پہلے چھ سال بحسن وخوبی گزر گئے پھر آپ سے وہ انگوٹھی بئر اریس میں گر کر گم ہوگئی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی اور حضرات شیخین کے بعد حضرت عثمان کے ہاتھ میں آئی تھی، خلافت کے باقی چھ سالوں میں طرح طرح کی شورشیں شروع ہوگئیں، عبداللہ بن سبا یہودی جھوٹے الزامات لگا کر آپ کے گورنروں سے لوگوں کو بدظن کرتا رہا، مکہ ومدینہ میں اس کا پروپیگنڈہ ناکام ہوا تو یہ شام چلا گیا پھر کوفہ گیا مگر کسی جگہ اس کو خاطر خواہ کامیابی نہیں ملی پھر یہ خبیث مصر چلا گیا تو وہاں پر اس کا پروپیگنڈہ کامیاب ہوگیا، اس نے ایک لڑاکو دستہ تیار کیا اور مدینہ روانہ کیا، بلوائیوں کے اس گروہ میں محمد بن ابی بکر بھی تھے پہلے مذاکرات ہوئے اور کامیاب ہوگئے، مصر کا گورنر عبداللہ بن ابی سرح ہٹایا گیا اور گورنری کا پروانہ محمد بن ابی بکر کے ہاتھ دیا گیا کہ ان کے پہنچنے پر ان کو مصر کا گورنر مقرر کیا جائے، ادھر مروان بن حکم ایک سازشی آدمی تھا، اس نے حضرت عثمان کے گھوڑے پر ان کے غلام کو سوار کرا کر مصر روانہ کیا اور مصر کے گورنر عبداللہ بن ابی سرح کے نام لکھا کہ جونہی محمد بن ابی بکر مصر پہنچ جائے اس کو قتل کر دو۔ راستے میں یہ غلام پکڑا گیا تفتیش پر اس کے ہاتھ سے ایک خط نکلا جس پر حضرت عثمان کی انگوٹھی کی مہر تھی، محمد بن ابی بکر نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اب واپس آجاؤ اس بات کی تحقیق کریں گے چنانچہ یہ بلوائی مدینہ واپس آگئے اور حضرت عثمان سے پوچھا کہ یہ گھوڑا کس کا ہے؟ فرمایا میرا ہے! یہ غلام کس کا ہے؟ فرمایا میرا ہے۔ یہ مُہر کس کی ہے؟ فرمایا میری انگوٹھی کی ہے۔ یہ خط کس کا ہے؟ فرمایا خدا کی قسم مجھے معلوم نہیں کہ یہ خط کس کا ہے؟ جب مدینہ کے لوگوں کے خط کے نمونے حاصل کر لیے گئے تو معلوم ہوا کہ یہ خط مروان بن حکم نے لکھا تھا، بلوائیوں نے کہا کہ مروان کو ہمارے حوالہ کر دو۔ حضرت عثمان نرم مزاج تھے، فرمایا میں ایسا نہیں کر سکتا، اس پر بلوائیوں نے آپ کے گھر کا محاصرہ کیا، چالیس دن تک دانہ پانی بند کیا اور محاصرہ جاری رکھا اس دوران حضرت عثمان نے کئی دفعہ بلوائیوں اور دیگر لوگوں سے گھر کی کھڑکی سے جھانک کر خطاب کیا اور اپنے اوپر لگائے گئے الزامات کا معقول جواب دیا، زیر بحث روایت اسی خطاب کا ایک حصہ ہے مگر اس میں حضرت عثمان نے اپنی منقبت، بشارت اور اپنی حیثیت اور پھر شہادت کو واضح کیا ہے تاہم بلوائیوں اور باغیوں نے آپ کو محصور رکھا اور چالیس دن کے محاصرہ کے بعد محمد بن ابی بکر اور دیگر بلوائی گھر کی عقبی دیوار میں نقب لگا کر اندر داخل ہوگئے اور آپ کو شہید کر دیا۔

''بئر رومہ'' وادی عقیق میں مسجد قبلتین کے پاس ایک بڑا کنواں تھا جو ایک یہودی کا تھا حضرت عثمان نے خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا، یہودی اس کنوئیں کا پانی مسلمانوں پر مہنگے داموں فروخت کرتا تھا۔

۶۲۰۸ـ حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ أَبِي مُوسَى

الْأَشْعَرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ حَائِطًا وَأَمَرَنِي أَنْ أَحْفَظَ الْبَابَ، بِمَعْنَى حَدِيثِ عُثْمَانَ بْنِ غِيَاثٍ

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک باغ پر تشریف لائے اور آپ ﷺ نے مجھ کو حکم فرمایا کہ اس دروازہ پر پہرہ دو (پھر آگے سابقہ حدیث عثمان بن غیاث کی روایت کردہ حدیث کی طرح بیان فرمایا)

۶۲۰۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِينٍ الْيَمَامِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ وَهُوَ ابْنُ بِلَالٍ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، أَخْبَرَنِي أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ، أَنَّهُ تَوَضَّأَ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ خَرَجَ، فَقَالَ: لَأَلْزَمَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَأَكُونَنَّ مَعَهُ يَوْمِي هَذَا، قَالَ: فَجَاءَ الْمَسْجِدَ، فَسَأَلَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: خَرَجَ، وَجَّهَ هَاهُنَا، قَالَ فَخَرَجْتُ عَلَى أَثَرِهِ أَسْأَلُ عَنْهُ، حَتَّى دَخَلَ بِئْرَ أَرِيسٍ، قَالَ: فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ، وَبَابُهَا مِنْ جَرِيدٍ، حَتَّى قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتَهُ وَتَوَضَّأَ، فَقُمْتُ إِلَيْهِ، فَإِذَا هُوَ قَدْ جَلَسَ عَلَى بِئْرِ أَرِيسٍ وَتَوَسَّطَ قُفَّهَا، وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ، وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ، قَالَ: فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ، فَقُلْتُ: لَأَكُونَنَّ بَوَّابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمَ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَدَفَعَ الْبَابَ، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَقُلْتُ: عَلَى رِسْلِكَ، قَالَ: ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ، فَقَالَ: ائْذَنْ لَهُ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ قَالَ فَأَقْبَلْتُ حَتَّى قُلْتُ: لِأَبِي بَكْرٍ ادْخُلْ، وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَشِّرُكَ بِالْجَنَّةِ، قَالَ: فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ، فَجَلَسَ عَنْ يَمِينِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَعَهُ فِي الْقُفِّ، وَدَلَّى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ، كَمَا صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ، ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ، وَقَدْ تَرَكْتُ أَخِي يَتَوَضَّأُ وَيَلْحَقُنِي، فَقُلْتُ: إِنْ يُرِدِ اللَّهُ بِفُلَانٍ يُرِيدُ أَخَاهُ خَيْرًا يَأْتِ بِهِ، فَإِذَا إِنْسَانٌ يُحَرِّكُ الْبَابَ، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ: عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ: عَلَى رِسْلِكَ، ثُمَّ جِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَقُلْتُ: هَذَا عُمَرُ يَسْتَأْذِنُ، فَقَالَ: ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَجِئْتُ عُمَرَ فَقُلْتُ: أَذِنَ وَيُبَشِّرُكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِالْجَنَّةِ، قَالَ فَدَخَلَ فَجَلَسَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقُفِّ، عَنْ يَسَارِهِ، وَدَلَّى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ، ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ فَقُلْتُ: إِنْ يُرِدِ اللَّهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا يَعْنِي أَخَاهُ يَأْتِ بِهِ، فَجَاءَ إِنْسَانٌ فَحَرَّكَ الْبَابَ، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ:

عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقُلْتُ: عَلَى رِسْلِكَ، قَالَ وَجِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ، مَعَ بَلْوَى تُصِيبُهُ قَالَ فَجِئْتُ فَقُلْتُ: ادْخُلْ، وَيُبَشِّرُكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ مَعَ بَلْوَى تُصِيبُكَ، قَالَ فَدَخَلَ فَوَجَدَ الْقُفَّ قَدْ مُلِءَ، فَجَلَسَ وِجَاهَهُمْ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ، قَالَ شَرِيكٌ: فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ: فَأَوَّلْتُهَا قُبُورَهُمْ

حضرت ابوموسی الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے گھر میں وضو کیا پھر باہر نکلے اور کہا کہ میں آج رسول اللہ ﷺ کو لازم پکڑوں گا، اور میں آج کا سارا دن رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رہوں گا۔ فرماتے ہیں کہ وہ مسجد آئے اور لوگوں سے رسول اللہ ﷺ کی بابت دریافت کیا، لوگوں نے کہا کہ "اس طرف گئے ہیں"۔ حضرت ابوموسیٰ فرماتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے قدموں کے نشانات پر چلتا رہا پوچھتے پوچھتے (یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کو دیکھ لیا) اور آپ ﷺ بئر اریس (مدینہ کے باہر ایک کنواں تھا غالباً قبا کی طرف، اس کے احاطہ میں) داخل ہو گئے۔ میں اس کے دروازہ کے پاس کھڑا ہو گیا۔ دروازہ ٹہنیوں کا تھا، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے قضائے حاجت فرمائی اور وضو فرمایا۔ میں آپ ﷺ کی طرف اٹھ کھڑا ہوا تو آپ بئر اریس کی منڈیر پر بیٹھ گئے، اور اپنی پنڈلیاں کھول کر کنوئیں میں لٹکا لیں۔ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کو سلام کیا، پھر واپس لوٹنے لگا اور دروازہ پر بیٹھ گیا اور دل میں کہنے لگا کہ میں آج ضرور رسول اللہ ﷺ کا دربان رہوں گا۔ حضرت ابوبکر تشریف لائے اور دروازہ کھٹکھٹایا، میں نے کہا کون؟ فرمایا ابوبکر۔ میں نے کہا ذرا ٹھہریئے۔ پھر میں واپس گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! ابوبکر تشریف لائے ہیں اجازت چاہتے ہیں؟ فرمایا کہ انہیں آنے دو۔ اور انہیں جنت کی بشارت دیدو۔ میں واپس آیا اور ابوبکر سے کہا داخل ہو جایئے اور (سنیئے کہ) رسول اللہ ﷺ نے آپ کو جنت کی بشارت دی ہے۔ ابوبکر اندر داخل ہوئے اور منڈیر پر رسول اللہ ﷺ کے دائیں جانب بیٹھ گئے اور اپنی ٹانگیں کنوئیں میں لٹکا لیں۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے لٹکائی تھیں اور اپنی پنڈلیاں بھی کھول لیں۔ ابوموسی اشعری فرماتے ہیں کہ پھر میں واپس دروازہ پر آ کر بیٹھ گیا۔ میں اپنے بھائی کو گھر میں وضو کرتا ہوا چھوڑ آیا تھا اور وہ مجھ سے ملنے والا تھا۔ میں نے دل میں کہا اب جس انسان کی بہتری اللہ کو منظور ہوگی اسے لے آئے گا۔ میرے دل میں بھائی کا خیال تھا (کہ وہ آجائے) اسی اثنا میں کسی آدمی نے دروازہ ہلایا۔ میں نے کہا کون؟ کہا کہ عمر بن الخطاب۔ میں نے کہا ذرا ٹھہریئے۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور سلام کر کے عرض کیا کہ عمر تشریف لائے ہیں اور اجازت چاہتے ہیں۔ فرمایا آنے دو اور انہیں بھی جنت کی بشارت دیدو۔ میں واپس عمر کے پاس آیا اور کہا کہ اندر تشریف لے آیئے اور (سنیئے کہ) رسول اللہ ﷺ آپ کو خوشخبری سناتے ہیں جنت کی۔ حضرت عمر بھی اندر تشریف لے گئے اور جا کر منڈیر پر رسول اللہ ﷺ کی بائیں جانب بیٹھ

گئے۔اپنے پاؤں بھی کنوئیں میں لٹکا لیے۔میں واپس آکر دروازہ پر بیٹھ گیا۔اور دل میں کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ کو اگر جس کی بہتری منظور ہوگی اسے لے آئے گا دل میں سوچا کہ میرا بھائی (آئے گا)۔اسی اثناء میں کوئی آدمی آیا اور دروازہ کو ہلایا۔میں نے کہا کون؟ کہا کہ عثمان بن عفان۔میں نے کہا ذرا ٹھہریئے۔اور یہ کہہ کر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپ ﷺ کو عثمان کے آنے کی خبر دی۔فرمایا کہ انہیں اجازت دیدو اور انہیں اس مصیبت کے عوض جو انہیں پہنچے گی جنت کی بشارت دیدو۔میں واپس آیا اور حضرت عثمان سے کہا کہ اندر تشریف لائے اور سنئے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو جنت کی خوش خبری دی ہے اس مصیبت کے عوض جو آپ کو پہنچے گی۔حضرت عثمان اندر آئے تو کنوئیں کی منڈیر بھر چکی تھی چنانچہ وہ دوسری جانب سے ان حضرات کے سامنے بیٹھ گئے۔سعید بن المسیب فرماتے ہیں کہ میں نے اس معاملہ کو ان حضرات کی قبروں سے تعبیر کیا۔

تشریح:

"وجه ههنا" یعنی اس طرف متوجہ ہو کر گئے ہیں "بئر اریس" مسجد قبا کے پاس کھجور کے باغات میں یہ کنواں اب ویران پڑا ہے اسی کنوئیں میں حضرت عثمان سے آنحضرت کی یادگار انگوٹھی گر کر غائب ہوگئی تھی "قفها" کنوئیں کے بلند کنارہ اور منڈیر کو کہتے ہیں جو زمین کے سطح سے کچھ بلند ہوتا ہے "یرید اخاه" حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے جب دیکھا کہ مسلسل جنت کی بشارت دی جا رہی ہے تو اگر میرے بھائی کی قسمت جاگ اٹھی تو وہ آجائیں گے۔

"مع بلوی" یعنی جنت کی بشارت دو مگر ایک مصیبت ان کو پہنچے گی اس مصیبت سے واقعہ الدار کی طرف اشارہ ہے جس میں حضرت عثمان شہید کر دیئے گئے اور بلوائیوں نے آپ کو مار ڈالا۔"فاولتها قبورهم" یعنی کنوئیں کے من پر اس طرز پر بیٹھنے سے اشارہ تھا کہ تین حضرات کے مزارات ایک ساتھ ہوں گے اور حضرت عثمان کی قبر بالکل مقابل ہوں گی چنانچہ ایسا ہی ہوا بقیع غرقد میں حضرت عثمان کی قبر بالکل سامنے واقع ہے "دخل مالا" اس سے باغات مراد ہیں اموال کا اطلاق کھجوروں کے باغات پر ہوتا ہے۔

۶۲۱۰۔ حَدَّثَنِيهِ أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ، حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، حَدَّثَنِي شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ، سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ، يَقُولُ: حَدَّثَنِي أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ، هَاهُنَا وَأَشَارَ لِي سُلَيْمَانُ إِلَى مَجْلِسِ سَعِيدٍ نَاحِيَةَ الْمَقْصُورَةِ قَالَ أَبُو مُوسَى، خَرَجْتُ أُرِيدُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَجَدْتُهُ قَدْ سَلَكَ فِي الْأَمْوَالِ، فَتَبِعْتُهُ فَوَجَدْتُهُ قَدْ دَخَلَ مَالًا، فَجَلَسَ فِي

الْقُفَّ، وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ حَسَّانَ، وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ سَعِيدٍ: فَأَوَّلْتُهَا قُبُورَهُمْ.

حضرت ابوموسیٰ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں نکلا تو میں نے آپ ﷺ کو باغوں کی طرف جاتے ہوئے دیکھا تو میں آپ ﷺ کے پیچھے چلا تو میں نے آپ ﷺ کو ایک باغ میں پایا (اور میں نے دیکھا) کہ آپ ﷺ ایک کنوئیں کے کنارے پر تشریف فرما ہیں اور آپ ﷺ نے اپنی پنڈلیاں کھول کر ان کو کنوئیں پر لٹکائے ہوئے ہیں اور پھر باقی روایت یحییٰ بن حسان کی روایت کی طرح ذکر کی ہے اور سعید بن مسیب کا یہ قول ذکر نہیں کیا کہ ان کی قبریں بھی اسی طرح ہوں گی۔

۶۲۱۱۔ حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ، قَالَا: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، أَخْبَرَنِي شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا إِلَى حَائِطٍ بِالْمَدِينَةِ لِحَاجَتِهِ، فَخَرَجْتُ فِي إِثْرِهِ، وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، وَذَكَرَ فِي الْحَدِيثِ: قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فَتَأَوَّلْتُ ذَلِكَ قُبُورَهُمْ اجْتَمَعَتْ هَاهُنَا وَانْفَرَدَ عُثْمَانُ

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ اپنی کسی ضرورت کے لیے مدینہ منورہ کے کسی باغ میں تشریف لے گئے تو میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے نکلا (پھر آگے باقی روایت حضرت سلیمان بن بلال کی روایت کردہ حدیث ہی کی مثل ذکر فرمائی) اور ابن مسیب کہتے ہیں کہ میں نے ان حضرات کے اس طرح بیٹھنے سے ان کی قبروں کی ترتیب کو سمجھا کہ ان تینوں حضرات کی قبریں ایک ساتھ ہیں اور حضرت عثمان کی قبر علیحدہ ہے۔

بَابُ مِنْ فَضَائِلِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل

اس باب میں امام مسلم نے تیرہ احادیث کو بیان کیا ہے

۶۲۱۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ، وَأَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، وَعُبَيْدُ اللَّهِ الْقَوَارِيرِيُّ، وَسُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ كُلُّهُمْ، عَنْ يُوسُفَ الْمَاجِشُونِ، وَاللَّفْظُ لِابْنِ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا يُوسُفُ أَبُو سَلَمَةَ الْمَاجِشُونُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ،

عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ: أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى، إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي قَالَ سَعِيدٌ: فَأَحْبَبْتُ أَنْ أُشَافِهَ بِهَا سَعْدًا، فَلَقِيتُ سَعْدًا فَحَدَّثْتُهُ بِمَا حَدَّثَنِي عَامِرٌ، فَقَالَ: أَنَا سَمِعْتُهُ، فَقُلْتُ آنْتَ سَمِعْتَهُ؟ فَوَضَعَ إِصْبَعَيْهِ عَلَى أُذُنَيْهِ فَقَالَ: نَعَمْ، وَإِلَّا، فَاسْتَكَّتَا

حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص اپنے والد حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی سے ارشاد فرمایا کہ: ''تمہارا مجھ سے تعلق ویسا ہی ہے جیسا ہارون علیہ السلام کا موسی علیہ السلام سے تھا مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا''۔ حضرت سعید بن المسیب فرماتے ہیں کہ میں چاہتا تھا کہ یہ حدیث بالمشافہہ خود حضرت سعد سے بھی سنوں، چنانچہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص سے ملا اور ان سے، ان کے بیٹے عامر کی بیان کردہ حدیث بیان کی، تو سعد نے فرمایا کہ میں نے یہ حدیث سنی ہے۔ میں نے کہا کہ کیا آپ نے خود سنی ہے؟ انہوں نے اپنی انگلیاں کانوں پر رکھ لیں اور کہا کہ ہاں! اور اگر میں نے نہ سنی ہو تو میرے کان بہرے ہو جائیں۔

تشریح:

''لعلی''، یعنی آنحضرت ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا تم میرے لیے ایسے ہو جس طرح موسیٰؑ کے لیے ہارون تھے۔

أَمَّا عَلِيٌّ فَمَشْهُورٌ فَضَائِلُهُ : وَالْبَيْتُ لَا يَبْتَنِيْ إِلَّا بِأَرْكَانْ

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل تو بہت مشہور ہیں اور ایمان کی عمارت خلفاء کے چار ستونوں کے بغیر کھڑی نہیں ہوسکتی۔

نام ونسب: خلیفہ چہارم کا مبارک نام ''علی'' ہے اور کنیت ابوالحسین اور ابوتراب ہے اور لقب اسد اللہ اور حیدر اور المرتضیٰ ہے، ابوتراب کنیت آنحضرت ﷺ کی طرف سے عطا شدہ ہے، آپ کا نسب حضور اکرم ﷺ سے قریب تر ہے کیونکہ آپ حضور اکرم ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں اور ابوطالب کے صاحبزادے ہیں آپ والد اور والدہ دونوں جانب سے ہاشمی ہیں، آپ کے والد ابوطالب تو مسلمان نہیں ہوئے لیکن آپ کی والدہ محترمہ فاطمہ بنت اسد مسلمان ہوگئی تھیں اور مدینہ کی طرف ہجرت بھی کی تھی۔ حضرت علی بچپن ہی سے آنحضرت ﷺ کی پرورش اور آغوش تربیت میں رہے۔ آنحضرت ﷺ نے آپ کو فرزند کی طرح پالا اور پھر حضرت فاطمہؓ سے آپ کا نکاح کرا کر دامادی کا شرف بھی بخشا، حضرت علی صحابہ میں سب سے زیادہ فصیح اور اعلیٰ درجہ کے خطیب تھے اور شجاعت و بہادری میں سب سے نمایاں مانے جاتے تھے۔ ۳۵ھ میں حضرت عثمان کی شہادت کے بعد مسند خلافت پر فائز ہوئے اور تین دن کم پانچ سال تک مسند خلافت پر متمکن رہ کر ۶۳ سال کی عمر میں ۱۸ رمضان ۴۰ھ میں عبدالرحمٰن بن ملجم

خارجی کے ہاتھ سے بمقام کوفہ بوقت فجر جام شہادت نوش فرمایا اور ہمیشہ کے لیے خلافت راشدہ کو رخصت کیا، کوفہ کے مقام نجف میں آپ کی قبر بتائی جاتی ہے، نجف میں اگرچہ آپ کا مزار بنا ہوا ہے مگر اس کی حقیقت اتنی ہے جو حیوۃ الحیوان میں لکھی ہے کہ ایک دفعہ ہارون الرشید اس جگہ سے گزر رہے تھے کہ ایک بوڑھا شخص ایک قبر کے پاس بیٹھا ہوا رو رہا تھا ہارون الرشید نے پوچھا تو بوڑھے نے کہا کہ یہ حضرت علیؓ کی قبر ہے، ہارون الرشید نے اس کی مرمت اور حفاظت کا حکم دیدیا، خوارج کے شاعر عمران بن حطان نے حضرت علی کے قاتل عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی کی مدح میں ایک قصیدہ پڑھا تھا جس کے جواب میں اہل سنت کے ایک شاعر نے زبردست جواب دیا تھا دونوں جانب سے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

قَالَ شَاعِرُ الْخَوَارِجِ عِمْرَانُ بْنُ حَطَّان فی مَدْحِ عَبْدِالرَّحْمَان بْنِ مَلْجَم قَاتِلِ عَلِيّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ :

يَا ضَرْبَةً مِنْ تقي مَا اَرَادَ بِهَا — اِلَّا لِيَبْلُغَ من ذی العرش رضوانا

اِنِّی لَاَذْكُرُهُ يَوْمًا فأحسبه — اَوْ فِی الْبَرِيَّةِ عِنْدَ اللّٰهِ مِيْزَانًا

اكرم بقوم بطون الارض اقبرهم — لَمْ يَخْلُطُوْا دِيْنَهُمْ بَغْيًا وَعَدْوَانًا

فَاَجَابَه القاضِیُ ابو طیّبِ الطّبریُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ مِنْ اَهْلِ السُّنَّةِ:

انی لأبرأ مما انت قائله — فی ابن ملجم ن الملعون بهتانا

انی لأذكره يوما فالعنه — دينا والعن عمران ابن حطانا

عليك ثم عليه الدهر متصلا — لعائن الله اسرارا واعلانا

فانتم من كلاب النار جاء لنا — نص الشريعة برهانا وتبيانا

حلیہ: آپ کا قد پست تھا، جسم فربہ تھا، داڑھی گنی تھی، پورا سینہ داڑھی کے نیچے آرہا تھا، آپ کا رنگ گندمی تھا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ کی زندگی میں آپ نے کوئی نکاح نہیں کیا۔ حضرت فاطمہ سے آپ کے دو بیٹے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما تھے اور دو بیٹیاں تھیں، غزوۂ تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہے اور بڑے نمایاں کارنامے انجام دیئے آنحضرت ﷺ کو حضرت علی نے غسل دیا، حضرت ابوبکر کے دور خلافت میں آپ کے وزیر اور مشیر رہے اور قضاء اسلامی پر فائز رہے، اپنی بیٹی ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر فاروق سے کیا اور اپنے دور خلافت میں یہ فرمان جاری کیا کہ جو شخص مجھے ابوبکر اور عمر پر فضیلت دے گا تو میں اس پر بہتان طرازی کی حد جاری کروں گا۔ حضرت عثمانؓ پر جب باغیوں نے حملہ کیا تو حضرت علیؓ نے مکمل

دفاع کیا اور حضرات حسنین کو حفاظت پر مامور کیا، آپ کے دور خلافت میں آپس کی جنگوں کی وجہ سے کفار سے بیرونی جنگیں موقوف ہوگئیں، آپ ان تمام جنگوں میں حق پر تھے، طرف مقابل سے اجتہادی غلطی ہوئی جو ان شاء اللہ معاف ہوگی، ہاں خوارج تو باغی، اہل النار تھے۔ آپ بڑے زاہد تہجد گزار اور پرہیزگار، شب بیدار تھے روتے روتے رات گزارتے تھے۔ اپنی داڑھی پکڑ کر فرماتے تھے کہ اے دنیا! تو غدار ہے، میرے آگے سفر لمبا ہے ہائے افسوس! سفر لمبا ہے اور سفر کا خرچہ کم ہے اسی طرح صبح ہو جاتی تھی، آپ عشرہ مبشرہ میں سے تھے، ایک دفعہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو ایک خط لکھا جس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی فضیلت میں حضور اکرم ﷺ سے اپنا قرب بیان کیا تھا۔ آپ نے اشعار میں ان کو جواب دیا، لطف ناظرین کے لیے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ حکی ان معاویة کتب الی علی فقال یا ابا الحسین ان لی فضائل ، انا صهر رسول الله و کاتبه للوحی فقال علی والله ما أکتب الیه الا شعرا فکتب:

مُحَمَّدُ نِ النَّبِیُّ اَخِیْ وَصِهْرِیْ ۔۔ وَحَمْزَةُ سَیِّدُ الشُّهَدَاءِ عَمِّیْ

وَجَعْفَرُ الَّذِیْ یُمْسِیْ وَیُضْحِیْ ۔۔ یَطِیْرُ مَعَ الْمَلَائِکَةِ اِبْنُ عَمِّیْ

وَبِنْتُ مُحَمَّدٍ سَکَنِیْ وَعُرْسِیْ ۔۔ مَشُوْبٌ لَحْمُهَا بِدَمِیْ وَلَحْمِیْ

وَسِبْطَا اَحْمَدَ ابْنَایَ مِنْهَا ۔۔ فَمَنْ مِنْکُمْ لَهٗ سَهْمٌ کَسَهْمِیْ

سَبَقْتُکُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ طُرًّا ۔۔ غُلَامًا مَا بَلَغْتُ اَوَانَ حُلُمِیْ

(شرح وقایہ جلد:۲ص:۳۳۰)

"بمنزلة هارون" حضور اکرم ﷺ جب غزوہ تبوک کے لیے روانہ ہوئے تو آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا چونکہ تبوک کا سفر لمبا تھا اس لیے آنحضرت ﷺ کے اہل وعیال کی دیکھ بھال کی ضرورت تھی آنحضرت ﷺ نے اپنے اہل وعیال کی دیکھ بھال کے لیے حضرت علی کو مقرر فرمایا اس پر منافقین نے یہ اعتراض کیا کہ علی کو بھائی سمجھ کر پیچھے رکھا ہے تاکہ سفر کی مشقت سے بچ جائے نیز موت کے خطرہ سے دور رہے، جب حضرت علی کو اس کا علم ہوا تو آپ پریشان ہوگئے ویسے بھی آپ پریشان تھے کہ جہاد کے میدان سے پیچھے رکھے گئے، فرماتے ہیں کہ میں جب مدینہ طیبہ میں نکلتا تھا تو یا معذور لوگ نظر آتے تھے یا عورتیں اور بچے ہوتے تھے یا منافق گھومتے تھے، اس حالت سے پریشان ہو کر حضرت علی روتے ہوئے آنحضرت ﷺ کے پاس چلے گئے، آنحضرت ﷺ مدینہ سے کچھ باہر مقام جرف میں افواج اسلامیہ کی ترتیب دینے میں مصروف تھے،

حضرت علی نے اپنی پریشانی کا اظہار کیا جس پر آنحضرت ﷺ نے حضرت علی کو تسلی دی اور جواب میں فرمایا کہ کیا آپ اس پر خوش نہیں کہ آپ میرے پیچھے رہ جانے میں ایسے ہیں جس طرح حضرت موسیٰ معراج الٰہی کے لیے گئے تھے اور حضرت ہارون کو پیچھے چھوڑا تھا، یہ منافقین جھوٹے ہیں ہم نے آپ کی شان گھٹانے کے لیے یا آپ کی جان بچانے کے لیے آپ کو پیچھے نہیں چھوڑا اس کلام میں حضرت علی کی اس فضیلت کی طرف اشارہ ہے کہ قرب منزلت میں حضرت علی کو آنحضرت ﷺ نے اپنا بھائی قرار دیا ہے اور یہ تشبیہ اسی قرب منزلت میں ہے مگر اس میں شبہ ہوسکتا تھا کہ حضرت علی بھی حضرت ہارون کی طرح نبی بن جائیں اس وہم کو دور کرنے کے لیے آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ تشبیہ صرف اخوت میں ہے نبوت میں نہیں ہے کیونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

سوال: اس حدیث سے شیعہ شنیعہ اور رافضہ مرفوضہ بڑے زور وشور سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ اس میں حضرت علی کی خلافت کی بات کہی گئی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد حضرت علیؓ خلیفہ بلا فصل ہوں گے، دیگر خلفاء نے علی سے خلافت کو غصب کیا، امت نے مزاحمت نہیں کی لہٰذا سب گمراہ ہوگئے، علی نے تو تقیہ سے کام لیا باقی سب کافر ہوگئے۔

جواب: اس بے جا سوال کا جواب یہ ہے کہ شیعہ تو کہتے ہیں کہ حضرت علی کو غدیر خم میں خلافت سونپی گئی تھی، اس وقت وہ خلیفہ بن چکے تھے، جب وہ پہلے سے خلیفہ تھے تو اس موقع پر ان کو کون سی خلافت دی گئی؟ معلوم ہوا شیعہ جھوٹے ہیں۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہاں تشبیہ صرف قرب منزلت میں ہے، نہ نبوت میں ہے اور نہ خلافت میں ہے کیونکہ حضرت ہارون کا حضرت موسیٰ سے چالیس سال پہلے انتقال ہوگیا تھا، حضرت ہارون جب نہ بعد میں رہے، نہ ایک لمحہ کے لیے خلیفہ بنے تو اس سے خلافت علی کی طرف کیسے اشارہ ہوسکتا ہے، معلوم ہوا رافضی جھوٹے ہیں۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کے ارشاد فرمانے کے بعد آنحضرت ﷺ کافی عرصہ تک دنیا میں حیات تھے، آپ ﷺ کی زندگی میں نہ حضرت علی خلیفہ ہوئے اور نہ ہوسکتے تھے، معلوم ہوا شیعہ جھوٹے ہیں۔

چوتھا جواب یہ ہے کہ اگر اس طرح خلافت کی تصریح اور وصیت حضرت علی کے لیے تھی تو آپ کو حضور اکرم ﷺ کے بعد اس کا دعویٰ کرنا چاہیے تھا اور عوام کو بتا دینا چاہیے تھا کہ خلافت میرا حق ہے، تم مجھ سے میرا حق غصب نہ کرو ورنہ میں اپنے حق پر تم سے لڑوں گا جب حضرت علی کی طرف سے نجی یا عام مجلسوں میں اس بات کی طرف اشارہ بھی نہیں ہوا تو آج کل شیعہ اس عظیم بہتان اور اس بڑے طوفان کو کیوں سر پر اٹھا رہے ہیں؟ معلوم ہوا شیعہ جھوٹے ہیں۔ اگر شیعہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت علی نے تقیہ کیا تو عرض یہ ہے کہ اتنے بڑے مسئلے میں اور شریعت کے اتنے بڑے حکم کو اگر حضرت علی نے ڈر کے مارے چھپایا اور زبان سے اپنے

ساتھیوں کے حلقہ میں بھی اس کا اظہار نہ کر سکے تو ایسے علی تو خلافت کے مستحق بھی نہیں تھے اور معاذ اللہ وہ بڑے گناہ کے مرتکب بھی ہوئے پھر اگر ایسا تھا تو حضرت علی نے اپنے خلیفہ برحق ہونے کے زمانے میں کیوں تقیہ نہ کیا اور حضرت عثمان بن عفان کے بعد جب آپ برحق خلیفہ چہارم بنے تو آپ نے اس حق پر جنگ جمل کیوں لڑی؟ اور آپ نے اس حق پر جنگ صفین کیوں لڑی جس میں ہزاروں انسان مارے گئے؟ معلوم ہوا شیعہ شیطان ہیں اور صرف شیطان کے لیے شیطانی کرتے ہیں۔

ملا علی قاری نے مرقات میں اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ شیعہ روافض کا یہ اعتراض اس قابل نہیں کہ اس کا جواب دیا جائے اور اس حدیث کی بنیاد پر شیعہ نے تمام صحابہ کو کافر کہا ہے لہٰذا شیعہ کے کافر ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ عبارت ملاحظہ ہو:

وَلَاشَکَّ فِیْ تَکْفِیْرِ هٰؤُلَاءِ لِاَنَّ مَنْ کَفَّرَ الْاُمَّةَ کُلَّهَا وَالصَّدْرَ الْاَوَّلَ خُصُوْصًا فَقَدْ اَبْطَلَ الشَّرِيْعَةَ وَهَدَمَ الْاِسْلَامَ وَلَا حُجَّةَ فِی الْحَدِيْثِ لَهُمْ (مرقات جلد ۱۰: ص: ۴۵۵)

"فاستکتا" ای صمتا یعنی اگر میں نے خود یہ حدیث نہیں سنی ہو تو میرے دونوں کان بہرے ہو جائے۔

۶۲۱۳۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ: خَلَّفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ تُخَلِّفُنِي فِي النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ؟ فَقَالَ: أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ بْنِ مُوسَى؟ غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي

حضرت سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب کو (مدینہ پر) حاکم بنایا جب آپ ﷺ غزوہ تبوک میں تشریف لے گئے تو حضرت علی نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ مجھ کو عورتوں اور بچوں میں چھوڑ رہے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تیرا مقام میرے ہاں اس طرح ہے کہ جیسے حضرت ہارون کا حضرت موسیٰ کے ہاں۔ سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

۶۲۱۴۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، فِي هَذَا الْإِسْنَادِ

اس سند کے ساتھ سابقہ روایت ہی کی مثل روایت مروی ہے۔

۶۲۱۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ قَالَا: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ وَهُوَ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ مِسْمَارٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَمَرَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي

سُفْيَانَ سَعْدًا فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسُبَّ أَبَا التُّرَابِ؟ فَقَالَ: أَمَّا مَا ذَكَرْتُ ثَلَاثًا قَالَهُنَّ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَنْ أَسُبَّهُ، لَأَنْ تَكُونَ لِي وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَهُ، خَلَّفَهُ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ، فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ خَلَّفْتَنِي مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى؟ إِلَّا أَنَّهُ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِي وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ خَيْبَرَ لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ قَالَ فَتَطَاوَلْنَا لَهَا فَقَالَ: ادْعُوا لِي عَلِيًّا فَأُتِيَ بِهِ أَرْمَدَ، فَبَصَقَ فِي عَيْنِهِ وَدَفَعَ الرَّايَةَ إِلَيْهِ، فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، وَلَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: (فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَائَنَا وَأَبْنَائَكُمْ)(آل عمران ٦١) دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ: اللّٰهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلِي

حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ معاویہ بن ابی سفیان نے ان کے والد حضرت سعد کو امیر بنایا تو ان سے کہا کہ ابوالتراب (حضرت علی) کی ملامت کرنے میں تمہیں کیا مانع ہے؟ حضرت سعد نے فرمایا کہ ان تین باتوں کی وجہ سے جو مجھے یاد ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا میں ہرگز ابوالتراب کو برا نہ کہوں گا۔ ان تین میں سے مجھے کوئی ایک بھی حاصل ہو جائے تو یہ سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ نے حضرت علی سے اس وقت فرمایا جب آپ ﷺ نے ایک غزوہ کے موقع پر انہیں اپنا نائب بنایا تھا۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ مجھے عورتوں اور بچوں کے درمیان چھوڑے جا رہے ہیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ تمہارا مجھ سے ویسا ہی تعلق ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھا۔ سوائے اس کے میرے بعد نبوت نہیں ہے۔ اور میں نے خیبر کے دن آپ سے سنا فرمایا کہ: میں کل جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ حضرت سعد فرماتے ہیں کہ ہم اس انتظار میں رہے (کہ یہ اعزاز کسے ملتا ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا کہ علی کو بلاؤ۔ انہیں لایا گیا تو ان کی آنکھیں دکھنے آ رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں تھتکارا اور جھنڈا انہیں دیدیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائی۔ اور (تیسری بات یہ کہ) جب یہ آیت نازل ہوئی کہ ہم اپنے بیٹوں کو بلالیں تم اپنے بیٹوں کو بلالو"۔ تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی، فاطمہ، حسن اور حسین کو بلایا اور فرمایا کہ اے اللہ! یہ سب میرے گھر والے ہیں"۔

تشریح:

''امر'' یہ باب تفعیل سے ہے امیر بنانے کے معنی میں ہے ''ان تسب'' یعنی آپ جو حضرت علی کی برائی بیان نہیں کرتے ہوتو اس کی وجہ کیا ہے آپ ان سے ڈرتے ہو یا تم کو خوف خدا اور تقویٰ نے روکا ہے؟ علماء کہتے ہیں کہ کسی صحابی کی برائی اور ملامت سے متعلق اگر کوئی حدیث غیر ثقہ راوی نقل کرتا ہے تو اس کو رد کیا جائے گا لیکن اگر حدیث ثقہ راویوں نے نقل کی ہو جس طرح یہاں صحیح مسلم کی روایت ہے تو اس میں تاویل کرنا ضروری ہے یہاں بطور تاویل حضرت معاویہ کا مطلب یہ ہے کہ آپ وجہ پوچھ رہے ہیں کہ دیگر لوگ حضرت علی کی برائی اور مذمت بیان کرتے ہیں تو آپ کیوں اس سے احتراز کرتے ہو؟ اس میں حضرت معاویہ نے قطعاً یہ حکم نہیں دیا ہے کہ تم حضرت علی کو گالی دیا کرو میں تم کو اس کا حکم دیتا ہوں بلکہ یہ کہا ہے کہ گالی نہ دینے کا سبب کیا ہے تو حضرت سعدؓ نے تین اسباب بیان کیے تو اس میں حضرت معاویہ پر یہ الزام لگانا کہ آپ اپنے گورنروں کو حکم دیا کرتے تھے کہ حضرت علی کو گالی دیا کرو بالکل غلط ہے جس طرح مودودی صاحب نے خلافت وملوکیت میں لکھا ہے البتہ اس کلام سے یہ بات واضح ہے کہ بنوامیہ کے کچھ غیر ذمہ دار لوگ حضرت علی کو برا بھلا کہتے تھے حقیقت یہ ہے کہ حضرت علی اور حضرت معاویہ کے درمیان ایک شرعی اجتہادی مسئلہ میں اختلاف اتنا بڑھ گیا کہ ہزاروں انسان لڑائی میں مارے گئے اب جب اتنا بڑا اختلاف ہوتو اس میں برا کہنا کوئی بعید بات نہیں ہے۔ دوسری تاویل یہ ہے کہ ''سب'' کا لفظ گالی کے لیے متعین نہیں ہے جس طرح شتم متعین ہے البتہ سخت سُست کہنے کے لیے یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے اور یہاں یہی معنی مراد ہے بہرحال یہاں بات مشاجرات صحابہ کی طرف جاتی ہے اور اس میں خاموش رہنا اچھا ہے اور اسی میں عافیت ہے۔ علامہ تقی عثمانی مدظلہ العالی نے لکھا ہے کہ قدیم زمانہ میں ''سب'' کا لفظ ملامت اور خطاء کے لیے استعمال ہوتا تھا آج کل گالی میں استعمال ہوتا ہے بہرحال حضرت علی حق پر تھے اور حضرت معاویہ کی خطاء اجتہادی تھی یہی جمہور علماء کا مسلک ہے۔

''ارمد'' آنکھ دکھنے کو کہتے ہیں ایک روایت میں ''رمد'' ماضی کا صیغہ ہے معنی ایک ہے۔

۶۲۱۶۔ **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهُ قَالَ لِعَلِيٍّ أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى؟

حضرت سعد رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے حضرت علی سے فرمایا: کیا تم اس بات پر

راضی نہیں کہ تمہارا مقام میرے ہاں ایسا ہو جیسا کہ حضرت ہارون علیہ السلام کا مقام حضرت موسیٰ کے نزدیک تھا۔

۶۲۱۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَارِيَّ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ: لَأُعْطِيَنَّ هَذِهِ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: مَا أَحْبَبْتُ الْإِمَارَةَ إِلَّا يَوْمَئِذٍ، قَالَ فَتَسَاوَرْتُ لَهَا رَجَاءَ أَنْ أُدْعَى لَهَا، قَالَ فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، فَأَعْطَاهُ إِيَّاهَا، وَقَالَ: امْشِ، وَلَا تَلْتَفِتْ، حَتَّى يَفْتَحَ اللَّهُ عَلَيْكَ قَالَ فَسَارَ عَلِيٌّ شَيْئًا ثُمَّ وَقَفَ وَلَمْ يَلْتَفِتْ، فَصَرَخَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَى مَاذَا أُقَاتِلُ النَّاسَ؟ قَالَ: قَاتِلْهُمْ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ فَقَدْ مَنَعُوا مِنْكَ دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ، إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے روز فرمایا کہ: "میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ ورسول سے محبت کرتا ہے۔ اللہ اس کے ہاتھوں پر فتح عطا فرمائے گا۔ حضرت عمر بن الخطاب فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی امارت کی خواہش نہیں کی سوائے اس دن میں آپ ﷺ کے سامنے کو ہوتا رہا اس امید پر کہ مجھے بلایا جائے۔ لیکن آپ ﷺ نے حضرت علی ابن ابی طالب کو بلایا اور وہ جھنڈا انہیں دیدیا پھر فرمایا کہ چلو اور ادھر ادھر مت متوجہ ہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہیں فتح عطا فرمائیں۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی جھنڈا لے کر کچھ چلے پھر رک گئے مگر کسی اور طرف نہ دیکھا اور وہیں سے چیخ کر پوچھا کہ یا رسول اللہ! میں لوگوں سے کس بات پر قتال کروں؟ فرمایا کہ ان سے قتال کر دیہاں تک کہ لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی شہادت (گواہی) دیدیں۔ جب وہ ایسا کرلیں تو بلاشبہ انہوں نے اپنے حقوق اور اموال کو بغیر کسی حق کے تم سے محفوظ کرلیا اور ان کا حساب اللہ پر ہے"۔

۶۲۱۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلٍ، ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَاللَّفْظُ هَذَا حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، أَخْبَرَنِي سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ: لَأُعْطِيَنَّ هَذِهِ الرَّايَةَ رَجُلًا يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ، يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ قَالَ: فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوكُونَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا، قَالَ فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كُلُّهُمْ يَرْجُونَ أَنْ يُعْطَاهَا، فَقَالَ أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالُوا: هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ، قَالَ فَأَرْسِلُوا إِلَيْهِ، فَأُتِيَ بِهِ، فَبَصَقَ

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَيْنَيْهِ، وَدَعَا لَهُ فَبَرَأَ، حَتَّى كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ، فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ، فَقَالَ عَلِيٌّ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أُقَاتِلُهُمْ حَتَّى يَكُونُوا مِثْلَنَا، فَقَالَ: انْفُذْ عَلَى رِسْلِكَ، حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ فِيهِ، فَوَاللّٰهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَكَ حُمُرُ النَّعَمِ

حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے کہ غزوہ خیبر کے دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ ''میں جھنڈا اسی شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا، وہ اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں''۔ سہل فرماتے ہیں کہ لوگوں نے وہ رات اسی غور و خوض میں گزاری کہ ان میں سے کس کو جھنڈا ملتا ہے؟ جب صبح ہوئی تو سب لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آگئے اور سب کو یہی امید تھی کہ جھنڈا اسے دیا جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ان کی آنکھوں میں تکلیف ہے۔ فرمایا کہ لوگوں نے ان کی طرف کہلا بھیجا۔ وہ تشریف لے آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی دونوں آنکھوں میں اپنا لعاب ڈالا اور ان کے لیے دعا فرمائی تو ان کی تکلیف ایسی جاتی رہی گویا انہیں کبھی کوئی تکلیف تھی ہی نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں جھنڈا عطا فرمایا تو حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں ان سے اس وقت تک قتال کروں کہ وہ ہمارے جیسے ہو جائیں (یعنی مسلمان ہو جائیں) فرمایا کہ: ''اپنی چال چلتے آگے بڑھتے جاؤ یہاں تک کہ ان کے میدان میں اتر جاؤ، پھر انہیں اسلام کی دعوت دینا اور انہیں بتلانا کہ اسلام میں ان پر اللہ کے کیا حقوق واجب ہیں۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ کسی ایک آدمی کو بھی ہدایت نصیب فرمائے تو یہ تمہارے پاس سرخ اونٹوں کے ہونے سے زیادہ بہتر ہے''۔

تشریح:

''یوم خیبر'' ۷ھ میں غزوۂ خیبر کا واقعہ پیش آیا تھا پندرہ سو صحابہ نے اس غزوہ میں حصہ لیا تھا۔

خیبر میں یہود کے کئی مضبوط قلعے اور مضبوط ٹھکانے تھے، ایک ماہ تک حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام مورچوں میں تھے، ان قلعوں میں قلعہ قموص ایک مضبوط قلعہ اور بہت سخت تھا، کئی بار صحابہ نے اس کے توڑنے کی کوشش کی مگر قلعہ فتح نہ ہو سکا، اس موقع پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں کل جھنڈا ایسے شخص کے ہاتھ میں دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح دے گا وہ شخص اللہ تعالیٰ کو محبوب رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو محبوب رکھتا ہے ہر صحابی نے جھنڈے کے حصول کی تمنا کی مگر آنحضرت ﷺ نے یہ عظیم اعزاز حضرت علی کے ہاتھ میں دے دیا، حضرت علی نے جا کر قلعہ قموص فتح کیا اور فاتح خیبر کے لقب سے ملقب ہوئے۔

"یدور کون" ای یخوضون ویتحدثون فی ذلک۔ گفتگو اور بحث کرتے تھے کہ جھنڈا کون لے گا۔

"یکونوا مثلنا" اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ ہمارے جیسے مسلمان ہو جائیں، یہودیت کو چھوڑ کر مسلمان ہو جائیں مثلنا میں تشبیہ صرف مسلمان ہونے میں ہے، ایمانی کیفیت میں نہیں ہے کیونکہ اس کیفیت کا تعلق انسان کے اپنے اپنے اخلاص کے ساتھ ہے، تبلیغی جماعت کے لوگ اس کو دلیل بناتے ہیں کہ ایمانی کیفیت میں جب تک لوگ صحابہ رضی اللہ عنہم کے معیار پر نہیں آئیں گے اس وقت تک جہاد نہیں ہوگا، ان کا یہ خیال غلط ہے کیونکہ غیر صحابی کبھی بھی کسی صحابی کے ایمان کی کیفیت کو نہیں پاسکتا ورنہ پھر صحابی کی شان کہاں رہ گئی؟ "انفذ" چلے جانے کے معنی میں ہے "علی رسلک" یعنی آرام سے جاؤ "فتساورت" ای فتطاولت یعنی میں نے جھانک جھانک کر دیکھا کہ جھنڈا مجھے ملے۔

بعض ناواقف لوگ اس حدیث سے یہ استدلال بھی کرتے ہیں کہ دعوت دینا اور کسی کا ہدایت پر آنا سرخ اونٹوں سے بہتر ہے لہٰذا دعوت دیتے رہو اور جہاد کی بات چھوڑ دو، ان لوگوں کا یہ خیال بھی غلط ہے کیونکہ حضرت علی نے ایک گھنٹہ پہلے دعوت دیدی اور پھر فوراً لڑے، آپ جہاد کو چھوڑ کر دعوت کی امید پر ستر سال تک نہیں بیٹھے تھے جس طرح یہ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اور اس واقعہ کو جہاد کے منسوخ ہونے کے لیے بیان کرتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ نے اس جملہ سے یہ ارادہ کیا کہ دعوت کے بغیر تلوار مار کر سب کو قتل کر دوں اور جب تک وہ مسلمان نہیں ہوتے پیچھے نہ ہٹوں یعنی تلوار سے دعوت ہو زبان سے نہ ہو، آنحضرت ﷺ نے جواب میں فرمایا: "ثم ادعھم" یعنی پہلے اسلام کی دعوت دو اگر قبول نہ کیا تو پھر جزیہ کی دعوت دو اگر قبول نہ کیا تو پھر میدان میں لڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ پھر آنحضرت ﷺ نے دعوت کا فائدہ بیان فرمایا کہ اگر تیرے ہاتھ پر ایک آدمی بھی ہدایت پر آ گیا یہ تیرے لیے سرخ اونٹوں سے زیادہ بہتر ہے، ہر مسلمان کو سمجھ لینا چاہیے کہ خیبر کے یہود کو اسلام کی دعوت اس سے پہلے پہنچ چکی تھی میدان جہاد میں نئے سرے سے اس طرح دعوت دینا مستحب کے درجہ میں ہے جو جہاد کے آداب میں سے ہے، حضرت علی نے چونکہ ایک دم حملہ کرنے کا جذبہ ظاہر کیا تھا اس لیے آنحضرت ﷺ نے ان کو جہاد کے آداب میں سے دعوت کا ادب بتا دیا اگر یہاں دعوت واجب تھی تو آنحضرت ﷺ خیبر میں قریباً ۲۵ دن تک لڑتے رہے آپ ﷺ نے یہ دعوت پہلے کیوں نہ دی؟ کہ آج حضرت علی کو دعوت دینے کا حکم دیا جا رہا ہے اصل حقیقت وہی ہے کہ یہود خیبر کو واجب دعوت پہنچ چکی تھی یہ استحبابی دعوت تھی کبھی دی جاتی ہے کبھی نہیں دی جاتی باقی تبلیغی جماعت والوں کی دعوت کا جہاد کی دعوت سے کیا کام ہے ان کی دعوت پہلے تو دعوت نہیں بلکہ التماس ہے جو مسلمانوں کے ساتھ خاص ہے اس پر جہاد موقوف نہیں ہے، جہاد سے پہلے جو دعوت ہوتی ہے اس کے تین جملے

ہیں: (۱) مسلمان ہو جاؤ (۲) جزیہ قبول کرو (۳) میدان میں آ کر لڑو۔ اس حدیث میں شیعہ بھی غلطی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خیبر کو صرف حضرت علی نے فتح کیا: یہ غلط ہے حضرت علی نے صرف ایک اہم قلعہ قموص کو فتح کیا تھا باقی ڈیڑھ ہزار صحابہ نے ایک ماہ تک جنگ لڑی تھی، زخمی اور شہید ہوئے تھے پھر ان کو مال غنیمت کا حصہ ملا تھا یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ صرف علی نے خیبر فتح کیا حضرت علی تو احد میں بھی تھے وہاں پر عارضی شکست کیوں ہوئی؟ اسی طرح جنگ حنین میں بھی تھے ادھر عارضی شکست کیوں ہوئی؟ غلط بات نہ کرو۔ حضرت علی کی بڑی شان ہے مگر ان کو خدا نہ کہو، بندۂ خدا کہو۔

۶۲۱۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، قَالَ: كَانَ عَلِيٌّ قَدْ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي خَيْبَرَ وَكَانَ رَمِدًا، فَقَالَ: أَنَا أَتَخَلَّفُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَخَرَجَ عَلِيٌّ فَلَحِقَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ اللَّيْلَةِ الَّتِي فَتَحَهَا اللَّهُ فِي صَبَاحِهَا. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ، أَوْ لَيَأْخُذَنَّ بِالرَّايَةِ غَدًا رَجُلٌ يُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ، أَوْ قَالَ يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيْهِ فَإِذَا نَحْنُ بِعَلِيٍّ، وَمَا نَرْجُوهُ. فَقَالُوا: هَذَا عَلِيٌّ، فَأَعْطَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّايَةَ. فَفَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ

حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خیبر میں حضرت علی، نبی ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے کیونکہ ان کی آنکھیں دکھنے آ رہی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ جاؤں؟ (یہ کیسے ممکن ہے) چنانچہ حضرت علی نکل پڑے اور نبی کریم ﷺ سے جا ملے۔ جب اس رات کی شام ہوئی جس کی صبح کو اللہ نے فتح عطا فرمائی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ جھنڈا میں اس شخص کو دوں گا یا یہ جھنڈا کل وہ شخص لے گا کہ اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں یا وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائیں گے''۔ پھر یکایک ہم نے حضرت علی کو دیکھا اور ہمیں ان کی امید نہ تھی۔ لوگوں نے کہا یہ حضرت علی ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں جھنڈا عطا فرما دیا اور اللہ نے ان کے ہاتھ پر فتح نصیب فرمائی۔

۶۲۲۰۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَشُجَاعُ بْنُ مَخْلَدٍ، جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ، قَالَ زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنِي أَبُو حَيَّانَ، حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ حَيَّانَ، قَالَ: انْطَلَقْتُ أَنَا وَحُصَيْنُ بْنُ سَبْرَةَ، وَعُمَرُ بْنُ مُسْلِمٍ، إِلَى زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، فَلَمَّا جَلَسْنَا إِلَيْهِ قَالَ لَهُ حُصَيْنٌ: لَقَدْ لَقِيتَ يَا زَيْدُ خَيْرًا كَثِيرًا، رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَسَمِعْتَ حَدِيثَهُ، وَغَزَوْتَ مَعَهُ، وَصَلَّيْتَ خَلْفَهُ لَقَدْ لَقِيتَ، يَا

زَيْدُ خَيْرًا كَثِيرًا، حَدِّثْنَا يَا زَيْدُ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي وَاللّٰهِ لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّي، وَقَدُمَ عَهْدِي، وَنَسِيتُ بَعْضَ الَّذِي كُنْتُ أَعِي مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَا حَدَّثْتُكُمْ فَاقْبَلُوا، وَمَا لَا، فَلَا تُكَلِّفُونِيهِ، ثُمَّ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فِينَا خَطِيبًا، بِمَاءٍ يُدْعَى خُمًّا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، وَوَعَظَ وَذَكَّرَ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ رَسُولُ رَبِّي فَأُجِيبَ، وَأَنَا تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ: أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ فَخُذُوا بِكِتَابِ اللّٰهِ، وَاسْتَمْسِكُوا بِهِ. فَحَثَّ عَلَى كِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: وَأَهْلُ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي فَقَالَ لَهُ حُصَيْنٌ: وَمَنْ أَهْلُ بَيْتِهِ؟ يَا زَيْدُ أَلَيْسَ نِسَاؤُهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ؟ قَالَ: نِسَاؤُهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ، وَلَكِنْ أَهْلُ بَيْتِهِ مَنْ حُرِمَ الصَّدَقَةَ بَعْدَهُ، قَالَ: وَمَنْ هُمْ؟ قَالَ: هُمْ آلُ عَلِيٍّ وَآلُ عَقِيلٍ، وَآلُ جَعْفَرٍ، وَآلُ عَبَّاسٍ قَالَ: كُلُّ هَؤُلَاءِ حُرِمَ الصَّدَقَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ

حضرت یزید بن حیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں، حصین ابن سبرہ اور عمر بن مسلم حضرت زید بن ارقم کی طرف چلے۔ جب ہم ان کے پاس بیٹھ گئے تو حصین نے ان سے فرمایا ''اے زید! بلاشبہ آپ نے بہت سی نیکی و خیر حاصل کی ہے، آپ نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت فرمائی، ان سے حدیث سنی، آپ ﷺ کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے، ان کے پیچھے نماز پڑھی بلاشبہ اے زید! آپ کو بہت سی خیر حاصل ہوئی۔ آپ ہم سے حدیث بیان کیجئے جو رسول اللہ ﷺ سے آپ نے سنیں۔ حضرت زید نے فرمایا کہ: اے میرے بھتیجے! اللہ کی قسم! میری عمر زیادہ ہوگئی، میرا زمانہ پرانا ہوگیا اور جو کچھ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سن کر یاد کیا تھا اس میں سے بعض باتیں بھول گیا ہوں لہٰذا جو کچھ میں بیان کروں تو اسے قبول کرلو اور جو نہ بیان کرسکوں تو اس میں مجھے تکلیف نہ دو۔ اس کے بعد فرمایا کہ: ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ایک روز ہمارے درمیان خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے ایک پانی (کے گھاٹ) پر جسے ہم لوگ ''خم'' کہتے تھے اور مکہ و مدینہ کے مابین واقع تھا۔ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور وعظ و نصیحت فرمائی۔ بعد ازاں فرمایا کہ:

امابعد! اے لوگو! آگاہ ہو جاؤ، بلاشبہ میں ایک بشر ہی ہوں، قریب ہے کہ میرے پاس میرے رب کا قاصد (ملک الموت میرا بلاوا لے کر) آجائے اور میں قبول کرلوں اور میں تمہارے درمیان دو بڑی بڑی چیزیں چھوڑے جارہا ہوں ان میں سے پہلی کتاب اللہ ہے جس میں ہدایت اور نور ہے لہٰذا تم اللہ کی کتاب کو تھامے رکھو اور اسے مضبوطی

سے پکڑے رہو، پھر آپ ﷺ نے اللہ کی کتاب کو اپنانے پر خوب ترغیب دی اور ابھارا۔ بعد ازاں فرمایا کہ (دوسری چیز) اور میرے گھر والے۔ میں تمہیں ڈراتا ہوں اللہ سے اپنے گھر والوں کے معاملہ میں، میں تمہیں اللہ سے ڈراتا ہوں اپنے گھر والوں کے معاملہ میں''۔ حصین بن مسلم نے زیدؓ بن ارقم سے پوچھا کہ اے زید! آپ ﷺ کے اہل بیت کون ہیں؟ کیا آپ کی ازواج آپ کے اہل بیت نہیں ہیں؟ زید نے فرمایا کہ آپ ﷺ کی ازواج تو بلاشبہ اہل بیت ہیں (مگر) یہاں پر اہل بیت سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر آپ ﷺ کے بعد صدقہ حرام ہے۔ حصین نے پوچھا وہ کون ہیں؟ فرمایا کہ وہ علی کی اولاد، عقیل کی اولاد، جعفر کی اولاد اور عباس کی اولاد۔ حصین نے پوچھا کہ کیا ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ فرمایا کہ ہاں!

غدیر خم اور ''مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ'' کا مطلب

تشریح:

''قَدُمَ'' باب کرم سے قدامت کے معنی میں ہے یعنی میری عمر پرانی ہوگئی ہے ''يُدعىٰ خُمّاً'' یہ غدیر خم کی بات ہے غدیر تو پانی کے حوض کو اور چشمہ کو کہتے ہیں اور خم میں خ پر ضمہ ہے اور میم پر شد ہے یہ کیکر کے بڑے درختوں کو کہتے ہیں یہ جحفہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک جگہ کا نام ہے صحیح مسلم کی اس حدیث میں تفصیل نہیں ہے مسند احمد کی روایت میں تفصیل ہے میں اسی کی روشنی میں مزید وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

''بغدير خم'' مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ جحفہ ہے جس کو آج کل رابغ کہتے ہیں اس رابغ کے پاس ایک جگہ ہے اس کو ''غدیر خم'' کہتے ہیں یہ شارع قدیم بدر کے راستے سے گزرتے ہوئے مکہ مکرمہ سے قریباً نوے کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے ''من كنت مولاه فعلي مولاه'' اس قسم کے الفاظ حضرت علی کی فضیلت میں ہیں اس میں ایک لفظ اولیٰ ہے اور دوسرا لفظ مولیٰ ہے۔

سوال: شیعہ اس روایت میں لفظ مولیٰ کو اولیٰ بالخلافت اور خلیفہ کے معنی میں لیتے ہیں وہ کہتے ہیں، کہ حضرت علی خلیفہ تھے یعنی آنحضرت ﷺ کے بعد ان کی خلافت تھی خلفاء ثلاثہ اور صحابہ نے ان سے اس حق کو غصب کرلیا، شیعہ کہتے ہیں کہ یہ خلافت علی پر نص صریح اور دلیل قاطع ہے کیا واقعی ایسا ہے؟

جواب: شیعہ کی اس غلط سوچ کا ایک جواب یہ ہے کہ لفظ مولیٰ کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے مثلاً مالک، ناصر، محبّ، رب، آقا، دوست، آزاد کردہ غلام اور چچازاد بھائی پر لفظ مولیٰ بولا جاتا ہے۔ اب یہاں اس حدیث میں ان معانی میں سے محبّ اور محبوب کا معنی لینا سب سے زیادہ واضح اور حدیث کے سیاق وسباق سے قریب تر ہے اور دوسری روایات کے بھی موافق ہے جس

میں حضرت علی سے محبت رکھنے کا حکم ہے مطلب یہ ہوا کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص مجھ سے محبت رکھے وہ علی سے بھی محبت رکھے۔ اے اللہ! جو شخص علی سے محبت رکھتا ہے تو بھی ان سے محبت رکھ اور جو شخص علی سے بغض رکھتا ہے تو بھی ان سے بغض رکھنا۔ اس مطلب میں کس کا اختلاف ہو سکتا ہے؟

دوسرا جواب یہ ہے کہ ولایت علی کے ثبوت کے لیے شیعہ کے اصول اور قواعد کے مطابق نص قطعی اور حدیث متواتر کی ضرورت ہوتی ہے حالانکہ یہ حدیث متواتر نہیں ہے اور نہ قطعی نص ہے کیونکہ اہل لغت میں سے کسی نے بھی مولیٰ کا معنی خلافت کا نہیں لیا ہے، تیسرا جواب یہ ہے کہ چلو فرض کرلو مولیٰ کا معنی حاکم اور خلیفہ کا ہے تو پھر اس حدیث کا ترجمہ اس طرح کرنا ہوگا کہ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں جس شخص کا خلیفہ ہوں علی بھی اس کا خلیفہ ہے، اے اللہ تو بھی اس شخص کا والی بن جا جو علی کا والی اور حاکم ہے حالانکہ یہ ترجمہ غلط ہے یہ نقصان اس سے ہوا کہ مولیٰ کو حاکم اور خلیفہ کے معنی میں لیا گیا اگر مولیٰ کو محب و محبوب کے معنی میں لیا جائے تو پوری حدیث کا مطلب درست رہے گا۔

چوتھا جواب یہ ہے کہ جب اس لفظ میں ولایت علی اور حاکمیت علی کی تصریح اور وضاحت تھی تو حضرت علی نے زندگی میں خلفاء ثلاثہ کے دور میں کبھی اس سے اپنی خلافت کے لیے استدلال کیوں نہیں کیا؟ حالانکہ حضرت عثمان کے ساتھ تو شوریٰ میں باقاعدہ انتخاب ہوا تھا اس وقت اس حدیث کو پیش کرنے کی تو ضرورت بھی تھی اور کوئی رکاوٹ بھی نہیں تھی، معلوم ہوا لفظ مولیٰ میں خلافت کا مفہوم نہیں ہے البتہ محبت اور محبوب کا معنی اس میں پڑا ہے اور اسی محبت کا تذکرہ آنحضرت ﷺ نے کیا ہے کیونکہ آئندہ آنے والے واقعات میں حضرت علی کی ذات متنازع بننے والی تھی اور خوارج و منافقین کی طرف سے ان کے ساتھ عداوت کی فضاء پیدا ہونے والی تھی جس کے پیش نظر حضور اکرم ﷺ نے پہلے سے تنبیہ فرمادی بہر حال دین اسلام کے بارے میں شیعہ کا علم غلط ہوگیا ہے اور علم کے غلط ہو جانے سے آدمی گمراہ ہو جاتا ہے جب کہ عمل کی غلطی سے آدمی صرف گنہگار ہو جاتا ہے اور توبہ کی توفیق ہوتی ہے۔

۶۲۲۱ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ الرَّيَّانِ، حَدَّثَنَا حَسَّانُ يَعْنِي ابْنَ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ حَيَّانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِهِ، بِمَعْنَى حَدِيثِ زُهَيْرٍ،

اس سند کے ساتھ بھی یہ حدیث منقول ہے۔

۶۲۲۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، كِلَاهُمَا، عَنْ أَبِي حَيَّانَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، نَحْوَ حَدِيثِ إِسْمَاعِيلَ، وَزَادَ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ كِتَابُ اللَّهِ فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ، مَنِ اسْتَمْسَكَ بِهِ، وَأَخَذَ بِهِ، كَانَ عَلَى الْهُدَى، وَمَنْ أَخْطَأَهُ، ضَلَّ

حضرت ابوحیان اس سند کے ساتھ حضرت اسماعیل کی روایت کردہ حدیث ہی کی طرح نقل فرماتے ہیں البتہ اس روایت میں آپ ﷺ کے ان الفاظ کا اضافہ ہے کہ: اللہ کی کتاب میں ہدایت اور نور ہے جو اسے مضبوطی سے تھامے رہے گا اور پکڑے گا وہ ہدایت پر رہے گا اور جو اسے چھوڑ دے گا گمراہ ہو جائے گا۔

۶۲۲۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ الرَّيَّانِ، حَدَّثَنَا حَسَّانُ يَعْنِي ابْنَ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ سَعِيدٍ وَهُوَ ابْنُ مَسْرُوقٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ حَيَّانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ: دَخَلْنَا عَلَيْهِ فَقُلْنَا لَهُ: لَقَدْ رَأَيْتَ خَيْرًا، لَقَدْ صَاحَبْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّيْتَ خَلْفَهُ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ أَبِي حَيَّانَ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: أَلَا وَإِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ: أَحَدُهُمَا كِتَابُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، هُوَ حَبْلُ اللَّهِ، مَنِ اتَّبَعَهُ كَانَ عَلَى الْهُدَى، وَمَنْ تَرَكَهُ كَانَ عَلَى ضَلَالَةٍ. وَفِيهِ فَقُلْنَا: مَنْ أَهْلُ بَيْتِهِ؟ نِسَاؤُهُ؟ قَالَ: لَا، وَايْمُ اللَّهِ إِنَّ الْمَرْأَةَ تَكُونُ مَعَ الرَّجُلِ الْعَصْرَ مِنَ الدَّهْرِ، ثُمَّ يُطَلِّقُهَا فَتَرْجِعُ إِلَى أَبِيهَا وَقَوْمِهَا أَهْلُ بَيْتِهِ أَصْلُهُ، وَعَصَبَتُهُ الَّذِينَ حُرِمُوا الصَّدَقَةَ بَعْدَهُ

یزید بن حیان فرماتے ہیں کہ ہم حضرت زید بن ارقم کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ: بلاشبہ آپ نے بہت خیر کا زمانہ دیکھا ہے، آپ نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اٹھائی ہے اور آپ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ آگے حسب سابق بیان کیا البتہ اس میں اتنا کہا کہ: ''آپ ﷺ نے فرمایا: آگاہ رہو! میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ ایک اللہ عزوجل کی کتاب۔ وہ اللہ کی رسی ہے۔ جس نے اس کی اتباع کی وہ ہدایت پر رہے گا اور جس نے اسے چھوڑ دیا، گمراہی پر رہے گا۔ (دوسری چیز اہل بیت ہیں)۔ اور اس میں ہے کہ: پھر ہم نے کہا کہ: آپ ﷺ کے اہل بیت کون ہیں؟ آپ کی عورتیں؟ زیدؓ نے کہا نہیں۔ اللہ کی قسم! عورت، مرد کے ساتھ ایک زمانہ تک رہتی ہے، پھر وہ اسے طلاق دے دیتا ہے تو واپس اپنے باپ اور قوم کی طرف لوٹ جاتی ہے۔ اہل بیت تو آپ ﷺ کے اصل اور ددھیال کے وہ لوگ ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے۔

۶۲۲۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ

سَعْدٍ، قَالَ: اسْتُعْمِلَ عَلَى الْمَدِينَةِ رَجُلٌ مِنْ آلِ مَرْوَانَ قَالَ: فَدَعَا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَشْتِمَ عَلِيًّا قَالَ: فَأَبَى سَهْلٌ فَقَالَ لَهُ: أَمَّا إِذْ أَبَيْتَ فَقُلْ: لَعَنَ اللّٰهُ أَبَا التُّرَابِ فَقَالَ سَهْلٌ: مَا كَانَ لِعَلِيٍّ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَبِي التُّرَابِ، وَإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ إِذَا دُعِيَ بِهَا، فَقَالَ لَهُ: أَخْبِرْنَا عَنْ قِصَّتِهِ، لِمَ سُمِّيَ أَبَا تُرَابٍ؟ قَالَ: جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ، فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي الْبَيْتِ، فَقَالَ أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ؟ فَقَالَتْ: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ، فَغَاضَبَنِي فَخَرَجَ، فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِي، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِنْسَانٍ انْظُرْ، أَيْنَ هُوَ؟ فَجَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ هُوَ فِي الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ، فَجَاءَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ، قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ شِقِّهِ، فَأَصَابَهُ تُرَابٌ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُهُ عَنْهُ وَيَقُولُ قُمْ أَبَا التُّرَابِ قُمْ أَبَا التُّرَابِ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آل مروان کا ایک شخص مدینہ کا گورنر ہوا۔ اس نے سہل بن سعد کو بلایا اور انہیں حکم دیا کہ حضرت علی کو برا بھلا کہیں۔ سہل بن سعد نے انکار کر دیا۔ وہ کہنے لگا کہ: اچھا اگر تم اس سے انکار کرتے ہو تو کم از کم یہ کہو کہ: اللہ ابوالتراب پر لعنت کرے۔ سہل کہتے ہیں کہ حضرت علی کو ابوالتراب سے زیادہ کوئی نام پسند نہ تھا اور اگر انہیں اس نام سے پکارا جاتا تو بہت خوش ہوتے تھے۔ اس نے کہا کہ اچھا اس کا قصہ بیان کرو کہ ان کا نام ابوالتراب کیوں رکھا گیا؟ انہوں نے کہا کہ: ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہ کے گھر تشریف لائے تو حضرت علی کو گھر میں نہ پایا تو ان سے دریافت فرمایا کہ تمہارے چچا کا بیٹا کہاں ہے؟ حضرت فاطمہ نے جواب دیا کہ میرے اور ان کے درمیان کچھ چپقلش ہوئی، وہ غصہ ہو کر چلے گئے اور میرے پاس قیلولہ نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا کہ دیکھو وہ کہاں ہیں؟ وہ آیا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ! وہ مسجد میں سو رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو وہ لیٹے ہوئے تھے، اور ان کی چادر ان کے پہلو سے گر گئی تھی اور مٹی ان کے جسم پر لگی ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ ان کے جسم سے مٹی پونچھتے جاتے اور فرماتے جاتے کہ اٹھو اے ابوالتراب! اٹھو اے ابوالتراب! (تو اس وقت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام ''ابوالتراب'' پڑ گیا)۔

تشریح:

''ان یشتم علیاً'' یعنی مدینہ منورہ کے اس مروانی گورنر نے حضرت سہل بن سعدؓ سے کہا کہ آپ منبر پر حضرت علی کو گالی دیا کرو اور اگر گالی نہیں دیتے ہو تو اس طرح الفاظ بولو کہ ابوتراب پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو، حضرت سہل نے فرمایا کہ ابوتراب کا نام تو حضرت علی کو سب سے زیادہ پسند تھا میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا۔ کتاب الایمان میں باب حب الانصار من الایمان کے ضمن

ہیں امام مسلم نے ایک حدیث نقل فرمائی ہے جو حضرت علی کی فضیلت میں ہے کاش وہ حدیث یہاں ہوتی تو ترتیب بہت اچھی ہوتی ہے اس حدیث کا نمبر ۲۳۵ ہے میں اس کی تشریح یہاں لکھ دیتا ہوں تا کہ تکمیل ہو جائے۔

"فلق" دانہ پھاڑنے اور اس سے پودا اگانے کے معنی میں ہے "برا" پیدا کرنے کے معنی میں ہے، نسمہ روح کو کہتے ہیں۔

"انه" یعنی شان یہ ہے "عهد" تاکیدی حکم اور پکی بات کو کہتے ہیں۔ "ان لا یحبُّنِی" حضرت علی کا معاملہ عجیب پیچیدہ رہا ہے اور آج تک اسی طرح پیچیدہ ہے وہ اس طرح کہ انسانوں میں سے ایک فریق نے ان کو ان کے مقام سے نیچے گرایا اور ان پر سب وشتم کیا اور ایک فریق نے ان کو اتنا بڑھا چڑھا کر پیش کیا کہ ان کو خدا کے مقام پر لا کھڑا کیا، عام منافقین تو صحابہ سے حسد رکھتے تھے مگر علی سے کچھ زیادہ بغض رکھتے تھے۔

پھر خوارج جو منافقین کی ایک قسم ہے انہوں نے حضرت علی کو کافر تک کہہ دیا اور گالیاں دیں، ادھر دوسری جانب حضرت علی کے وفاداروں میں ایک گروہ ایسا پیدا ہو گیا جنہوں نے حضرت علی کو خدا کے مقام تک پہنچا دیا جو آج کل شیعہ اور روافض کے نام سے جانے پہچانے جاتے ہیں، شریعت مطہرہ نے آپ کے بارے میں معتدل راستہ بتا دیا کہ ان سے محبت رکھی جائے اور ان پر سب وشتم نہ کیا جائے، زیر بحث حدیث میں اسی افراط وتفریط کے درمیانی راستہ کی نشان دہی کی گئی ہے سنن کی ایک حدیث میں تو واضح طور پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اے علی! تیری مثال حضرت عیسیٰ کی طرح ہے جن پر یہود نے بہتان باندھ کر سب وشتم کیا اور نصاریٰ نے اتنا بڑھا چڑھا کر پیش کیا کہ خدا کے مقام تک پہنچا دیا، ان احادیث میں حضرت علی سے محبت رکھنے کی ترغیب، راہ اعتدال کے اپنانے اور مخالفت وعداوت سے بچنے کی ترغیب ہے کہ خارجی اور ناصبی نہ بنو۔ اہل سنت کی طرح رہو اور رافضی وشیعہ نہ بنو۔ اہل سنت کی طرح رہو۔ شیعہ رافضیہ نے حضرت علی سے محبت رکھنے کی اس ترغیب کو بھی غلط رنگ دیا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ علی سے محبت کی جو ترغیب احادیث میں ہے یہ دیگر صحابہ سے بغض وعداوت کی دعوت ہے یہ ان کا شیطانی خیال ہے ورنہ محبت کی یہ ترغیب دیگر صحابہ کے لیے بھی ہے، ابن عساکر نے ایک حدیث نقل کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔ حضرت جابر سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

حُبُّ اَبِی بَکْرٍ وَعُمَرَ مِنَ الْاِیْمَانِ وَبُغْضُهُمَا کُفْرٌ وَحُبُّ الْاَنْصَارِ مِنَ الْاِیْمَانِ وَبُغْضُهُمْ کُفْرٌ وَحُبُّ الْعَرَبِ مِنَ الْاِیْمَانِ وَبُغْضُهُمْ کُفْرٌ وَمَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ (ابن عساکر) بہرحال اہل بیت کے مصداق کی تحقیق آئندہ آرہی ہے۔

بَابٌ فِي فَضْلِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے تیرہ احادیث کو بیان کیا ہے

٦٢٢٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أَرِقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَقَالَ: لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا مِنْ أَصْحَابِي يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ، قَالَتْ وَسَمِعْنَا صَوْتَ السِّلَاحِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ جِئْتُ أَحْرُسُكَ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَنَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى سَمِعْتُ غَطِيطَهُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ کی آنکھ کھل گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کاش میرے صحابہ میں سے کوئی نیک بخت آج رات میری حفاظت کرتا (چوکیداری اور پہرہ دیتا) فرماتی ہیں کہ اس اثناء میں ہم نے اسلحہ کی آواز سنی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے؟ آواز آئی، یارسول اللہ! سعد بن ابی وقاص! میں آپ کی حفاظت اور پہرہ کے لیے آیا ہوں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ (مطمئن ہوکر) سو گئے (اور گہری نیند سوئے) حتی کہ میں نے آپ ﷺ کے خراٹوں کی آواز سنی۔

٦٢٢٦ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، أَنَّ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سَهِرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْدَمَهُ الْمَدِينَةَ، لَيْلَةً، فَقَالَ: لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا مِنْ أَصْحَابِي يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ قَالَتْ: فَبَيْنَا نَحْنُ كَذٰلِكَ سَمِعْنَا خَشْخَشَةَ سِلَاحٍ، فَقَالَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا جَاءَ بِكَ؟ قَالَ: وَقَعَ فِي نَفْسِي خَوْفٌ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجِئْتُ أَحْرُسُهُ، فَدَعَا لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ نَامَ. وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ رُمْحٍ فَقُلْنَا: مَنْ هٰذَا؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو ابتداء میں ایک رات بیدار ہو گئے۔ اور فرمانے لگے کہ: "کاش میرے صحابہ میں سے کوئی رجل صالح آج رات میری حفاظت کرے"۔ فرماتی ہیں کہ ہم اس اثناء میں تھے کہ ہم نے اسلحہ ٹکرانے کی آواز سنی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کون ہے؟ جواب ملا کہ: سعد بن

ابی وقاص! رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ: تمہیں کس بات نے اس وقت یہاں لا کھڑا کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ: مجھے اپنے دل میں اندیشہ ہوا رسول اللہ ﷺ پر۔ تو میں آپ کے پہرہ اور حفاظت کے لیے آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو دعا دی؟ پھر آپ سو گئے۔

تشریح:

"أرق" یہ لفظ اس سے پہلے حدیث میں مذکور ہے یہ سمع یسمع سے ہے بے خوابی کو کہتے ہیں اسی کو زیر بحث حدیث میں "سَهِـرَ" کے لفظ سے بیان کیا گیا ہے "مقدمة المدينة" یعنی مدینہ منورہ میں ابتدائی وقت میں تشریف لانے کے وقت ایسا ہوا۔

"خشخشة سلاح" اسلحہ اور ہتھیاروں کی آواز اور کڑکڑاہٹ مراد ہے۔ اس حدیث سے باڈی گارڈ رکھنا ثابت ہو جاتا ہے اور یہ توکل کے خلاف نہیں ہے اسباب کا استعمال دار الاسباب میں منع نہیں ہے۔

۶۲۲۷۔ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، يَقُولُ: قَالَتْ عَائِشَةُ: أَرِقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ، بِمِثْلِ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات جاگے (آگے باقی حدیث حضرت سلیمان بن بلال کی روایت کردہ حدیث ہی کی مثل منقول ہے)۔

۶۲۲۸۔ حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا، يَقُولُ: مَا جَمَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَبَوَيْهِ لِأَحَدٍ، غَيْرِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ، فَإِنَّهُ جَعَلَ يَقُولُ لَهُ يَوْمَ أُحُدٍ: ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی کے لیے اپنے والدین کو جمع نہیں کیا سوائے سعد بن مالک کے۔ (سعد بن ابی وقاص کے۔ مالک ان کے والد کا نام تھا، جب کہ ابو وقاص کنیت تھی) آپ ﷺ ان سے غزوۂ احد کے روز فرما رہے تھے "تیر اندازی کرو! تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں"۔

۶۲۲۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، وَإِسْحَاقُ الْحَنْظَلِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بِشْرٍ، عَنْ مِسْعَرٍ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مِسْعَرٍ كُلُّهُمْ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ،

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ عَلِيٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

داماد رسول حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے سابقہ حدیث ہی کی مثل حدیث مبارکہ روایت فرماتے ہیں۔

۶۲۳۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ، عَنْ يَحْيَى وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ: لَقَدْ جَمَعَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے احد کے روز میرے لیے اپنے والدین کو جمع فرمادیا تھا (یعنی فرمایا کہ میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں)۔

۶۲۳۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ رُمْحٍ، عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، كِلَاهُمَا، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ

حضرت یحیٰ بن سعید رضی اللہ عنہ اس سند کے ساتھ (سابقہ روایت ہی کی مثل) روایت نقل فرماتے ہیں۔

۶۲۳۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ، حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ مِسْمَارٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ لَهُ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ قَدْ أَحْرَقَ الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي قَالَ فَنَزَعْتُ لَهُ بِسَهْمٍ لَيْسَ فِيهِ نَصْلٌ، فَأَصَبْتُ جَنْبَهُ فَسَقَطَ، فَانْكَشَفَتْ عَوْرَتُهُ فَضَحِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى نَوَاجِذِهِ

حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ اپنے والد (حضرت سعد) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ احد کے روز ان کے لیے اپنے والدین کو جمع فرمایا۔ فرماتے ہیں کہ: مشرکین میں سے ایک شخص نے مسلمانوں کو آگ میں جلایا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے (سعدؓ سے) فرمایا کہ: تیر مارو تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اس مشرک کے لیے ایک تیر نکالا جس میں پیکان (پھل) نہ تھا۔ وہ تیر اس مشرک کے پہلو میں لگا وہ گر پڑا اور اس کی شرمگاہ کھل گئی۔ رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کی ڈاڑھوں تک کو دیکھ لیا

تشریح:

''ابویہ'' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے رشتے میں ماموں ہیں شان والے صحابی ہیں عشرہ مبشرہ میں سے ہیں نبی کریم نے احد کے دن ان کے لیے ''فــداک، ابــی وامــی'' کے شاندار الفاظ استعمال فرمائے صرف فداک ابی تو آنحضرت نے

دوسروں کے لیے بھی استعمال فرمایا ہے لیکن ماں باپ دونوں کے قربان کرنے کے الفاظ صرف ان کے لیے ہیں جس پر وہ فخر کرتے تھے بہرحال گزشتہ حدیث میں حضرت علی نے جو حصر کیا ہے وہ ان کے علم کے مطابق ہے ورنہ آنحضرت نے فداک ابی وامی حضرت زبیر بن عوام کے لیے بھی استعمال کیا ہے۔

"کان رجل" "سیرت حلبیہ میں لکھا ہے کہ اس شخص کا نام حبان بن عرقہ تھا اس نے احد کے دن حضرت ام ایمن کو تیر مارا تو ان کا ستر کھل گیا جس پر یہ خبیث بہت زیادہ ہنسنے لگا آنحضرت ﷺ نے حضرت سعد کو پھل کے بغیر لاٹھی کی طرح ایک تیر دیا اور فرمایا اس شخص کو مارو حضرت سعد نے جب اس کو مارا تو وہ گرا اور اس کا ستر کھل گیا کیونکہ دھوتی پہنتا تھا اس پر آنحضرت خوب ہنسے اور حضرت سعد کو دعا کی "فنزعت" یعنی میں نے اس شخص کے لیے تیر نکال کر مارا حضرت سعد فاتح عراق تھے بڑے مستجاب الدعوات تھے حضرت عمر فاروق کے گورنر تھے سترہ سال کی عمر میں مکہ میں مسلمان ہوئے اس وقت یہ مکہ میں تیسرے مسلمان تھے اسلام میں کفار پر سب سے پہلے اس نے تیر چلایا تھا تمام غزوات میں شریک ہوئے سریہ عبید بن حارث میں تاریخ اسلام کا پہلا تیر مارا تھا مدینہ کے قریب وادی عیق میں ان کا محل تھا ۵۵ھ میں مدینہ منورہ میں ستر سال کی عمر میں فوت ہو گئے مسجد نبوی میں جنازہ پڑھایا گیا اور بقیع غرقد میں دفن کیے گئے۔

حضرت سعد کے بارے میں چار آیات کا نزول

۶۲۳۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنِي مُصْعَبُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ نَزَلَتْ فِيهِ آيَاتٌ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ: حَلَفَتْ أُمُّ سَعْدٍ أَنْ لَا تُكَلِّمَهُ أَبَدًا حَتَّى يَكْفُرَ بِدِينِهِ، وَلَا تَأْكُلَ وَلَا تَشْرَبَ، قَالَتْ: زَعَمْتَ أَنَّ اللّٰهَ وَصَّاكَ بِوَالِدَيْكَ، وَأَنَا أُمُّكَ، وَأَنَا آمُرُكَ بِهَذَا. قَالَ: مَكَثَتْ ثَلَاثًا حَتَّى غُشِيَ عَلَيْهَا مِنَ الْجَهْدِ، فَقَامَ ابْنٌ لَهَا يُقَالُ لَهُ عُمَارَةُ، فَسَقَاهَا، فَجَعَلَتْ تَدْعُو عَلَى سَعْدٍ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي الْقُرْآنِ هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَى أَنْ تُشْرِكَ بِي﴾ وَفِيهَا ﴿وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا﴾ (لقمان: ۱۵) قَالَ: وَأَصَابَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنِيمَةً عَظِيمَةً، فَإِذَا فِيهَا سَيْفٌ فَأَخَذْتُهُ، فَأَتَيْتُ بِهِ الرَّسُولَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: نَفِّلْنِي هَذَا السَّيْفَ، فَأَنَا مَنْ قَدْ عَلِمْتَ حَالَهُ، فَقَالَ: رُدَّهُ مِنْ حَيْثُ أَخَذْتَهُ فَانْطَلَقْتُ، حَتَّى إِذَا أَرَدْتُ أَنْ أُلْقِيَهُ فِي الْقَبَضِ لَامَتْنِي نَفْسِي،

فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ: أَعْطِنِيهِ، قَالَ فَشَدَّ لِي صَوْتَهُ رُدَّهُ مِنْ حَيْثُ أَخَذْتَهُ قَالَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ﴾(الأنفال:١) قَالَ: وَمَرِضْتُ فَأَرْسَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَانِي، فَقُلْتُ: دَعْنِي أَقْسِمْ مَالِي حَيْثُ شِئْتُ، قَالَ فَأَبَى، قُلْتُ: فَالنِّصْفَ، قَالَ فَأَبَى، قُلْتُ: فَالثُّلُثَ، قَالَ فَسَكَتَ، فَكَانَ، بَعْدُ الثُّلُثُ جَائِزًا. قَالَ: وَأَتَيْتُ عَلَى نَفَرٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرِينَ، فَقَالُوا: تَعَالَ نُطْعِمْكَ وَنَسْقِكَ خَمْرًا، وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ تُحَرَّمَ الْخَمْرُ، قَالَ فَأَتَيْتُهُمْ فِي حَشٍّ وَالْحَشُّ الْبُسْتَانُ فَإِذَا رَأْسُ جَزُورٍ مَشْوِيٌّ عِنْدَهُمْ، وَزِقٌّ مِنْ خَمْرٍ. قَالَ فَأَكَلْتُ وَشَرِبْتُ مَعَهُمْ، قَالَ فَذَكَرْتُ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرِينَ عِنْدَهُمْ. فَقُلْتُ: الْمُهَاجِرُونَ خَيْرٌ مِنَ الْأَنْصَارِ. قَالَ فَأَخَذَ رَجُلٌ أَحَدَ لَحْيَيِ الرَّأْسِ فَضَرَبَنِي، بِهِ فَجَرَحَ بِأَنْفِي فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرْتُهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيَّ يَعْنِي نَفْسَهُ شَأْنَ الْخَمْرِ: ﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ﴾(المائدة: ٩٠)

حضرت مصعب بن سعد اپنے والد حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں۔وہ فرماتے ہیں کہ: قرآن کریم کی بعض آیات ان کے بارے میں نازل ہوئیں۔وہ خود کہتے ہیں کہ سعد کی (میری) والدہ نے اس بات پر قسم کھائی کہ وہ سعد سے کبھی بات نہ کرے گی یہاں تک کہ وہ اپنا دین چھوڑ دے (یعنی اسلام ترک کر دے، حضرت سعد کی والدہ کافرہ تھیں) اور نہ کچھ کھائے گی نہ پیئے گی۔اور اس نے ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے اور میں تیری ماں ہوں، تجھے اس کا حکم دیتی ہوں کہ اپنا دین اسلام ترک کر دے) وہ اسی حالت میں تین دن رہی یہاں تک کہ بھوک و پیاس کے غلبہ سے بے ہوش ہوگئی۔اس کا دوسرا بیٹا جس کا نام ''عمارۃ'' تھا اس نے اسے پانی پلایا۔تو وہ (ہوش میں آ کر) حضرت سعد پر بددعا کرنے لگی۔اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ آیت نازل فرمائی: ''اور ہم نے انسان کو وصیت کی ہے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی، اور اگر وہ تجھے مجبور کریں اس بات پر کہ میرے ساتھ شریک کرے ایسی چیز کو جس کا تجھے علم نہیں تو ان کے حکم کی اطاعت نہ کر اور دنیا میں ان کے ساتھ بہتر سلوک کرتا رہ۔(لقمان:۱۵) اور ایک بار رسول اللہ ﷺ کو بہت سا مال غنیمت ہاتھ لگا۔اس میں ایک تلوار بھی تھی۔میں نے اسے لیا اور لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یہ مجھے انعام میں دیدیں، میں تو وہ ہوں جس کا حال آپ کو معلوم ہی ہے (کہ اس تلوار کا حق ادا کرنے والا ہوں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے وہیں رکھ دو جہاں سے لیا ہے۔میں واپس چلا اور میں نے سوچ لیا تھا کہ اسے مال غنیمت کے

گودام میں واپس رکھ دوں لیکن پھر میرے نفس نے مجھے ملامت کی اور میں دوبارہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹا اور میں نے دوبارہ عرض کیا کہ یہ تلوار مجھے عطا فرمادیں۔ آپ ﷺ نے سخت آواز میں مجھ سے فرمایا کہ اسے وہیں رکھ دو جہاں سے اٹھائی ہے۔ اس موقع پر اللہ عزوجل نے آیت نازل فرمائی: ''یہ آپ سے انفال (غنیمت کی چیزوں کے) بارے میں الخ (الانفال:۱) حضرت سعد کہتے ہیں کہ ایک بار میں بیمار ہوا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو بلوا بھیجا۔ آپ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے عرض کیا کہ: مجھے اپنا سارا مال جہاں میں چاہوں تقسیم کرنے دیجئے۔ آپ ﷺ نے انکار فرمایا۔ میں نے عرض کیا کہ اچھا آدھا مال دینے دیجئے۔ آپ ﷺ نے پھر انکار فرمادیا۔ تو میں نے پھر عرض کیا کہ اچھا ایک تہائی تقسیم کرنے دیجئے۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے سکوت فرمایا۔ چنانچہ اس کے بعد یہی حکم ہوگیا کہ تہائی مال تک جائز ہوگیا۔ اور فرمایا کہ ایک بار انصار اور مہاجرین کے کچھ لوگوں کے پاس آیا تو انہوں نے کہا کہ آؤ، ہم تمہیں کھانا کھلائیں گے اور شراب پلائیں گے۔ یہ شراب حرام ہونے سے پہلے کی بات ہے۔ چنانچہ میں ان کے پاس ایک باغ میں آگیا، وہاں ان کے پاس ایک اونٹ کا سر بھونا ہوا رکھا تھا اور شراب کا مشکیزہ رکھا تھا، میں نے ان کے ساتھ کھانا کھایا اور شراب پی، پھر میں نے وہاں ان کے سامنے مہاجرین اور انصار کا تذکرہ شروع کردیا۔ میں نے کہا کہ مہاجرین، انصار سے زیادہ بہتر ہیں۔ یہ سن کر ایک آدمی نے اونٹ کے سر کی ایک جبڑے کی ہڈی اٹھائی اور وہ مجھے ماردی جس نے میری ناک زخمی کردی۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ آپ کو بتلایا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے میرے متعلق میرے معاملہ میں آیت اتاری شراب کے بارے میں کہ: ''بلاشبہ شراب، جوا اور تھان اور پانسے سب گندگی ہیں، شیطانی کام ہیں''۔

تشریح:

''فحلفت ام سعد'' حضرت سعد بن ابی وقاص نے اس حدیث میں اپنے متعلق قرآن کی چار آیتوں کے نازل ہونے کے بارے میں تفصیلات بیان فرمائی ہیں جس سے حضرت سعد کی فضیلت واضح ہوجاتی ہے ایک آیت تو ان کی والدہ کے احتجاج کے بارے میں نازل ہوئی ہے اس نے حضرت سعد کے مسلمان ہونے پر قسم کھائی تھی کہ جب تک سعد اسلام کو ترک نہیں کرے گا میں نہ کھانا کھاؤں گی اور نہ پانی پیونگی اور نہ ان سے بات کروں گی۔ قرآن کی آیت میں حکم آگیا جس کا خلاصہ یہ ہے ''لا طاعة لمخلوق فی معصية الخالق'' دوسری آیت مال غنیمت سے متعلق اتری تھی اور تیسری آیت شراب سے متعلق ان کے واقعہ میں اتری تھی کہ مجلس میں شراب پی گئی جب کہ اس کی حرمت کا حکم نہیں آیا تھا ان کے ساتھی نے حضرت سعد کو مارا وہ نشہ کی حالت میں تھا اور چوتھی آیت میراث سے متعلق ان کے بارے میں اتری تھی۔

"ففزره" ای شقه فهو مفزور ناک کے زخم کو کہتے ہیں ایک نتھا پھٹ جائے۔

"شجروا فاها" یعنی سعد کی ماں کو کھانا کھلانے کے لیے اس کے منہ میں لکڑی ڈال کر منہ کھولا جاتا تھا ای فتحوھا ثم اوجروا ای ادخلوا فیه الطعام

٦٢٣٤ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ: أُنْزِلَتْ فِيَّ أَرْبَعُ آيَاتٍ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ زُهَيْرٍ، عَنْ سِمَاكٍ، وَزَادَ فِي حَدِيثِ شُعْبَةَ: قَالَ فَكَانُوا إِذَا أَرَادُوا أَنْ يُطْعِمُوهَا شَجَرُوا فَاهَا بِعَصًا، ثُمَّ أَوْجَرُوهَا، وَفِي حَدِيثِهِ أَيْضًا: فَضَرَبَ بِهِ أَنْفَ سَعْدٍ، فَفَزَرَهُ وَكَانَ أَنْفُ سَعْدٍ مَفْزُورًا

حضرت مصعب بن سعد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ارشاد فرمایا: میرے بارے میں چار آیات کریمہ نازل کی گئیں ہیں (اور پھر آگے) حضرت زہیر عن سماک کی روایت کردہ حدیث کی طرح حدیث نقل فرمائی اور حضرت شعبہ کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ حضرت سعد نے فرمایا؛ لوگ جب چاہتے ہیں وہ میری والدہ کو کھانا کھلائیں تو ان کا منہ لکڑی سے کھولتے پھر ان کے منہ میں کچھ ڈالتے اور اصل روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ناک پر انہوں نے مارا جس سے ان کی ناک چر (زخمی) گئی اور پھر چری ہی رہی (یعنی ہمیشہ زخم کا نشان باقی رہا)۔

٦٢٣٥ـ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعْدٍ. فِيَّ نَزَلَتْ:﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ﴾(الأنعام ۵۲)وَالْعَشِيِّ قَالَ: نَزَلَتْ فِي سِتَّةٍ: أَنَا وَابْنُ مَسْعُودٍ مِنْهُمْ، وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ قَالُوا لَهُ: تُدْنِي هَؤُلَاءِ

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میرے متعلق یہ آیت نازل ہوئی "مت دھتکاریے ان لوگوں کو جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام"۔ فرماتے ہیں کہ یہ چھ افراد کے متعلق نازل ہوئی تھی۔ میں اور ابن مسعود انہی میں سے ہیں۔ اور مشرکین کہتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو اپنے قریب رکھتے ہیں"۔

٦٢٣٦ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَسَدِيُّ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعْدٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ نَفَرٍ، فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اطْرُدْ هَؤُلَاءِ لَا يَجْتَرِئُونَ عَلَيْنَا. قَالَ وَكُنْتُ أَنَا وَابْنُ مَسْعُودٍ، وَرَجُلٌ مِنْ

هُذَيْلٍ، وَبِلَالٌ، وَرَجُلَانِ لَسْتُ أُسَمِّيهِمَا، فَوَقَعَ فِي نَفْسِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقَعَ فَحَدَّثَ نَفْسَهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ

حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم چھ افراد نبی کے ساتھ تھے تو مشرکین نے نبی ﷺ سے کہا کہ: ان لوگوں کو دھتکار دیجئے اپنے پاس سے تو پھر یہ ہم پر جرأت نہ کر سکیں گے۔ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں میں، میں تھا اور ابن مسعود تھے، ایک بنی ہذیل کے آدمی تھے، بلال تھے، اور دو اور بھی افراد تھے جن کا میں نام نہیں لیتا۔ چنانچہ اس بات پر رسول اللہ ﷺ کے دل میں کوئی خیال آیا جو اللہ نے چاہا خیال آیا۔ اور آپ ﷺ نے اپنے آپ سے بات کی۔ اس موقع پر اللہ عزوجل نے آیت نازل فرمائی ''اور نہ دھتکاریئے ان لوگوں کو جو اپنے رب کو پکارتے ہیں صبح اور شام اور اس کی رضا جوئی کے طالب ہیں''۔ (الانعام:۵۱)

۶۲۳۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ، وَحَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، قَالُوا: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ وَهُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، قَالَ: لَمْ يَبْقَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ تِلْكَ الْأَيَّامِ الَّتِي قَاتَلَ فِيهِنَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، غَيْرُ طَلْحَةَ وَسَعْدٍ عَنْ حَدِيثِهِمَا

حضرت ابوعثمان سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ جن دنوں کفار سے لڑتے تھے تو بعض دنوں میں آپ ﷺ کے پاس سوائے حضرت طلحہ اور سعد کے دوسرا کوئی نہ ہوتا تھا''۔

بَابُ مِنْ فَضَائِلِ طَلْحَةَ، وَالزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کے فضائل کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے نو احادیث کو بیان کیا ہے

۶۲۳۸۔ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: نَدَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ، فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ، ثُمَّ نَدَبَهُمْ، فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ، ثُمَّ نَدَبَهُمْ، فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيٌّ وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ: غزوۂ خندق کے دن رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو جہاد کے

لیے بلایا اور اس کی ترغیب وتحریض دی۔ تو حضرت زبیر نے آپ ﷺ کی پکار اور دعوت کو قبول کیا۔ آپ ﷺ نے پھر لوگوں کو پکارا تو دوبارہ حضرت زبیر نے پکار پر لبیک کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نبی کے کچھ خاص حواری (ساتھی) ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر ہیں''۔

تشریح:

''نـدب'' کسی کام پر کسی کو بھیجنے کے لیے جب بلایا جاتا ہے تو اس کو ندب کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے جنگ خندق کے بعد بنو قریظہ کے نقض عہد کے سلسلہ میں بنو قریظہ کے احوال معلوم کرنے کے لیے کسی کو بھیجنے کے لیے بلایا۔

''فـانتـدب'' کسی بلانے والے کے بلاوے کو مان کر قبول کرنے کو انتداب کہتے ہیں یعنی آنحضرت ﷺ کے بلانے کو قبول کر کے حضرت زبیرؓ احوال معلوم کرنے کے لیے بـنـو قـریظـہ کی طرف روانہ ہو گئے بہر حال جنگ جمل میں آپ جنگ کے میدان سے الگ ہو گئے تھے تا کہ جنگ سے کنارہ کش ہو جائے وادی سباع میں آپ کو احنف کے لوگوں نے دیکھا وہ بھی جنگ سے الگ ہو گئے تھے مگر احنف نے پوچھا یہ کون ہے لوگوں نے بتایا کہ زبیر بن العوام ہے اس نے کہا اچھا زبیر نے مسلمانوں کے دو فریقوں کو جنگ کے لیے میدان میں اتارا اور خود صحیح سالم گھر جا رہا ہے کوئی آدمی نہیں ہے کہ اس سے بدلہ لے لے؟ حضرت زبیر نماز پڑھ رہے تھے کہ عمرو بن جرموز ملعون نے آپ کو شہید کیا اور پھر حضرت علی کو بشارت دیدی کہ آپ کے بڑے دشمن کو میں نے قتل کر دیا حضرت علی نے فرمایا کہ میں تم کو دوزخ کی بشارت دیتا ہوں اس نے کہا عجیب بات ہے میں نے تیرے دشمن کو مارا اور تم مجھے دوزخ کی بشارت دیتے ہو؟ حضرت علی نے فرمایا میں کیا کروں آنحضرت نے مجھے فرمایا تھا کہ زبیر کے قاتل کو دوزخ کی بشارت دو اس پر ابن جرموز نے خودکشی کر لی بہر حال حضرت زبیر کی عمر اس وقت پینسٹھ سال تھی اور جنگ جمل ۳۶ھ میں ہوئی تھی حضرت علی غالب آ گئے نو ہزار لوگ مارے گئے۔

''اطـم حسـان'' اگلی روایت کا لفظ ہے یہ اس عمارت اور قلعہ کو کہتے ہیں جو جنگی اصولوں کے مطابق بنایا گیا ہو کافی بلند ہوتا ہے پشتو میں اس کو ''ښنګرے'' کہتے ہیں ''یطاطئی'' سر اور کمر جھکانے کو کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن زبیر کا بیان ہے کہ میں اور عمر بن سلمہ اطم حسان میں عورتوں کے ساتھ تھے تو قلعہ سے باہر جھانک کر دیکھنے کے لیے کبھی میں کمر جھکاتا تھا تا کہ وہ باہر کا نظارہ دیکھے اور کبھی وہ کمر جھکاتا تھا تا کہ میں باہر کا نظارہ دیکھ سکوں۔

۶۲۳۹ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا، عَنْ وَكِيعٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، كِلَاهُمَا، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے حضرت ابن عیینہ کی روایت کردہ مذکورہ حدیث ہی کی مثل حدیث نقل فرمائی ہے۔

۶۲۴۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ الْخَلِيلِ، وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ مُسْهِرٍ، قَالَ: إِسْمَاعِيلُ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَعُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، يَوْمَ الْخَنْدَقِ مَعَ النِّسْوَةِ فِي أُطُمِ حَسَّانَ، فَكَانَ يُطَأْطِئُ لِي مَرَّةً فَأَنْظُرُ، وَأُطَأْطِئُ لَهُ مَرَّةً فَيَنْظُرُ، فَكُنْتُ أَعْرِفُ أَبِي إِذَا مَرَّ عَلَى فَرَسِهِ فِي السِّلَاحِ، إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ. قَالَ: وَأَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِأَبِي فَقَالَ: وَرَأَيْتَنِي يَا بُنَيَّ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: أَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ جَمَعَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَوْمَئِذٍ أَبَوَيْهِ، فَقَالَ: فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ: ''خندق والے روز میں اور عمر بن ابی سلمہ حضرت حسان کے قلعہ میں عورتوں کے ساتھ تھے تو ایک بار وہ (عمر بن ابی سلمہ) میرے واسطے اپنی کمر نیچی کر دیتے تا کہ میں اس پر کھڑا ہو کر قلعہ کی دیوار سے باہر جھانک سکوں، اور ایک بار میں اپنی کمر جھکا لیتا ان کے لیے تا کہ وہ قلعہ سے باہر جھانک سکیں۔ فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد کو خوب پہچان گیا تھا جب وہ اپنے گھوڑے پر اسلحہ سے لیس وہاں گزرے۔ بنو قریظہ کی طرف جاتے ہوئے۔ دوسری روایت میں ہے کہ: ''میں نے اس کا تذکرہ اپنے والد (حضرت زبیر) سے کیا تو انہوں نے فرمایا: اے میرے بیٹے! کیا تو نے مجھے دیکھا تھا؟ میں نے کہا جی ہاں! فرمایا کہ ارے اللہ کی قسم! بلا شبہ رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے اس روز اپنے والدین کو جمع فرمایا اور فرمایا کہ: ''تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں''۔

۶۲۴۱۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْخَنْدَقِ كُنْتُ أَنَا وَعُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، فِي الْأُطُمِ الَّذِي فِيهِ النِّسْوَةُ، يَعْنِي نِسْوَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ مُسْهِرٍ، فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يَذْكُرْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُرْوَةَ، فِي الْحَدِيثِ، وَلٰكِنْ أَدْرَجَ الْقِصَّةَ فِي حَدِيثِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب غزوۂ خندق ہوا تو میں اور حضرت عمر بن ابی سلمہ اس قلعہ میں موجود تھے جس قلعہ میں عورتیں تھیں یعنی نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات تھیں (اور پھر آگے) مذکورہ حدیث ہی

کی طرح حدیث ذکر فرمائی لیکن اس روایت میں حضرت عبداللہ بن عروہ کا ذکر نہیں ہے لیکن اس واقعہ کو ہشام عن ابیہ عن ابن الزبیر کی حدیث میں ملا دیا۔

٦٢٤٢ ـ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ عَلَى حِرَاءٍ هُوَ وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ، وَطَلْحَةُ، وَالزُّبَيْرُ، فَتَحَرَّكَتِ الصَّخْرَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اهْدَأْ فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ، أَوْ صِدِّيقٌ، أَوْ شَهِيدٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک بار غار حراء پر تھے۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم بھی تھے، اسی اثناء میں چٹان ہلنے لگی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ٹھہر جا! تیرے اوپر نبی، صدیق اور شہید کے علاوہ کوئی نہیں ہے"۔

تشریح:

"طلحة والزبير "یعنی جبل حراء پر حضرت علی اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر آنحضرت کے ساتھ کھڑے تھے "او شهيد" اس سے جنس شہداء مراد لیے گئے ہیں تو حضرت علی اور حضرت عمر اور حضرت عثمان کی شہادت تو مشہور ہے اور حضرت زبیر کی شہادت کا ذکر اس سے پہلے ہو گیا ہے رہ گئے حضرت طلحہ تو آپ کا پورا نام طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان ہے جنگ بدر کے علاوہ تمام غزوات میں شریک ہوئے ہیں جنگ بدر میں ان کو آنحضرت نے کفار کی جاسوسی کرنے کے لیے بھیجا تھا اور ان کو بدری قرار دیکر مال غنیمت سے نوازا تھا آنحضرت نے ان کو جنگ بدر میں طلحة الخير کا خطاب دیا تھا غزوہ تبوک کے موقع پر طلحه الفياض کا لقب دیا تھا اور جنگ حنین میں طلحة الجود کا خطاب دیا تھا جنگ احد میں آپ نے نبی اکرم ﷺ کی ذات سے اس طرح دفاع کیا کہ جسم زخموں سے چھلنی ہو گیا اور ہاتھ شل ہو گیا اور آپ کو "وجب طلحة الجنة" کا اعزاز ملا جنگ جمل میں آپ بھی جنگ کے میدان سے الگ ہو گئے تھے لیکن مارے گئے امام بخاری اور علامہ ابی مالکی نے لکھا ہے کہ مروان بن الحکم نے ان کو تیر مارا تو اس نے کہا "بسم الله وكان امر الله قدرا مقدورا" مروان بن حکم تو حضرت علی کے مخالف تھے لیکن اس نے کہا کہ جب طلحہ بھاگا ہے اب ان کا قتل کرنا جائز ہے کوئی پرواہ نہیں کہ میں علی کے لوگوں کی طرف تیر ماروں یا طلحہ وزبیر کی طرف تیر ماردوں حضرت طلحہؓ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔

٦٢٤٣ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ خُنَيْسٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْدِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا

إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ عَلَى جَبَلِ حِرَاءٍ فَتَحَرَّكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اسْكُنْ حِرَاءُ فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ، أَوْ صِدِّيقٌ، أَوْ شَهِيدٌ وَعَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ، وَطَلْحَةُ، وَالزُّبَيْرُ، وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ ؓ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حراء پہاڑ پر تھے تو وہ پہاڑ حرکت کرنے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے حراء! ٹھہر جا کیونکہ تیرے اوپر سوائے نبی یا صدیق یا شہید کے اور کوئی نہیں ہے اور اس پہاڑ پر نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم تھے۔

٦٢٤٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، وَعَبْدَةُ، قَالَا: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَتْ لِي عَائِشَةُ: أَبَوَاكَ وَاللَّهِ مِنَ الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ

حضرت ہشام بن عروہ اپنے والد حضرت عروہ بن زبیر سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عائشہ نے فرمایا:
''تیرے دونوں باپ اللہ کی قسم! ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی پکار پر لبیک کہا، جب کہ ان کو زخم بھی لگ چکے تھے''۔

٦٢٤٥۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَزَادَ: تَعْنِي أَبَا بَكْرٍ وَالزُّبَيْرَ

حضرت ہشام اس سند کے ساتھ (سابقہ) روایت بیان کرتے ہیں اور اس روایت میں صرف یہ زائد ہے کہ (دونوں باپ سے مراد) حضرت ابوبکر و حضرت زبیر ہیں۔

٦٢٤٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنِ الْبَهِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، قَالَ: قَالَتْ لِي عَائِشَةُ: كَانَ أَبَوَاكَ مِنَ الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ

حضرت عروہ سے مروی ہے کہ سیدہ عائشہ نے مجھ سے فرمایا: تیرے دونوں باپ (حضرت ابوبکر و زبیر) ان لوگوں میں سے تھے کہ جنہوں نے زخمی ہو جانے کے بعد بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی۔

بَابُ فَضَائِلِ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے فضائل

اس باب میں امام مسلمؒ نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

۴۲۴۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ خَالِدٍ، ح وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، أَخْبَرَنَا خَالِدٌ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، قَالَ: قَالَ أَنَسٌ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينًا. وَإِنَّ أَمِينَنَا، أَيَّتُهَا الْأُمَّةُ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہر امت کا کوئی ''امین'' ہوتا ہے اور ہمارا ''امین'' اے میری امت! ابوعبیدہ بن الجراح ہیں''۔

۴۲۴۸۔ حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ أَهْلَ الْيَمَنِ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: ابْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا يُعَلِّمْنَا السُّنَّةَ وَالْإِسْلَامَ قَالَ فَأَخَذَ بِيَدِ أَبِي عُبَيْدَةَ فَقَالَ: هَذَا أَمِينُ هَذِهِ الْأُمَّةِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یمن کے لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ: ہمارے ساتھ کسی ایسے شخص کو بھیج دیجیے جو ہمیں سنت اور اسلام کے احکامات سکھائے۔ آپ ﷺ نے ابوعبیدہ بن الجراح کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ: ''یہ اس امت (محمدیہ) کا امین ہے''۔

۴۲۴۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ يُحَدِّثُ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ، عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: جَاءَ أَهْلُ نَجْرَانَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ابْعَثْ إِلَيْنَا رَجُلًا أَمِينًا فَقَالَ: لَأَبْعَثَنَّ إِلَيْكُمْ رَجُلًا أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ حَقَّ أَمِينٍ، قَالَ فَاسْتَشْرَفَ لَهَا النَّاسُ قَالَ فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نجران کے لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ: یا رسول اللہ! ہماری طرف کسی امین آدمی کو بھیج دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں ضرور تمہاری طرف ایک ایسا شخص بھیجوں گا جو امانت دار ہوگا اور امانت کا حق ادا کرنے والا ہوگا۔ امین اور سچا ہوگا۔ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو تجسس ہوا (کہ کس کو بھیجتے ہیں؟ یقیناً وہ سچا اور امانت دار ہوگا) پھر آپ ﷺ نے ابوعبیدہ بن الجراح کو وہاں بھیجا۔

تشریح:

"فاستشرف" یعنی لوگوں نے جھانک کر دیکھا کہ اتنی بڑی فضیلت والا شخص کون ہوگا اور ہر ایک نے چاہا کہ یہ فضیلت ان کو مل جائے یہ عہدہ کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ عظیم فضیلت اور بشارت کی وجہ سے تھا مگر یہ فضیلت حضرت ابوعبیدہ کی قسمت میں آگئی۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا نام عامر ہے ان کے والد کا نام جراح تھا جو جنگ بدر میں کفر کی حالت میں مارے گئے خود حضرت ابوعبیدہؓ نے ان کو مارا جس پر آپ کو امین ھذہ الامۃ کا لقب ملا، صحابہ کرام سارے کے سارے امین تھے لیکن بعض اوصاف سے بعض صحابہ زیادہ مشہور ہوتے ہیں۔

تو اسی وصف کے ساتھ ان کو دیاد کیا جاتا ہے جس طرح ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں آنحضرت نے فرمایا "ارحم امتی بامتی ابوبکر واشدھم فی امر اللہ عمر واصدقھم حیاء عثمان واعلمھم بالحلال والحرام معاذ وافرضھم زید واقراھم ابی ولکل امۃ امین وامین ھذہ الامۃ ابوعبیدۃ بن الجراح" (رواہ الترمذی)

(۱) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب فاتحانہ انداز سے شام تشریف لائے اور اپنے گورنروں کے احوال کی تلاش شروع فرمائی تو آپ نے حضرت ابوعبیدہ کے گھر جانے کی خواہش ظاہر فرمائی، حضرت ابوعبیدہؓ نے فرمایا کہ اے امیر المؤمنین! اگر آپ میرے گھر آؤگے تو رونے لگ جاؤ گے جب حضرت عمران کے گھر میں داخل ہوگئے اور ادھر ادھر دیکھا تو معمولی اسلحہ اور اونٹ کے کجاوہ کے علاوہ کچھ بھی نظر نہ آیا تو آپ زار و قطار روئے اور فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے سچ فرمایا "انت امین ھذہ الامۃ"

(۲) بدر کے میدان جنگ میں حضرت ابوعبیدہ نے اپنے باپ جراح کو قتل کیا کیونکہ وہ کافر تھا اور اس کے سر کو لاکر آنحضرت کے سامنے پیش کیا۔

(۳) حضرت صدیق نے تشکیل خلافت کی ابتداء میں فرمایا کہ اے مسلمانو! میں تمہارے لیے دو آدمیوں میں سے کسی ایک کو خلیفہ مقرر کرنا چاہتا ہوں ایک ابوعبیدہ اور دوسرا عمر فاروق ہیں۔

(۴) حضرت عمر فاروق نے جب خلافت کے لیے چھ آدمیوں کے نام بطور خلیفہ پیش فرمائے تھے کہ ان میں سے کسی ایک کو خلیفہ بنالو تو اس موقع پر آپ نے فرمایا کہ اگر ابوعبیدہ زندہ ہوتے تو میں دوٹوک انداز سے ان کو خلیفہ بناتا۔

حضرت ابوعبیدہؓ شام کے طاعون عمواس میں خلافت فاروقی میں اٹھاون سال کی عمر میں انتقال کر گئے حضرت معاذؓ نے جنازہ پڑھایا اور اُردن میں ان کی قبر موجود ہے۔

۶۲۵۰۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

حضرت ابواسحٰق سے اس سند کے ساتھ مذکورہ روایت کی طرح روایت نقل کرتے ہیں

بَابُ فَضَائِلِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے فضائل کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے پانچ احادیث کو بیان کیا ہے

۶۲۵۱۔ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهُ قَالَ لِحَسَنٍ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ وَأَحْبِبْ مَنْ يُحِبُّهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے لیے فرمایا: ''اے اللہ! میں اس (حسن) سے محبت کرتا ہوں، پس آپ بھی اس سے محبت کیجئے اور جو بھی اس سے محبت رکھے اس سے بھی آپ محبت رکھیں''۔

تشریح:

''قَالَ لِحَسَنٍ ''یعنی آنحضرت نے حضرت حسن کے بارے میں یوں دعاء مانگی کہ اے اللہ! میں حسن سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت رکھ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما دونوں بھائی ہیں اور حضرت فاطمہ الزہراء کے بطن سے ہیں۔ صحیح تر روایت یہ ہے کہ حسن ہجرت کے تیسرے سال یعنی ۳ھ میں پیدا ہوئے اور حضرت حسین ۴ھ میں پیدا ہوئے ہیں علامہ واقدی کہتے ہیں کہ حضرت حسن کی پیدائش کے پچاس دن بعد حضرت فاطمہ زہراء حضرت حسین سے امید سے ہوگئی حضرت حسن ربیع الاول ۵۰ھ میں زہر خورانی سے شہید ہوگئے تھے اس وقت حضرت معاویہ کا دور خلافت تھا بقیع غرقد میں حضرت فاطمہ کے پہلو میں دفن کیے گئے، سعید بن العاص اس وقت مدینہ کے گورنر تھے اس نے جنازہ کی نماز پڑھائی حضرت حسینؓ نے اس گورنر سے فرمایا کہ اگر یہ مسنون نہ ہوتا کہ گورنر زیادہ حقدار ہوتا ہے تو میں تجھے آگے نہ کرتا۔ حضرت حسن نے یہ وصیت کی تھی کہ اگر حضرت عائشہ اجازت دیں تو مجھے نبی اکرم کے پاس دفناؤ حضرت عائشہ نے اجازت دیدی لیکن بنو امیہ کے حکمرانوں نے منع کر دیا حضرت حسن آنحضرت کے جسم کے اوپر حصہ سے مشابہ تھے اور حضرت حسین نیچے حصہ سے مشابہ تھے گویا دونوں مل کر نبی

اکرم ﷺ کا مکمل حلیہ پیش کر رہے تھے۔ آپ انتہائی پرہیزگار اور تارک دنیا تھے بخاری کی روایت میں ہے کہ آنحضرت ایک دن منبر نبوی پر بیٹھ گئے تو حضرت حسن ان کے پہلو میں بیٹھ گئے آنحضرت ایک نظر ان کو دیکھتے اور ایک نظر لوگوں کو دیکھتے اور فرماتے جاتے تھے "لعل الله ان ابنی هذا سيد ولعل الله ان يصلح به بين فئتين عظيمتين من المسلمين" (بخاری) اس روایت کی تفصیل اس طرح ہے کہ گویا آنحضرت اشارہ فرما رہے ہیں کہ حسن کوئی معمولی ہستی نہیں ہے یہ بڑے سردار ہیں ان کی وجہ سے ان شاء اللہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح ہوگی اور یہ خود صلح کرے گا، یہ پیش گوئی اس وقت پوری ہوگئی جب حضرت علی شہید کر دیئے گئے اور حضرت حسن نے خلافت سنبھال لی قریبا چھ ماہ تک آپ خلیفہ رہے پھر آپ نے حضرت معاویہ سے صلح کر لی اور خلافت سے دستبردار ہو گئے اور مسلمان ایک جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے، حضرت حسن کے ساتھ چالیس ہزار مسلح مسلمان اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور ہر قسم جنگ اور مقابلہ کا عہد کر چکے تھے لیکن حضرت حسن نے فرمایا کہ میں اس امت کے خون کا ایک قطرہ بھی گرانا نہیں چاہتا بغیر کسی مجبوری اور بغیر کسی لالچ کے آپ نے خلافت چھوڑ دی اور مسلمانوں کو متحد رکھا اگر چہ اس زمانہ کے منافق قسم کے شیعہ نے اس اقدام کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا اور حضرت حسن کو برا بھلا کہہ دیا اور سامنے آ کر کہا "السلام عليك يا عار المؤمنين" حضرت حسن نے نہایت صبر وتحمل سے فرمایا: اختار العار على النار: آج تک شیعہ اس معاہدہ کی وجہ سے حضرت حسن سے ناراض ہیں اور شاید بعد میں اسی معاہدہ کی پاداش میں شیعہ نے ان کو زہر کھلا کر شہید کر دیا اور آج تک ان کی حمایت میں ایک جلوس نہیں نکالا کیونکہ اندر سے یہ اس پر خوش ہیں۔ اس حدیث میں حضرت علی اور حضرت معاویہ دونوں کی جماعتوں کو آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کی عظیم جماعتیں قرار دیا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ دونوں جانب سے مسلمان تھے، حضرت علی حق پر تھے اور حضرت معاویہ اجتہادی غلطی پر تھے۔

٦٢٥٢ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَائِفَةٍ مِنَ النَّهَارِ، لَا يُكَلِّمُنِي وَلَا أُكَلِّمُهُ، حَتَّى جَاءَ سُوقَ بَنِي قَيْنُقَاعَ، ثُمَّ انْصَرَفَ، حَتَّى أَتَى خِبَاءَ فَاطِمَةَ فَقَالَ: أَثَمَّ لُكَعُ؟ أَثَمَّ لُكَعُ؟ يَعْنِي حَسَنًا فَظَنَنَّا أَنَّهُ إِنَّمَا تَحْبِسُهُ أُمُّهُ لِأَنْ تُغَسِّلَهُ وَتُلْبِسَهُ سِخَابًا، فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ جَاءَ يَسْعَى، حَتَّى اعْتَنَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ، فَأَحِبَّهُ وَأَحْبِبْ مَنْ يُحِبُّهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ دن کے ایک وقت میں نکلا، نہ آپ ﷺ مجھ سے بات کر رہے تھے نہ میں آپ سے بات کر رہا تھا (دونوں خاموش چلے جا رہے تھے) یہاں تک کہ آپ ﷺ بنی قینقاع کے بازار میں پہنچ گئے، پھر وہاں سے واپس ہوئے یہاں تک کہ حضرت فاطمہ کے خیمہ (گھر) پر آئے اور فرمایا: کیا اندر مُنّا ہے؟ یعنی حسن ہے؟ ہم یہ سمجھے کہ ان کی والدہ (حضرت فاطمہ) نے انہیں روکا ہوا ہے نہلانے دھلانے اور خوشبو کا ہار پہنانے کے لیے۔ کچھ ہی دیر گزری تھی کہ وہ (حضرت حسن) دوڑتے ہوئے آئے اور آکر دونوں ایک دوسرے سے گلے ملے (یعنی حضور علیہ السلام نے انہیں گلے سے لگایا) پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں، آپ بھی اس سے محبت کیجئے اور جو اس سے محبت کرے اس سے بھی محبت کیجئے''۔

تشریح:

''سوق بنی قینقاع'' مدینہ کے ایک بازار کا نام تھا جو یہود کے قبیلہ کی طرف منسوب تھا ''خباء فاطمة'' خباء خیمہ کو کہتے ہیں حضرت فاطمہ کا گھر مراد ہے ''اَثَمَّ'' یہ ظرف مکان کے معنی کے لیے استعمال ہوتا ہے یعنی کیا یہاں چھوٹا ہے؟ یہ آنے والی حدیث کے الفاظ ہیں۔ ''لکع'' اصل لغت کے اعتبار سے تو لکع لام کے ضمہ اور کاف کے زبر کے ساتھ غلام کو کہتے ہیں پھر احمق اور خسیس پر اس کا اطلاق ہو گیا، پھر چھوٹے بچوں میں بھی استعمال ہونے لگا، یہاں بطور شفقت چھوٹے بچے کے لیے استعمال ہوا ہے یعنی یہاں چھوٹو ہے؟ یہاں مُنّا ہے؟

''وتلبسه سخابا'' سخاب مرجان سے بنے ہوئے ہار کو کہتے ہیں جو بچوں کے گلے میں ڈالے جاتے ہیں۔

٦٢٥٣ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيٍّ وَهُوَ ابْنُ ثَابِتٍ، حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ، قَالَ: رَأَيْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَى عَاتِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ يَقُولُ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بن علی کو نبی ﷺ کے کندھے پر دیکھا اور آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ: اے اللہ! میں اس سے محبت رکھتا ہوں آپ بھی اس سے محبت فرمائیے''۔

٦٢٥٤ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ، قَالَ: ابْنُ نَافِعٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيٍّ وَهُوَ ابْنُ ثَابِتٍ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعًا الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ

عَلَى عَاتِقِهِ، وَهُوَ يَقُولُ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے حضرت حسن بن علی کو اپنے کندھوں پر بٹھایا ہوا ہے اور آپ ﷺ فرما رہے ہیں کہ اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں آپ بھی اس سے محبت فرمایئے۔

٦٢٥٥۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الرُّومِيُّ الْيَمَامِيُّ، وَعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ وَهُوَ ابْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا إِيَاسٌ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: لَقَدْ قُدْتُ بِنَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ، بَغْلَتَهُ الشَّهْبَاءَ، حَتَّى أَدْخَلْتُهُمْ حُجْرَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا قُدَّامَهُ وَهَذَا خَلْفَهُ

حضرت ایاس بن مسلمہ اپنے والد حضرت سلمہ بن اکوع سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں اس سفید خچر کو کھینچ رہا تھا جس پر رسول اللہ ﷺ اور حضرات حسن وحسین سوار تھے، یہاں تک اسے کھینچ کر حجرۂ نبوی تک لایا۔ یہ آپ ﷺ کے آگے تھے اور یہ آپ ﷺ کے پیچھے (یعنی ایک صاحبزادے آپ کے آگے بیٹھے تھے اور دوسرے آپ کے پیچھے بیٹھے تھے۔

تشریح:

''والحسين ''یعنی آنحضرت کے ساتھ آپ کے سفید خچر پر حسن اور حسین آگے پیچھے سوار تھے حضرت حسن سے متعلق کلام تو پہلے ہو چکا ہے اب اس حدیث کے ضمن میں حضرت حسین سے متعلق کچھ لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور واقعہ کربلا

علامہ اُبی مالکیؒ نے اس حدیث کے تحت بہت کچھ تفصیلات لکھی ہیں طوالت کے خوف سے میں اختصار کے ساتھ اس کا خلاصہ لکھتا ہوں چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نہایت فاضل اور بہت زیادہ نماز روزہ اور حج کرنے والے تھے انہوں نے پیدل پچیس حج ادا کیے ہیں آنحضرت نے حسن وحسین کے بارے میں فرمایا ''سیدا شباب اهل الجنة'' اور یہ بھی فرمایا ''هما ریحانتای من الدنيا'' حضرت حسین رضی اللہ عنہ دس محرم ٦١ھ میں مقام کربلا میں کوفہ کے قریب ''طف'' نامی جگہ میں شہید کردیئے گئے ابراہیم بن اشتر نخعی نے آپ پر حملہ کر کے شہید کیا اس وقت آپ کی عمر ۵۷ سال تھی آپ کے ساتھ آپ کے دوستوں اور رشتہ داروں میں سے تیئس رشتہ دار بھی شہید کردیئے گئے اور عام لشکر کے بہتر ۷۲ انسان شہید کردیئے گئے آپ کے اہل وعیال

میں سے مردوں میں سے صرف علی بن حسین بیماری کی وجہ سے بچ گئے باقی سارے مارے گئے اس وقت علی بن حسین کی عمر ۱۲ سال تھی انہیں کو زین العابدین کہتے ہیں دیگر بچوں اور عورتوں کو قید کر لیا گیا قصہ یوں ہوا کہ جب حضرت معاویہؓ کا انتقال ہو گیا تو حکومت یزید کے ہاتھ میں آ گئی یزید نے مدینہ منورہ کے گورنر ولید بن عقبہ کو حکم دیا کہ اہل مدینہ سے میرے لیے بیعت لے لو۔ حضرت حسین اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا اور مدینہ سے مکہ کی طرف بھاگ نکلے حضرت حسینؓ نے مکہ مکرمہ میں چار ماہ قیام فرمایا اس دوران اہل کوفہ کے مسلسل خطوط آ رہے تھے کہ آپ کوفہ آ جائیں ہم سب آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے، بیعت کے لیے تیار بیٹھے ہیں۔

حضرت حسین کو کئی خیر خواہوں نے کوفہ جانے سے منع کیا تھا

(۱) مدینہ سے نکلتے وقت راستے میں عبداللہ بن مطیع کی ملاقات حضرت حسین سے ہوئی تو ان سے پوچھا کہ حضرت آپ کہاں جا رہے ہیں؟ حضرت حسین نے فرمایا فی الحال تو مکہ جا رہا ہوں آیندہ استخارہ کروں گا کہ کہاں جاؤں۔ عبداللہ بن مطیع نے کہا کہ آپ کوفہ ہرگز نہ جائیں کیونکہ وہ ایک منحوس شہر ہے آپ کے والد حضرت علی کو وہاں کے لوگوں نے شہید کیا ہے حرم مکہ ہی میں رہو آپ عرب کے سردار ہیں سب آپ کے تابعدار ہیں۔

(۲) جب اہل کوفہ کے بے شمار خطوط آئے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کوفہ جانے کا ارادہ کیا تو حضرت عمر بن عبدالرحمٰن مخزومی ان کے پاس آئے اور فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کوفہ جا رہے ہیں مجھے خوف ہے کہ وہ لوگ آپ کو قتل کر دیں گے کیونکہ وہاں کے لوگ یزیدیوں کے غلام ہیں اور پیسے کے لالچی ہیں تو آج جو لوگ آپ کے عاشق اور حامی ہیں کل وہی لوگ آپ کے دشمن ہوں گے۔

(۳) اس کے بعد حضرت ابن عباسؓ حضرت حسین کے پاس آئے اور فرمایا کہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ آپ عراق جا رہے ہیں آپ مجھے بتائیں کہ آپ واقعی جا رہے ہیں؟ حضرت حسین نے فرمایا کہ میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ میں انہیں دنوں میں کسی دن جانے والا ہوں حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں کہ آپ وہاں جائیں کیا ان لوگوں نے اپنے امیر کو مار دیا ہے اور علاقہ کو قبضہ کر کے دشمن سے خالی کرا لیا ہے کہ آپ کو بلا رہے ہیں؟ اگر انہوں نے ایسا کیا ہے تو آپ بے شک جائیں ورنہ وہ لوگ آپ کو جنگ کے لیے بلا رہے ہیں مجھے خطرہ ہے کہ وہ لوگ آپ کو دھوکا دے رہے ہیں یہی لوگ کل آپ کے سخت ترین دشمن ہوں گے آپ ہرگز نہ جائیں۔

(۴) اس کے بعد آپ کے پاس حضرت عبداللہ بن زبیر آ گئے اور فرمایا کہ ہم مہاجرین کی اولاد ہیں خلافت ہمارا حق ہے ان لوگوں نے ہم کو نظر انداز کیا ہے آپ بتائیں آپ کا کیا ارادہ ہے حضرت حسین نے فرمایا کہ کوفہ سے ہمارے چاہنے والوں نے اور اشراف کوفہ نے بہت خطوط لکھ کر ہمیں بلایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر نے فرمایا کہ وہاں جس طرح آپ کے چاہنے والے ہیں اگر اس طرح میرے ہوتے تو میں تو کبھی بھی ادھر ادھر نہ جاتا ہاں اگر آپ حجاز میں قیام فرمائیں گے تو یہاں بھی آپ کی مخالفت نہیں کی جائے گی بلکہ اطاعت کی جائے گی حضرت حسین نے فرمایا کہ عبداللہ بن زبیر چاہتے ہیں کہ میں چلا جاؤں تاکہ ان کے لیے حجاز خالی رہ جائے۔

(۵) اس کے بعد حضرت ابن عباس پھر حضرت حسین کے پاس آئے اور فرمایا کہ میرے بھائی میں صبر کرنے کی کوشش کرتا ہوں مگر صبر نہیں آتا ہے بے چین ہوں مجھے خطرہ ہے کہ آپ کو عراق والے قتل کر دیں گے یہ دھوکہ باز غدار لوگ ہیں آپ یا تو حجاز میں قیام کریں اور یا یمن چلے جائیں وہاں بھی آپ کے والد کے بہت عقیدت مند ہیں اس طرح آپ ایک کنارہ میں محفوظ ہو جاؤ گے ہاں اگر کوفہ والے وہاں کے حکام کو بھگا دیں گے اور زمین آپ کے لیے خالی ہو جائے پھر آپ جائیں۔

حضرت حسین نے فرمایا کہ آپ بے شک میرے خیر خواہ ہو لیکن میں نے جانے کا پکا ارادہ کیا ہے اس پر حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ اگر آپ کو جانا ہی ہے تو بیوی بچوں کو ساتھ نہ لے جاؤ۔ مجھے خطرہ ہے کہ حضرت عثمان کی طرح بیوی بچوں کے سامنے آپ قتل ہو جاؤ گے پھر حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ آپ نے عبداللہ بن زبیر کی آنکھوں کو ٹھنڈا کر دیا اس کے لیے حجاز کی حکومت خالی رہ گئی خدا کی قسم اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ آپ کو بالوں سے پکڑ کر کھینچنے سے آپ رک جائیں گے تو میں لوگوں کے سامنے ایسا کرنے کے لیے بھی تیار ہوں۔ پھر حضرت ابن عباس کا گزر حضرت عبداللہ بن زبیر پر ہوا تو ان سے کہا کہ تیری آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں اور پھر یہ شعر پڑھا

يَا لَكِ مِنْ قُبَّرَةٍ بِمَعْمَرِيْ خَلَا لَكِ الْجَوُّ فَبِيْضِيْ وَاصْفِرِيْ

وَنَقِّرِيْ مَا شِئْتِ اَنْ تُنَقِّرِيْ

ترجمہ: اے چنڈول پرندے اس آباد علاقے میں تیرے مزے آ گئے تیرے لیے فضا سازگار ہو گئی اب انڈے دو اور سیٹی بجاؤ۔ اور جہاں چاہو زمین کھود کھود کر خوب چرتی رہو۔

بہرحال حضرت حسین عراق کی طرف روانہ ہو گئے اور جو اللہ تعالیٰ کے ہاں مقدر تھا وہی ہو گیا۔

ادھر بصرہ کا حاکم عبید اللہ بن زیاد تھا جو ذاتی طور پر حضرت حسین کا دشمن تھا یزید نے اس کو بصرہ سے کوفہ بلالیا اور کوفہ کا گورنر بنا دیا اس نے آکر حضرت حسین کے مقابلہ کے لیے فوج تیار کیا اور عمرو بن سعد کو اس کا کمانڈر انچیف بنا دیا۔ چنانچہ مقام کربلا میں جو ہوا سو ہوا ۷۲ بہتر آدمی عوام میں سے مارے گئے اور خاص اہل بیت کے تئیس ۲۳ چھوٹے بڑے بشمول حضرت حسین شہید کر دیے گئے ان سب کے سر تن سے جدا کر کے کوفہ سے شام لے جائے گئے اور اہل بیت کی بہت ساری عورتوں کو قیدی بنا کر وہاں یزید کے سامنے حاضر کی گئیں، یزید نے خوشی کا اظہار بھی کیا اور غم کا اظہار بھی کیا اور کہا کہ اللہ ابن مرجانہ کے بیٹے کو ہلاک کر دے اگر یہ لوگ ان کے رشتہ دار ہوتے تو وہ ایسا نہ کرتے پھر یزید نے ان خواتین کو انتظام کے ساتھ مدینہ روانہ کیا مدینہ پہنچ کر جب یہ قافلہ اندر داخل ہوا تو زینب بنت عقیل بن ابی طالب روتی ہوئی سامنے سے آئی اور یہ اشعار پڑھ لیے جو حقیقت میں کسی ہاتف غیبی نے کربلا کے موقع پر کہے تھے

مَــا ذَا تَـقُـوْلُـوْنَ اِنْ قَــالَ الرَّسُوْلُ لَكُمْ　　　مَــاذَا فَـعَـلْتُـمْ وَاَنْتُـمْ آخِـرُ الْاُمَمِ

ترجمہ: تم کیا جواب دو گے اگر تم سے رسول اللہ ﷺ یہ سوال کرے کہ تم نے حسین کے ساتھ کیا کیا حالانکہ تم بہترین امت میں تھے۔

بِـعِتْـرَتِـیْ وَاَوْلَادِیْ بَعْدَ مُفْتَقَدِیْ　　　مِنْهُمْ اُسَارٰی وَمِنْهُمْ ضُرِّجُوْا بِدَمِ

ترجمہ: میری وفات کے بعد تم نے میرے اہل بیت اور میری اولاد کے ساتھ یہ کیا کیا؟ کہ ان میں سے کچھ تو گرفتار ہیں اور کچھ اپنے خون میں لت پت پڑے ہیں۔

علامہ اُبی مالکی کی شرح سے بطور خلاصہ میں نے اتنا ہی نقل کیا ہے۔

توضیحات شرح مشکوۃ میں بندہ نے عبید اللہ بن زیاد اور یزید سے متعلق کچھ تفصیل لکھی ہے اسی کو یہاں نقل کرتا ہوں، بہر حال میں کہتا ہوں کہ واقعہ کربلا اسلام کے حسین چہرہ پر ایک بدنما دھبہ ہے جس کا ذمہ دار یزید ہے۔

''عبید اللہ بن زیاد'' یزید کی طرف سے عبید اللہ بن زیاد بصرہ کا گورنر تھا مگر یزید نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلے کے لیے بطور خاص عبید اللہ بن زیاد کو فوراً بصرہ سے ہٹا کر کوفہ کا گورنر بنا دیا تا کہ ابن زیاد ذاتی دلچسپی سے حسین کو قتل کر دے، یہ بدبخت کوفہ آگیا پہلے اس نے مسلم بن عقیل کو شہید کیا اور قصر امارت پر قبضہ کیا اور اس کے بعد فوج کی کمان اپنے ہاتھ میں لے کر حضرت حسین کو کربلا کے میدان میں شہید کیا۔ حضرت حسین کا سر تن سے جدا کیا گیا اور پلیٹ میں رکھا گیا اور ابن زیاد پر پیش کیا گیا اس

بدبخت کے ہاتھ میں ایک لاٹھی تھی اس کو حضرت حسین کی ناک اور آنکھ میں چھبو رہا تھا اور بطور استہزاء کہہ رہا تھا کہ کیا ہی خوبصورت ہے؟ حسین بہت خوبصورت ہے؟ اچھا وہ خوبصورت یہ ہے؟ اس پر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس کو ڈانٹا۔

''فی حسنه شیئا'' اس لفظ کا یہی مطلب ہے کہ بطور استہزاء وہ حضرت حسین کے حسن میں کچھ بکواس کر رہا تھا، کہتے ہیں کہ کچھ عرصہ بعد ابن زیاد کو مختار بن عبید نے قتل کیا اور اس کا سر لاکر لوگوں کے سامنے اسی مسجد کے چبوترے پر رکھا اچانک شور ہو گیا کہ آ گیا آ گیا! جب دیکھا گیا تو ایک سانپ آیا اور ابن زیاد کی ناک میں گھس گیا اور پھر نکل گیا، دو تین مرتبہ ایسا ہو گیا لوگ بھاگ گئے۔ حضرت حسین پر وار کرنے والے قاتل کا نام سنان ابن انس اشتر نخعی ہے، اس بدبخت نے جب حضرت حسین کا سر ابن زیاد کے سامنے رکھا تو یہ شعر پڑھا۔

انـنـی قتلـت الـمـلك الـمـحـجـبـا أوقـــر ركـــابـــی فـضـة وذهـبـــا

قتلت خير الناس اما وابا

میری سواری کو سونے اور چاندی سے بھر دو میں نے بڑے محفوظ بادشاہ کو قتل کیا جو نسب حسب میں سب سے بہتر تھا۔

کہتے ہیں کہ جب حضرت حسین کا سر یزید کے سامنے رکھا گیا تو یزید نے یہ شعر پڑھا

عَـلَـيْـنَـــا وَكَـــانُـــوْا اَعَـــقَّ وَاَظْـلَـمَـــا نُـفَـلِّـقُ هَـــامًـــا مِـنْ رِجَـــالٍ اَعِـزَّةٍ

ترجمہ: ہم اشراف اور باعزت لوگوں کی کھوپڑیاں اڑاتے ہیں، اس لیے کہ وہ ہمارے حق میں بے حد نافرمان اور بڑے ظالم ہیں

یزید کے بارے میں صاحب روح المعانی علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی تحقیق

سورۃ محمد کی آیت نمبر ۲۳ کی تفسیر میں علامہ روح المعانی نے یزید اور قاتلان حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے چنانچہ آپ نے لکھا ہے کہ امام احمد بن حنبل کے بیٹے عبداللہ نے اپنے والد احمد بن حنبلؒ سے پوچھا کہ یزید پر لعنت بھیجنا کیسا ہے؟ امام احمد رحمہ اللہ نے جواب میں فرمایا کہ جس شخص پر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں لعنت بھیجی ہے اس پر کیونکر لعنت نہ بھیجی جائیگی، بیٹے نے کہا ابا جان! میں نے پورا قرآن پڑھا ہے اس میں یزید پر کہیں بھی لعنت نہیں ہے، امام احمد رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰى اَبْصَارَهُمْ﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فساد کرنے اور صلہ رحمی توڑنے والوں پر لعنت فرمائی ہے اور یزید

نے جو کچھ حضرت حسین کے ساتھ کیا ہے اس سے بڑا فساد کیا ہو سکتا ہے اور اس سے زیادہ صلہ رحمی کا توڑنا کہاں ہو سکتا ہے۔

(روح المعانی: جلد ۹ صفحہ ۷۲)

علامہ روح المعانی مزید لکھتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ کسی شخص پر معین اور نامزد کر کے لعنت بھیجنا جائز ہے مگر اس میں کچھ اختلاف ہے ہاں جمہور کے نزدیک کسی معین شخص پر لعنت بھیجنا جائز نہیں ہے خواہ وہ فاسق ہو یا غیر فاسق ہو خواہ وہ زندہ ہو یا مر گیا ہو جب کہ اس کی موت کفر پر یقینی نہ ہو۔ ہاں جس کی موت یقینی طور پر کفر پر آئی ہو اس پر لعنت بھیجنا جائز ہے جیسے ابو جہل وغیرہ مگر شیخ الاسلام علامہ بلقینی رحمہ اللہ اس طرف گئے ہیں کہ ایک فاسق فاجر شخص پر بھی یقین کے ساتھ لعنت بھیجنا جائز ہے، کئی احادیث میں اس کے شواہد موجود ہیں۔

علامہ روح المعانی لکھتے ہیں کہ ہم علامہ بلقینی کی تحقیق کی روشنی میں یزید کی لعنت میں کوئی تردد نہیں کریں گے کیونکہ یزید کی صفات خبیثہ اور کبائر کا ارتکاب حد سے زیادہ ہے، اس نے اپنے دور اقتدار میں اہل مکہ اور اہل مدینہ کے ساتھ جو کچھ کیا، حسین کے قتل پر جو خوشی کا اظہار کیا ان کے گھر والوں کی جو توہین کی وہ اس پر لعنت کے لئے کافی ہے۔ علامہ مزید لکھتے ہیں کہ یزید پر لعنت بھیجنے اور اس کے کفر پر علماء کی ایک جماعت کی تصریحات موجود ہیں انہیں میں سے حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ ہیں اور ان سے پہلے قاضی ابو یعلی رحمہ اللہ ہیں۔

علامہ تفتازانی نے کہا ہے کہ ہم یزید کی لعنت میں بلکہ اس کے ایمان میں کوئی توقف نہیں کرتے، اس پر اور اس کے اعوان و انصار پر اللہ کی لعنت ہو، علامہ آلوسی رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں کہ یزید کی لعنت پر علامہ سیوطی کی تصریح بھی موجود ہے۔ اور ابن وردی کی تاریخ میں اور کتاب الوافی بالوفیات میں لکھا ہے کہ جب عراق سے حضرت حسین کے پس ماندگان عورتیں اور بچے گرفتار ہو کر یزید کے پاس پہنچ گئے تو یزید ان کو دیکھنے کے لئے مقام جیرون تک باہر آ گیا حضرت حسین اور علی بن حسین کے بچے اور عورتیں گرفتار تھیں، حسین اور ان کے ساتھیوں کے سر نیزوں پر اٹھائے گئے تھے کہ ایک کوے نے کائیں کائیں کی آوازیں شروع کیں اس پر یزید نے یہ شعر پڑھے

لَمَّا بَدَتْ تِلْكَ الْحُمُوْلُ وَ اَشْرَفَتْ تِلْكَ الرُّؤُسُ عَلٰى شَفَا جِيْرُوْنْ

ترجمہ: جب یہ سواریاں قریب آ کر نمودار ہوئیں اور مقام جیرون کے کنارے پر نیزوں پر اٹھائے ہوئے سر آ گئے۔

نَعِبَ الْغُرَابُ فَقُلْتُ قُلْ اَوْلَا تَقُلْ فَقَدِ اقْتَضَيْتُ مِنَ الرَّسُوْلِ دُيُوْنِىْ

تو ایک کوے نے نحوست کی آواز دی، میں نے کوے سے کہا کہ تو بول یا نہ بول میں نے رسول سے اپنے مقتولین کا بدلہ لے لیا۔

علامہ روح المعانی فرماتے ہیں کہ بدر کی جنگ میں یزید کا دادا عتبہ وغیرہ مارا گیا تھا، یزید نے ان اشعار میں اسی بدلے کا ذکر کیا ہے۔ علامہ لکھتے ہیں کہ اگر یہ اشعار صحیح ثابت ہو جائیں تو اس سے یزید کافر ہو جائے گا اسی طرح کچھ اور اشعار بھی یزید نے پڑھے ہیں اس سے بھی اس کا کافر ہونا ثابت ہو جائے گا۔ (روح المعانی: جلد ۹ صفحہ: ۷۲)

بہر حال جمہور علماء اہل سنت کا یہ موقف ہے کہ یزید کا کفر پر مرنا یقینی نہیں ہے لہٰذا اس پر مرنے کے بعد لعنت بھیجنا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ روح المعانی اپنی تحقیق میں مزید فرماتے ہیں کہ دوسری طرف امام غزالی اس طرف گئے ہیں کہ یزید پر لعنت بھیجنا حرام ہے بلکہ مسلمانوں کی دعائیں اس کو شامل ہیں کیونکہ وہ مسلمان ہو کر مرا ہے۔

علامہ سفارینی نے امام غزالیؒ کا قول رد کیا ہے، علامہ روح المعانی نے سفارینی کے قول کو پسند کیا ہے جس میں آپ نے امام غزالی کے قول کو رد کیا ہے۔ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک یزید پر لعنت بھیجنا مکروہ ہے ادھر ابو بکر بن العربی نے یزید کی بہت حمایت کی ہے اور لکھا ہے کہ "ان الحسین قتل بسیف جدہ" یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق بغاوت کے تحت حسین قتل کر دیئے گئے، اس کلام کی وجہ سے علامہ آلوسی نے یزید پر تنقید سے زیادہ سخت انداز میں ابن عربی پر تنقید کی ہے۔ (ابن عربی اس تنقید کا مستحق بھی ہے)۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے اس پورے اختلاف کا خلاصہ اس طرح نکال کر لکھا ہے کہ جو کچھ یزید کے بارے میں کہا گیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ بعض حضرات کہتے ہیں کہ وہ مسلمان ہے اس پر لعنت بھیجنا صحیح نہیں ہے تاہم وہ اہل بیت کے بارے میں معصیت کا مرتکب ہوا ہے وہ اس کا مجرم ہے۔ علماء کا دوسرا طبقہ کہتا ہے کہ یزید مسلمان ہے مگر کراہت کے ساتھ اس پر لعنت بھیجنا جائز ہے یا بغیر کراہت بھی جائز ہے تیسرا طبقہ کہتا ہے کہ یزید کافر اور ملعون ہے اس پر لعنت جائز ہے۔ چوتھا طبقہ کہتا ہے کہ یزید پاک وصاف ہے اس نے جو کچھ کیا ہے وہ کوئی گناہ نہیں تھا۔

علامہ آلوسی بغدادی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ میرے غالب گمان میں یزید خبیث نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق نہیں کی تھی اور اس نے جن مکروہ افعال کا ارتکاب کیا تھا جیسے بیت اللہ اور اس کے بسنے والوں کے ساتھ جو کچھ کیا اور مدینہ و اہل مدینہ کے ساتھ جو کچھ کیا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے ساتھ جو کچھ کیا اور ذاتی طور پر وہ جن قبائح کا مرتکب ہو رہا تھا یہ اس کے عدم تصدیق پر اس سے بڑھ کر دلیل ہے کہ کوئی شخص قرآن پاک کے اوراق کو گندگی اور غلاظت میں پھینک

دے اور کافر ہو جائے، مجھے ذرا بھی شبہ نہیں بلکہ یقین ہے کہ یزید کے یہ کافرانہ افعال اس زمانے کے بزرگ اور پائے کے مسلمانوں پر پوشیدہ نہیں تھے لیکن انہوں نے اس لئے صبر کیا کہ وہ مغلوب و مجبور تھے اور وہ صبر کے سوا کچھ نہیں کر سکتے تھے تا کہ اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ حکم اپنے انجام تک پہنچ جائے۔

اور اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ یزید خبیث مسلمان تھا اور کافر نہیں تھا تو وہ ایسا مسلمان تھا جس نے اپنے اوپر گناہوں کے اتنے انبار جمع کر لئے تھے جس کو بیان کرنا احاطۂ بیان میں نہیں آسکتا۔ میں تو کھل کر یزید پر لعنت کا قائل ہوں اور ان پر خصوصی تعیین کے ساتھ لعنت کو جائز مانتا ہوں اور ظاہر یہی ہے کہ یزید نے ان کبائر کے ارتکاب کے بعد کوئی توبہ بھی نہیں کی اور اس کی توبہ کا احتمال اس کے ایمان کے احتمال سے زیادہ کمزور ہے، اس لعنت میں یزید کے ساتھ ابن زیاد اور ابن سعد اور ان کی جماعت برابر کی شریک ہے۔ ''فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ وَعَلٰى اَنْصَارِهِمْ وَاَعْوَانِهِمْ وَشِيْعَتِهِمْ وَمَنْ مَالَ اِلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ''(روح المعانی جلد:۹صفحہ:۷۲)

علامہ روح المعانی مزید لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص یزید پر خصوصیت کے ساتھ لعنت بھیجنے سے ڈرتا ہے تو وہ اجمالی طور پر اس طرح لعنت بھیجا کرے کہ: لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ رَضِيَ بِقَتْلِ الْحُسَيْنِ وَمَنْ آذٰى عِتْرَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،اس طرح عموم کے ساتھ لعنت کرنے میں کسی کا اختلاف بھی نہیں ہے اور یزید اس عموم کا پہلا مصداق بنے گا۔ (حوالا بالا)

علامہ روح المعانی کی تحقیق ناظرین کے سامنے ہے اس پر کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں ہے، البتہ دو باتوں کی طرف اشارہ کرتا ہوں: ایک یہ کہ مرنے کے بعد کسی پر لعنت بھیجنا یا نہ بھیجنا اس متعلقہ شخص کے خاتمہ پر مبنی ہے، اگر وہ شخص کفر پر مرا ہے تو لعنت جائز ہے اور اگر ایمان پر مرا ہے تو لعنت بھیجنا جائز نہیں ہے، جمہور امت اس پر قائم ہے کہ یزید کا خاتمہ کفر پر یقینی نہیں ہے لہٰذا لعنت بھیجنا صحیح نہیں ہے۔ دوسری یہ بات ذہن میں رکھنا چاہئے کہ جس شخص کے کافر ہونے اور نہ ہونے میں علماء کا اختلاف ہو جائے تو اس شخص کا فاسق و فاجر ہونا یقینی ہو جاتا ہے یزید کا معاملہ ایسا ہی ہے، اس کی نظیر یہ پیش کی جاتی ہے کہ جس شخص کے نبی ہونے یا نہ ہونے میں علماء کا اختلاف ہو جائے تو وہ شخص یقینی طور پر کامل ولی ہوتا ہے جس طرح حضرت لقمان کا معاملہ ہے لہٰذا یزید کا فاسق و فاجر ہونا یقینی ہے اور حضرت لقمان کا ولی ہونا یقینی ہے۔

سوال: یہاں ایک شبہ یہ کیا جاتا ہے کہ یزید حضرت معاویہ کا بیٹا ہے حضرت معاویہ نے ان کو ولی عہد بنایا تھا لہٰذا یزید کو برا کہنا جائز نہیں ہے

جواب: یہ شبہ غلط ہے اس لئے کہ بہت سارے انبیاء کرام ایسے گزرے ہیں جن کے بیٹے کافر ہو گئے تھے اس سے اس کے باپ پر کوئی طعن نہیں آسکتا جیسے حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا کنعان کافر تھا اور کافر مرا ہے، یزید پہلے اچھا ہوگا بادشاہ بن جانے کے بعد خراب ہو گیا ہوگا، اس میں حضرت معاویہ کا کیا قصور ہے؟

دوسرا شبہ یہ پیش کیا جاتا ہے کہ بخاری شریف کی ایک حدیث میں غزوۂ قسطنطنیہ میں شریک ہونے والوں کے لئے مغفرت کی بشارت دی گئی ہے جب کہ اس غزوۂ میں یزید شریک تھا لہٰذا اس کا بڑا مقام ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کی بشارت اس غزوۂ میں شریک ہونے والے مجاہدین کے آیندہ مستقبل میں صالح رہنے اور متقی اور پرہیزگار رہنے کے ساتھ مشروط ہے ورنہ فرض کرلو اگر کوئی شخص اس غزوہ میں شریک ہو گیا اور پھر بعد میں مرتد ہو گیا تو کیا وہ بھی مغفور لھم یعنی مغفرت پانے والوں میں شمار ہوگا؟ اس سوال کا ایک جواب یہ بھی ہے کہ جب حضرت معاویہ نے قسطنطنیہ کا لشکر روانہ کیا تو یزید کو حکم دیا کہ تم بھی جاؤ! اس نے بہانہ کیا کہ میں بیمار ہوں اور نہیں گیا بعد میں جب لشکر والوں کو سخت تکلیف پہنچی تو یزید نے خوشی میں یہ اشعار پڑھے

لَسْتُ اُبَالِیْ بِمَا لَاقَتْ جُمُوْعُهُمْ بِفَرْقَدُونَةَ مِنْ حُمّٰی وَمِنْ حُوْمٖ

ترجمہ: مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ مجاہدین کی اس جماعت کو مقام فرقدونہ میں بخار چڑھ آیا اور جسم میں پھوڑے نکل آئے۔

اِذَا جَلَسْتُ عَلَی الْاَنْمَاءِ مُتَّكِأً بِدَيْرِ مَرَّانَ عِنْدَ اُمِّ كُلْثُوْمٖ

ترجمہ: جب کہ میں دیر مران مقام میں ام کلثوم کے ساتھ مخمل کے غالیچوں سے ٹیک لگائے بیٹھا ہوں۔

یزید کے یہ اشعار جب حضرت معاویہ تک پہنچ گئے تو آپ نے یزید کو زبردستی اس غزوہ میں شرکت کے لئے روانہ کر دیا گویا یزید غزوۂ قسطنطنیہ میں جانے کا قائل ہی نہ تھا تو بشارت کیسے ملے گی؟ بہرحال کربلا میں حضرت حسین کے ساتھ جو کچھ کیا گیا وہ اسلام کی سفید چادر پر ایک بدنما دھبہ ہے جس سے یزید بری الذمہ نہیں ہوسکتا آج نہ یزید ہے نہ اس کی حکومت ہے! اور قتل حسین کا خون اس کی گردن پر ہے، نواسۂ رسول اگر حکومت بھی مانگتا تو یزید کو کیا حق تھا کہ وہ حکومت پر قائم رہتا! یہ یزید کی بڑی غلطی تھی علامہ اقبال نے کہا ہے:

قتل حسین اصل میں مرگِ یزید ہے اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

خلاصہ یہ کہ حضرت حسین کی شہادت میں یزید کی مذمت تمام اسلامی فرقوں نے کی ہے اس نقطۂ آغاز میں شیعہ حضرات یزید کی

مذمت میں حق بجانب بھی ہیں اور ساری امت کے موقف کے ساتھ متحد اور موافق بھی ہیں لیکن یزید کی اس غلطی کے ردعمل میں چودہ سو سال سے شیعہ جو ردعمل ظاہر کر رہے ہیں اس میں شیعہ خالص غلطی پر ہیں گویا اگر یزید نے ایک غلطی کی ہے تو شیعہ نے لاکھوں غلطیوں کا ارتکاب کیا ہے اور کر رہے ہیں اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک آدمی نے شراب پی لی اور دوسرا ناچنے لگا کسی نے پوچھا کہ یہ کیا کر رہے ہو؟ اس نے کہا اس خبیث نے شراب پی ہے اس لیے میں ناچ رہا ہوں شیعہ کا کردار اسی طرح ہے ہر سال یہ جلوس حضرت حسینؓ کی بدنامی کی ایک کوشش ہے کہ حسین کا ساتھ کسی نے نہیں دیا اور وہ کسی کے نزدیک محبوب نہیں تھے۔ کسی شاعر نے خوب کہا ہے

هتكوا الحسين بكل عام مرة   وتمثلوا بعدولة وتنصرا

ويلاه من تلك الفضيحة انها   وتطوى وفى ايدى الروافض تنشرا

بَابُ فَضَائِلِ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اہل بیت کے فضائل کا بیان

اس باب میں علامہ نووی نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس عنوان کی بالکل ضرورت نہیں تھی علامہ نووی نے قائم کیا ہے۔

٦٢٥٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، عَنْ زَكَرِيَّاءَ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، قَالَتْ: قَالَتْ عَائِشَةُ: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ، مِنْ شَعْرٍ أَسْوَدَ، فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَأَدْخَلَهُ، ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ، ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَدْخَلَهَا، ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَأَدْخَلَهُ، ثُمَّ قَالَ: (إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک بار حضور اقدس صبح کو باہر تشریف لائے، آپ ﷺ کے جسم اطہر پر ایک چادر تھی جس پر سیاہ بالوں سے کجاووں کی تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ اسی اثناء میں حضرت حسن بن علی باہر سے تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے انہیں اس چادر میں کرلیا۔ پھر حسین بن علی تشریف لائے تو وہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ چادر میں ہوگئے، پھر حضرت فاطمہ تشریف لائیں تو آپ ﷺ نے انہیں بھی اندر کرلیا، بعد ازاں حضرت علی تشریف لائے

تو انہیں بھی چادر میں کر لیا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا: ''بلا شبہ اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور کر دے اے اہل بیت اور تمہیں اچھی طرح پاک کر دے''۔

تشریح:

''اہل البیت'' قال اللہ تعالیٰ ﴿اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا﴾ (الاحزاب)

قال الامام الشافعی رحمہ اللہ

لَوْ کَانَ رِفْضًا حُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ فَلْیَشْهَدِ الثَّقَلَانِ اَنِّیْ رَافِضٌ

یاد رہے کہ امام مسلم نے فضائل کے عنوان کے تحت عموم اور خصوص دونوں سے کام لیا ہے بعض روایات وہ ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بنو ہاشم اہل بیت نبی میں داخل ہیں اسی طرح اس باب کے تحت آپ نے اس حدیث کو نقل کیا ہے جو خصوصی طور پر صرف حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن، اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کے ساتھ خاص ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اہل بیت صرف یہی چار افراد ہیں عام بنو ہاشم نہیں ہیں فضائل کے عنوان کے تحت امام مسلم نے حضرت زید اور حضرت اسامہ کا ذکر بھی کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل بیت النبی ﷺ میں بہت وسعت ہے اور اہل محبت و قرابت بھی اس میں داخل ہیں، اس کے ساتھ ساتھ امام مسلم نے ازواج مطہرات کا الگ تذکرہ کیا ہے جس پر علامہ نووی نے الگ الگ عنوانات قائم کیے ہیں جس سے مسئلہ پیچیدہ ہو گیا تو ان تمام متفرقات اور کچھ تضادات کو متفق کرنے کے لیے علماء نے فرمایا ہے کہ لفظ ''البیت'' کی تین حیثیتیں اور تین اطلاقات ہیں۔

(۱) اول بیت نسب ہے (۲) دوم بیت ولادت ہے (۳) اور سوم بیت سکنیٰ ہے۔

اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ بنو ہاشم عبد المطلب کی اولاد آنحضرت کے لیے اہل بیت نسب ہیں جس کو گھرانہ اور خاندان کہا جاتا ہے اس کے بعد آنحضرت کی اولاد کو اہل بیت ولادت کہتے ہیں جن میں حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم سرفہرست ہیں اگر چہ حضرت علی اہل بیت نسب میں بھی آتے ہیں لیکن علماء نے ان کو بیت ولادت میں شمار کیا ہے یہ سلسلہ ولادت ہے یاد رہے کہ شہرت کی وجہ سے انہیں چار کا نام خصوصی طور پر سلسلہ ولادت میں لیا جاتا ہے ورنہ آنحضرت ﷺ کی دیگر تین بیٹیاں وغیرہ سب اہل بیت ولادت میں داخل ہیں جیسے حضرت زینب، حضرت رقیہ، اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ

عنہن ہیں پھر اس کے بعد آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات کو اہل بیت سکنی کہا جائے گا جس کو اہل خانہ کہتے ہیں، تمام ازواج مطہرات اسی بیت سکنی میں داخل ہیں اگر چہ اہل بیت کا پہلا مصداق ازواج مطہرات اور اہل خانہ ہی ہوتا ہے لیکن اس طرح تقسیم سے قرآن کریم اور احادیث میں استعمال شدہ لفظ اہل البیت کا مفہوم آسانی سے سمجھ میں آجاتا ہے (خلاصہ از مظاہر حق)

''مرط مرحل'' مرط چادر کو کہتے ہیں اور مرحل کا لفظ رحل سے بنا ہے جو کجاوہ کو کہتے ہیں یہ ایسی چادر کو کہتے ہیں جس کے اوپر کجاووں کے نقشے بنے ہوئے ہوں۔ ''من شعر اسود'' یہ مرط کی صفت ہے مطلب یہ ہے کہ یہ چادر سیاہ بالوں سے بنی ہوئی تھی اس میں سیاہ بال استعمال ہوئے تھے مترجمین نے یہاں اس لفظ کے ترجمہ میں فحش غلطیاں کی ہیں۔

بَابُ فَضَائِلِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

حضرت زید اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہما کے فضائل

اس باب میں امام مسلمؒ نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

٦٢٥٧۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيُّ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: مَا كُنَّا نَدْعُو زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ إِلَّا زَيْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَتَّى نَزَلَ فِي الْقُرْآنِ (ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ)(الأحزاب:٥) قَالَ الشَّيْخُ أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ السَّرَّاجُ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُوسُفَ الدُّوَيْرِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، بِهٰذَا الْحَدِيثِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ہم تو زید بن حارثہ کو (زید بن حارثہ کے بجائے) زید بن محمد کہہ کر پکارتے تھے (کیونکہ حضور علیہ السلام نے آپ کو منہ بولا بیٹا بنایا تھا) یہاں تک کہ قرآن کریم میں منہ بولے بیٹوں کے متعلق حکم نازل ہو گیا کہ: ''ان کو ان کے (اصل) باپوں کی طرف منسوب کر کے پکارو، یہ زیادہ بہتر اور انصاف کے مطابق ہے اللہ کے نزدیک''۔

تشریح:

''زید بن حارثۃ'' حضرت زید یمن کے باشندے تھے، بچپن میں آٹھ سال کی عمر میں لوگوں نے ان کو چرا کر مکہ کے بازار میں غلام بنا کر فروخت کر دیا۔ حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے حکیم بن حزم نے حضرت خدیجہؓ کے لیے خرید لیا جب حضرت خدیجہ کا نکاح

آنحضرت ﷺ سے ہوا تو انہوں نے بطور خادم حضرت زید کو حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا، حضرت زید بن حارثہ حضور ﷺ کی خدمت میں غلامی کی زندگی گزار رہے تھے اور ان کے والدین ان کے لیے بے انتہا رور ہے تھے ان کو معلوم نہیں تھا کہ زید کہاں ہے؟ حضرت زید کے والد ثابت نے بطور فریاد ایک قصیدہ پڑھا چند اشعار ملاحظہ ہوں:

بَكَيْتُ عَلٰى زَيْدٍ وَلَمْ اَدْرِ مَافَعَلْ اَحَيٌّ فَيُرْجٰى اَمْ اَتٰى دُوْنَهُ الْاَجَلْ

ترجمہ: میں زید پر رو رہا ہوں مگر مجھے معلوم نہیں کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا ہے

فَوَاللّٰهِ مَا اَدْرِيْ وَاِنِّيْ لَسَائِلٌ اَغَالَكَ بَعْدِيَ السَّهْلُ اَمْ غَالَكَ الْجَبَلُ

ترجمہ: اللہ کی قسم! مجھے کچھ بھی معلوم نہیں مگر میں پوچھتا ہوں کہ تجھے میدانی علاقے میں موت آگئی یا پہاڑ میں موت آگئی

وَيَالَيْتَ شِعْرِيْ هَلْ لَكَ الدَّهْرُ اَوْبَةٌ فَحَسْبِيْ مِنَ الدُّنْيَا رُجُوْعُكَ لِيْ بَجَلْ

اے کاش مجھے معلوم ہو جائے کہ زندگی میں کبھی تجھے واپس آنا ہے بس مجھے دنیا کی تمام نعمتوں میں تیرا لوٹنا ہی کافی ہے

باپ کے یہ اشعار جب زید تک پہنچے اور آپ نے سنے تو جواب میں آپ نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

اَحِنُّ اِلٰى اَهْلِيْ وَاِنْ كُنْتُ نَائِيًا بِاَنِّيْ قَعِيْدُ الْبَيْتِ عِنْدَ الْمَشَاعِرِ

ترجمہ: میں اگرچہ دور ہوں اور بیت اللہ کے پاس مقیم ہوں مگر پھر بھی گھر والے یاد آتے ہیں۔

فَاِنِّيْ بِحَمْدِ اللّٰهِ فِيْ خَيْرِ اُسْرَةٍ كِرَامُ مَعَدٍّ كَابِرًا بَعْدَ كَابِرِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں معد بن عدنان کے بہترین اور معزز گھرانے میں مقیم ہوں۔

فَكُفُّوْا مِنَ الْوَجْدِ الَّذِيْ قَدْ شَجَاكُمْ وَلَا تَعْمَلُوْا فِي الْاَرْضِ نَصَّ الْاَبَاعِرِ

ترجمہ: پس آپ لوگ اس غم سے باز آجاؤ جس میں تم مبتلا ہو اور زمین میں مجھے تلاش کرنے کے لیے اونٹ نہ دوڑاؤ۔

خدا کا کرنا ایسا تھا کہ یہ اشعار ان کے والد تک پہنچ گئے، اشعار میں آپ نے بتایا کہ میں حرم کے پاس ٹھہرا ہوا ہوں تب حضرت زید کا بھائی جبلہ بن حارثہ مکہ آیا اور حضرت زید کو مانگا، حضرت زید نے جانے سے انکار کیا، اس وفاداری پر حضور اکرم ﷺ نے ان کو اپنا بیٹا بنالیا اور حضرت زینب سے ان کا نکاح کرادیا وہ رشتہ ٹوٹ گیا تو پھر آنحضرت نے ان کا نکاح ام ایمن سے کرادیا ان کے بطن سے حضرت اسامہ پیدا ہوئے پھر حضور اکرم ﷺ نے حضرت زید کو امیر بنا کر غزوۂ موتہ پر روانہ کردیا وہاں حضرت زید ۸ھ

میں ۵۵ سال کی عمر میں شہید کردیئے گئے یہ خلاصہ ہے تفصیل بہت زیادہ ہے۔

۶۲۵۸۔ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ، حَدَّثَنَا حَبَّانُ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، حَدَّثَنِي سَالِمٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بِمِثْلِهِ

حضرت عبداللہ سے مذکورہ بالا حدیث ہی کی مثل حدیث مبارکہ منقول ہے۔

۶۲۵۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، وَقُتَيْبَةُ، وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ: يَحْيَى بْنُ يَحْيَى: أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، فَطَعَنَ النَّاسُ فِي إِمْرَتِهِ، فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنْ تَطْعَنُوا فِي إِمْرَتِهِ، فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُونَ فِي إِمْرَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلُ، وَايْمُ اللّٰهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيقًا لِلْإِمْرَةِ، وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ، وَإِنَّ هَذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ فرمایا اور اس کا امیر اسامہ بن زید کو بنایا۔ لوگوں نے ان کی امارت پر اعتراض کیا (ان کی کم سنی کی وجہ سے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم اس کی امارت پر اعتراض کرتے ہو تو بلاشبہ تم اس سے قبل اس کے باپ کی امارت پر بھی اعتراض کر چکے ہو، اور اللہ کی قسم! وہ (اس کا باپ) امارت کا اہل اور اس کے قابل تھا، اور بلاشبہ مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب تھا، اور بلاشبہ اس کے بعد یہ (اسامہ) مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہے''۔

تشریح:

''اسامہ بن زید'' یعنی آنحضرت نے جیش اسامہ کو روانہ فرمایا تو اسامہ رضی اللہ عنہ کو امیر الجیش بنا دیا ایک بار پھر اشارہ کردوں کہ حضرت زید بن حارثہ کو ظالموں نے ان کے والدین سے چرا کر غلام بنایا تھا اور مکہ میں لاکر فروخت کردیا تھا جب حضرت خدیجہ کے ہاتھ میں آگیا تو آپ نے بطور تحفہ حضور اکرم ﷺ کو دیا، وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں تھے کہ ان کے رشتہ داروں کو معلوم ہوا وہ آگئے اور حضور اکرم ﷺ سے مانگا کہ یہ غلام نہیں ہے پھر بھی ہم آپ کو معاوضہ دیدیں گے، آپ ان کو چھوڑ دیں حضرت نے فرمایا کہ اگر وہ خود جاتا ہے تو میری اجازت ہے، مفت میں لے جاؤ مگر میں ان پر جبر نہیں کرسکتا، حضرت زید نے اپنے رشتہ داروں سے کہا میں نہیں جاتا، انہوں نے کہا کہ یہاں غلامی پر راضی ہو وہاں آزادی اور والدین ہیں کیا بات کرتے ہو؟ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ کی غلامی بادشاہت سے بہتر ہے، وہ لوگ چلے گئے حضرت زید سے حضور اکرم ﷺ اتنے

خوش ہوئے کہ ان کو آزاد بھی کیا اور اپنا متبنیٰ منہ بولا بیٹا بنالیا اور ہمیشہ ان کو جہاد کا امیر بنا کر رخصت کیا کرتے تھے ۸ھ میں ان کو امیر بنا کر غزوۂ موتہ پر بھیجا وہاں یہ شہید ہوگئے ان کے بیٹے اسامہ تھے جب ان کو موتہ مقام پر رومیوں سے جہاد کے لیے امیر بنا کر روانہ فرمادیا، تو اس پر کچھ لوگوں نے اعتراض کیا کہ یہ چھوٹا بھی ہے، نا تجربہ کار بھی ہے ان کو بڑے بڑے لوگوں پر کیسے امیر بنادیا، اس موقع پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''ان کنتم تطعنون ''یعنی اگر آج ان کی امارت وقیادت پر تم کو اعتراض ہے تو ان کے باپ کی امارت پر بھی تم نے اعتراض کیا تھا، اسامہ امارت کے قابل ہے اور مجھے ان سے محبت ہے، آنحضرت ﷺ نے مرض وفات میں اسامہ کے لیے جھنڈا باندھا اور ان کو روانہ کیا تین دن بعد آنحضرت کا انتقال ہوگیا اس لشکر کا نام جیش اسامہ تھا۔

''خلیقا'' قابل اور لائق اور مناسب کے معنی میں ہے ''وایم اللہ'' ای اقسم باللہ۔

۶۲۶۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عُمَرَ يَعْنِي ابْنَ حَمْزَةَ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: إِنْ تَطْعَنُوا فِي إِمَارَتِهِ يُرِيدُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَقَدْ طَعَنْتُمْ فِي إِمَارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلِهِ، وَايْمُ اللّٰهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيقًا لَهَا، وَايْمُ اللّٰهِ إِنْ كَانَ لَأَحَبَّ النَّاسِ إِلَيَّ، وَايْمُ اللّٰهِ إِنَّ هٰذَا لَهَا لَخَلِيقٌ يُرِيدُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَايْمُ اللّٰهِ إِنْ كَانَ لَأَحَبَّهُمْ إِلَيَّ مِنْ بَعْدِهِ، فَأُوصِيكُمْ بِهِ فَإِنَّهُ مِنْ صَالِحِيكُمْ

اس سند سے بھی حسب سابق منقول ہے۔ اس روایت کے آخر میں اتنا اضافہ ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ ''اللہ کی قسم! یہ اسامہ اس امارت کا اہل بھی ہے... لہٰذا میں تمہیں اس کے متعلق حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ تمہارے صالح لوگوں میں سے ہے''۔

بَابُ فَضَائِلِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

حضرت عبداللہ بن جعفر کے فضائل کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے پانچ احادیث کو بیان کیا ہے

۶۲۶۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ، لِابْنِ الزُّبَيْرِ: أَتَذْكُرُ إِذْ تَلَقَّيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَأَنْتَ وَابْنُ عَبَّاسٍ؟ قَالَ: نَعَمْ فَحَمَلَنَا، وَتَرَكَكَ

حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت عبداللہ بن جعفر نے حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ: کیا تمہیں یاد ہے کہ ایک بار جب ہم رسول اللہ سے ملے تھے میں اور تم اور ابن عباس، انہوں نے فرمایا کہ ہاں (فرمانے لگے کہ) آپ ﷺ نے ہمیں (سواری پر) سوار کر دیا تھا اور تمہیں چھوڑ دیا تھا (یعنی عبداللہ بن جعفر کو سوار کر لیا تھا)۔

تشریح:

''فَحَمَلَنَا، وَتَرَکَکَ'' یعنی ہم کو سوار کیا اور تم کو چھوڑ دیا یہ کلام حضرت عبداللہ بن جعفر کا ہے کہ مجھے اور عبداللہ بن عباس کو آگے پیچھے سوار کیا میں پیچھے تھا ابن عباس آگے تھا اور تجھ کو سوار نہیں کیا اس روایت میں تقدیم و تاخیر ہوگئی ہے جس سے وہم ہوتا ہے کہ یہ کلام عبداللہ بن زبیر کا ہے اور وہ کہتا ہے کہ ہم کو سوار کیا اور عبداللہ بن جعفر کو چھوڑ دیا حالانکہ قصہ اس کے برعکس ہے یہ بھی یاد رہے کہ یہاں تین لڑکوں میں حضرت فاطمہ کا کوئی لڑکا نہیں ہے باب کی آخری حدیث میں ہے کہ عبداللہ بن جعفر پیچھے تھے اور آگے حضرت فاطمہ کا بیٹا تھا وہ الگ قصہ ہے اس حدیث کا قصہ الگ ہے۔

٦٢٦٢ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ، بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ وَإِسْنَادِهِ

حضرت حبیب بن شہید سے ابن علیہ کی حدیث اور ان کی سند کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

٦٢٦٣ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا وَقَالَ يَحْيَى: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ مُوَرِّقٍ الْعِجْلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ تُلُقِّيَ بِصِبْيَانِ أَهْلِ بَيْتِهِ، قَالَ: وَإِنَّهُ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَسُبِقَ بِي إِلَيْهِ، فَحَمَلَنِي بَيْنَ يَدَيْهِ، ثُمَّ جِيءَ بِأَحَدِ ابْنَيْ فَاطِمَةَ، فَأَرْدَفَهُ خَلْفَهُ، قَالَ: فَأُدْخِلْنَا الْمَدِينَةَ، ثَلَاثَةً عَلَى دَابَّةٍ

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی سفر سے واپس تشریف لاتے تو اہل بیت کے بچے آگے لے جائے جاتے اور آپ ﷺ کا استقبال کیا جاتا تھا۔ فرمایا کہ ایک بار آپ ﷺ کسی سفر سے واپس تشریف لائے تو مجھے آپ ﷺ کے سامنے آگے لے جایا گیا۔ آپ ﷺ نے مجھے اپنے آگے (سواری پر) سوار کر لیا۔ بعد ازاں حضرت فاطمہ کے دونوں صاحبزادوں میں سے کسی ایک کو لایا گیا (یا حضرت حسن یا حسین) تو

آپ ﷺ نے اسے اپنے پیچھے بٹھالیا۔ پھر ہم کو مدینہ میں داخل کر دیا اس حال میں کہ سواری پر تین افراد تھے۔

٦٢٦٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَاصِمٍ، حَدَّثَنِي مُوَرِّقٌ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ تُلُقِّيَ بِنَا قَالَ فَتُلُقِّيَ بِي وَبِالْحَسَنِ أَوْ بِالْحُسَيْنِ قَالَ: فَحَمَلَ أَحَدَنَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَالْآخَرَ خَلْفَهُ حَتَّى دَخَلْنَا الْمَدِينَةَ

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب کسی سفر سے واپس تشریف لاتے تو ہمیں آگے لیجایا جاتا تھا۔ ایک بار مجھے اور حضرت حسن یا حضرت حسین کو لیجایا گیا تو آپ ﷺ نے ہم میں سے ایک کو اپنے آگے اور دوسرے کو اپنے پیچھے بٹھالیا یہاں تک کہ ہم مدینہ میں داخل ہو گئے۔

٦٢٦٥۔ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ، حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ سَعْدٍ، مَوْلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ، قَالَ: أَرْدَفَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ذَاتَ يَوْمٍ خَلْفَهُ، فَأَسَرَّ إِلَيَّ حَدِيثًا لَا أُحَدِّثُ بِهِ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک روز مجھے اپنے پیچھے سواری پر بٹھایا اور مجھ سے ایک بات کہی جو میں کسی بھی شخص سے بیان نہیں کروں گا (چنانچہ اس کے متعلق کوئی نہیں جانتا کہ وہ کیا بات تھی۔ سوائے اللہ کے)۔

بَابُ فَضَائِلِ خَدِيجَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا

ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے فضائل کا بیان

اس باب میں امام مسلمؒ نے بارہ احادیث کو بیان کیا ہے

٦٢٦٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، وَأَبُو أُسَامَةَ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، وَابْنُ نُمَيْرٍ وَوَكِيعٌ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ وَاللَّفْظُ حَدِيثُ أَبِي أُسَامَةَ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ جَعْفَرٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عَلِيًّا، بِالْكُوفَةِ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ قَالَ: أَبُو كُرَيْبٍ، وَأَشَارَ وَكِيعٌ إِلَى السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار کوفہ میں حضرت علی کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ: اس (دنیا) کی بہترین خاتون خدیجہ بنت خویلد ہیں'' ۔ اور وکیع نے جو اس حدیث کے ایک راوی ہیں اس حدیث کو بیان کرتے ہوئے آسمان وزمین کی طرف اشارہ فرمایا (یعنی اس زمین وآسمان کے مابین بہترین عورت حضرت مریم بنت عمران اور حضرت خدیجہ بنت خویلد ہیں)۔

دنیا کی عورتوں میں افضل ترین عورت کون ہے

تشریح:

''خیر نسائها مریم '' یہاں مضاف الیہ میں مؤنث کی ضمیر ہے جس کا مرجع مذکور نہیں ہے تو یہ اضمار قبل الذکر ہے، اس کا کیا جواب ہے؟ ملاعلی قاری رحمہ اللہ کے کلام سے اس کے دو جواب معلوم ہوتے ہیں۔ پہلا جواب یہ ہے کہ یہ ضمیر دنیا کی طرف راجع ہے اور دنیا ان الفاظ میں سے ہے جس کی طرف اضمار قبل الذکر جائز ہے تو اصل عبارت اس طرح ہے: خیر نساء الدنیا ای فی زمانها مریم ، اپنے زمانے کی عورتوں میں حضرت مریم دنیا کی ساری عورتوں سے افضل تھیں۔ ملاعلی قاری نے اس کے بعد دوسرا جواب یہ دیا ہے کہ خیر نسائها خبر مقدم ہے اور مریم مبتدا مؤخر ہے۔ اصل عبارت اس طرح ہے ''مریم خیر نساء زمانها'' اس طرح اضمار قبل الذکر کا اعتراض ختم ہوگیا۔

ملاعلی قاری نے اس کو پسند کیا ہے۔ اس سے وہ سوال بھی ختم ہوگیا کہ حضرت مریم کو جب پوری دنیا کی عورتوں پر فضیلت دی گئی تو حضرت خدیجۃ الکبری کی فضیلت کہاں گئی؟ جواب اس طرح ہوگیا کہ جب اپنے اپنے زمانے کی فضیلت کی بات ہوئی تو کوئی اعتراض نہ رہا۔ ملاعلی قاری نے ان خواتین کے درمیان فضیلت کا فیصلہ ایک روایت سے بھی کیا ہے وہ روایت یہ ہے:

خديجة خير نساء عالمها ومريم خير نساء عالمها وفاطمه خير نسا عالمها'' (ترمذی ونسائی مرسلا)

یعنی خدیجہ اپنے زمانے میں سب سے بہتر تھی، مریم اپنے زمانے میں سب عورتوں سے بہتر اور فاطمہ اپنے زمانے میں سب سے بہتر ہے۔ اس فضیلت کی تفصیل اس طرح سمجھ لیں۔

کہ یہاں ایک مسئلہ اُس فضیلت کا ہے جو ساری دنیا کی عورتوں کے درمیان ہے کہ ان میں سب سے افضل کون ہے؟ پھر دوسرا مسئلہ اُس فضیلت کا ہے کہ ازواج مطہرات میں سب سے افضل کون ہے؟ علامہ سیوطی نقایہ میں لکھتے ہیں کہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ تمام جہاں کی عورتوں میں سب سے افضل حضرت مریم اور حضرت فاطمہ ہیں ازواج مطہرات میں سب سے افضل حضرت خدیجہ اور حضرت عائشہ ہیں پھر ان میں سے آپس میں کون زیادہ افضل ہیں تو ایک قول یہ ہے کہ حضرت خدیجہ سب سے افضل ہیں، دوسرا

قول یہ ہے کہ حضرت عائشہ افضل ہے، تیسرا قول یہ ہے کہ اس مسئلہ میں سکوت اختیار کرنا بہتر ہے۔ صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۳۲ کے حاشیہ میں اسی طرح لکھا ہے۔

شیخ عبدالحق رحمہ اللہ نے لمعات میں لکھا ہے کہ حضرت عائشہ اور حضرت خدیجہ کے درمیان فضیلت میں اور پھر حضرت فاطمہ اور حضرت عائشہ کی فضیلت میں علماء کا اختلاف ہے، امام مالک نے تو مطلقاً حضرت فاطمہ کو افضل قرار دیا ہے، امام سبکی سے کسی نے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ ہمارا عقیدہ اور اختیار کردہ قول یہ ہے کہ سب سے افضل حضرت فاطمہ ہیں پھر حضرت خدیجہ ہیں اور پھر حضرت عائشہ ہیں، بخاری کے محشی نے کہا ہے کہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اس مسئلہ میں سکوت بہتر ہے کیونکہ یہاں کوئی قطعی دلیل نہیں ہے جو ہے وہ ظنیات ہیں جو متعارض ہیں لہٰذا فیصلہ مشکل ہے ویسے افضل اور غیر افضل ایک نوع ہے اس کے تحت کئی افراد آسکتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جنت میں حضرت مریم آنحضرت ﷺ کی نکاح میں آئیں گی۔

"واشار وکیع الی السماء والارض "اس سے راوی نے اسی اشکال کو دور کرنے کی طرف اشارہ کیا ہے کہ وکیع نے آسمان اور زمین کی طرف اشارہ کیا کہ یہ ضمیر آسمان و زمین یعنی دنیا اور زمانہ کی طرف لوٹتی ہے۔ اس حدیث کی یہ تشریح اس باب کی ساری حدیثوں کے لیے کافی شافی ہے۔

۶۲۶۷۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، جَمِيعًا عَنْ شُعْبَةَ، ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَمَلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ، وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ غَيْرُ مَرْيَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ، وَآسِيَةَ امْرَأَةِ فِرْعَوْنَ، وَإِنَّ فَضْلَ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مردوں میں سے تو بہت سے لوگ کامل ہوئے لیکن عورتوں میں کوئی کامل نہیں ہوئی سوائے حضرت مریم بنت عمران اور آسیہ زوجہ فرعون کے، اور بلا شبہ عائشہ کی فضیلت عورتوں پر اسی طرح ہے جیسے کہ ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر"۔

۶۲۶۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، وَابْنُ نُمَيْرٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَتَى جِبْرِيلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ هٰذِهِ خَدِيجَةُ قَدْ أَتَتْكَ مَعَهَا إِنَاءٌ فِيهِ إِدَامٌ أَوْ طَعَامٌ أَوْ شَرَابٌ، فَإِذَا هِيَ أَتَتْكَ، فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ

مِنْ رَبِّهَا عَزَّ وَجَلَّ، وَمِنِّي، وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ، لَا صَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ. قَالَ أَبُو بَكْرٍ فِي رِوَايَتِهِ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَلَمْ يَقُلْ: سَمِعْتُ وَلَمْ يَقُلْ فِي الْحَدِيثِ: وَمِنِّي

محدث ابوزرعہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انہوں نے فرمایا: حضرت جبریل علیہ السلام، نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ: یارسول اللہ! یہ خدیجہ آپ کے پاس آئی ہیں، ان کے پاس برتن ہے جس میں سالن ہے یا کھانا ہے یا کوئی مشروب ہے۔ جب وہ آپ کے پاس آئیں تو ان کو سلام کہہ دیں ان کے رب عزوجل کی طرف سے اور میری طرف سے۔ اور انہیں جنت میں ایک موتیوں سے بنے گھر کی بشارت دیدیں۔ جس میں نہ شور وشغب ہوگا نہ ہی تھکاوٹ ہوگی''۔

تشریح:

''قد اتتک'' حضرت خدیجہ نبی اکرم ﷺ کے لیے غار حراء میں کھانا لے جایا کرتی تھیں جب کہ آنحضرت وہاں عبادت کے لیے مقیم تھے اسی موقع پر جبریل امین نے فرمایا کہ یہ خدیجہ کھانا لیکر آرہی ہے اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور میری جانب سے سلام پہنچادیں اور اس کو جنت میں عالیشان محل کی بشارت سنادیں۔ ''من قصب'' موتی کو قصب کہا گیا ہے ای لؤلؤ مجوف واسع کالقصر المنیف یعنی ایک عالیشان محل کی بشارت دیدو جو گول اور خولدار موتی کا بنا ہوا ہوگا۔ ''لا صخب'' چیخ وپکار اور شور وغل کو صخب کہتے ہیں۔ ''ولا نصب'' تعب وتکان کو نصب کہتے ہیں، یہ چیزیں وہاں نہیں ہونگی۔

٦٢٦٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى، أَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَّرَ خَدِيجَةَ بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ؟ قَالَ: نَعَمْ، بَشَّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ، فِيهِ وَلَا نَصَبَ

حضرت اسماعیل بن ابی خالد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ کو جنت میں ایک گھر کی بشارت دی تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں! آپ ﷺ نے انہیں جنت میں موتی کے بنے ایک گھر کی بشارت دی تھی جس میں نہ شور وشغب ہوگا نہ ہی تھکاوٹ ہوگی۔

٦٢٧٠۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، ح وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، وَجَرِيرٌ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كُلُّهُمْ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی نے نبی کریم ﷺ سے سابقہ مذکورہ حدیث ہی کی مثل حدیث مبارک روایت فرمائی ہے۔

۶۲۷۱۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: بَشَّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدِيجَةَ بِنْتَ خُوَيْلِدٍ بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت خدیجہ بنت خویلد کو جنت میں ایک گھر کی بشارت دی ہے۔

۶۲۷۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ وَلَقَدْ هَلَكَتْ قَبْلَ أَنْ يَتَزَوَّجَنِي بِثَلَاثِ سِنِينَ، لِمَا كُنْتُ أَسْمَعُهُ يَذْكُرُهَا وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَبُّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ فِي الْجَنَّةِ، وَإِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ، ثُمَّ يُهْدِيهَا إِلَى خَلَائِلِهَا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ میں نے (ازواج مطہرات میں سے) کسی سے اتنی غیرت نہیں کی جتنی حضرت خدیجہ سے کی حالانکہ وہ مجھ سے نکاح سے تین سال قبل ہی وفات پا چکی تھیں، (اگر زندہ ہوتیں تو میری غیرت اس سے بھی زیادہ ہوتی) کیونکہ میں جب آنحضرت کو سنتی آپ ﷺ انہیں کو ہی یاد کرتے تھے اور آپ ﷺ کے رب عزوجل نے آپ ﷺ کو حکم دیا تھا کہ حضرت خدیجہ کو بشارت دے دیجئے جنت میں موتیوں کے ایک مکان کی۔ اور آپ ﷺ بعض اوقات بکری ذبح کر کے اسے حضرت خدیجہ کی سہیلیوں میں بھیجا کرتے تھے"۔

۶۲۷۳۔ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا غِرْتُ عَلَى نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِلَّا عَلَى خَدِيجَةَ وَإِنِّي لَمْ أُدْرِكْهَا، قَالَتْ: وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ذَبَحَ الشَّاةَ، فَيَقُولُ: أَرْسِلُوا بِهَا إِلَى أَصْدِقَاءِ خَدِيجَةَ قَالَتْ: فَأَغْضَبْتُهُ يَوْمًا، فَقُلْتُ: خَدِيجَةَ فَقَالَ: رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي قَدْ رُزِقْتُ حُبَّهَا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کی ازواج میں سے کسی سے اتنی غیرت نہیں کی جتنی خدیجہ سے کی۔ حالانکہ میں نے انہیں پایا نہیں (یعنی جب میرا آپ ﷺ سے نکاح ہوا تو وہ حیات نہ تھیں کہ سوکن کی موجودگی سے غیرت و رقابت کا جذبہ پیدا ہوتا) فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کبھی بکری ذبح فرماتے تو فرمایا کرتے تھے کہ: اسے خدیجہ کی سہیلیوں کو بھیجو۔ فرماتی ہیں ایک روز مجھے غصہ آ گیا اور میں نے کہا: خدیجہ (یعنی کیا دنیا

میں خدیجہ کے علاوہ کوئی اور عورت ہی نہیں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے ان کی محبت عطا کی گئی ہے۔

تشریح:

''مـا غـرت '' یہ ''مـا '' کا کلمہ نفی کے لیے ہے اور دوسرا ما موصلہ ہے یعنی مجھے اپنی سوکنوں میں سے کسی پر اتنی غیرت نہیں آتی تھی جتنی غیرت حضرت خدیجہ کے تذکرہ پر آتی تھی یہ بشری تقاضا ہے عورت کو اپنے شوہر میں کسی کی شراکت ہرگز قبول نہیں ہوتی ہے تو جب آنحضرت خدیجہ کا ذکر فرماتے تو حضرت عائشہ کو غیرت آتی تھی کہ ہماری موجودگی میں دوسری کا تذکرہ کیوں ہے۔

''خلائلها'' یہ خليلة کی جمع ہے سہیلی کو کہتے ہیں۔

حضرت عائشہ نے مختلف انداز سے مختلف موقعوں پر کوشش کی ہے کہ حضرت خدیجہ کے مقام کا ریکارڈ توڑ دے لیکن اس میں وہ کامیاب نہ ہوسکی نبی اکرم ﷺ نے حضرت خدیجہ کو پہلا مقام دیا ہے ''فـاغـضبته يو ما ''یعنی میں نے آنحضرت کو ایک دن غصہ میں ڈالا اور کہا کہ بس صرف خدیجہ ہی ہے گویا دنیا میں کوئی اور عورت موجود ہی نہیں ہے آنحضرت نے کبھی عائشہ سے فرمایا کہ خدیجہ خدیجہ ہی تھی اس سے میری اولاد ہے تم سے تو اولاد بھی نہیں اس نے ابتدائے نبوت میں میرا ساتھ دیا ہے اس کا مقام کون عورت پاسکتی ہے مجھے اللہ تعالیٰ نے ان کی محبت نصیب فرمائی تھی۔

٦٢٧٤ ـ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، جَمِيعًا، عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ إِلَى قِصَّةِ الشَّاةِ وَلَمْ يَذْكُرِ الزِّيَادَةَ بَعْدَهَا

حضرت ہشام اس سند کے ساتھ حضرت ابواسامہ کی روایت کردہ حدیث ہی کی طرح حدیث بیان کرتے ہیں لیکن اس روایت میں بکری کے واقعہ تک کا ذکر ہے اور اس کے بعد کی زیادتی کا ذکر نہیں ہے۔

٦٢٧٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا غِرْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ مِنْ نِسَائِهِ، مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ لِكَثْرَةِ ذِكْرِهِ إِيَّاهَا وَمَا رَأَيْتُهَا قَطُّ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے کسی عورت پر اتنا رشک نہیں کیا جتنا کہ میں نے حضرت خدیجہ پر رشک کیا ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ ان کا کثرت سے ذکر کرتے تھے اور میں نے ان کو کبھی بھی نہیں دیکھا۔

٦٢٧٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ،

قَالَتْ: لَمْ يَتَزَوَّجِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى خَدِيجَةَ حَتَّى مَاتَتْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت خدیجہ کے انتقال تک کسی عورت سے نکاح نہیں کیا

۶۲۷۷۔ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: اسْتَأْذَنَتْ هَالَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ أُخْتُ خَدِيجَةَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَعَرَفَ اسْتِئْذَانَ خَدِيجَةَ فَارْتَاحَ لِذٰلِكَ فَقَالَ: اللّٰهُمَّ هَالَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ فَغِرْتُ فَقُلْتُ: وَمَا تَذْكُرُ مِنْ عَجُوزٍ مِنْ عَجَائِزِ قُرَيْشٍ، حَمْرَاءِ الشِّدْقَيْنِ، هَلَكَتْ فِي الدَّهْرِ فَأَبْدَلَكَ اللّٰهُ خَيْرًا مِنْهَا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک بار ہالہ بنت خویلد نے جو حضرت خدیجہ کی بہن تھیں۔ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضری کی اجازت چاہی۔ رسول اللہ ﷺ کو ان کی اجازت کے طریقہ سے حضرت خدیجہ کے اجازت طلب کرنے کا طریقہ یاد آ گیا (آواز کی مشابہت کی وجہ سے) اور آپ ﷺ کو خوشی ہوئی۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! ہالہ بنت خویلد (یہ تو ہالہ بنت خویلد ہیں اور مجھے خدیجہ بنت خویلد کا شبہ ہوا تھا) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ یہ سن کر مجھے غیرت آئی اور میں نے کہا: "اور آپ کو قریش کی بوڑھیوں میں سے ایک بوڑھی عورت کیا یاد آتی ہے۔ جو چوڑے دہانوں والی تھیں۔ جنہیں انتقال کئے ہوئے بھی زمانہ گزر گیا۔ اللہ نے آپ کو اس سے بہتر عطا فرما دی (یعنی میں)۔

تشریح:

"استیذان خدیجة" یعنی آنحضرت نے سمجھ لیا کہ یہ خدیجہ اجازت مانگ رہی ہے کیونکہ ان کی بہن ہالہ بنت خویلد کی آواز حضرت خدیجہ کی آواز کی طرح تھی "فارتاح" یعنی آپ بہت خوش ہوئے کہ یہ تو خدیجہ کی آواز ہے۔

"اللهم هالة" ہائے مولا! یہ تو ہالہ ہے میں تو خدیجہ سمجھ رہا تھا۔ "عجائز قریش" یعنی آپ قریش کی ایک بڑھیا کی محبت میں بار بار تذکرے کیوں کرتے ہو؟ "حمراء الشدقین" سرخ بھاچوں والی اور سرخ مسوڑھوں والی جس کے مرجانے کا ایک عرصہ ہو گیا۔ "خمشاء الساقین" پتلی پنڈلیوں والی اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے میں آپ کو اچھی بیویاں دی ہیں جو اس سے جوانی میں اور قبول صورت ہونے میں زیادہ اچھی ہیں۔

بَابٌ فِي فَضْلِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا

ام المؤمنین حضرت عائشہ کے فضائل کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے بائیس احادیث کو بیان کیا ہے

٦٢٧٨۔ حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ، وَأَبُو الرَّبِيعِ، جَمِيعًا عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي الرَّبِيعِ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُرِيتُكِ فِي الْمَنَامِ ثَلَاثَ لَيَالٍ، جَاءَنِي بِكِ الْمَلَكُ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ، فَيَقُولُ: هَذِهِ امْرَأَتُكَ، فَأَكْشِفُ عَنْ وَجْهِكِ فَإِذَا أَنْتِ هِيَ، فَأَقُولُ: إِنْ يَكُ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ، يُمْضِهِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم مجھے خواب میں تین رات تک دکھائی گئیں، میرے پاس فرشتہ تمہیں ریشم کے ایک ٹکڑے میں لپیٹ کر لایا اور کہا کہ: یہ آپ کی زوجہ ہیں۔ میں نے تمہارا چہرہ کھولا تو وہ تم تھیں۔ میں نے کہا اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو ایسا ہو کر رہے گا''۔

تشریح:

''عائشة'' حضرت عائشہ حضرت ابوبکر صدیق کی صاحبزادی ہیں آپ کی کنیت ام عبداللہ جو عبداللہ بن زبیر کے نام سے تھی ہجرت سے تین سال پہلے آنحضرت نے حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد حضرت عائشہ سے نکاح کیا آپ کی عمر اس وقت چھ سال تھی اور نو سال کی عمر میں مدینہ میں ان کی رخصتی ہوئی۔

''اریتک'' یعنی تین رات مسلسل تم مجھے خواب میں دکھائی گئی۔''فی سرقة من حریر'' سرقة میں سین، را اور قاف تینوں حروف پر زبر ہے، ریشمی کپڑے کے ایک ٹکڑے کو کہتے ہیں۔''فقال لی ''یعنی فرشتہ نے مجھے بتایا کہ یہ دنیا و آخرت میں آپ کی بیوی ہے۔''فاذا نت ھی ''یعنی ایک تصویر مجھے ریشمی کپڑے میں لا کر دی گئی میں نے جب کپڑا کھولا تو وہ تصویر تیری ہی تھی۔

''یمضه''یعنی میں نے فرشتہ سے کہا کہ اگر یہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور پراگندہ خواب نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو پورا فرمائے گا اور یہ نکاح ہو جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔''غضبی'' ناراض ہونے کے معنی میں ہے''اجل ''یعنی آپ کا اندازہ بالکل صحیح ہے معاملہ ایسا ہی ہوتا ہے''ما اھجر ''یعنی زبان کا معاملہ اور ہوتا ہے دل کا اور ہوتا ہے میں صرف زبان سے آپ کا نام نہیں لیتا مگر دل میں آپ ہی ہوتے ہیں یہ اگلی حدیث کے الفاظ ہیں۔

۶۲۷۹۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، جَمِيعًا عَنْ هِشَامٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، نَحْوَهُ

حضرت ہشام اس سند کے ساتھ سابقہ مذکورہ حدیث ہی کی مثل حدیث روایت فرماتے ہیں۔

۶۲۸۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ وَجَدْتُ فِي كِتَابِي عَنْ أَبِي أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي لَأَعْلَمُ إِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً، وَإِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبَى قَالَتْ فَقُلْتُ: وَمِنْ أَيْنَ تَعْرِفُ ذَلِكَ؟ قَالَ: أَمَّا إِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً، فَإِنَّكِ تَقُولِينَ: لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ وَإِذَا كُنْتِ غَضْبَى، قُلْتِ: لَا، وَرَبِّ إِبْرَاهِيمَ. قَالَتْ قُلْتُ: أَجَلْ، وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَهْجُرُ إِلَّا اسْمَكَ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''بے شک جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو میں جان جاتا ہوں اور جب تم ناراض ہوتی ہو تب بھی جان جاتا ہوں (کہ تم مجھ سے ناخوش ہو)۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کہاں سے یہ جان لیتے ہیں؟ فرمایا کہ جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو تم یوں کہا کرتی ہو کہ نہیں! محمد کے رب کی قسم! اور جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو: نہیں ابراہیم کے رب کی قسم! میں نے کہا: ''آپ ﷺ نے ٹھیک فرمایا اللہ کی قسم یارسول اللہ! میں صرف آپ کا نام لینا ہی چھوڑتی ہوں''۔ (دل میں آپ ہی ہوتی ہیں)

۶۲۸۱۔ وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، إِلَى قَوْلِهِ: لَا وَرَبِّ إِبْرَاهِيمَ، وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ

حضرت ہشام بن عروہ رحمہ اللہ سے اس سند کے ساتھ ابراہیم کے رب کی قسم تک کا قول ذکر ہے اور اس کے بعد کا جملہ ذکر نہیں کیا۔

۶۲۸۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا كَانَتْ تَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: وَكَانَتْ تَأْتِينِي صَوَاحِبِي فَكُنَّ يَنْقَمِعْنَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَرِّبُهُنَّ إِلَيَّ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے یہاں (اپنی کم سنی کے وقت میں) تو گڑیوں کے

ساتھ کھیلا کرتی تھی۔ فرماتی ہیں کہ میری سہیلیاں میرے پاس آجاتی تھیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ سے چھپ کر گھر میں داخل ہوتی تھیں اور رسول اللہ ﷺ (اپنی شفقت ولطف کی بناپر) انہیں میرے پاس بھیج دیا کرتے تھے۔

تشریح:

''بــالبنــات'' اس سے بچیوں کی گڑیاں مراد ہیں جو ہاتھوں سے بنائی جاتی ہیں اور بچیاں اس کے ساتھ کھیلتی ہیں چونکہ یہ سادہ گڑیاں ہوتی ہیں اور اس میں لڑکیوں کو گھریلو نظام سمجھانے کی تربیت ہوتی ہے اس لیے اسلام نے اس کی اجازت دی ہے اس پر آج کل پلاسٹک کی گڑیاں قیاس نہیں کی جاسکتی ہیں یہ تصویریں اور بُت نما مکروہ شکلیں ہیں جو ممنوع ہیں۔

''ینقمعن'' یہ انقماع سے ہے ای یتغیبن فی البیت حیاء وھیبة من النبی صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے کھسک کر چھپنے کو کہتے ہیں۔ ''ویسربھن'' یہ باب تفعیل سے تسریب کے باب سے ہے ای یرسلھن الی ویشجعن علی اللعب میری طرف ان کو بھگا لیتے تھے تاکہ میرے ساتھ کھیلیں یہ آنحضرت کے اعلیٰ اخلاق کا اعلیٰ نمونہ ہے جس کے پیش کرنے سے دنیا عاجز ہے۔ ''وھن اللعب'' یعنی یہ بنات کھیل کی گڑیاں تھیں لام پر ضمہ ہے اور عین پر زبر ہے لعبة کی جمع ہے ساتھ والی حدیث کا لفظ ہے۔

۶۲۸۳۔ حَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، ح وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ كُلُّهُمْ، عَنْ هِشَامٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَقَالَ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ: كُنْتُ أَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ فِي بَيْتِهِ، وَهُنَّ اللُّعَبُ

حضرت ہشام اس سند کے ساتھ سابقہ روایت نقل فرماتے ہیں اور حضرت جریر کی روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا میں (حضرت عائشہ) آپ ﷺ کے گھر میں گڑیوں کے ساتھ کھیلا کرتی تھی اور وہی کھیل کی گڑیاں تھیں۔

۶۲۸۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ. أَنَّ النَّاسَ كَانُوا يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ، يَبْتَغُونَ بِذَلِكَ مَرْضَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''لوگ حضرت عائشہ کے دن کا انتظار کرتے تھے اپنے ہدایا اور تحفے دینے کے لیے اور اس سے مقصود رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی اور رضا ہوتا تھا''۔

۶۲۸۵۔ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ النَّضْرِ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ: حَدَّثَنِي وَقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، أَنَّ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ:

أَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَأْذَنَتْ عَلَيْهِ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ مَعِي فِي مِرْطِي، فَأَذِنَ لَهَا، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أَزْوَاجَكَ أَرْسَلْنَنِي إِلَيْكَ يَسْأَلْنَكَ الْعَدْلَ فِي ابْنَةِ أَبِي قُحَافَةَ، وَأَنَا سَاكِتَةٌ، قَالَتْ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْ بُنَيَّةُ أَلَسْتِ تُحِبِّينَ مَا أُحِبُّ؟ فَقَالَتْ: بَلَى، قَالَ فَأَحِبِّي هَذِهِ قَالَتْ: فَقَامَتْ فَاطِمَةُ حِينَ سَمِعَتْ ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَجَعَتْ إِلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرَتْهُنَّ بِالَّذِي قَالَتْ، وَبِالَّذِي قَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْنَ لَهَا: مَا نُرَاكِ أَغْنَيْتِ عَنَّا مِنْ شَيْءٍ، فَارْجِعِي إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُولِي لَهُ: إِنَّ أَزْوَاجَكَ يَنْشُدْنَكَ الْعَدْلَ فِي ابْنَةِ أَبِي قُحَافَةَ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ: وَاللّٰهِ لَا أُكَلِّمُهُ فِيهَا أَبَدًا، قَالَتْ عَائِشَةُ، فَأَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِينِي مِنْهُنَّ فِي الْمَنْزِلَةِ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ أَرَ امْرَأَةً قَطُّ خَيْرًا فِي الدِّينِ مِنْ زَيْنَبَ. وَأَتْقَى لِلّٰهِ وَأَصْدَقَ حَدِيثًا، وَأَوْصَلَ لِلرَّحِمِ، وَأَعْظَمَ صَدَقَةً، وَأَشَدَّ ابْتِذَالًا لِنَفْسِهَا فِي الْعَمَلِ الَّذِي تَصَدَّقُ بِهِ، وَتَقَرَّبُ بِهِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى، مَا عَدَا سَوْرَةً مِنْ حِدَّةٍ كَانَتْ فِيهَا، تُسْرِعُ مِنْهَا الْفَيْئَةَ، قَالَتْ: فَاسْتَأْذَنَتْ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ عَائِشَةَ فِي مِرْطِهَا، عَلَى الْحَالَةِ الَّتِي دَخَلَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا وَهُوَ بِهَا، فَأَذِنَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أَزْوَاجَكَ أَرْسَلْنَنِي إِلَيْكَ يَسْأَلْنَكَ الْعَدْلَ فِي ابْنَةِ أَبِي قُحَافَةَ، قَالَتْ: ثُمَّ وَقَعَتْ بِي، فَاسْتَطَالَتْ عَلَيَّ، وَأَنَا أَرْقُبُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَرْقُبُ طَرْفَهُ، هَلْ يَأْذَنُ لِي فِيهَا، قَالَتْ: فَلَمْ تَبْرَحْ زَيْنَبُ حَتَّى عَرَفْتُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَكْرَهُ أَنْ أَنْتَصِرَ، قَالَتْ: فَلَمَّا وَقَعْتُ بِهَا لَمْ أَنْشَبْهَا حَتَّى أَنْحَيْتُ عَلَيْهَا، قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَتَبَسَّمَ إِنَّهَا ابْنَةُ أَبِي بَكْرٍ

حضرت عائشہ ام المومنین فرماتی ہیں کہ: ”رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات نے حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کو، رسول اللہ کے پاس بھیجا۔ فاطمہ نے آکر اجازت چاہی۔ آپ اس وقت میرے ہمراہ میری چادر میں لیٹے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں اجازت دیدی۔ حضرت فاطمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کی ازواج نے مجھے

آپ کے پاس بھیجا ہے، وہ آپ سے ابوقحافہ کی بیٹی کے بارے میں عدل کا مطالبہ کرتی ہیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں خاموش تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے میری بیٹی! جسے میں پسند کرتا ہوں، کیا اسے تم نہیں پسند کرتی؟ حضرت فاطمہ نے فرمایا کیوں نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا تو اس (عائشہ) سے محبت کرو۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہ نے رسول اللہ ﷺ سے جب یہ بات سنی تو کھڑی ہوئیں اور رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات کے پاس لوٹ گئیں اور انہیں اپنی بات اور رسول اللہ ﷺ کے جواب سے باخبر کیا۔ انہوں نے حضرت فاطمہ سے کہا کہ ہم سمجھتی ہیں کہ آپ نے ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچایا۔ لہٰذا آپ واپس جائیں اور رسول اللہ ﷺ سے کہیں کہ: آپ کی ازواج آپ کو اللہ کا واسطہ دیتی ہیں ابوقحافہ کی بیٹی کے بارے میں عدل کرنے کا۔ حضرت فاطمہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں تو آپ ﷺ سے اس معاملہ میں کبھی بھی بات نہیں کروں گی۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ کی ازواج نے حضرت زینب بنت جحش کو بھیجا، جو رسول اللہ ﷺ کی زوجہ تھیں، اور تمام ازواج میں سے وہی میری برابری کرتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک اپنے مقام و مرتبہ میں اور میں نے دین کے معاملات میں حضرت زینب سے زیادہ بہتر کوئی عورت کبھی نہیں دیکھی اور اللہ سے ڈرنے والی اور بات کی سچی۔ بہت زیادہ صلہ رحمی کرنے والی، بہت زیادہ صدقہ دینے والی (ان سے بہتر عورت کوئی نہیں دیکھی) اور اپنے نفس کو ہر اس عمل میں بہت زیادہ مشقت میں ڈالنے والی جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے تقرب کا باعث ہو ماسوا اس کے کہ وہ مزاج کی تیز اور بہت جلد غصہ میں آجانے والی تھیں اور پھر اتنی ہی جلد ہی پرسکون بھی ہو جاتی تھیں۔ غرض انہوں نے اجازت طلب کی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہونے کی۔ رسول اللہ ﷺ اس وقت بھی حضرت عائشہ کے ساتھ تھے ان کی چادر میں۔ اسی حالت میں تھے جس حالت میں حضرت فاطمہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اجازت عطا فرمائی۔ انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! مجھے آپ کی دیگر تمام ازواج نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اور وہ آپ سے ابوقحافہ کی بیٹی کے بارے میں انصاف کی متقاضی ہیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ پھر حضرت زینب مجھ پر برس پڑیں اور کافی دیر تک مجھے ملامت کرتی رہی اور میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہی تھی اور آپ ﷺ کی نگاہوں کو دیکھ رہی تھی کہ کیا آپ مجھے ان کے معاملہ میں (بولنے کی) اجازت دیتے ہیں؟ فرماتی ہیں کہ حضرت زینب مجھ پر برستی رہیں یہاں تک کہ میں نے جان لیا کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ بات ناپسند نہیں کہ میں اپنی مدد کروں۔ فرماتی ہیں کہ پھر جب میں نے ان پر برسنا شروع کیا تو مسلسل برستی رہی۔ یہاں تک کہ میں نے انہیں لاجواب کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ: ''یہ واقعی ابوبکر کی بیٹی ہے''۔ یعنی فصاحت و بلاغت اور زور کلام اور قدرت بیان میں اپنے والد کی طرح ہی ہیں۔

تشریح:

"ارسل ازواج النبی" یعنی نبی اکرم ﷺ کے ازواج مطہرات نے حضرت فاطمۃ الزہراء کو آنحضرت کے پاس ایک پیغام دینے کے لیے بھیجا یہ حدیث کافی لمبی ہے اور اس کا ایک پس منظر ہے اور ایک شکوہ ہے جس کی طرف گزشتہ ساتھ والی روایت میں "یتحرون" کے لفظ سے اشارہ کیا گیا ہے کہ لوگ انتظار کرتے تھے کہ حضرت عائشہ کی باری کب آتی ہے تاکہ ہم اس میں آنحضرت کے لیے کھانے بھیجدیں ازواج مطہرات کا مطالبہ یہ تھا کہ آنحضرت لوگوں سے کہدیں کہ عائشہ کی باری کا انتظار نہ کریں اگر ہدیہ بھیجنا ہے تو کسی بھی ام المؤمنین کی باری میں بھیجدیا کریں اسی کو عدل کا نام دیا گیا ہے کہ آنحضرت عدل وانصاف کریں آنحضرت نے فرمایا کہ میں یہ اعلان نہیں کرسکتا ہوں لوگوں کی مرضی ہے جس وقت ہدیہ بھیجیں وہ آزاد ہیں اس لمبی حدیث کو امام مسلم نے کسی اور مقام میں نقل کیا ہے میں اسی کی تشریح یہاں اس حدیث کے ساتھ لکھتا ہوں اور پھر ازواج مطہرات کے دو فریقوں کی تفصیل بھی لکھتا ہوں پھر ساری ازواج مطہرات کی تاریخ پیدائش اور وفات اور نام اور زمانہ نکاح کی تفصیلات لکھتا ہوں ان شاء اللہ فائدہ ہوگا۔

"یتحرون" تحری سوچ وبچار اور بہتر شئی کی جستجو کو کہتے ہیں، مراد انتظار ہے کہ عام لوگ اپنے تحفے تحائف بھیجنے میں حضرت عائشہ کی باری کا انتظار کرتے تھے تاکہ آنحضرت کو زیادہ خوشی ہو۔ "حزبین" حزب گروہ اور فریق کو کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ میلان طبع اور ہم مزاج ہونے کے اعتبار سے ازواج مطہرات کے دو فریق تھے، یہ کوئی عداوت اور حسد کی بنیاد پر نہیں تھا بلکہ دینی اور دنیوی فوائد کے حصول کے لیے خود بخود اس طرح تقسیم بن گئی تھی اور چونکہ ازواج مطہرات صفت بشریت سے متصف تھیں اور آپس میں سوکنیں تھیں تو اگر بشریت کوئی چیز ہے اور اس کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا تو گھریلو نظام میں اس طرح دو فریق کا بننا کوئی عیب نہیں ہے چنانچہ فریق اول میں حضرت عائشہ، حضرت حفصہ، حضرت سودہ اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہن تھیں ان میں حضرت عائشہ کی حیثیت نمایاں تھی اور فریق ثانی میں حضرت ام سلمہ، حضرت زینب، حضرت ام حبیبہ حضرت میمونہ اور حضرت جویریہ تھیں جن میں حضرت ام سلمہ ظاہری طور پر نمایاں تھیں مگر اصل بات حضرت زینب کے پاس ہوتی تھی۔

"وسائر نساء" سائر باقی اور دیگر کے معنی میں ہے، باقی ازواج مطہرات پانچ تھی لیکن دو فریقوں میں حضرت زینب بنت خزیمہ شریک نہیں تھیں ان کا انتقال بھی جلدی ہو چکا تھا لہٰذا بسائر نساء سے مراد فریق ثانی کی ازواج ہیں، اس حدیث کے ظاہر سے جو معلوم ہورہا ہے وہ یہ کہ فریق ثانی کا مطالبہ یہ تھا کہ لوگ اپنے ہدایا کو حضرت عائشہ کی باری کے ساتھ مختص نہ کریں کیونکہ اس میں

باقی ازواج کی قدر و قیمت پر کچھ نہ کچھ اثر پڑسکتا ہے ویسے احساس کمتری میں پڑنے کا خطرہ بھی ہے لیکن آنحضرت ﷺ نے ان تمام مفروضوں کو رد فرمایا اور حضرت عائشہ کی عظیم فضیلت بیان فرمائی کہ یہ اتنی پاکیزہ خاتون ہے کہ اس کے ساتھ ایک بستر میں ہوتے ہوئے وحی آتی ہے۔

آنحضرت نے کئی شادیاں کی تھیں اور اپنی امت کو چار شادیوں کی اجازت دی ہے لہٰذا اس امت میں عورتوں کے حقوق کی وضاحت اور اس کا اہتمام تمام امتوں سے زیادہ ہے۔ حضرت عیسیٰ نے شادی نہیں کی تھی لہٰذا ان کے مذہب میں عورتوں کے حقوق کی وہ تفصیل نہیں مل سکتی، جو تفصیل حضور اکرم کی امت میں مل سکتی ہے۔

ازواج مطہرات کی تعداد اور نام

آنحضرت کی کل ازواج کی تعداد گیارہ تھی اور آپ کی وفات کے وقت ۹ بیویاں موجود تھیں، آپ کی تمام بیویاں گیارہ تھیں جن کے نام یہ ہیں: (۱) حضرت خدیجہؓ، ان سے حضور اکرم ﷺ کا نکاح مکہ مکرمہ میں ہوا تھا، ہجرت نبوی سے تین سال پہلے مکہ میں ان کا انتقال ہوا۔ (۲) حضرت سودہ رضی اللہ عنہا، ان سے مکہ میں آنحضرت ﷺ کا نکاح ہوا تھا ۵۴ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

(۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ۱۰ھ میں ان سے آنحضرت ﷺ کا نکاح مکہ مکرمہ میں ہوا تھا اور مدینہ میں یکم ہجری میں رخصتی ہوئی ۵۷ھ میں ان کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سیدنا ابوبکر صدیق کی بیٹی تھی۔

(۴) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا، ان سے آنحضرت کا نکاح ۳ھ میں مدینہ منورہ میں ہوا اور ۴۵ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

(۵) حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ۳ھ میں ہوا چند ہی ماہ بعد ان کا انتقال ہوا۔

(۶) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا، ان سے آپ کا نکاح ۴ھ میں ہوا اور حضرت ام سلمہ کا انتقال ۵۹ھ میں ہوا ایک قول کے مطابق ۶۲ھ میں ہوا۔ (۷) حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا، ان سے آنحضرت کا نکاح ۵ھ میں ہوا اور ان کا انتقال ۲۰ھ میں ہوا۔ (۸) حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا ان کے ساتھ آنحضرت کا نکاح حبشہ میں نجاشی بادشاہ کے ذریعے ہوا، نجاشی نے چار ہزار درہم دیکر نکاح پڑھایا ۴۴ھ میں ام حبیبہ کا مدینہ منورہ میں انتقال ہوا۔

(۹) حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا، غزوہ بنی المصطلق میں قید ہو کر آئیں ۶ھ میں یہ غزوہ ہوا، آنحضرت ﷺ نے ان کو آزاد کیا اور ۶ھ میں ان سے نکاح کیا، ان کے خاندان کے سینکڑوں لوگ غلام تھے صحابہ کرام نے سب کو آزاد کیا کہ یہ اب آنحضرت کے سسرال کے لوگ بن گئے ۵۶ھ میں حضرت جویریہ کا انتقال ہوا۔

(۱۰) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا حضرت ابن عباس کی خالہ تھیں ۷ھ میں آنحضرت ﷺ نے ان سے نکاح کیا، مکہ و مدینہ کے درمیان وادی فاطمہ کے پاس مقام سرف میں نکاح ہوا، اسی جگہ شب زفاف ہوئی، اسی جگہ میں ان کا ۶۱ھ میں انتقال ہو گیا اور اسی جگہ پر برلب سڑک ان کی قبر بنی ہے بندۂ عاجز نے اس کی قبر کی زیارت کی ہے۔

(۱۱) حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا ۷ھ میں غزوۂ خیبر میں قید ہو گئیں اور آنحضرت ﷺ نے ان کو آزاد کیا اور پھر ان سے خیبر سے واپسی پر راستے میں نکاح کیا ۵۲ھ میں ان کا انتقال ہوا ان گیارہ ازواج مطہرات میں سے صرف دو یعنی خدیجۃ الکبریٰ اور زینب بنت خزیمہ کا انتقال آنحضرت کی موجودگی میں ہوا، باقی نو کا انتقال آنحضرت کے انتقال کے بعد ہوا۔

ازواج مطہرات کے علاوہ آنحضرت کی چار کنیزائیں بھی تھیں ان میں سے ایک کا نام حضرت ماریہ قبطیہ تھا، دوسری کا نام حضرت ریحانہ تھا اور دو اور تھیں۔

تعدد ازواج کی حکمت

آنحضرت کی کثرت ازواج پر بھی اعدائے اسلام اور ملحدین اعتراض کرتے ہیں کہ اتنی زیادہ شادیاں کرنا دنیا کی محبت اور تعیش اور عیش وعشرت کی علامت ہے ایک نبی کے لیے یہ کیا مناسب ہے کہ اتنی زیادہ شادیاں کرے؟

اس کا ایک جواب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جتنی شادیاں کی ہیں وہ نفسانی خواہش کے تحت نہیں تھیں بلکہ اس کے دیگر نیک مقاصد تھے، اگر آپ صرف خواہش نفس کے لیے شادیاں کرتے تو آپ ﷺ اپنی جوانی کی عمر میں پہلی شادی ایسی خاتون سے نہ کرتے جن کی عمر چالیس سال تھی اور دو دفعہ بیوہ ہو چکی تھیں، پھر جب تک وہ زندہ تھیں آپ نے کوئی دوسری شادی نہیں کی، ان کی وفات کے بعد بھی آپ نے دوسری شادی ایک بیوہ خاتون سے کی یہاں تک کہ آپ کی گیارہ بیویوں میں سے صرف ایک زوجہ محترمہ کنواری تھیں جس کا نام عائشہ رضی اللہ عنہا ہے باقی بیوائیں تھیں۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی جوانی اور پیغمبرانہ طاقت کا تقاضا تو یہ تھا کہ آپ اس سے بھی زیادہ شادیاں کرتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جنت کے چالیس مردوں کی طاقت عطا فرمائی تھی اس کے باوجود آپ نے چند بیوہ خواتین کے ساتھ اپنے آپ کو روکے رکھا یہ آپ کی بڑی قربانی تھی، یہود نا بہبود نے حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام پر تو اعتراض نہیں کیا جنہوں نے سو سو بیویوں کے ساتھ شادی کی تھی اور محمد عربی کی چند شادیوں پر اعتراض کرتے ہیں جب کہ عرب میں ان شادیوں کا عام رواج تھا۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے عرب کے جس قبیلہ میں شادی کی وہ قبیلہ اسلام کے قریب ہوا اور اسلام اور مسلمانوں سے ان کی عداوت میں کمی آگئی اور بہت سارے مسلمان ہوگئے، حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے نکاح سے ان کے خاندان کے تین سو غلام آزاد کردیئے گئے۔

چوتھا جواب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک عظیم پیغمبر تھے، ان کی تعلیمات ہمہ گیر تھیں، گھریلو تعلیمات کو امت کے سامنے پیش کرنے کے لیے ازواج مطہرات کی اشد ضرورت تھی تاکہ ازدواجی زندگی کے مخفی گوشوں سے متعلق عائلی شرعی نظام اور تدبیر منزل سے متعلق تمام پہلو باہر کے معاشرے تک آسانی سے پہنچ جائیں اور چونکہ یہ کام اسلامی نظام اور اس کے مسائل پر مشتمل بہت بڑا اور وسیع کام تھا جس کو ایک یا دو خواتین آسانی سے سرانجام نہیں دے سکتی تھیں اس لیے عقلی اور شرعی تقاضا تھا کہ اس کام کو سنبھالنے کے لیے خواتین کی اچھی خاصی ایک جماعت ہو، اس مقصد اور حکمت کے تحت آنحضرت ﷺ نے کئی شادیاں کیں اور الحمد للہ یہ کام بحسن وخوبی پایہ تکمیل تک پہنچ گیا جب کہ اس پورے مبارک نظام سے عیسائی اور مسیحی اقوام محروم ہیں، ان کے ہاں نہ بیویوں کے حقوق کا کوئی تعین ہے اور نہ عورتوں سے متعلق حیض ونفاس اور طلاق ونکاح اور عدت ونفقاتِ زوجات کا کوئی معقول نظام ہے اس لیے کہ ان کے نبی حضرت عیسیٰ نے کوئی شادی نہیں کی تھی لہٰذا وہ اس نظام کا عملی نمونہ اپنی امت کے سامنے پیش نہیں کرسکتے تھے، تعلیمات کی حد تک کچھ ہوگا مگر آج وہ بھی عیسائیوں کے ہاتھ میں نہیں ہے اس لیے انہوں نے یہ قوانین خود اپنی طرف سے بنالیے۔ ہم اپنے مبارک پیغمبر ﷺ کے ان مبارک طریقوں پر پوری دنیا کے سامنے فخر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ:

جہاں تک آپ کی تقلید ہے اسی حد تک سلیقۂ بشریت بشر کو ملتا ہے

''تسامینی'' یعنی زینب ہی ازواج مطہرات میں وہ تھیں جو حضور اکرم کے نزدیک قدر ومنزلت اور رفعت میں میرا مقابلہ کرسکتی تھیں ''سورة'' غضب وغصہ میں جلد بازی کرنے کے معنی میں ہے ''من حدة'' اخلاق میں شدت کے معنی میں ہے یعنی حضرت زینب کامل اوصاف والی تھی لیکن اس میں اخلاق کی سختی تھی اور غصہ میں جلد بازی تھی۔ ''الفیئة'' رجوع اور لوٹنے کے معنی میں ہے یعنی غصہ جلدی ٹھنڈا ہوجاتا تھا ''وقعت بی'' یعنی مجھ پر آئی اور میرے ڈانٹ ڈپٹ میں پڑی۔

''فاستطالت'' یعنی خوب زبان چلائی، ''وقعت بها'' یعنی میں اس پر آئی اور ٹوٹ پڑی۔ ''فلم انشبها'' یعنی میں نے تو اس کو مہلت ہی نہیں دی ''انحیت علیها'' متوجہ ہونے اور قصد کرنے کے معنی میں ہے ''اَثْخَنْتُهَا'' یہ اثخان سے ہے کمزور کرنے اور مغلوب کرنے کے معنی میں ہے ''بنت ابی بکر'' یعنی عائشہ معمولی عورت نہیں یہ ابوبکر کی بیٹی ہے اس کا مقابلہ کون عورت

کرسکتی ہے عائشہ کی تعریف بھی ہے اور خاموش حمایت بھی ہے۔''سحری''پھیپھڑوں کو سحر کہتے ہیں مراد سینہ ہے۔

''ونحری'' گلے کو نحر کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ آنحضرت کا انتقال میری ٹھوڑی کے نیچے سینہ پر ہوا قرب کی طرف اشارہ ہے

''یومی''یعنی میری باری میں ایسا ہوا یہ بھی اشارہ ہے کہ میری باری کی خوش قسمتی بھی مجھے ملی۔

۶۲۸۶۔ وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُهْزَاذَ، قَالَ: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، مِثْلَهُ فِي الْمَعْنَى، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: فَلَمَّا وَقَعْتُ بِهَا لَمْ أَنْشَبْهَا أَنْ أَثْخَنْتُهَا غَلَبَةً

حضرت زہری سے اس سند کے ساتھ مذکورہ حدیث ہی کے مثل حدیث منقول ہے اور اس روایت میں یہ ہے کہ جب حضرت عائشہ، حضرت زینب کی طرف متوجہ ہوئیں تو پھر وہ (زینب) مجھ پر غالب نہ آسکیں۔

۶۲۸۷۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: وَجَدْتُ فِي كِتَابِي عَنْ أَبِي أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَيَتَفَقَّدُ يَقُولُ: أَيْنَ أَنَا الْيَوْمَ؟ أَيْنَ أَنَا غَدًا؟ اسْتِبْطَاءً لِيَوْمِ عَائِشَةَ، قَالَتْ: فَلَمَّا كَانَ يَوْمِي قَبَضَهُ اللَّهُ بَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ''بے شک رسول اللہ ﷺ (اپنے مرض الوفات میں) دریافت فرماتے رہتے تھے کہ آج میں کہاں ہوں؟ کل میں کہاں ہوں گا؟ عائشہ کی باری میں دیر محسوس کر رہے تھے۔ فرماتی ہیں کہ جب میرا دن تھا تو اللہ نے آپ کی روح قبض فرمائی اس حال میں کہ آپ ﷺ میرے سینے اور گردن کے درمیان تھے''۔

۶۲۸۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، فِيمَا قُرِئَ عَلَيْهِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، يَقُولُ: قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ وَهُوَ مُسْنِدٌ إِلَى صَدْرِهَا وَأَصْغَتْ إِلَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي، وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہؓ سے روایت فرماتے ہیں کہ انہوں نے بتلایا کہ انہوں نے (حضرت عائشہ نے) رسول اللہ ﷺ سے آپ کی وفات سے قبل اس حال میں سنا کہ آپ ﷺ ان کے (حضرت عائشہ کے) سینہ سے سہارا لیئے ہوئے تھے اور عائشہ آپؐ کی طرف کان لگائے ہوئے تھی، آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ:''اے اللہ! میری مغفرت فرما دیجئے، مجھ پر رحم فرمایئے اور مجھے رفیق اعلیٰ سے ملا دیجئے''۔

۶۲۸۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ،

حَدَّثَنَا أَبِی، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ كُلُّهُمْ، عَنْ هِشَامٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

حضرت ہشام سے اس سند کے ساتھ سابقہ مذکورہ حدیث ہی کی مثل حدیث مبارکہ منقول ہے۔

۶۲۹۰۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كُنْتُ أَسْمَعُ أَنَّهُ لَنْ يَمُوتَ نَبِيٌّ حَتَّى يُخَيَّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، قَالَتْ: فَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، وَأَخَذَتْهُ بُحَّةٌ يَقُولُ: مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ، وَالشُّهَدَاءِ، وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا قَالَتْ: فَظَنَنْتُهُ خُيِّرَ حِينَئِذٍ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سن رکھا تھا کہ کسی نبی کا انتقال اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک کہ اسے دنیا و آخرت (میں سے کسی ایک) کا اختیار نہ دیدیا جائے۔ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ کا مرض وفات تھا تو میں نے آپ ﷺ کو سنا اور اس وقت تک آپ ﷺ کی آواز مبارک موٹی ہوگئی تھی۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے: "ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام کیا، انبیاء میں سے، صدقین میں سے، شہداء میں سے اور صلحاء میں سے اور یہی لوگ رفاقت کے اعتبار سے بہترین ہیں"۔ تو میں نے یہی خیال کیا کہ اس وقت آپ ﷺ کو اختیار دیا گیا تھا۔

۶۲۹۱۔ حَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے اس سند کے ساتھ بھی حسب سابق روایت منقول ہے۔

۶۲۹۲۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ جَدِّي، حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، فِي رِجَالٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَهُوَ صَحِيحٌ: إِنَّهُ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ حَتَّى يُرَى مَقْعَدَهُ فِي الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَلَمَّا نَزَلَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأْسُهُ عَلَى فَخِذِي غُشِيَ عَلَيْهِ سَاعَةً، ثُمَّ أَفَاقَ فَأَشْخَصَ بَصَرَهُ إِلَى السَّقْفِ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى قَالَتْ عَائِشَةُ: قُلْتُ: إِذًا لَا يَخْتَارُنَا. قَالَتْ عَائِشَةُ: وَعَرَفْتُ الْحَدِيثَ الَّذِي كَانَ يُحَدِّثُنَا بِهِ وَهُوَ صَحِيحٌ فِي قَوْلِهِ: إِنَّهُ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ حَتَّى يَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ

الْجَنَّةِ، ثُمَّ يُخَيَّرُ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَكَانَتْ تِلْكَ آخِرُ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلَهُ: اَللّٰهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى

حضرت ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ مجھے سعید بن المسیب اور عروہ بن زبیر نے چند اہل علم افراد کے درمیان بتلایا کہ حضرت عائشہ زوجہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ اپنے زمانہ صحت میں ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی نبی کی روح قبض کی گئی ہو مگر یہ کہ اس کو (موت سے قبل ہی) جنت میں اس کا مقام دکھایا جاتا ہے۔ پھر اسے اختیار دیا جاتا ہے (خواہ دنیوی زندگی منتخب کرلے، خواہ جنت کی زندگی کا انتخاب کرلے''۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ پر مرض الوفات کا نزول ہوا اور آپ ﷺ کا سر مبارک میری ران پر تھا تو ایک ساعت کے لیے آپ ﷺ پر غشی طاری ہوگئی، پھر افاقہ ہوا تو آپ ﷺ نے اپنی نگاہ چھت کی طرف اٹھائی پھر فرمایا: ''اے اللہ! رفیق اعلیٰ (کو اختیار کرتا ہوں)۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے کہا: جب ہی آپ نے ہمیں اختیار نہیں فرمایا اور مجھے وہ حدیث یاد آگئی جو آپ ﷺ نے اپنے صحت کے زمانے میں ہم سے بیان کی تھی کہ کسی نبی کی روح قبض نہیں کی جاتی۔ حتیٰ کہ اس کا جنت کا مقام اسے دکھادیا جاتا ہے پھر اسے (دنیا وآخرت میں سے ایک کا) اختیار دیا جاتا ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ بس وہ آخری کلمہ تھا جو رسول اللہ ﷺ نے تکلم فرمایا: ''اے اللہ! رفیق اعلیٰ (چاہتا ہوں)

تشریح:

''فشخص'' اشخاص نظر باندھ کر آسمان کی طرف دیکھنے کو کہتے ہیں ''الرفیق الاعلیٰ'' بلند و بالا محفل اور رفقاء مراد ہیں اس سے عالم بالا علیین میں انبیاء کرام کی جماعت مراد ہیں مفرد اور جمع دونوں پر بولا جاتا ہے بعض نے کہا کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات مراد ہیں ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کا ملاء اعلیٰ مراد ہو واللہ اعلم۔

''اخر کلمة'' آنحضرت ﷺ نے وفات کے وقت دو کلمات ارشاد فرمائے ایک امت کے لیے پیغام تھا جو نماز سے متعلق تھا ''الصلوة وما ملکت ایمانکم'' یعنی نماز کو لازم پکڑو اور ماتحتوں پر ظلم نہ کرو دوسرا کلام اپنی ذات کے لیے تھا جو ''اللهم مع الرفیق الاعلیٰ'' کا جملہ ہے اس باب میں ایک لفظ ''اصغت'' ہے یہ اصغاء سے ہے کان لگا کر سننے کو کہتے ہیں ''بُحَّةٌ'' آواز کے بھاری ہونے کو کہتے ہیں گلے میں کچھ خراش آنے کی وجہ سے آواز کے تغیر کو کہتے ہیں ''خُيِّرَ'' باب تفعیل سے اختیار دینے کو کہتے ہیں۔

۶۲۹۲۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ، قَالَ

عَبْدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ، حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. إِذَا خَرَجَ أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ فَطَارَتِ الْقُرْعَةُ عَلَى عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ فَخَرَجَتَا مَعَهُ جَمِيعًا، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا كَانَ بِاللَّيْلِ سَارَ مَعَ عَائِشَةَ يَتَحَدَّثُ مَعَهَا، فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ: أَلَا تَرْكَبِينَ اللَّيْلَةَ بَعِيرِي وَأَرْكَبُ بَعِيرَكِ، فَتَنْظُرِينَ وَأَنْظُرُ؟ قَالَتْ: بَلَى، فَرَكِبَتْ عَائِشَةُ عَلَى بَعِيرِ حَفْصَةَ، وَرَكِبَتْ حَفْصَةُ عَلَى بَعِيرِ عَائِشَةَ، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَمَلِ عَائِشَةَ وَعَلَيْهِ حَفْصَةُ، فَسَلَّمَ ثُمَّ سَارَ مَعَهَا، حَتَّى نَزَلُوا، فَافْتَقَدَتْهُ عَائِشَةُ فَغَارَتْ، فَلَمَّا نَزَلُوا جَعَلَتْ تَجْعَلُ رِجْلَهَا بَيْنَ الْإِذْخِرِ وَتَقُولُ يَا رَبِّ سَلِّطْ عَلَيَّ عَقْرَبًا أَوْ حَيَّةً تَلْدَغُنِي رَسُولُكَ وَلَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَقُولَ لَهُ شَيْئًا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کا ارادہ فرماتے تو ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ ڈالا کرتے تھے۔ ایک بار قرعہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ کے نام کا نکلا، دونوں اکٹھی ہمراہ سفر میں نکلیں۔ رسول اللہ ﷺ جب رات ہوتی تو حضرت عائشہ کے ہمراہ چلا کرتے تھے اور ان کے ساتھ گفتگو فرماتے۔ ایک دن حضرت حفصہ نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ: ایسا نہیں ہوسکتا کہ آج رات تم میرے اونٹ پر سوار ہو جاؤ اور میں تمہارے اونٹ پر۔ پھر تم وہاں دیکھنا اور میں یہاں دیکھوں گی۔ حضرت عائشہ نے کہا کیوں نہیں؟ چنانچہ حضرت عائشہ، حضرت حفصہ کے اونٹ پر سوار ہو گئیں اور حضرت حفصہ، حضرت عائشہ کی اونٹ پر سوار ہو گئیں۔ رسول اللہ ﷺ (حسب معمول) حضرت عائشہ کے اونٹ کے پاس، تشریف لائے جب کہ اس اونٹ پر حضرت حفصہ سوار تھیں۔ آپ ﷺ نے سلام فرمایا اور ان کے ساتھ چلنے لگے۔ یہاں تک کہ سب نے ایک مقام پر پڑاؤ کیا۔ وہاں پر حضرت عائشہ کو غیرت آئی اور جب سب سواریوں سے اتر گئے تو وہ اپنے پاؤں اذخر (گھاس) میں ڈالنے لگیں اور فرماتیں: اے میرے رب! مجھ پر کسی بچھو یا سانپ کو مسلط کر دے جو مجھے ڈس لے۔ یہ تیرے رسول ﷺ ہیں اور میری کوئی طاقت نہیں کہ میں انہیں کچھ کہہ سکوں''۔

تشریح:

''اقرع بین نسائه'' سفر کے دوران عورتوں کی باری ختم ہو جاتی ہے اس لیے اختیاری طور پر آنحضرت نے قرعہ اندازی کر کے حضرت حفصہ اور حضرت عائشہ کو ساتھ لیا۔ ''فطارت القرعة'' یعنی ان دونوں کا قرعہ نکل آیا ''فتنظرین وانظر'' یعنی ایک دوسرے کی سواری اور سفر کی کیفیت دیکھ لیں گی کہ کس کا سفر زیادہ آرام دہ ہے اور کس کا زیادہ مشقت والا ہے، حضرت حفصہ نے

اس ظاہر کلام کے پیچھے ایک مقصد پوشیدہ رکھا تھا جس کو حضرت عائشہ نے نہیں سمجھا بعد میں جب انجام کے فرق کو دیکھ لیا تو افسوس کرنے لگی "عقربا" بچھو کو کہتے ہیں "تلدغنی" ڈنگ مارنے کو کہتے ہیں حضرت عائشہ نے حضرت حفصہ کے بارے میں کچھ نہیں کہا کیونکہ یہ ان کا اپنا فیصلہ اور اجازت تھی اور نبی اکرم ﷺ کے بارے میں کچھ کہہ نہیں سکتی تھی اور آنحضرت کو اس کا علم بھی نہیں تھا اس لیے اپنے آپ کو بددعا دینے لگی۔ "الاذخر" ایک قسم کی گھاس کا نام ہے جس میں بچھو سانپ وغیرہ ہوتے ہیں یہ غیرت ومحبت وحمیت کا اظہار ہے جس میں عورت معذور ہوتی ہے۔

٦٢٩٤۔حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ "عائشہ کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے، جیسی ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر"۔

٦٢٩٥۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَقُتَيْبَةُ، وَابْنُ حُجْرٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ، ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ، وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَفِي حَدِيثِ إِسْمَاعِيلَ: أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے سابقہ مذکورہ حدیث ہی کی مثل روایت نقل فرمائی ہے۔لیکن ان دونوں روایتوں میں سمعت رسول اللہ کے الفاظ نہیں ہیں اور حضرت اسماعیل کی روایت کردہ حدیث میں انہ سمع انس بن مالک کے الفاظ ہیں۔

٦٢٩٦۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، وَيَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ زَكَرِيَّاءَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا: إِنَّ جِبْرِيلَ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ قَالَتْ: فَقُلْتُ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ

حضرت ابوسلمہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے ان سے بیان فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے (حضرت عائشہ سے) فرمایا کہ: "بلاشبہ جبرئیل علیہ السلام تمہیں سلام کہہ رہے ہیں۔ میں نے کہا: وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

٦٢٩٧ ـ وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا الْمُلَائِيُّ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَامِرًا، يَقُولُ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا، بِمِثْلِ حَدِيثِهِمَا.

ام المومنین حضرت عائشہ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے (مذکورہ حدیثوں ہی کی مثل) فرمایا۔

٦٢٩٨ ـ وحَدَّثَنَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ زَكَرِيَّاءَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

حضرت زکریا سے اس سند کے ساتھ مذکورہ حدیث ہی کی طرح روایت منقول ہے۔

٦٢٩٩ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا عَائِشُ هَذَا جِبْرِيلُ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ قَالَتْ: فَقُلْتُ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ. قَالَتْ: وَهُوَ يَرَى مَا لَا أَرَى

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! یہ جبرئیل ہیں، تمہیں سلام کہہ رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ: وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وہ دیکھ رہے تھے جو میں نہیں دیکھ رہی تھی''۔

بَابُ حَدِيثِ أُمِّ زَرْعٍ وَقِصَّةُ إِحْدَى عَشْرَةَ امْرَأَةٍ

ام زرع کی لمبی حدیث اور گیارہ عورتوں کے عجیب قصے

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو بیان کیا ہے

٦٣٠٠ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ، وَأَحْمَدُ بْنُ جَنَابٍ، كِلَاهُمَا عَنْ عِيسَى، وَاللَّفْظُ لِابْنِ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَخِيهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: جَلَسَ إِحْدَى عَشْرَةَ امْرَأَةً، فَتَعَاهَدْنَ وَتَعَاقَدْنَ أَنْ لَا يَكْتُمْنَ مِنْ أَخْبَارِ أَزْوَاجِهِنَّ شَيْئًا. قَالَتِ الْأُولَى: زَوْجِي لَحْمُ جَمَلٍ غَثٍّ، عَلَى رَأْسِ جَبَلٍ لَا سَهْلٌ فَيُرْتَقَى، وَلَا سَمِينٌ فَيُنْتَقَلَ. قَالَتِ الثَّانِيَةُ: زَوْجِي لَا أَبُثُّ خَبَرَهُ، إِنِّي أَخَافُ أَنْ لَا أَذَرَهُ، إِنْ أَذْكُرْهُ أَذْكُرْ عُجَرَهُ وَبُجَرَهُ. قَالَتِ الثَّالِثَةُ:

زَوْجِي الْعَشَنَّقُ، إِنْ أَنْطِقْ أُطَلَّقْ، وَإِنْ أَسْكُتْ أُعَلَّقْ. قَالَتِ الرَّابِعَةُ: زَوْجِي كَلَيْلِ تِهَامَةَ لَا حَرٌّ وَلَا قُرٌّ، وَلَا مَخَافَةَ وَلَا سَآمَةَ. قَالَتِ الْخَامِسَةُ: زَوْجِي إِنْ دَخَلَ فَهِدَ، وَإِنْ خَرَجَ أَسِدَ، وَلَا يَسْأَلُ عَمَّا عَهِدَ. قَالَتِ السَّادِسَةُ: زَوْجِي إِنْ أَكَلَ لَفَّ، وَإِنْ شَرِبَ اشْتَفَّ، وَإِنِ اضْطَجَعَ الْتَفَّ، وَلَا يُولِجُ الْكَفَّ لِيَعْلَمَ الْبَثَّ. قَالَتِ السَّابِعَةُ: زَوْجِي غَيَايَاءُ أَوْ عَيَايَاءُ طَبَاقَاءُ، كُلُّ دَاءٍ لَهُ دَاءٌ، شَجَّكِ أَوْ فَلَّكِ أَوْ جَمَعَ كُلًّا لَكِ. قَالَتِ الثَّامِنَةُ: زَوْجِي الرِّيحُ رِيحُ زَرْنَبٍ، وَالْمَسُّ مَسُّ أَرْنَبٍ. قَالَتِ التَّاسِعَةُ: زَوْجِي رَفِيعُ الْعِمَادِ طَوِيلُ النِّجَادِ عَظِيمُ الرَّمَادِ، قَرِيبُ الْبَيْتِ مِنَ النَّادِ. قَالَتِ الْعَاشِرَةُ: زَوْجِي مَالِكٌ، وَمَا مَالِكٌ؟ مَالِكٌ خَيْرٌ مِنْ ذَلِكَ، لَهُ إِبِلٌ كَثِيرَاتُ الْمَبَارِكِ، قَلِيلَاتُ الْمَسَارِحِ، إِذَا سَمِعْنَ صَوْتَ الْمِزْهَرِ أَيْقَنَّ أَنَّهُنَّ هَوَالِكُ. قَالَتِ الْحَادِيَةَ عَشْرَةَ: زَوْجِي أَبُو زَرْعٍ، فَمَا أَبُو زَرْعٍ؟ أَنَاسَ مِنْ حُلِيٍّ أُذُنَيَّ، وَمَلَأَ مِنْ شَحْمٍ عَضُدَيَّ، وَبَجَّحَنِي فَبَجِحَتْ إِلَيَّ نَفْسِي، وَجَدَنِي فِي أَهْلِ غُنَيْمَةٍ بِشِقٍّ، فَجَعَلَنِي فِي أَهْلِ صَهِيلٍ وَأَطِيطٍ وَدَائِسٍ وَمُنَقٍّ، فَعِنْدَهُ أَقُولُ فَلَا أُقَبَّحُ، وَأَرْقُدُ فَأَتَصَبَّحُ، وَأَشْرَبُ فَأَتَقَنَّحُ. أُمُّ أَبِي زَرْعٍ، فَمَا أُمُّ أَبِي زَرْعٍ؟ عُكُومُهَا رَدَاحٌ وَبَيْتُهَا فَسَاحٌ، ابْنُ أَبِي زَرْعٍ، فَمَا ابْنُ أَبِي زَرْعٍ؟، مَضْجَعُهُ كَمَسَلِّ شَطْبَةٍ وَيُشْبِعُهُ ذِرَاعُ الْجَفْرَةِ بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ، فَمَا بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ؟ طَوْعُ أَبِيهَا وَطَوْعُ أُمِّهَا، وَمِلْءُ كِسَائِهَا وَغَيْظُ جَارَتِهَا، جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ، فَمَا جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ؟ لَا تَبُثُّ حَدِيثَنَا تَبْثِيثًا، وَلَا تُنَقِّثُ مِيرَتَنَا تَنْقِيثًا، وَلَا تَمْلَأُ بَيْتَنَا تَعْشِيشًا. قَالَتْ: خَرَجَ أَبُو زَرْعٍ وَالْأَوْطَابُ تُمْخَضُ، فَلَقِيَ امْرَأَةً مَعَهَا وَلَدَانِ لَهَا كَالْفَهْدَيْنِ، يَلْعَبَانِ مِنْ تَحْتِ خَصْرِهَا بِرُمَّانَتَيْنِ فَطَلَّقَنِي وَنَكَحَهَا، فَنَكَحْتُ بَعْدَهُ رَجُلًا سَرِيًّا، رَكِبَ شَرِيًّا، وَأَخَذَ خَطِّيًّا، وَأَرَاحَ عَلَيَّ نَعَمًا ثَرِيًّا، وَأَعْطَانِي مِنْ كُلِّ رَائِحَةٍ زَوْجًا، قَالَ: كُلِي أُمَّ زَرْعٍ وَمِيرِي أَهْلَكِ، فَلَوْ جَمَعْتُ كُلَّ شَيْءٍ أَعْطَانِي مَا بَلَغَ أَصْغَرَ آنِيَةِ أَبِي زَرْعٍ. قَالَتْ عَائِشَةُ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُنْتُ لَكِ كَأَبِي زَرْعٍ لِأُمِّ زَرْعٍ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ''گیارہ عورتیں بیٹھیں اور آپس میں یہ عہد معاہدہ کیا کہ وہ اپنے شوہروں کے متعلق کوئی بات نہیں چھپائیں گی۔ چنانچہ پہلی نے کہا: ''میرا شوہر ایک لاغر، کمزور، اونٹ کا گوشت ہے، وہ بھی بلند سنگلاخ پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہوا نہ تو راستہ ہی آسان ہے کہ اس پر چڑھا جائے نہ گوشت فربہ اور موٹا ہے کہ اس کو لانے کی زحمت گوارا کی جائے۔ دوسری عورت نے کہا: ''میں اپنے شوہر کی باتیں نہیں پھیلاؤں گی، میں ڈرتی ہوں کہ میں

پھر اسے نہیں چھوڑوں گی بلکہ اگر میں اس کا تذکرہ کروں گی تو اس کے تمام عیوب وخامیوں پر سے پردہ اٹھاؤں گی۔
تیسری نے کہا: ''میرا شوہر لمبا تڑنگا ہے، اگر میں اس سے زیادہ بات کروں تو مجھے طلاق مل جائے اور اگر خاموش رہوں تو لٹکی رہوں''۔ چوتھی نے کہا: ''میرا شوہر تہامہ کی رات کی طرح ہے، نہ تو زیادہ گرم ہے اور نہ ہی بہت ٹھنڈا، نہ اس سے خوف آتا ہے، نہ اکتاہٹ وبیزاری ہوتی ہے''۔ پانچویں نے کہا: ''میرا شوہر گھر میں داخل ہوتا ہے تو چیتے کی مانند ہوتا ہے اور باہر نکلتا ہے تو شیر ہے۔ گھر میں جو کچھ ہوتا ہے اس کے متعلق کوئی باز پرس نہیں کرتا''۔ چھٹی نے کہا: ''میرا شوہر اگر کھانے پر آئے تو سب کچھ چٹ کر جاتا ہے اور پینے پر آجائے تو ایک بوند بھی نہیں چھوڑتا اور جب لیٹتا ہے سونے کے لیے تو کپڑا تنہا ہی اپنے اوپر لپیٹ لیتا ہے، میری طرف ہاتھ بھی داخل نہیں کرتا کہ میرا دکھ درد ہی معلوم کرے''۔ ساتویں نے کہا: ''میرا شوہر گمراہ ہے، یا عاجز ہے، سینہ سے دبانے والا ہے یا نہایت احمق ہے کلام کرنا نہیں جانتا، دنیا بھر کا ہر عیب اس کے اندر ہے (ظالم ایسا ہے کہ) میرا سر پھاڑ دے یا زخمی کر دے یا دونوں ہی کام کر گزرے''۔ آٹھویں نے کہا کہ: ''میرا شوہر ایسا ہے کہ اس کی خوشبو زرنب کی سی ہے اور اس کا چھونا خرگوش کے چھونے کی طرح (نرم اور محبت والا) ہے، نویں نے کہا: ''میرا شوہر بلند ستونوں والا ہے، لمبی نیام والا ہے، بہت زیادہ سخی ہے اور اس کا گھر دار الندوہ (مجلس شوریٰ) کے قریب ہے۔ دسویں نے کہا: ''میرے شوہر کا نام مالک ہے۔ مالک کون ہے؟ وہی ان تمام تعریفوں سے بلند وماورا ہے جو (ان عورتوں نے بیان کیں یا جو ذہن میں سما سکیں) اس کے پاس بہت اونٹ ہیں جو اپنے تھان (باڑہ میں) ہوں تو بہت ہوتے ہیں لیکن جب صبح کو چراگاہ میں جائیں تو بہت تھوڑے ہوتے ہیں۔ اور جب وہ اونٹ باجے کی آواز سن لیتے ہیں تو انہیں یقین ہو جاتا ہے کہ وہ ذبح کیے جانے والے ہیں۔ گیارہویں نے کہا: ''میرے شوہر کا نام ابوزرع ہے پس کیا خوب آدمی ہے ابوزرع اس نے میرے کانوں کو زیورات سے بوجھل کر دیا ہے اور میرے بازؤوں کو چربی سے بھر دیا ہے اور میرا اس قدر چاؤ کیا کہ میں خوش ہی ہوں۔ اس نے مجھے بکریوں والے (غریب) گھرانہ کے ایک کونہ میں پڑا ہوا پایا۔ پھر وہ مجھے اٹھا کر ایسے گھرانہ میں لایا جو گھوڑوں اور اونٹوں کی آوازوں والا تھا۔ جہاں کٹی ہوئی کھیتی کو گاہنے اور صاف کرنے والوں کی آوازیں تھیں۔ اس کے ہاں میں بات کرتی ہوں تو میری عیب جوئی نہیں کی جاتی اور سوتی ہوں تو صبح کر دیتی ہوں اور (مشروبات) پینے پر آتی ہوں تو چھک جاتی ہوں۔ جہاں تک ابوزرع کی ماں کا تعلق ہے تو ابوزرع کی ماں کیا خوب خاتون ہے۔ اس کی گھٹڑیاں بہت بڑی ہیں (یہ کنایہ ہے مالدار ہونے سے) اور اس کا گھر خوب کشادہ ہے۔ ابوزرع کا بیٹا کیا خوب ہے ابوزرع کا بیٹا۔ اس کی خوابگاہ ایسی ہے جیسے تلوار کا نیام۔ اور اس کو سیر کر دیتا ہے بکری کے بچہ کا ایک ہاتھ۔ ابوزرع کی بیٹی! سو کیا خوب ہے ابوزرع کی بیٹی، اپنے باپ اور ماں دونوں کی فرمانبردار اور اپنی چادر کو بھرنی والی اور اپنی سوکن کے لیے رشک وحسد کا ذریعہ ہے، ابوزرع کی باندی؟ کیا خوب ہے ابوزرع کی

باندی، ہماری باتوں کو پھیلاتی نہیں پھرتی، نہ ہمارے کھانے کو اٹھا کر لے جاتی ہے (امانتدار اور دیانتدار ہے) نہ ہی ہمارے گھر کو گھاس پھونس سے بھرنے دیتی ہے۔ کہتی ہے کہ: ایک روز ابوزرع گھر سے نکلا اس حال میں کہ ابھی مشکوں میں دودھ سے مکھن بلویا جارہا تھا، راستہ میں اسے ایک عورت ملی جس کے ساتھ اس کے دو بچے تھے جیسے دو چیتے جو اس کی گود میں دو اناروں سے کھیل رہے تھے (یہ اشارہ ہے اس کے بڑے پستانوں کی طرف) ابوزرع نے مجھے طلاق دیکر اس سے نکاح کرلیا۔ اس کے بعد میں نے بھی ایک سردار مرد سے نکاح کیا جو عمدہ گھوڑے کا سوار، بہترین نیزہ باز تھا۔ اس نے مجھے اونٹ مویشی اور مال بہت دیا۔ اور ہر جانور کا ایک جوڑا اس نے مجھے دیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ: ''ام زرع خوب کھا اور اپنے گھر والوں کو بھی کھلا''۔ لیکن اگر میں جمع کروں وہ سب کچھ جو اس نے مجھے دیا ہے تو ابوزرع (کی دی ہوئی نعمتوں) کے چھوٹے سے چھوٹے برتن کے برابر بھی نہ پہنچے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ رسول اللہ نے مجھ سے فرمایا کہ میں تمہارے لیے ایسا ہوں جیسا کہ ابوزرع تھا ام زرع کے لیے''۔

تشریح:

''عن عائشة انها قالت'' حدیث ام زرع میں سب سے پہلی بحث یہ ہے کہ آیا یہ مرفوع حدیث ہے یا حضرت عائشہ کا کلام ہے علامہ اُبی مالکی شرح اکمال میں لکھتے ہیں کہ صحیح احادیث پر کلام کرنے والے علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ حدیث ام زرع حضرت عائشہ کا قول ہے ہاں اس کے آخر میں حضرت عائشہ کا یہ کہنا ''قالت عائشة قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم کنت لک کابی زرع لام زرع ''صرف یہ جملہ مرفوع حدیث ہے کچھ لوگوں کو اس حدیث کے ایک طریق اور سند کی وجہ سے وہم ہو گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ پوری حدیث مرفوع ہے وہ سند یہ ہے عن هشام عن ابیه عن عائشة قالت قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم کنت لک کابی زرع لام زرع ثم انشأ یحدث حدیث ابی زرع ''اس وہم کی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے ثم انشاء یحدث کی ضمیر فاعل آنحضرت کی طرف لوٹا دی حالانکہ یہ ضمیر ہشام کی طرف لوٹتی ہے علامہ تقی عثمانی نے تکملہ میں لکھا ہے کہ نسائی کی روایت سے قطعاً معلوم ہوتا ہے کہ یہ مرفوع حدیث ہے الفاظ یہ ہیں قال لی رسول الله صلی الله علیه کنت لک کابی زرع لام زرع قالت عائشة بابی وامی یا رسول الله ومن کان ابو زرع؟ قال اجتمع نساء الخ بہر حال آنحضرت نے جب سکوت اختیار کیا پھر بھی یہ حدیث مرفوع ہوگئی یہی راجح ہے۔ اس حدیث میں دوسری بحث یہ ہے کہ یہ عورتیں کون تھیں کیا دیہاتی عورتیں تھیں یا شہری تھیں کچھ علماء کا خیال ہے کہ یہ عورتیں دیہاتی تھیں لیکن عام علماء فرماتے ہیں کہ یہ یمن کے شہری عورتیں تھیں قبیلہ خثعم سے ان کا تعلق تھا ''قال الابی ففی بعض

الروایات انھن من قریۃ من قری الیمن فانھن اھل حضر"
اس حدیث سے متعلق تیسری بحث یہ ہے کہ اس حدیث میں ان گیارہ عورتوں میں سے بعض نے اپنے شوہروں کی سخت برائی بیان کی ہے تو اس کے نقل کرنے میں غیبت کا احتمال ہے کیا یہ جائز ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ان عورتوں کے اس تبصرے کے نقل کرنے کو غیبت نہیں کہا جاتا ہے کیونکہ انہوں نے اپنے شوہروں کا نام نہیں لیا ہے یہ اسی طرح حضرت عائشہ نے بھی کسی عورت کا نام نہیں لیا ہے یہ مجہول عورتوں کی ایک حکایت ہے۔
یہ اس طرح ہوا کہ کوئی کہہ دے کہ اس عالم میں بہت سارے ایسے لوگ ہیں جنہوں نے چوری کی ہے یہ غیبت نہیں ہے نیز علامہ ابی نے یہ بھی لکھا ہے کہ غیبت تب غیبت بن جاتی ہے کہ جس کی غیبت کی گئی ہو اس تک پہنچ جائے اور اس کو سننے سے ایذا پہنچ جائے یہاں یہ صورت نہیں ہے "فَحَالُهُنَّ حَالُ مَنْ قَالَ اِنَّ فِي الْعَالَمِ مَنْ يَسْرِقُ فَلَا يَكُوْنُ غِيْبَةً"
نیز یہ حکایات ان عورتوں سے متعلق ہیں جو دور جاہلیت میں تھیں اس پر کوئی قانون جاری نہیں ہوتا ہے۔ اس حدیث سے متعلق چوتھی بحث یہ ہے کہ اس میں میاں بیوی کے درمیان محبت کے عظیم ماحول کا منظر سامنے آتا ہے حسن معاشرت اور تفریح طبع کے لیے حقیقت پر مبنی دلچسپ حکایات کے جواز کا پتہ چلتا ہے جس طرح آنحضرت اور حضرت عائشہ کے درمیان طویل مکالمہ ہوا علامہ ابی مالکی رحمہ اللہ کی تحقیق کا خلاصہ یہی ہے۔ اس حدیث میں عربیت اور فن ادب اور فصاحت و بلاغت کے عظیم شہ پارے ہیں اور حضرت عائشہ کی عظیم ذہانت کا پتہ چلتا ہے کہ کس طرح اس طویل کلام کو لکھے بغیر یاد کیا جس میں عربی لغات اور مشکل الفاظ کا خزانہ پڑا ہوا ہے اب اس نایاب خزانہ کی تفصیل ترتیب کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں۔
"جلس احدیٰ عشرۃ امراۃ" یعنی گیارہ عورتیں بیٹھ گئیں اور عہد کیا کہ اپنے شوہروں کے بارے میں جو حقیقت ہے وہ ظاہر کریں گی اور کوئی چیز نہیں چھپائیں گی۔

(۱) قالت الاولیٰ:

پہلی عورت نے کہا "زوجی لحم جمل غث" جمل اونٹ کو کہتے ہیں اور غث لاغر کو کہتے ہیں یہ جمل کی صفت ہے لاغر اونٹ مراد ہے "وعر" یہ جبل کی صفت ہے دشوار گزار سنگلاخ پہاڑ مراد ہے جس پر چڑھنا انتہائی مشکل ہو۔
"فینتقل" یہ انتقال سے ہے ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف منتقل کرنے کے معنی میں ہے ایک نسخہ میں "فینتقی" کا لفظ ہے ہڈی کے اندر گودا نکالنے کو کہتے ہیں اس کلام سے اس عورت نے اپنے شوہر کی شدید مذمت کی ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ میرا شوہر

بے قیمت بھی ہے اور بامشقت بھی ہے اس لیے میرے لیے بے رغبت بھی ہے اس عورت کا نام شاید بنت ابی مهزومه تھا خطیب بغدادی نے کہا ہے کہ میں نے ایک گمنام روایت میں ان عورتوں کے نام حاصل کیے ہیں۔

(۲) قالت الثانية: دوسری عورت نے کہا "لا ابث خبره" بث، بث پھیلانے کے معنی میں ہے "ان لا اذره" یعنی مجھے خوف ہے کہ اگر میں ان کے بے شمار عیوب کی تفصیلات میں پڑ جاؤں گی تو نامکمل نہیں چھوڑونگی تو کہانی لمبی ہو جائے گی۔

"عجره وبجره" عجر اور بجر جمع ہے اس کا مفرد عجرۃ اور بجرۃ ہے رگوں کے پھولنے اور ابھرنے کو کہتے ہیں جو دیہاتیوں اور بوڑھوں کے جسم میں ہوتا ہے البتہ عجر عام ہے اور بجران رگوں کے ابھرنے کو کہتے ہیں جو پیٹ کی جانب ہوتی ہے۔ بعض اہل لغت نے کہا ہے کہ "العجرة نفخة فى الظهر والبجرة نفخة فى البطن" یعنی پیٹھ اور پیٹ کے ابھر کر نکل آنے کو کہتے ہیں جس کو کبڑا کہہ سکتے ہیں پھر یہ محاورہ ظاہری اور باطنی عام عیوب پر بولا جانے لگا اس عورت نے بھی اپنے شوہر کی شدید مذمت کی ہے ان کا مقصد یہ ہے کہ میرے سہیلیو! میرا معاملہ چھوڑ دو اگر میں اپنے شوہر میں پڑ جاؤں گی تو اس کا تیا پانچا نکال لونگی۔ اس عورت کا نام شاید عمرہ بنت عمرو تھا۔

(۳) قالت الثالثة: "العشنق" بدنما لمبے تڑنگے کو کہتے ہیں "اعلق" یعنی معلق لٹکی ہوئی رہتی ہوں اس عورت نے بھی اپنے شوہر کی مذمت بیان کی ہے کہ بداخلاق ہے بولتی ہوں تو طلاق پڑتی ہے خاموش رہتی ہوں تو پوچھتا ہی نہیں ہے اس عورت کا نام شاید حنی بنت کعب تھا۔

(۴) قالت الرابعة: "تهامة" بحر احمر کے ساحلی علاقوں اور مکہ اور یمن کے درمیانی علاقوں کو تہامہ کہا جاتا ہے ان علاقوں کی راتیں معتدل ہوتی ہیں "لاحر ولا قر" یہ کلیل تہامہ کی تفسیر ہے "قر" ٹھنڈک کو کہتے ہیں "ولا سامة" یعنی ان کے پاس رہنے سے آدمی اکتاتا نہیں ہے اس عورت نے اپنے شوہر کی بہترین تعریف کی ہے کہ معتدل مزاج ہے بادشاہ آدمی ہے نہ ان سے کوئی خوف ہے نہ ان کے پاس آدمی بور ہوتا ہے اس عورت کا نام مهدو بنت ابی مرزمه ہے۔

(۵) قالت الخامسة: "فهد" یعنی چیتا بن جاتا ہے گھر آتے ہی فوراً چیتے کی طرح جماع کے لیے چھلانگ لگاتا ہے یا چیتے کی طرح سو جاتا ہے غافل رہتا ہے مدح اور ذم دونوں کا احتمال ہے "اَسِدَ" یعنی باہر جا کر شیر کی طرح بہادری دکھاتا ہے۔ "عهد" یعنی گھر کے کاموں کے سنبھالنے میں دلچسپی نہیں لیتا ہے غافل رہتا ہے یا کھود کرید نہیں کرتا ہے ملنسار اور سخی آدمی ہے اس عورت نے اپنے شوہر کے بارے میں ذو وجہین گفتگو کی ہے اس میں مدح کا پہلو بھی ہے اور مذمت کا پہلو بھی ہے مدح غالب

ہے اس عورت کا نام شاید کبشہ تھا۔

(۶) قالت السادسة: "لف" نصر ینصر سے لپیٹنے کے معنی میں ہے یہاں سب کھانا چٹ کر کھانے اور ہڑپ کرنے کو کہا گیا ہے "اشتف" یعنی آخری قطرے تک سارا پانی پی جاتا ہے "التف" کپڑا لپیٹنے کے معنی میں ہے یعنی جب سو جاتا ہے تو کپڑا لپیٹ کر سو جاتا ہے "لایولج الکف" یعنی بیوی کے بستر میں ہاتھ داخل نہیں کرتا "البث" غم کو کہتے ہیں تا کہ بیوی کے غم کا احساس کرے کہ وہ کس طرح غم میں ہے اس عورت نے بھی اپنے شوہر کی شدید مذمت کی ہے کہ میرا شوہر کھاؤ پیو آدمی ہے ست پست ہے اپنے مطلب سے مطلب رکھتا ہے دوسروں سے کیا بلکہ اپنی بیوی سے بھی غافل رہتا ہے اس عورت کا نام شاید ھند تھا۔

(۷) قالت السابعة: "غیایا" راوی کو شک ہے کہ کونسا لفظ استعمال کیا ہے لیکن راجح یہ ہے کہ دونوں لفظ بولے ہیں "غیایا" یہ غی سے ہے شریر اور مفسد اور گمراہ کے معنی میں ہے نا کام کا معنی بھی ہو سکتا ہے "عیایا" یہ سمع یسمع سے عی ہے درماندہ لاچار اور عاجز کے معنی میں ہے خواہ جماع کرنے سے عاجز ہو یا فصیح گفتگو کرنے سے عاجز ہو کہ اظہار مافی الضمیر نہیں کرسکتا ہو۔ "طباقا" اس عورت نے اپنے شوہر کی مذمت کا ایک اور تاریک پہلو ظاہر کر دیا ہے کہ میرا شوہر ایسا احمق ہے کہ کلام نہیں کرسکتا ہے اس کا منہ بند ہے یا سارے کام اس پر بند ہیں نالائق احمق ہے۔

"کل داء له داء" یعنی دنیا کی ساری بیماریاں اور سارے عیوب اس میں جمع ہیں اس احمقانہ اور گمراہانہ پہلو پر مستزاد یہ کہ اس میں ایک ظالمانہ پہلو بھی ہے کہ "شجک" سر پھوڑنے کو شج کہتے ہیں "فلک" سر کے علاوہ انسانی اعضاء کے توڑنے کے لیے فل کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے یعنی ایسا جلد باز ظالم ہے کہ معمولی بات پر مشتعل ہو کر تیرا سر پھوڑ دے یا ہاتھ پاؤں توڑ ڈالے یا دونوں کام کر ڈالے۔ اس عورت نے اپنے شوہر کی برائیوں کے بیان کرنے میں خوب کمال دکھایا ہے اس عورت کا نام شاید حبی بنت علقمه تھا۔

(۸) قالت الثامنة: "ریح زرنب" زرنب ایک خوشبودار پودے کو کہتے ہیں آج کل نرسریوں میں ایک پودے کا نام سینٹ پودا ہے گویا زرنب یہی پودا ہے اس کو ہاتھ لگانے سے ہاتھ خوشبودار ہو جاتا ہے عربی میں اس کو دجل الجراد کہتے ہیں اس کے پتے بھی ٹڈی کے پنجوں کی طرح ہوتے ہیں۔

"مس ارنب" خرگوش جسم اور بالوں کے اعتبار سے نہایت ملائم اور نرم ہوتا ہے گویا اس کا شوہر نرم خو ہے اس عورت نے اپنے شوہر کی خوب تعریف کی ہے اس کا نام شاید ناشرہ بنت اوس تھا۔

(۹) قالت التاسعة: "رفیع العماد" عماد ستونوں کو کہتے ہیں لمبے ستون بڑی اور وسیع عمارت میں ہوتے ہیں اور بڑی اونچی بڑے لوگوں کی ہوتی ہے "عظیم الرماد" ای کثیر الرماد یعنی میرے شوہر کے ہاں راکھ کی کثرت ہوتی ہے کیونکہ آگ زیادہ جلتی ہے کیونکہ ان کے ہاں مہمانوں کے لیے کھانا زیادہ پکتا ہے اس لیے کہ بہت سخی اور کریم ہے "طویل النجاد" یعنی اس کی تلوار کا نیام اور تسمہ و پرتلہ لمبا ہے کیونکہ یہ خود طویل القامت ہے اور یہی اس کی خوبی ہے "قریب البیت من الناد" نادِ مجلس محفل مرکزی مقام ہال وغیرہ کو کہتے ہیں جہاں لوگوں کی آمد و رفت رہتی ہے یعنی گمنام آدمی نہیں ہے عام لوگوں سے میل جول رکھتا ہے اس لیے میرا شوہر ان کی خدمت کرتا رہتا ہے کیونکہ یہ کریم سخی شریف خادم القوم ہے ایسا نہیں کہ مہمان کی آمد پر بیوی سے کہدے کہ چولہے پر پیشاب کر کے بجھالو تا کہ مہمان نہ آئے اس عورت کا نام شاید کبشہ بنت مالک تھا۔

(۱۰) قالت العاشرة "ومالک" یعنی مالک کا کیا کہنا اس میں تفخیم شان ہے "خیر من ذلک" یعنی اب تک جتنے شوہروں کا ذکر کیا گیا ہے مالک ان سب سے بہتر ہے "مبارک" یہ مبرک کی جمع ہے اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ اور باڑے کو کہتے ہیں یہ مقامات چونکہ گھر کے قریب ہوتے ہیں تو مہمانوں کے لیے ذبح کرنا آسان ہوتا ہے مہمان نوازی کی تعریف کرتی ہے۔ "المسارح" یہ مسرح کی جمع ہے چراگاہ کو کہتے ہیں یعنی یہ اونٹ چراگاہوں میں غائب نہیں رہتے ہیں جس کا ذبح کرنا مشکل ہو جاتا ہے "المزهر" باجے کو مزہر کہتے ہیں عربوں کی مہمان نوازی مشہور ہے پہلے زمانے میں مہمانوں کے استقبال میں باجے بجائے جاتے تھے تا کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ مہمان آگئے ہیں اس سے اونٹوں کو بھی یقین ہو جاتا ہے کہ اب ان کی ہلاکت کا وقت آگیا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ مجلس جب گرم ہو جاتی تھی اور شراب پی جاتی تو ڈانس اور باجے گاجے شروع ہو جاتے "هوالک" یہ هالكة کی جمع ہے ہلاک ہونے اور ذبح ہونے کے معنی میں ہے اس عورت نے بھی اپنے شوہر کی خوب تعریف کی ہے شاید اس کا نام کبشہ بنت ارقم تھا۔

(۱۱) قالت الحادية عشرة: "فما ابو زرع" اس میں بھی تفخیم شان ہے یعنی ابو زرع کا کیا کہنا اس کے کمالات کا کیا مقام ہے۔ "اناس" یہ باب افعال سے ہے اناس بوجھل کرنے کے معنی میں ہے ناس ینوس نوسا ہر لٹکنے والی چیز کی حرکت کو کہتے ہیں یعنی اس نے میرے کانوں کو زیورات سے بھر دیا ہے اور یہ زیورات لٹک کر حرکت کر رہے ہیں۔

"من شحم" یعنی مجھے اتنا کھلایا پلایا کہ میں فربہ ہو گئی اور میرے بازو چربی سے بھر گئے بازوؤں میں جب چربی آگئی تو باقی جسم کا کیا کہنا "وبجحنی" باب تفعیل سے شد کے ساتھ بھی ہے اور سمع یسمع اور فتح یفتح سے بھی ہے خوش کرنے اور خوش ہونے کے

معنی میں ہے "ای فرّحنی ففرحتُ" مجھے اس نے عظمت کا مقام دیکر مجھے اتنا خوش کر دیا کہ میں اپنی ذات میں خود بھی پسندیدہ عظیم شخصیت بن گئی اور فخر کرنے لگی "غُنیمة" یہ غنم کی تصغیر ہے تھوڑی سی بکریاں مراد ہے "بشق" مشقت کے معنی میں ہے یا جگہ کا نام ہے یا پہاڑ کا کنارہ ہے سب معنی صحیح ہے یعنی مجھے پہاڑ کے کنارے مقام شق میں مشقت کی حالت میں پایا۔

"صھیل" ہنہنانے والے گھوڑوں کو کہتے ہیں یعنی مجھے گھوڑوں کے مالک گھرانہ میں لایا "واطیط" اونٹوں کے کجاؤں کی آواز کو کہتے ہیں مراد اونٹوں والے لوگ ہیں "ودائس" یہ دیاسۃ سے ہے بیلوں کو کہتے ہیں کیونکہ ان کے ذریعہ سے گندم وغیرہ کو روند کر غلہ نکالا جاتا ہے "ومنق" غلہ کے دانوں کو چھلکوں سے صاف کرنے کو کہتے ہیں یہ کام مزدوروں کا ہوتا ہے خلاصہ یہ کہ میرا سسرال اونٹوں بیلوں بھیڑ بکریوں اور کھیتی باڑی والا بہت زیادہ نوکروں والا ہے خوشحالی اور مالداری کی طرف اشارہ ہے "فاتصبح" یعنی صبح چاشت تک سوئی رہتی ہوں مجھے کوئی جگاتا نہیں ہے کیونکہ صبح کا کام نوکرانیاں کرتی ہیں امرا القیس نے کہا:

ع نوم الضحیٰ لم تنطق عن تفضل

"فَاتَقَنَّحُ" ای اروی حتی لا احب الشرب تقنح اس پینے کو کہتے ہیں جو سیرابی کے بعد پیا جائے مطلب یہ ہے کہ مختلف مشروبات اتنے ہیں کہ پینے سے جی بھر جاتا ہے۔

"ام ابی زرع" اس لڑکے کا نام زرع ہے تو باپ ابو زرع ہے اور ماں ام زرع ہے۔ ام زرع اپنے شوہر ابو زرع کی تعریف کے بعد اب ابو زرع کی ماں یعنی اپنی ساس کی تعریف کرتی ہے کیونکہ گھروں کے ماحول کو اکثر ساس خراب کرتی ہے لڑکے کا نام زرع ہے اس کے باپ کو ابو زرع اور ماں کو ام زرع کہا گیا ہے۔ "عکومھا" یہ جمع ہے اس کا مفرد عکم ہے عین پر زبر ہے اور کاف ساکن ہے برتنوں کے معنی میں ہے "رداح" ای عظام کبیرۃ یعنی بڑے بڑے برتن تھے پرانے زمانے میں غلہ وغیرہ کھانے پینے کی چیزوں کو برتنوں میں رکھا کرتے تھے جب برتن بڑے ہوں تو غلہ آٹا وغیرہ بھی زیادہ ہوگا اور یہی بیان کرنا مقصود ہے "فساح" تفسح سے ہے وسیع گھر مراد ہے گویا ایک جاگیر ہے ہر چیز ہمہ گیر ہے۔

"ابن ابی زرع" اپنے شوہر کے بیٹے کی تعریف کرتی ہے جو غالباً پہلی بیوی سے ہوگا۔ "مضجعه" لیٹنے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ "کَمَسَلِّ شَطْبَةٍ" یہاں دو لفظ ہیں ایک لفظ مسل ہے میم اور سین پر زبر اور لام پر شد ہے یہ ظرف مکان کے معنی میں استعمال ہوا ہے جو سلول سے ہے تلوار نکالنے کی جگہ مراد ہے جو نیام ہوتا ہے دوسرا لفظ شطبة ہے یہ تلوار کو کہتے ہیں دونوں لفظوں کا ترجمہ یہ ہوا کہ یہ لڑکا تلوار کی نیام جتنی جگہ کو گھیرتا ہے چھریرے بدن والا ہے اس طرح بدن عرب کے ہاں محبوب ہوتا ہے۔

"ذراع الجفرة" جفرہ بکری کے اس چھوٹے بچے کو کہتے ہیں جس کی عمر چار ماہ ہو ذراع دستی کو کہتے ہیں یعنی اس چھوٹی سی بکری کی دستی اس کے پیٹ کو بھر دیتی ہے کم کھاتا ہے۔

"طوع ابیها" اطاعت سے ہے مبالغہ کا صیغہ ہے "ملء کسادها" یعنی چادر اوڑھا کر بدن سے چادر کو بھر دیتی ہے خوب موٹی فربہ ہے اگلی روایت میں "صفر ردائها" کا لفظ ہے اس سے پتلی کمر کی طرف اشارہ ہے کہ چادر کندھوں پر ہوتی ہے اور کولہوں سے لگتی ہے تو یہ حصے ابھرے ہوئے ہیں اور درمیان کمر کا حصہ خالی اور صفر ہے یہ ابوزرع کی بیٹی کی تعریف ہے۔

"جارية ابی زرع" یہ ابوزرع کی باندی کی تعریف ہے "تبثیثا" یہ باب تفعیل کا مصدر ہے جو اپنے باب سے نہیں ہے بث کے لیے مفعول مطلق واقع ہے گھر کی باتوں کے پھیلانے کے معنی میں ہے کہ یہ عیب اس میں نہیں ہے۔

"میرتنا" اناج اور غلے کو کہتے ہیں "تنقیثا" یہ بھی مفعول مطلق ہے اپنے باب کے علاوہ سے مصدر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہمارے گھر کے غلے کو بکھیرتی نہیں ہے اور خیانت کر کے ضائع نہیں کرتی ہے دیانت دار ہے۔ "تعشیشا" یہ عُشّ سے ہے کوڑا کرکٹ کو کہتے ہیں یعنی گھر کو صاف رکھتی ہے تنکے تک کو اندر نہیں چھوڑتی ہے یہاں تک ام زرع نے ابوزرع کے گھریلو حالات اور خاندان کی خوب تعریفیں کیں آگے ایک الگ پہلو کا بیان ہے۔

"والاوطاب" یہ جمع ہے اس کا مفرد "وطب" بھی ہے اور "وطبة" بھی ہو سکتا ہے یہ مشکیزہ کو کہتے ہیں عرب کے لوگ مشکیزوں میں دودھ رکھتے تھے اور پھر مکھن نکالنے کے لیے اس کو حرکت دیکر بلوتے تھے "وطب" مشکیزہ کے علاوہ ایک برتن کو بھی کہتے ہیں جو مٹکا نما ہوتا ہے عورتیں اس میں دودھ جمع کرتی ہیں اور دہی بن کر پھر اس برتن میں کچھ پانی ڈال کر مدھانی سے اس کو حرکت دیکر بلوتی ہے تاکہ مکھن نکل آئے اور لسی الگ ہو جائے مٹی کے اس مٹکا نما برتن کو پشتو میں "چاٹی" کہتے ہیں یہاں اس پورے منظر کے لیے "تمخض" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جو بلونے اور حرکت دینے کے معنی میں ہے یہ قبائلی نظام کا ایک خاص پس منظر ہے جو انتہائی خوشحالی کی طرف اشارہ ہے شہری لوگ اس کو کیا سمجھے؟۔

"كالفهدين" یعنی چستی اور خوبصورتی میں چیتے کی طرح تھے "خصرها" کمر کو کہتے ہیں مراد گود ہے "برمانتين" دو اناروں سے اس عورت کے پستان اناریستان مراد ہیں "سريا" شریف سردار کے معنی میں ہے "شريا" ای فرسا خيارا سريعا عمدہ تیز رفتار گھوڑا مراد ہے "خطيا" بحرین کے علاقہ خطی کے نیزے مشہور تھے اسی کی طرف منسوب ہے نیزہ باز آدمی مراد ہے۔

"واراح" ای افاض علی۔ یعنی میرے نئے خاوند نے بہت ساری نعمتیں یا بہت سارے جانور لا کر دیئے "ثريا" کثیر کے معنی

میں ہے "رائحة" ای کل ما یروح من الابل والبقر والغنم والعبید ہر چرنے چگنے والے حیوان یا غلاموں میں سے جوڑے دیئے۔ "زوجا" جوڑوں کے معنی میں ہے اگلی روایت میں ذابحة کا لفظ ہے مذبوحہ جانور مراد ہیں۔

اس روایت میں "عقر جارتها" کا لفظ ہے یعنی غیظ وغضب نہیں بلکہ پڑوسنوں کو چیر پھاڑ کر زخمی کرنے والی ہے۔

"ما بلغ اصغر آنية ابی زرع" یہ اس عورت کا ایک تباہ کن تبصرہ ہے جو اپنے نئے شوہر کے بارے میں ہے کہ ان کا کل جائیدادایک طرف اور ابوزرع کا ایک گلاس ایک طرف، بیواؤں سے نکاح کا یہی نقصان ہوتا ہے کیونکہ اصل محبت تو پہلے آشنا کے لیے ہوتی ہے شاعر نے کہا

نَقِّلْ فُؤَادَكَ حَيْثُ شِئْتَ مِنَ الْهَوٰى مَا الْحُبُّ اِلَّا لِلْحَبِيْبِ الْاَوَّلِ

"كُنْتُ لَكِ" آنحضرت نے حضرت عائشہ کی تطییب قلب کے لیے فرمایا کہ میں تیرے لیے ایسا ہی اچھا ہوں جس طرح ابوزرع ام زرع کے لیے تھا حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ حضرت زبیر کی روایت میں آخر میں ہے الا انه طلقها وانی لا اطلقک نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ نے جواب میں فرمایا "بابی انت یارسول الله! انت خیر لی من ابی زرع"

۶۳۰۱۔ وحَدَّثَنِيهِ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: عَيَايَاءُ طَبَاقَاءُ، وَلَمْ يَشُكَّ، وَقَالَ: قَلِيلَاتُ الْمَسَارِحِ وَقَالَ: وَصِفْرُ رِدَائِهَا، وَخَيْرُ نِسَائِهَا، وَعَقْرُ جَارَتِهَا وَقَالَ: وَلَا تَنْقُثُ مِيرَتَنَا تَنْقِيثًا، وَقَالَ: وَأَعْطَانِي مِنْ كُلِّ ذَابِحَةٍ زَوْجًا

حضرت ہشام بن عروہ سے اس سند کے ساتھ بھی سابقہ حدیث ہی منقول ہے الفاظ کے معمولی فرق کے ساتھ۔ لیکن معنی ومفہوم دونوں حدیثوں کا ایک ہی ہے۔

بَابُ فَضَائِلِ فَاطِمَةَ بِنْتِ النَّبِيِّ عَلَيْهَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

فاطمہ بنت رسول اللہ کے فضائل کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے آٹھ احادیث کو بیان کیا ہے

۶۳۰۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يُونُسَ، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، كِلَاهُمَا عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ ابْنُ

يُونُسَ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ الْقُرَشِيُّ التَّيْمِيُّ، أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ، حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَهُوَ يَقُولُ: إِنَّ بَنِي هِشَامِ بْنِ الْمُغِيرَةِ اسْتَأْذَنُونِي أَنْ يُنْكِحُوا ابْنَتَهُمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، فَلَا آذَنُ لَهُمْ، ثُمَّ لَا آذَنُ لَهُمْ، ثُمَّ لَا آذَنُ لَهُمْ، إِلَّا أَنْ يُحِبَّ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ أَنْ يُطَلِّقَ ابْنَتِي وَيَنْكِحَ ابْنَتَهُمْ، فَإِنَّمَا ابْنَتِي بَضْعَةٌ مِنِّي، يَرِيبُنِي مَا رَابَهَا وَيُؤْذِينِي مَا آذَاهَا

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے منبر پر سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ ہشام بن مغیرہ کے بیٹوں نے مجھ سے اجازت مانگی کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح علی بن ابی طالب سے کرنا چاہتے ہیں (یعنی ابوجہل کی بیٹی سے جس سے نکاح کا پیام حضرت علی نے دیا تھا) تو میں ان کو اس کی اجازت نہیں دوں گا، الا یہ کہ علی بن ابی طالب میری بیٹی کو طلاق دینا پسند کریں اور پھر ان کی بیٹی سے نکاح کر لیں۔ میری بیٹی میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے جو اسے شک میں ڈالتا ہے، وہ مجھے شک میں ڈالتا ہے اور جو اسے تکلیف دیتا ہے وہ مجھے تکلیف دیتا ہے۔

تشریح:

''ان بنی ھشام'' یہ ہشام ابوجہل کا بھائی تھا ان کے ایک بیٹے کا نام حارث بن ہشام تھا دوسرے کا نام سلمہ بن ہشام تھا اور عکرمہ بن ابی جہل کو بھی ان کے ساتھ شامل کیا گیا ہے اس لیے ہشام کے بیٹوں کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اصل قصہ یہ تھا کہ حضرت علیؓ نے ابوجہل کی بیٹی کو پیغام نکاح دیا جس کا نام جویریہ یا جمیلہ تھا ابوجہل کے بھائی اور حضرت عکرمہ مسلمان ہو چکے تھے انہوں نے حضرت علی سے فرمایا کہ ہم فاطمہ بنت رسول اللہ پر اپنی بیٹی کا نکاح تیرے ساتھ نہیں کر سکتے ہیں ہاں آنحضرت اگر اجازت دیدیں تو پھر نکاح ہو جائے گا ان لوگوں نے آنحضرت سے اجازت مانگی ادھر حضرت فاطمہؓ نے بھی شکایت کی تھی اس لیے آنحضرت نے نہایت غصہ کے انداز میں منبر پر خطبہ دیا اور فرمایا کہ میں اجازت نہیں دوں گا نہیں دوں گا یہ نکاح اگرچہ جائز ہے لیکن مجھے اور میرے گوشہ جگر کو اس سے تکلیف ہوتی ہے اس لیے علی میری بیٹی کو طلاق دیدے پھر جو چاہے کرے پھر حضرت علی نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔ علماء نے لکھا ہے کہ نبی اکرم کی چار صاحبزادیاں تھیں زینب رقیہ ام کلثوم ان میں فاطمہ سب سے چھوٹی تھی اور آنحضرت کو سب سے زیادہ محبوب تھی جو جنت کی عورتوں کی سردار قرار دی گئی، پندرہ سال پانچ ماہ کی عمر میں حضرت علی سے ان کا نکاح ہوا حضرت علی کی عمر اکیس سال تھی آنحضرت کی وفات کے چھ ماہ بعد حضرت فاطمہ کا انتقال ہو گیا، انتقال کے وقت آپ نے اسماء بنت عمیس کو وصیت فرمائی کہ مجھے علی اور تم غسل دو باقی کسی کو میرے پاس آنے نہ دو اور میرے تخت جنازہ پر

لکڑیوں کا چھپر بنا کر اس پر کپڑا ڈالدو اور رات کے وقت مجھے دفن کر دو تا کہ میری نعش پر کسی کی نظر نہ پڑے، حضرت عباسؓ نے آپ کا جنازہ پڑھایا اور بقیع غرقد میں حضرت علی وعباس اور فضل بن عباس نے قبر میں اتار لیا اس وقت آپ کی عمر پینتیس سال تھی۔

''راب اور یریب کے معنی تکلیف پہنچنے کے ہیں یہ حضرت فاطمہ کی خصوصیت تھی نیز ابوجہل کی لڑکی کے ساتھ عدم کفو کا مسئلہ بھی درپیش تھا آنحضرت کی ایذاء کا قصہ بھی تھا اس لیے اس کو منع کر دیا۔

٦٣٠٣ - حَدَّثَنِي أَبُو مَعْمَرٍ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْهُذَلِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي يُؤْذِينِي مَا آذَاهَا

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے جو اسے تکلیف دیتا ہے وہ مجھے تکلیف دیتا ہے''۔

٦٣٠٤ - حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ الدُّؤَلِيُّ، أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ، حَدَّثَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ، حَدَّثَهُ أَنَّهُمْ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ، مِنْ عِنْدِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، مَقْتَلَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، لَقِيَهُ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ، فَقَالَ لَهُ: هَلْ لَكَ إِلَيَّ مِنْ حَاجَةٍ تَأْمُرُنِي بِهَا؟ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ: لَا، قَالَ لَهُ: هَلْ أَنْتَ مُعْطِيَّ سَيْفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَغْلِبَكَ الْقَوْمُ عَلَيْهِ، وَايْمُ اللّٰهِ لَئِنْ أَعْطَيْتَنِيهِ لَا يُخْلَصُ إِلَيْهِ أَبَدًا، حَتَّى تَبْلُغَ نَفْسِي، إِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ خَطَبَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ عَلَى فَاطِمَةَ، فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ النَّاسَ فِي ذَلِكَ، عَلَى مِنْبَرِهِ هَذَا، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ مُحْتَلِمٌ فَقَالَ: إِنَّ فَاطِمَةَ مِنِّي، وَإِنِّي أَتَخَوَّفُ أَنْ تُفْتَنَ فِي دِينِهَا قَالَ ثُمَّ ذَكَرَ صِهْرًا لَهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ، فَأَثْنَى عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ إِيَّاهُ فَأَحْسَنَ، قَالَ حَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي، وَوَعَدَنِي فَأَوْفَى لِي، وَإِنِّي لَسْتُ أُحَرِّمُ حَلَالًا وَلَا أُحِلُّ حَرَامًا، وَلَكِنْ وَاللّٰهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللّٰهِ مَكَانًا وَاحِدًا أَبَدًا

حضرت علی بن حسین فرماتے ہیں کہ جب وہ (اپنے والد) حضرت حسین بن علی کی شہادت کے بعد یزید بن معاویہ کے پاس سے واپس مدینہ آئے تو ان سے حضرت مسور بن مخرمہؓ ملے اور ان سے کہا کہ: مجھ سے کوئی حاجت ہے تو مجھے حکم فرمائیے؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ کیا آپ رسول اللہ ﷺ کی تلوار مبارک مجھے دیں گے؟ کیونکہ مجھے خدشہ ہے کہ لوگ آپ سے زبردستی نہ لے لیں۔ اور اللہ کی قسم! اگر وہ تلوار مجھے عطا فرمادیں تو کوئی اسے کبھی بھی حاصل نہ کر سکے گا، یہاں تک کہ میری جان چلی جائے (اور اس کے بعد فرمایا کہ) حضرت علی بن ابی طالب نے حضرت فاطمہ پر ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کا پیغام دیا تھا۔ اس موقع پر میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے اسی منبر پر لوگوں کو خطبہ دیا اور میں ان دنوں بالغ ہو چکا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک فاطمہ مجھ سے ہے اور مجھے خوف ہے کہ کہیں وہ اپنے دین میں فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائے۔ پھر آپ ﷺ نے عبد شمس میں سے اپنے داماد کا ذکر کیا اور ان کی تعریف کی رشتہ داری کے معاملہ میں اور خوبی بیان کی اور فرمایا کہ انہوں نے مجھ سے جو وعدہ کیا وہ پورا کیا۔ اور فرمایا: ''میں کسی حلال کو حرام یا حرام کو حلال نہیں کر رہا (حضرت علی کو نکاح کی اجازت نہ دے کر) لیکن اللہ کی قسم! اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک مکان میں کبھی جمع نہ ہوں گی''۔

تشریح:

''علی بن الحسین '' ان کا لقب زین العابدین ہے کربلا میں ان کی عمر ۲۳ سال تھی یزید کی افواج نے ان پر حملہ کر دیا تھا مگر کچھ لوگوں نے ان کو بچالیا کیونکہ یہ شدید بیمار تھے پھر یہ لوگ قید ہو کر یزید کے پاس شام لے جائے گئے وہاں سے یہ لوگ مدینہ منورہ چلے آئے ''مقتل الحسین ''یعنی حضرت کی شہادت کے بعد جب یہ لوگ یزید کے پاس سے رہا ہو کر مدینہ آئے ''مسور بن مخرمۃ'' صحابی ہیں حضرت علی وحسین اور اہل بیت پر فدا تھے۔ ''سیف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ''اس تلوار کا نام ذو الفقار تھا بدر میں آپ کو تقسیم سے پہلے ملی تھی اُحد کے واقعہ سے پہلے آنحضرت نے اسی تلوار کے بارے میں خواب دیکھا تھا حضرت مخرمہ نے حفاظت کرنے کی غرض سے یہ تلوار مانگی تھی کہ علی بن الحسین سے یہ تلوار بنوامیہ کے حکمران چھین نہ لے ''یغلبک القوم'' سے یہی حکمران مراد ہیں ''لا یخلص ''یعنی کوئی بھی اس تلوار تک نہیں پہنچ سکے گا ''حتی تبلغ نفسی ''یعنی جب تک میں مر نہ جاؤں اس تلوار تک کوئی پہنچ نہیں پائے گا۔

''ان علی بن ابی طالب ''حضرت مخرمہ نے اہل بیت کے ساتھ اپنی محبت وعقیدت کے اظہار کے لیے یہ قصہ سنادیا کہ میں تم پر فدا اور قربان ہوں ''محتلم ''یعنی قریب البلوغ تھا کیونکہ آنحضرت کے اس خطبہ کے وقت مسور آٹھ سال کے تھے بالغ نہیں تھے ''ثم ذکر صہرا لہ ''اس سے حضرت ابوالعاص مراد ہیں جو حضرت زینب کے شوہر تھے ایک دفعہ بدر میں قید ہو گئے تو

آنحضرت نے فرمایا کہ فدیہ کے بغیر جاؤ مگر میری بیٹی زینب کو مدینہ آنے کی اجازت دیدو اس نے وعدہ کو پورا کیا پھر ایک دفعہ دوبارہ یہ گرفتار ہوگئے۔ آنحضرت نے پورا قافلہ بطور احسان چھوڑ دیا تو ابوالعاص نے جاکر قریش کا مال واپس کیا اور پھر وہاں کر میں اسلام کا اعلان کر کے مدینہ آیا اسی کی طرف اشارہ ہے کہ بات کی تو سچ کر دکھادی، ابوالعاص کا نام لقیط بن ربیع تھا۔

٦٣٠٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ، أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ، أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ خَطَبَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ وَعِنْدَهُ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا سَمِعَتْ بِذَلِكَ فَاطِمَةُ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ لَهُ: إِنَّ قَوْمَكَ يَتَحَدَّثُونَ أَنَّكَ لَا تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ، وَهَذَا عَلِيٌّ نَاكِحًا ابْنَةَ أَبِي جَهْلٍ قَالَ الْمِسْوَرُ: فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَمِعْتُهُ حِينَ تَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي أَنْكَحْتُ أَبَا الْعَاصِ بْنَ الرَّبِيعِ، فَحَدَّثَنِي، فَصَدَقَنِي وَإِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ مُضْغَةٌ مِنِّي، وَإِنَّمَا أَكْرَهُ أَنْ يَفْتِنُوهَا وَإِنَّهَا، وَاللّٰهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللّٰهِ عِنْدَ رَجُلٍ وَاحِدٍ أَبَدًا قَالَ: فَتَرَكَ عَلِيٌّ الْخِطْبَةَ

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کا پیغام دیا جب کہ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ ان کے نکاح میں تھیں۔ جب حضرت فاطمہ نے اس بات کو سنا تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: ''آپ کی قوم باتیں بنا رہی ہے کہ آپ اپنی بیٹیوں کے معاملات میں غصہ نہیں ہوتے۔ یہ علی ہیں جو بنت ابی جہل سے نکاح کر رہے ہیں''۔ حضرت مسور کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور میں نے آپ کو سنا جب آپ شہادتین پڑھ رہے تھے (خطبہ کے دوران) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''امابعد'' بلاشبہ میں نے ابوالعاص ابن الربیع سے اپنی بیٹی کا نکاح کیا تھا اس نے مجھ سے جو بات کہی سچی کہی اور بے شک فاطمہ بنت محمد میرے جسم کا ٹکڑا ہے اور مجھے یہ پسند نہیں کہ لوگ اسے فتنہ میں مبتلا کر دیں اور بے شک اللہ کی قسم! اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک شخص کے نکاح میں کبھی بھی جمع نہیں ہوسکتیں''۔ اس کے بعد حضرت علیؓ نے پیغام نکاح ترک کر دیا۔

٦٣٠٦ ـ وحَدَّثَنِيهِ أَبُو مَعْنٍ الرَّقَاشِيُّ، حَدَّثَنَا وَهْبٌ يَعْنِي ابْنَ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ يَعْنِي ابْنَ رَاشِدٍ يُحَدِّثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، نَحْوَهُ

حضرت زہری رحمہ اللہ سے اس سند سے بھی حسب سابق حدیث منقول ہے۔

۶۳۰۷۔ حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، ح وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، حَدَّثَهُ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فَسَارَّهَا فَبَكَتْ، ثُمَّ سَارَّهَا فَضَحِكَتْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ لِفَاطِمَةَ: مَا هَذَا الَّذِي سَارَّكِ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَكَيْتِ، ثُمَّ سَارَّكِ فَضَحِكْتِ؟ قَالَتْ: سَارَّنِي فَأَخْبَرَنِي بِمَوْتِهِ، فَبَكَيْتُ، ثُمَّ سَارَّنِي، فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوَّلُ مَنْ يَتْبَعُهُ مِنْ أَهْلِهِ فَضَحِكْتُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ کو بلایا اور ان سے سرگوشی کی تو وہ رونے لگیں پھر سرگوشی کی وہ ہنسنے لگیں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے فاطمہ سے کہا کہ: یہ کیا بات تھی جو رسول اللہ ﷺ نے تمہارے کان میں کہی اور تم رونے لگیں، پھر دوبارہ تم سے کان میں چپکے سے کچھ کہا تو تم ہنسنے لگیں؟ فاطمہؓ نے فرمایا: آپ ﷺ نے میرے کان میں سرگوشی کی اور اپنے وصال کے متعلق بتلایا تو میں رونے لگیں۔ پھر دوبارہ آپ ﷺ نے سرگوشی کی تو آپ نے مجھے بتلایا کہ آپ ﷺ کے گھرانہ میں سب سے پہلے میں آپ سے جاملوں گی۔ یہ سن کر میں ہنسنے لگی۔

۶۳۰۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ فِرَاسٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كُنَّ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهُ، لَمْ يُغَادِرْ مِنْهُنَّ وَاحِدَةً، فَأَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ تَمْشِي، مَا تُخْطِئُ مِشْيَتُهَا مِنْ مِشْيَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا، فَلَمَّا رَآهَا رَحَّبَ بِهَا، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِابْنَتِي ثُمَّ أَجْلَسَهَا عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ، ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيدًا، فَلَمَّا رَأَى جَزَعَهَا سَارَّهَا الثَّانِيَةَ فَضَحِكَتْ، فَقُلْتُ لَهَا: خَصَّكِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْنِ نِسَائِهِ بِالسِّرَارِ، ثُمَّ أَنْتِ تَبْكِينَ؟ فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، سَأَلْتُهَا مَا قَالَ لَكِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: مَا كُنْتُ أُفْشِي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرَّهُ، قَالَتْ: فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ: عَزَمْتُ عَلَيْكِ، بِمَا لِي عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ، لَمَا حَدَّثْتِنِي مَا قَالَ لَكِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: أَمَّا الْآنَ، فَنَعَمْ، أَمَّا حِينَ سَارَّنِي فِي الْمَرَّةِ الْأُولَى، فَأَخْبَرَنِي أَنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُهُ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ، وَإِنَّهُ عَارَضَهُ الْآنَ

مَرَّتَيْنِ، وَإِنِّي لَا أُرَى الْأَجَلَ إِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ، فَاتَّقِي اللهَ وَاصْبِرِي، فَإِنَّهُ نِعْمَ السَّلَفُ أَنَا لَكِ. قَالَتْ: فَبَكَيْتُ بُكَائِي الَّذِي رَأَيْتِ، فَلَمَّا رَأَى جَزَعِي سَارَّنِي الثَّانِيَةَ فَقَالَ: يَا فَاطِمَةُ أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ، أَوْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ هَذِهِ الْأُمَّةِ قَالَتْ: فَضَحِكْتُ ضَحِكِي الَّذِي رَأَيْتِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج ان کے پاس تھیں (آپ کے مرض الوفات میں) کوئی بھی ایسی نہ تھی جو موجود نہ ہو۔ اس اثناء میں فاطمہ چلتی ہوئی آئیں۔ ان کی چال میں اور رسول اللہ ﷺ کی چال میں ذرہ بھی فرق نہ تھا۔ جب آپ ﷺ نے انہیں دیکھا تو ان کا خیر مقدم کیا اور فرمایا: مرحبا میری بیٹی! پھر انہیں اپنی دائیں جانب یا بائیں جانب بٹھایا اور ان کے کان میں کچھ سرگوشی کی، جسے سن کر وہ رونے لگیں اور بہت روئیں۔ جب آپ ﷺ نے ان کی گھبراہٹ اور رونا دیکھا تو دوبارہ ان کے کان میں سرگوشی کی تو وہ ہنسنے لگیں۔ میں نے ان سے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج کے درمیان تمہیں اپنی راز دار بنایا پھر بھی تم رو رہی ہو؟ پھر جب رسول اللہ ﷺ اٹھ گئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے تم سے کیا کہا تھا؟ وہ کہنے لگیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے ان کا راز نہیں ظاہر کروں گی۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا تو میں نے کہا: میں نے تمہیں قسم دی ہے اپنے اس حق کی جو میرا تم پر ہے مجھ سے بیان کرو کہ رسول اللہ ﷺ نے تم سے کیا فرمایا تھا؟ حضرت فاطمہؓ نے کہا: ہاں اب بتانے میں کوئی حرج نہیں۔ آپ ﷺ نے پہلی مرتبہ جو میرے کان میں چپکے سے کچھ کہا تھا تو آپ ﷺ نے مجھے بتلایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہر سال مجھ سے قرآن کریم کا ایک مرتبہ یا دو مرتبہ دور کیا کرتے تھے اور اس سال انہوں نے دو مرتبہ دور کیا۔ میرا خیال یہی ہے کہ میرا وقت موعود اب قریب ہی ہے۔ لہٰذا اللہ سے ڈرتی رہنا اور صبر کرنا اس لیے کہ میں تمہارے لیے (اللہ کے یہاں) بہترین پیش خیمہ ہوں گا۔ حضرت فاطمہ کہتی ہیں کہ یہ سن کر میں رونے لگی جو کہ آپ نے دیکھا ہی تھا۔ پھر جب آپ ﷺ نے میری گھبراہٹ دیکھی تو مجھ سے دوبارہ کان میں کچھ کہا اور فرمایا: اے فاطمہ! کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ تم جنت کی مؤمنات کی یا جنت میں اس امت کی عورتوں کی سردار ہو؟ اس پر میں ہنسنے لگی جو کہ آپ نے دیکھا تھا۔

۶۳۰۹ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ زَكَرِيَّاءَ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ، عَنْ فِرَاسٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: اجْتَمَعَ نِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يُغَادِرْ مِنْهُنَّ امْرَأَةً، فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ تَمْشِي كَأَنَّ مِشْيَتَهَا مِشْيَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِابْنَتِي فَأَجْلَسَهَا عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ، ثُمَّ إِنَّهُ أَسَرَّ إِلَيْهَا حَدِيثًا

فَبَكَتْ فَاطِمَةُ، ثُمَّ إِنَّهُ سَارَّهَا فَضَحِكَتْ أَيْضًا، فَقُلْتُ لَهَا: مَا يُبْكِيكِ؟ فَقَالَتْ: مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ فَرَحًا أَقْرَبَ مِنْ حُزْنٍ، فَقُلْتُ لَهَا حِينَ بَكَتْ: أَخَصَّكِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَدِيثِهِ دُونَنَا، ثُمَّ تَبْكِينَ؟ وَسَأَلْتُهَا عَمَّا قَالَ فَقَالَتْ: مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى إِذَا قُبِضَ سَأَلْتُهَا فَقَالَتْ: إِنَّهُ كَانَ حَدَّثَنِي. أَنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُهُ بِالْقُرْآنِ كُلَّ عَامٍ مَرَّةً، وَإِنَّهُ عَارَضَهُ بِهِ فِي الْعَامِ مَرَّتَيْنِ، وَلَا أُرَانِي إِلَّا قَدْ حَضَرَ أَجَلِي، وَإِنَّكِ أَوَّلُ أَهْلِي لُحُوقًا بِي، وَنِعْمَ السَّلَفُ أَنَا لَكِ، فَبَكَيْتُ لِذَلِكَ، ثُمَّ إِنَّهُ سَارَّنِي، فَقَالَ: أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ، أَوْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ هَذِهِ الْأُمَّةِ فَضَحِكْتُ لِذَلِكَ

اس سند سے بھی مذکورہ حدیث، حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی تمام عورتیں (ازواج) اکٹھی ہوئیں ان میں کوئی زوجہ مطہرہ بھی غائب نہ تھی تو اسی دوران حضرت فاطمہ آئیں ان کے چلنے کا انداز رسول اللہ ﷺ کے چلنے کے انداز جیسا تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے میری بیٹی خوش آمدید۔ حضرت فاطمہ کو آپ ﷺ نے اپنی دائیں طرف یا بائیں طرف بٹھالیا پھر آپ ﷺ نے حضرت فاطمہ کے کان میں کوئی بات فرمائی تو حضرت فاطمہ رو پڑیں پھر آپ ﷺ نے) اسی طرح حضرت فاطمہ کے کان میں کوئی بات فرمائی تو پھر وہ ہنس پڑی (حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ) میں نے حضرت فاطمہ سے کہا کہ آپ کس وجہ سے روئیں؟ تو حضرت فاطمہ فرمانے لگیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کا راز فاش نہ کروں گی میں نے کہا: میں نے آج کی طرح کی کبھی ایسی خوشی نہیں دیکھی کہ جو رنج والم سے اس قدر قریب ہو پھر میں نے حضرت فاطمہ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے علیحدہ ہو کر آپ سے کیا خاص بات فرمائی ہے پھر تم رو پڑی ہو اور میں نے حضرت فاطمہ سے اس بات کے بارے میں پوچھا کہ آپ ﷺ نے کیا فرمایا ہے؟ حضرت فاطمہ فرمانے لگیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کا راز فاش کرنے والی نہیں ہوں یہاں تک کہ جب آپ ﷺ کی وفات ہوگئی تو میں نے حضرت فاطمہ سے پوچھا تو وہ کہنے لگیں کہ آپ ﷺ نے مجھ سے بیان فرمایا تھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہر سال میرے ساتھ ایک مرتبہ قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے اور اس مرتبہ دو مرتبہ دور کیا ہے میرا خیال ہے کہ میری وفات کا وقت قریب ہے اور تو میرے گھر والوں میں سب سے پہلے مجھ سے ملوگی اور میں تیرے لیے بہترین پیش خیمہ ہوں گا (یہ سنتے ہی) اس وجہ سے میں رو پڑی پھر آپ ﷺ نے میرے کان میں فرمایا: کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ تو مؤمن عورتوں کی سردار ہے یا اس امت کی عورتوں کی سردار ہے تو پھر میں یہ سن کر ہنس پڑی۔

بَابُ مِنْ فَضَائِلِ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۶۳۱۰ ۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الْقَيْسِيُّ، كِلَاهُمَا عَنِ الْمُعْتَمِرِ، قَالَ: ابْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ، عَنْ سَلْمَانَ، قَالَ: لَا تَكُونَنَّ إِنِ اسْتَطَعْتَ، أَوَّلَ مَنْ يَدْخُلُ السُّوقَ وَلَا آخِرَ مَنْ يَخْرُجُ مِنْهَا، فَإِنَّهَا مَعْرَكَةُ الشَّيْطَانِ، وَبِهَا يَنْصِبُ رَايَتَهُ. قَالَ: وَأُنْبِئْتُ أَنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، أَتَى نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعِنْدَهُ أُمُّ سَلَمَةَ، قَالَ: فَجَعَلَ يَتَحَدَّثُ، ثُمَّ قَامَ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُمِّ سَلَمَةَ: مَنْ هَذَا؟ أَوْ كَمَا قَالَ: قَالَتْ: هَذَا دِحْيَةُ، قَالَ: فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: ايْمُ اللّٰهِ مَا حَسِبْتُهُ إِلَّا إِيَّاهُ، حَتَّى سَمِعْتُ خُطْبَةَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ يُخْبِرُ خَبَرَنَا أَوْ كَمَا قَالَ: قَالَ: فَقُلْتُ لِأَبِي عُثْمَانَ: مِمَّنْ سَمِعْتَ هَذَا؟ قَالَ: مِنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ: ''تجھ سے اگر ہو سکے تو بازار میں سب سے پہلے مت جایا کر اور نہ سب سے آخر میں بازار سے نکلا کر، کیونکہ وہاں (ان وقتوں میں) شیطان کا معرکہ ہوتا ہے اور اس کا جھنڈا وہاں گاڑا ہوا ہوتا ہے۔ اور مجھے بتلایا گیا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کے پاس اسوقت ام سلمہ بھی موجود تھیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ سے باتیں کرتے رہے۔ پھر اٹھ کر چل دیئے۔ رسول اللہ ﷺ ام سلمہ سے پوچھا کہ یہ صاحب کون تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ یہ دحیہ کلبی تھے۔ ام سلمہ فرماتی ہیں کہ: اللہ کی قسم! میں انہیں دحیہ کلبی ہی سمجھتی رہی، یہاں تک کہ میں نے نبی ﷺ کا وہ خطبہ سن لیا جس میں آپ ﷺ ہماری باتیں بیان کرتے تھے۔

بَابُ مِنْ فَضَائِلِ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ زَيْنَبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

ام المؤمنین حضرت زینب کے فضائل کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۶۳۱۱ ۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ أَبُو أَحْمَدَ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى السِّينَانِيُّ، أَخْبَرَنَا طَلْحَةُ بْنُ

يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَسْرَعُكُنَّ لَحَاقًا بِي أَطْوَلُكُنَّ يَدًا قَالَتْ: فَكُنَّ يَتَطَاوَلْنَ أَيَّتُهُنَّ أَطْوَلُ يَدًا، قَالَتْ: فَكَانَتْ أَطْوَلَنَا يَدًا زَيْنَبُ، لِأَنَّهَا كَانَتْ تَعْمَلُ بِيَدِهَا وَتَصَدَّقُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا (اپنی ازواج سے) کہ: "تم سب میں سب سے پہلے وہ مجھ سے جاملیں گی جو تم سب میں سب سے زیادہ لمبے ہاتھوں والی ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ: تمام ازواج اپنے اپنے ہاتھ ناپا کرتیں کہ کس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہیں۔ تو ہم میں سب سے لمبے ہاتھ والی زینب تھیں، اس لیے کہ وہ اپنے ہاتھوں سے محنت کیا کرتی تھیں اور خوب صدقہ دیتی تھیں۔

تشریح:

"اطولکن یداً" یعنی آنحضرت نے فرمایا کہ میرے انتقال کے بعد سب سے پہلے میرے پاس میری ازواج میں سے وہ آئے گی جس کے ہاتھ لمبے ہیں ازواج مطہرات نے اس کلام سے ظاہری ہاتھ سمجھ لیا اس لیے ہاتھوں کو ناپنا شروع کردیا تو حضرت سودہ کے ہاتھ لمبے نکلے لیکن بعد میں سب سے پہلے حضرت زینب کا انتقال ہوگیا تو معلوم ہوا کہ طول ید سے سخاوت مراد تھی حضرت زینب ام المساکین کے لقب سے مشہور تھیں کیونکہ دن رات چرخہ کاتتی تھیں اور پیسہ کما کر مساکین پر تقسیم کرتی تھیں حضرت زینب بنت جحش بیس ۲۰ھ میں وفات پاگئی تھیں حضرت عمر فاروق نے جنازہ پڑھایا "جنت البقیع" میں مدفون ہیں۔

بَابُ مِنْ فَضَائِلِ أُمِّ أَيْمَنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

حضرت ام ایمن کے فضائل کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

۶۳۱۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: انْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِلَى أُمِّ أَيْمَنَ، فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ، فَنَاوَلَتْهُ إِنَاءً فِيهِ شَرَابٌ قَالَ: فَلَا أَدْرِي أَصَادَفَتْهُ صَائِمًا أَوْ لَمْ يُرِدْهُ، فَجَعَلَتْ تَصْخَبُ عَلَيْهِ وَتَذَمَّرُ عَلَيْهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ حضرت ام ایمن کی طرف چلے۔ میں بھی آپ ﷺ کے ہمراہ چل دیا۔ حضرت ام ایمن آپ ﷺ کے لیے ایک برتن میں مشروب لائیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ آپ ﷺ اسوقت روزہ سے تھے یا نہیں لیکن آپ ﷺ نے وہ مشروب لوٹا دیا۔ اس پر ام ایمن چلانے لگیں اور آپ ﷺ پر

(محبت بھری) ناراضگی کا اظہار کرنے لگیں۔

تشریح:

''ام ایمن'' ام ایمن کا نام برکۃ بنت ثعلبہ تھا حبشہ سے ان کا تعلق تھا خواجہ عبداللہ کی باندی تھی محترمہ آمنہ کی وفات کے بعد آنحضرت کے لیے دایہ بن گئی تھی آپ کی رضاعی ماں ہے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد آنحضرت نے اس کو آزاد کیا پھر حضرت زید کے نکاح میں آئی جس کے بطن سے اسامہ پیدا ہوگئے، ام ایمن بدر میں شریک ہوئی اور دیگر غزوات میں زخمیوں کی مرہم پٹی کیا کرتی تھیں اور پانی پلاتی تھی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ان کو خود شدید پیاس لگی تو آسمان سے ایک ڈول اترآیا تو اس نے جی بھر کر اس سے پی لیا پھر زندگی میں کبھی پیاس نہ لگی (بحوالہ تکملہ)

''صائما'' یعنی آنحضرت روزہ سے تھے ''اولم یردہ'' یہ صیغہ ارادہ سے ہے یعنی آنحضرت نے پانی پینا نہیں چاہا تو لوٹا دیا اس پر ام ایمن کو غصہ آیا چونکہ رضاعی ماں تھی آنحضرت کو پالا بھی تھا مزاج میں کچھ سختی بھی تھی اس لیے غصہ ہوئی۔

''تصخب'' چیخ چلانے کے معنی میں ہے ''وتذمر'' نصر ینصر سے ہے غصہ اور غضب کے معنی میں ہوتا ہے جس میں ملامت کرنے کا پہلو ہو ایک حدیث میں آنحضرت نے فرمایا ''ام ایمن امی بعد امی''۔

۶۳۱۳۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ الْكِلَابِيُّ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى أُمِّ أَيْمَنَ نَزُورُهَا، كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُورُهَا، فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَيْهَا بَكَتْ، فَقَالَا لَهَا: مَا يُبْكِيكِ؟ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَتْ: مَا أَبْكِي أَنْ لَا أَكُونَ أَعْلَمُ أَنَّ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَكِنْ أَبْكِي أَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ، فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ. فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد، حضرت ابوبکر نے حضرت عمر سے فرمایا کہ: ''ہمارے ساتھ ام ایمن کی طرف چلیے، ان کی زیارت کرآتے ہیں جیسے کہ رسول اللہ ﷺ ان کی زیارت کے لیے جایا کرتے تھے۔ جب ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگیں۔ ان حضرات شیخین نے فرمایا: کس وجہ سے آپ رو رہی ہیں؟ رسول اللہ ﷺ کے لیے اللہ کے پاس جو کچھ (نعمتیں اور مقام) ہے وہ ان کے لیے زیادہ بہتر ہے۔ حضرت ام ایمن نے فرمایا کہ میں اس لیے نہیں رو رہی کہ مجھے یہ معلوم نہیں کہ اللہ کے پاس اس کے رسول کے

لیے جو کچھ ہے وہ ان کے لیے بہتر ہے (دنیا سے) لیکن میرے رونے کا سبب یہ ہے کہ آسمان سے وحی کا نزول منقطع ہو گیا ہے۔ ان کے اس کہنے سے حضرت ابو بکر و عمر پر بھی گریہ طاری ہو گیا اور وہ دونوں بھی رونے لگے۔

بَابُ مِنْ فَضَائِلِ أُمِّ سُلَيْمٍ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے فضائل کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

۶۳۱۴۔ حَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَا يَدْخُلُ عَلَى أَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِ، إِلَّا أُمِّ سُلَيْمٍ، فَإِنَّهُ كَانَ يَدْخُلُ عَلَيْهَا، فَقِيلَ لَهُ فِي ذَلِكَ، فَقَالَ: إِنِّي أَرْحَمُهَا قُتِلَ أَخُوهَا مَعِي

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''رسول اللہ ﷺ اپنی ازواج کے علاوہ کسی عورت کے گھر نہیں جاتے تھے سوائے ام سلیم کے (جو حضرت انس کی والدہ تھیں) آپ ﷺ ان کے یہاں چلے جایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ سے اس بارے میں کچھ کہا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے ان پر بہت رحم آتا ہے، ان کا بھائی میرے ساتھ (غزوہ کے دوران) قتل کیا گیا تھا''۔

تشریح:

''ام سلیم'' ان کا نام سهلة تھا اور الغميصاء یا الرميصاء ان کا لقب ہے اس کا شوہر مرتد ہو گیا تھا اور کافر ا ان کے ساتھ حضرت ابو طلحہ نے نکاح کیا اس نے اسلام قبول کرنے کی شرط رکھی آنحضرت ﷺ ان کی بڑی ہمدردی فرماتے تھے کیونکہ ان کے بھائی بئر معونہ میں شہید ہو گئے تھے جن کا نام حرام بن ملحان تھا بئر معونہ میں سب سے پہلے آپ کو شہید کر دیا گیا تھا وہ اس طرح کہ غدار دھوکہ باز عامر بن طفیل کے نام آنحضرت نے خط لکھا تھا حضرت حرام بن ملحان نے اس کو خط دیدیا اس خبیث نے نہیں پڑھا اور کسی کو اشارہ کیا اس نے پیچھے سے حضرت حرام کو نیزہ مارا اس نے شہادت سے پہلے کہا ''الله اکبر فزت ورب الكعبة'' ''معی'' یعنی میرے ساتھ اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے دین کے لیے میری نصرت و مدد میں اللہ کے راستے میں ام سلیم کا بھائی مارا گیا آنحضرت اس سریہ میں خود نہیں تھے۔ ام حرام اور ام سلیم دونوں بہنیں آنحضرت کی رضاعی بہنیں تھیں اس لیے ان کے پاس آنا جانا جائز تھا۔ ''خشخشة'' جوتوں کی آہٹ کو کہتے ہیں یہ حضرت بلال کی فضیلت ہے حضرت انس ام سلیم کے پہلے شوہر سے تھے پھر ابو طلحہ سے ان کا ایک بیٹا عمیر کے نام سے پیدا ہوا تھا جس کی موت کا قصہ اگلے باب میں آ رہا ہے اگلی حدیث میں ایک لفظ

خشفة ہے یہ ام سلیم کے جوتوں کی آہٹ کو کہا گیا ہے پیدل چلنے سے جو آواز پیدا ہوتی ہے وہ مراد ہے۔

۶۳۱۵۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ السَّرِيِّ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ خَشْفَةً، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوا: هٰذِهِ الْغُمَيْصَاءُ بِنْتُ مِلْحَانَ أُمُّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے وہاں پر کچھ آہٹ سنی (کسی کے چلنے کی) میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ فرشتوں نے جواب دیا کہ: یہ غمیصاء بنت ملحان (ام سلیم) ہیں۔ انس بن مالک کی والدہ''۔

۶۳۱۶۔ حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَرَجِ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أُرِيتُ الْجَنَّةَ فَرَأَيْتُ امْرَأَةَ أَبِي طَلْحَةَ، ثُمَّ سَمِعْتُ خَشْخَشَةً أَمَامِي فَإِذَا بِلَالٌ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے جنت دکھائی گئی، میں نے وہاں پر ابوطلحہ کی اہلیہ (ام سلیم) کو دیکھا۔ پھر میں نے ایک آہٹ سنی تو وہ بلال تھے''۔

بَابُ مِنْ فَضَائِلِ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ وقصة موت ولده

حضرت ابوطلحہ انصاری کے فضائل اور بیٹے کی موت کا قصہ

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

۶۳۱۷۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُونٍ، حَدَّثَنَا بَهْزٌ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: مَاتَ ابْنٌ لِأَبِي طَلْحَةَ، مِنْ أُمِّ سُلَيْمٍ، فَقَالَتْ لِأَهْلِهَا: لَا تُحَدِّثُوا أَبَا طَلْحَةَ بِابْنِهِ حَتّٰى أَكُونَ أَنَا أُحَدِّثُهُ قَالَ: فَجَاءَ فَقَرَّبَتْ إِلَيْهِ عَشَاءً، فَأَكَلَ وَشَرِبَ، فَقَالَ: ثُمَّ تَصَنَّعَتْ لَهُ أَحْسَنَ مَا كَانَ تَصَنَّعُ قَبْلَ ذٰلِكَ، فَوَقَعَ بِهَا، فَلَمَّا رَأَتْ أَنَّهُ قَدْ شَبِعَ وَأَصَابَ مِنْهَا، قَالَتْ: يَا أَبَا طَلْحَةَ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ قَوْمًا أَعَارُوا عَارِيَتَهُمْ أَهْلَ بَيْتٍ، فَطَلَبُوا عَارِيَتَهُمْ، أَلَهُمْ أَنْ يَمْنَعُوهُمْ؟ قَالَ: لَا، قَالَتْ: فَاحْتَسِبِ ابْنَكَ، قَالَ: فَغَضِبَ، وَقَالَ: تَرَكْتِنِي حَتّٰى تَلَطَّخْتُ، ثُمَّ أَخْبَرْتِنِي بِابْنِي فَانْطَلَقَ حَتّٰى أَتٰى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَارَكَ اللّٰهُ لَكُمَا فِي غَابِرِ لَيْلَتِكُمَا قَالَ: فَحَمَلَتْ، قَالَ: فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ وَهِيَ مَعَهُ، وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا أَتَى الْمَدِينَةَ مِنْ سَفَرٍ، لَا يَطْرُقُهَا طُرُوقًا، فَدَنَوْا مِنَ الْمَدِينَةِ، فَضَرَبَهَا الْمَخَاضُ فَاحْتُبِسَ عَلَيْهَا أَبُو طَلْحَةَ، وَانْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَقُولُ أَبُو طَلْحَةَ: إِنَّكَ لَتَعْلَمُ، يَا رَبِّ إِنَّهُ يُعْجِبُنِي أَنْ أَخْرُجَ مَعَ رَسُولِكَ إِذَا خَرَجَ، وَأَدْخُلَ مَعَهُ إِذَا دَخَلَ، وَقَدِ احْتَبَسْتُ بِمَا تَرَى، قَالَ: تَقُولُ أُمُّ سُلَيْمٍ: يَا أَبَا طَلْحَةَ مَا أَجِدُ الَّذِي كُنْتُ أَجِدُ، انْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا، قَالَ وَضَرَبَهَا الْمَخَاضُ حِينَ قَدِمَا، فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقَالَتْ لِي أُمِّي: يَا أَنَسُ لَا يُرْضِعُهُ أَحَدٌ حَتَّى تَغْدُوَ بِهِ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا أَصْبَحَ احْتَمَلْتُهُ، فَانْطَلَقْتُ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ فَصَادَفْتُهُ وَمَعَهُ مِيسَمٌ، فَلَمَّا رَآنِي قَالَ: لَعَلَّ أُمَّ سُلَيْمٍ وَلَدَتْ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، فَوَضَعَ الْمِيسَمَ، قَالَ: وَجِئْتُ بِهِ فَوَضَعْتُهُ فِي حِجْرِهِ، وَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَجْوَةٍ مِنْ عَجْوَةِ الْمَدِينَةِ، فَلَاكَهَا فِي فِيهِ حَتَّى ذَابَتْ، ثُمَّ قَذَفَهَا فِي فِيِّ الصَّبِيِّ، فَجَعَلَ الصَّبِيُّ يَتَلَمَّظُهَا، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: انْظُرُوا إِلَى حُبِّ الْأَنْصَارِ التَّمْرَ قَالَ: فَمَسَحَ وَجْهَهُ وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "حضرت ابوطلحہ کے ام سلیم سے ایک بیٹے کا انتقال ہوگیا (ان کا نام ابوعمیر تھا) انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ ابوطلحہ سے ان کے بیٹے کا ذکر نہ کرنا، میں خود ہی (مناسب موقع پر) ان سے تذکرہ کروں گی (تاکہ اچانک موت کی خبر سن کر انہیں صدمہ نہ ہو) چنانچہ ابوطلحہ گھر میں آئے تو ام سلیم نے ان کو رات کا کھانا پیش کیا، انہوں نے کھانا کھایا اور پانی پیا، پھر ام سلیم نے خوب اچھی طرح بناؤ سنگھار کیا پہلے سے زیادہ، ابوطلحہؓ نے ان سے صحبت کی، پھر جب انہوں نے دیکھا کہ وہ سیر ہوگئے اور اپنی حاجت بھی پوری کر لی تو کہنے لگیں: اے ابوطلحہ! آپ کا کیا خیال ہے اگر کچھ لوگ اپنی چیز کسی گھر والوں کو مستعار دیں... پھر وہ اپنی چیز واپس مانگیں... تو کیا ان گھر والوں کو اسے روکنے کا اختیار ہے؟ ابوطلحہ نے کہا نہیں ام سلیم نے کہا اپنے بیٹے کی موت پر ثواب کی امید رکھو ابوطلحہ یہ سن کر غصہ ہوئے اور کہا کہ تم نے مجھے بے خبر رکھا یہاں تک میں (جنابت) سے آلودہ ہوگیا اور اب بتلا رہی ہو میرے بیٹے کے متعلق۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ ﷺ سے سب واقعہ عرض کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ تمہاری گزری ہوئی رات میں برکت عطا فرمائے" پھر ام سلیم حاملہ ہوگئیں، رسول اللہ ﷺ سفر میں تھے ام سلیم بھی آپ کے ہمراہ تھیں، رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ جب کسی سفر سے مدینہ

واپس تشریف لاتے تو رات کو نہ آتے تھے۔ جب لوگ مدینہ کے قریب پہنچے تو ام سلیم کو دردِ زہ شروع ہو گیا، ابوطلحہ ان کے پاس رکے رہے اور رسول اللہ ﷺ روانہ ہو گئے۔ حضرت ابوطلحہ نے کہا: اے میرے رب تو جانتا ہے کہ مجھے یہ بات پسند تھی کہ تیرے رسول کے ساتھ نکلوں اور تیرے رسول کے ساتھ داخل ہوں، جب کہ آپ جانتے ہیں کہ میں رکنے پر مجبور ہو گیا ہوں۔ ام سلیم نے کہا کہ اے ابوطلحہ مجھے ایسی تکلیف نہیں محسوس ہو رہی جیسی پہلے تھی، لہذا چلے چلو، چنانچہ ہم چلے اور پھر انہیں دردِ زہ اس وقت شروع ہوا جب وہ مدینہ آ گئے۔ ام سلیم نے ایک لڑکے کو جنم دیا۔ مجھ سے میری والدہ (ام سلیم) نے کہا اے انس اس بچہ کو کوئی دودھ نہ پلائے جب تک کہ صبح کو تم اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس نہ لے جاؤ۔ جب صبح ہوئی تو میں اس بچہ کو اٹھا کر روانہ ہوا رسول اللہ ﷺ کی طرف۔ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو آپ ﷺ کے ہاتھوں میں اونٹوں پر نشان لگانے والا آلہ تھا۔ آپ ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: شاید ام سلیم کے ہاں ولادت ہوئی؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ ﷺ نے اپنا وہ آلہ رکھ دیا، میں بچہ کو لایا اور اسے آپ ﷺ کی گود میں رکھ دیا، رسول اللہ ﷺ نے عجوہ (کھجور) منگوائی اور اسے اپنے منہ میں اتنا چبایا کہ وہ گھل گئی پھر اسے بچہ کے منہ میں ڈال دیا، بچہ اسے چوسنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ذرا انصار کی کھجور سے محبت کا منظر تو دیکھو... پھر آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک بچہ کے منہ پر پھیرا اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔

تشریح:

"ابن لابی طلحۃ" اس بیٹے کا نام ابوعمیر تھا جن کے ساتھ آنحضرت مزاح کر کے فرماتے "یا ابا عمیر ما فعل النغیر" ابو طلحہ کا نام زید بن نفیل تھا آپ انصار مدینہ سے تعلق رکھتے تھے تمام غزوات میں آنحضرت کے ساتھ شریک رہے آپ مشہور بہادروں میں شمار ہوتے تھے احد کے میدان میں آپ نے بیس کافروں کو قتل کر دیا تھا آنحضرت کے سامنے احد کے دن سینہ پر رہے آنحضرت نے فرمایا کہ جنگ کے میدان میں ابوطلحہ کی للکار سو آدمیوں پر بھاری ہے حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد چالیس سال تک مسلسل روزے رکھے ایک سمندری جہاد میں روانہ ہوئے تو سمندر میں ۶۱ھ میں انتقال ہو گیا اور ادھر ہی جزیرہ میں مدفون ہوئے۔ "لا تحدثوا" یعنی ابوطلحہ کو بیٹے کی وفات کی خبر نہ دو میں خود اطلاع کرونگی یہ انتہائی عاقلہ فاضلہ صابرہ مطیعہ خاتون تھیں عقل حیران رہ جاتی ہے کہ اس میں شوہر خوش کرنے اور اللہ تعالیٰ کے لیے صبر کرنے کا کتنا بڑا جذبہ تھا "تصنعت" یعنی زیب و زینت اور بناؤ سنگھار اختیار کیا۔

"فوقع" ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ان سے جماع کیا جیسا کہ سفر سے آیا ہوا ہر شوہر جماع کا نہایت مشتاق رہتا ہے "شبع" یعنی کھانا کھا کر پیٹ بھر گیا "واصاب منھا" یعنی بیوی سے جماع بھی کر لیا "فاحسب ابنک" یعنی آپ کے بیٹے کا انتقال

ہوگیا۔ بخاری میں جنائز میں اس حدیث میں کچھ تفصیل ہے وہ اس طرح کہ حضرت ابوطلحہ کا یہ بیٹا بیمار تھا ابوطلحہ سفر پر چلا گیا جب واپس آیا تو بیوی سے پوچھا کہ بچے کا کیا حال ہے اس نے بچے کو کپڑے میں لپیٹ کر لٹا دیا گویا سو رہا ہے اور فرمایا کہ اس کو آرام آگیا راحت میں ہے صبح پھر انتہائی ہوشیاری سے اس سے اظہار کیا جو اس حدیث میں مذکور ہے۔

"فاحتسب ابنک" یعنی آپ کے بیٹے کا انتقال ہوگیا ہے ثواب کی امید رکھو "تلطخت" یعنی مجھے جماع کے ذریعہ سے گندہ بنا یا جنابت میں ڈال دیا اور پھر خبر کر دی؟ "فی غابر لیلتکما" یعنی گزشتہ رات کے معاملے میں اللہ تعالیٰ برکت ڈال دے چنانچہ اسی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو ایک لڑکا دیا آنحضرت نے ان کا نام عبداللہ رکھا پھر اس کے دس بیٹے پیدا ہوگئے جو سب کے سب علماء فضلاء تھے "فی سفر" یہ فتح مکہ اور غزوہ حنین کا سفر تھا حضرت ام سلیم نے جنگ حنین میں مضبوط خنجر سے جنگ لڑی ہے "المخاص" اسی مبارک جماع کا نتیجہ میں اس بچے کی ولادت میں ام سلیم کو درد زہ لاحق ہوگیا جب کہ یہ سفر میں تھی ابوطلحہ مجبوراً رک گئے اور پھر دعا مانگی کہ میرے مولا! میں تو تیرے نبی کے ساتھ نکلتا تھا اور مدینہ ساتھ آتا تھا اب تو میں راستہ میں رک گیا "ما اجد" ام سلیم نے کہا کہ اب مجھے درد زہ نہیں ہے چلو ساتھ مدینہ چلتے ہیں "فولدت غلاما" اس سے مراد عبداللہ ہے جس کے دس لڑکے علماء فضلاء پیدا ہو گئے ان میں سے ایک امام مالک کا استاذ تھا جس کا نام اسحٰق تھا "یتلمظها" چوسنے کے معنی میں ہے بچہ زبان سے جب کسی چیز کو لیکر کھاتا ہے اسی کو تلمظ کہتے ہیں۔

۶۳۱۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ خِرَاشٍ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: مَاتَ ابْنٌ لِأَبِي طَلْحَةَ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ کا ایک بیٹا فوت ہوگیا (اور پھر آگے سابقہ مذکورہ حدیث ہی کی مثل حدیث بیان فرمائی)۔

بَابُ مِنْ فَضَائِلِ بِلَالٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۶۳۱۹۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ يَعِيشَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ أَبِي حَيَّانَ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّيْمِيُّ يَحْيَى بْنُ

سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبِلَالٍ: عِنْدَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ يَا بِلَالُ حَدِّثْنِي بِأَرْجَى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ، عِنْدَكَ فِي الْإِسْلَامِ مَنْفَعَةً، فَإِنِّي سَمِعْتُ اللَّيْلَةَ خَشْفَ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ قَالَ بِلَالٌ: مَا عَمِلْتُ عَمَلًا فِي الْإِسْلَامِ أَرْجَى عِنْدِي مَنْفَعَةً، مِنْ أَنِّي لَا أَتَطَهَّرُ طُهُورًا تَامًّا، فِي سَاعَةٍ مِنْ لَيْلٍ وَلَا نَهَارٍ، إِلَّا صَلَّيْتُ بِذَلِكَ الطُّهُورِ، مَا كَتَبَ اللّٰهُ لِي أَنْ أُصَلِّيَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال سے ارشاد فرمایا: صبح کی نماز کے بعد: ''اے بلال! مجھ سے تم اپنا وہ عمل بیان کرو جو اسلام لانے کے بعد تمہارے نزدیک سب سے زیادہ فائدہ کی امید والا ہو، اس لیے کہ میں نے جنت میں تمہارے جوتوں کی آہٹ اپنے سامنے سنی ہے۔ حضرت بلال نے فرمایا کہ: میں نے اسلام لانے کے بعد کوئی ایسا عمل کیا ہی نہیں جس کے بارے میں مجھے فائدہ کی بہت زیادہ امید ہو، الا یہ کہ میں دن رات میں کسی بھی وقت جب بھی پورا وضو کرتا ہوں تو اس وضو سے نماز پڑھتا ہوں جتنی بھی اللہ تعالیٰ نے مقدر کی ہو۔

تشریح:

''بلال بن رباح'' آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں، سب سے پہلے مکہ معظمہ میں آپ نے اپنا اسلام ظاہر کیا، بدر وغیرہ تمام غزوات میں شامل ہوئے، آخر میں شام میں رہے، آپ کی اولاد کوئی نہیں، آپ سے صحابہ و تابعین کی جماعت نے روایات لیں، ۲۰ھ میں دمشق میں وفات پائی، باب الصغیر میں دفن ہوئے، ۶۳ سال عمر ہوئی۔

بعض نے کہا کہ حلب میں وفات ہے، باب اربعین میں آپ کی قبر ہے مگر پہلی بات قوی ہے۔ آپ نے اسلام کی خاطر اپنے پہلے مولیٰ امیہ بن خلف کے ہاتھوں بہت تکالیف برداشت کیں، امیہ خود اپنے ہاتھوں سے آپ کو طرح طرح کی ایذائیں دیتا تھا، اللہ کی شان کہ وہ مردود غزوہ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں پکڑا گیا اور حضرت بلال کے ہاتھوں جہنم مین پہنچا، حضرت عمر فرمایا کرتے تھے'' کہ ابوبکر ہمارے سردار ہیں انہوں نے ہمارے سردار کو آزاد فرمایا''۔

امیہ بن خلف سے بدلہ لینے پر حضرت صدیق نے حضرت بلال کو یوں شاباش دیدی

فَأَجْرَكَ الْإِلٰهُ عَلٰى صَنِيعٍ لَقَدْ أَدْرَكْتَ ثَأْرَكَ يَا بِلَالُ

امیہ کے قتل پر اللہ تعالیٰ آپ کو اچھا بدلہ دیدے اے بلال آپ نے اپنا بدلہ خود لے لیا

بَابُ مِنْ فَضَائِلِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَأُمِّهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا

حضرت عبداللہ بن مسعود اور ان کی والدہ کے فضائل کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے پندرہ احادیث کو بیان کیا ہے

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

آپ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے، ھذلی ہیں، پرانے مؤمنین سے ہیں، حضرت عمر فاروق سے کچھ پہلے ایمان لائے بلکہ آپ چھٹے صاحب ہیں کہ آپ سے پہلے صرف پانچ آدمی ایمان لائے تھے، حضور انور ﷺ کے خاص خادم تھے، حضور ﷺ کے صاحب اسرار تھے، سفر میں حضور ﷺ انور کی نعلین مسواک وضو کا برتن آپ کے پاس رہتا تھا، بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے، حضور انور ﷺ نے آپ کے جنتی ہونے کی گواہی دی اور فرمایا: ''**رضيت لامتي مارضي لها ابن ام عبد، وسخطت لها ماسخط لها ابن ام عبد يعني ابن مسعود**'' کہ میں اپنی امت کے لیے وہ چیز پسند کرتا ہوں جو ابن مسعود پسند کریں اور وہ چیز ناپسند کرتا ہوں جو ابن مسعود ناپسند کریں''۔ اخلاق عادات طور طریقہ میں حضور انور ﷺ سے بہت ملتے جلتے تھے، دبلے چھوٹے قد گندمی رنگ تھے، حضرت عمر کے زمانہ بلکہ خلافت عثمانیہ میں بھی کوفہ کے حاکم رہے پھر بیت المال کے محافظ پھر مدینہ منورہ آگئے وہاں ہی ۳۲ھ میں وفات ہوئی، ساٹھ (۶۰) سال سے زیادہ عمر پائی، خلفاء راشدین نے آپ سے احادیث لیں۔ جنة البقيع میں مدفون ہیں۔

آپ کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ بھی عجیب ہے مکہ مکرمہ میں حضرت ابن مسعودؓ عقبہ بن ابی معیط کے لیے بکریاں چراتے تھے ایک دفعہ آنحضرت اور صدیق اکبر کا ان پر گزر ہوا آنحضرت نے فرمایا اے لڑکے بکریوں میں کوئی دودھ ہے؟ اس نے کہا دودھ تو ہے لیکن میں امین بنایا گیا ہوں میں خیانت نہیں کر سکتا آنحضرت نے فرمایا کہ کوئی ایسی بکری ہے جس نے اب تک بچہ نہ جنا ہو؟ حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میں ایک ایسی بکری پکڑ کر لایا جس کا تھن سکڑا ہوا تھا آنحضرت نے اس پر ہاتھ پھیرا تو دودھ چھلکنے لگا آپ نے خود بھی پیا اور صدیق کو بھی پلایا اور پھر تھن سے کہا سکڑ جاؤ وہ سکڑ گیا اس کو دیکھ کر میں نے کہا یا رسول اللہ! یہ کلام مجھے بھی سکھادو آپ نے جواب میں فرمایا ''رَحِمَکَ اللّٰہُ اِنَّکَ عَلِیْمٌ مُعَلَّمٌ'' میں نے اسی وقت اسلام قبول کرلیا اس کے بعد آنحضرت نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ ہی رکھا ان کا باپ جاہلیت میں مرگیا تھا اس لیے اپنی ماں ام عبد کی طرف منسوب ہیں، بہت سارے صحابہ ان کو کتاب اللہ کا سب سے زیادہ عالم تصور کرتے تھے۔

۶۳۲۰۔ حَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ، وَسَهْلُ بْنُ عُثْمَانَ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ الْحَضْرَمِيُّ، وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، وَالْوَلِيدُ بْنُ شُجَاعٍ، قَالَ: سَهْلٌ وَمِنْجَابٌ: أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا﴾ (المائدة:۹۳) إِلَى آخِرِ الْآيَةِ، قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قِيلَ لِي أَنْتَ مِنْهُمْ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب یہ آیت نازل ہوئی: جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے ان پر کوئی گناہ نہیں اس چیز میں جو وہ کھا چکے جبکہ وہ ڈریں (اللہ سے) اور ایمان رکھیں..(مائدہ:۹۳) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: مجھ سے کہا گیا کہ تم بھی انہی میں سے ہو (یعنی صاحب ایمان و اعمال صالحہ)

۶۳۲۱۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وقَالَ ابْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: قَدِمْتُ أَنَا وَأَخِي مِنَ الْيَمَنِ، فَكُنَّا حِينًا، وَمَا نُرَى ابْنَ مَسْعُودٍ وَأُمَّهُ إِلَّا مِنْ أَهْلِ بَيْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنْ كَثْرَةِ دُخُولِهِمْ وَلُزُومِهِمْ لَهُ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اور میرا بھائی یمن سے آئے تھے۔ ہم ایک عرصہ تک ابن مسعود اور ان کی والدہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے ہی سمجھتے رہے، ان کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں بہت کثرت سے آنے جانے اور ہر وقت ساتھ رہنے کی بناء پر۔

تشریح:

"فکنا حینا" ای مکثنا زمانا طویلا یعنی طویل عرصہ سے ہم ابن مسعود کو اور ان کی ماں کو آنحضرت کے گھر کے افراد میں سے سمجھتے تھے حضرت ابن مسعود کی والدہ ام عبد سے مشہور تھی حضرت ابن مسعود کو اسی لیے ابن ام عبد سے یاد کیا جاتا ہے اس سے اگلی حدیث میں ایک لفظ ہے "قیل لی انت منهم" یعنی آنحضرت نے فرمایا کہ وحی کے ذریعہ سے مجھے بتایا گیا ہے کہ تم "امنوا وعملوا الصلحت" والے لوگوں میں سے ہو۔

۶۳۲۲۔ وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، أَنَّهُ سَمِعَ الْأَسْوَدَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا مُوسَى، يَقُولُ: لَقَدْ قَدِمْتُ أَنَا وَأَخِي مِنَ الْيَمَنِ

فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے کہ تحقیق میں اور میرا بھائی یمن سے آئے تھے (پھر آگے بقیہ حدیث سابقہ روایت ہی کی مثل بیان فرمائی)

٦٣٢٣ ـ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَا أُرَى أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ، أَوْ مَا ذَكَرَ مِنْ نَحْوِ هَذَا

حضرت ابوموسیٰ سے روایت مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو میں حضرت عبداللہ کو اہل بیت سے ہی تصور کرتا تھا (یا اسی طرح ذکر فرمایا)۔

٦٣٢٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْأَحْوَصِ، قَالَ: شَهِدْتُ أَبَا مُوسَى وَأَبَا مَسْعُودٍ، حِينَ مَاتَ ابْنُ مَسْعُودٍ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: أَتُرَاهُ تَرَكَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ؟ فَقَالَ: إِنْ قُلْتَ ذَاكَ، إِنْ كَانَ لَيُؤْذَنُ لَهُ إِذَا حُجِبْنَا، وَيَشْهَدُ إِذَا غِبْنَا

حضرت ابوالاحوص فرماتے ہیں کہ جب عبداللہ بن مسعود کی وفات ہوئی تو میں حضرت ابوموسیٰ اشعری اور ابو مسعود کے پاس حاضر ہوا، ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: تمہارا کیا خیال ہے ان کے بعد کوئی ان جیسا ہے؟ انہوں نے کہا تم یہ بات کہتے ہو؟ ان کا حال تو یہ تھا کہ انہیں اجازت مل جاتی تھی (دربار رسالت میں حاضری کی) اور ہمیں روک دیا جاتا تھا، وہ (خدمت نبوی میں) حاضر رہتے تھے اور ہم غائب ہوتے تھے۔

تشریح:

"اتراہ" یعنی کیا تم سمجھتے ہو کہ ابن مسعود نے اپنے بعد اپنی نظیر کسی کو چھوڑا ہے "ان قلت ذاک" "قلت کے لفظ میں خطاب بھی درست ہے اور متکلم کا صیغہ بھی درست ہے یہ فعل شرط ہے اس کا جزا محذوف ہے "ای ما قلت ذاک فھو حق غیر بعید" "ان کان" یہ ان مخفف من الثقیلہ ہے اور یہ جملہ محذوف جزاء پر دلالت کرتا ہے "ای انہ کان لیؤذن" یعنی ابن مسعود کی تو بڑی شان ہے ان کو آنحضرت سے انتہائی قرب حاصل تھا جس سے ہم محروم تھے حضرت ابوموسیٰ اشعری اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہما کا یہ تبصرہ اور مکالمہ تو یقیناً حضرت ابن مسعود کی وفات کے بعد ہوا ہے لیکن اس کے ساتھ والی حدیث میں ان

دونوں حضرات کا جو مکالمہ ہوا ہے وہ حضرت ابن مسعودؓ کی زندگی میں ہوا ہے لہٰذا دونوں حدیثوں کو الگ الگ مجلسوں پر حمل کرنا پڑے گا اگرچہ دونوں کا مضمون ایک ہی ہے البتہ یہاں ایک اور پیچیدگی ہے وہ یہ کہ آنے والی ایک حدیث میں حضرت ابوموسیٰ اشعری کا یہ مکالمہ حضرت ابومسعود انصاری کے بجائے حضرت حذیفہؓ کے ساتھ منقول ہے اس کا جواب بھی یہی ہوسکتا ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری کا مکالمہ حضرت ابن مسعود سے بھی ہوا ہے اور حضرت حذیفہ سے بھی ہوا ہے کوئی منافات نہیں ہے البتہ امام مسلمؒ نے ایک خفی اشارہ کیا ہے کہ حضرت حذیفہ کے ساتھ مکالمے کی بات وہم پر مبنی ہے چنانچہ فرمایا" وحدیث قطبة اتم واکثر" یعنی آنے والی زید بن وھب کی روایت سے قطبہ کی روایت زیادہ واضح اور مکمل ہے۔

۶۳۲۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا قُطْبَةُ هُوَ ابْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، قَالَ: كُنَّا فِي دَارِ أَبِي مُوسَى مَعَ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ عَبْدِ اللّٰهِ، وَهُمْ يَنْظُرُونَ فِي مُصْحَفٍ، فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ، فَقَالَ أَبُو مَسْعُودٍ: مَا أَعْلَمُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ بَعْدَهُ أَعْلَمَ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ هَذَا الْقَائِمِ، فَقَالَ أَبُو مُوسَى: أَمَا لَئِنْ قُلْتَ ذَاكَ، لَقَدْ كَانَ يَشْهَدُ إِذَا غِبْنَا، وَيُؤْذَنُ لَهُ إِذَا حُجِبْنَا

حضرت ابوالاحوص کہتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ حضرت ابوموسیٰ کے گھر میں تھے، حضرت عبداللہ بن مسعود کے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ہمراہ اور ایک قرآن مجید دیکھ رہے تھے۔ اسی دوران حضرت عبداللہ بن مسعود کھڑے ہوکر چلے گئے، حضرت ابومسعود نے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعد اللہ کی نازل کردہ کتاب (قرآن مجید) کا اس کھڑے ہوئے سے زیادہ عالم کوئی چھوڑا ہو۔ تو حضرت ابوموسیٰ نے فرمایا کہ تم یہ کہتے ہو؟ ان کا حال تو یہ تھا کہ جب ہم غائب ہوتے تو اس وقت بھی ابن مسعود حاضر خدمت نبوی ہوتے۔ اور ہمیں حاضری سے روک دیا جاتا لیکن انہیں اجازت مل جاتی تھی۔

۶۳۲۶۔ وحَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ هُوَ ابْنُ مُوسَى، عَنْ شَيْبَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، قَالَ: أَتَيْتُ أَبَا مُوسَى، فَوَجَدْتُ عَبْدَ اللّٰهِ، وَأَبَا مُوسَى ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدَةَ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ حُذَيْفَةَ، وَأَبِي مُوسَى وَسَاقَ الْحَدِيثَ، وَحَدِيثُ قُطْبَةَ أَتَمُّ وَأَكْثَرُ

ان اسناد کے ساتھ بھی یہ حدیث سابقہ روایت ہی کی مثل مروی ہے البتہ حضرت زید بن وھب سے روایت ہے کہ میں

حضرت حذیفہ اور حضرت ابوموسی کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ (باقی حدیث حسب سابق بیان فرمائی) اور حدیث قطبہ زیادہ کامل و مکمل ہے۔

٦٣٢٧- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّهُ قَالَ: ﴿وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ (آل عمران ١٦١) ثُمَّ قَالَ: عَلَى قِرَائَةِ مَنْ تَأْمُرُونِي أَنْ أَقْرَأَ؟ فَلَقَدْ قَرَأْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضْعًا وَسَبْعِينَ سُورَةً، وَلَقَدْ عَلِمَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنِّي أَعْلَمُهُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ، وَلَوْ أَعْلَمُ أَنَّ أَحَدًا أَعْلَمُ مِنِّي لَرَحَلْتُ إِلَيْهِ قَالَ شَقِيقٌ: فَجَلَسْتُ فِي حَلَقِ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا يَرُدُّ ذَلِكَ عَلَيْهِ، وَلَا يَعِيبُهُ

حضرت شقیق رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت عبداللہ بن مسعود نے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی، ﴿وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ پھر فرمایا: تم لوگ مجھے کس کی قرأت پر پڑھنے کا کہتے ہو؟ بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے ستر سے زائد سورتیں پڑھیں اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ جانتے ہیں کہ میں ان سب میں کتاب اللہ کو سب سے زیادہ جانتا ہوں۔ اور اگر میں جانتا کہ کوئی مجھ سے زیادہ جانتا ہے تو اس کے پاس سفر کر کے جاتا۔ شقیق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے بہت سے حلقوں میں بیٹھا ہوں، میں نے کسی کو نہیں سنا کہ اس نے حضرت عبداللہ بن مسعود کی اس بات کو رد کیا ہو یا اسے معیوب گردانا ہو۔

تشریح:

”ومن یغلل“ اس آیت کے پیش کرنے کا ایک پس منظر ہے جب تک وہ نہ سمجھا جائے یہ حدیث سمجھ میں نہیں آسکتی اصل قصہ یہ ہوا کہ اسلام جب اطراف عالم میں پھیل گیا تو قرآن عظیم کے اختلافِ لغات کی وجہ سے تشویش پیدا ہوگئی حضرت حذیفہ بن یمان عراق سے آئے تو آپ نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا کہ اس امت کو اس سے پہلے بچالو کہ ان میں یہود و نصاریٰ کی طرح اپنی کتاب میں اختلاف پیدا ہو جائے پھر اصحاب شوریٰ کا مشورہ ہوا تو یہ طے پایا گیا کہ قرآن قریش کی لغت پر نازل ہوا ہے لہٰذا قریشی جماعت کے چار رکنی کمیٹی کے ذمہ یہ لگا دیا گیا کہ قرآن سے باقی لغات ختم کر کے قریش کی لغت پر جمع کیا جائے جب اس لغت قریش پر قرآن کا مجموعہ تیار ہو گیا تو اس کا ایک نسخہ مکہ ایک مصر ایک شام اور ایک عراق کی طرف بھیجا گیا ایک نسخہ مدینہ میں رہ گیا باقی سارے سابقہ نسخوں کو جلانے کا حکم دیا گیا چنانچہ مختلف لغات پر مشتمل سارے نسخے حاصل کیے گئے اور جلائے گئے حضرت

عبداللہ بن مسعودؓ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ میں نے جس قرآن کو آنحضرت ﷺ کے منہ مبارک سے خود سنا ہے میں اس کو ہرگز واپس نہیں کروں گا آپ ۔نے اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ ''غلوا مصاحفکم'' اپنے مصحفوں کو حضرت عثمان وغیرہ سے چھپالو اور جو کچھ اس دنیا میں کوئی شخص چھپائے گا وہ اسی کو آخرت میں لائے گا چنانچہ آپ نے اپنا مصحف واپس نہیں کیا اور چونکہ آپ ھذلی تھے اور قرآن لغت ھذیل پر بھی اترا تھا تو اس میں لغات کا بہت زیادہ اختلاف تھا عام صحابہ نے حضرت عثمان کے اقدام کو قبول کیا اور حضرت ابن مسعودؓ کے اس تفرد کو قبول نہیں کیا آپ نے اپنے نسخے کو چھپا کر رکھا لوگ اس کو نہیں پڑھتے تھے چنانچہ یہ نسخہ پوشیدہ رہا یہاں تک کہ مصر میں بنوعبید کی حکومت کے زمانہ میں یہ نسخہ سرکاری خزانہ میں مل گیا بنوعبید کی حکومت جب ختم ہوگئی تو دولت معز کے قاضی القضاۃ شیخ صدرالدین نے حکم دیا کہ اس نسخہ کو جلا دیا جائے چنانچہ وہ جلایا گیا۔(الابی)

علامہ اُبی مالکی نے اپنی شرح اکمال اکمال المعلم میں اسی طرح لکھا ہے اس آیت سے حضرت ابن مسعودؓ نے صرف لغوی اعتبار سے استدلال کیا ہے آیت کا حقیقی مضمون قرآن کے بارے میں نہیں ہے یہ تو غلول مال غنیمت کے بارے میں ہے۔حضرت ابن مسعود اس سے بھی ناراض تھے کہ ان کو چار رکنی کمیٹی میں شریک نہیں کیا گیا تھا صحابہ نے ان کو اس لیے شریک نہیں کیا کہ یہ ھذلی تھے قریشی نہیں تھے۔

''علی قراء ۃ من تامرونی ''یعنی تم مجھے کس کی قرأت کا پابند بناتے ہو کیا میں زید کی اتباع کروں؟ حالانکہ میں نے آنحضرت کے منہ مبارک سے ستر سورتیں اس وقت یاد کیں جب زید اپنے سر کی چوٹی رکھ کر بچوں کے ساتھ کھیلا کرتا تھا صحابہ کرام کو معلوم ہے کہ قرآن کا علم سب سے زیادہ میرے پاس ہے حضرت ابن مسعود نے اپنے علم کا دعویٰ بوقت مقابلہ کیا کسی کے انکار کے وقت حقیقت کا ظاہر کرنا جائز ہے نیز اس سے دوسروں کے علم کی نفی مراد نہیں ہے۔

۶۳۲۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا قُطْبَةُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: وَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ مَا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ سُورَةٌ إِلَّا أَنَا أَعْلَمُ حَيْثُ نَزَلَتْ، وَمَا مِنْ آيَةٍ إِلَّا أَنَا أَعْلَمُ فِيمَا أُنْزِلَتْ، وَلَوْ أَعْلَمُ أَحَدًا هُوَ أَعْلَمُ بِكِتَابِ اللّٰهِ مِنِّي، تَبْلُغُهُ الْإِبِلُ، لَرَكِبْتُ إِلَيْهِ

حضرت مسروق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، کتاب اللہ میں کوئی سورت نہیں مگر یہ کہ میں اسے جانتا ہوں کہ کب (اور کہاں) نازل ہوئی اور کوئی آیت نہیں مگر یہ کہ میں جانتا ہوں کہ وہ کس بارے میں نازل ہوئی ہے اور اگر میرے علم میں کوئی ایسا شخص ہوتا جو مجھ سے زیادہ کتاب اللہ کا عالم ہوتا اور اس تک اونٹ پہنچ سکتا تو میں ضرور اس تک جانے کے لیے اونٹ پر سوار

ہو کر جاتا''۔

۶۳۲۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: كُنَّا نَأْتِي عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو، فَنَتَحَدَّثُ إِلَيْهِ وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ: عِنْدَهُ فَذَكَرْنَا يَوْمًا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ، فَقَالَ: لَقَدْ ذَكَرْتُمْ رَجُلًا لَا أَزَالُ أُحِبُّهُ بَعْدَ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: خُذُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ: مِنِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ فَبَدَأَ بِهِ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ.

حضرت مسروق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمرو کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور ان سے باتیں کیا کرتے (دین وعلم دین کی) ایک روز ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود کا تذکرہ کیا تو فرمانے لگے: ''تم نے ایسے آدمی کا ذکر کیا ہے کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے ان کے متعلق سنا ہے میں ان سے اس وقت سے محبت کرنے لگا ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: ''چار افراد سے قرآن (کا علم) حاصل کرو، ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود) اور انہی کے نام سے آپ ﷺ نے شروع کیا تھا (جو ان کے دوسروں پر راجح ہونے پر دلالت کرتا ہے) اور معاذ بن جبل سے اور ابی بن کعب اور سالم مولیٰ ابی حذیفہ سے''۔

۶۳۳۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالُوا: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو فَذَكَرْنَا حَدِيثًا، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، فَقَالَ: إِنَّ ذَاكَ الرَّجُلَ لَا أَزَالُ أُحِبُّهُ بَعْدَ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُهُ، سَمِعْتُهُ يَقُولُ: اقْرَءُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ: مِنِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ فَبَدَأَ بِهِ وَمِنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَمِنْ سَالِمٍ، مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ، وَمِنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ. وَحَرْفٌ لَمْ يَذْكُرْهُ زُهَيْرٌ، قَوْلُهُ: يَقُولُهُ.

حضرت مسروق ؒ سے مروی ہے کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمرو کی خدمت میں حاضر تھے کہ ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ایک حدیث ذکر کی تو انہوں نے کہا: یہ وہ آدمی ہیں جن سے میں اس وقت سے محبت کرتا ہوں جب سے ان کے بارے میں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ چار آدمیوں ابن ام عبد (ابن مسعود) اور ان سے ابتداء کی اور ابی بن کعب اور ابو حذیفہ کے آزاد کردہ غلام سالم اور معاذ بن جبل سے پڑھو۔

۶۳۳۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، بِإِسْنَادِ

جَرِيرٍ، وَوَكِيعٍ، فِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ، قَدَّمَ مُعَاذًا، قَبْلَ أُبَيٍّ، وَفِي رِوَايَةِ أَبِي كُرَيْبٍ، أُبَيٌّ، قَبْلَ مُعَاذٍ.

اس سند کے ساتھ بھی حسب سابق حدیث منقول ہے۔البتہ چاروں ناموں کی ترتیب (تقدیم وتاخیر) کا اس میں بھی اختلاف ہے۔

٦٣٣٢ - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، ح وحَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ، كِلَاهُمَا، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، بِإِسْنَادِهِمْ وَاخْتَلَفَا، عَنْ شُعْبَةَ فِي تَنْسِيقِ الْأَرْبَعَةِ

اس سند کے ساتھ بھی حسب سابق حدیث منقول ہے البتہ چاروں ناموں میں ترتیب (تقدیم وتاخیر) کا اس میں بھی اختلاف ہے۔

٦٣٣٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: ذَكَرُوا ابْنَ مَسْعُودٍ، عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، فَقَالَ: ذَاكَ رَجُلٌ لَا أَزَالُ أُحِبُّهُ، بَعْدَ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: اسْتَقْرِئُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ: مِنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَسَالِمٍ، مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ، وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ

حضرت مسروق رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو کے پاس حضرت ابن مسعود کا ذکر ہوا انہوں نے کہا: یہ وہ آدمی ہیں جن سے میں اس وقت سے محبت کرتا ہوں جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے ان کے بارے میں سنا ہے کہ قرآن مجید پڑھنا ان چار سے سیکھو حضرت ابن مسعود، حضرت ابوحذیفہ کے آزاد کردہ غلام حضرت سالم اور حضرت ابی بن کعب اور حضرت معاذ بن جبل۔

٦٣٣٤ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَزَادَ قَالَ: شُعْبَةُ بَدَأَ بِهَذَيْنِ لَا أَدْرِي بِأَيِّهِمَا بَدَأَ

اس سند کے ساتھ بھی حسب سابق منقول ہے۔البتہ اس روایت میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت شعبہ نے کہا: آپ ﷺ نے ان دونوں سے ابتداء کی البتہ یہ معلوم نہیں کہ ان دونوں میں سے کس سے ابتداء کی تھی۔

بَابُ مِنْ فَضَائِلِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَجَمَاعَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمْ

حضرت ابی بن کعب اور انصار کی جماعت کے فضائل کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے پانچ احادیث کو بیان کیا ہے

۶۳۳۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا، يَقُولُ: جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، أَرْبَعَةٌ، كُلُّهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ: مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَأَبُو زَيْدٍ . قَالَ قَتَادَةُ: قُلْتُ لِأَنَسٍ: مَنْ أَبُو زَيْدٍ؟ قَالَ: أَحَدُ عُمُومَتِي

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں چار افراد نے قرآن کریم کو جمع کیا تھا اور چاروں انصار میں سے تھے (۱) معاذ بن جبل (۲) ابی بن کعب (۳) زید بن ثابت (۴) ابوزید۔ قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے انس سے پوچھا کہ ابوزید کون ہے؟ فرمایا کہ میرے ایک چچازاد بھائی ہیں۔

۶۳۳۶۔ حَدَّثَنِي أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ مَعْبَدٍ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: مَنْ جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: أَرْبَعَةٌ، كُلُّهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ: أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُكْنَى أَبَا زَيْدٍ

حضرت ہمام رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک سے عرض کیا کہ: ''رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں قرآن کریم کی جمع وترتیب کس نے کی تھی؟ فرمایا کہ چار نے اور چاروں انصاری تھے۔ حضرت ابی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ایک اور انصاری جن کی کنیت ابوزید تھی۔

۶۳۳۷۔ حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لِأُبَيٍّ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ قَالَ: آللّٰهُ سَمَّانِي لَكَ؟ قَالَ: اللّٰهُ سَمَّاكَ لِي قَالَ فَجَعَلَ أُبَيٌّ يَبْكِي

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بار حضرت ابی سے فرمایا: اللہ عزوجل نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ تمہیں قرآن سناؤں، حضرت ابی نے پوچھا کہ کیا اللہ عزوجل نے میرا نام لے کر تمہیں فرمایا ہے۔ حضرت ابی یہ سن کر رونے لگے۔

۶۳۳۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، لِأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ: إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ: ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ (البينة: ١) قَالَ: وَسَمَّانِي؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَبَكَى.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بار حضرت ابی سے فرمایا: اللہ عزوجل نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ تمہیں "لم یکن الذین کفروا" سناؤں۔ انہوں نے دریافت کیا کہ کیا میرا نام لے کر فرمایا؟ حضور ﷺ نے فرمایا۔ ہاں! تو وہ رو پڑے"۔

۶۳۳۹۔ حَدَّثَنِيهِ يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِأُبَيٍّ بِمِثْلِهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابی سے (سابقہ حدیث ہی کی مثل) فرمایا۔

بَابُ مِنْ فَضَائِلِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے آٹھ احادیث کو بیان کیا ہے

۶۳۴۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَجَنَازَةُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ بَيْنَ أَيْدِيهِمُ اهْتَزَّ لَهَا عَرْشُ الرَّحْمَنِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اور حضرت سعد بن معاذ کا جنازہ آپ ﷺ کے سامنے تھا: "اس جنازہ کے لیے رحمن کا عرش بھی ہل گیا"۔

تشریح:

"سعد بن معاذ" آپ انصاری اشہلی اوسی ہیں، مدینہ منورہ میں ایمان لائے، دونوں بیعت عقبہ کے درمیان ایمان لائے آپ کے اسلام پر بہت سے اشہلی لوگ مسلمان ہوگئے، انصار میں سب سے پہلے آپ کا گھرانہ ایمان لایا، حضور ﷺ نے آپ کو سید الانصار کا لقب دیا، اپنی قوم کے سردار تھے، جلیل القدر صحابی ہیں، آپ غزوہ بدر واحد میں شریک ہوئے، احد میں حضور کے ساتھ

ثابت قدم رہے، غزوہ خندق میں آپ کے شانہ پر ایک تیر لگا اس کا خون نہ ٹھہرا اور ایک ماہ بعد وفات ہوگئی یعنی ذی قعدہ ۵ھ میں وفات ہوئی، ۳۷ سال عمر ہوئی، بقیع میں دفن ہوئے، ایک جماعت نے آپ سے احادیث روایت کیں۔

"اهتز عرش الرحمن" اهتزاز ہلنے کو کہتے ہیں، حضرت سعد بن معاذ کی شہادت پر عرش خوشی سے جھومنے لگا کہ اب سعد کی مبارک روح اوپر آسمانوں میں آئے گی، اس سے حضرت سعد کی بڑی شان معلوم ہوتی ہے یہ انصار کے سردار تھے جنگ خندق میں ان کو تیر لگا تھا بنو قریظہ کے بارے میں فیصلہ حضرت سعد بن معاذ ہی نے کیا تھا ان کے جنازہ میں ستر ہزار فرشتے آ گئے تھے۔

۶۳۴۱۔ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ الْأَوْدِيُّ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمَنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''سعد بن معاذ کی موت سے عرشِ رحمٰن بھی ہل گیا''۔

۶۳۴۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرُّزِّيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ الْخَفَّافُ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَجَنَازَتُهُ مَوْضُوعَةٌ يَعْنِي سَعْدًا اهْتَزَّ لَهَا عَرْشُ الرَّحْمَنِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کہ حضرت سعد کا جنازہ رکھا ہوا تھا کہ اس (کی موت) کی وجہ سے اللہ کا عرش بھی حرکت میں آ گیا ہے۔

۶۳۴۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ، يَقُولُ: أُهْدِيَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حُلَّةُ حَرِيرٍ، فَجَعَلَ أَصْحَابُهُ يَلْمِسُونَهَا وَيَعْجَبُونَ مِنْ لِينِهَا، فَقَالَ: أَتَعْجَبُونَ مِنْ لِينِ هَذِهِ؟ لَمَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ، خَيْرٌ مِنْهَا وَأَلْيَنُ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک ریشم کا جوڑا ہدیہ کیا گیا۔ آپ ﷺ کے صحابہ اس جوڑے کو چھوتے اور اس کی نرمی اور ملائمت پر بہت تعجب کا اظہار کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم اس ریشمی کپڑے کی نرمی اور ملائمت پر تعجب ہو رہا ہے؟ سعد بن معاذ کو جنت میں ملنے والے رومال اس سے زیادہ بہتر ہیں اور اس سے زیادہ نرم ہیں۔

۶۳۴۴۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، أَنْبَأَنِي أَبُو إِسْحَاقَ، قَالَ:

سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ، يَقُولُ: أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَوْبِ حَرِيرٍ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ، ثُمَّ قَالَ ابْنُ عَبْدَةَ، أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنِي قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ هٰذَا، أَوْ بِمِثْلِهِ.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کہیں سے ریشمی کپڑا آیا۔ (آگے حسب سابق حدیث منقول ہے)۔

۶۳۴۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ، حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، بِهٰذَا الْحَدِيثِ بِالْإِسْنَادَيْنِ جَمِيعًا، كَرِوَايَةِ أَبِي دَاوُدَ

اس سند سے بھی حسب سابق حدیث منقول ہے۔

۶۳۴۶۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ قَتَادَةَ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّهُ أُهْدِيَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُبَّةٌ مِنْ سُنْدُسٍ، وَكَانَ يَنْهَى عَنِ الْحَرِيرِ، فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْهَا، فَقَالَ: وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنَّ مَنَادِيلَ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ أَحْسَنُ مِنْ هٰذَا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دیباج (ریشم کی قسم کا ایک کپڑا) کا ایک جبہ ہدیہ کیا گیا۔ جب کہ آپ ﷺ ریشم سے منع فرمایا کرتے تھے۔ لوگوں کو اس کی نرمی پر تعجب ہوتا تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''سعد بن معاذ کے رومال جنت میں اس سے بہت زیادہ خوبصورت ہیں''۔

۶۳۴۷۔ حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ نُوحٍ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَامِرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أُكَيْدِرَ دُومَةِ الْجَنْدَلِ أَهْدَى لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حُلَّةً فَذَكَرَ نَحْوَهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ وَكَانَ يَنْهَى عَنِ الْحَرِيرِ

حسب سابق منقول ہے۔ اس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: اکیدر دومۃ الجندل (کے حاکم) نے آپ ﷺ کی خدمت میں جوڑا ہدیہ کیا۔

تشریح:

''ان اکیدر'' یہ اکدر کی تصغیر ہے اس کا نام اکیدر بن عبد الملک تھا بنو کنانہ سے اس کا تعلق تھا دومۃ الجندل کے علاقے کا رئیس

اور بادشاہ تھا یہ عیسائی تھا اور ہرقل کی طرف سے ان علاقوں پر مقرر تھا۔ دومۃ جندل شام کے کئی علاقوں پر بولا جاتا ہے تبوک کے پاس واقع ہے اکیدر کے گرفتار کرنے کے لیے آنحضرت نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھیجا آپ نے کہا یا رسول اللہ! وہ بادشاہ آدمی ہیں میں اس کو کیسے قید کرسکتا ہوں آنحضرت نے فرمایا وہ جنگل میں تجھے ملے گا چنانچہ رات کے وقت اکیدر نیل گائے کے پیچھے چلا گیا حضرت خالد نے تعاقب کیا اکیدر کے بھائی حسان نے جنگ شروع کی تو وہ مارا گیا اور اکیدر گرفتار ہو گئے آنحضرت نے ان کو معاف کیا اور اپنے علاقوں پر برقرار رکھا اور اس پر بھاری جزیہ لگا دیا علامہ ابی کہتے ہیں کہ یہ جبہ اکیدر سے حضرت خالد نے چھین لیا تھا زیر بحث روایت میں تصریح ہے کہ اکیدر نے بطور ہدیہ دیا تھا اس پر جبہ سندس کا اطلاق بھی آیا ہے حلۃ کا اطلاق بھی ہوا ہے ثوب حریر کا اطلاق بھی کیا گیا ہے یہ راویوں کی تعبیرات ہیں علامہ ابی کہتے ہیں" وکانت قباء من دیباج مخوص بالذهب" یعنی ریشم کا عبا یہ تھا اس میں سونے کے تار ٹکے ہوئے تھے۔

بَابُ مِنْ فَضَائِلِ أَبِي دُجَانَةَ سِمَاكِ بْنِ خَرَشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ

ابودجانہ سماک بن خرشہ رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۶۳۴۸ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ سَيْفًا يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ: مَنْ يَأْخُذُ مِنِّي هَذَا؟ فَبَسَطُوا أَيْدِيَهُمْ، كُلُّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ يَقُولُ: أَنَا، أَنَا، قَالَ: فَمَنْ يَأْخُذُهُ بِحَقِّهِ؟ قَالَ فَأَحْجَمَ الْقَوْمُ. فَقَالَ سِمَاكُ بْنُ خَرَشَةَ أَبُو دُجَانَةَ: أَنَا آخُذُهُ بِحَقِّهِ. قَالَ: فَأَخَذَهُ فَفَلَقَ بِهِ هَامَ الْمُشْرِكِينَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ احد کے روز ایک تلوار لی اور فرمایا کہ: کون یہ تلوار مجھ سے لے گا؟ سب نے ہاتھ پھیلا دیے۔ ہر آدمی یہ کہہ رہا تھا؟ یہ سن کر سب پیچھے ہٹ گئے۔ حضرت سماک بن خرشہ ابودجانہ نے فرمایا کہ: میں اس کے حق کو پورا کرنے کے لیے لوں گا۔ چنانچہ وہ تلوار انہوں نے لے لی اور اس سے مشرکین کی کھوپڑیں پھاڑ دیں"۔

تشریح:

"انا انا" یعنی ہر ایک نے ہاتھ پھیلا کر کہا کہ میں لیتا ہوں "فاحجم القوم" یعنی لوگ پیچھے ہٹ گئے ایسا لگتا ہے کہ پہلے

آنحضرت نے بحقه لفظ نہیں فرمایا تو سب آگے بڑھے تا کہ لیکر برکت حاصل کرے لیکن جب حق السیف کی بات آگئی تو اس کے حق ادا کرنے سے لوگ ڈر گئے حضرت ابو دجانہ نے فرمایا یا رسول اللہ اس کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اس تلوار کے ساتھ صفوں کو چیر کر آگے صفوں میں لڑا جائے اور بھاگ نہ جائے یہاں تک کہ تلوار ٹیڑھی ہو جائے حضرت ابو دجانہ نے لے لی۔

''ففلق''یعنی کافروں کی کھوپڑیوں کو پھاڑ دیا یہاں تک کہ صفوں کو چیر کر عورتوں تک پہنچ گئے ایک انسان کی کھوپڑی پر تلوار مارنے لگے تو فوراً ہٹالی کسی نے وجہ پوچھی تو کہا میں جب مارنے لگا تو معلوم ہوا یہ عورت ہے تو آنحضرت کی تلوار کی عظمت یہ ہے کہ کسی عورت پر نہ لگے آپ سرخ پٹی سر پر باندھتے تھے اور لڑتے تھے جنگ یمامہ میں شہید کر دیئے گئے۔

بَابُ فَضَائِلِ عَبْدِ اللّٰهِ وَالِدُ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا

حضرت جابر کے والد عبداللہ رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

۶۳۴۹۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ، وَعَمْرٌو النَّاقِدُ، كِلَاهُمَا عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: عُبَيْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ، جِيءَ بِأَبِي مُسَجًّى، وَقَدْ مُثِّلَ بِهِ، قَالَ: فَأَرَدْتُ أَنْ أَرْفَعَ الثَّوْبَ، فَنَهَانِي قَوْمِي، ثُمَّ أَرَدْتُ أَنْ أَرْفَعَ الثَّوْبَ، فَنَهَانِي قَوْمِي، فَرَفَعَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ أَمَرَ بِهِ فَرُفِعَ فَسَمِعَ صَوْتَ بَاكِيَةٍ أَوْ صَائِحَةٍ، فَقَالَ: مَنْ هَذِهِ؟ فَقَالُوا بِنْتُ عَمْرٍو، أَوْ أُخْتُ عَمْرٍو، فَقَالَ: وَلِمَ تَبْكِي؟ فَمَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتَّى رُفِعَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ احد کے دن میرے والد کو کپڑے میں لپٹا ہوا لایا گیا اور ان کا مُثلہ کر دیا گیا تھا، فرماتے ہیں کہ میں نے چاہا کہ کپڑا ہٹاؤں مگر میری قوم نے مجھے منع کر دیا۔ میں نے پھر چاہا کہ کپڑا ہٹا کر دیکھوں۔ میری قوم نے مجھے پھر روک دیا۔ پھر یا تو رسول اللہ ﷺ نے کپڑا خود اٹھایا یا کسی کو اٹھانے کا حکم دیا۔ چنانچہ کپڑا ہٹا دیا گیا تو آنحضرت نے ایک چیخ کی یا رونے کی آواز سنی۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ (رونے والی) کون ہے؟ کہا گیا کہ عمرو کی بیٹی یا بہن ہے (یعنی شہید کی بہن یا پھوپھی ہے) آپ ﷺ نے فرمایا کیوں روتی ہے؟ فرشتے مسلسل اپنے پروں سے اس پر سایہ کیئے ہوئے ہیں۔ یہاں تک انہیں اٹھایا گیا۔

تشریح:

"جیء بابی" شہید ہونے کے بعد آنحضرت کے پاس لائے گئے ان کا نام عبداللہ تھا اور کنیت ابو جابر تھی والد کا نام عمرو بن حرام تھا شہادت ہی کے لیے احد گئے تھے ۳ھ میں شہید ہو گئے "مسجی" چادر میں لپٹے ہوئے تھے "مثل به" ناک کان آنکھیں اور انگلیاں کاٹنے کو مثلہ کہتے ہیں بیٹی کو صحابہ نے دیکھنے سے منع کر دیا تھا کہ بے صبری کر جائے گی مگر آنحضرت نے اجازت دیدی۔ "تظلہ" یعنی فرشتے بشارت دینے کے لیے ازدحام کیے ہوئے تھے جس سے ان پر سایہ ہو گیا تھا اللہ تعالیٰ نے آمنے سامنے ان سے کلام فرمایا "مجدعا" ناک اور کان کے کاٹنے کو جدع کہتے ہیں۔ آئندہ حدیث کا لفظ ہے۔

۶۳۵۰ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: أُصِيبَ أَبِي يَوْمَ أُحُدٍ، فَجَعَلْتُ أَكْشِفُ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهِ، وَأَبْكِي وَجَعَلُوا يَنْهَوْنَنِي، وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْهَانِي، قَالَ: وَجَعَلَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ عَمْرٍو، تَبْكِيهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: تَبْكِيهِ، أَوْ لَا تَبْكِيهِ، مَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا، حَتَّى رَفَعْتُمُوهُ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ احد کے روز میرے والد شہید ہو گئے۔ میں ان کے چہرہ سے کپڑا ہٹانے لگا تو لوگوں نے مجھے منع کر دیا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے مجھے منع نہیں فرمایا (چنانچہ جب کپڑا ہٹا دیا تو) فاطمہ بنت عمرو (شہید کی بہن) رونے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم ان پر روؤ یا نہ روؤ، فرشتوں نے ان پر مسلسل اپنے پروں سے سایہ کیا ہوا ہے۔ یہاں تک کہ تم انہیں اٹھاؤ (اور قبر میں پہنچاؤ)۔

۶۳۵۱ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، كِلَاهُمَا، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ، بِهَذَا الْحَدِيثِ، غَيْرَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ لَيْسَ فِي حَدِيثِهِ ذِكْرُ الْمَلَائِكَةِ وَبُكَاءُ الْبَاكِيَةِ.

اس سند سے بھی حسبِ سابق حدیث منقول ہے۔ لیکن حضرت ابن جریج کی روایت کردہ حدیث میں ملائکہ اور رونے والے کے رونے کا ذکر نہیں ہے۔

۶۳۵۲ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلَفٍ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ عَدِيٍّ، أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: جِيءَ بِأَبِي يَوْمَ أُحُدٍ مُجَدَّعًا، فَوُضِعَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غزوۂ احد کے دن میرے والد کو ناک وکان کٹے ہوئے لایا گیا پس انہیں نبی کریم ﷺ کے سامنے رکھا گیا (باقی حدیث مبارکہ سابقہ احادیث ہی کی طرح بیان فرمائی)۔

بَابُ مِنْ فَضَائِلِ جُلَيْبِيبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

حضرت جلیبیب رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۶۳۵۳۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عُمَرَ بْنِ سَلِيطٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ كِنَانَةَ بْنِ نُعَيْمٍ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ فِي مَغْزًى لَهُ، فَأَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالُوا: نَعَمْ، فُلَانًا، وَفُلَانًا، وَفُلَانًا، ثُمَّ قَالَ: هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالُوا: نَعَمْ، فُلَانًا، وَفُلَانًا، وَفُلَانًا، ثُمَّ قَالَ: هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: لَكِنِّي أَفْقِدُ جُلَيْبِيبًا، فَاطْلُبُوهُ فَطُلِبَ فِي الْقَتْلَى، فَوَجَدُوهُ إِلَى جَنْبِ سَبْعَةٍ قَدْ قَتَلَهُمْ، ثُمَّ قَتَلُوهُ، فَأَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ: قَتَلَ سَبْعَةً، ثُمَّ قَتَلُوهُ هَذَا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ، هَذَا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ قَالَ: فَوَضَعَهُ عَلَى سَاعِدَيْهِ لَيْسَ لَهُ إِلَّا سَاعِدَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَحُفِرَ لَهُ وَوُضِعَ فِي قَبْرِهِ، وَلَمْ يَذْكُرْ غَسْلًا

حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک غزوہ میں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مال غنیمت عطا فرمایا (یعنی فتح عطا فرمائی) آپ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ کیا کسی کو تم غائب پاتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں فلاں، فلاں اور فلاں غائب ہیں (یعنی شہید ہو گئے ہیں) آپ ﷺ نے پھر فرمایا: کسی اور کو گم پاتے ہو؟ وہ کہنے لگے کہ نہیں آپ ﷺ نے فرمایا: لیکن میں جلیبیب کو موجود نہیں پاتا۔ انہیں تلاش کرو۔ انہیں شہداء میں تلاش کیا گیا تو انہیں سات مقتولین کے درمیان پایا جنہیں جلیبیب نے قتل کر دیا تھا۔ پھر دشمنوں نے انہیں قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ ان کی نعش پر تشریف لائے اور کھڑے ہو گئے۔ پھر فرمایا کہ جلیبیب نے سات کو قتل کیا پھر انہیں دشمن نے شہید کر دیا۔ یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں اپنے بازوؤں پر اٹھا لیا اور ان کے لیے کوئی گہوارہ نہیں تھا۔ سوائے نبی ﷺ کے بازوؤں کے۔ پھر ان کے لیے قبر کھودی گئی اور انہیں قبر میں رکھ دیا گیا۔ (راوی نے غسل دینے کا ذکر نہیں کیا)۔

تشریح:

"جلیبیبؓ" علامہ ابی مالکی نے جلیبیب کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ ثعلبہ قبیلہ سے تعلق رکھنے والا صحابی تھا جو انصار کا حلیف تھا حضرت انس فرماتے ہیں کہ ان کا چہرہ خوبصورت نہیں تھا آنحضرت نے ان سے فرمایا کہ شادی کرلو آپ نے جواب میں فرمایا کہ یا رسول اللہ! آپ مجھے بے قیمت آدمی پالو گے حضور انور نے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک بے قیمت نہیں ہو پھر آنحضرت نے ایک صحابی سے ان کی شادی کی بات کی تو اس نے کہا میں گھر میں مشورہ کرلوں گا جب اس کی بیوی کے سامنے جلیبیب کا نام آگیا تو اس نے کہا اچھا جلیبیب کو اپنی بیٹی دیدوں؟

خدا کی قسم ایسا نہیں ہوگا وہ صحابی کھڑے ہو گئے تا کہ آنحضرت کو بتادے کہ رشتہ نہیں ہوسکتا ہے تو پردہ کے پیچھے سے اس کی بیٹی نے کہا یا کہ کیا آپ لوگ نبی اکرم ﷺ کی بات رد کرتے ہو؟ مجھے رسول اللہ ﷺ کے حوالہ کردو وہ مجھے جہاں دینا چاہیں گے مجھے ضائع نہیں کریں گے باپ اپنی بیٹی کو آنحضرت کے پاس لے گئے اور فرمایا آپ جو چاہیں فیصلہ کریں آنحضرت نے اس کا نکاح جلیبیب سے کردیا اور یوں دعا فرمائی۔

اللھم اصبب علیھما الرزق صباً صباً ولا تجعل عیشھما کداً کداً

"فی مغزیٰ" اس غزوہ کا تعین نہ ہوسکا کہ کونسا غزوہ تھا جس میں جلیبیب شہید ہو گئے "قالوا لا" چونکہ جلیبیب انتہائی گمنام تھے تو صحابہ کو پتہ نہیں چلا کہ شہید ہو گئے ہیں آنحضرت نے فرمایا تلاش کرو "الی جنب سبعۃ" یعنی سات کافروں کو جہنم رسید کیا تھا اور پھر شہید ہو گیا تھا۔

"ھذا منی وانا منہ" یہ جملہ جلیبیب کے لیے بڑا اعزاز ہے اور اس کی گمنامی کو ختم کرنے کا بہترین صلہ ہے کیونکہ جلیبیب کے والدین اور گھرانے کو کوئی نہیں جانتا تھا آنحضرت نے ان کو ایسا مشہور فرمادیا کہ اپنی ذات عالی کے ساتھ جوڑ دیا اب اس کی شان عالیشان اس طرح ہو گئی جیسا کہ شاعر نے کہا ہے

کلاہ گوشئہ دھقان بآفتاب ورسید　　　که سایہ برسرش انداخت چوں تو سلطانے

"علی ساعدیہ" یعنی آنحضرت نے ان کو اپنے مبارک بازوؤں پر اٹھالیا اور قبر میں دفنا دیا سبحان اللہ یہ اعزاز واکرام کے تخت جنازہ کی جگہ سردار دوجہاں کے بازو تخت بن گئے اور جلیبیب اس پر رونق افروز ہو گئے سچ ہے

یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا　　　ہر مدعی کے واسطے دارورسن کہاں؟

بَابُ مِنْ فَضَائِلِ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَقِصَّةُ إِسْلَامِهِ

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے فضائل اور اسلام لانے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

نام ونسب: حضرت ابوذر غفاری کا نام جندب بن جنادہ ہے کنیت ابوذر ہے اور لقب مسیح الاسلام ہے مشہور قبیلہ غفار سے آپ کا تعلق ہے غفار بنو کنانہ کی شاخ ہے "زاهد هذه الامة" تھے جاہلیت میں حنفاء میں سے تھے اسلام کی آواز کانوں میں پہنچی تو مکہ روانہ ہوگئے اور اسلام قبول کرلیا اس باب کی لمبی احادیث میں ان کے اسلام کا عجیب وغریب قصہ مذکور ہے اسلام میں چوتھے مسلمان ہیں جس نے اسلام کو قبول کیا ان کا مسلک یہ تھا کہ دوسرے وقت کے لیے کھانا رکھنا حرام ہے شام چلے گئے وہاں حضرت معاویہ سے ناراض ہوگئے پھر مدینہ آئے پھر حضرت عثمانؓ کے حکم سے مدینہ سے "ربذه" چلے گئے جو مدینہ سے کافی دور مکہ کے راستے میں واقع ہے ۳۲ھ میں آپ کا انتقال ہوا حضرت ابن مسعود نے اپنے قافلہ کے ساتھ ان کا نماز جنازہ پڑھایا ایک صحابی کی چادر کو قبول کیا کہ اسی میں مجھے کفنا دفنا دو۔

حضرت ابوذر کے اسلام کا ایک طویل قصہ

۶۳۵۴ ـ حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ الْأَزْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: قَالَ أَبُو ذَرٍّ: خَرَجْنَا مِنْ قَوْمِنَا غِفَارٍ، وَكَانُوا يُحِلُّونَ الشَّهْرَ الْحَرَامَ، فَخَرَجْتُ أَنَا وَأَخِي أُنَيْسٌ وَأُمُّنَا، فَنَزَلْنَا عَلَى خَالٍ لَنَا، فَأَكْرَمَنَا خَالُنَا وَأَحْسَنَ إِلَيْنَا، فَحَسَدَنَا قَوْمُهُ فَقَالُوا: إِنَّكَ إِذَا خَرَجْتَ عَنْ أَهْلِكَ خَالَفَ إِلَيْهِمْ أُنَيْسٌ، فَجَاءَ خَالُنَا فَنَثَا عَلَيْنَا الَّذِي قِيلَ لَهُ، فَقُلْتُ: أَمَّا مَا مَضَى مِنْ مَعْرُوفِكَ فَقَدْ كَدَّرْتَهُ، وَلَا جِمَاعَ لَكَ فِيمَا بَعْدُ، فَقَرَّبْنَا صِرْمَتَنَا، فَاحْتَمَلْنَا عَلَيْهَا، وَتَغَطَّى خَالُنَا ثَوْبَهُ فَجَعَلَ يَبْكِي، فَانْطَلَقْنَا حَتَّى نَزَلْنَا بِحَضْرَةِ مَكَّةَ، فَنَافَرَ أُنَيْسٌ عَنْ صِرْمَتِنَا وَعَنْ مِثْلِهَا، فَأَتَيَا الْكَاهِنَ، فَخَيَّرَ أُنَيْسًا، فَأَتَانَا أُنَيْسٌ بِصِرْمَتِنَا وَمِثْلِهَا مَعَهَا. قَالَ: وَقَدْ صَلَّيْتُ، يَا ابْنَ أَخِي قَبْلَ أَنْ أَلْقَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثِ سِنِينَ، قُلْتُ: لِمَنْ؟ قَالَ: لِلّٰهِ، قُلْتُ: فَأَيْنَ تَوَجَّهُ؟ قَالَ: أَتَوَجَّهُ حَيْثُ يُوَجِّهُنِي رَبِّي، أُصَلِّي عِشَاءً حَتَّى إِذَا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ أُلْقِيتُ كَأَنِّي خِفَاءٌ، حَتَّى تَعْلُوَنِي الشَّمْسُ. فَقَالَ أُنَيْسٌ: إِنَّ لِي حَاجَةً بِمَكَّةَ فَاكْفِنِي، فَانْطَلَقَ أُنَيْسٌ حَتَّى أَتَى مَكَّةَ، فَرَاثَ عَلَيَّ، ثُمَّ جَاءَ

فَقُلْتُ: مَا صَنَعْتَ؟ قَالَ: لَقِيتُ رَجُلًا بِمَكَّةَ عَلَى دِينِكَ، يَزْعُمُ أَنَّ اللهَ أَرْسَلَهُ، قُلْتُ: فَمَا يَقُولُ النَّاسُ؟ قَالَ: يَقُولُونَ: شَاعِرٌ، كَاهِنٌ، سَاحِرٌ، وَكَانَ أُنَيْسٌ أَحَدَ الشُّعَرَاءِ. قَالَ أُنَيْسٌ: لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكَهَنَةِ، فَمَا هُوَ بِقَوْلِهِمْ، وَلَقَدْ وَضَعْتُ قَوْلَهُ عَلَى أَقْرَاءِ الشِّعْرِ، فَمَا يَلْتَئِمُ عَلَى لِسَانِ أَحَدٍ بَعْدِي، أَنَّهُ شِعْرٌ، وَاللّٰهِ إِنَّهُ لَصَادِقٌ، وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ. قَالَ: قُلْتُ: فَاكْفِنِي حَتَّى أَذْهَبَ فَأَنْظُرَ، قَالَ فَأَتَيْتُ مَكَّةَ فَتَضَعَّفْتُ رَجُلًا مِنْهُمْ، فَقُلْتُ: أَيْنَ هَذَا الَّذِي تَدْعُونَهُ الصَّابِءَ؟ فَأَشَارَ إِلَيَّ، فَقَالَ: الصَّابِءَ، فَمَالَ عَلَيَّ أَهْلُ الْوَادِي بِكُلِّ مَدَرَةٍ وَعَظْمٍ، حَتَّى خَرَرْتُ مَغْشِيًّا عَلَيَّ، قَالَ: فَارْتَفَعْتُ حِينَ ارْتَفَعْتُ، كَأَنِّي نُصُبٌ أَحْمَرُ، قَالَ: فَأَتَيْتُ زَمْزَمَ فَغَسَلْتُ عَنِّي الدِّمَاءَ: وَشَرِبْتُ مِنْ مَائِهَا، وَلَقَدْ لَبِثْتُ، يَا ابْنَ أَخِي ثَلَاثِينَ، بَيْنَ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ، مَا كَانَ لِي طَعَامٌ إِلَّا مَاءُ زَمْزَمَ، فَسَمِنْتُ حَتَّى تَكَسَّرَتْ عُكَنُ بَطْنِي، وَمَا وَجَدْتُ عَلَى كَبِدِي سُخْفَةَ جُوعٍ. قَالَ فَبَيْنَا أَهْلُ مَكَّةَ فِي لَيْلَةٍ قَمْرَاءَ إِضْحِيَانٍ، إِذْ ضُرِبَ عَلَى أَسْمِخَتِهِمْ، فَمَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ أَحَدٌ. وَامْرَأَتَانِ مِنْهُمْ تَدْعُوَانِ إِسَافًا، وَنَائِلَةَ، قَالَ: فَأَتَتَا عَلَيَّ فِي طَوَافِهِمَا فَقُلْتُ: أَنْكِحَا أَحَدَهُمَا الْأُخْرَى، قَالَ: فَمَا تَنَاهَتَا عَنْ قَوْلِهِمَا قَالَ: فَأَتَتَا عَلَيَّ فَقُلْتُ: هَنٌ مِثْلُ الْخَشَبَةِ، غَيْرَ أَنِّي لَا أَكْنِي فَانْطَلَقَتَا تُوَلْوِلَانِ، وَتَقُولَانِ: لَوْ كَانَ هَاهُنَا أَحَدٌ مِنْ أَنْفَارِنَا قَالَ فَاسْتَقْبَلَهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ، وَهُمَا هَابِطَانِ، قَالَ: مَا لَكُمَا؟ قَالَتَا: الصَّابِءُ بَيْنَ الْكَعْبَةِ وَأَسْتَارِهَا، قَالَ: مَا قَالَ لَكُمَا؟ قَالَتَا: إِنَّهُ قَالَ لَنَا كَلِمَةً تَمْلَأُ الْفَمَ، وَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى اسْتَلَمَ الْحَجَرَ، وَطَافَ بِالْبَيْتِ هُوَ وَصَاحِبُهُ، ثُمَّ صَلَّى فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ قَالَ أَبُو ذَرٍّ فَكُنْتُ أَنَا أَوَّلَ مَنْ حَيَّاهُ بِتَحِيَّةِ الْإِسْلَامِ، قَالَ فَقُلْتُ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ: وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ قُلْتُ: مِنْ غِفَارٍ، قَالَ: فَأَهْوَى بِيَدِهِ فَوَضَعَ أَصَابِعَهُ عَلَى جَبْهَتِهِ، فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: كَرِهَ أَنِ انْتَمَيْتُ إِلَى غِفَارٍ، فَذَهَبْتُ آخُذُ بِيَدِهِ، فَقَدَعَنِي صَاحِبُهُ، وَكَانَ أَعْلَمَ بِهِ مِنِّي، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، ثُمَّ قَالَ: مَتَى كُنْتَ هَاهُنَا؟ قَالَ قُلْتُ: قَدْ كُنْتُ هَاهُنَا مُنْذُ ثَلَاثِينَ بَيْنَ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ، قَالَ: فَمَنْ كَانَ يُطْعِمُكَ؟ قَالَ قُلْتُ: مَا كَانَ لِي طَعَامٌ إِلَّا مَاءُ زَمْزَمَ فَسَمِنْتُ حَتَّى تَكَسَّرَتْ عُكَنُ بَطْنِي، وَمَا أَجِدُ عَلَى كَبِدِي سُخْفَةَ جُوعٍ، قَالَ: إِنَّهَا مُبَارَكَةٌ، إِنَّهَا طَعَامُ طُعْمٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِي فِي طَعَامِهِ اللَّيْلَةَ، فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ، وَانْطَلَقْتُ مَعَهُمَا، فَفَتَحَ أَبُو بَكْرٍ بَابًا، فَجَعَلَ يَقْبِضُ لَنَا مِنْ

زَبِيبِ الطَّائِفِ وَكَانَ ذَلِكَ أَوَّلَ طَعَامٍ أَكَلْتُهُ بِهَا، ثُمَّ غَبَرْتُ مَا غَبَرْتُ، ثُمَّ أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّهُ قَدْ وُجِّهَتْ لِي أَرْضٌ ذَاتُ نَخْلٍ، لَا أُرَاهَا إِلَّا يَثْرِبَ، فَهَلْ أَنْتَ مُبَلِّغٌ عَنِّي قَوْمَكَ؟ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَنْفَعَهُمْ بِكَ وَيَأْجُرَكَ فِيهِمْ فَأَتَيْتُ أُنَيْسًا فَقَالَ: مَا صَنَعْتَ؟ قُلْتُ: صَنَعْتُ أَنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ وَصَدَّقْتُ، قَالَ: مَا بِي رَغْبَةٌ عَنْ دِينِكَ، فَإِنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ وَصَدَّقْتُ، فَأَتَيْنَا أُمَّنَا، فَقَالَتْ: مَا بِي رَغْبَةٌ عَنْ دِينِكُمَا، فَإِنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ وَصَدَّقْتُ، فَاحْتَمَلْنَا حَتَّى أَتَيْنَا قَوْمَنَا غِفَارًا، فَأَسْلَمَ نِصْفُهُمْ وَكَانَ يَؤُمُّهُمْ أَيْمَاءُ بْنُ رَحَضَةَ الْغِفَارِيُّ وَكَانَ سَيِّدَهُمْ. وَقَالَ نِصْفُهُمْ: إِذَا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ أَسْلَمْنَا، فَقَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ، فَأَسْلَمَ نِصْفُهُمُ الْبَاقِي وَجَاءَتْ أَسْلَمُ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِخْوَتُنَا، نُسْلِمُ عَلَى الَّذِي أَسْلَمُوا عَلَيْهِ، فَأَسْلَمُوا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: غِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا، وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ،

حضرت عبداللہ بن الصامت فرماتے ہیں کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ہم اپنی قوم غفار سے نکلے وہ لوگ اشہر حرم (حرمت والے مہینوں) کو بھی حلال قرار دیتے تھے، لہٰذا میں اور میرا بھائی اُنیس نکل گئے اور ایمان لے آئے۔ اور ہم نے اپنے ایک ماموں کے ہاں قیام کیا۔ ماموں نے ہمارا بہت اکرام کیا اور ہمارے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ ان کی قوم کو ہم سے حسد ہوا تو انہوں نے (ماموں سے) کہا کہ: جب تم اپنے گھر والوں کے پاس سے چلے جاتے ہو تو اُنیس (ابوذرؓ کے بھائی) ان کے پاس جاتے ہیں۔ (گویا بدکاری کا الزام لگایا) ماموں واپس آئے اور جو بات ان سے کہی گئی تھی، ہم پر اس کا انکشاف کیا۔ میں نے کہا کہ: آپ نے اس سے قبل جو نیکی ہمارے ساتھ کی، اسے آپ نے مکدر کر دیا اور اب آپ کے ساتھ اکٹھے نہیں رہا جا سکتا۔ لہٰذا ہم اپنے اونٹ کے قریب گئے اور اس پر سوار ہو گئے (تاکہ وہاں سے روانہ ہوں) ماموں نے (یہ منظر دیکھا تو) اپنا چہرہ کپڑے سے ڈھانپ لیا اور رونے لگے (شاید اپنے فعل پر ندامت ہوئی ہو) ہم وہاں سے روانہ ہوئے اور یہاں تک کہ مکہ کے قریب پڑاؤ کیا۔ اُنیس نے ایک شخص سے اپنے اونٹوں اور اتنے ہی اونٹوں پر شرط لگائی (کہ میرے اونٹ اچھے ہیں) اس نے انیس کے اونٹوں کو بہتر قرار دیا۔ چنانچہ انیس (شرط جیت گئے اور) ہمارے پاس اپنے اونٹوں کے ساتھ اتنے ہی اور اونٹ لائے۔ حضرت ابوذر نے عبداللہ بن الصامت سے فرمایا کہ اے میرے بیٹے! میں نے رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے سے قبل بھی تین برس نماز پڑھی ہے۔ میں نے کہا کہ: کس کے لیے نماز پڑھی؟ کہنے لگے اللہ تعالیٰ کے لیے۔ میں نے کہا کہ کس طرف رخ کر کے پڑھی؟ کہا کہ جس طرف میرا رب مجھے کر دیتا تھا، اسی طرف میں منہ کر لیتا تھا۔

میں عشاء کے وقت نماز پڑھا کرتا تھا یہاں تک کہ سورج مجھ پر آجاتا تھا۔ حضرت ابوذر کہتے ہیں کہ پھر انیس نے مجھ سے کہا کہ مجھے مکہ میں ایک کام ہے۔ لہٰذا تم یہاں کے کام دیکھو۔ چنانچہ وہ مکہ روانہ ہوگئے اور واپسی میں تاخیر کر دی۔ پھر واپس آئے تو میں نے کہا کہ تم نے کیا کیا؟ کہنے لگے کہ میں مکہ میں ایک ایسے شخص سے ملا ہوں جو تمہارے دین پر ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے (رسول بنا کر) بھیجا ہے۔ میں نے کہا کہ لوگ (اس کے بارے میں) کیا کہتے ہیں؟ اُنیس نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ شاعر ہے، کاہن ہے، جادوگر ہے، جبکہ انیس بھی شعراء میں سے تھا۔ چنانچہ وہ کہنے لگا کہ میں نے کاہنوں کا کلام بھی سنا ہے اس آدمی کا کلام کاہنوں کا سا کلام نہیں ہے۔ میں نے اس کے کلام کا شاعری کی انواع واقسام سے بھی موازنہ کر کے دیکھا تو میرے بعد کسی کی زبان پہ نہیں آئے گا کہ وہ شعر ہے۔ اللہ کی قسم! وہ سچا ہے اور لوگ جو اس کے متعلق باتیں بناتے ہیں، جھوٹے ہیں۔ میں نے کہا کہ اب تم یہاں ٹھہرو۔ تاکہ میں جاؤں اور خود دیکھوں۔ چنانچہ میں مکہ آیا اور میں نے مکہ کے ایک کمزور ترین آدمی کو چھانٹا (تاکہ وہ مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچا سکے) اور اس سے میں نے کہا: وہ آدمی کہاں ہے جسے تم لوگ صابی (بے دین) کہتے ہو؟ اس آدمی نے میری طرف اشارہ کر دیا اور کہا کہ تو خود صابی ہے (جبھی تو صابی کو پوچھ رہا ہے) بس سارے مکہ والے مجھ پر ہڈیاں اور ڈھیلے لے کر پل پڑے یہاں تک کہ میں بے ہوش ہو کر گر گیا۔ جب ہوش میں آکر اٹھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میں ایک سرخ بت ہوں (خون سے سرخ ہو چکا ہوں) میں زمزم کے کنوئیں پر آیا اور خون کو دھویا۔ زمزم کا پانی پیا۔ اور اے میرے بھتیجے میں وہاں تیس دن رات رہا اور سوائے زمزم کے میرا کوئی کھانا نہیں تھا۔ زمزم پی پی کر میں اتنا موٹا ہو گیا تھا کہ میرے پیٹ میں گوشت کی شکنیں جھک گئیں اور میں نے اپنے کلیجہ میں بھوک کی کمزوری کا احساس بھی نہ پایا۔

فرماتے ہیں کہ ایک رات اہل مکہ چاندنی رات میں سوئے ہوئے تھے اور بیت اللہ کا طواف کرنے والا بھی کوئی نہیں تھا، میں نے دیکھا دو عورتیں (طواف کر رہی ہیں) اور اساف ونائلہ (دو بت تھے جو صفا ومروہ پر نصب تھے) کو پکار رہی ہیں۔ میں نے کہا کہ ان دونوں میں سے ایک کا دوسرے سے نکاح کر دو (مقصد یہ تھا کہ ان بتوں کو پکار رہی ہو حالانکہ یہ پتھر کے بت پوجنے کے قابل نہیں تو طنزاً کہا کہ ان کا نکاح کر دو)۔ مگر وہ دونوں اپنی پکار سے رکی نہیں۔ چنانچہ جب وہ میرے پاس آئیں تو میں نے کہا کہ: ''لکڑی کی طرح مرد کا ذکر ان کے اس میں''۔ مگر یہ بات ہے کہ میں کنایوں میں بات نہیں کرتا۔ (ابوذر کو ان عورتوں پر غصہ تھا کہ وہ پتھر کے ان بتوں کو کیوں مشکل کشا سمجھ کر پکار رہی ہیں۔ انہوں نے پہلے ایک طنزیہ بات سے انہیں روکنے کی کوشش کی۔ مگر جب وہ باز نہ آئیں تو صاف صاف طریقہ سے گالی دیتے ہوئے کہا کہ: ان (بتوں) کے اس (شرمگاہ) میں وہ لکڑی کی طرح اور مقصود صرف ان بتوں کی تذلیل تھی) وہ دونوں عورتیں ملامت اور ہلاکت کی دعا کرتی اور یہ کہتی روانہ ہوگئیں کہ: کاش اس وقت ہمارے گروہ کا کوئی آدمی ہوتا۔ راہ میں ان عورتوں کو رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر ملے۔ وہ دونوں پہاڑ سے اتر رہے تھے۔

آپ ﷺ نے پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا؟ وہ کہنے لگیں کہ ایک بے دین شخص کعبہ اور اس کے پردوں کے درمیان ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ اس نے تمہیں کیا کہا؟ وہ کہنے لگیں کہ اتنا بھاری جملہ کہا ہے کہ منہ بھر جائے (اتنی بری بات ہے کہ اس کا ذکر کرنا بہت مشکل ہے)۔ پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے ساتھی نے حجر اسود کا استلام کیا اور بیت اللہ کا طواف کیا۔ پھر نماز پڑھی۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو ابوذر کہتے ہیں میں پہلا شخص ہوں جس نے آپ ﷺ کو اسلام کا سلام کیا۔ میں نے کہا: السلام علیک یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وعلیک ورحمۃ اللہ۔ پھر فرمایا کہ تم کون ہو؟ میں نے کہا کہ بنوغفار کا ایک آدمی ہوں۔ آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک ایک طرف کو جھکایا اور اپنی انگلیاں پیشانی پر رکھ دیں۔ میں نے دل میں کہا کہ آپ ﷺ کو شاید یہ ناگوار ہوا کہ میں نے اپنے آپ کو بنوغفار کی طرف منسوب کیا (اس لیے کہ بنوغفار کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ راہزنی کرتے ہیں) میں آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑنے لگا تو آپ ﷺ کے ساتھی (ابوبکر) نے مجھے روکا اور وہ مجھ سے زیادہ جانتے تھے۔ آپ ﷺ کو۔ پھر آپ ﷺ نے سر اٹھایا اور پوچھا کہ: تم کب سے یہاں ہو؟ میں نے کہا کہ میں یہاں تیس دن رات سے ہوں۔ فرمایا کہ تمہیں کھانا کون کھلاتا ہے؟ میں نے کہا کہ زمزم کے پانی کے علاوہ میرا کوئی کھانا نہیں ہے اور میں (زمزم کے پانی سے) اتنا موٹا ہو گیا ہوں کہ میرے پیٹ کی شکنیں جھک گئیں اور میں اپنے کلیجہ میں بھوک کی کمزوری کا احساس نہیں پاتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ زمزم کا پانی بابرکت ہے، بلاشبہ وہ غذائیت والا کھانا ہے۔ پھر ابوبکر نے کہا کہ: یارسول اللہ! آج رات ان کے کھانے کی اجازت مجھے دیجئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر چل پڑے۔ میں بھی دونوں کے ساتھ چل پڑا۔ ابوبکر نے ایک دروازہ کھولا اور ہمارے لیے طائف کے انگور کی مٹھی بھرنیلگے۔ وہ پہلا کھانا تھا جو میں نے (مکہ میں) کھایا پھر میں یونہی اسی حال میں رہا۔ بعد ازاں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ''مجھے (وحی کے ذریعہ) ایک کھجوروں والی سرزمین کی طرف متوجہ کیا گیا ہے اور میرا خیال ہے کہ وہ یثرب (مدینہ) کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔ تو کیا تم اپنی قوم کی طرف میری طرف سے تبلیغ کا فریضہ انجام دے سکتے ہو۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں تمہارے ذریعہ فائدہ پہنچائیں اور تمہیں اس کا اجر دیں۔ پھر میں اپنے بھائی اُنیس کے پاس واپس آیا۔ اس نے کہا تم نے کیا کیا؟ میں نے کہا کہ میں نے یہ کیا کہ میں اسلام لے آیا اور ان صاحب کی تصدیق کر دی ہے۔ وہ کہنے لگا کہ مجھے بھی تمہارے دین سے کوئی بےزاری نہیں ہے میں بھی اسلام لایا اور تصدیق کر دی (رسول اللہ ﷺ کی رسالت پر) چنانچہ ہم دونوں اپنی ماں کے پاس آئے تو میری ماں نے کہا کہ مجھے بھی تمہارے دین سے بےزاری نہیں ہے، میں بھی اسلام لاتی ہوں اور تصدیق کرتی ہوں۔ پھر ہم سوار ہوئے یہاں تک کہ اپنی قوم غفار میں آئے۔ ان میں سے آدھے لوگ (تو اسی وقت) مسلمان ہو گئے۔ اور ان کا سردار ایماء بن رحضۃ الغفاری ان کی امامت کراتا تھا اور باقی آدھے لوگوں

نے یہ کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ آئیں گے، تو ہم اس وقت اسلام لائیں گے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو باقی آدھے بھی مسلمان ہوگئے (اور رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئی پوری ہوئی کہ اللہ تمہارے ذریعہ تمہاری قوم کو نفع پہنچائے)۔ قبیلہ اسلم کے لوگ آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! یہ (بنو غفار) ہمارے بھائی ہیں۔ ہم بھی اس ہستی پر اسلام لائے ہیں جس پر یہ اسلام لائے ہیں۔ چنانچہ وہ بھی مسلمان ہوگئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بنو غفار کی اللہ نے مغفرت کردی اور بنو اسلم کو اللہ نے سلامتی عطا فرمائی۔ (دونوں کو ظاہری الفاظ کو حال نیک میں بدل دیا)۔

تشریح:

"خالف الیھم اُنیس" یعنی جب گھر خالی ہوجاتا ہے تو اُنیس گھر میں آتا ہے گویا بدکاری کا الزام لگادیا۔

"نثا علینا" برائی کی خبر کے افشاء کرنے کو کہتے ہیں جس طرح "ثنا" اچھی خبر کو کہتے ہیں "ولا جماع لک" یعنی آج کے بعد ہم آپ کے ساتھ اکٹھا نہیں رہیں گے "ای لا اجتماع بیننا" "صرمتنا" صرمہ اونٹوں اور بکریوں کے ریوڑ کو کہتے ہیں جو تیس تک پہنچتا ہو "فاحتملنا" سوار ہونے کو کہتے ہیں "بحضرۃ مکۃ" حضرۃ بداوۃ کے مقابلہ میں ہے شہر کو کہتے ہیں "ای ببلدۃ مکۃ" "فنافر انیس" یہ منافرہ سے ہے جاہلیت میں ایک قسم تفاخر کا مقابلہ ہوتا تھا کہ کسی خاص موضوع میں فصاحت و بلاغت کا مقابلہ کریں گے کہ کس کے افراد زیادہ ہیں یا کس کے کارنامے زیادہ ہیں یا کس کا مال زیادہ ہے اس میں شرط رکھتے تھے اور ایک حکم اور کاھن مقرر کرتے تھے جو جیت جاتا وہ دوسرے سے مقرر شدہ اونٹ وغیرہ مال لیتا تھا دونوں فریق اونٹوں کو لاکر ثالث کے پاس گروی رکھتے تھے گویا یہ جاہلیت میں جوابازی کی ایک قسم تھی تو اُنیس نے یہ شرط رکھی تھی کہ جو جیت گیا وہ ہمارے ریوڑ کے برابر اونٹ دیگا چنانچہ انیس بہترین شاعر تھا اور یہ مقابلہ شعر اور مشاعرہ میں تھا کہ کون بڑا شاعر ہے اسی کو منافرہ کہا گیا ہے۔

"وقد صلیت یا ابن اخی" یہ خطاب عبداللہ بن صامت کے ساتھ ہے اور "صلیت" سے ذکر واذکار مراد ہیں کیونکہ باقاعدہ نماز اس وقت نہیں تھی اور ممکن ہے کہ دین ابراہیمی میں نماز کی کوئی شکل باقی ہوگی وہ پڑھتے تھے یہ دوسری توجیہ زیادہ واضح ہے کیونکہ اس حدیث میں قبلہ کی طرف منہ کرنے کی بات ہے جو نماز کے ساتھ خاص ہے "خفاء" کساء کے وزن پر ہے لفظاً ومعنیً یعنی ایسا ہوجاتا تھا جیسا کوئی چادر پڑی ہوئی ہے۔

"فراث علی" حضرت ابوذر فرماتے ہیں کہ انیس نے واپس آنے میں دیر کردی۔ "علی اقراء الشعر" ای علی اوزانہ

وبحوره وانواعه ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جاہلیت میں اشعار کے انواع اور بحور ہوتے تھے اگر چہ اس کا موجد خلیلؒ ہے۔

''فَتَضَعَّفْتُ رَجُلًا'' یعنی میں نے ایک ضعیف گمنام آدمی کو ڈھونڈ لیا اور اس کا ارادہ کیا تا کہ شور نہ کرے اور مجھے تکلیف نہ دے مگر شومئ قسمت کو دیکھیے کہ یہی شخص سب سے زیادہ مضر ثابت ہوا۔

''الصابی'' یہ منصوب علی الاغراء ہے ای خذوا الصابی یعنی یہ بے دین صابی ہے اس کو پکڑو۔ ''نصب احمر'' لال بت کو کہتے ہیں یعنی خون میں رنگین ہو گیا جس طرح لوگ بت پر جانور کو ذبح کر کے خون سے رنگین کرتے تھے ''عکن'' یہ جمع ہے اس کا مفرد عکنة ہے جسم کی شکنوں کو کہتے ہیں یعنی شکنیں موٹاپے کی وجہ سے بیٹھ گئیں ''سخفة الجوع'' ای ضعف الجوع وهزاله ورقة الجوع بھوک کی وجہ سے کمزوری مراد ہے۔

''اسمختهم'' کانوں کے سوراخ کو کہتے ہیں ایک نسخہ اصمختهم ہے یہ صماخ سے ہے جو کان کے سوراخ کو کہتے ہیں سوجانا مراد ہے ''انكحا'' ان دو بتوں میں سے ایک کا دوسرے کے ساتھ نکاح کرو اصل میں گالی مراد ہے یعنی ایک کو دوسرے پر چڑھا دو جس طرح اگلا جملہ ہے ''اسافا ونائله'' صفا و مروہ پر رکھے ہوئے دو بتوں کے نام ہیں اساف مرد تھا اور نائلہ عورت تھی کسی زمانہ میں بیت اللہ کے پاس زنا کیا تو پتھر بن گئے مشرکین نے کرشمہ سمجھ کر بت بنالیا اور پوجنا شروع کر دیا یہی طریقہ ہندوؤں کا ہے پہلے زمزم کے پاس کھڑا کر دیا پھر صفا اور مروہ پر رکھا تا کہ ہر آنے جانے والا اس کو پوجا کرے اور سعی کرے۔

''هَنٌ مِثْلُ الْخَشَبَةِ'' هَنٌ ہر قبیح شے پر بولا جاتا ہے یہاں ذکر اور فرج مراد ہے یعنی لکڑی کی طرح اساف کا ذکر نائلہ کی فرج میں دیدو۔ ''انی لا اکنی'' یہ کنایہ سے ہے یعنی میں ایسے موقعوں میں کنایہ کرنے والا نہیں ہوں یہ حنفاء میں سے تھے شرک سے بہت بیزار تھے ''تولولان'' ای تدعوان بالویل ولولة سے ہے ہلاکت کی دعاء مراد ہے۔

''انفارنا'' یہ نفر کی جمع ہے یعنی ہمارا کوئی جتھا ہوتا تو اس بے ادب شخص کی خبر لیتا ''انتمیت'' یہ انتماء سے ہے نسبت مراد ہے۔ یعنی آنحضرت شاید اس سے ناراض ہو گئے کہ میں نے اپنے آپ کو بنو غفار کی طرف منسوب کیا ''فقد عنی'' ای منعنی صاحبه یعنی ابوبکر نے مجھے روکا۔

''طعام طعم'' اَیْ قَائِمٌ مَقَامَ طَعَامٍ وَسَدَّ مَسَدَّ الطَّعَامِ ''فاحتملنا'' یعنی ہم نے اپنے آپ کو سوار کیا اور اونٹوں پر سامان لاد لیا ''ثم غبرت ما غبرت'' یعنی میں جب تک رہا تنا ہی رہا ای بقیت فی مکة ما بقیت

''ویؤمهم'' آدھی قوم مسلمان ہو گئی تھی تو اس کی امامت ایماء بن رحضہ کر رہے تھے وہ ان کے سردار بھی تھے باقی آدھی قوم

نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ آجائیں گے ہم اسلام لائیں گے ایسا ہی ہوا "شَنِفُوا لہ" سمع یسمع سے بغض وحسد کرنے کو کہتے ہیں۔ "وتجهموا" ہجوم کرنے کے معنی میں ہے ای قابلوہ بوجوہ کریھۃ مبغضۃ یہ ساتھ والی حدیث کے الفاظ ہیں ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوذر غفاری کا اسلام مکی دور کے بالکل آخر میں تھا جب کہ آنحضرت کو مدینہ کی ہجرت کا حکم ہو چکا تھا نیز قریش کا اس درجہ میں عداوت رکھنا بھی آخر میں ہوا تھا اہل تاریخ نے آپ کے اسلام بالکل ابتدائی دور میں بتایا ہے جو محل نظر ہے یا ہوسکتا ہے یہ دوسری اور آخری ملاقات ہو مختلف واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوذر ایک دفعہ بالکل ابتداء میں آئے ہیں اور ایک دفعہ بالکل آخر میں آئے ہیں اس طرح احادیث میں تطبیق ہو جائے گی۔

۶۳۵۵۔ **حَدَّثَنَا** إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهِ قُلْتُ فَاكْفِنِي حَتَّى أَذْهَبَ فَأَنْظُرَ قَالَ: نَعَمْ، وَكُنْ عَلَى حَذَرٍ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ، فَإِنَّهُمْ قَدْ شَنِفُوا لَهُ وَتَجَهَّمُوا.

اس سند سے بھی یہ حدیث حسب سابق منقول ہے۔ لیکن اس روایت میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت ابوذر نے بیان کیا کہ میں نے کہا: تم میرے معاملات کی نگرانی کرو یہاں تک کہ میں جا کر دیکھ آؤں۔ اُنیس نے کہا: جی ہاں! لیکن اہل مکہ سے بچتے رہنا کیونکہ وہ اس آدمی کے دشمن ہیں اور برے طریقوں سے ہجوم کر کے لڑتے ہیں۔

۶۳۵۶۔ **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ، حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، قَالَ: أَنْبَأَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: قَالَ أَبُو ذَرٍّ: يَا ابْنَ أَخِي صَلَّيْتُ سَنَتَيْنِ قَبْلَ مَبْعَثِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قُلْتُ: فَأَيْنَ كُنْتَ تَوَجَّهُ؟ قَالَ: حَيْثُ وَجَّهَنِيَ اللَّهُ، وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ: فَتَنَافَرَا إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْكُهَّانِ، قَالَ: فَلَمْ يَزَلْ أَخِي، أُنَيْسٌ يَمْدَحُهُ حَتَّى غَلَبَهُ، قَالَ: فَأَخَذْنَا صِرْمَتَهُ فَضَمَمْنَاهَا إِلَى صِرْمَتِنَا، وَقَالَ أَيْضًا فِي حَدِيثِهِ: قَالَ فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَلْفَ الْمَقَامِ، قَالَ فَأَتَيْتُهُ، فَإِنِّي لَأَوَّلُ النَّاسِ حَيَّاهُ بِتَحِيَّةِ الْإِسْلَامِ، قَالَ قُلْتُ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ. مَنْ أَنْتَ وَفِي حَدِيثِهِ أَيْضًا: فَقَالَ: مُنْذُ كَمْ أَنْتَ هَاهُنَا؟ قَالَ قُلْتُ: مُنْذُ خَمْسَ عَشْرَةَ، وَفِيهِ: فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَتْحِفْنِي بِضِيَافَتِهِ اللَّيْلَةَ

حضرت عبداللہ بن صامت سے روایت ہے کہ حضرت ابوذرؓ نے فرمایا: اے بھتیجے! میں نبی کریم ﷺ کی بعثت سے دو سال پہلے نماز پڑھا کرتا تھا۔ میں نے کہا: تو اپنا رخ کس طرف کرتا تھا؟ انہوں نے کہا: جہاں اللہ تعالیٰ میرا رخ

فرمادیا کرتے۔ باقی حدیث گذر چکی۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ وہ دونوں کاہنوں میں سے ایک آدمی کے پاس گئے اور میرا بھائی برابر اس کی تعریف کرتا رہا یہاں تک کہ اس پر غالب آ گیا۔ پس ہم نے اس سے اونٹ لے لیا اور انہیں اپنے اونٹوں کے ساتھ ملا لیا۔ اس حدیث میں اضافہ بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام (ابراہیم) کے پیچھے دو رکعتیں ادا کیں۔ پس میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور میں لوگوں میں سب سے پہلے ہوں جس نے آپ ﷺ کو اسلام کے مطابق سلام کیا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ پر سلامتی ہو۔ آپ نے فرمایا: تجھ پر سلامتی ہو، تو کون ہے؟ اور یہ بھی اضافہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم کب سے یہاں ہو؟ میں نے عرض کیا: پندرہ دن سے اور مزید یہ ہے کہ حضرت ابوبکر نے کہا: انہیں رات کی مہمان نوازی کے لیے میرے ساتھ کر دیں۔

٦٣٥٧ ـ وحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَرْعَرَةَ السَّامِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَتَقَارَبَا فِي سِيَاقِ الْحَدِيثِ، وَاللَّفْظُ لِابْنِ حَاتِمٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي جَمْرَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا بَلَغَ أَبَا ذَرٍّ مَبْعَثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ قَالَ لِأَخِيهِ: ارْكَبْ إِلَى هَذَا الْوَادِي، فَاعْلَمْ لِي عِلْمَ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ يَأْتِيهِ الْخَبَرُ مِنَ السَّمَاءِ، فَاسْمَعْ مِنْ قَوْلِهِ ثُمَّ ائْتِنِي، فَانْطَلَقَ الْآخَرُ حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ، وَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَبِي ذَرٍّ فَقَالَ: رَأَيْتُهُ يَأْمُرُ بِمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ، وَكَلَامًا مَا هُوَ بِالشِّعْرِ، فَقَالَ: مَا شَفَيْتَنِي فِيمَا أَرَدْتُ فَتَزَوَّدَ وَحَمَلَ شَنَّةً لَهُ، فِيهَا مَاءٌ حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ، فَأَتَى الْمَسْجِدَ فَالْتَمَسَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَعْرِفُهُ، وَكَرِهَ أَنْ يَسْأَلَ عَنْهُ، حَتَّى أَدْرَكَهُ يَعْنِي اللَّيْلَ فَاضْطَجَعَ، فَرَآهُ عَلِيٌّ فَعَرَفَ أَنَّهُ غَرِيبٌ، فَلَمَّا رَآهُ تَبِعَهُ، فَلَمْ يَسْأَلْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ، حَتَّى أَصْبَحَ، ثُمَّ احْتَمَلَ قِرْبَتَهُ وَزَادَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَظَلَّ ذَلِكَ الْيَوْمَ، وَلَا يَرَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى أَمْسَى، فَعَادَ إِلَى مَضْجَعِهِ، فَمَرَّ بِهِ عَلِيٌّ، فَقَالَ: مَا آنَ لِلرَّجُلِ أَنْ يَعْلَمَ مَنْزِلَهُ؟ فَأَقَامَهُ، فَذَهَبَ بِهِ مَعَهُ، وَلَا يَسْأَلُ وَاحِدٌ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ، حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ الثَّالِثِ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، فَأَقَامَهُ عَلِيٌّ مَعَهُ، ثُمَّ قَالَ لَهُ: أَلَا تُحَدِّثُنِي؟ مَا الَّذِي أَقْدَمَكَ هَذَا الْبَلَدَ؟ قَالَ: إِنْ أَعْطَيْتَنِي عَهْدًا وَمِيثَاقًا لَتُرْشِدَنِّي، فَعَلْتُ، فَفَعَلَ. فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ: فَإِنَّهُ حَقٌّ وَهُوَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا أَصْبَحْتَ فَاتَّبِعْنِي، فَإِنِّي إِنْ رَأَيْتُ شَيْئًا أَخَافُ عَلَيْكَ، قُمْتُ كَأَنِّي أُرِيقُ الْمَاءَ، فَإِنْ مَضَيْتُ فَاتَّبِعْنِي حَتَّى تَدْخُلَ مَدْخَلِي، فَفَعَلَ، فَانْطَلَقَ يَقْفُوهُ، حَتَّى دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَدَخَلَ مَعَهُ، فَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ، وَأَسْلَمَ مَكَانَهُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ارْجِعْ إِلَى قَوْمِكَ فَأَخْبِرْهُمْ حَتَّى يَأْتِيَكَ أَمْرِي فَقَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَصْرُخَنَّ بِهَا بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ فَخَرَجَ حَتَّى أَتَى الْمَسْجِدَ، فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَثَارَ الْقَوْمُ فَضَرَبُوهُ حَتَّى أَضْجَعُوهُ، فَأَتَى الْعَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيْهِ، فَقَالَ: وَيْلَكُمْ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ مِنْ غِفَارٍ، وَأَنَّ طَرِيقَ تُجَّارِكُمْ إِلَى الشَّامِ عَلَيْهِمْ، فَأَنْقَذَهُ مِنْهُمْ، ثُمَّ عَادَ مِنَ الْغَدِ بِمِثْلِهَا، وَثَارُوا إِلَيْهِ فَضَرَبُوهُ، فَأَكَبَّ عَلَيْهِ الْعَبَّاسُ فَأَنْقَذَهُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ابوذر رضی اللہ عنہ کو مکہ میں رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی خبر ملی تو انہوں نے اپنے بھائی سے کہا کہ: ”تم اس مکہ کی وادی کی طرف سوار ہو جاؤ اور اس شخص کے متعلق معلومات کر کے بتلاؤ جس کا دعویٰ ہے کہ اس کے پاس آسمان کی خبریں آتی ہیں۔ پھر اس کی بات بھی سنو اور واپس میرے پاس آؤ“۔ چنانچہ وہ روانہ ہو گئے اور مکہ آئے اور رسول اللہ ﷺ کی بات سنی، پھر واپس ابوذر کے پاس آئے اور آکر کہا: ”میں نے انہیں اعلیٰ اخلاق والا دیکھا اور ان کا کلام شعر نہیں تھا“۔ ابوذر نے کہا کہ تم نے میری ایسی تشفی نہیں کی جیسی میں چاہتا تھا۔ چنانچہ خود زادِ سفر لیا اور ایک مشک لی پانی کو (اور روانہ ہو گئے) یہاں تک کہ مکہ پہنچے۔ مسجد (حرام) میں آئے اور رسول اللہ ﷺ کو تلاش کرنے لگے خود تو پہچانتے نہیں تھے لیکن کسی سے پوچھنا بھی مناسب نہ سمجھا۔ اسی اثناء میں رات ہو گئی تو لیٹ گئے۔ حضرت علیؓ نے انہیں دیکھا تو جان گئے کہ پردیسی ہے۔ چنانچہ جب انہیں دیکھا تو ان کے پیچھے ہو لیے (حضرت علیؓ کی دعوت پر) دونوں نے ایک دوسرے سے کچھ نہیں پوچھا حتیٰ کہ صبح ہو گئی۔ پھر حضرت ابوذر اپنا تھیلہ اور توشہ مسجد حرام میں ہی اٹھا لائے۔ وہ دن بھی گزر گیا لیکن شام تک رسول اللہ ﷺ کو نہ دیکھا۔ پھر اپنی قیام گاہ پر واپس آگئے۔ وہاں سے پھر حضرت علی کا گزر ہوا تو کہا کہ: اس آدمی کو ابھی تک اپنی منزل کا علم نہیں ہوا؟ پھر انہیں اٹھایا اور اپنے ساتھ لے گئے (آج بھی) دونوں نے ایک دوسرے سے کچھ نہیں پوچھا۔ تیسرے دن بھی ایسا ہی کیا اور انہیں اٹھا کر اپنے ساتھ لے گئے۔ پھر ان سے حضرت علی نے کہا: کیا تم مجھے نہیں بتاؤ گے کہ تمہارے اس شہر میں آنے کا کیا سبب ہے؟ حضرت ابوذرؓ نے کہا کہ اگر آپ مجھے عہد اور اقرار دیں کہ مجھے صحیح راہ بتلائیں گے تو میں بتلاتا ہوں۔ حضرت علی نے وعدہ فرمالیا تو ابوذرؓ نے انہیں (ساری بات) بتلادی۔ حضرت علیؓ نے ارشاد فرمایا کہ: وہ بلاشبہ حق ہیں، وہ اللہ کے رسول ہیں۔ جب صبح ہو تو تم میرے پیچھے آنا، میں اگر کوئی ایسی بات دیکھوں گا جس میں تمہاری جان کا خوف ہو تو میں ایسے کھڑا ہو جاؤں گا جیسے پیشاب کرنے کے لیے کھڑا ہوا ہوں، اور اگر میں چلا جاؤں تو تم بھی میرے پیچھے پیچھے جہاں میں داخل ہوں، داخل ہو جانا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا اور ابوذرؓ، حضرت علیؓ کے پیچھے پیچھے چلے یہاں تک کہ حضرت علی، حضور علیہ السلام کے پاس داخل ہوئے اور ان کے

ساتھ ساتھ ابوذر بھی داخل ہوئے۔ آپ ﷺ کی بات سنی اور اسی جگہ اسلام لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: کہ ابھی تم واپس چلے جاؤ اپنی قوم میں (کیونکہ یہاں اسلام لانے کی وجہ سے مشرکین مکہ کے درمیان جان کا خوف ہے اور انہیں دین کی باتیں بتلاتے رہو یہاں تک کہ میرا حکم تمہیں مل جائے۔ حضرت ابوذرؓ نے فرمایا کہ: اس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے، میں تو ان (مشرکین) کے درمیان اپنے دین کا اعلان چیخ کر کروں گا۔ یہ کہہ کر باہر نکلے، مسجد حرام میں آئے اور اپنی بلند ترین آواز سے پکارا: اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ (یہ سننا تھا کہ) ساری قوم ان پر جھپٹ پڑی اور انہیں اتنا مارا کہ مار مار کر لٹا دیا۔ اس دوران حضرت عباس وہاں آگئے اور ابوذر پر جھک گئے اور لوگوں سے کہا کہ: تمہارا ستیاناس ہو، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یہ شخص غفاری ہے اور تمہارے تاجروں کا شام جانے کا راستہ ان کے علاقہ پر سے ہے۔ (وہ تمہارا وہاں سے گزرنا بند کردیں گے) یہ کہہ سن کر حضرت ابوذر کو چھڑایا۔ دوسرے روز بھی حضرت ابوذرؓ نے ایسا ہی کیا (زور سے اعلانِ اسلام کیا) تو پھر ان پر حملہ آور ہوگئے اور انہیں مارا۔ عباس آڑے آئے اور انہیں بچا لیا۔

تشریح:

"شنة" پرانے مشکیزہ کو کہتے ہیں "تبعه" اس جملہ سے پہلے عبارت محذوف ماننا پڑے گا "فلما راٰہ اتبعه فتبعه" یعنی حضرت علی نے جب ان کو دیکھا تو ان کو اپنے ساتھ لے لیا وہ ساتھ ہوگیا "قـریبتـه" یہ قربة کی تصغیر ہے چھوٹا مشکیزہ مراد ہے جس کو پہلے "شـنـة" سے یاد کیا ہے "مـاآن" یہ قرب کے معنی میں ہے یعنی اب تک آدمی کو اپنے ٹھکانے کا پتہ نہ چلا "اریق الـمـاء" پانی بہانے سے پیشاب کرنا مراد ہے۔ "یَـقْـفُـوهُ" پیچھے چلنے کو کہتے ہیں "لا صـرخـن" یعنی چیخ چیخ کر اسلام کا اعلان کروں گا "فـاکـب" یعنی حضرت عباس اس پر لیٹ گئے تا کہ اس کو بچالے "ولـاروا" یعنی سب اس پر ٹوٹ پڑے اور اتنا مارا کہ لٹادیا حضرت عباس نے چھڑا دیا۔ اس حدیث سے واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت ابوذر غفاری دو دفعہ آئے ہیں ایک دفعہ بالکل ابتداء اسلام میں اور دوبارہ ہجرت مدینہ کے وقت آئے احادیث کا مضمون بھی الگ الگ ہے۔

بَابُ فَضَائِلِ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے فضائل

اس باب میں امام مسلم نے پانچ احادیث کو بیان کیا ہے

نام ونسب: آپ کا نام جریر ہے والد کا نام عبداللہ ہے بجلی نسبت ہے آپ کا قبیلہ بجیلہ تھا بجیلہ صاحب انمار بن نزار بن

معد بن عدنان کی اولاد میں سے تھے اسی کی طرف بجیلہ قبیلہ منسوب ہے، حضرت جریر اس قبیلہ کے سردار تھے چنانچہ حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا "مازلت سیدا فی الجاھلیۃ والاسلام" حضرت عمر یہ بھی فرماتے تھے "جریر یوسف ھذہ الامۃ" جب یہ وفد کے ساتھ یمن سے مدینہ کے لیے روانہ ہوئے تو آنحضرت نے فرمایا کہ عن قریب تمہارے پاس یمن کا سب سے بہتر آدمی آنے والا ہے گویا فرشتہ نے اس کے چہرہ پر برکت کا ہاتھ پھیرا ہے اتنے میں حضرت جریر تشریف لائے انہیں کے بارے میں آنحضرت نے فرمایا "اذا اتاکم کریم قوم فاکرموہ" آنحضرت کی وفات سے چالیس دن پہلے مسلمان ہوئے پھر کوفہ منتقل ہوئے وہاں رہائش اختیار کی پھر شام کے علاقہ قرقیسیا چلے گئے اور وہیں پر ۵۴ھ میں انتقال ہوا صحیحین میں ان سے پندرہ روایات منقول ہیں۔

۶۳۵۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ بَيَانٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، ح وحَدَّثَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ بَيَانٍ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ بَيَانٍ، قَالَ: سَمِعْتُ قَيْسَ بْنَ أَبِي حَازِمٍ، يَقُولُ: قَالَ جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ مَا حَجَبَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ أَسْلَمْتُ وَلَا رَآنِي إِلَّا ضَحِكَ

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کبھی اپنے پاس آنے سے نہیں روکا جب سے میں اسلام لایا اور مجھے جب بھی دیکھا تو ہنسے (خندہ روئی اور مسکراہٹ سے پیش آئے)۔

تشریح:

"ما حجبنی" یعنی آنحضرت نے کبھی بھی ملاقات سے مجھے منع نہیں کیا میں ان کی نشست اور مجلس میں جب بھی چاہتا جاسکتا تھا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ سے پردہ نہیں تھا "الا ضحک" یعنی جب بھی آنحضرت ان کو دیکھتے تو آپ ﷺ تبسم فرماتے اس کی وجہ شاید یہ تھی کہ آپ کے چہرہ پر اللہ تعالیٰ کے انوارات کا پرتو پڑ رہا تھا آنحضرت نے جو یہ فرمایا کہ "کَأَنَّ عَلَى وَجْهِهِ مَسْحَةُ مَلَكٍ" شاید یہ بھی اس پرتو کی طرف اشارہ تھا۔

۶۳۵۹۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، وَأَبُو أُسَامَةَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ جَرِيرٍ، قَالَ: مَا حَجَبَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ أَسْلَمْتُ، وَلَا رَآنِي إِلَّا تَبَسَّمَ فِي وَجْهِي. زَادَ ابْنُ نُمَيْرٍ، فِي حَدِيثِهِ عَنِ ابْنِ

إِدْرِيسَ: وَلَقَدْ شَكَوْتُ إِلَيْهِ أَنِّي لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ، فَضَرَبَ بِيَدِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ: اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سے میں اسلام لایا، رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی مجھے اپنے پاس حاضر ہونے سے روکا نہیں اور جب بھی میں ملا تو مسکراہٹ کے ساتھ ملے اور ابن نمیر کی روایت میں اتنا اضافہ اور ہے کہ: "میں نے آپ ﷺ سے شکایت کی کہ میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ پاتا۔ آپ ﷺ نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا: اے اللہ! اسے مضبوطی سے جما دیجئے اور اسے راہ بتانے والا اور راہ یافتہ بنا دیجئے"۔

٦٣٦٠ـ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ بَيَانٍ، أَخْبَرَنَا خَالِدٌ، عَنْ بَيَانٍ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ جَرِيرٍ، قَالَ: كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ بَيْتٌ يُقَالُ لَهُ ذُو الْخَلَصَةِ، وَكَانَ يُقَالُ لَهُ الْكَعْبَةُ الْيَمَانِيَةُ، وَالْكَعْبَةُ الشَّامِيَّةُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: هَلْ أَنْتَ مُرِيحِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ، وَالْكَعْبَةِ الْيَمَانِيَةِ وَالشَّامِيَّةِ؟ فَنَفَرْتُ إِلَيْهِ فِي مِائَةٍ وَخَمْسِينَ مِنْ أَحْمَسَ، فَكَسَرْنَاهُ وَقَتَلْنَا مَنْ وَجَدْنَا عِنْدَهُ، فَأَتَيْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ، قَالَ: فَدَعَا لَنَا وَلِأَحْمَسَ

حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جاہلیت کے زمانہ میں ایک مکان "ذو الخلصہ" نامی تھا (یمن میں ایک بت خانہ تھا) اسے کعبۃ الیمانیہ اور کعبۃ الشامیہ بھی کہا جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کیا تو مجھے ذو الخلصہ اور کعبۃ الیمانیہ اور شامیہ سے راحت پہنچائے گا؟ (یعنی اس کو منہدم کر دے تاکہ بتوں کی پرستش ختم ہو جائے اور میرے قلب کو راحت ہو)۔ چنانچہ میں نے ایک سو پچاس افراد احمس قبیلہ کے لیکر اس پر چڑھائی کی۔ ہم نے اسے توڑ دیا اور اس کے پاس جس کو بھی پایا اسے قتل کر دیا۔ پھر واپس آ کر میں نے رسول اللہ ﷺ کو بتلایا۔ آپ ﷺ نے ہمارے لیے اور قبیلہ احمس کے لیے دعا فرمائی۔

تشریح:

"عن بیان" یہ اس سند میں ایک روای کا نام ہے جو بیان بن بشر احمسی ہے، ابو بشر الکوفی المعلم کے نام سے مشہور تھے "بیت" یعنی جاہلیت میں ایک بت خانہ تھا جو "ذو الخلصة" کے نام سے مشہور تھا اس کے سب حروف پر زبر کی حرکات ہیں یہ مشہور بت خانہ یمن میں واقع تھا خاص گاؤں کا نام ثروق تھا یہ قبیلہ دوس کے علاقے میں واقع تھا حضرت ابو ہریرہ اسی قبیلہ کے تھے اس بت خانہ میں قبیلہ خثعم اور بجیلہ وغیرہ کے لوگ شریک ہو کر بت پرستی کرتے تھے چونکہ حضرت جریر بجیلہ قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے اسی لیے آنحضرت نے ان کو اس بت خانہ کے گرانے جلانے کے لیے منتخب فرمایا اس میں ایک بڑا بت تھا جو سب کا لیڈر تھا

حضرت جریر اور ان کے ساتھیوں نے اس بت خانہ کی دیواروں کے توڑنے اور گرانے کی کوشش کی مگر سخت پتھر تھے پھر انہوں نے اس میں آگ لگا کر خاکستر کر دیا مگر کچھ نشانات باقی تھے لوگ اوہام میں مبتلا ہو رہے تھے تو ۱۳۴۳ھ میں ملک عبدالعزیز ال سعود کے دور میں اس کے مکمل نشانات ختم کر دیئے گئے (منة المنعم)

"الكعبة اليمانية" چونکہ یہ بت خانہ یمن میں واقع تھا اس لیے یمن کی طرف منسوب تھا۔

"والشامية" اس عبارت میں کافی عبارت محذوف ہے اس لیے مطلب میں بڑا اشتباہ پیدا ہوتا ہے کہ کعبہ شامیہ اس کو کیوں کہا گیا لوگوں نے طرح طرح کی توجیہات کی ہیں جو بے جا ہیں اصل قصہ یہ ہے کہ اس بت خانہ کو کعبہ کہا کرتے تھے اور بیت اللہ کے مقابلہ میں بنایا گیا تھا جو کعبہ یمانیہ کے شمال میں واقع ہے اس لیے موجودہ بیت اللہ کو کعبہ شامیہ کے نام سے یاد کیا کرتے تھے پوری عبارت اس طرح ہے "والكعبة التي بمكة كان يقال لها الكعبة الشامية" (منه المنعم)

"هل انت مريحي" آپ مجھے راحت پہنچا سکتے ہو کہ کعبہ یمانیہ اور کعبہ شامیہ کی اصطلاح ختم ہو جائے کیونکہ لوگوں نے ذو الخلصہ بت خانہ کو بیت اللہ کے مقابلہ میں کھڑا کر کے کعبہ یمانیہ کہہ دیا جب وہ ختم ہو جائے گا تو یہ اصطلاح ختم ہو جائے گی تو اس کلام میں کعبہ بیت اللہ سے چھٹکارے کی بات نہیں بلکہ کعبہ یمانیہ سے چھٹکارے کی بات ہے اسی اعتراض کے پیش نظر قاضی عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس جملہ میں کعبہ یمانیہ کے ساتھ شامیہ کو ذکر کرنا راوی کا وہم ہے جو غلط ہے۔ اور بخاری نے اس کو ذکر نہیں کیا ہے بندہ عاجز کہتا ہے کہ قاضی عیاض کی بات بہت واضح اور صاف ہے اگر چہ علامہ نووی نے اس کو رد کر دیا ہے ساتھ والی روایت میں شامیہ کا لفظ نہیں ہے بہر حال اگر یہ لفظ موجود ہو تو میں نے اس کی توجیہ لکھ دی۔

"لنسفرت" حضرت جریر فرماتے ہیں کہ میں نے ڈیڑھ سو شہسواروں کو قبیلہ احمس سے لیا یہ احمس انمار قبائل میں سے ایک قبیلہ کا نام ہے احمس بن غوث بن انمار کے نام پر یہ قبیلہ مشہور ہے یہ قبیلہ بجیلہ قبیلہ کے رشتہ دار تھے "فاخبرته" یعنی میں نے آنحضرت کو اس کامیابی کی اطلاع کی تو آپ نے ہمیں اور احمس قبائل کو دعا فرمائی آنے والی روایت میں ہے کہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے ابوارطاۃ کو خوشخبری سنانے کے لیے بھیجا تو اس نے بشارت دیدی یہاں خود حضرت جریر کے خبر دینے کی بات ہے تو ممکن ہے کہ قاصد کو بھی بھیجا تو اس نے خبر دیدی آنحضرت نے دعا فرمائی پھر حضرت جریر نے آکر خبر دیدی تو آنحضرت نے دوبارہ دعا فرمائی بہر حال حضرت جریر جب مدینہ سے واپس یمن چلے گئے تو آنحضرت کا انتقال ہو گیا پھر ملاقات نہیں ہوئی۔ حضرت جریر گھوڑے پر سواری میں ماہر نہیں تھے گر جاتے تھے آنحضرت سے دعاء کرائی تو آنحضرت نے دعا فرمائی جو اس باب کی احادیث

میں مذکور ہے "کانها جمل اجرب" جب خارشی اونٹ پر سیاہ تارکول ملتے ہیں تو وہ جلا ہوا کالا ہو جاتا ہے اس بت خانے کا بھی اسی طرح حشر ہو گیا جب اس کو خوب جلا دیا گیا "فبرک" یہ تبریک سے ہے آنحضرت نے خیر و برکت کی دعا فرمائی۔

۶۳۶۱۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِيِّ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا جَرِيرُ أَلَا تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ بَيْتٍ لِخَثْعَمَ كَانَ يُدْعَى كَعْبَةَ الْيَمَانِيَةِ، قَالَ: فَنَفَرْتُ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةِ فَارِسٍ، وَكُنْتُ لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَضَرَبَ يَدَهُ فِي صَدْرِي فَقَالَ: اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ، وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا قَالَ: فَانْطَلَقَ فَحَرَّقَهَا بِالنَّارِ، ثُمَّ بَعَثَ جَرِيرٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رَجُلًا يُبَشِّرُهُ يُكْنَى أَبَا أَرْطَاةَ مِنَّا، فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ: مَا جِئْتُكَ حَتَّى تَرَكْنَاهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْرَبُ، فَبَرَّكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَلَى خَيْلِ أَحْمَسَ، وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ.

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے جریر! کیا تو مجھے ذو الخلصہ سے راحت نہیں پہنچائے گا۔ جو خثعم کا مکان تھا اور اسے کعبۃ الیمانیہ بھی کہا جاتا تھا۔ میں نے ایک سو پچاس شہسوار لے کر اس کی طرف چڑھائی کی۔ میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر مارا اور فرمایا: "اے اللہ! اسے جما دیجئے، اور اسے راہ بتانے والا اور ہدایت یافتہ بنا دیجئے"۔ پھر وہ روانہ ہو گئے اور اس (بت خانہ) کو آگ لگا کر جلا ڈالا۔ پھر حضرت جریر نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی جس کی کنیت ابوارطاۃ تھی خوشخبری سنانے کے لیے بھیجا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں آپ کے پاس اس (ذو الخلصہ نامی مکان) کو خارشی اونٹ کی طرح چھوڑ کر آیا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے احمس قبیلہ کے گھڑ سواروں کے لیے پانچ مرتبہ برکت کی دعا فرمائی۔

۶۳۶۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ يَعْنِي الْفَزَارِيَّ، ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ كُلُّهُمْ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَقَالَ فِي حَدِيثِ مَرْوَانَ: فَجَاءَ بَشِيرُ جَرِيرٍ أَبُو أَرْطَاةَ حُصَيْنُ بْنُ رَبِيعَةَ، يُبَشِّرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس سند سے بھی حسب سابق حدیث منقول ہے۔ اور حضرت مروان کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ پس حضرت جریر کی طرف سے خوش خبری لانے والا ابوارطاۃ حصین بن ربیعہ تھا جس نے نبی کریم ﷺ کو خوش خبری دی۔

بَابُ مِنْ فَضَائِلِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

حضرت عبداللہ بن عباس کا نام ونسب:

هو عبدالله بن عباس بن عبدالمطلب ولد فی شعب ابی طالب وبنو هاشم محصورون فیه ومات بالطائف سنة ۶۸ھ فی زمن عبدالله بن الزبیر وهو ابن احدیٰ وسبعین سنة وصلی علیه محمد بن الحنفية وقال الیوم مات ربانی هذه الامة قال ابو الزبیر مات ابن عباس بالطائف فجاء طائر ابیض فدخل فی کفنه حین حمل ما رؤی خارجا منه ای من کفنه فدفن معه.

ویروی عن مجاهد ان ابن عباس قال رئیت جبریل عند النبی صلی الله علیه وسلم مرتین وقال ابن مسعود فیه نعم ترجمان القرآن ابن عباس وکان ابن عمر یقول ابن عباس فتی الکهول له لسان سئول وقلب عقول، وقال مسروق کنت اذا رائیت ابن عباس قلت اجمل الناس واذا تکلم قلت افصح الناس واذا تحدث قلت اعلم الناس .

بہرحال حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے فضائل بے شمار ہیں بطور خلاصہ آخر میں اردو میں چند باتیں لکھتا ہوں آپ حضور انور ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں، آپ کی والدہ لبابہ بنت حارث ہیں یعنی ام المؤمنین میمونہ کی بہن، ہجرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے، حضور ﷺ کی وفات کے وقت آپ کی عمر تیرہ سال تھی، حضور انور ﷺ نے آپ کو علم وحکمت کی دعائیں دیں، آپ کا لقب حبر الامۃ ہے یعنی مسلمانوں کے بڑے عالم، آپ نہایت حسین بڑے عالم فقیہ مجتہد تھے، حضرت عمر نے آپ کو اپنا مشیر خاص بنایا تھا، ہر بات میں جلیل القدر صحابہ کے ساتھ آپ سے بھی مشورہ کرتے تھے، آخر میں نابینا ہوگئے تھے، ۶۸ھ میں طائف میں وفات پائی، اکہتر (۷۱) سال عمر ہوئی، آپ سے ایک خلق نے روایات لی ہیں۔

۶۳۶۲ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ النَّضْرِ قَالَا: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ بْنُ

عُمَرَ الْيَشْكُرِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي يَزِيدَ، يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَتَى الْخَلَاءَ فَوَضَعْتُ لَهُ وَضُوئًا، فَلَمَّا خَرَجَ قَالَ: مَنْ وَضَعَ هٰذَا؟ فِي رِوَايَةِ زُهَيْرٍ قَالُوا: وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ قُلْتُ: ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ: اللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ میں نے آپ ﷺ کے وضو کے لیے پانی رکھ دیا۔ جب آپ ﷺ تشریف لائے تو فرمایا کہ یہ کس نے رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا ابن عباس نے۔ فرمایا: ''اے اللہ! اس کو دین میں فقاہت عطا فرما''۔

بَابُ مِنْ فَضَائِلِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

حضرت عبداللہ بن عمر کے فضائل کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ:

آپ قرشی عدوی ہیں، حضرت فاروق کے فرزند، اپنے والد کے ساتھ مکہ معظمہ میں ایمان لائے، بدر میں لڑکپن کی وجہ سے شریک نہ ہوئے، حق یہ ہے کہ غزوہ احد میں بھی حضور ﷺ نے ان کے بچہ ہونے کی وجہ سے شریک نہیں کیا، غزوہ خندق میں شریک ہوئے، غزوہ احد میں آپ چودہ سالہ تھے، بڑے عابد زاہد محتاط اور متبع سنت تھے، حضرت جابر فرماتے ہیں ''کہ ہم لوگوں کو دنیا نے اپنی طرف راغب کر لیا سوائے حضرت عبداللہ بن عمر کے''۔ حضرت میمون بن مہران فرماتے ہیں ''کہ میں نے ابن عمر جیسا متقی، ابن عباس جیسا عالم نہ دیکھا''۔ حضرت نافع کہتے ہیں کہ ''ابن عمر نے ایک ہزار سے زیادہ غلام آزاد کیے''۔ ظہور نبوت سے ایک سال پہلے پیدا ہوئے اور ۷۳ھ میں حضرت ابن زبیر کے تین مہینہ بعد وفات پائی، آپ کی وصیت تو یہ تھی کہ آپ کو زمین ''حل'' میں دفن کیا جاوے مگر حجاج نے ایسا نہ کرنے دیا تو آپ ''ذی طویٰ'' میں مہاجرین کے قبرستان میں دفن کیے گئے۔ آپ کی وفات کا واقعہ یہ ہے کہ ایک بار حجاج نے جمعہ کا خطبہ دراز کیا آپ نے فرمایا: ''کہ سورج تیرا انتظار نہ کرے گا''۔ وہ بولا ''کہ میں چاہتا ہوں کہ تیرا سر قلم کر دوں''۔ آپ نے فرمایا ''کہ اگر تو چاہے تو ایسا کر سکتا ہے کیونکہ تو ایک احمق شخص ہے جو ہم پر مسلط کر دیا گیا ہے''۔ نیز آپ حج میں حجاج سے پہلے ہی عرفہ میں حضور انور ﷺ کی قیام گاہ میں جا کر ٹھہر جاتے تھے، ان وجوہ سے حجاج آپ سے کینہ رکھنے لگا، اس نے ایک شخص سے کہا اس نے زہریلا نیزہ آپ کے تلوے میں راہ چلتے ہوئے چبھو دیا اس سے آپ

کی موت واقع ہوئی، چوراسی یا چھیاسی سال آپ کی عمر ہوئی، آپ نے عبداللہ بن زبیر کی شہادت پر انتہائی مؤثر انداز میں تعزیت کے کلمات کہہ دیئے تھے جس سے حجاج بن یوسف نے آپ کے قتل کا پختہ عزم کیا کیونکہ اس میں حجاج بن یوسف پر طنز تھا۔

٦٣٦٤ـ حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ، وَخَلَفُ بْنُ هِشَامٍ، وَأَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ، كُلُّهُمْ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: أَبُو الرَّبِيعِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ فِي يَدِي قِطْعَةَ إِسْتَبْرَقٍ، وَلَيْسَ مَكَانٌ أُرِيدُ مِنَ الْجَنَّةِ إِلَّا طَارَتْ إِلَيْهِ، قَالَ فَقَصَصْتُهُ عَلَى حَفْصَةَ، فَقَصَّتْهُ حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَرَى عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلًا صَالِحًا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ گویا میرے ہاتھ میں استبرق (ایک ریشمی کپڑا) کا ٹکڑا ہے۔ اور میں جنت کے جس حصہ میں بھی جانا چاہتا ہوں وہ ٹکڑا مجھے اڑا کر وہاں لے جاتا ہے۔ میں نے یہ خواب حضرت حفصہ سے بیان کیا، حضرت حفصہ نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ''میں عبداللہ کو ایک نیک مرد دیکھتا ہوں''۔

٦٣٦٥ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَاللَّفْظُ لِعَبْدٍ قَالَا: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا رَأَى رُؤْيَا، قَصَّهَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَمَنَّيْتُ أَنْ أَرَى رُؤْيَا أَقُصُّهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: وَكُنْتُ غُلَامًا شَابًّا عَزَبًا، وَكُنْتُ أَنَامُ فِي الْمَسْجِدِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَأَيْتُ فِي النَّوْمِ كَأَنَّ مَلَكَيْنِ أَخَذَانِي فَذَهَبَا بِي إِلَى النَّارِ، فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ، وَإِذَا لَهَا قَرْنَانِ كَقَرْنَيِ الْبِئْرِ، وَإِذَا فِيهَا نَاسٌ قَدْ عَرَفْتُهُمْ، فَجَعَلْتُ أَقُولُ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ، أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ، أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ، قَالَ فَلَقِيَهُمَا مَلَكٌ فَقَالَ لِي: لَمْ تُرَعْ، فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ، فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ، عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ قَالَ سَالِمٌ: فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ، بَعْدَ ذَلِكَ، لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيلًا

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں جب کوئی شخص خواب دیکھا کرتا تھا تو رسول اللہ ﷺ سے اسے بیان کرتا تھا۔ میری تمنا تھی کہ میں بھی کوئی ایسا خواب دیکھوں۔ جسے رسول اللہ ﷺ سے بیان کر دوں (اور آپ ﷺ اس کی تعبیر بتلائیں) میں اس زمانہ میں کنوارا نوجوان تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں مسجد میں ہی

سوجایا کرتا تھا۔(ایک بار) میں نے خواب میں دیکھا کہ" جیسے مجھے دو فرشتوں نے پکڑا اور مجھے لے کر جہنم کی طرف گئے تو دیکھا گیا کہ وہ کنوئیں کی طرح تہہ در تہہ گہری ہے، اور کنوئیں ہی کی طرح اس کے اوپر دو لکڑیاں بھی ہیں۔اس میں کچھ لوگ ہیں جنہیں میں نے جان لیا۔تو میں نے اعوذ باللہ من النار، اعوذ باللہ من النار، اعوذ باللہ من النار، (میں اللہ کی پناہ پکڑتا ہوں جہنم سے) کہنا شروع کر دیا۔پھر ان دو فرشتوں سے ایک اور فرشتہ ملا۔اس نے مجھے کہا کہ: تم ڈرو نہیں۔میں نے یہ خواب (اپنی بہن اور ام المومنین) حضرت حفصہ سے بیان کیا۔حفصہ نے رسول اللہ ﷺ بیان کر دیا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:" عبداللہ بہت اچھا آدمی ہے، اگر وہ رات میں نماز پڑھا کرتا۔حضرت سالم (ابن عمر کے شاگرد) کہتے ہیں کہ اس کے بعد ابن عمر کا معمول تھا کہ رات میں بہت ہی تھوڑا سوتے تھے۔

٦٣٦٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ خَالِدٍ، خَتَنُ الْفِرْيَابِيِّ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الْفَزَارِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كُنْتُ أَبِيتُ فِي الْمَسْجِدِ، وَلَمْ يَكُنْ لِي أَهْلٌ، فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّمَا انْطُلِقَ بِي إِلَى بِئْرٍ، فَذَكَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رات مسجد میں گزارا کرتا تھا اور (اس وقت تک) میری بیوی نہ تھی پس میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ مجھے ایک کنوئیں کی طرف لے جایا گیا۔(باقی حدیث مبارکہ سابقہ روایت ہی کی مثل ہے)۔

بَابُ فَضَائِلِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے آٹھ احادیث کو بیان کیا ہے

نام ونسب: انس بن مالک۔آپ کا نام انس بن مالک بن نضر ہے، کنیت ابوحمزہ ہے، خزرجی انصاری ہیں، حضور انور ﷺ کے خادم خاص ہیں، آپ کی والدہ ام سلیم بنت ملحان ہیں۔

جب نبی ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو جناب انس کی عمر دس (۱۰) سال تھی، جب حضور انور ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ بیس (۲۰) سال کے تھے، دس سال تک مسلسل حضور انور ﷺ کی خدمت کی، خلافت فاروقی میں آپ بصرہ منتقل ہو گئے، وہاں آپ کی وفات ہوئی، آپ بصرہ کے آخری صحابی ہیں، ۹۱ھ میں وفات ہوئی، ایک سو تین (۱۰۳) سال عمر ہوئی، بعض نے فرمایا

ننانوے (۹۹) سال عمر ہوئی۔ آپ کی اولاد اسی (۸۰) یا ایک سو دس (۱۱۰) ہے، اٹھتر (۷۸) لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں یہ آنحضرت کی دعا کی برکت تھی فرماتے تھے کہ لوگوں کے پھل سال میں ایک دفعہ آتے ہیں میرے پھل دو دفعہ آتے ہیں دعا اس باب کی احادیث میں مذکور ہے۔

٦٣٦٧ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، سَمِعْتُ قَتَادَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسٍ، عَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ، أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ خَادِمُكَ أَنَسٌ، ادْعُ اللّٰهَ لَهُ، فَقَالَ: اللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ، وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ آپ کا خادم ہے انس! اس کے لیے اللہ سے دعا فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! اس کے مال اور اولاد میں کثرت عطا فرما اور جو کچھ تو اسے عطا کرے اس میں برکت عطا فرما''۔

٦٣٦٨ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ خَادِمُكَ أَنَسٌ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ام سلیم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ انس آپ کا خادم ہے (بقیہ حدیث حسب سابق بیان فرمائی)۔

٦٣٦٩ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ، سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ مِثْلَ ذَلِكَ

اس سند کے ساتھ بھی حدیث مبارکہ حسب سابق ہی منقول ہے۔

٦٣٧٠ـ وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا، وَمَا هُوَ إِلَّا أَنَا وَأُمِّي وَأُمُّ حَرَامٍ، خَالَتِي. فَقَالَتْ أُمِّي: يَا رَسُولَ اللّٰهِ خُوَيْدِمُكَ، ادْعُ اللّٰهَ لَهُ، قَالَ فَدَعَا لِي بِكُلِّ خَيْرٍ، وَكَانَ فِي آخِرِ مَا دَعَا لِي بِهِ أَنْ قَالَ: اللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ، وَبَارِكْ لَهُ فِيهِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر میں تشریف لائے اور گھر میں میں میری والدہ اور ام حرام کے علاوہ جو میری خالہ تھیں کوئی نہ تھا۔ میری والدہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ (انس)

آپ کا چھوٹا سا خادم ہے، اس کے واسطے اللہ سے دعا فرمائیں۔ آنحضرت ﷺ نے میرے لیے ہر طرح کی خیر کی دعا فرمائی اور سب سے آخری دعا جو فرمائی وہ یہ کہ: ''اے اللہ! اس کے مال واولاد میں کثرت فرما اور اس میں اسے برکت عطا فرما۔

٦٣٧١ ۔ حَدَّثَنِي أَبُو مَعْنٍ الرَّقَاشِيُّ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، حَدَّثَنَا أَنَسٌ، قَالَ: جَائَتْ بِي أُمِّي أُمُّ أَنَسٍ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَقَدْ أَزَّرَتْنِي بِنِصْفِ خِمَارِهَا، وَرَدَّتْنِي بِنِصْفِهِ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، هَذَا أُنَيْسٌ ابْنِي، أَتَيْتُكَ بِهِ يَخْدُمُكَ فَادْعُ اللهَ لَهُ، فَقَالَ: اللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ قَالَ أَنَسٌ: فَوَاللّٰهِ إِنَّ مَالِي لَكَثِيرٌ، وَإِنَّ وَلَدِي وَوَلَدَ وَلَدِي لَيَتَعَادُّونَ عَلَى نَحْوِ الْمِائَةِ، الْيَوْمَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری والدہ ام انس مجھے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور انہوں نے اپنا دوپٹہ پھاڑ کر آدھے کا مجھے ازار (تہہ بند) باندھ دیا تھا اور آدھے کی چادر پہنادی تھی۔ اور آپ ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ اُنیس (چھوٹا سا انس) ہے میرا بیٹا۔ میں اسے آپ کی خدمت کے لیے لائی ہوں۔ آپ ﷺ اللہ سے اس کے لیے دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! اس کے مال واولاد میں کثرت عطا فرما''۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اللہ کی قسم! میرا مال بلاشبہ بہت زیادہ ہے اور بے شک میری اولاد کی اولاد آج سو سے بھی متجاوز ہے''۔

٦٣٧٢ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمَانَ، عَنِ الْجَعْدِ أَبِي عُثْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَمِعَتْ أُمِّي، أُمُّ سُلَيْمٍ صَوْتَهُ، فَقَالَتْ: بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ أُنَيْسٌ، فَدَعَا لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثَلَاثَ دَعَوَاتٍ قَدْ رَأَيْتُ مِنْهَا اثْنَتَيْنِ فِي الدُّنْيَا، وَأَنَا أَرْجُو الثَّالِثَةَ فِي الْآخِرَةِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ (ہمارے گھر کے قریب سے) گزرے تو میری والدہ ام سلیم نے آپ ﷺ کی آواز سنی۔ اور کہنے لگیں: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ یہ اُنیس (چھوٹا سا انس) ہے (اس کے لیے دعا فرما)۔ رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے تین دعائیں فرمائیں۔ ان میں سے دو کو تو پورا ہوتا میں دیکھ چکا ہوں اور تیسری کی آخرت میں امید ہے''۔

٦٣٧٣ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ، حَدَّثَنَا بَهْزٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: أَتَى عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَا أَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ، قَالَ: فَسَلَّمَ عَلَيْنَا، فَبَعَثَنِي إِلَى حَاجَةٍ،

فَأَبْطَأْتُ عَلَى أُمِّي، فَلَمَّا جِئْتُ قَالَتْ: مَا حَبَسَكَ؟ قُلْتُ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَةٍ، قَالَتْ: مَا حَاجَتُهُ؟ قُلْتُ: إِنَّهَا سِرٌّ، قَالَتْ: لَا تُحَدِّثَنَّ بِسِرِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدًا قَالَ أَنَسٌ: وَاللَّهِ لَوْ حَدَّثْتُ بِهِ أَحَدًا لَحَدَّثْتُكَ يَا ثَابِتُ

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک بار میرے پاس تشریف لائے اور میں اس وقت لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ آپ ﷺ نے ہم کو سلام کیا اور مجھے کسی کام کے لیے بھیجا۔ میں نے اپنی والدہ کے پاس جانے میں تاخیر کردی۔ جب میں والدہ کے پاس آیا، تو انہوں نے پوچھا کہ تم نے کیوں دیر کی؟ میں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک کام سے بھیجا تھا۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا کام تھا؟ میں نے کہا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا ایک راز ہے۔ میری والدہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا راز ہرگز کسی سے بیان نہ کرنا۔ ثابت (راوی) کہتے ہیں کہ حضرت انس نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر میں کسی سے وہ راز بیان کرتا تو اے ثابت! تجھ سے کرتا (لیکن میں بیان نہیں کروں گا)۔

٦٣٧٤ - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ، حَدَّثَنَا عَارِمُ بْنُ الْفَضْلِ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: أَسَرَّ إِلَيَّ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرًّا، فَمَا أَخْبَرْتُ بِهِ أَحَدًا بَعْدُ، وَلَقَدْ سَأَلَتْنِي عَنْهُ أُمُّ سُلَيْمٍ فَمَا أَخْبَرْتُهَا بِهِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے ایک راز بیان کیا۔ میں نے اس کے بعد کسی کو وہ راز نہیں بتلایا، یہاں تک کہ میری والدہ ام سلیم نے پوچھا تو انہیں بھی نہیں بتلایا۔

بَابُ فَضَائِلِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ:

آپ کی کنیت ابو یوسف ہے، اسرائیلی ہیں، یوسف علیہ السلام کی اولاد سے ہیں، بنی عوف ابن خزرج کے حلیف تھے جاہلیت میں آپ کا نام حصین تھا نبی اکرم ﷺ نے عبداللہ بن سلام رکھا ہجرت کے اوائل میں اسلام لایا، بنی اسرائیل کے چوٹی کے عالم تھے، حضور ﷺ نے آپ کے جنتی ہونے کی شہادت دی، آپ کے بیٹوں یوسف اور محمد وغیرہما نے آپ سے روایات لیں، مدینہ منورہ

میں ۴۳ھ میں وفات ہوئی۔

۶۳۷۵۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لِحَيٍّ يَمْشِي، إِنَّهُ فِي الْجَنَّةِ إِلَّا لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ

حضرت سعد رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی زندہ چلتے پھرتے شخص کے متعلق یہ کہتے نہیں سنا کہ: ''وہ جنت میں ہے''۔ سوائے عبداللہ بن سلام کے۔

تشریح:

''ما سمعت ''یعنی سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ میں نے نہیں سنا کہ آنحضرت نے زمین پر چلنے والے کسی شخص کو جنتی فرمایا ہو صرف عبداللہ بن سلام کو فرمایا تھا۔

سوال: یہاں پر سوال یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے عشرہ مبشرہ کو جنت کی بشارت سنائی فاطمہ اور حسنین کو بشارت سنائی پھر یہاں حضرت سعد اس طرح کا حصر کیوں کہہ رہے ہیں؟

جواب: اس سوال کا جواب یہ ہے کہ حضرت سعد نے دیگر صحابہ کے بارے میں بشارت خود بخود آنحضرت سے نہیں سنی تھی بلکہ واسطہ سے سنی تھی صرف عبداللہ بن سلام کے بارے میں خود سن لی تو اسی کو بیان کیا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت سعد نے کسی اور کی نفی نہیں کی بلکہ حضرت عبداللہ بن سلام کی فضیلت بیان کی نیز آپ نے یمشی کے ساتھ مقید کیا کہ جو اس وقت زمین پر چل رہا ہے وہ صرف عبداللہ بن سلام ہے۔ حافظ ابن حجر نے بھی قریب قریب یہی جواب دیا ہے کہ عشرہ مبشرہ کے انتقال کے بعد حضرت سعد نے یہ کلام کیا ہے جو بالکل ٹھیک ہے۔ اس باب کی دیگر احادیث میں چند الفاظ کی تشریح بھی ضروری ہے۔

''یَتَجَوَّزُ ''مختصر نماز پڑھنا مراد ہے''روضة ''باغیچہ کو کہتے ہیں''ذكر سعتها ' راوی کہتا ہے کہ عبداللہ بن سلام نے اس کی وسعت بیان کی''وعشبها ''ترگھاس کو کہتے ہیں''عروة ''دستی اور کنڈی کو کہتے ہیں''فقال بثيابی ''یہاں قال اَخذَ کے معنی میں ہے۔''وصف ''راوی کہتا ہے کہ عبداللہ بن سلام نے فقال بثيابی کا مطلب بیان کیا۔

''المنْصَف ''میم پر کسرہ ہے نون ساکن ہے اور صاد پر زبر ہے نوجوان خادم کو کہتے ہیں وصیف بھی اسی طرح نوجوان غلام کو کہتے ہیں۔''جواد ''دال پر شد ہے یہ جمع ہے اس کا مفرد جادة ہے جس طرح دواب اور دابة ہے کھلے اور واضح راستہ کو کہتے ہیں گویا

منہ اس کی تفسیر ہے "فزجل بی" ای رمی بی کسی نرم چیز کو پھینکنے کے لیے یہ لفظ بولا جاتا ہے اوپر اٹھانے کے لیے بھی بولا جاتا ہے ای رفعنی مع صوت، آواز کا مفہوم اس میں ہے "خررت" گرنے کے معنی میں ہے "استی" مقعد کو کہتے ہیں پیچھے کی طرف گرنا مراد ہے۔ یہ آیندہ احادیث کے الفاظ کی تشریح ہے۔

۶۳۷۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ، قَالَ: كُنْتُ بِالْمَدِينَةِ فِي نَاسٍ، فِيهِمْ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَ رَجُلٌ فِي وَجْهِهِ أَثَرٌ مِنْ خُشُوعٍ، فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: هَذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، هَذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ يَتَجَوَّزُ فِيهِمَا، ثُمَّ خَرَجَ فَاتَّبَعْتُهُ، فَدَخَلَ مَنْزِلَهُ، وَدَخَلْتُ، فَتَحَدَّثْنَا، فَلَمَّا اسْتَأْنَسَ قُلْتُ لَهُ: إِنَّكَ لَمَّا دَخَلْتَ قَبْلُ، قَالَ رَجُلٌ كَذَا وَكَذَا، قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَقُولَ مَا لَا يَعْلَمُ، وَسَأُحَدِّثُكَ لِمَ ذَاكَ؟ رَأَيْتُ رُؤْيَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ، رَأَيْتُنِي فِي رَوْضَةٍ ذَكَرَ سَعَتَهَا وَعُشْبَهَا وَخُضْرَتَهَا وَوَسْطَ الرَّوْضَةِ عَمُودٌ مِنْ حَدِيدٍ، أَسْفَلُهُ فِي الْأَرْضِ، وَأَعْلَاهُ فِي السَّمَاءِ، فِي أَعْلَاهُ عُرْوَةٌ، فَقِيلَ لِي: ارْقَهْ، فَقُلْتُ لَهُ: لَا أَسْتَطِيعُ، فَجَاءَنِي مِنْصَفٌ قَالَ ابْنُ عَوْنٍ: وَالْمِنْصَفُ الْخَادِمُ فَقَالَ بِثِيَابِي مِنْ خَلْفِي وَصَفَ أَنَّهُ رَفَعَهُ مِنْ خَلْفِهِ بِيَدِهِ فَرَقِيتُ حَتَّى كُنْتُ فِي أَعْلَى الْعَمُودِ، فَأَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ، فَقِيلَ لِيَ: اسْتَمْسِكْ. فَلَقَدِ اسْتَيْقَظْتُ وَإِنَّهَا لَفِي يَدِي، فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: تِلْكَ الرَّوْضَةُ الْإِسْلَامُ، وَذَلِكَ الْعَمُودُ عَمُودُ الْإِسْلَامِ، وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ عُرْوَةُ الْوُثْقَى، وَأَنْتَ عَلَى الْإِسْلَامِ حَتَّى تَمُوتَ قَالَ: وَالرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ

حضرت قیس بن عباد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ارشاد فرمایا: "میں مدینہ میں کچھ لوگوں میں تھا جن میں بعض نبی ﷺ کے صحابہ بھی تھے۔ اسی اثناء میں ایک شخص آیا جس کے چہرہ پر خشیت الٰہی کے اثرات تھے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ یہ آدمی اہل جنت میں سے ہے۔ اس آدمی نے وہاں دو رکعتیں پڑھیں پھر وہاں سے نکل گئے۔ میں بھی ان کے پیچھے پیچھے چلا۔ وہ اپنے گھر میں داخل ہو گئے۔ میں بھی ان کے ساتھ اندر گیا، انہوں نے ہم سے باتیں کیں۔ جب ذرا انسیت ہوگئی تو میں نے ان سے کہا کہ جب آپ اس سے قبل ان لوگوں میں آئے تھے تو ایک آدمی نے اس اس طرح کہا (کہ فلاں یعنی آپ اہل جنت میں سے ہیں) وہ کہنے لگے کہ سبحان اللہ! کسی شخص کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ ایسی بات کہے جو وہ نہیں جانتا، البتہ میں تم سے ابھی بیان کروں گا کہ لوگ ایسا کیوں کہتے ہیں۔

میں نے رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ایک خواب دیکھا تھا وہ میں نے آپ ﷺ سے بیان کر دیا۔ میں نے اپنے آپ کو ایک باغ میں دیکھا (جس کی وسعت اور کشادگی کا انہوں نے بیان کیا اور اس کی پیداوار اور سبزہ کا بیان کیا) اس باغ کے بیچ میں ایک ستون ہے لوہے کا۔ اس کی جڑ زمین میں ہے اور اوپر والا حصہ آسمان میں ہے۔ اس کی چوٹی پر ایک حلقہ ہے۔ مجھ سے کہا گیا کہ اس پر چڑھ۔ میں نے کہا کہ میں چڑھنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ اس دوران میرے پاس ایک خدمت گار آیا۔ اس نے میرے کپڑے پیچھے سے اٹھائے اور بتلایا کہ اس نے مجھے اپنے ہاتھ سے پیچھے سے اٹھایا تو میں اوپر چڑھ گیا، یہاں تک کہ میں اس ستون کے اوپر پہنچ گیا۔ میں نے وہ حلقہ پکڑ لیا۔ مجھ سے کہا گیا کہ مضبوطی سے پکڑے رہو۔ پھر میں بیدار ہوا تو وہ حلقہ میرے ہاتھ میں ہی تھا۔ یہ خواب میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''وہ باغ تو اسلام تھا، وہ ستون اسلام کا ستون تھا اور وہ حلقہ عروۃ الوثقیٰ (مضبوط حلقہ) ہے دین کا (اور تعبیر اس کی یہ ہے کہ) تم اسلام پر قائم رہو گے اپنی موت تک، اور وہ آدمی عبداللہ بن سلام تھے۔

٦٣٧٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَبَلَةَ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ، حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ، حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، قَالَ: قَالَ قَيْسُ بْنُ عُبَادٍ: كُنْتُ فِي حَلْقَةٍ فِيهَا سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ، وَابْنُ عُمَرَ، فَمَرَّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ، فَقَالُوا: هَذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَقُمْتُ فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّهُمْ قَالُوا كَذَا وَكَذَا، قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا كَانَ يَنْبَغِي لَهُمْ أَنْ يَقُولُوا مَا لَيْسَ لَهُمْ بِهِ عِلْمٌ، إِنَّمَا رَأَيْتُ كَأَنَّ عَمُودًا وُضِعَ فِي رَوْضَةٍ خَضْرَاءَ، فَنُصِبَ فِيهَا، وَفِي رَأْسِهَا عُرْوَةٌ، وَفِي أَسْفَلِهَا مِنْصَفٌ وَالْمِنْصَفُ الْوَصِيفُ فَقِيلَ لِيَ: ارْقَهْ، فَرَقِيتُ حَتَّى أَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ، فَقَصَصْتُهَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَمُوتُ عَبْدُ اللّٰهِ وَهُوَ آخِذٌ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى

حضرت قیس بن سعد کہتے ہیں کہ میں ایک حلقہ میں تھا جس میں سعد بن مالک اور ابن عمر بھی تھے۔ وہاں سے عبداللہ بن سلام گزرے تو ان حضرات نے کہا کہ یہ آدمی اہل جنت میں سے ہے۔ میں یہ سن کر کھڑا ہو گیا اور ان سے کہا کہ یہ حضرات اس اس طرح کہہ رہے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن سلام نے فرمایا: سبحان اللہ! انہیں ایسی بات کہنا مناسب نہیں جس کے بارے میں انہیں کوئی علم نہیں۔ بات یہ ہوئی کہ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ جیسے ایک ستون ہے جو ایک سرسبز باغ کے درمیان نصب ہے۔ اس کی چوٹی پر ایک حلقہ تھا اور اس کے نیچے ایک خدمت گار کھڑا تھا۔ مجھ سے کہا گیا کہ اس پر چڑھ۔ میں اس پر چڑھا یہاں تک کہ میں نے وہ حلقہ پکڑ لیا''۔ پھر میں نے یہ خواب رسول اللہ

ﷺ سے بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عبداللہ اسی مضبوط حلقہ کو تھامے رہے گا، یہاں تک کہ اسی حالت میں اسے موت آئے گی۔

۶۳۷۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُسْهِرٍ، عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا فِي حَلْقَةٍ فِي مَسْجِدِ الْمَدِينَةِ، قَالَ: وَفِيهَا شَيْخٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ، وَهُوَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ، قَالَ: فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُمْ حَدِيثًا حَسَنًا، قَالَ فَلَمَّا قَامَ قَالَ الْقَوْمُ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا، قَالَ فَقُلْتُ: وَاللَّهِ لَأَتْبَعَنَّهُ فَلَأَعْلَمَنَّ مَكَانَ بَيْتِهِ، قَالَ فَتَبِعْتُهُ، فَانْطَلَقَ حَتَّى كَادَ أَنْ يَخْرُجَ مِنَ الْمَدِينَةِ، ثُمَّ دَخَلَ مَنْزِلَهُ، قَالَ: فَاسْتَأْذَنْتُ عَلَيْهِ فَأَذِنَ لِي، فَقَالَ: مَا حَاجَتُكَ؟ يَا ابْنَ أَخِي قَالَ فَقُلْتُ لَهُ: سَمِعْتُ الْقَوْمَ يَقُولُونَ لَكَ، لَمَّا قُمْتَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا، فَأَعْجَبَنِي أَنْ أَكُونَ مَعَكَ، قَالَ: اللَّهُ أَعْلَمُ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ، وَسَأُحَدِّثُكَ مِمَّ قَالُوا ذَاكَ، إِنِّي بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ، إِذْ أَتَانِي رَجُلٌ فَقَالَ لِي: قُمْ، فَأَخَذَ بِيَدِي فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ، قَالَ: فَإِذَا أَنَا بِجَوَادَّ عَنْ شِمَالِي، قَالَ: فَأَخَذْتُ لِآخُذَ فِيهَا، فَقَالَ لِي لَا تَأْخُذْ فِيهَا فَإِنَّهَا طُرُقُ أَصْحَابِ الشِّمَالِ، قَالَ فَإِذَا جَوَادُّ مَنْهَجٌ عَلَى يَمِينِي، فَقَالَ لِي: خُذْ هَاهُنَا، فَأَتَى بِي جَبَلًا، فَقَالَ لِيَ: اصْعَدْ، قَالَ فَجَعَلْتُ إِذَا أَرَدْتُ أَنْ أَصْعَدَ خَرَرْتُ عَلَى اسْتِي، قَالَ: حَتَّى فَعَلْتُ ذَلِكَ مِرَارًا، قَالَ: ثُمَّ انْطَلَقَ بِي حَتَّى أَتَى بِي عَمُودًا، رَأْسُهُ فِي السَّمَاءِ وَأَسْفَلُهُ فِي الْأَرْضِ، فِي أَعْلَاهُ حَلْقَةٌ، فَقَالَ لِيَ: اصْعَدْ فَوْقَ هَذَا، قَالَ قُلْتُ: كَيْفَ أَصْعَدُ هَذَا؟ وَرَأْسُهُ فِي السَّمَاءِ، قَالَ فَأَخَذَ بِيَدِي فَزَجَلَ بِي، قَالَ فَإِذَا أَنَا مُتَعَلِّقٌ بِالْحَلْقَةِ، قَالَ ثُمَّ ضَرَبَ الْعَمُودَ فَخَرَّ، قَالَ وَبَقِيتُ مُتَعَلِّقًا بِالْحَلْقَةِ حَتَّى أَصْبَحْتُ، قَالَ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ، فَقَالَ: أَمَّا الطُّرُقُ الَّتِي رَأَيْتَ عَنْ يَسَارِكَ فَهِيَ طُرُقُ أَصْحَابِ الشِّمَالِ، قَالَ وَأَمَّا الطُّرُقُ الَّتِي رَأَيْتَ عَنْ يَمِينِكَ فَهِيَ طُرُقُ أَصْحَابِ الْيَمِينِ، وَأَمَّا الْجَبَلُ فَهُوَ مَنْزِلُ الشُّهَدَاءِ، وَلَنْ تَنَالَهُ، وَأَمَّا الْعَمُودُ فَهُوَ عَمُودُ الْإِسْلَامِ، وَأَمَّا الْعُرْوَةُ فَهِيَ عُرْوَةُ الْإِسْلَامِ وَلَنْ تَزَالَ مُتَمَسِّكًا بِهَا حَتَّى تَمُوتَ

حضرت خرشہ بن الحر فرماتے ہیں کہ میں مدینہ کی مسجد میں ایک حلقہ میں بیٹھا تھا اس حلقہ میں ایک بڑی اچھی صورت والے شیخ بھی تھے۔ وہ عبداللہ بن سلام تھے۔ وہ لوگوں سے بہت اچھی باتیں کر رہے تھے۔ جب وہ کھڑے ہوئے تو

لوگوں نے کہا کہ: جس کو یہ بات خوش کرے کہ وہ اہل جنت میں سے کسی کو دیکھے تو وہ ان صاحب کو دیکھ لے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ: اللہ کی قسم! میں ان کے پیچھے پیچھے جاؤں گا اور ان کا گھر معلوم کرلوں گا۔ چنانچہ میں ان کے پیچھے ہولیا۔ وہ چلتے رہے یہاں تک کہ قریب تھا کہ مدینہ سے باہر نکل جائیں۔ پھر اپنے گھر میں داخل ہوئے۔ میں نے اندر جانے کی اجازت مانگی تو انہوں نے مجھے اجازت دیدی اور فرمایا: اے میرے بھتیجے! تمہیں کیا کام ہے؟ میں نے کہا کہ میں نے لوگوں سے سنا کہ وہ آپ کے متعلق جب آپ کھڑے ہوئے کہہ رہے تھے کہ جس شخص کے لیے یہ بات باعث مسرت ہو کہ وہ اہل جنت میں سے کسی کو دیکھے تو ان صاحب کو دیکھ لے، تو مجھے آپ کے ساتھ رہنا اچھا معلوم ہوا۔ عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: اللہ ہی کو خوب معلوم ہے کہ کون اہل جنت میں سے ہے، البتہ وہ لوگ جس وجہ سے یہ بات کہتے ہیں میں وہ تم سے بیان کروں گا، میں ایک بار سویا ہوا تھا، اسی دوران میں (خواب میں) میرے پاس ایک شخص آیا اور مجھ سے کہا کہ اٹھو، اس نے میرا ہاتھ پکڑلیا، میں اس کے ہمراہ چل پڑا۔ اچانک میں نے اپنے بائیں جانب کچھ راستے دیکھے، میں نے ان راستوں پر جانا چاہا تو اس شخص نے مجھ سے کہا کہ ادھر نہ جاؤ کہ وہ اصحاب الشمال (بائیں ہاتھ والوں) کے راستے ہیں۔ پھر اچانک مجھے دائیں طرف کے راستے ملے تو اس نے مجھ سے کہا کہ ان راستوں پر چلو، پھر ایک پہاڑ آیا تو اس آدمی نے کہا کہ اس پر چڑھو۔ میں نے چڑھنا شروع کیا، میں جب بھی چڑھنا چاہتا تو کولہوں کے بل گر پڑتا۔ حتی کہ میں نے کئی بار اسی طرح کیا۔ پھر وہ مجھے لے کر چلا یہاں تک کہ ایک ستون میرے سامنے آیا جس کی چوٹی آسمان میں تھی اور نچلا حصہ زمین میں تھا۔ اس کی اونچائی پر ایک حلقہ لگا ہوا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ اس پر چڑھو۔ میں نے کہا کہ میں کیسے چڑھوں اس کا سرا تو آسمان میں ہے۔ اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اوپر اچھال دیا۔ میں نے کیا دیکھا کہ میں اس حلقہ سے لٹکا ہوا ہوں۔ پھر اس شخص نے ستون پر ضرب لگائی تو وہ گر پڑا اور میں حلقہ سے لٹکا رہ گیا۔ اسی دوران صبح ہوگئی (اور میں بیدار ہوگیا) میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا خواب آپ سے بیان کیا آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ راستے جو تم نے اپنے بائیں جانب دیکھے تھے وہ اصحاب الشمال (بائیں ہاتھ والوں کے یعنی اہل جہنم کے) راستے تھے، البتہ وہ راستے جو تم نے دائیں جانب دیکھے وہ اصحاب الیمین (دائیں ہاتھ والوں کے یعنی اہل جنت کے) راستے تھے اور جو پہاڑ تھا وہ شہداء کا مقام ہے (جنت میں) اور تم وہ مقام ہرگز حاصل نہیں کر پاؤ گے (یعنی تمہیں شہادت کی موت نہیں ملے گی) اور جہاں تک ستون کا تعلق ہے، تو وہ اسلام کا ستون ہے اور جو حلقہ (تم نے دیکھا) ہے وہ اسلام کا حلقہ (دائرہ) ہے اور تم موت تک اسی کو تھامے رہو گے (یعنی اسلام سے وابستہ رہو گے اپنی موت تک اور اسلام پر تمہارا خاتمہ ہوگا)۔

بَابُ فَضَائِلِ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

شاعر رسول حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے فضائل اور قصیدہ

اس باب میں امام مسلم نے بارہ احادیث کو بیان کیا ہے

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ:

''آپ کی کنیت ابوالولید ہے، انصاری خزرجی ہیں، آپ حضور ﷺ کے مخصوص شاعر ہیں، شاعروں کے سرتاج ہیں، ابوعبیدہ کہتے ہیں: ''اہل عرب متفق ہیں کہ شاعروں میں افضل شاعر حسان ہیں''۔ آپ نے ۴۰ھ سے پہلے حضرت علی مرتضیٰ کی خلافت میں وفات پائی، ایک سو بیس (۱۲۰) سال عمر ہوئی، ساٹھ سال جاہلیت میں اور ساٹھ سال اسلام میں۔ آپ سے جب پوچھا گیا کہ اسلام میں آپ کے اشعار کچھ کمزور ہو گئے تو فرمایا کہ **ان الاسلام یحجز عن الکذب اراد ان الشعر احسنہ اکذبہ،**

۶۳۷۹ـ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، كُلُّهُمْ عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: عَمْرٌو، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ عُمَرَ، مَرَّ بِحَسَّانَ وَهُوَ يُنْشِدُ الشِّعْرَ فِي الْمَسْجِدِ، فَلَحَظَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: قَدْ كُنْتُ أُنْشِدُ، وَفِيهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى أَبِي هُرَيْرَةَ، فَقَالَ: أَنْشُدُكَ اللّٰهَ أَسَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: أَجِبْ عَنِّي، اللّٰهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ؟ قَالَ: اللّٰهُمَّ نَعَمْ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت عمر، حضرت حسان کے پاس سے گزرے، وہ مسجد میں اشعار پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے ان کی طرف دیکھا اور خاموش ہونے کا اشارہ کیا۔ حضرت حسان فرمانے لگے کہ میں تو مسجد میں اس وقت بھی اشعار پڑھتا رہا جب کہ مسجد میں تم سے بہتر شخص (رسول اللہ) موجود تھے۔ پھر حضرت حسان، حضرت ابو ہریرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ مجھ سے فرماتے تھے: ''میری طرف سے جواب دو (اے حسان) اے اللہ! روح القدس سے اس کی مدد فرما''۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں! اے اللہ آپ جانتے ہیں''۔

تشریح:

''**فلحظ الیہ**'' یعنی عمر فاروقؓ نے انکار کے انداز سے ان کی طرف دیکھا کہ مسجد نبوی میں یہ اشعار کیسے پڑھتے ہیں۔

''**خیر منک**'' اس سے رسول اللہ ﷺ مراد ہیں کہ آپ نے مجھے شعر پڑھنے کی اجازت دی تھی پھر حضرت ابو ہریرہ سے

تصدیق کرادی۔

مسجدوں میں اشعار پڑھنے کا حکم

اس میں علماء کے دو طبقے ہیں ایک طبقہ کا خیال ہے کہ مسجدوں میں مطلقاً اشعار پڑھنا ممنوع ہے اور دوسرے طبقے کا خیال ہے کہ مسجدوں میں اشعار پڑھنا جائز ہے علامہ اُبی فرماتے ہیں کہ اس میں تفصیل ہے وہ اس طرح کہ اگر اشعار میں اسلام کی اور مسلمانوں کی تعریف ہو یا اللہ تعالیٰ اور نبی اکرم ﷺ کی تعریف ہو۔ اور اللہ و رسول سے دفاع ہو یا کافروں کی مذمت ہو اور کفر کی قباحت ہو یا کفار سے جنگ پر ابھارنے کے اشعار ہوں یا وعظ و نصیحت پر مشتمل ابیات ہوں تو یہ جائز ہیں حضرت حسان کے اشعار اسی قسم کے تھے اور آج کل سیرت کے جلسوں میں اسی طرح اشعار ہوتے ہیں اور جو اشعار اس قسم کے نہ ہوں تو وہ جائز نہیں ہیں کیونکہ اس قسم کے اشعار فواحش اور اباطیل سے خالی نہیں ہوتے ہیں اور مساجد کو اس سے پاک رکھنا ضروری ہے (الابی المالکی)
اسی طرح مسجدوں میں اشعار کا مشغلہ بنانا اور بے جا تعریفات اور مبالغہ آمیز کلمات بھی جائز نہیں ہونا چاہیے جس طرح بریلوی حضرات کا مشغلہ ہے باقی قوالی جو آج کل ہو رہی ہے وہ تو حرام امور سے بھرا ہوا پروگرام ہوتا ہے جو ہر جگہ نا جائز ہے بہر حال حضرت عمر کی رائے پہلے طبقے کے لوگوں کے لیے بنیاد ہے اور حضرت حسان کی رائے دوسرے طبقے والوں کے لیے بنیاد ہے۔
"روح القدس" اس سے جبریل امین مراد ہیں اگلی روایت میں ہے "اجب عن رسول الله" مطلب یہ ہے کہ کفار نے اور خاص کر ابوسفیان بن حارث نے نبی اکرم ﷺ کے ہجو میں اشعار کہے تھے آنحضرت نے اس کے جواب میں اشعار کا حکم دیا اھجھم اور ھاجھم کا مطلب بھی یہی ہے آئندہ لمبا قصیدہ اسی کے جواب میں ہے۔

٦٣٨٠۔ حَدَّثَنَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ حَسَّانَ، قَالَ فِي حَلْقَةٍ فِيهِمْ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَنْشُدُكَ اللهَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَسَمِعْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ

حضرت ابن مسیب سے مروی ہے کہ حضرت حسانؓ نے ایک حلقہ میں بیٹھے ہوئے حضرت ابوہریرہ سے کہا: اے ابوہریرہ! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تو نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، (بقیہ حدیث حسب سابق بیان فرمائی)

٦٣٨١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّهُ سَمِعَ حَسَّانَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ، يَسْتَشْهِدُ أَبَا هُرَيْرَةَ أَنْشُدُكَ

اللهَ هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: يَا حَسَّانُ أَجِبْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اللَّهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: نَعَمْ

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت حسانؓ بن ثابت الانصاری کو حضرت ابو ہریرہؓ سے گواہی لیتے ہوئے سنا کہ: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں! کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: "اے حسان! رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جواب دو (مشرکین کو اپنے اشعار کے ذریعہ) اے اللہ! روح القدس کے ذریعہ ان کی تائید فرما"۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے جواب دیا: ہاں!

٦٣٨٢ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيٍّ وَهُوَ ابْنُ ثَابِتٍ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ لِحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ: اهْجُهُمْ، أَوْ هَاجِهِمْ، وَجِبْرِيلُ مَعَكَ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو حضرت حسانؓ سے یہ فرماتے سنا کہ: "ان (کفار) کی ہجو بیان کرو اور جبرئیل تمہارے ساتھ ہیں"۔

٦٣٨٣ ـ حَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، ح وحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ كُلُّهُمْ، عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

ان اسنا کے ساتھ بھی حسب سابق حدیث منقول ہے۔

٦٣٨٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ حَسَّانَ بْنَ ثَابِتٍ، كَانَ مِمَّنْ كَثَّرَ عَلَى عَائِشَةَ فَسَبَبْتُهُ فَقَالَتْ: يَا ابْنَ أُخْتِي دَعْهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عروہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ حضرت حسانؓ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے حضرت عائشہؓ پر (واقعہ افک کے ضمن میں) بہت زیادہ طعن کیا تھا۔ میں نے انہیں برا بھلا کہا۔ جس پر حضرت عائشہؓ نے ارشاد فرمایا: "اے میرے بھانجے! چھوڑو، وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مدافعت کیا کرتے تھے۔

تشریح:

"ممن کثر علی عائشة" یعنی واقعہ افک میں جن لوگوں نے حضرت عائشہ کے متعلق غلط باتیں کی تھیں حضرت حسان نے بھی

اس میں حصہ لیا تھا حضرت حسان نے اس کی سختی سے تردید فرمائی ہے جس کی تفصیل آئندہ آرہی ہے "فسببتــــه" گالی دینے اور بدگوئی کرنے کے معنی میں ہے "یُنافح" یہ منافحہ سے ہے یدافع کے معنی میں ہے ای یدافع و یناضل ۔

اس سے حضرت عائشہ کی وسعت صدری اور علوشان ظاہر ہوتی ہے کہ جس نے اتنی بڑی غلطی کی تھی اس کو مکمل معاف کیا۔

۶۳۸۵۔ حَدَّثَنَاهُ عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

ان اسناد کے ساتھ بھی حسب سابق حدیث منقول ہے۔

۶۳۸۶۔ حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ وَعِنْدَهَا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ يُنْشِدُهَا شِعْرًا يُشَبِّبُ بِأَبْيَاتٍ لَهُ فَقَالَ: حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ وَتُصْبِحُ غَرْثَى مِنْ لُحُومِ الْغَوَافِلِ فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ: لَكِنَّكَ لَسْتَ كَذَلِكَ، قَالَ مَسْرُوقٌ فَقُلْتُ لَهَا: لِمَ تَأْذَنِينَ لَهُ يَدْخُلُ عَلَيْكِ؟ وَقَدْ قَالَ اللَّهُ: ﴿وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ (النور ۱۱) فَقَالَتْ: فَأَيُّ عَذَابٍ أَشَدُّ مِنَ الْعَمَى؟ إِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ أَوْ يُهَاجِي عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت مسروق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت عائشہؓ کے پاس حاضر ہوا۔ ان کے پاس حضرت حسان بیٹھے شعر گوئی کررہے تھے اور چند مدحیہ اشعار (حضرت عائشہؓ کی مدح میں) کہہ رہے تھے۔ پاکدامن ہیں، بڑی عقلمند ہیں، جن پر کوئی عیب نہیں لگایا جاسکتا، صبح کو اس حال میں اٹھتی ہے کہ خالی پیٹ ہوتی ہیں غافلوں کے گوشت سے۔ یہ سن کر حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ: لیکن آپ تو ایسے نہیں ہیں۔ مسروق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ آپ انہیں اپنے پاس داخل ہونے کی اجازت ہی کیوں دیتی ہیں؟ حالانکہ ان کے بارے میں تو اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے: "اور وہ شخص جس نے بیڑا اٹھایا بری بات کا (حضرت عائشہ پر تہمت لگانے کا) اس کے لیے بڑا عذاب ہے"۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ: "نابینا ہونے سے بڑھ کر کونسا عذاب ہے؟ بلاشبہ حسانؓ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مدافعت کیا کرتے تھے اور (مشرکین کی) ہجو کرتے تھے۔

تشریح:

"یشبب" یہ تشبیب سے ہے کسی قصیدہ کی ابتداء میں شاعر اپنے مشاعر بیدار کرنے کے لیے جو فرضی عشقیہ اشعار کہتا ہے اسی کو تشبیب کہتے ہیں یہاں حضرت عائشہ کی مدح میں جو قصیدہ کہا ہے اس میں حضرت حسان نے تشبیب کے اشعار کہے ہیں ان اشعار

کا تعلق ممدوح سے نہیں ہوتا ہے بلکہ شاعر کی ذات سے ہوتا ہے حضرت حسان نے حضرت عائشہ کی مدح میں جو قصیدہ پڑھا ہے اس کا صرف ایک شعر یہاں امام مسلم نے نقل کیا ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وہ پورا قصیدہ یہاں نقل کیا جائے جو سیرۃ ابن ہشام میں مذکور ہے جس میں حضرت حسان نے سختی سے تردید کی ہے کہ اس نے حضرت عائشہ سے متعلق واقعہ افک میں کوئی غلط بات کی ہے حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ "والذی تولیٰ کبرہ" آیت عبداللہ بن ابی بن سلول منافق کے بارے میں اتری ہے حضرت حسان کے بارے میں نہیں ہے۔

حصان رزان ماتزن بریبۃ وتصبح غرثی من لحوم الغوافل

حضرت عائشہ پاکدامن پر وقار عاقلہ خاتون ہے اس پر تہمت نہیں لگائی جاسکتی ہے وہ اس حال میں صبح کرتی ہے کہ عورتوں کی غیبت سے اس کا پیٹ خالی رہتا ہے

عقیلۃ حی من لوی بن غالب کرام المساعی مجدھم غیر زائل

لوی بن غالب قبیلہ کی شریف زادی ہے جس کا کردار اچھا ہے اور بزرگی دائمی ہے

مھذبۃ قد طیب اللہ خیمھا وطھرھا من کل سوء وباطل

وہ مہذب ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے اصل کو پاکیزہ بنایا ہے اور ہر برائی اور باطل سے پاک رکھا ہے

فان کنت قد قلت الذی زعموا لکم فلا رفعت سوطی الی اناملی

اگر میں نے تہمت کی وہ بات کہی ہو جس کا دعویٰ لوگ کرتے ہیں تو میری انگلیاں شل ہو کر میری لاٹھی نہ اٹھا سکیں

وکیف ودی ما حییت ونصرتی لآل رسول اللہ زین المحافل

میں تہمت کی بات کیسے کر سکتا ہوں جب کہ میری محبت ونصرت زندگی بھر کے لیے آل رسول کی مدح میں مجلسوں کی زینت ہے

لہ رتب عال علی الناس کلھم تقاصر عنہ سورۃ المتطاول

آل رسول کے عالی رتبے تمام لوگوں پر ایسے بلند ہیں جس کے سامنے بڑوں بڑوں کی عزتوں کی دیواریں پست ہیں

فان الذی قد قیل لیس بلائط ولکنہ قول امریء بی ماحل

لیکن جو کچھ کہا گیا ہے وہ صحیح نہیں ہے البتہ یہ ایسے شخص کی بات ہے جس کا مجھ سے دشمنی ہے۔

''حصان'' پاکدامن عورت کو کہتے ہیں ''رزان'' سنجیدہ پروقار اور عاقلہ کے معنی میں ہے ''ماتزن'' مجہول کا صیغہ ہے تہمت کے معنی میں ہے ای ماتتهم ''تصبح'' صبح کرنے کے معنی میں ہے ''غرثی'' بھوکی عورت کو کہتے ہیں یعنی پاکدامن عورتوں کی غیبت نہیں کرتی ہے اس سے اس کا پیٹ خالی ہے۔

''لكنك لست كذالك'' یعنی تم ایسا نہیں ہو جس نے پاکدامن عورتوں کا گوشت نہ کھایا ہو بلکہ تم نے تو واقعہ افک میں حصہ لیا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تک جو اطلاعات اور معلومات پہنچی تھیں اس سے وہ متاثر ہو گئیں تھیں کہ واقعہ افک میں حضرت حسان نے بھی نامناسب باتیں کی ہیں اسی بنیاد پر حضرت حسان سے شکایت کررہی ہیں بلکہ یہاں تک کہہ رہی ہیں کہ واقعہ افک میں جن لوگوں کو سزا مل گئی تھی حضرت حسان کو بھی مل گئی کیونکہ یہ نابینا ہو گئے ہیں اس سے بڑھ کر سزا کیا ہوسکتی ہے۔

حضرت حسان نے قسمیں کھا کر اس الزام کی تردید فرمائی ہے جس طرح گزشتہ اشعار میں آپ نے آخری شعر میں فرمایا کہ یہ حاسدین اور مکار لوگوں نے مجھے بدنام کرنے کی کوشش کی ہے اس قصیدہ میں آپ نے عائشہ کے بارے میں اس طرح گفتگو کرنے والے کو سخت بد دعا بھی دی ہے اور اپنی وفاداری اور نبی اکرم ﷺ سے محبت کا حقیقی اظہار بھی فرمایا ہے شارحین لکھتے ہیں کہ حضرت حسان اس الزام سے پاک تھے نبی اکرم ﷺ نے بھی کوئی اشارہ نہیں فرمایا البتہ حضرت عائشہ اس پروپیگنڈہ سے متاثر ہو گئیں تھیں جو لوگوں نے حضرت حسان کے خلاف کیا تھا عرب کا مشہور مقولہ ہے ''مَنْ يَسْمَعْ يَخَلْ'' جو کوئی کسی کے بارے میں کچھ سنتا ہے تو کچھ نہ کچھ خیال اس طرف جاتا ہے حضرت عائشہ کا بھی اسی طرح خیال تھا۔

٦٣٨٧ـ حَدَّثَنَاهُ ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، فِي هَذَا الْإِسْنَادِ، وَقَالَ قَالَتْ: كَانَ يَذُبُّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَذْكُرْ حَصَانٌ رَزَانٌ

اس سند کے ساتھ بھی یہ سابقہ حدیث مروی ہے اس روایت میں یہ ہے کہ سیدہ عائشہ نے کہا: وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جواب دیا کرتے تھے اور اس روایت میں شعر مذکور نہیں۔

٦٣٨٨ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّاءَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ حَسَّانُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، ائْذَنْ لِي فِي أَبِي سُفْيَانَ، قَالَ: كَيْفَ بِقَرَابَتِي مِنْهُ؟ قَالَ: وَالَّذِي أَكْرَمَكَ لَأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعْرَةُ مِنَ الْخَمِيرِ، فَقَالَ حَسَّانُ:

وَإِنَّ سَنَامَ الْمَجْدِ مِنْ آلِ هَاشِمٍ بَنُو بِنْتِ مَخْزُومٍ وَوَالِدُكَ الْعَبْدُ

قَصِيدَتَهُ هَذِهِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت حسانؓ نے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ سے فرمایا: مجھے ابوسفیان کے معاملے ہجو کی میں اجازت عطا فرمایئے آپ ﷺ نے فرمایا: میری اس سے قرابت داری کا کیا ہوگا؟ حضرت حسانؓ نے فرمایا کہ: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو عزت وکرامت عطا کی میں آپ کو اس میں سے اس طرح نکال لوں گا جیسے آٹے میں سے بال نکال لیا جاتا ہے۔ پھر حضرت حسانؓ نے یہ شعر کہا: آل ہاشم میں سے بزرگی وشرافت کے بلند ترین معیار پر بنت مخزوم کے لڑکے ہیں اور تیرا (ابوسفیان کا) باپ تو غلام تھا۔

تشریح:

"فی ابی سفیان" اس سے ابوسفیان بن حارث مراد ہے جو آنحضرت کا چچازاد تھا مگر چچا سوتیلا تھا فتح مکہ کے موقع پر ابوسفیان بن حارث اسلام قبول کرنے کی کوشش کی مگر آنحضرت نے انکار کیا پھر جنگ حنین کے میدان میں اس کا اسلام قبول کرلیا گیا غضب کا شاعر تھا اسلام قبول کرنے سے پہلے آنحضرت اور صحابہ کے خلاف اشعار پڑھتا تھا حضرت حسان نے ان کی خوب خبر لی اور ان کو خاموش کردیا "لَاَسُلَّنک" یہ سل سے ہے نیام سے تلوار نکالنے کو کہتے ہیں یہاں آٹے سے بال نکالنے کے لیے بولا گیا ہے "الخمیر" خمیرہ شدہ آٹا مراد ہے یعنی ابوسفیان کے نسب سے آپ کو ایسا صاف الگ کردوں گا جس طرح آٹے سے بال کو صاف نکالا جاتا ہے۔

"قصیدہ ھذہ" یہ لفظ فقال حسان کا مقولہ ہے یعنی حضرت حسان نے ابوسفیان بن حارث کی ہجو میں یہ قصیدہ پڑھا، امام مسلم نے اس قصیدہ سے صرف ایک شعر نقل کیا ہے میں مزید ابیات لکھتا ہوں تاکہ حقیقت خوب معلوم ہوجائے۔

الا ابلغ ابا سفيان ان محمد ۔۔۔ هو الغصن ذو الافنان لا الواحد الوغدُ

ومالك فيهم مُحمَّدٍ يعرفونه ۔۔۔ فدونك فالصق مثل مالصق القردُ

وان سنام المجد من آل هاشم ۔۔۔ بنو بنت مخزوم ووالدك العبدُ

ومن ولدت ابناء زهرة منهم ۔۔۔ كرام ولم يقرب عجائزك المجدُ

ولست كعباس ولا كابن امه ۔۔۔ ولكن لئيم لا يقوم له زندُ

وان امرأ كانت سمية امه ۔۔۔ وسمراء مغمور اذا بلغ الجهدُ

وانت ھجین نیط فی آل ھاشم کما نیط خلف الراکب القدح الفردُ

"وان سنام المجد" سنام کوہان کو کہتے ہیں مجد بزرگی کو کہتے ہیں یعنی چوٹی کی بزرگی پر تو وہ آل ھاشم فائز ہیں جو بنت مخزوم کی اولاد ہیں اورائے ابوسفیان تیرا باپ یعنی نانا موہب تو غلام تھا۔ اس شعر کی تفصیل اس طرح ہے کہ بنت مخزم سے مراد فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم ہے یہ خاتون آنحضرت ﷺ کے والد عبداللہ اور آپ کے چچاؤں ابوطالب اور زبیر کی والدہ تھیں ان کی اولاد کو شرافت کا اعلیٰ معیار قرار دیا جن میں رسول اللہ ﷺ ہیں اس شعر میں ابوسفیان کے والد کو غلام کہا گیا ہے یہ اس طرح کہ ابوسفیان کی دادی یعنی حارث کی ماں جن کا نام سمیہ بنت موہب تھا یہ موہب کی بیٹی تھی اور موہب بنو عبد مناف کا غلام تھا تو حضرت حسان نے ابوسفیان کی مذمت اس کے ننھال کی طرف سے کی جب کہ نبی اکرم ﷺ ددھال میں واقع ہیں اس طرح ابوسفیان کے نسب کو آنحضرت کے نسب سے الگ کر کے خوب مذمت کی یا یوں سمجھیں کہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب اور ابو سفیان بن حارث بن عبدالمطلب یہ سلسلہ نسب ایک ہے اور اسی میں آنحضرت کو خوف تھا کہ ابوسفیان کی مذمت میں میری مذمت آجائے گی، حضرت حسان نے عبدالمطلب کی کئی بیویوں میں فرق کر دیا عبدالمطلب کی ایک بیوی کا نام فاطمہ بنت عمرو ہے اور دوسری بیوی کا نام سمیہ بنت موہب ہے سمیہ کے بطن سے حارث پیدا ہوا ہے تو سمیہ کا باپ بنو عبد مناف کا غلام تھا وہی عیب حضرت حسان نے پکڑ لی ہے اور کہا کہ تیرا باپ یعنی نانا غلام تھا۔

"الوغد" ادنیٰ رزیل مراد ہے "ذو الافنان" ٹہنیاں مراد ہیں۔ "وسمراء مغموز" یعنی سفیان کی نانیوں میں سمیہ اور سمراء دونوں مطعون ہیں "عجائزک" یعنی تمہاری بڑھیوں کے پاس تو بزرگی قریب بھی نہیں آئی۔ "محتد" اصل نسل مراد ہے "فالصق" یعنی چپک جاؤ۔ "زند" بازو مراد ہے اگر زبد ہے تو اصل مراد ہے "ھجین" مخلوط نسل والا "نیط" یعنی باہر سے آکر لٹکائے گئے ہو "القدح الفرد" اونٹ کے دنبالہ میں لٹکایا ہوا لوٹا مراد ہے۔

۶۳۸۹۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، قَالَتْ: اسْتَأْذَنَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ، النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هِجَاءِ الْمُشْرِكِينَ، وَلَمْ يَذْكُرْ أَبَا سُفْيَانَ، وَقَالَ بَدَلَ الْخَمِيرِ الْعَجِينِ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حسان بن ثابت نبی کریم ﷺ سے مشرکین کی ہجو کرنے کی اجازت طلب کی۔ اس سند میں ابوسفیان کا نام ذکر نہیں کیا اور خمیر کی جگہ عجین کہا ہے۔ (معنی ایک ہی ہے)

۶۳۹۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ جَدِّي، حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ، حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اهْجُوا قُرَيْشًا، فَإِنَّهُ أَشَدُّ عَلَيْهَا مِنْ رَشْقٍ بِالنَّبْلِ فَأَرْسَلَ إِلَى ابْنِ رَوَاحَةَ فَقَالَ: اهْجُهُمْ فَهَجَاهُمْ فَلَمْ يُرْضِ، فَأَرْسَلَ إِلَى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ، قَالَ حَسَّانُ: قَدْ آنَ لَكُمْ أَنْ تُرْسِلُوا إِلَى هَذَا الْأَسَدِ الضَّارِبِ بِذَنَبِهِ، ثُمَّ أَدْلَعَ لِسَانَهُ فَجَعَلَ يُحَرِّكُهُ، فَقَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَأَفْرِيَنَّهُمْ بِلِسَانِي فَرْيَ الْأَدِيمِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَعْجَلْ، فَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ أَعْلَمُ قُرَيْشٍ بِأَنْسَابِهَا، وَإِنَّ لِي فِيهِمْ نَسَبًا، حَتَّى يُلَخِّصَ لَكَ نَسَبِي فَأَتَاهُ حَسَّانُ، ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَدْ لَخَّصَ لِي نَسَبَكَ، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِينِ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ لِحَسَّانَ: إِنَّ رُوحَ الْقُدُسِ لَا يَزَالُ يُؤَيِّدُكَ، مَا نَافَحْتَ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ، وَقَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: هَجَاهُمْ حَسَّانُ فَشَفَى وَاشْتَفَى قَالَ حَسَّانُ:

(۱) هَجَوْتَ مُحَمَّدًا فَأَجَبْتُ عَنْهُ ☆ وَعِنْدَ اللّٰهِ فِي ذَاكَ الْجَزَاءُ

(۲) هَجَوْتَ مُحَمَّدًا بَرًّا حَنِيفًا ☆ رَسُولَ اللّٰهِ شِيمَتُهُ الْوَفَاءُ

(۳) فَإِنَّ أَبِي وَوَالِدَهُ وَعِرْضِي ☆ لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَاءُ

(٤) ثَكِلْتُ بُنَيَّتِي إِنْ لَمْ تَرَوْهَا ☆ تُثِيرُ النَّقْعَ مِنْ كَنَفَيْ كَدَاءِ

(۵) يُبَارِينَ الْأَعِنَّةَ مُصْعِدَاتٍ ☆ عَلَى أَكْتَافِهَا الْأَسَلُ الظِّمَاءُ

(٦) تَظَلُّ جِيَادُنَا مُتَمَطِّرَاتٍ ☆ تُلَطِّمُهُنَّ بِالْخُمُرِ النِّسَاءُ

(۷) فَإِنْ أَعْرَضْتُمُو عَنَّا اعْتَمَرْنَا ☆ وَكَانَ الْفَتْحُ وَانْكَشَفَ الْغِطَاءُ

(۸) وَإِلَّا فَاصْبِرُوا لِضِرَابِ يَوْمٍ ☆ يُعِزُّ اللّٰهُ فِيهِ مَنْ يَشَاءُ

(۹) وَقَالَ اللّٰهُ: قَدْ أَرْسَلْتُ عَبْدًا ☆ يَقُولُ الْحَقَّ لَيْسَ بِهِ خَفَاءُ

(۱۰) وَقَالَ اللّٰهُ: قَدْ يَسَّرْتُ جُنْدًا ☆ هُمُ الْأَنْصَارُ عُرْضَتُهَا اللِّقَاءُ

(۱۱) لَنَا فِي كُلِّ يَوْمٍ مِنْ مَعَدٍّ ☆ سِبَابٌ أَوْ قِتَالٌ أَوْ هِجَاءُ

(۱۲) فَمَنْ يَهْجُو رَسُولَ اللّٰهِ مِنْكُمْ ☆ وَيَمْدَحُهُ وَيَنْصُرُهُ سَوَاءُ

(۱۳) وَجِبْرِيلٌ رَسُولُ اللّٰهِ فِينَا ☆ وَرُوحُ الْقُدْسِ لَيْسَ لَهُ كِفَاءُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "قریش کی ہجو (برائی) بیان کرو اس لیے کہ یہ ہجو ان کے لیے تیروں کی بوچھاڑ سے زیادہ سخت ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ کی طرف پیغام بھیجا کہ قریش (کے مشرکین) کی ہجو کہیں۔ انہوں نے ہجو کہی مگر آپ ﷺ خوش نہ ہوئے۔ پھر آپ ﷺ نے کعب بن مالک کو پیغام بھیجا (مگر اس سے بھی آپ ﷺ خوش نہ ہوئے) پھر آپ ﷺ نے حسانؓ بن ثابت کو پیغام بھیجا، جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو کہنے لگے: کہ آپ کے لیے وہ وقت آ گیا ہے کہ آپ نے اس شیر کو بلا بھیجا ہے جو اپنی دم سے مارتا ہے، پھر زبان ہونٹوں سے نکالی اور اسے (ہونٹوں پر) پھیرنے لگے اور فرمایا: "قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں اپنی زبان سے ان (کفار قریش) کی عزتوں کو اس طرح چیر دوں گا جیسے کھال کو چیر دیا جاتا ہے"۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: جلدی نہ کرو کیونکہ ابوبکر قریش کے نسبوں کے متعلق زیادہ جانتے ہیں اور میرا نسب بھی قریش میں ہی ہے، یہاں تک کہ ابوبکر میرا نسب تمہارے لیے علیحدہ کر کے بتا دیں گے۔ چنانچہ حضرت حسانؓ، حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے۔ پھر واپس لوٹے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! انہوں نے مجھ سے آپ کا نسب علیحدہ کر کے بیان کر دیا ہے۔ اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، میں آپ کو ان (قریش) میں سے اس طرح باہر نکال لوں گا جیسے آٹے میں سے بال کو باہر نکال لیا جاتا ہے۔
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سنا، رسول اللہ ﷺ ارشاد فرما رہے تھے حسانؓ سے کہ: روح القدس (جبرائیل) ہمیشہ تمہاری تائید و مدد کریں گے جب تک تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے دفاع کرتے رہو گے"۔ اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا کہ: حسانؓ نے مشرکوں کی ہجو کی اور مسلمانوں کے دلوں کو بھی راحت پہنچائی اور خود اپنے دل کی انتقام کی آگ کو بھی ٹھنڈا کیا۔ حضرت حسانؓ نے ارشاد فرمایا: تو نے محمد کی برائی کی ہے، میں نے اس کا جواب دیا، اور اللہ کے یہاں اس کا بدلہ ہے۔ (۲) تو نے ان (محمد ﷺ) کی برائی کی جو نیک اور پرہیزگار ہیں، اللہ کے رسول ہیں، جن کی خصلت وفا کرنا ہے (۳) بے شک

میرے باپ اور میری ماں اور میری اپنی آبرو (سب) محمد ﷺ کی آبرو کو تم سے بچانے کے لیے ڈھال ہے (۴) میں اپنی جان کو روؤں اور بیٹیوں کو گم کروں اگر تم نہ دیکھو کہ گھوڑے اڑا دیں گے غبار کو کداء (پہاڑ) کے دونوں جانب سے۔ (۵) وہ گھوڑے جو اپنی باگوں پر زور لگائیں گے، اپنی قوت اور طاقت سے ان (مشرکین) کے کندھوں پر چڑھے جاتے ہوں گے اور ان کے کندھوں پر وہ برچھے ہیں جو پیاسے ہیں (مشرکوں کے خون کے) (۶) ہمارے گھوڑے دوڑتے ہوئے آئیں گے جن کے منہ عورتیں اپنے دوپٹوں سے پونچھتی ہوں گی (یعنی ہمارے گھوڑے تم پر اس طرح چڑھ دوڑیں گے کہ تمہاری عورتیں اپنے دوپٹوں سے ان کے منہ پونچھ رہی ہوں گی، یعنی انہیں اپنے سے دور کر رہی ہوں گی)۔ (۷) اگر تم ہم سے اعراض کرلو (ہماری راہ نہ روکو) تو ہم عمرہ کرلیں گے۔ اور فتح ہو جائے گی اور پردہ اٹھ جائے گا۔ (۸) ورنہ (اگر تم ہماری راہ روکنے کا ارادہ رکھتے ہو تو صبر کرو اس دن کی مار کے لیے جس دن اللہ تعالیٰ جسے چاہے عزت دے گا۔ (۹) اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے اپنا بندہ بھیجا ہے جو حق بات کہتا ہے جس میں کوئی شبہ نہیں۔ (۱۰) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے ایک لشکر تیار کیا ہے جو انصار ہیں ان کا مقصد دشمن (کفار) سے مقابلہ کرنا ہے (۱۱) ہم تو ہر دن ایک نئی تیاری میں ہیں قریشی کافروں سے گالم گلوچ ہے یا ان سے لڑائی ہے یا ان کی ہجو کرنا ہے۔ (۱۲) لو تم میں سے جو کوئی رسول اللہ ﷺ کی ہجو کرے، یا ان کی تعریف اور مدد کرے سب برابر ہیں۔ (۱۳) اور جبرائیل جو اللہ کے رسول ہیں (وحی لے کر آتے ہیں) وہ ہمارے درمیان ہیں جو روح القدس ہیں جن کا کوئی مثل نہیں۔

تشریح:

''رشق النبل'' تیروں کی بوچھاڑ کو کہتے ہیں ''ارسل'' یعنی آنحضرت نے قاصد بھیجا کہ کفار کی مذمت کے لیے ان شعراء کو بلاؤ، صحابہ میں مشہور شعراء عبداللہ بن رواحہ اور کعب بن مالک اور حسان تھے۔

''قد آن لکم'' یعنی آخر وہ وقت تم پر آپہنچا کہ تم نے ایک شیر کو بلالیا۔ ''الضارب بذنبہ'' شیر کی عادت ہے کہ جب یہ کسی چیز پر حملہ کرتا ہے تو دم کو زمین پر زور سے مارتا ہے ''ذنب'' ذال اور نون پر زبر ہے حضرت حسان نے غصہ اور جرأت وشجاعت میں اپنی تشبیہ شیر سے دی ہے ''اولع لسانہ'' زبان کو نکال کر ناک سے رگڑنا مراد ہے یہ حضرت حسان کی عادت تھی۔

''لا فرینھم'' فری یفری کاٹنے کے معنی میں ہے ای لا مزقن اعراضھم واقطعھا کما یقطع ویشق الادیم'' چمڑی ادھیڑنے سے کفار کی نخوت وتکبر کو تار تار کرنا مراد ہے حضرت حسان کفار کے نسب کی مذمت کرتے تھے جس سے کفار جل جاتے تھے حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت کعب بن مالک ان کے مذہب پر چوٹیں مارتے تھے کفار کو حضرت حسان کے اشعار

سخت لگتے تھے لیکن ایمان لانے کے بعد جب دیکھا تو کہا کہ عبداللہ بن رواحہ اور کعب بن مالک کے اشعار بہت سخت ہیں کیونکہ یہ مذہب پر چوٹ ہے۔ "فشفی" یعنی آنحضرت کو شفادی اور دل کو ٹھنڈا کر کے رکھا "واشتفی" یعنی اپنے دل کو بھی ٹھنڈا کر کے رکھا اس قصیدہ میں حضرت حسان نے ابوسفیان بن حارث کو ان کے قصیدے کا جواب دیا ہے۔

"هجوت" یہ خطاب ابوسفیان بن حارث کو ہے "شیمته" عادت اخلاق، "وقاء" بچاؤ ڈھال "بنیتی" تصغیر بنت بیٹی "ثکلت" گم کرنا رونا کنفی کداء کنف کنارہ ای جانبی "کداء" مکہ میں داخل ہونے کے ایک راستہ کا نام ہے جو مغربی جانب میں ہے، جنت المعلاۃ تک نکل کر بطحاء تک جاتا ہے ایک کدٰی ہے وہ الگ راستہ ہے یبارین مبارات سے ہے مقابلہ اور مسابقہ کو کہتے ہیں۔ "الاعنة" یہ عنان کی جمع ہے باگ اور لگام کو کہتے ہیں باگوں پر زور لگا کر منہ زوری کر کے آگے بڑھنا مراد ہے گویا لگاموں سے آگے نکلتے ہیں "مصعدات" مکہ کی طرف آگے بڑھ کر جانا مراد ہے "اکتافهن" گھوڑوں کے اگلے پاؤں کے اوپر حصہ کو کندھوں سے یاد کیا ہے۔

"الاسل" نیزوں کو کہتے ہیں "الظماء" دشمن کے خون کے پیاسے نیزے مراد ہیں یعنی جنگ کے شوقین لوگ سوار ہوں گے۔

"متمطرات" یہ مطر سے ہے بارش کو کہتے ہیں یہاں بارش کے قطروں کی طرح تیز تیز ایک دوسرے کے پیچھے چلنے والے گھوڑے مراد ہیں "تلطمهن" یہ لطم سے ہے تھپڑ مارنے کو کہتے ہیں یعنی ان گھوڑوں کو دشمن کی عورتیں دوپٹوں سے روکیں گی مرد بے بس ہوں گے "عرضتها" یعنی ان کا اہم مقصد جنگ اور قتال ہوگا "سباب" زبان سے نثر میں گالی دینا مراد ہے "او هجاء" اشعار میں ہجو کرنا مراد ہے۔

"کفاء" کاف پر کسرہ ہے مماثل اور نظیر کو کہتے ہیں۔ اس قصیدہ میں کچھ مزید اشعار ہیں جو امام مسلمؒ نے نقل نہیں کیا ہے تکمیل فائدہ کے لیے میں سابقہ نمبرات کی ترتیب پر اس کو لکھتا ہوں اگر چہ دل پر بڑا بوجھ ہے کہ شرح لمبی ہو جائے گی قصیدہ کا سب سے پہلا شعر میں مندرجہ ذیل شعر کو بناتا ہوں تا کہ ترتیب اچھی ہو جائے ورنہ اس سے پہلے بھی تشبیب کے کئی اشعار ہیں اصل خطاب یہاں سے شروع ہے۔

الا ابلغ اباسفیان عنی ☆ مغلغله فقد برح الخفاء

فان سیوفنا ترکتك عبدا ☆ وعبدالدار سادته الاماء

مسلم کے شعر نمبر ۲ کے بعد یہ شعر مناسب ہے

اتھجوہ ولست لہ بکفء ☆ فشرکما لخیرکما الفداء

مسلم شریف کے شعر نمبر ۹ کے بعد یہ شعر مناسب ہے

شھدت بہ فقوموا صدقوہ ☆ فقلتھم لا نقوم ولا نشاء

مسلم شریف کے شعر نمبر ۱۱ کے بعد یہ شعر مناسب ہے

فنحکم بالقوافی من ھجانا ☆ ونضرب حین تختلط الدماء

اس قصیدہ کا سب سے آخری شعر یہ مناسب ہے

لسانی صارم لا عیب فیہ ☆ وبحری لا تکدرہ الدلاء

علامہ ابی مالکی نے متفرق طور پر ان چھ اشعار کو نقل کیا ہے مسلم شریف کے اصل قصیدہ کے ساتھ جب یہ اشعار لگ جائیں گے تو پورا قصیدہ انیس اشعار کا بن جائے گا اصل مضمون اتنے ہی اشعار میں ہے اس کے علاوہ ابتداء میں تشبیب کے اشعار ہیں جس کو علامہ ابی نے نقل کیا ہے لیکن میرے خیال میں اس کی ضرورت نہیں ہے۔فرضی اللہ عن حسان وعن جمیع الصحابۃ آمین

بَابُ فَضَائِلِ أَبِي هُرَيْرَةَ الدَّوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

اس باب میں امام مسلمؒ نے پانچ احادیث کو بیان کیا ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے نام میں بہت اختلاف ہے واضح یہ ہے کہ جاہلیت میں آپ کا نام عبد شمس تھا اور اسلام میں عبدالرحمٰن بن صخر تھا مگر آپ پر کنیت غالب آئی اور ابوہریرہ کنیت نے نام کی حیثیت اختیار کرلی ہے نام غائب ہوگیا آنحضرت نے آپ کو یہ کنیت عطا فرمائی ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک دن حضرت ابوہریرہ نے آستین میں بلی اٹھا رکھی تھی آنحضرت نے پوچھا یہ کیا ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا ''ھرۃ'' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا فانت ابو ھریرہ، بس یہی نام ہوگیا ۷ھ میں غزوہ خیبر کے موقع پر آپ نے اسلام قبول کیا آپ کا تعلق یمن کے دوس قبیلہ سے تھا اسی قبیلہ کا ایک مشہور آدمی طفیل بن عمرو مسلمان ہوگئے تھے انہیں کی محنت سے حضرت ابوہریرہ نے اسلام قبول کیا بچپن میں باپ کا انتقال ہوگیا تھا تو آپ نے ایک عورت کی صرف

کھانے پر خدمت شروع کی خود فرماتے ہیں نشأت یتیما وھاجرت مسکیناً وکنت اجیراً لسبرة بنت غزوان بطعام بطنی اھ: پھر اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا تھا کہ اسی عورت کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ کا نکاح ہوگیا فرماتے ہیں کہ دین کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے مضبوط رکھا آپ علماء صحابہ میں سے تھے اور حفاظ الحدیث میں سرفہرست تھے آپ پانچ ہزار تین سو چوہتر احادیث کے حافظ تھے شاعر نے کہا

مرویات بو ہریرہ کن شمار ☆ پنج الف وسہ صد وہفتا دو چار

ساری عمر مدینہ منورہ میں گزاردی ۵۷ھ میں مدینہ میں فوت ہوگئے اور بقیع میں مدفون ہوگئے۔

۶۳۹۱۔ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ الْيَمَامِيُّ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ، عَنْ أَبِي كَثِيرٍ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: كُنْتُ أَدْعُو أُمِّي إِلَى الْإِسْلَامِ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ، فَدَعَوْتُهَا يَوْمًا فَأَسْمَعَتْنِي فِي رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَكْرَهُ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي، قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي كُنْتُ أَدْعُو أُمِّي إِلَى الْإِسْلَامِ فَتَأْبَى عَلَيَّ، فَدَعَوْتُهَا الْيَوْمَ فَأَسْمَعَتْنِي فِيكَ مَا أَكْرَهُ، فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَهْدِيَ أُمَّ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللّٰهُمَّ اهْدِ أُمَّ أَبِي هُرَيْرَةَ فَخَرَجْتُ مُسْتَبْشِرًا بِدَعْوَةِ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا جِئْتُ فَصِرْتُ إِلَى الْبَابِ، فَإِذَا هُوَ مُجَافٌ، فَسَمِعَتْ أُمِّي خَشْفَ قَدَمَيَّ، فَقَالَتْ: مَكَانَكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ وَسَمِعْتُ خَضْخَضَةَ الْمَاءِ، قَالَ: فَاغْتَسَلَتْ وَلَبِسَتْ دِرْعَهَا وَعَجِلَتْ عَنْ خِمَارِهَا، فَفَتَحَتِ الْبَابَ، ثُمَّ قَالَتْ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، قَالَ فَرَجَعْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَيْتُهُ وَأَنَا أَبْكِي مِنَ الْفَرَحِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَبْشِرْ قَدِ اسْتَجَابَ اللّٰهُ دَعْوَتَكَ وَهَدَى أُمَّ أَبِي هُرَيْرَةَ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ خَيْرًا، قَالَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يُحَبِّبَنِي أَنَا وَأُمِّي إِلَى عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ، وَيُحَبِّبَهُمْ إِلَيْنَا، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللّٰهُمَّ حَبِّبْ عُبَيْدَكَ هَذَا يَعْنِي أَبَا هُرَيْرَةَ وَأُمَّهُ إِلَى عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِينَ، وَحَبِّبْ إِلَيْهِمِ الْمُؤْمِنِينَ فَمَا خُلِقَ مُؤْمِنٌ يَسْمَعُ بِي وَلَا يَرَانِي إِلَّا أَحَبَّنِي

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کو جو مشرکہ تھیں، اسلام کی دعوت دیا کرتا تھا۔ ایک روز میں نے انہیں دعوت دی تو انہوں نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ایسی بات سنائی جو میرے لیے ناگوار تھی۔ میں

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں روتا ہوا حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اپنی والدہ کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں اور وہ انکار کرتی ہیں۔ آج میں نے انہیں دعوت دی تو انہوں نے ایسی بات مجھے سنائی آپ کے بارے میں جو مجھے ناگوار گزری۔ آپ ﷺ اللہ سے دعا فرمایئے کہ وہ ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت عطا فرمائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت عطا فرما''۔ فرماتے ہیں کہ میں اللہ کے نبی کی دعا سے خوش ہو کر وہاں سے نکلا۔ جب میں (اپنے گھر کے) دروازہ پر آ گیا تو وہ بند تھا۔ میری والدہ نے میرے قدموں کی چاپ سن لی تو کہنے لگیں ابو ہریرہ اپنی جگہ پر ٹھہر جا، اور میں نے پانی گرنے کی آواز سنی۔ میری والدہ نے غسل کیا اور اپنی قمیص پہنی اور اوڑھنی اوڑھنے میں جلدی کی۔ میں نے دروازہ کھولا تو انہوں نے کہا: ''ابو ہریرہ! میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتی ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں''۔ میں واپس رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لوٹا اور خوشی کے مارے میں رو رہا تھا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ آپ کو خوش خبری ہو اللہ نے آپ کی دعا کو قبول فرمالیا اور ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت دیدی۔ آپ ﷺ نے اللہ کی تعریف اور حمد وثنا فرمائی اور اچھی باتیں کہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے اور میری والدہ کو اپنے مومن بندوں کا محبوب بنادے اور انہیں ہمارا محبوب بنادے۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! اپنے اس بندہ ابو ہریرہ اور اس کی ماں کو اپنے مومن بندوں کا محبوب بنادے اور ان کی محبت ان کے دلوں میں پیدا کردے''۔ فرماتے ہیں کہ: پھر کوئی مومن ایسا پیدا نہیں ہوا جس نے مجھے سنا ہو یا دیکھا ہو اور مجھ سے محبت نہ کی ہو۔

تشریح:

''مُجاف'' ای مغلق دروازہ کے بند ہونے کو کہتے ہیں ''خشف قدمی'' پاؤں کی آہٹ کو کہتے ہیں ''مکانک'' یعنی اندر مت آؤ باہر کھڑے رہو کیونکہ میں کھلی جگہ میں غسل کر رہی ہوں۔ ''خضخضة الماء'' پانی میں ہاتھ ڈالنے یا پانی کو ایک برتن سے دوسرے میں ڈالنے سے جو حرکت کی آواز آتی ہے وہی مراد ہے۔ ''خمارھا'' دوپٹہ کو کہتے ہیں عجلت کا مطلب یہ ہے کہ چادر اوڑھنے سے پہلے باہر آ گئی ''ان یحببنی'' حضرت ابو ہریرہ چونکہ دوس قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے اور باہر سے ہجرت کر کے آئے تھے تو آپ مدینہ کے لوگوں کی طرف سے کچھ بعد محسوس کر رہے تھے اسی کے لیے دعا کرائی کہ قرب حاصل ہو جائے محبت آجائے چنانچہ ایسا ہی ہو گیا۔ ''واللہ الموعد'' یہ لفظ اگلی حدیث میں ہے مطلب یہ ہے کہ حساب کا دن اللہ کے پاس ہے وہ میرا بھی حساب کرے گا اگر میں نے حدیث میں جھوٹ بولا ہو اور تمہارا بھی حساب لیگا اگر تم غلط الزام لگا رہے ہو کہ ابو ہریرہ حدیث بیان کرنے میں احتیاط نہیں کرتا ہے یا جھوٹ بولتا ہے حضرت ابو ہریرہ چونکہ متاخر الاسلام تھے اور سب سے زیادہ

احادیث بیان کرتے تھے اس پر کچھ لوگوں کو وہم ہوگیا کہ اتنی حدیثیں صرف تین سال میں کس طرح حاصل کیں حضرت ابوہریرہ اس پر سخت ناراض ہوتے تھے اور پھر دو وجوہات بیان کر کے کثرت احادیث کا جواب دیتے تھے پہلی وجہ یہ کہ میں مسکین طالب علم تھا دن رات پڑھتا تھا اس لیے احادیث زیادہ حاصل کی ہیں دوسری وجہ یہ کہ آنحضرت نے میرے لیے حفظ احادیث کے لیے خصوصی دعا فرمائی ہے "اسبح" "نفل پڑھنے کے معنی میں ہے" یسرد الحدیث " حدیث کے تیز تیز پڑھنے کو کہتے ہیں اگلی حدیث کے الفاظ ہیں "الصفق" "خرید وفروخت کو کہتے ہیں۔

۶۳۹۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ الْأَعْرَجِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: إِنَّكُمْ تَزْعُمُونَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، يُكْثِرُ الْحَدِيثَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاللَّهُ الْمَوْعِدُ، كُنْتُ رَجُلًا مِسْكِينًا، أَخْدُمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مِلْءِ بَطْنِي، وَكَانَ الْمُهَاجِرُونَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ يَشْغَلُهُمُ الْقِيَامُ عَلَى أَمْوَالِهِمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ يَبْسُطْ ثَوْبَهُ فَلَنْ يَنْسَى شَيْئًا سَمِعَهُ مِنِّي فَبَسَطْتُ ثَوْبِي حَتَّى قَضَى حَدِيثَهُ، ثُمَّ ضَمَمْتُهُ إِلَيَّ، فَمَا نَسِيتُ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْهُ

حضرت اعرج کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہ کو سنا کہ فرمایا: "تم لوگوں کا خیال ہے کہ ابوہریرہ رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں کثرت سے بیان کرتا ہے۔ اللہ کے یہاں (حساب وکتاب کا) وقت مقرر ہے۔ میں ایک مسکین آدمی تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت، پیٹ بھرے پر کیا کرتا تھا (یعنی بس آپ ﷺ کی خدمت میں رہتا تھا اور صرف پیٹ بھرنے کی غذا پر قناعت کیئے رہتا تھا) جب کہ مہاجرین کا یہ حال تھا کہ بازاروں میں لین دین کی وجہ سے وہ مشغول رہتے تھے اور انصار کا حال یہ تھا کہ وہ اپنی جائیدادوں (زمینوں) کی دیکھ بھال میں لگے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو اپنا کپڑا بچھائے گا وہ مجھ سے جو سنے گا، اسے ہرگز بھولے گا نہیں۔ میں نے اپنا کپڑا بچھا دیا یہاں تک کہ آپ ﷺ حدیث بیان کر چکے۔ پھر میں نے اس کپڑے کو اپنے سے چمٹا لیا۔ اس کے بعد میں نے جو کچھ بھی آپ ﷺ سے سنا اسے بھولا نہیں۔

۶۳۹۳۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَالِدٍ، أَخْبَرَنَا مَعْنٌ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِهَذَا

الْحَدِيثِ، غَيْرَ أَنَّ مَالِكًا، انْتَهَى حَدِيثُهُ عِنْدَ انْقِضَاءِ قَوْلِ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِي حَدِيثِهِ الرِّوَايَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَبْسُطْ ثَوْبَهُ إِلَى آخِرِهِ

اس سند سے بھی یہ حدیث حسب سابق منقول ہے۔البتہ یہ حدیث حضرت ابوہریرہ ہی کے قول پر پوری ہوجاتی ہے اور اس میں نبی کریم ﷺ کا قول! اپنے کپڑے کو جو پھیلائے گا سے آخر حدیث تک مذکور نہیں۔

۶۳۹۴۔ وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، حَدَّثَهُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَلَا يُعْجِبُكَ أَبُو هُرَيْرَةَ جَاءَ فَجَلَسَ إِلَى جَنْبِ حُجْرَتِي يُحَدِّثُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يُسْمِعُنِي ذَلِكَ، وَكُنْتُ أُسَبِّحُ، فَقَامَ قَبْلَ أَنْ أَقْضِيَ سُبْحَتِي، وَلَوْ أَدْرَكْتُهُ لَرَدَدْتُ عَلَيْهِ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ الْحَدِيثَ كَسَرْدِكُمْ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيِّبِ: إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: يَقُولُونَ: إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَدْ أَكْثَرَ، وَاللَّهُ الْمَوْعِدُ، وَيَقُولُونَ: مَا بَالُ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ لَا يَتَحَدَّثُونَ مِثْلَ أَحَادِيثِهِ؟ وَسَأُخْبِرُكُمْ عَنْ ذَلِكَ: إِنَّ إِخْوَانِي مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ يَشْغَلُهُمْ عَمَلُ أَرَضِيهِمْ، وَإِنَّ إِخْوَانِي مِنَ الْمُهَاجِرِينَ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ، وَكُنْتُ أَلْزَمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مِلْءِ بَطْنِي، فَأَشْهَدُ إِذَا غَابُوا، وَأَحْفَظُ إِذَا نَسُوا، وَلَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا: أَيُّكُمْ يَبْسُطُ ثَوْبَهُ، فَيَأْخُذُ مِنْ حَدِيثِي هَذَا، ثُمَّ يَجْمَعُهُ إِلَى صَدْرِهِ، فَإِنَّهُ لَمْ يَنْسَ شَيْئًا سَمِعَهُ فَبَسَطْتُ بُرْدَةً عَلَيَّ، حَتَّى فَرَغَ مِنْ حَدِيثِهِ، ثُمَّ جَمَعْتُهَا إِلَى صَدْرِي، فَمَا نَسِيتُ بَعْدَ ذَلِكَ الْيَوْمِ شَيْئًا حَدَّثَنِي بِهِ، وَلَوْلَا آيَتَانِ أَنْزَلَهُمَا اللَّهُ فِي كِتَابِهِ مَا حَدَّثْتُ شَيْئًا أَبَدًا: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى﴾ (البقرة ۱۵۹) إِلَى آخِرِ الْآيَتَيْنِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا کہ: ''کیا تمہیں ابوہریرہ پر تعجب نہیں ہوتا۔ وہ آئے اور میرے حجرہ کے ایک جانب بیٹھ گئے اور رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں بیان کرنے لگے اور میں سب سن رہی تھی لیکن میں نوافل میں مشغول تھی۔ وہ میرے نوافل سے فارغ ہونے سے قبل اٹھ کر چل دیئے۔ اگر میں انہیں پالیتی تو ان کو روکتی۔ رسول اللہ ﷺ اس طرح پے در پے حدیثیں بیان نہیں کرتے تھے، جیسے تم کرتے ہو۔ حضرت ابن المسیب فرماتے ہیں کہ ایک بار ابوہریرہؓ نے ارشاد فرمایا: ''لوگ کہتے ہیں کہ ابوہریرہ احادیث بہت زیادہ بیان کرتا ہے۔ اور اللہ کے پاس (حساب وکتاب کا) وقت مقرر ہے (اگر میں جھوٹ بولتا ہوں تو مجھے اسے حساب دینا ہے) اور لوگ کہتے ہیں کہ

مہاجرین اور انصار کو کیا ہوا کہ اس کی طرح (ابو ہریرہ کی طرح) اتنی حدیثیں بیان نہیں کرتے۔ میں ابھی تمہیں اس کی وجہ بتلاتا ہوں۔ میرے انصاری بھائی اپنی زمینوں پر مشغول رہتے تھے جب کہ میرے مہاجرین بھائی بازاروں میں لین دین اور خرید وفروخت میں مشغول رہتے تھے۔ جب کہ میں اپنے پیٹ بھرنے کے بقدر رسول اللہ ﷺ سے چمٹا رہتا تھا۔ جب مہاجرین وانصار غائب ہوتے میں اس وقت بھی موجود ہوتا تھا، اور وہ بھول جاتے تھے میں یاد رکھتا تھا۔ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کون اپنا کپڑا بچھائے گا اور مجھ سے حدیث حاصل کرلے گا؟ اور پھر اس کپڑے کو اپنے سینے سے لگائے گا جو کچھ اس نے سنا ہوگا وہ بھولے گا نہیں۔ میں نے اپنے اوپر چادر بچھادی یہاں تک کہ آپ حدیث بیان کر کے فارغ ہو گئے۔ میں نے اس کپڑے کو اپنے سینہ سے لگالیا۔ اس دن کہ اس کے بعد جو بھی آپ ﷺ نے مجھ سے بیان کیا میں بھولا نہیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں دو آیتیں نازل نہ فرماتا تو میں کبھی بھی کوئی حدیث بیان نہ کرتا۔ ﴿ان الذین یکتمون الخ﴾ بلاشبہ وہ لوگ جو چھپاتے ہیں وہ جو ہم نے اتاریں نشانیاں اور ہدایت کی باتیں۔ بعد اس کے کہ ہم نے وہ لوگوں کے لیے وضاحت سے بیان کر دیں کتاب میں وہی لوگ ہیں کہ اللہ ان پر لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے (فرشتے) ان پر لعنت کرتے ہیں'' ۔آخر آیت تک۔

۶۳۹۵ـ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ، عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: إِنَّكُمْ تَقُولُونَ: إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الْحَدِيثَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تم کہتے ہو کہ ابو ہریرہ رسول اللہ ﷺ سے کثرت کے ساتھ احادیث روایت کرتے ہیں (بقیہ حدیث سابقہ احادیث ہی کی مثل بیان فرمائی)۔

بَابُ فَضَائِلِ أَهْلِ بَدْرٍ وَقِصَّةِ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

اہل بدر کے فضائل اور حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کا قصہ

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

۶۳۹۶ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَمْرٌو النَّاقِدُ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وَقَالَ الْآخَرُونَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي رَافِعٍ، وَهُوَ كَاتِبُ عَلِيٍّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ

عَنْهُ، وَهُوَ يَقُولُ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ فَقَالَ: ائْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ، فَإِنَّ بِهَا ظَعِينَةً مَعَهَا كِتَابٌ، فَخُذُوهُ مِنْهَا فَانْطَلَقْنَا تَعَادَى بِنَا خَيْلُنَا، فَإِذَا نَحْنُ بِالْمَرْأَةِ، فَقُلْنَا: أَخْرِجِي الْكِتَابَ، فَقَالَتْ: مَا مَعِي كِتَابٌ، فَقُلْنَا: لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَتُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ، فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا، فَأَتَيْنَا بِهِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِذَا فِيهِ: مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى نَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ، يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا حَاطِبُ مَا هَذَا؟ قَالَ: لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مُلْصَقًا فِي قُرَيْشٍ قَالَ سُفْيَانُ: كَانَ حَلِيفًا لَهُمْ، وَلَمْ يَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهَا وَكَانَ مِمَّنْ كَانَ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ يَحْمُونَ بِهَا أَهْلِيهِمْ، فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي ذَلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيهِمْ، أَنْ أَتَّخِذَ فِيهِمْ يَدًا يَحْمُونَ بِهَا قَرَابَتِي، وَلَمْ أَفْعَلْهُ كُفْرًا وَلَا ارْتِدَادًا عَنْ دِينِي، وَلَا رِضًا بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَدَقَ فَقَالَ عُمَرُ: دَعْنِي، يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَضْرِبْ عُنُقَ هَذَا الْمُنَافِقِ، فَقَالَ: إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا، وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ، فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ. فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ﴾(الممتحنة: ۱)وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ أَبِي بَكْرٍ، وَزُهَيْرٍ، ذِكْرُ الْآيَةِ، وَجَعَلَهَا إِسْحَاقُ، فِي رِوَايَتِهِ مِنْ تِلَاوَةِ سُفْيَانَ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کاتب (منشی) عبیداللہ بن ابی رافع کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ: ”رسول اللہ ﷺ نے مجھے، زبیر اور مقداد بن الاسود کو بھیجا روضۃ خاخ کی طرف کہ وہاں ایک اونٹ سوار عورت ہے، اس کے پاس ایک خط ہے۔ تم اس سے وہ خط لے لو۔ چنانچہ ہم اپنے گھوڑے دوڑاتے ہوئے چل پڑے۔ اچانک ہمیں ایک عورت ملی۔ ہم نے اس سے کہا کہ خط نکالو۔ کہنے لگی کہ میرے پاس تو کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے کہا تو خط نکال ورنہ اپنے کپڑے اتار (تاکہ ہم تلاشی لیں) پھر میں نے اس کے جوڑے سے وہ خط برآمد کیا۔ اور اسے لے کر ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے۔ وہ خط حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مکہ کے بعض مشرکین کی طرف لکھا گیا تھا۔ جس میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بعض (جنگی) امور کے بارے میں مشرکین کو خبر دی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے حاطب! یہ کیا ہے؟ وہ کہنے لگے کہ یارسول اللہ میرے معاملہ میں جلدی نہ کریں۔ میں قریش کا حلیف تھا لیکن قریش میں سے نہ تھا۔ اور آپ ﷺ کے ساتھ جو مہاجرین ہیں ان کی قریش میں رشتہ داریاں ہیں جن کی وجہ سے ان کا گھر بار کا بچاؤ ہوتا رہتا ہے۔ تو میں نے یہ چاہا کہ میں نسبی اعتبار سے تو قریش میں سے نہیں ہوں لیکن

میں ان کا کوئی ایسا کام کر دوں جس کی وجہ سے وہ میرے رشتہ داروں کی (جو وہاں مکہ میں ہیں) حمایت کریں۔ اور میں نے یہ کام نہ تو کفر کی وجہ سے کیا ہے نہ اپنے دین سے پھر کر کیا ہے اور نہ میں اسلام کے بعد کفر پر راضی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس نے سچ کہا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ! مجھے اجازت عطا فرمائے کہ اس منافق کی گردن ماردوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ (حاطب) غزوۂ بدر میں شریک ہوا ہے اور تمہیں کیا معلوم اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو جھانکا اور فرمایا کہ: تم جو چاہو کرو میں نے تمہاری مغفرت کردی ہے۔ اور اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''اے ایمان والو! میرے دشمن اور اپنے دشمن کو دوست مت بناؤ''۔

تشریح:

''روضۃ خاخ'' مکہ اور مدینہ کے درمیان حمراء الاسد کے مقام پر ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ سے زیادہ قریب ہے ''ظعینۃ'' عورت مراد ہے اصل میں ظعینہ اونٹ کے کجاوہ کو کہتے ہیں عورت اس میں ہوتی ہے اس لیے عورت کو ظعینہ کہا گیا یہ ایک مشرکہ عورت تھی سارہ یا ''کنوذ'' اس کا نام تھا۔ ''تعادیٰ'' یہ اصل میں تتعادیٰ ہے ایک تا کو حذف کر دیا گیا ہے تیز دوڑانے کے معنی میں ہے ''او لتلقین الثیاب'' اس میں صحابہ کرام کے عظیم یقین اور ایمان کی طرف اشارہ ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس عورت کے پاس خط ہے اور یہ انکار کر رہی ہے نبی اکرم تو خلاف واقعہ بات نہیں کرتے لہٰذا عورت جھوٹی ہے خط نکال کر دے گی ورنہ ہم ان کو کپڑوں سے برہنہ کر کے ٹٹولیں گے ''عقاصھا'' سر کے مجموعہ بالوں کے گچھے کو کہتے ہیں یہاں بالوں سے بٹی ہوئی مینڈھی مراد ہے ایک روایت میں ہے کہ اس نے کمر بند کے اندر سے نکالدیا تو اصل میں اس نے مینڈھی میں باندھ دیا تھا اور مینڈھی کو پیچھے سے کمر میں دیدیا تھا تو دونوں اطلاقات درست ہیں۔

''یا حاطب'' یہ اس صحابی کا نام ہے ابو عبداللہ کنیت ہے لخم بن عدی قبائل سے تعلق تھا بنو اسد کے حلفاء میں سے تھے بدر و حدیبیہ میں شریک ہوئے اور ۳۰ھ میں انتقال ہوا حضرت عثمان نے جنازہ پڑھایا ''بدرا'' یعنی یہ بدری صحابی ہے اور بدریوں کو اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا ہے لہٰذا یہ ایک وصف زبردست سفارش ہے شاعر نے کہا

واذ الحبیب اتی بذنب واحد جاءت محاسنہ بألف شفیع

''اعملوا ما شئتم'' یہ بڑا اعزاز ہے لیکن اس اعزاز کی وجہ سے صحابہ میں سستی نہیں آئی بلکہ اعمال میں مزید چستی آئی۔

۶۳۹۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ، ح وَحَدَّثَنَا رِفَاعَةُ بْنُ الْهَيْثَمِ الْوَاسِطِيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ،

كُلُّهُمْ عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبَا مَرْثَدٍ الْغَنَوِيَّ، وَالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ، وَكُلُّنَا فَارِسٌ فَقَالَ: انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ، فَإِنَّ بِهَا امْرَأَةً مِنَ الْمُشْرِكِينَ مَعَهَا كِتَابٌ مِنْ حَاطِبٍ إِلَى الْمُشْرِكِينَ فَذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَلِيٍّ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں روانہ فرمایا مجھے اور ابو مرثد الغنوی اور زبیر بن العوام کو۔ اور ہم سب گھوڑوں پر سوار تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جاؤ یہاں تک کہ تم روضہ خاخ میں پہنچو وہاں مشرکین میں سے ایک عورت ہوگی جس کے پاس حاطب کی طرف سے مشرکین کے نام ایک خط ہوگا (باقی حدیث مبارکہ حدیث عبید اللہ بن ابی رافع عن علی کی مثل بیان فرمائی)۔

۶۳۹۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ عَبْدًا لِحَاطِبٍ جَاءَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْكُو حَاطِبًا فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَيَدْخُلَنَّ حَاطِبٌ النَّارَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: كَذَبْتَ لَا يَدْخُلُهَا، فَإِنَّهُ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حاطب رضی اللہ عنہ کا ایک غلام رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور حاطب کی شکایت کی اور کہا کہ حاطب ضرور جہنم مین جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو نے جھوٹ کہا وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔ اس لیے کہ وہ غزوۂ بدر اور حدیبیہ میں شریک رہا ہے۔

بَابُ فَضَائِلِ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ أَهْلِ بَيْعَةِ الرُّضْوَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

حدیبیہ میں بیعت رضوان والوں کی فضیلت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۶۳۹۹۔ حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: أَخْبَرَتْنِي أُمُّ مُبَشِّرٍ، أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ عِنْدَ حَفْصَةَ: لَا يَدْخُلُ النَّارَ، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ أَحَدٌ، الَّذِينَ بَايَعُوا تَحْتَهَا قَالَتْ: بَلَى، يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَانْتَهَرَهَا، فَقَالَتْ حَفْصَةُ ﴿وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا﴾ (مریم:۷۱) فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا﴾ (مریم:۷۲)

حضرت ام مبشر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے حضرت حفصہ ام المؤمنین کے پاس کہا کہ: ''اصحاب الشجرہ (درخت کے نیچے) بیعت کرنے والوں میں سے کوئی ایک بھی ان شاء اللہ جہنم میں نہ جائے گا۔ حضرت حفصہ نے فرمایا کہ کیوں نہیں جائے گا؟ آپ ﷺ نے انہیں جھڑکا تو وہ کہنے لگیں (اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے): ''تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو جہنم پر نہ جائے''۔ (مریم) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد یہ بھی تو فرمایا ہے۔ پھر ہم نجات دیں گے ان لوگوں کو جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا اور ظالموں کو گھٹنوں کے بل جہنم میں چھوڑ دیں گے''۔

تشریح:

''ان شاء اللہ'' یہ لفظ تبرک کے طور پر کہا گیا ہے ورنہ بیعت رضوان والوں کا جنتی ہونا یقینی تھا ''اصحاب الشجرۃ'' حدیبیہ کے مقام پر کیکر یا ببول کا بڑا درخت تھا جب حضرت عثمان کی شہادت کی خبر آئی کہ اہل مکہ نے ان کو شہید کر دیا تو آنحضرت اس درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور ڈیڑھ ہزار صحابہ کرام سے موت پر بیعت لی کہ جان دیں گے اور عثمان کا بدلہ لیں گے اس کو بیعت رضوان کہتے ہیں ۶ھ میں یہ واقعہ پیش آیا تھا آنحضرت نے فرمایا کہ اہل بیعت رضوان میں سے کوئی بھی دوزخ میں داخل نہیں ہوں گے۔ ''قالت بلی'' حضرت حفصہ نے فرمایا کہ داخل ہوں گے کیونکہ قرآن کی آیت میں ﴿وان منکم الا واردھا﴾ میں داخل ہونے کی تصریح موجود ہے، حضرت حفصہ نے اعتراض ہرگز نہیں کیا بلکہ اس آیت اور حدیث کے مضمون میں ان کو تعارض نظر آگیا تو سوال کیا آنحضرت نے آیت کا مطلب سمجھا دیا کہ مؤمن صرف گزریں گے اندر نہیں رہیں گے۔

''فانتھرھا'' شاید ظاہری معارضہ کی وجہ سے آنحضرت نے حضرت حفصہ کو جھڑک دیا۔

بَابُ فَضَائِلِ أَبِي مُوسَى وَأَبِي عَامِرٍ وَالاشْعَرِيِّينَ

ابوموسیٰ اور ابوعامر اشعری کے فضائل کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

۶۴۰۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْأَشْعَرِيُّ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، جَمِيعًا، عَنْ أَبِي أُسَامَةَ، قَالَ أَبُو عَامِرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا بُرَيْدٌ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ نَازِلٌ بِالْجِعْرَانَةِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ، وَمَعَهُ بِلَالٌ، فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رَجُلٌ أَعْرَابِيٌّ، فَقَالَ: أَلَا تُنْجِزُ لِي، يَا مُحَمَّدُ مَا وَعَدْتَنِي؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْشِرْ

فَقَالَ لَهُ الْأَعْرَابِيُّ: أَكْثَرْتَ عَلَيَّ مِنْ أَبْشِرْ فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَبِي مُوسَى وَبِلَالٍ، كَهَيْئَةِ الْغَضْبَانِ، فَقَالَ: إِنَّ هَذَا قَدْ رَدَّ الْبُشْرَى، فَاقْبَلَا أَنْتُمَا فَقَالَا: قَبِلْنَا، يَا رَسُولَ اللّٰهِ ثُمَّ دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ فِيهِ مَاءٌ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ فِيهِ، وَمَجَّ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: اشْرَبَا مِنْهُ، وَأَفْرِغَا عَلَى وُجُوهِكُمَا وَنُحُورِكُمَا، وَأَبْشِرَا فَأَخَذَا الْقَدَحَ، فَفَعَلَا مَا أَمَرَهُمَا بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنَادَتْهُمَا أُمُّ سَلَمَةَ مِنْ وَرَاءِ السِّتْرِ: أَفْضِلَا لِأُمِّكُمَا مِمَّا فِي إِنَائِكُمَا فَأَفْضَلَا لَهَا مِنْهُ طَائِفَةً

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تھا جب آپ ﷺ مکہ اور مدینہ کے درمیان "جعرانہ" کے مقام پر پڑاؤ کیے ہوئے تھے اور بلال آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ اسی دوران ایک دیہاتی آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے محمد! کیا آپ مجھ سے کیا ہوا اپنا وعدہ پورا نہیں کرتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا خوش ہو جا۔ وہ کہنے لگا کہ آپ ﷺ نے مجھے بہت مرتبہ فرمایا ہے خوش ہو جا۔ آپ ﷺ یہ سن کر ابوموسیٰ اور بلال کی طرف متوجہ ہوئے جیسے کہ آپ ﷺ غصہ میں ہوں اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس نے تو خوش خبری کو رد کر دیا ہے تو تم دونوں اس کو قبول کرلو۔ دونوں نے کہا کہ ہم نے قبول کیا یا رسول اللہ۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے پانی کا ایک پیالہ منگوایا، اپنے دونوں ہاتھ مبارک دھوئے، چہرہ انور دھویا پھر اس میں کلی کی۔ بعد ازاں فرمایا کہ: اس پانی کو پی لو اور اسے اپنے چہروں اور سینوں پر بہاؤ اور خوش ہو جاؤ۔ (ثواب اور اجر کے ملنے پر) دونوں نے پیالہ لے لیا اور رسول اللہ ﷺ نے جیسا حکم فرمایا تھا ویسا کرلیا۔ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ نے پردہ کے پیچھے سے ان دونوں کو پکارا کہ اپنی ماں کے لیے بھی کچھ بچا دو جو کچھ تمہارے برتن میں ہے۔ چنانچہ انہوں نے ام سلمہ کے لیے بھی تھوڑا سا بچا دیا۔

تشریح:

"بالجعرانة" مکہ اور طائف کے درمیان ایک وادی ہے کھلا میدان ہے اور اطراف میں پہاڑوں کا گھیراؤ ہے مکہ سے زیادہ دور نہیں ہے اسی جگہ طائف کا مال غنیمت جمع کیا گیا تھا۔ والمدینة:

سوال: یہاں یہ سوال ہے کہ جعرانہ تو مکہ اور طائف کے درمیان واقع ہے یہاں مکہ اور مدینہ کیسے کہا گیا؟

جواب: اس کا پہلا جواب یہ ہے کہ یہ کسی راوی سے وہم ہو گیا ہے طائف کی جگہ مدینہ بولدیا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ چونکہ آنحضرت طائف کی جنگ سے فارغ ہو کر واپس مدینہ جا رہے تھے جعرانہ میں مال غنیمت تقسیم کرنے کے لیے رکے تو سفر کے

پس منظر میں جعرانہ کو مکہ اور مدینہ کے درمیان کہا گیا اس میں توسع سے کام لیا گیا ہے۔

"تنجز لی" یہ باب افعال سے ہے وعدہ پورا کرنے کو کہتے ہیں "ابشر" یعنی آخرت کے ثواب کی بشارت قبول کرو۔

"اکثرت من ابشر" یعنی آخرت کے ثواب کی بشارت آپ نے بہت دیدی اب ہمیں کچھ مال دیدو۔ یہ کلام اگر کسی مسلمان سے ہے تو وہ مرتد ہو گیا ہو گا کیونکہ اس میں آنحضرت کے قول کا انکار بھی ہے اور توہین واستہزاء بھی ہے اور تقسیم غنیمت میں تہمت کا پہلو بھی ہے اور اگر یہ کلام کسی نومسلم دیہاتی کی طرف سے ہوا ہے تو پھر یہ مؤلفۃ القلوب میں سے کوئی ہوگا بعض روایات میں ہے کہ یہ بنو تمیم کا کوئی فرد تھا اور بنو تمیم نے مدینہ میں وفد کی شکل میں آکر اس طرح کلام کیا تھا پھر یمن کے لوگوں نے بشارت قبول کیا بنو تمیم کو قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اکثرھم لا یعقلون﴾ یعنی یہ اکثر جاہل ہیں۔

"اشربا منہ" اس میں تبرک بآثار الصالحین کا واضح ثبوت ہے "افضلا" یعنی اپنی ماں ام المؤمنین ام سلمہ کے لیے بھی اس بابرکت پانی میں سے کچھ چھوڑ کر دیدو "طائفۃ" یعنی ان دونوں نے حضرت ام سلمہ کے لیے تھوڑا سا پانی چھوڑ دیا۔

تعزیت کی دعاء میں ہاتھ اٹھانا ثابت ہے

٦٤٠١ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَرَّادٍ أَبُو عَامِرٍ الْأَشْعَرِيُّ، وَأَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، وَاللَّفْظُ لِأَبِي عَامِرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: لَمَّا فَرَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنْ حُنَيْنٍ، بَعَثَ أَبَا عَامِرٍ عَلَى جَيْشٍ إِلَى أَوْطَاسٍ، فَلَقِيَ دُرَيْدَ بْنَ الصِّمَّةِ، فَقُتِلَ دُرَيْدٌ وَهَزَمَ اللّٰهُ أَصْحَابَهُ، فَقَالَ أَبُو مُوسَى: وَبَعَثَنِي مَعَ أَبِي عَامِرٍ، قَالَ: فَرُمِيَ أَبُو عَامِرٍ فِي رُكْبَتِهِ، رَمَاهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي جُشَمٍ بِسَهْمٍ، فَأَثْبَتَهُ فِي رُكْبَتِهِ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ: يَا عَمِّ مَنْ رَمَاكَ؟ فَأَشَارَ أَبُو عَامِرٍ إِلَى أَبِي مُوسَى فَقَالَ: إِنَّ ذَاكَ قَاتِلِي، تَرَاهُ ذٰلِكَ الَّذِي رَمَانِي، قَالَ أَبُو مُوسَى: فَقَصَدْتُ لَهُ فَاعْتَمَدْتُهُ فَلَحِقْتُهُ، فَلَمَّا رَآنِي وَلَّى عَنِّي ذَاهِبًا، فَاتَّبَعْتُهُ وَجَعَلْتُ أَقُولُ لَهُ: أَلَا تَسْتَحْيِي؟ أَلَسْتَ عَرَبِيًّا؟ أَلَا تَثْبُتُ؟ فَكَفَّ، فَالْتَقَيْتُ أَنَا وَهُوَ، فَاخْتَلَفْنَا أَنَا وَهُوَ ضَرْبَتَيْنِ، فَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ فَقَتَلْتُهُ، ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى أَبِي عَامِرٍ فَقُلْتُ: إِنَّ اللّٰهَ قَدْ قَتَلَ صَاحِبَكَ، قَالَ: فَانْزِعْ هٰذَا السَّهْمَ، فَنَزَعْتُهُ فَنَزَا مِنْهُ الْمَاءُ، فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي انْطَلِقْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ، وَقُلْ لَهُ: يَقُولُ لَكَ أَبُو عَامِرٍ: اسْتَغْفِرْ لِي، قَالَ: وَاسْتَعْمَلَنِي أَبُو عَامِرٍ عَلَى النَّاسِ، وَمَكَثَ يَسِيرًا ثُمَّ إِنَّهُ مَاتَ، فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ دَخَلْتُ عَلَيْهِ، وَهُوَ فِي بَيْتٍ عَلَى سَرِيرٍ مُرْمَلٍ، وَعَلَيْهِ فِرَاشٌ، وَقَدْ أَثَّرَ رِمَالُ السَّرِيرِ بِظَهْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَنْبَيْهِ، فَأَخْبَرْتُهُ بِخَبَرِنَا وَخَبَرِ أَبِي عَامِرٍ، وَقُلْتُ لَهُ: قَالَ: قُلْ لَهُ: يَسْتَغْفِرْ لِي، فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَاءٍ، فَتَوَضَّأَ مِنْهُ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِي عَامِرٍ حَتَّى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيرٍ مِنْ خَلْقِكَ، أَوْ مِنَ النَّاسِ فَقُلْتُ: وَلِي، يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَاسْتَغْفِرْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهُ، وَأَدْخِلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُدْخَلًا كَرِيمًا قَالَ أَبُو بُرْدَةَ: إِحْدَاهُمَا لِأَبِي عَامِرٍ، وَالْأُخْرَى لِأَبِي مُوسَى

حضرت ابو بردہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ غزوۂ حنین سے فارغ ہو گئے تو ابو عامر کو ''اوطاس'' (جو قبیلہ ہوازن کے علاقہ میں ایک وادی ہے) کی طرف لشکر دے کر بھیجا۔ ابو عامر کا مقابلہ درید بن الصمہ نے کیا۔ درید بن الصمہ قتل ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھیوں کو شکست دی۔ ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مجھے بھی ابو عامر کے ساتھ بھیجا تھا۔ فرماتے ہیں کہ بنو جشم کے ایک شخص نے ابو عامر کو ایک تیر مارا جو ان کے گھٹنے میں لگا اور اس میں پیوست ہو گیا۔ میں ابو عامر کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ: اے چچا! آپ کو کس نے تیر مارا ہے؟ ابو عامر نے ابو موسیٰ کو اشارہ سے بتلایا کہ وہ فلاں آدمی میرا قاتل ہے تم اسے دیکھ رہے ہو وہی ہے جس نے مجھے مارا ہے۔ حضرت ابو موسیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کا تعاقب کیا اور اسے جالیا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو پیٹھ پھیر کر بھاگا۔ میں نے اس کا تعاقب کیا اور میں اس سے کہہ رہا تھا: تجھے شرم وحیا نہیں ہے؟ کیا تو عرب نہیں ہے؟ کہ تو ٹھہرتا نہیں؟ یہ سن کر وہ رک گیا۔ پھر میرا اور اس کا مقابلہ ہوا۔ میں نے بھی اس پر وار کیا اس نے بھی مجھ پر وار کیا۔ پھر میں نے اسے تلوار سے مار ڈالا۔ بعد ازاں میں ابو عامر کے پاس واپس لوٹا اور کہا: بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھی (دشمن) کو قتل کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس تیر کو نکالو۔ میں نے اسے نکال دیا تو وہاں سے پانی بہنے لگا (شاید وہ تیر زہریلا تھا جب ہی خون نہ نکلا) انہوں نے کہا کہ میرے بھتیجے تم رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور آپ ﷺ سے میرا سلام کہنا اور آپ سے کہنا، ''ابو عامر نے آپ سے درخواست کی ہے کہ میرے لیے بخشش کی دعا کیجئے۔ بعد ازاں ابو عامر نے مجھے لوگوں کا امیر مقرر کر دیا۔ اور کچھ دیر ہی گزری تھی کہ انتقال کر گئے۔ جب میں نبی ﷺ کے پاس واپس لوٹا تو آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اپنے گھر میں بان کی ایک چارپائی پر جس پر بستر بچھا ہوا تھا تشریف فرما تھے۔ اور بان کے پلنگ کے نشانات رسول اللہ ﷺ کی پشت مبارک اور پہلوؤں پر پڑ گئے۔ میں نے آپ ﷺ کو اپنے (سفر کے) حالات اور ابو عامر کے بارے میں بتلایا اور عرض کیا کہ ابو عامر نے مجھ سے کہا تھا کہ آپ سے کہوں کہ میرے (ابو عامر کے) لیے مغفرت کی دعا کیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے پانی منگوایا اور وضو فرمایا پھر

دونوں ہاتھ بلند کر کے دعا فرمائی: اے اللہ! عبید ابو عامر کی مغفرت فرما میں نے آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! ان کو قیامت کے روز بہت سارے لوگوں کا سردار بنا دیجئے''۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے لیے بھی مغفرت کی دعا فرما دیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے اللہ! عبداللہ بن قیس (ابوموسیٰ) کے گناہوں کو بخش دے اور قیامت کے روز عزت وکرامت والے مقام میں داخل فرما''۔ ابو بردہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پہلی دعا ابو عامر کے لیے فرمائی اور دوسری ابوموسیٰ کے لیے۔

تشریح:

''من حنین'' جنگ حنین میں ہوازن کی طرف سے ابتداء میں مسلمانوں کو عارضی شکست ہو گئی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے فتح عطا کیا ہوازن بھاگ کر طائف کے قلعہ میں بیٹھ گئے لیکن اس کا بڑا جھتا اوطاس میں جا کر جنگ کی تیاری کرنے لگا آنحضرت نے حضرت ابوموسیٰ اشعری کے چچا ابو عامر کو لشکر کا امیر بنا دیا اور اوطاس کی طرف روانہ کر دیا ابو عامر کا نام عبید بن سلیم ہے جو ابوموسیٰ اشعری کے چچا تھے ۸ھ میں فتح مکہ کے بعد جنگ اوطاس میں معرکہ میں اترے آپ کے مقابلہ میں دس بھائی آ گئے آپ پہلے ہر بھائی کو اسلام کی دعوت دیتے تھے انکار پر اس کو مارتے تھے اور فرماتے تھے ''اللھم لا اشھد'' مولائے کریم! تم گواہ ہو جاؤ میں نے اس کو قتل کر دیا نو بھائیوں کو اسی طرح قتل کر دیا دسویں نے کہا ''اللھم اشھد'' یہ کہہ کر اس نے اسلام قبول کر لیا ابو عامر نے اس کو چھوڑ دیا آنحضرت جب اس شخص کو دیکھتے تو فرماتے ''ھذا شرید ابی عامر'' یہ ابو عامر کا بھگوڑا ہے۔

''فلقی درید بن الصمة'' یعنی ابو عامر کی درید بن صمہ سے ملاقات ہوئی تو درید بن صمہ قتل کر دیئے گئے، اس کلام میں اجمال ہے اصل تفصیل اس طرح ہے کہ حضرت ابو عامر کے لشکر کے ایک سپاہی ربیعہ بن رفیع نے درید بن صمہ کو اس وقت پالیا جب کہ اوطاس میں ہوازن کو شکست ہو چکی تھی درید بن صمہ بھی کسی طرف بھاگ رہا تھا حضرت ربیعہ نے اس کے اونٹ کو روک لیا ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ کوئی عورت ہے جب دیکھا تو وہ درید بن صمہ تھا یہ بہت بوڑھا شخص تھا ایک سو بیس یا ایک سو ساٹھ سال عمر تھی یہ جنگ اوطاس میں صرف مشورہ اور جنگ کی ترتیب کی غرض سے آیا تھا اس نے ہوازن کے رئیس اور جنگ کے کمانڈر انچیف مالک بن نُصَیر سے کہا تم نے بہت غلط کام کیا کہ عورتوں بچوں اور جانوروں کو میدان میں لا کر رکھ دیا یہ کل مسلمانوں کے لیے مال غنیمت بنیں گے مالک بن نصیر نے کہا تم بوڑھے ہو گئے ہو تمہارا دماغ خراب ہے بہرحال جو کچھ ہوا وہ بہت پہلے سے درید نے بتا دیا تھا درید نے ربیعہ سے پوچھا تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا میں تم کو قتل کرنا چاہتا ہوں درید نے کہا تم کون ہو اس نے کہا میں ربیعہ بن رفیع سلمی ہوں یہ کہہ کر حضرت ربیعہ نے ان کو تلوار ماردی مگر فائدہ نہیں ہوا درید نے کہا کہ تیری ماں نے تجھے اچھا اسلحہ نہیں دیا ہے

یہ میری تلوار لیلو مجھے مار دو لیکن سر کی کھوپڑی اور ہڈیوں پر وار نہ کرو میں بھی لوگوں کو اسی طرح مارا کرتا تھا جب میں مر جاؤں تو پھر جا کر اپنی ماں سے کہدو کہ میں نے درید بن صمہ کو مار دیا یاد رکھو میں نے تمہارے خاندان کی بہت ساری عورتوں کو بچالیا ہے حضرت ربیعہ نے اس کو قتل کر دیا اور والدہ سے جا کر ذکر کیا تو اس نے کہا کہ قسم بخدا درید نے تین بار تمہاری ماؤں کو ہلاکت سے بچایا تھا۔ ''فنزا منه الماء'' یعنی ابو عامر کے گھٹنے کے زخم سے خون کی جگہ پانی بہنے لگا جو موت کی علامت تھی۔

''واستعملني ابو عامر'' حضرت ابوموسیٰ اشعری فرماتے ہیں کہ چچا ابو عامر نے اپنی وفات سے پہلے مجھے لشکر اسلام کا امیر بنادیا ''ثم رفع يديه'' یعنی آنحضرت نے دونوں ہاتھ اٹھا کر نہایت اہتمام کے ساتھ حضرت ابو عامر کے لیے دعا مانگی اس سے ثابت ہوا کہ تعزیت کی دعاء میں ہاتھ اٹھانا ثابت ہے یہ روایت بخاری میں بھی ہے لہٰذا اس ثابت شدہ حقیقت سے انکار نا جائز ہے صوبہ سرحد میں پختونوں کے ہاں اس کا بڑا اہتمام ہوتا ہے کہتے ہیں میت کے لیے دعا کرو۔ یہاں بھی حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے آنحضرت سے فرمایا کہ میرے چچا ابو عامر شہید کے لیے دعا کریں آنحضرت نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی بڑی مؤثر دعا تھی تو حضرت ابوموسیٰ اشعری نے فرمایا کہ میرے لیے بھی دعا کریں آپ نے ان کے لیے بھی دعا فرمائی راوی کہتا ہے کہ ابو عامر کے لیے الگ دعا تھی اور ابوموسیٰ کے لیے الگ دعا تھی (بخاری جلد دوم ص: ۶۱۹ پر باب غزوہ اوطاس کے تحت اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ حضرت مولانا سرفراز خان صاحب نے زیر بحث حدیث سے تعزیت کے لیے دعاء میں رفع یدین کو ثابت کیا ہے فرماتے ہیں میت کے لیے ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنا بھی جائز ہے چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اس طرح کیا'' رفع يديه ثم قال اللهم اغفر لعبيد ابي عامر'' (بخاری جلد دوم ص ۶۱۹)

یعنی عبید ابو عامر کے لیے ان کی وفات کی خبر سن کر ہاتھ اٹھا کر ان کے لیے دعاء مانگی تھی (راہ سنت ۲۷۸)

حضرت شاہ محمد اسحٰق صاحب رحمہ اللہ متوفی ۱۲۶۲ھ فرماتے ہیں کہ تعزیت کے وقت ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ظاہراً جائز ہے (مسائل اربعین: ۳۴) اور قبر پر بھی ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے دیکھئے (مسلم ج ۱ ص: ۳۱۳ و اصابہ فی تذکرہ صحابہ ج ۲ ص ۲۱۸، بحوالہ راہ سنت: ۲۷۸)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طویل روایت سے قبرستان میں دعاء کے ساتھ ہاتھ اٹھانے کا ثبوت آنحضرت ﷺ کے اپنے عمل سے ایک بار نہیں بلکہ تین بار ہاتھ اٹھانے سے اس طرح ثابت ہے

قالت عائشة فانطلقت على اثره حتى جاء البقيع فاقام فاطال القيام ثم رفع يديه ثلاث مرات ثم انحرف

فانحرفت الخ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۱۳) بہرحال رفع یدین کے ثبوت واثبات کے باوجود مسئلہ تعزیت میں ہاتھ اٹھانے پر علاقائی دستوراور رسم ورواج غالب رہا ہے صوبہ سرحد بلوچستان اور افغانستان کے بڑے بڑے علماء اور عوام الناس اس تعزیت میں ہاتھ اٹھانے کو دعاء فاتحہ کا اہم حصہ سمجھتے ہیں حتی کہ مولانا محمد طاہر صاحب رحمہ اللہ پنج پیر والے تعزیت میں ہاتھ اٹھاتے تھے اور اس کو دلیل سے ثابت کرتے تھے جبکہ ہندوستان اور پاکستان کے شہری علاقوں مثلاً کراچی لاہور اسلام آباد وغیرہ میں علماء اس کو کوئی اہمیت نہیں دیتے ہیں جس طرح ہندوستان کے علماء قبرستان میں دعا کے وقت ہاتھ اٹھاتے ہیں اور پاکستان کے علماء اس طرح نہیں کرتے ہیں اسی طرح سعودیہ کے عوام وعلماء ان مقامات میں ہاتھ اٹھانے کو ترجیح نہیں دیتے ہیں حتی کہ فرائض کے بعد دعاء میں ہاتھ اٹھانے کو معیوب سمجھتے ہیں جبکہ یہی عرب خلیج کے ممالک اور امارات میں فرائض کے بعد دعاء میں ہاتھ اٹھاتے ہیں بہرحال بعد مسائل پر بعض علاقائی رنگ غالب آجاتا ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ نے تعزیت کی اس حدیث کے تحت ہاتھ اٹھانے سے متعلق اس طرح لکھا ہے عربی عبارت ملاحظہ ہو۔

"فائدة الحديث" فيه استحباب الدعاء واستحباب رفع اليديه فيه وان الحديث الذى رواه انس انه لم يرفع يديه الا فى ثلاثة مواطن محمول على انه لم يره والا فقد ثبت الرفع فى مواطن كثيرة فوق ثلاثين موطنا (نووی)

اس حدیث کے فوائد میں سے ایک یہ ہے کہ اس میں (تعزیت کی) دعا کا استحباب مذکور ہے اور اس میں ہاتھ اٹھانے کا استحباب مذکور ہے باقی حضرت انس کی روایت میں جو مذکور ہے کہ آنحضرت ﷺ نے تین مواقع کے علاوہ ہاتھ نہیں اٹھائے ہیں تو وہ اس پر محمول ہے کہ حضرت انس نے اس کے علاوہ کو نہیں دیکھا ہے ورنہ آنحضرت سے دعاء میں ہاتھ اٹھانا تیس مقامات سے زیادہ میں ثابت ہے (نووی) "علی سریر مرمل" یہ لفظ رمال سے مرمول کے معنی میں ہے بٹی ہوئی رسی سے بنی ہوئی چارپائی کو کہتے ہیں یعنی آنحضرت فراش تلائی کے بغیر بان پر سوئے ہوئے تھے۔

بَابُ مِنْ فَضَائِلِ الْأَشْعَرِيِّينَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

اشعری قبیلہ کے صحابہ کے فضائل کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

۶۴۰۲ ـ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا بُرَيْدٌ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي

مُوسَى، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنِّي لَأَعْرِفُ أَصْوَاتَ رُفْقَةِ الْأَشْعَرِيِّينَ بِالْقُرْآنِ حِينَ يَدْخُلُونَ بِاللَّيْلِ، وَأَعْرِفُ مَنَازِلَهُمْ مِنْ أَصْوَاتِهِمْ، بِالْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ، وَإِنْ كُنْتُ لَمْ أَرَ مَنَازِلَهُمْ حِينَ نَزَلُوا بِالنَّهَارِ، وَمِنْهُمْ حَكِيمٌ إِذَا لَقِيَ الْخَيْلَ أَوْ قَالَ الْعَدُوَّ قَالَ لَهُمْ: إِنَّ أَصْحَابِي يَأْمُرُونَكُمْ أَنْ تَنْظُرُوهُمْ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اشعریوں کی جماعت کی قرآن پڑھنے کے وقت آوازیں پہچان لیتا ہوں جب وہ رات میں (مسجد میں) داخل ہوتے ہیں۔ اور میں ان کی آوازوں سے ان کے ٹھکانوں کا بھی رات میں معلوم کر لیتا ہوں، اگر چہ دن میں، میں نے ان کے ٹھکانے نہیں دیکھے ہوتے۔
اور انہی میں سے ایک شخص ''حکیم'' نامی ہے جب وہ دشمن سے (یا اس کے) گھوڑوں سے ملتا ہے تو ان سے کہتا ہے: ''میرے ساتھی تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم انتظار کرو''۔

تشریح:

''قال لهم'' یعنی حکیم اپنے دشمنوں سے کہتا ہے کہ میرے لشکر کے ساتھی تم سے کہتے ہیں کہ بھاگو نہیں ٹھہر جاؤ تا کہ دوبدو مقابلہ کریں یہ حکیم کی بہادری کی بھی دلیل ہے کہ اکیلے دشمن کا تعاقب کر کے للکارتا ہے اور یہ ان کی حکمت و دانائی کی علامت بھی ہے کہ دشمنوں کو ڈراتا ہے کہ میں اکیلے نہیں ہوں میرے ساتھ میرے ساتھیوں کا بڑا لشکر ہے جو تمہیں پیغام دیتے ہیں کہ بھاگو نہیں انتظار کرو تا کہ وہ آجائیں۔ ''تنظروا'' یہ تنتظروا کے معنی میں ہے انتظار کرنے کے معنی میں ہے یعنی تم ان کا انتظار کرو وہ ابھی آرہے ہیں۔ ''ارملوا'' یعنی سفر میں توشہ ختم ہو جائے ''بالمدينة'' شہر مراد ہے خواہ کوئی بھی شہر ہو جہاں یہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ رہتے ہوں۔ مدینہ منورہ مراد نہیں یہ اگلی حدیث کے الفاظ ہیں۔

۶۴۰۳ ـ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْأَشْعَرِيُّ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، جَمِيعًا عَنْ أَبِي أُسَامَةَ، قَالَ: أَبُو عَامِرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنِي بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْأَشْعَرِيِّينَ إِذَا أَرْمَلُوا فِي الْغَزْوِ، أَوْ قَلَّ طَعَامُ عِيَالِهِمْ بِالْمَدِينَةِ، جَمَعُوا مَا كَانَ عِنْدَهُمْ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، ثُمَّ اقْتَسَمُوهُ بَيْنَهُمْ فِي إِنَاءٍ وَاحِدٍ، بِالسَّوِيَّةِ، فَهُمْ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اشعری لوگ ایسے ہیں کہ جب لڑائی میں یہ کھانے کے محتاج ہو جاتے ہیں یا شہر میں رہتے ہوئے ان کے کھانے پینے کا سامان کم ہو جاتا ہے تو ایک کپڑے میں جو کچھ ان کے پاس ہوتا ہے سب جمع کر لیتے ہیں۔ پھر اسے آپس میں ایک برتن میں برابر تقسیم کر لیتے

ہیں (جس سے برکت ہوتی ہے اور سب کی ضرورت پوری ہو جاتی ہے اور کوئی بھوکا نہیں رہتا) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "وہ (اشعری) مجھ سے ہیں اور میں ان میں سے ہوں"۔

بَابُ فَضَائِلِ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ حَرْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

حضرت ابوسفیان بن حرب کے فضائل کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کوذکر کیا ہے

٦٤٠٤- حَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ، وَأَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَعْقِرِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا النَّضْرُ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ الْيَمَامِيُّ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو زُمَيْلٍ، حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ الْمُسْلِمُونَ لَا يَنْظُرُونَ إِلَى أَبِي سُفْيَانَ وَلَا يُقَاعِدُونَهُ، فَقَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ثَلَاثٌ أَعْطِنِيهِنَّ، قَالَ: نَعَمْ قَالَ: عِنْدِي أَحْسَنُ الْعَرَبِ وَأَجْمَلُهُ، أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ أَبِي سُفْيَانَ، أُزَوِّجُكَهَا، قَالَ: نَعَمْ قَالَ: وَمُعَاوِيَةُ، تَجْعَلُهُ كَاتِبًا بَيْنَ يَدَيْكَ، قَالَ: نَعَمْ قَالَ: وَتُؤَمِّرُنِي حَتَّى أُقَاتِلَ الْكُفَّارَ، كَمَا كُنْتُ أُقَاتِلُ الْمُسْلِمِينَ، قَالَ: نَعَمْ قَالَ أَبُو زُمَيْلٍ: وَلَوْلَا أَنَّهُ طَلَبَ ذَلِكَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَعْطَاهُ ذَلِكَ، لِأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يُسْأَلُ شَيْئًا إِلَّا قَالَ: نَعَمْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسلمان نہ ابوسفیان کی طرف دیکھتے تھے نہ اس کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے۔ ابوسفیان نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! تین باتیں ہیں ان میں سے کوئی ایک مجھے عطا فرمایئے۔ ایک یہ کہ میرے پاس عرب کی خوبصورت اور حسین ترین عورت ہے میری بیٹی ام حبیبہ بنت ابی سفیان میں اس کی شادی آپ سے کر دیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچھا۔ دوسری بات یہ کہ معاویہ (میرے بیٹے) کو آپ اپنے لیے کاتب مقرر کرلیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچھا۔ تیسری بات یہ کہ مجھے آپ کفار سے لڑائی میں امیر بنائے جیسا کہ میں (اسلام سے قبل) مسلمانوں سے قتال کرتا تھا (کفار کا امیر بن کر) آپ ﷺ نے فرمایا اچھا۔ حضرت ابوزمیل کہتے ہیں کہ اور اگر ابوسفیان نبی ﷺ سے ان باتوں کا مطالبہ نہ کرتے تو آپ ﷺ انہیں (از خود) یہ نہ دیتے۔ اس لیے کہ آنحضرت سے جس چیز کا بھی سوال کیا جاتا تو آپ اس کے جواب میں فرماتے۔ اچھا ٹھیک ہے۔

تشریح:

"ولا يقاعدونه" یعنی عام صحابہ ابوسفیان کو محبت کی نظر سے نہیں دیکھتے تھے اور نہ ان کو اپنی مجالس میں بٹھاتے تھے جس سے

ابوسفیان پریشان تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ ابوسفیان نے آٹھ سال تک نبی اکرم ﷺ کے خلاف جنگ لڑی پھر مجبوراً اسلام قبول کیا۔ حضرت عمرؓ سے بھی ابوسفیان نے شکایت کی تھی کہ آپ نے مجھے کافی دیر کے بعد اپنے پاس بلالیا دیر کرائی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ آپ نے اسلام قبول کرنے میں تاخیر کی ہے اس نے کہا اب علاج کیا ہے فرمایا جاؤ شام کی زمین میں جہاد کرو اس نے بات مان لی اور زندگی بھر جہاد کیا۔

''ام حبیبة'' یعنی عرب کی حسین وجمیل عورت جو میری بیٹی ام حبیبہ ہے میں اس کو آپ کے نکاح میں دیتا ہوں۔

سوال: اہل تاریخ اس پر متفق ہیں کہ حضرت ام حبیبہ سے آنحضرت کا نکاح فتح مکہ سے پہلے ۷ھ میں ہوا تھا حدیبیہ کا معاہدہ جب کفار نے توڑ دیا تو ابوسفیان تجدید عہد کے لیے جب مدینہ آیا تو ام حبیبہ کے ہاں ٹھہرا، یہ کھلی حقیقت ہے کہ ام حبیبہ کا نکاح حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کی وکالت سے چار ہزار دینار پر آنحضرت کے ساتھ کیا خطبہ خود پڑھا اور دعوت طعام کا اہتمام کیا اور پھر حضرت شرحبیل بن حسنہ کی ہمراہی میں ام حبیبہ مدینہ آئی تو ابوسفیان آٹھ ہجری کے بعد کیسے کہتے ہیں کہ میں آپ کا نکاح اپنی بیٹی سے کرنا چاہتا ہوں؟

جواب: اس کا پہلا جواب یہ ہے کہ اس روایت میں عکرمہ بن عمار سے وہم ہوگیا ہے اور ان کی روایات کو یحیٰی بن معین اور ابن حنبل نے ضعیف قرار دیا ہے حافظ علی بن احمد فرماتے ہیں کہ هذا حديث موضوع لا شک فی وضعه والآفة فيه من عكرمة بن عمار اس تنقید پر ابن صلاح رحمہ اللہ نے سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے اور فرمایا کہ اس طرح بے جا جسارت ابن حزم کا کام ہے یہ تنقید اس نے کی ہے عکرمہ صالح آدمی تھا ان کو وکیع بن جراح نے ثقہ قرار دیا ہے پھر ابن صلاح نے یہ جواب دیا ہے کہ ابوسفیان نے ام حبیبہ کے نکاح کی تجدید کی بات کی ہے ان کا خیال تھا کہ باپ کی اجازت اور رضامندی کے بغیر نکاح صحیح نہیں تھا علم نہ ہونے کی وجہ سے ایسا ہو جاتا ہے ابوسفیان سے بڑے مرتبہ کے لوگوں پر بھی بات مخفی رہ جاتی ہے یا یہ تھا کہ ابوسفیان سردار آدمی تھا یہ عار تصور کیا کہ اس کی بیٹی نے ان کی اجازت کے بغیر نکاح کیا ہے اب میں بلاواسطہ نکاح کراتا ہوں، علامہ ابی اور تکملہ کی تحقیق یہی ہے منة المنعم نے کہا ہے کہ ابوسفیان نے اپنی کسی اور بیٹی کے نکاح کی بات کی ہے جس کا نام ام حبیبہ تھا، بہرحال اگر کسی راوی سے وہم ہوگیا ہو تو اس میں کونسی قباحت ہے ''لكل جواد كبوة ولكل سيف نبوة'' بہتر یہی ہے کہ کہا جائے کہ کسی راوی سے روایت کرنے میں خلط ملط ہوگیا ہے۔

بَابُ فَضَائِلِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ والمهاجرين الى الحبشة

حضرت جعفر طیار اور حبشہ کے مہاجرین کے فضائل

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ:

حضرت جعفر کی کنیت ابو عبداللہ تھی دس سال اپنے بھائی علی سے بڑے تھے دار ارقم میں اسلام لائے تھے پھر حبشہ کو ہجرت فرمائی وہاں بادشاہ کے سامنے مسلمانوں کے ترجمان تھے دو ہجرتوں پر فائز تھے آٹھ ہجری میں آنحضرت نے ان کو امیر بنا کر غزوہ موتہ میں بھیجا آپ وہاں شہید ہوگئے دونوں ہاتھ کٹ گئے تو آنحضرت نے فرمایا ان کو دو پر مل گئے تو اس کو ذوالجناحین اور جعفر طیار کہا گیا آپ کی زوجہ اسماء بنت عمیس نے آپ کے ساتھ حبشہ کی ہجرت کی پھر دونوں سفینہ والوں کے ساتھ مدینہ کی ہجرت فرمائی حضرت جعفر کی شہادت کے بعد حضرت اسماء بنت عمیس سے حضرت ابوبکر نے شادی کی پھر اس کے بعد حضرت علی نے شادی کی محمد بن ابی بکر اسی کے بطن سے تھے۔

٦٤٠٥ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَرَّادٍ الْأَشْعَرِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنِي بُرَيْدٌ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: بَلَغَنَا مَخْرَجُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ، فَخَرَجْنَا مُهَاجِرِينَ إِلَيْهِ، أَنَا وَأَخَوَانِ لِي، أَنَا أَصْغَرُهُمَا، أَحَدُهُمَا أَبُو بُرْدَةَ وَالْآخَرُ أَبُو رُهْمٍ إِمَّا قَالَ بِضْعًا وَإِمَّا قَالَ: ثَلَاثَةً وَخَمْسِينَ أَوِ اثْنَيْنِ وَخَمْسِينَ رَجُلًا مِنْ قَوْمِي قَالَ فَرَكِبْنَا سَفِينَةً، فَأَلْقَتْنَا سَفِينَتُنَا إِلَى النَّجَاشِيِّ بِالْحَبَشَةِ، فَوَافَقْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأَصْحَابَهُ عِنْدَهُ، فَقَالَ جَعْفَرٌ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنَا هَاهُنَا، وَأَمَرَنَا بِالْإِقَامَةِ فَأَقِيمُوا مَعَنَا، فَأَقَمْنَا مَعَهُ حَتَّى قَدِمْنَا جَمِيعًا، قَالَ: فَوَافَقْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ، فَأَسْهَمَ لَنَا، أَوْ قَالَ أَعْطَانَا مِنْهَا، وَمَا قَسَمَ لِأَحَدٍ غَابَ عَنْ فَتْحِ خَيْبَرَ مِنْهَا شَيْئًا، إِلَّا لِمَنْ شَهِدَ مَعَهُ، إِلَّا لِأَصْحَابِ سَفِينَتِنَا مَعَ جَعْفَرٍ وَأَصْحَابِهِ، قَسَمَ لَهُمْ مَعَهُمْ، قَالَ فَكَانَ نَاسٌ مِنَ النَّاسِ يَقُولُونَ لَنَا يَعْنِي لِأَهْلِ السَّفِينَةِ: نَحْنُ سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ.

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ سے (مدینہ کی طرف) نکلنے کی

اطلاع ملی تو ہم یمن میں تھے۔ ہم بھی ہجرت کے ارادہ سے آپ ﷺ کی طرف روانہ ہو گئے۔ میں اور میرے دو بھائی، میں دونوں میں چھوٹا تھا۔ ان میں سے ایک کا نام ابو بردہ تھا جب کہ دوسرے کا نام ابورہم۔ اور (ہمارے ساتھ) میری قوم کے تقریباً پچاس سے زائد باون یا ترپن افراد بھی نکلے۔ ہم ایک کشتی پر سوار ہوئے تو ہماری کشتی نے ہمیں حبشہ کے بادشاہ نجاشی کی طرف پھینک دیا۔ وہاں نجاشی کے پاس ہم کو جعفر بن ابی طالب اور ان کے ساتھی ملے۔ جعفرؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو یہاں بھیجا ہے اور ہمیں یہیں قیام کرنے کا حکم دیا ہے۔ لہٰذا تم بھی ہمارے ساتھ ٹھہرے رہو۔ چنانچہ ہم ان کے ساتھ ٹھہر گئے۔ یہاں تک کہ ہم سب ساتھ ہی مدینہ آئے۔ جب ہم مدینہ پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے اس وقت خیبر کو فتح فرمایا تھا۔ آپ ﷺ نے ہمارا بھی حصہ (غنیمت میں) لگایا اور اس میں سے ہمیں بھی دیا۔ حالانکہ آپ ﷺ نے خیبر کی فتح میں شریک نہ ہونے والے کسی بھی شخص کو مال غنیمت میں سے کچھ نہیں دیا تھا۔ مگر جو آپ ﷺ کے ہمراہ خیبر میں شریک ہوئے (انہیں دیا) اور ہماری کشتی والوں کو بھی دیا اور جعفر اور ان کے ساتھیوں کو بھی شرکاء خیبر کے ساتھ حصے تقسیم کیئے۔ چنانچہ لوگوں میں سے بعض لوگ ہم سے یعنی کشتی والوں سے کہتے تھے کہ: ہم تو تم سے پہلے ہجرت کر چکے ہیں۔

٦٤٠٦۔ قَالَ فَدَخَلَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ، وَهِيَ مِمَّنْ قَدِمَ مَعَنَا، عَلَى حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَائِرَةً، وَقَدْ كَانَتْ هَاجَرَتْ إِلَى النَّجَاشِيِّ فِيمَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِ، فَدَخَلَ عُمَرُ عَلَى حَفْصَةَ، وَأَسْمَاءُ عِنْدَهَا، فَقَالَ عُمَرُ حِينَ رَأَى أَسْمَاءَ: مَنْ هَذِهِ؟ قَالَتْ: أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ، قَالَ عُمَرُ: الْحَبَشِيَّةُ هَذِهِ؟ الْبَحْرِيَّةُ هَذِهِ؟ فَقَالَتْ أَسْمَاءُ: نَعَمْ، فَقَالَ عُمَرُ: سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ، فَنَحْنُ أَحَقُّ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْكُمْ، فَغَضِبَتْ، وَقَالَتْ كَلِمَةً: كَذَبْتَ يَا عُمَرُ كَلَّا، وَاللّٰهِ كُنْتُمْ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطْعِمُ جَائِعَكُمْ، وَيَعِظُ جَاهِلَكُمْ، وَكُنَّا فِي دَارٍ، أَوْ فِي أَرْضِ الْبُعَدَاءِ الْبُغَضَاءِ فِي الْحَبَشَةِ، وَذَلِكَ فِي اللّٰهِ وَفِي رَسُولِهِ، وَايْمُ اللّٰهِ لَا أَطْعَمُ طَعَامًا وَلَا أَشْرَبُ شَرَابًا حَتَّى أَذْكُرَ مَا قُلْتَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَحْنُ كُنَّا نُؤْذَى وَنُخَافُ، وَسَأَذْكُرُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَسْأَلُهُ، وَوَاللّٰهِ لَا أَكْذِبُ وَلَا أَزِيغُ وَلَا أَزِيدُ عَلَى ذَلِكَ، قَالَ: فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنَّ عُمَرَ قَالَ: كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ بِأَحَقَّ بِي مِنْكُمْ، وَلَهُ وَلِأَصْحَابِهِ هِجْرَةٌ وَاحِدَةٌ، وَلَكُمْ أَنْتُمْ، أَهْلَ السَّفِينَةِ، هِجْرَتَانِ قَالَتْ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَبَا مُوسَى وَأَصْحَابَ السَّفِينَةِ يَأْتُونِي أَرْسَالًا، يَسْأَلُونِي عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ، مَا مِنَ الدُّنْيَا شَيْءٌ هُمْ بِهِ

أَفْرَحُ وَلَا أَعْظَمُ فِي أَنْفُسِهِمْ مِمَّا قَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ أَبُو بُرْدَةَ: فَقَالَتْ أَسْمَاءُ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَبَا مُوسَى، وَإِنَّهُ لَيَسْتَعِيدُ هَذَا الْحَدِيثَ مِنِّي

حضرت ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ حضرت اسماء بنت عمیس جو ہمارے ساتھ آئی تھیں وہ زوجہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ملاقات کرنے کے لیے حاضر ہوئیں اور اس نے مہاجرین کے ساتھ نجاشی کی طرف ہجرت بھی کی تھی۔ پس حضرت عمر سیدہ حفصہ کے پاس آئے اور ان کے پاس حضرت اسماء بیٹھی ہوئی تھیں تو عمرؓ نے جب حضرت اسماء کو دیکھا تو کہا: یہ کون ہے؟ سیدہ حفصہ نے کہا: اسماء بنت عمیس۔ حضرت عمرؓ نے کہا: یہ وہی حبشیہ بحریہ ہے؟ اسماء نے کہا کہ ہاں۔ تو حضرت عمرؓ نے کہا: ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی۔ ہم تم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے (قرب کے) حقدار ہیں۔ وہ ناراض ہوگئیں اور ایک بات کہی کہ اے عمر! آپ نے غلط کہا ہے۔ ہرگز نہیں! اللہ کی قسم تم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے جو تمہارے بھوکوں کو کھلاتے اور تمہارے جاہلوں کو نصیحت کرتے تھے اور ہم ایسے علاقے میں تھے جو دور دراز اور دشمن ملک حبشہ میں تھا اور وہاں صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول کی رضا کے لیے تھے۔ اللہ کی قسم! میں اس وقت تک نہ کوئی کھانا کھاؤں گی اور نہ پینے کی کوئی چیز پیوں گی جب تک آپ کی کہی بات کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے نہ کرلوں اور ہمیں تکلیف دی جاتی تھی اور ڈرایا جاتا تھا۔ میں عن قریب رسول اللہ ﷺ سے اس کا تذکرہ کروں گی اور آپ سے اس بارے میں سوال کروں گی اور اللہ کی قسم! نہ میں جھوٹ بولوں گی، نہ بے راہ چلوں گی اور نہ ہی اس پر کوئی اضافہ کروں گی۔ جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو اسماء نے کہا: اے اللہ کے نبی! حضرت عمرؓ نے اس طرح کہا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ تم سے زیادہ میرے (قرب کے) حقدار نہیں، اس نے اور اس کے ساتھیوں نے ایک مرتبہ ہجرت کی۔ تمہارے اور کشتی والوں کے لیے دو ہجرتیں ہیں۔ اسماء نے کہا: تحقیق! میں نے ابوموسیٰ اور کشتی والوں کو دیکھا کہ وہ میرے پاس گروہ درگروہ آتے اور یہ حدیث سنتے تھے۔ دنیا کی کوئی چیز انہیں اس سے زیادہ خوش کرنے والی اور اس فرمان نبوی ﷺ سے زیادہ عظمت والی ان کے ہاں نہ تھی۔ سیدہ اسماء نے کہا: میں نے ابوموسیٰ کو دیکھا کہ وہ یہ حدیث مجھ سے بار بار دہرایا کرتے تھے۔

تشریح:

''الحبشية هذه'' یعنی اچھا وہ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والی یہ ہے؟ اچھا وہ سمندر میں سوار ہوکر آنے والی یہ ہے۔ ''کذبت'' یہ لفظ اخطات کے معنی میں استعمال ہوتا ہے یعنی آپ نے غلط کہا ''البعداء'' یعنی نسب سے دور رہے وطن سے دور رہے، ''البغضاء'' یعنی دین کے بارے میں لوگوں کے ہاں ہم مبغوض تھے ''لیس باحق منکم'' ایک عام خیال تھا کہ اصل

ہجرت وہی ہے جو مکہ سے مدینہ کی طرف ہوئی ہے حضرت اسماء وغیرہ پر یہ اعتراض بار بار ہوا تھا کہ ان کی ہجرت اصل ہجرت نہیں ہے اسی لیے حضرت اسماء نے حضرت عمر فاروق کے کلام پر سخت غصہ کا اظہار کیا پھر آنحضرت نے اسی کا جواب دیا ہے کہ تمہاری ہجرت سے عمر کی ہجرت زیادہ باعث فخر نہیں ہے بلکہ تم دو ہجرتوں والے ہو اس سے اصحاب سفینہ بہت خوش ہوئے اور بار بار حضرت اسماء سے پوچھا کرتے تھے کہ آنحضرت نے کس طرح فرمایا تھا۔

''ارسالا'' یعنی مسلسل آرہے تھے ''یستعید'' یعنی اس حدیث کا اعادہ کر کے پوچھا کرتے تھے بہر حال ہجرتوں کی فضیلت اپنی جگہ پر ہے اور رتبہ و مقام اپنی جگہ پر ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے۔

بَابُ فَضَائِلِ سَلْمَانَ، وَصُهَيْبٍ، وَبِلَالٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمْ

حضرت سلمان وصہیب وبلال رضی اللہ عنہم کے فضائل

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک مختصر حدیث کو ذکر کیا ہے

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ تھی مگر اپنے آپ کو سلمان بن الاسلام کہتے تھے آنحضرت کے آزاد کردہ غلاموں میں سے تھے کیونکہ آنحضرت نے بدل کتابت میں مدد فرمائی تھی اور کھجور اگائے تھے آپ کو سلمان الخیر بھی کہتے ہیں آنحضرت نے آپ کو اہل بیت میں شامل فرمایا تھا آپ اصل میں فارس کے رامھرمز شہر کے علاقہ ''جیٔ'' میں پیدا ہوئے تھے آپ کا باپ آتشکدہ ایران کا نگران آتش پرست تھا سلمان بھاگ گیا فرماتے ہیں کہ میں چودہ آقاؤں کے ہاتھوں بدلتا رہا آخر مدینہ پہنچا دوسو پچاس سال عمر پائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک حواری سے ملاقات ہوئی تھی، تمام غزوات میں شریک ہوئے ایک جبہ میں رہتے تھے آدھا اوپر آدھا نیچے بچھاتے تھے گھر نہیں تھا دیواروں کے سائے میں وقت گزارتے تھے سالانہ وظیفہ جب لیتے تھے تو اسی وقت صدقہ کرتے تھے حضرت عثمان کی خلافت کے آخری وقت ۳۵ھ میں آپ کا انتقال ہو گیا دوسو پچاس سال عمر پائی اور مدینہ منورہ کے بقیع غرقد میں دفنائے گئے۔

حضرت صہیب رومی کے والد کا نام سنان تھا دریائے فرات کے کنارے موصل کے علاقے میں ایک گاؤں کے باشندے تھے رومیوں نے اس علاقہ پر حملہ کر دیا تو آپ کو ساتھ لے گئے آپ چھوٹے بچے تھے اس لیے روم کی طرف منسوب ہو گئے رومیوں سے کسلیب نے خرید لیا اور مکہ میں ابن جدعان پر فروخت کر دیا اس نے اس کو آزاد کیا پھر نبوت کا دور آیا تو صہیب تیس آدمیوں کے بعد اسلام قبول کرنے والے تھے پھر سب کچھ قربان کر کے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔

مدینہ منورہ میں ۳۸ھ میں آپ کا انتقال ہوا قال علیہ السلام صهيب سابق الروم وسلمان سابق فارس وبلال سابق الحبشة؛

حسن ز بصرہ بلال از حبش صہیب از روم ☆ ز خاک مکہ ابوجہل ایں چہ بوالعجبی ست

٦٤٠٧ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا بَهْزٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ، أَتَى عَلَى سَلْمَانَ، وَصُهَيْبٍ، وَبِلَالٍ فِي نَفَرٍ، فَقَالُوا: وَاللّٰهِ مَا أَخَذَتْ سُيُوفُ اللّٰهِ مِنْ عُنُقِ عَدُوِّ اللّٰهِ مَأْخَذَهَا، قَالَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَتَقُولُونَ هٰذَا لِشَيْخِ قُرَيْشٍ وَسَيِّدِهِمْ؟ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ لَعَلَّكَ أَغْضَبْتَهُمْ، لَئِنْ كُنْتَ أَغْضَبْتَهُمْ، لَقَدْ أَغْضَبْتَ رَبَّكَ فَأَتَاهُمْ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ: يَا إِخْوَتَاهُ أَغْضَبْتُكُمْ؟ قَالُوا: لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ يَا أُخَيَّ۔

عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ابوسفیان (اسلام لانے سے قبل) حضرت سلمان فارسی، حضرت صہیب رومی اور حضرت بلال حبشی کے پاس آیا جو چند لوگوں میں بیٹھے تھے۔ ان حضرات نے کہا کہ اب تک اللہ کی تلواریں اللہ کے دشمن (ابوسفیان) کی گردن تک اپنی جگہ پر نہیں پہنچیں۔ ابوبکر نے کہا کہ تم یہ کلمات قریش کے بڑے اور سردار کے لیے کہتے ہو؟ ابوبکر، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ ﷺ کو سب بات بتلائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! شاید تم نے ان حضرات کو ناراض کر دیا۔ اگر تم نے ان کو ناراض کر دیا تو (سمجھو) تم نے اپنے رب کو ناراض کر دیا۔ حضرت ابوبکر پھر ان حضرات کے پاس آئے اور کہا: اے بھائیو! میں نے تم کو ناراض کر دیا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ نہیں اے ہمارے بھائی! اللہ تعالیٰ آپ کو بخشے۔

بَابُ فَضَائِلِ الْأَنْصَارِ

انصار صحابہ کے فضائل کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے آٹھ احادیث کو بیان کیا ہے

٦٤٠٨ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ وَاللَّفْظُ لِإِسْحَاقَ قَالَا: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: فِينَا نَزَلَتْ: ﴿إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا﴾ (آل عمران:۱۲۲) بَنُو سَلِمَةَ وَبَنُو حَارِثَةَ، وَمَا نُحِبُّ أَنَّهَا لَمْ تَنْزِلْ، لِقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا﴾ (آل عمران:۱۲۲)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی مذکورہ آیت ہمارے متعلق نازل ہوئی۔ بنوسلمہ اور بنوحارثہ کے بارے میں (جو انصار کے قبائل اوس اور خزرج میں سے تھے)۔ ''جب تم میں سے دوگروہوں نے ہمت ہار جانے کا ارادہ کیا اور اللہ ان دونوں (بنوسلمہ اور بنوحارثہ) کا مالک ہے''۔ اور ہم نہیں چاہتے کہ یہ آیت نازل نہ ہوتی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ ان کا مالک ہے۔

٦٤٠٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ، وَلِأَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ، وَأَبْنَاءِ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے اللہ! انصار کی مغفرت فرما، ان کے بیٹوں کی مغفرت فرما اور انصار کے پوتوں کی مغفرت فرما''۔

٦٤١٠۔ وحَدَّثَنِيهِ يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ

اس سند کے ساتھ سابقہ روایت ہی کی مثل منقول ہے۔

٦٤١١۔ حَدَّثَنِي أَبُو مَعْنٍ الرَّقَاشِيُّ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ وَهُوَ ابْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ أَنَسًا، حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اسْتَغْفَرَ لِلْأَنْصَارِ، قَالَ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ: وَلِذَرَارِيِّ الْأَنْصَارِ، وَلِمَوَالِي الْأَنْصَارِ لَا أَشُكُّ فِيهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کی مغفرت کے لیے دعا فرمائی اور میرا خیال ہے کہ انصار کی اولاد اور غلاموں کے لیے بھی دعا فرمائی۔ مجھے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

٦٤١٢۔ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَهُوَ ابْنُ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رَأَى صِبْيَانًا وَنِسَاءً مُقْبِلِينَ مِنْ عُرْسٍ، فَقَامَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُمْثِلًا، فَقَالَ: اللَّهُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ، اللَّهُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ يَعْنِي الْأَنْصَارَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ نے دیکھا کہ (کچھ انصاری) بچے اور عورتیں کسی شادی سے واپس آرہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ان کے لیے کھڑے ہو گئے (خوشی اور جوش سے) اور فرمایا: ''اللہ گواہ

ہے! تم مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہو۔ اللہ گواہ ہے! تم مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہو۔ یعنی انصار۔

٦٤١٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، جَمِيعًا عَنْ غُنْدَرٍ، قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ، سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: جَائَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَخَلَا بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّكُمْ لَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری خاتون رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے تنہائی میں بات کی۔ اور فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم (انصار) مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہو۔ اور تین بار یہ بات ارشاد فرمائی۔

٦٤١٤ - حَدَّثَنِيهِ يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ

حضرت شعبہ سے اس سند سے بھی حسب سابق حدیث منقول ہے۔

٦٤١٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، سَمِعْتُ قَتَادَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: إِنَّ الْأَنْصَارَ كَرِشِي وَعَيْبَتِي، وَإِنَّ النَّاسَ سَيَكْثُرُونَ وَيَقِلُّونَ، فَاقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَاعْفُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''انصار میری انتڑیاں اور گٹھڑیاں ہیں''۔ اور لوگ تو بڑھتے جائیں گے مگر انصار کم ہوتے جائیں گے۔ لہٰذا ان کی اچھائیوں کو قبول کرو اور برائیوں سے درگزر کرو''۔

بَابٌ فِي خَيْرِ دُورِ الْأَنْصَارِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

انصار کے بہترین قبائل کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے سات احادیث کو بیان کیا ہے

٦٤١٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، سَمِعْتُ قَتَادَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ، ثُمَّ بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ، ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، ثُمَّ بَنُو سَاعِدَةَ وَفِي كُلِّ دُورِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ فَقَالَ سَعْدٌ: مَا أَرَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا قَدْ فَضَّلَ عَلَيْنَا، فَقِيلَ: قَدْ فَضَّلَكُمْ عَلَى كَثِيرٍ

حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''انصار کے بہترین گھر بونجار کے ہیں پھر بنو عبدالاشہل کے پھر بنو الحارث بن الخزرج کے پھر بنو ساعدہ کے اور (یوں تو) ہر انصاری کے گھر میں خیر ہے۔

حضرت سعد بن عبادہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم پر دوسروں کو فضیلت دی ہے۔تو کہا گیا کہ تم کو بہت سوں پر فضیلت بھی تو دی ہے۔

٦٤١٧۔ **حَدَّثَنَاهُ** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، سَمِعْتُ أَنَسًا، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

حضرت ابو سعید انصاری نے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ حدیث ہی کی مثل حدیث روایت فرمائی ہے۔

٦٤١٨۔ **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ، وَابْنُ رُمْحٍ، عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، كُلُّهُمْ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَذْكُرُ فِي الْحَدِيثِ قَوْلَ سَعْدٍ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ حدیث ہی کی مثل حدیث روایت فرمائی ہے سوائے اس بات کے کہ اس میں حضرت سعد کے قول (کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم پر دوسروں کو فضیلت دی) کا ذکر نہیں کیا گیا۔

٦٤١٩۔ **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ وَاللَّفْظُ لِابْنِ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ وَهُوَ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حُمَيْدٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُسَيْدٍ، خَطِيبًا عِنْدَ ابْنِ عُتْبَةَ فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ دَارُ بَنِي النَّجَّارِ، وَدَارُ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ، وَدَارُ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، وَدَارُ بَنِي سَاعِدَةَ وَاللّٰهِ لَوْ كُنْتُ مُؤْثِرًا بِهَا أَحَدًا لَآثَرْتُ بِهَا عَشِيرَتِي

حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''انصار کے گھروں میں سب سے بہترین

گھرانے بنونجار کے ہیں اور بنوالاشہل کے ہیں اور بنی الحارث بن الخزرج کے اور بنوساعدہ کے۔ اللہ کی قسم! اگر میں انصار پر کسی کو ترجیح دوں تو میں اپنے خاندان کو ترجیح دوں۔

٦٤٢٠ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ، أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، قَالَ: شَهِدَ أَبُو سَلَمَةَ لَسَمِعَ أَبَا أُسَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ، يَشْهَدُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ، بَنُو النَّجَّارِ، ثُمَّ بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ، ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، ثُمَّ بَنُو سَاعِدَةَ، وَفِي كُلِّ دُورِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: قَالَ أَبُو أُسَيْدٍ: أُتَّهَمُ أَنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ لَوْ كُنْتُ كَاذِبًا لَبَدَأْتُ بِقَوْمِي بَنِي سَاعِدَةَ، وَبَلَغَ ذَلِكَ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ، فَوَجَدَ فِي نَفْسِهِ، وَقَالَ خُلِّفْنَا فَكُنَّا آخِرَ الْأَرْبَعِ، أَسْرِجُوا لِي حِمَارِي آتِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَلَّمَهُ ابْنُ أَخِيهِ سَهْلٌ، فَقَالَ: أَتَذْهَبُ لِتَرُدَّ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمُ، أَوَلَيْسَ حَسْبُكَ أَنْ تَكُونَ رَابِعَ أَرْبَعٍ، فَرَجَعَ وَقَالَ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، وَأَمَرَ بِحِمَارِهِ فَحُلَّ عَنْهُ.

حضرت ابواسید الانصاری رضی اللہ عنہ گواہی دیتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انصار کے گھرانوں میں سے سب سے بہترین گھرانے بنی نجار کے ہیں۔ پھر بنوعبدالاشہل ہیں۔ پھر بنوالحارث بن خزرج ہیں پھر بنوساعدہ ہیں، اور (ویسے) انصار کے سارے ہی گھرانے بہترین ہیں۔ ابوسلمہ کہتے ہیں کہ ابواسیدؓ نے فرمایا: کہ کیا میں رسول اللہ ﷺ پر تہمت لگاتا ہوں (کہ آپ ﷺ نے ایسا فرمایا) اگر میں جھوٹ بول رہا ہوتا تو میں سب سے پہلے اپنی قوم بنوساعدہ کا نام لیتا۔ حضرت سعد بن عبادہ (سردار انصار) کو یہ حدیث پہنچی تو انہیں قلق ہوا اور انہوں نے کہا کہ ہمیں (یعنی ہماری قوم بنوساعدہ کو) پیچھے (سب سے آخر میں) رکھا گیا ہے۔ ہم چاروں میں سب سے آخر میں ہیں۔ میرے گدھے پر زین کسو، میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جاتا ہوں۔ یہ سن کر ان کے بھتیجے سہل نے ان سے بات کی اور کہا کہ کیا آپ اس لیے جارہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بات کو رد کریں۔ حالانکہ آپ ﷺ سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ کیا یہ کافی نہیں کہ چار میں سے چوتھے آپ ہیں۔ چنانچہ وہ واپس ہوگئے اور کہا کہ اللہ اور اس کا رسول سب سے زیادہ جانتے ہیں اور اپنے گدھے کی زین کھولنے کا حکم فرمادیا۔

٦٤٢١ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيِّ بْنِ بَحْرٍ، حَدَّثَنِي أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ، أَنَّ أَبَا أُسَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ، حَدَّثَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: خَيْرُ الْأَنْصَارِ، أَوْ خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ، فِي ذِكْرِ الدُّورِ، وَلَمْ يَذْكُرْ قِصَّةَ سَعْدِ بْنِ

عُبَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

حضرت ابواسید انصاری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے: بہترین انصار یا فرمایا: انصار کا بہترین گھرانہ اور پھر مذکورہ حدیث کی طرح حدیث ذکر کی لیکن اس میں حضرت سعد بن عبادہ کے واقعہ کا ذکر نہیں ہے۔

٦٤٢٢ ـ وحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: قَالَ أَبُو سَلَمَةَ، وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، سَمِعَا أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَهُوَ فِي مَجْلِسٍ عَظِيمٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ أُحَدِّثُكُمْ بِخَيْرِ دُورِ الْأَنْصَارِ قَالُوا: نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ قَالُوا: ثُمَّ مَنْ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: ثُمَّ بَنُو النَّجَّارِ قَالُوا: ثُمَّ مَنْ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ قَالُوا: ثُمَّ مَنْ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: ثُمَّ بَنُو سَاعِدَةَ قَالُوا: ثُمَّ مَنْ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: ثُمَّ فِي كُلِّ دُورِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ مُغْضَبًا، فَقَالَ: أَنَحْنُ آخِرُ الْأَرْبَعِ؟ حِينَ سَمَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَارَهُمْ، فَأَرَادَ كَلَامَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ رِجَالٌ مِنْ قَوْمِهِ: اجْلِسْ، أَلَا تَرْضَى أَنْ سَمَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَارَكُمْ فِي الْأَرْبَعِ الدُّورِ الَّتِي سَمَّى؟ فَمَنْ تَرَكَ فَلَمْ يُسَمِّ أَكْثَرُ مِمَّنْ سَمَّى، فَانْتَهَى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ كَلَامِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بار مسلمانوں کے ایک بڑے مجمع میں فرمایا کہ میں تمہیں انصار کے بہترین گھرانے بتلاؤں؟ لوگوں نے کہا جی ہاں! یا رسول اللہ، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ: بنو عبدالاشہل۔ لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! پھر اس کے بعد کون ہے؟ فرمایا پھر بنو نجار ہیں۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ پھر کون ہیں؟ فرمایا بنو الحارث بن الخزرج۔ لوگوں نے پوچھا ان کے بعد کون ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا بنو ساعدہ، لوگوں نے پوچھا پھر ان کے بعد کون ہے؟ فرمایا: پھر انصار کے تمام گھرانے بہترین ہیں جب رسول اللہ نے ان گھرانوں کا (بنو ساعدہ) کا نام لیا تو یہ سن کر حضرت سعد بن عبادہ غصہ سے کھڑے ہو گئے اور کہا کہ کیا ہم چاروں میں سب سے آخیر میں ہیں؟ اور انہوں نے چاہا کہ رسول اللہ ﷺ سے بات کرے۔ تو اس کی قوم کے لوگوں نے کہا کہ بیٹھ جائیں کیا تو اس پر راضی نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہارے گھرانوں کا نام چار میں تو لیا ہے۔ جن گھرانوں کا نام نہیں لیا وہ تو ان سے زیادہ ہیں۔ جن کا نام لیا۔ یہ سن کر سعد بن عبادہ، رسول اللہ ﷺ سے بات

کرنے سے باز آئے۔

تشریح:

"دور الانصار " آنحضرت نے فرمایا کہ میں انصار کے بہترین گھرانوں کا بیان کرنا چاہتا ہوں تو ان گھرانوں سے گھر مراد نہیں بلکہ انصار کے مختلف قبائل مراد ہیں دار سے قبیلہ مراد ہے اگر چہ خاندان اور گھرانے پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے یہ فضیلت اسلام میں جلدی داخل ہونے اور اس میں قربانیوں کی بنیاد پر تھی جو قبیلہ جلدی اسلام میں داخل ہو گیا اور سب سے زیادہ اسلام کی خدمت کی اور قربانی دی اس کو پہلا درجہ ملا، حضرت سعد بن عبادہ کو کچھ پریشانی ہوئی کہ ان کا قبیلہ چوتھے نمبر پر رکھا گیا تو صحابہ نے بھی کہا اور آنحضرت نے بھی فرمایا کہ بہترین گھرانوں میں تمہارا شمار تو آ گیا خواہ دوم ہو یا سوم ہو یا چہارم ہو پھر حضرت سعد نے صبر کیا اس سے پہلے باب میں "کرشی " کا لفظ انصار کے لیے بولا گیا ہے یہ قبائلی اطلاق ہے کہ فلاں خاندان میرا پیٹ میرا دل گردہ ہے میری آنتیں ہیں یہ قرب کی طرف اشارہ ہوتا ہے "کرش " آنتوں اور اوجڑی کو کہتے ہیں "وعیبتی " گٹھڑی اور صندوقچہ کو کہتے ہیں آدمی باریک اور عمدہ سامان پوشیدہ کر کے رکھتا ہے اس سے بھی نہایت قرب بیان کرنا مقصود ہوتا ہے یہ سابقہ حدیث کے الفاظ ہیں۔

بَابٌ فِي حُسْنِ صُحْبَةِ الْأَنْصَارِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

انصار سے اچھا سلوک کرنے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

کاش اگر امام نووی اس باب کو نہ رکھتے کیونکہ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے

۴۶۲۳۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عَرْعَرَةَ وَاللَّفْظُ لِلْجَهْضَمِيِّ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ فِي سَفَرٍ فَكَانَ يَخْدُمُنِي فَقُلْتُ لَهُ: لَا تَفْعَلْ، فَقَالَ: إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ الْأَنْصَارَ تَصْنَعُ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا، آلَيْتُ أَنْ لَا أَصْحَبَ أَحَدًا مِنْهُمْ إِلَّا خَدَمْتُهُ زَادَ ابْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ فِي حَدِيثِهِمَا: وَكَانَ جَرِيرٌ أَكْبَرَ مِنْ أَنَسٍ، وَقَالَ ابْنُ بَشَّارٍ: أَسَنَّ مِنْ أَنَسٍ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ جریر بن عبداللہ البجلی کے ساتھ سفر میں نکلا۔ وہ میری خدمت کیا کرتے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ میری خدمت مت کیا کرو۔ وہ کہنے لگے کہ میں نے انصار کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کام (خدمت) کرتے دیکھا تو میں نے قسم کھائی کہ میں کسی بھی انصاری کے ساتھ اگر ہوں تو ان کی خدمت کروں گا۔ راوی کہتے ہیں کہ جریر رضی اللہ عنہ، انس رضی اللہ عنہ سے عمر میں بڑے تھے۔

بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِغِفَارَ وَأَسْلَمَ

قبیلہ غفار واسلم کے لیے آنحضرت کی دعا کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے نو احادیث کو بیان کیا ہے

٦٤٢٤۔ حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: قَالَ أَبُو ذَرٍّ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: غِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا، وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''غفار کو اللہ تعالیٰ بخش دے اور اسلم (قبیلہ) کو اللہ تعالیٰ سلامتی اور امن میں رکھے''

٦٤٢٥۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، جَمِيعًا عَنِ ابْنِ مَهْدِيٍّ، قَالَ: قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ائْتِ قَوْمَكَ فَقُلْ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ، وَغِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی قوم کے پاس جاؤ اور کہو کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: (قبیلہ) اسلم کو اللہ نے سلامتی عطا فرمائی اور (قبیلہ) غفار کی مغفرت فرما دی۔

٦٤٢٦۔ حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ

اس سند کے ساتھ بھی حسب سابق حدیث منقول ہے۔

٦٤٢٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، ح

وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا شَبَابَةُ، حَدَّثَنِي وَرْقَاءُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، عَنْ أَبِي عَاصِمٍ، كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، ح وحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ، حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، كُلُّهُمْ قَالَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللَّهُ، وَغِفَارُ غَفَرَ اللَّهُ لَهَا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ان تمام اسانید کے ساتھ نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ نے سلامت رکھا اور قبیلہ غفار کی اللہ تعالیٰ نے مغفرت کی۔

٦٤٢٨ ـ وحَدَّثَنِي حُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، عَنْ خُثَيْمِ بْنِ عِرَاكٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللَّهُ، وَغِفَارُ غَفَرَ اللَّهُ لَهَا، أَمَا إِنِّي لَمْ أَقُلْهَا وَلَكِنْ قَالَهَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ نے سلامت رکھا اور قبیلہ غفار کی اللہ تعالیٰ نے مغفرت کی۔ اس اضافہ کے ساتھ کہ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ میں نہیں کہتا بلکہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔

٦٤٢٩ ـ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنِ اللَّيْثِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي أَنَسٍ، عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ خُفَافِ بْنِ إِيمَاءَ الْغِفَارِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فِي صَلَاةٍ اللَّهُمَّ الْعَنْ بَنِي لِحْيَانَ، وَرِعْلًا، وَذَكْوَانَ، وَعُصَيَّةَ عَصَوُا اللَّهَ وَرَسُولَهُ، غِفَارُ غَفَرَ اللَّهُ لَهَا، وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللَّهُ

حضرت خفاف بن ایماء الغفاری رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک نماز میں یہ دعا فرمائی کہ:
اے اللہ! بنی لحیان، رعل، ذکوان اور عصیہ (یہ قبائل تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو ایذا پہنچائی تھی) پر لعنت فرما کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔ اور فرمایا: غفار کی اللہ مغفرت فرمائے اور اسلم کو سلامتی عطا فرمائے۔

٦٤٣٠ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، وَقُتَيْبَةُ، وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ: يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا

وقَالَ الْآخَرُونَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: غِفَارُ غَفَرَ اللَّهُ لَهَا، وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللَّهُ، وَعُصَيَّةُ عَصَتِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: غفار کی اللہ مغفرت فرمائے اور اسلم کو سلامتی عطا فرمائے، اور عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی معصیت (نافرمانی) کی"۔

٦٤٣١ـ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ، ح وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ، ح وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَالْحُلْوَانِيُّ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ كُلُّهُمْ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ، وَفِي حَدِيثِ صَالِحٍ، وَأُسَامَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَلِكَ عَلَى الْمِنْبَرِ.

ترجمہ حسب سابق ہے۔ البتہ حضرت صالح اور اسامہ کی روایت کردہ حدیث میں یہ ہے کہ یہ بات آپ ﷺ نے منبر پر ارشاد فرمائی۔

٦٤٣٢ـ وحَدَّثَنِيهِ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ، عَنْ يَحْيَى، حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ، حَدَّثَنِي ابْنُ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مِثْلَ حَدِيثِ هَؤُلَاءِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے ہیں (اور پھر) حضرت ابن عمر سے روایت کردہ تمام حدیثوں کی طرح روایت نقل فرمائی۔

باب فضائل القبائل المختلفة

مختلف قبائل کے فضائل کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے سولہ احادیث کو بیان کیا ہے

٦٤٣٣ـ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ وَهُوَ ابْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَالِكٍ الْأَشْجَعِيُّ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْأَنْصَارُ، وَمُزَيْنَةُ، وَجُهَيْنَةُ، وَغِفَارُ، وَأَشْجَعُ، وَمَنْ كَانَ مِنْ بَنِي عَبْدِ اللَّهِ، مَوَالِيَّ دُونَ النَّاسِ، وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ مَوْلَاهُمْ

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''انصار، مزینہ، جہینہ، غفار، اشجع اور بنی عبداللہ میرے مددگار ہیں دوسرے لوگوں کے علاوہ اور اللہ اور اس کا رسول ان کا مددگار ہے۔

تشریح:

''من بنی عبداللہ '' قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ بنوعبداللہ سے مراد بنوعبدالعزیٰ ہیں جو غطفا سے تعلق رکھتے تھے آنحضرت نے بنوعبداللہ کہہ دیا اور نام کو تبدیل کیا تو عرب نے ان کو بنو محولہ کے نام سے یاد کیا۔ ''موالی '' یہ مولیٰ کی جمع ہے مالک و ناصر و محبوب کے معنی میں آتا ہے یہاں محبوب کے معنی میں ہے ''الحلیفین ''یعنی جن دو قبائل کا معاہدہ ہوا تھا یعنی اسد و غطفان۔

''محمد شک ''یعنی اس راوی کو شک ہوگیا ''الاقرع بن حابس '' یہ سردار آدمی تھا کئی موقعوں پر اس نے سینہ زوری سے کام لیا ہے یہ خود چونکہ بنوتمیم سے تھا تو انہوں نے بوجھ محسوس کیا اور اسلم و غفار اور مزینہ کو حاجیوں سے مال چوری کرنے والا کہہ دیا اسلام سے پہلے بنوتمیم کا مقام بہت اونچا تھا یہ باقی قبائل بے چارے کسی گنتی میں نہیں تھے لیکن ان قبائل نے جب اسلام میں دلچسپی لیکر پہل کی تو بنوتمیم سے ان کا مقام اونچا ہوگیا اسی اعزاز سے اقرع بن حابس کو بوجھ محسوس ہوا۔ خلاصہ یہ ہے کہ جن قبائل نے ایمان میں پہل کیا ہے ان کو مرتبت حاصل ہوگئی ''خابوا و خسروا '' کیا یہ لوگ اگر بنوتمیم سے بہتر ہوں تو پھر بھی خسارے میں ہوں گے ''قال نعم '' اقرع بن حابس نے کہا جی ہاں پھر بھی خسارے میں ہیں آنحضرت نے فرمایا نہیں وہ تو بہت ہی بہتر ہیں۔

''فقالوا فقد خابوا '' یہ بھی بعض مخاطبین نے کہا کہ اس فضیلت سے تو بنوتمیم نقصان میں آگئے ''فقیل هلکت دوس ''یعنی لوگوں نے کہا کہ آنحضرت بددعاء کریں گے تو دوس قبیلہ ہلاک ہوجائے گا یہ الفاظ اس پورے باب میں مذکور ہیں اس کی تشریح ہے۔

٦٤٣٤ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمُزَ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُرَيْشٌ، وَالْأَنْصَارُ، وَمُزَيْنَةُ، وَجُهَيْنَةُ، وَأَسْلَمُ، وَغِفَارُ، وَأَشْجَعُ، مَوَالِيَّ لَيْسَ لَهُمْ مَوْلًى دُونَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قریش، انصار، مزینہ، جہینہ، اسلم، غفار اور اشجع (یہ سب قبائل) دوست اور مددگار ہیں ان کے جن کا اللہ اور اس کے رسول کے علاوہ کوئی مددگار اور حمایتی نہیں''۔

٦٤٣٥ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِي الْحَدِيثِ: قَالَ سَعْدٌ فِي بَعْضِ هَذَا فِيمَا أَعْلَمُ

حضرت سعد بن ابراہیم سے اس سند کے ساتھ مذکورہ حدیث مبارکہ کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

٦٤٣٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: أَسْلَمُ، وَغِفَارُ، وَمُزَيْنَةُ، وَمَنْ كَانَ مِنْ جُهَيْنَةَ، أَوْ جُهَيْنَةُ، خَيْرٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ، وَبَنِي عَامِرٍ، وَالْحَلِيفَيْنِ أَسَدٍ، وَغَطَفَانَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اسلم، غفار، مزینہ اور جہینہ والے بہتر ہیں، بنو تمیم اور بنو عامر سے اور دو حلیف اسد اور غطفان سے''۔

٦٤٣٧ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ يَعْنِي الْحِزَامِيَّ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ح وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَحَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ: أَخْبَرَنِي، وقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ الْأَعْرَجِ، قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَغِفَارُ، وَأَسْلَمُ، وَمُزَيْنَةُ، وَمَنْ كَانَ مِنْ جُهَيْنَةَ، أَوْ قَالَ: جُهَيْنَةُ، وَمَنْ كَانَ مِنْ مُزَيْنَةَ، خَيْرٌ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، مِنْ أَسَدٍ، وَطَيِّءٍ، وَغَطَفَانَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے، غفار، اسلم، مزینہ اور جہینہ والے یقیناً اللہ کے یہاں قیامت کے روز بہتر ہوں گے، اسد، طئی اور غطفان سے''۔

٦٤٣٨ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَيَعْقُوبُ الدَّوْرَقِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِيَانِ ابْنَ عُلَيَّةَ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَأَسْلَمُ، وَغِفَارُ، وَشَيْءٌ مِنْ مُزَيْنَةَ، وَجُهَيْنَةَ، أَوْ شَيْءٌ مِنْ جُهَيْنَةَ، وَمُزَيْنَةَ، خَيْرٌ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ أَحْسِبُهُ قَالَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، مِنْ أَسَدٍ، وَغَطَفَانَ، وَهَوَازِنَ، وَتَمِيمٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قبیلہ اسلم غفار، اور مزینہ میں سے کچھ اور جہینہ یا جہینہ میں سے کچھ اور قبیلہ مزینہ میں سے اللہ کے ہاں بہترین ہوں گے راوی کہتے ہیں میرا گمان ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن قبیلہ اسد، غطفان، ہوازن اور تمیم سے (بہتر) ہوں گے اس میں غطفان کے

بعد ہوازن اور تمیم کا ذکر ہے جب کہ قبیلہ طئی کا ذکر نہیں ہے۔

٦٤٣٩ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ، سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ، جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّمَا بَايَعَكَ سُرَّاقُ الْحَجِيجِ مِنْ أَسْلَمَ، وَغِفَارَ، وَمُزَيْنَةَ، وَأَحْسِبُ جُهَيْنَةَ مُحَمَّدٌ الَّذِي شَكَّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ أَسْلَمُ، وَغِفَارُ، وَمُزَيْنَةُ وَأَحْسِبُ جُهَيْنَةُ خَيْرًا مِنْ بَنِي تَمِيمٍ، وَبَنِي عَامِرٍ، وَأَسَدٍ، وَغَطَفَانَ، أَخَابُوا وَخَسِرُوا؟ فَقَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُمْ لَأَخْيَرُ مِنْهُمْ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ: مُحَمَّدٌ الَّذِي شَكَّ.

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اقرع بن حابس، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ: اسلم، غفار، مزینہ اور جہینہ کے حجاج کو لوٹنے والے لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اگر اسلم، غفار، جہینہ بنو تمیم، بنو عامر، اسد اور غطفان سے بہتر ہوں تو کیا وہ نقصان میں رہے؟ اقرع نے کہا: ہاں؛ فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے وہ (بنو تمیم) ان (غفار وغیرہ) سے بہتر نہیں ہیں''۔ اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں راوی محمد کے شک کا ذکر نہیں ہے۔

٦٤٤٠ـ حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنِي سَيِّدُ بَنِي تَمِيمٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ الضَّبِّيُّ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. وَقَالَ وَجُهَيْنَةُ وَلَمْ يَقُلْ أَحْسِبُ

سید بنی تمیم محمد بن عبداللہ بن ابی یعقوب اس سند کے ساتھ مذکورہ حدیث ہی کی مثل حدیث روایت فرماتے ہیں لیکن اس روایت میں جہینہ کے بارے میں راوی نے یہ نہیں کہا کہ میرا گمان ہے۔

٦٤٤١ـ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَسْلَمُ، وَغِفَارُ، وَمُزَيْنَةُ، وَجُهَيْنَةُ، خَيْرٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ، وَمِنْ بَنِي عَامِرٍ، وَالْحَلِيفَيْنِ، بَنِي أَسَدٍ، وَغَطَفَانَ

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قبیلہ اسلم، غفار، مزینہ، جہینہ (کے لوگ) بنی تمیم اور بنی عامر اور دو حلیفوں بنی اسد اور غطفان سے بہتر ہیں۔

۶۴۴۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، ح وحَدَّثَنِيهِ عَمْرٌو النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ

اس سند کے ساتھ حضرت ابی بشر سے (حسب سابق) روایت نقل کی گئی ہے۔

۶۴۴۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ جُهَيْنَةُ، وَأَسْلَمُ، وَغِفَارُ، خَيْرًا مِنْ بَنِي تَمِيمٍ، وَبَنِي عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ غَطَفَانَ، وَعَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ وَمَدَّ بِهَا صَوْتَهُ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَدْ خَابُوا وَخَسِرُوا، قَالَ: فَإِنَّهُمْ خَيْرٌ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي كُرَيْبٍ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ جُهَيْنَةُ، وَمُزَيْنَةُ، وَأَسْلَمُ، وَغِفَارُ

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بلند آواز سے فرمایا: "کیا تمہارا خیال ہے کہ اگر جہینہ، اسلم اور غفار، بنوتمیم، عبداللہ بن غطفان اور عامر بن صعصعہ سے بہتر ہوں؟ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس صورت میں بنوتمیم وغیرہ نقصان میں رہے؟ فرمایا کہ وہ بہتر ہیں۔

۶۴۴۴۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: أَتَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، فَقَالَ لِي: إِنَّ أَوَّلَ صَدَقَةٍ بَيَّضَتْ وَجْهَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوُجُوهَ أَصْحَابِهِ، صَدَقَةُ طَيِّءٍ، جِئْتَ بِهَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عدی بن حاتم الطائی رضی اللہ عنہ (جو حاتم طائی مشہور سخی کے بیٹے ہیں) فرماتے ہیں کہ میں ایک بار حضرت عمر بن الخطاب کے پاس آیا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ: "اسلام میں وہ پہلا صدقہ جس نے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کے چہروں کو (خوشی و فرحت سے) روشن کر دیا تھا وہ بنو طئی کا صدقہ تھا جو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر آیا تھا"۔

۶۴۴۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَدِمَ الطُّفَيْلُ وَأَصْحَابُهُ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ دَوْسًا قَدْ كَفَرَتْ وَأَبَتْ، فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهَا فَقِيلَ: هَلَكَتْ دَوْسٌ فَقَالَ: اللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَائْتِ بِهِمْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ طفیل (بن عمر الدوسی) اور ان کے ساتھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ: یا رسول اللہ! دوس والوں نے کفر اختیار کیا اور (آپ کی دعوت قبول کرنے سے) انکار کیا۔ لہٰذا ان

پر بددعا فرما دیجئے۔ کسی نے کہا کہ دوس ہلاک و برباد ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! دوس کو ہدایت دے اور انہیں میرے پاس لے آ"۔

٦٤٤٦۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: لَا أَزَالُ أُحِبُّ بَنِي تَمِيمٍ مِنْ ثَلَاثٍ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: هُمْ أَشَدُّ أُمَّتِي عَلَى الدَّجَّالِ قَالَ: وَجَاءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَذِهِ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا قَالَ: وَكَانَتْ سَبِيَّةٌ مِنْهُمْ عِنْدَ عَائِشَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَعْتِقِيهَا فَإِنَّهَا مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ

ابوزرعہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں بنی تمیم سے ہمیشہ سے تین باتوں کی وجہ سے محبت رکھتا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھیں۔ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ: وہ (بنو تمیم) میری امت میں سب سے زیادہ سخت ہیں دجال پر۔ اور جب ان کے صدقات آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ ہماری قوم کے صدقات ہیں۔ اور ان کی ایک قیدی عورت حضرت عائشہؓ کی غلامی میں تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ اسے آزاد کر دو کیونکہ وہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے۔

٦٤٤٧۔ وحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: لَا أَزَالُ أُحِبُّ بَنِي تَمِيمٍ بَعْدَ ثَلَاثٍ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُهَا فِيهِمْ فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بنی تمیم کے بارے میں تین باتیں سنی ہیں جس کے بعد سے میں ہمیشہ بنی تمیم سے محبت کرنے لگا ہوں (پھر اس کے بعد مذکورہ حدیث کی طرح حدیث ذکر فرمائی)۔

٦٤٤٨۔ وَحَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ، حَدَّثَنَا مَسْلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ الْمَازِنِيُّ، إِمَامُ مَسْجِدِ دَاوُدَ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: ثَلَاثُ خِصَالٍ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي بَنِي تَمِيمٍ لَا أَزَالُ أُحِبُّهُمْ، بَعْدُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِهَذَا الْمَعْنَى، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: هُمْ أَشَدُّ النَّاسِ قِتَالًا فِي الْمَلَاحِمِ وَلَمْ يَذْكُرِ الدَّجَّالَ

اس سند سے بھی حسب سابق حدیث منقول ہے (کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین خصلتوں کی وجہ سے میں بنی تمیم

سے ہمیشہ محبت کرنے لگا ہوں)۔ البتہ اس میں دجال کا ذکر نہیں بلکہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ (بنی تمیم کے لوگ) جنگوں میں سب سے زیادہ سخت ہیں۔

بَابُ خِيَارِ النَّاسِ وشرارهم

اچھے اور برے لوگوں کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

٦٤٤٩۔ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قَالَ: تَجِدُونَ النَّاسَ مَعَادِنَ، فَخِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوا، وَتَجِدُونَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ فِي هَذَا الْأَمْرِ، أَكْرَهُهُمْ لَهُ، قَبْلَ أَنْ يَقَعَ فِيهِ، وَتَجِدُونَ مِنْ شِرَارِ النَّاسِ ذَا الْوَجْهَيْنِ، الَّذِي يَأْتِي هَؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهَؤُلَاءِ بِوَجْهٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم لوگوں کو معادن (کانوں) کی طرح پاؤ گے۔ تو جو لوگ جاہلیت میں بہتر تھے وہی لوگ اسلام میں بھی بہتر ہیں۔ بشرطیکہ وہ دین میں بھی سمجھدار ہو جائیں اور تم لوگوں میں سب سے زیادہ بہتر اس دین کے معاملے میں ان لوگوں کو پاؤ گے جو اس (اسلام) سے قبل اس سے سب سے زیادہ نفرت کرنے والے تھے (یعنی جو اسلام سے نفرت میں بہت زیادہ تھے وہ اسلام میں آکر بہترین ہوئے اور جتنی نفرت اسلام سے کرتے تھے اس سے زیادہ نفرت کفر سے کرنے لگے، مثلاً حضرت عمرؓ۔ اور تم بدترین لوگ وہ پاؤ گے جو دو چہرے والے ہیں۔ ان کے پاس آئے تو ایک چہرہ لے کر اور ان کے پاس جائے تو دوسرا چہرہ لے کر۔

٦٤٥٠۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحِزَامِيُّ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَجِدُونَ النَّاسَ مَعَادِنَ بِمِثْلِ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ، غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ أَبِي زُرْعَةَ وَالْأَعْرَجِ تَجِدُونَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ فِي هَذَا الشَّأْنِ أَشَدَّهُمْ لَهُ كَرَاهِيَةً حَتَّى يَقَعَ فِيهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگوں کو معادن جیسا پاؤ گے (یہ حدیث) حضرت زہری کی روایت کردہ حدیث ہی کی طرح ہے۔ سوائے اس کے کہ حضرت زرعہ اور اعرج کی

روایت میں ہے کہ تم لوگوں میں اسلام لانے کے معاملہ میں لوگوں میں سے بہترین اس آدمی کو پاؤ گے جو اسلام لانے سے پہلے اس سے زیادہ نفرت کرتا ہو۔

بَابُ فَضَائِلِ نِسَاءِ قُرَيْشٍ

قریش کی عورتوں کے فضائل کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چھ احادیث کو بیان کیا ہے

٦٤٥١ ۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ قَالَ أَحَدُهُمَا: صَالِحُ نِسَاءِ قُرَيْشٍ، وَقَالَ الْآخَرُ: نِسَاءُ قُرَيْشٍ أَحْنَاهُ عَلَى يَتِيمٍ فِي صِغَرِهِ، وَأَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اونٹ پر سوار ہونے والی عورتوں میں سب سے بہتر قریش کی نیک عورتیں ہیں کہ وہ یتیم کی کم سنی اور بچپن میں اس پر بہت شفقت کرنے والی اور اپنے شوہر کے مال کی بڑی نگہبانی اور حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں''۔

تشریح:

''رکبن الابل'' یعنی اونٹوں کی سواری کرنے والی عورتوں میں سب سے بہتر عورتیں قریش کی ہیں اونٹوں کی سواری کرنے والی عورتوں سے عرب کی عورتیں مراد ہیں تو قریش کی عورتوں کی فضیلت عرب کی عورتوں کے ساتھ خاص ہوگئی اور سابقہ امتوں کی عورتیں اس سے نکل گئیں کیونکہ وہ اونٹ کی سواری شاذ و نادر کرتی ہوں گی اس قید سے خاص طور پر حضرت مریم سے احتراز مقصود ہے کیونکہ وہ پورے عالم کی عورتوں سے افضل ہے اسی لیے حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا کہ مریم نے اونٹوں کی سواری نہیں کی ہے۔

''احناہ'' قریش کی عورتوں کی یہ پہلی صفت ہے یہ نصر ینصر سے اسم تفضیل کا صیغہ ہے شفقت و رحمت کے معنی میں ہے قیاس کا تقاضا تھا کہ احناھن جمع مؤنث کا صیغہ ہوتا لیکن عرب لوگ اپنے محاورات میں اس کو مفرد استعمال کرتے ہیں علماء نے لکھا ہے کہ ''حانیہ'' وہ عورت ہوتی ہے جو کسی یتیم پر انتہائی شفقت کرنے والی ہو خواہ یتیم اپنا ہو یا کسی اور کا ہو اگر اس نے شادی کر لی تو پھر یہ حانیہ کی صفت سے متصف نہیں ہوگی یہی وجہ ہے کہ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے آنحضرت سے شادی نہیں کی تاکہ

"حنو" کی یہ صفت اس میں باقی رہے "وارعاہ" یہ صیغہ بھی جمع مؤنث ہونا چاہیے تھا یعنی "ارعاھن" مگر عرب کا محاورہ مفرد کا استعمال ہے۔ "ذات یـــــدہ" یعنی شوہر کے ہاتھ میں جو مال ہوتا ہے قریش کی عورتیں امانت و دیانت کے ساتھ اس کی خوب رعایت و حفاظت کرتی ہیں۔

٦٤٥٢۔ حَدَّثَنَا عَـمْرٌو النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنُ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: أَرْعَاهُ عَلَى وَلَدٍ فِي صِغَرِهِ وَلَمْ يَقُلْ يَتِيمٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے اور ابن طاؤس اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث ہی کی مثل حدیث نقل کی ہے۔ اس روایت میں یتیم کا لفظ نہیں ہے۔

٦٤٥٣۔ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: نِسَاءُ قُرَيْشٍ خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ، أَحْنَاهُ عَلَى طِفْلٍ، وَأَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ قَالَ: يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ عَلَى إِثْرِ ذٰلِكَ: وَلَمْ تَرْكَبْ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ بَعِيرًا قَطُّ

اس سند سے بھی حسب سابق حدیث منقول ہے البتہ اتنا اضافہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرنے کے بعد حضرت ابو ہریرہؓ نے ارشاد فرمایا: "مریم بنت عمران کبھی اونٹ پر نہیں چڑھیں"۔

٦٤٥٤۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ: أَخْبَرَنَا، وقَالَ ابْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، خَطَبَ أُمَّ هَانِئٍ، بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي قَدْ كَبِرْتُ، وَلِي عِيَالٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ يُونُسَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ أَحْنَاهُ عَلَى وَلَدٍ فِي صِغَرِهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ام ہانی بنت ابی طالب سے نکاح کا پیغام دیا۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں بوڑھی ہوگئی ہوں اور میرے چھوٹے بچے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بہترین عورتیں جو اونٹ پر سوار ہونے والی عورتیں ہیں"۔ اور پھر حضرت یونس کی روایت کی طرح حدیث ذکر فرمائی (صرف لفظی فرق ہے معنی و مفہوم ایک ہی ہے)۔

٦٤٥٥ـ **حَدَّثَنِي** مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا، وقَالَ عَبْدٌ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، ح وَحَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ، صَالِحُ نِسَاءِ قُرَيْشٍ أَحْنَاهُ عَلَى وَلَدٍ فِي صِغَرِهِ، وَأَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اونٹوں پر سوار ہونے والی عورتوں میں سب سے بہترین عورتیں قریشی عورتیں ہیں جو کہ چھوٹے بچوں پر مہربان اور اپنے خاوندوں کے مال کی حفاظت کرنے والی ہیں۔

٦٤٥٦ـ **حَدَّثَنِي** أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ الْأَوْدِيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ وَهُوَ ابْنُ بِلَالٍ، حَدَّثَنِي سُهَيْلٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَعْمَرٍ هٰذَا سَوَاءً

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ حدیث معمر کی طرح اس طریقے سے روایت نقل کی ہے۔

بَابُ مُؤَاخَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَصْحَابِهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمْ

آنحضرت کا صحابہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کرنے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

٦٤٥٧ـ **حَدَّثَنِي** حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخَى بَيْنَ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ، وَبَيْنَ أَبِي طَلْحَةَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوعبیدہ بن الجراح اور ابوطلحہ (انصاری) کے مابین مواخاۃ کا رشتہ قائم کر دیا۔ (اور دونوں کو ایک دوسرے کا بھائی بنا دیا)۔

تشریح:

"آخی" یہ مواخاۃ سے ہے بھائی چارہ کو کہتے ہیں اہل جاہلیت کے ہاں بھی مواخاۃ کا سلسلہ چلتا تھا مگر ان کے ہاں ہر حالت میں مواخاۃ کا عمل جاری رہتا تھا خواہ کوئی حق پر ہوتا یا باطل پر ہوتا ظالم ہوتا یا فسادی ہوتا اور یہ مواخاۃ میراث میں بھی جاری

ہوجاتی تھی اسلام میں بھی مواخاۃ کو قائم رکھا گیا لیکن اس میں ایک اصلاح یہ کی گئی کہ ناجائز حمایت اور ظلم میں مدد و نصرت کو ناجائز قرار دیا گیا البتہ حق میں تعاون اور نصرت و مدد اور میراث و توارث کو باقی رکھا گیا لیکن جب آیت میراث نازل ہوگئی تو اب مواخاۃ میں توارث کا شق منسوخ ہوگیا اور باقی امور میں مواخاۃ کو باقی رکھا گیا چنانچہ اس حدیث میں جو یہ فرمایا گیا ہے کہ:

''لا حلف فی الاسلام'' تو اس سے اسلام میں میراث والامحالفہ ومعاہدہ ختم کر دیا گیا کیونکہ اب میراث نے اپنا قانون بنا دیا نیز اس سے وہ معاہدہ ومحالفہ بھی منسوخ قرار دیا گیا جو جاہلیت میں ہر حق وناحق میں محالفہ ہوتا تھا اور اس کے وہ لوگ پابند ہوجاتے تھے ہاں شرعی حدود میں جو معاہدہ ومناصرہ اور مواسات ہوتی ہے تو اسلام اس کو مزید مضبوط بناتا ہے۔

٦٤٥٨ـ حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ، قَالَ: قِيلَ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بَلَغَكَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ؟ فَقَالَ أَنَسٌ: قَدْ حَالَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ قُرَيْشٍ، وَالْأَنْصَارِ فِي دَارِهِ

حضرت عاصم احول سے روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ''اسلام میں حلف کی کوئی حیثیت نہیں''۔ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ: رسول اللہ ﷺ نے ان کے گھر میں قریش اور انصار کے مابین حلف کروایا۔

٦٤٥٩ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: حَالَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ قُرَيْشٍ وَالْأَنْصَارِ، فِي دَارِهِ الَّتِي بِالْمَدِينَةِ

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قریش اور انصار کے مابین حلف کروایا میرے مدینہ کے گھر میں۔

٦٤٦٠ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ، وَأَبُو أُسَامَةَ، عَنْ زَكَرِيَّاءَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ، وَأَيُّمَا حِلْفٍ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَمْ يَزِدْهُ الْإِسْلَامُ إِلَّا شِدَّةً

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام میں ''حلف'' کی کوئی حیثیت نہیں۔ اور جاہلیت کے زمانہ میں جو باہمی حلف وقسم کسی نیک کام کے لیے کی گئی تھی۔ اسلام نے اسے مزید مضبوط بنا دیا۔ (البتہ ناحق میں بھی ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کو اسلام نے ختم کر دیا)۔

بَابُ بَقَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَقَاءُ أَصْحَابِهِ بَقَاءٌ لِلْأُمَّةِ

حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کا وجود امت کی بقاء کا ضامن ہے

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

٦٤٦١ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ أَبَانَ، كُلُّهُمْ عَنْ حُسَيْنٍ، قَالَ: أَبُو بَكْرٍ، حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ، عَنْ مُجَمِّعِ بْنِ يَحْيَى، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: صَلَّيْنَا الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قُلْنَا: لَوْ جَلَسْنَا حَتَّى نُصَلِّيَ مَعَهُ الْعِشَاءَ قَالَ فَجَلَسْنَا، فَخَرَجَ عَلَيْنَا، فَقَالَ: مَا زِلْتُمْ هَاهُنَا؟ قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّيْنَا مَعَكَ الْمَغْرِبَ، ثُمَّ قُلْنَا: نَجْلِسُ حَتَّى نُصَلِّيَ مَعَكَ الْعِشَاءَ، قَالَ أَحْسَنْتُمْ أَوْ أَصَبْتُمْ قَالَ فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ، وَكَانَ كَثِيرًا مِمَّا يَرْفَعُ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ، فَقَالَ: النُّجُومُ أَمَنَةٌ لِلسَّمَاءِ، فَإِذَا ذَهَبَتِ النُّجُومُ أَتَى السَّمَاءَ مَا تُوعَدُ، وَأَنَا أَمَنَةٌ لِأَصْحَابِي، فَإِذَا ذَهَبْتُ أَتَى أَصْحَابِي مَا يُوعَدُونَ، وَأَصْحَابِي أَمَنَةٌ لِأُمَّتِي، فَإِذَا ذَهَبَ أَصْحَابِي أَتَى أُمَّتِي مَا يُوعَدُونَ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار ہم نے مغرب کی نماز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھی۔ پھر ہم نے کہا کہ اگر ہم عشاء کی نماز آپ کے ساتھ پڑھنے کے لیے بیٹھ جائیں (تو اچھا ہو) چنانچہ ہم بیٹھ گئے پھر رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا: ''تم مستقل یہاں بیٹھے ہو؟ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے آپ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی پھر ہم نے کہا کہ ہم یہیں بیٹھتے ہیں تاکہ عشاء کی نماز بھی آپ کے ساتھ پڑھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے اچھا کیا یا فرمایا ٹھیک کیا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور آپ اکثر آسمان کی طرف سر اٹھاتے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''ستارے آسمان کی بقا کی علامت ہیں''۔ جب ستارے سارے ختم ہو جائیں گے تو آسمان پر وہ چیز آجائے گی جس کا اس سے وعدہ ہے یعنی قیامت اور میں اپنے صحابہ کے لیے بقا کا ضامن ہوں۔ جب میں چلا جاؤں گا (دنیا سے) تو میرے صحابہ پر وہ چیز آجائے گی جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے (یعنی فتنہ وفساد وغیرہ) اور میرے صحابہ، میری امت کی بقاء کا ذریعہ ہیں۔ جب میرے صحابہ چلے جائیں گے تو میری امت پر وہ حالت آئے گی جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے (یعنی بدعات کا ظہور، فتنے اور مختلف قسم کے مصائب وآفات)۔

تشریح:

"مایوعدون" یعنی جب میرا وجود نہ رہا تو میرے صحابہ پر فتنوں کا دور شروع ہو جائے گا ارتداد کا فتنہ سر اٹھائے گا آپس کی جنگوں کا میدان گرم ہو جائے گا یہ پیشگوئی تھی جو سچی ثابت ہوگئی اسی طرح میرے صحابہ کا وجود جب امت سے ختم ہو جائے گا تو امت پر فتنوں کا دور شروع ہو جائے گا مثلاً بدعات شروع ہو جائیں گی قرن الشیطان کا ظہور ہوگا رومیوں کا غلبہ ہو جائے گا مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کی ناقدری اور بے حرمتی ہو جائے گی بہر حال صحابہ اس امت کے لیے بڑے امن کی علامت تھے، شیعہ روافض پر اللہ تعالیٰ کی کروڑوں لعنتیں ہوں۔

بَابُ فَضْلِ الصَّحَابَةِ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ

صحابہ کرام پھر تابعین اور تبع تابعین کی فضیلت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے بارہ احادیث کو بیان کیا ہے

٦٤٦٢ ـ حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، قَالَ: سَمِعَ عَمْرٌو جَابِرًا، يُخْبِرُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ، يَغْزُو فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ، فَيُقَالُ لَهُمْ: فِيكُمْ مَنْ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ، ثُمَّ يَغْزُو فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ، فَيُقَالُ لَهُمْ: فِيكُمْ مَنْ رَأَى مَنْ صَحِبَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ، ثُمَّ يَغْزُو فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ، فَيُقَالُ لَهُمْ: هَلْ فِيكُمْ مَنْ رَأَى مَنْ صَحِبَ مَنْ صَحِبَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمیوں کے گروہ جہاد کریں گے۔ ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہو؟ تو وہ کہیں گے ہاں۔ تو انہیں فتح عطا ہوگی۔ پھر لوگوں کے کچھ گروہ جہاد کریں گے تو ان سے کہا جائے گا کہ کیا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے صحابی کی صحبت اٹھائی ہو۔ وہ کہیں گے ہاں۔ تو ان کو بھی فتح نصیب ہوگی۔ پھر لوگوں کے کچھ گروہ جہاد کریں گے۔ ان سے کہا جائے گا کہ کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی صحبت اٹھانے والے (تابعین) کی زیارت کی ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہاں۔ چنانچہ انہیں بھی فتح ہو جائے گی۔

٦٤٦٣ - حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: زَعَمَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ، يُبْعَثُ مِنْهُمُ الْبَعْثُ فَيَقُولُونَ: انْظُرُوا هَلْ تَجِدُونَ فِيكُمْ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَيُوجَدُ الرَّجُلُ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ بِهِ، ثُمَّ يُبْعَثُ الْبَعْثُ الثَّانِي فَيَقُولُونَ: هَلْ فِيهِمْ مَنْ رَأَى أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَيُفْتَحُ لَهُمْ بِهِ، ثُمَّ يُبْعَثُ الْبَعْثُ الثَّالِثُ فَيُقَالُ: انْظُرُوا هَلْ تَرَوْنَ فِيهِمْ مَنْ رَأَى مَنْ رَأَى أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ ثُمَّ يَكُونُ الْبَعْثُ الرَّابِعُ فَيُقَالُ: انْظُرُوا هَلْ تَرَوْنَ فِيهِمْ أَحَدًا رَأَى مَنْ رَأَى أَحَدًا رَأَى أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَيُوجَدُ الرَّجُلُ فَيُفْتَحُ لَهُمْ بِهِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ جس میں ایک جماعت جہاد پر بھیجی جائے گی تو لوگ کہیں گے کہ دیکھو کیا تمہارے اندر نبی ﷺ کے صحابہ میں سے کوئی صحابی ہے؟ تو ایک صحابی پایا جائے گا جس کی وجہ سے ان لوگوں کو فتح حاصل ہوگی پھر ایک دوسری جماعت جہاد پر بھیجی جائے گی تو لوگ کہیں گے کیا ان میں سے کوئی ہے کہ جس نے نبی ﷺ کے صحابہ (یعنی تابعی) کو دیکھا ہو تو پھر اس کی وجہ سے ان کو فتح حاصل ہوگی پھر ایک تیسری جماعت جہاد پر بھیجی جائے گی تو کہا جائے گا کہ دیکھو کیا تمہارے اندر کوئی ایسا آدمی ہے کہ جس نے نبی ﷺ کے صحابہ کو دیکھنے والوں کو دیکھا ہے (یعنی تبع تابعی) اور ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ جس میں ایک چوتھی جماعت جہاد پر بھیجی جائے گی تو ان سے کہا جائے گا کہ دیکھو کیا تمہارے اندر کوئی ایسا آدمی ہے کہ جس نے نبی ﷺ کے صحابہ کو دیکھنے والوں کے دیکھنے والوں کو دیکھا ہے (یعنی تبع تابعی کو دیکھنے والا) تو ان میں سے ایک ایسا آدمی بھی ہوگا جس کی وجہ سے ان کو فتح حاصل ہوگی۔

تشریح:

''فـئـام'' فا پر زیر ہے ہمزہ پر زبر ہے انسانوں کی بڑی جماعت کو کہتے ہیں۔ اس باب کی پہلی حدیث میں دور صحابہ پھر دور تابعین پھر دور تبع تابعین کی برکت وفضیلت کا بیان ہے اس کے بعد عموماً اہل خیر نادر ہو جائیں گے اس لیے ان کا ذکر نہیں کیا گیا لیکن زیر بحث حدیث میں چار طبقات کا ذکر ہے۔

''البـعـث'' یہ فوجی دستے کو کہتے ہیں جو دشمن کی طرف جنگ کے لیے روانہ کیا جاتا ہے، ان دونوں روایتوں میں اتنا فرق ہے کہ پہلی روایت میں تین قرنوں کا ذکر ہے اور دوسری روایت میں چوتھے قرن کا ذکر بھی ہے مگر یاد رہے کہ اس میں خیر و برکت نادر کے

درجہ میں تھی اس لیے پہلی روایت میں تین قرنوں کے بیان پر اکتفا کیا گیا ہے اور اس نادر کو ذکر نہیں کیا جو زیادہ واضح ہے۔

٦٤٦٤ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبِيدَةَ السَّلْمَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَيْرُ أُمَّتِي الْقَرْنُ الَّذِينَ يَلُونِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِينَهُ وَيَمِينُهُ شَهَادَتَهُ لَمْ يَذْكُرْ هَنَّادٌ الْقَرْنَ فِي حَدِيثِهِ، وَقَالَ قُتَيْبَةُ: ثُمَّ يَجِيءُ أَقْوَامٌ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میری امت کے بہترین لوگ وہ ہیں جو میرے زمانہ کے ہیں (یعنی صحابہ کرام) پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے متصل ہیں (یعنی تابعین کرام) پھر وہ لوگ جو ان کے متصل ہیں (تبع تابعین) پھر وہ لوگ آ جائیں گے جن کی گواہی قسم سے بڑھ جائے گی اور قسم گواہی سے بڑھ جائے گی''۔

تشریح:

''القرن'' مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اس حدیث کے ضمن میں اس باب کی پوری احادیث پر بحث ہو جائے اگرچہ یہ تشریح آگے عمران بن حصین کی روایت کے ساتھ وابستہ ہے،

''قرنی'' قرن عہد یا زمانہ کو کہتے ہیں قرن کی مقدار بعض علماء کے نزدیک چالیس سال ہے، بعض نے اسی سال بتائی ہے، بعض نے سو سال بتائی ہے مگر بعض علماء کا خیال ہے کہ قرن میں کوئی تحدید و تعین نہیں ہے بلکہ ایک دور کا نام قرن ہے تو آنحضرت ﷺ کے قرن سے مراد وہ زمانہ ہے جس میں آخری صحابی موجود تھا وہ ۱۲۰ ہجری تک کا عہد ہے، اس کے بعد دوسرا قرن تابعین کا تھا جو ۱۲۰ ہجری سے شروع ہو کر ۱۷۰ھ تک کے عرصہ پر مشتمل تھا، پھر تیسرا قرن تبع تابعین کا تھا جو ۱۷۰ھ سے شروع ہو کر ۲۲۰ھ تک کے عرصہ پر مشتمل تھا، اس تیسرے قرن کے بعد عمومی خیر و برکت کا زمانہ چلا گیا اور بدعتوں اور بدعقیدگی کا دور شروع ہو گیا اس میں خوارج و معتزلہ کا زور ہو گیا، عقل پرستوں کا زور ہو گیا اور باطل فلسفوں نے دنیائے اسلام کو گھیر لیا، خیر کا نام برائے نام رہ گیا، جھوٹے لوگ پیدا ہو گئے اور پیٹ پرست لوگوں نے دین کو مسخ کر کے رکھ دیا۔

''یشھدون'' یعنی گواہی کے لیے بلائے بغیر دوڑ کر آئیں گے اس جملہ پر اعتراض ہے کہ ایک حدیث میں از خود گواہی کے لیے پیش ہونے والے شخص کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے اور یہاں مذمت ہے کہ یہ کھلا تعارض ہے؟۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کسی کا حق ڈوب رہا ہے اور ایک شخص کے پاس سچی گواہی ہے وہ آ کر گواہی دیتا ہے جس سے غریب کا حق ضائع ہونے سے بچ جاتا

ہے اس طرح کی گواہی کی تو تعریف کی گئی ہے لیکن جو گواہ جھوٹی گواہی دیتا ہے اور کسی حقدار کا حق ضائع کرتا ہے تو اس کے لیے یہی وعید ہے جو زیر بحث حدیث میں ہے۔

''السمانة'' موٹاپے کو سمانہ کہا گیا ہے اس سے عیش وتنعم اور سستی ومستی کی زندگی مراد ہے ایک فربہی اور موٹاپا خلقی اور طبعی ہوتا ہے وہ مذموم نہیں ہے دوسرا موٹاپا ناز وتنعم اور عیش وعشرت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے یہاں یہی موٹاپا مراد ہے جس سے آدمی سستی کا شکار ہوجاتا ہے، حماقت وبلادت کی لپیٹ میں آجاتا ہے، اسی طرح کے موٹاپے کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے ایک یہودی عالم سے فرمایا ان الله يبغض الحبر السمين اللہ تعالیٰ موٹے مولوی کو پسند نہیں کرتا، بہرحال موٹاپا قیامت کی علامات میں سے ایک علامت ہے، آج کل علماء بھی اس کا شکار ہیں، تبلیغ والے بھی اس کی زد میں ہیں، عوام الناس بھی اس مرض میں مبتلا ہیں، عرب دنیا پر اس تباہی کا بڑا حملہ ہوا ہے۔ ''ینھوننا'' یعنی ہمارے بڑے ہم کو گواہی اور عہد کرنے سے روکتے تھے کہ یہ خطرناک چیزیں ہیں تم اس میں نقصان کرلو گے لہٰذا عادت ہی نہ بناؤ۔

٦٤٦٥ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا وقَالَ عُثْمَانُ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبِيدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ قَالَ: قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ تَبْدُرُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِينَهُ، وَتَبْدُرُ يَمِينُهُ شَهَادَتَهُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ: كَانُوا يَنْهَوْنَنَا، وَنَحْنُ غِلْمَانٌ، عَنِ الْعَهْدِ وَالشَّهَادَاتِ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سب سے بہترین کون ہیں؟ فرمایا کہ: ''میرے زمانے کے لوگ۔ پھر ان سے متصل اور پھر ان سے متصل لوگ۔ پھر اس کے بعد ایسی قوم آئے گی کہ ان میں سے کسی کی گواہی اس کی قسم سے جلدی کرے گی اور قسم گواہی پر جلدی کرے گی''۔ حضرت ابراہیم کہتے ہیں کہ ہم کم عمر لڑکے تھے تو ہمیں لوگ منع کرتے تھے قسم اور گواہی ساتھ ساتھ کرنے سے۔

٦٤٦٦ـ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، كِلَاهُمَا عَنْ مَنْصُورٍ، بِإِسْنَادِ أَبِي الْأَحْوَصِ، وَجَرِيرٍ بِمَعْنَى حَدِيثِهِمَا: وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا: سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ

حضرت منصور ابوالاحوص اور حضرت جریر کی سند کے ساتھ روایت نقل کرتے ہیں لیکن ان دونوں روایتوں میں یہ نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا۔

۶۴۶۷۔ وحَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ السَّمَّانُ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبِيدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ فَلَا أَدْرِي فِي الثَّالِثَةِ أَوْ فِي الرَّابِعَةِ قَالَ: ثُمَّ يَتَخَلَّفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ، تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِينَهُ، وَيَمِينُهُ شَهَادَتَهُ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں میں سب سے بہترین میرے زمانہ کے لوگ (صحابہ) ہیں۔ پھر وہ جو ان کے بعد والے ہیں، پھر وہ جو ان کے بعد ہیں۔ (راوی فرماتے ہیں کہ) میں نہیں جانتا آپ نے تیسری مرتبہ فرمایا یا چوتھی بار میں کہ پھر ان کے بعد وہ لوگ ہوں گے جن میں سے کسی کی گواہی اس کی قسم سے پہلے ہوگی اور قسم گواہی سے پہلے۔

۶۴۶۸۔ حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، ح وحَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ سَالِمٍ، أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَيْرُ أُمَّتِي الْقَرْنُ الَّذِينَ بُعِثْتُ فِيهِمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ وَاللَّهُ أَعْلَمُ أَذَكَرَ الثَّالِثَ أَمْ لَا، قَالَ: ثُمَّ يَخْلُفُ قَوْمٌ يُحِبُّونَ السَّمَانَةَ، يَشْهَدُونَ قَبْلَ أَنْ يُسْتَشْهَدُوا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”میری امت کے بہترین لوگ وہ ہیں جو اس زمانہ کے ہیں جس میں مجھے مبعوث کیا گیا۔ پھر وہ لوگ ہیں جو ان سے متصل ہیں اور اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ آپ نے تیسرے کا بھی ذکر فرمایا یا نہیں۔ اور فرمایا کہ بعد ازاں وہ لوگ ہوں گے جو موٹاپے کو پسند کریں گے اور گواہی دیں گے قبل اس کے کہ ان سے گواہی لی جائے“۔

۶۴۶۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، ح وحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، ح وحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ، حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، كِلَاهُمَا، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، مِثْلَهُ. غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ شُعْبَةَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَلَا أَدْرِي مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً

حضرت ابوبشر سے اس سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے سوائے اس کے کہ حضرت شعبہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ نے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ آپ ﷺ نے دوسرے نمبر پر فرمایا یا تیسرے نمبر پر۔

۶۴۷۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، جَمِيعًا عَنْ غُنْدَرٍ، قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، سَمِعْتُ أَبَا جَمْرَةَ، حَدَّثَنِي زَهْدَمُ بْنُ مُضَرِّبٍ، سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ يُحَدِّثُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ خَيْرَكُمْ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ قَالَ عِمْرَانُ: فَلَا أَدْرِي أَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ قَرْنِهِ، مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً ثُمَّ يَكُونُ بَعْدَهُمْ قَوْمٌ يَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ، وَيَخُونُونَ وَلَا يُؤْتَمَنُونَ، وَيَنْذِرُونَ وَلَا يُوفُونَ، وَيَظْهَرُ فِيهِمُ السِّمَنُ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے بہترین میرے زمانہ کے لوگ ہیں۔ پھر وہ جو ان کے بعد، پھر وہ جو ان کے بعد ہوں پھر وہ جو ان کے بعد ہوں''۔ عمرانؓ کہتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے زمانہ کے بعد دو بار کہا یا تین بار۔ پھر فرمایا کہ: بعد ازاں وہ لوگ ہوں گے جو گواہی چاہے جانے سے قبل گواہی دیں گے۔ خیانت کریں گے دیانت داری نہیں کریں گے۔ نذر مانیں گے لیکن پوری نہیں کریں گے اور ان میں موٹاپا پھیلے گا۔

۶۴۷۱۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ، حَدَّثَنَا بَهْزٌ، ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا شَبَابَةُ، كُلُّهُمْ، عَنْ شُعْبَةَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَفِي حَدِيثِهِمْ: قَالَ: لَا أَدْرِي أَذَكَرَ بَعْدَ قَرْنِهِ قَرْنَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً، وَفِي حَدِيثِ شَبَابَةَ قَالَ: سَمِعْتُ زَهْدَمَ بْنَ مُضَرِّبٍ، وَجَائَنِي فِي حَاجَةٍ عَلَى فَرَسٍ، فَحَدَّثَنِي أَنَّهُ سَمِعَ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ، وَفِي حَدِيثِ يَحْيَى، وَشَبَابَةَ يَنْذُرُونَ وَلَا يَفُونَ وَفِي حَدِيثِ بَهْزٍ يُوفُونَ كَمَا قَالَ ابْنُ جَعْفَرٍ.

حضرت شعبہ رضی اللہ عنہ سے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت نقل کی گئی ہے اور ان ساری روایات میں یہ ہے کہ میں نہیں جانتا کہ آپ ﷺ نے اپنے زمانہ کے بعد دو زمانوں یا تین زمانوں کا ذکر فرمایا اور حضرت سبابہ کی روایت میں ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے زہدم بن مضرب سے سنا اور وہ میرے پاس گھوڑے پر اپنی کسی ضرورت کے لیے آئے تھے انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت عمران بن حصین سے سنا اور حضرت یحییٰ وشبابہ کی روایت میں ینذرون ولا یفون کے الفاظ ہیں اور حضرت بہز کی روایت میں یوفون ہے جیسا کہ ابن جعفر نے کہا۔

۶۴۷۲۔ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْأُمَوِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، ح وَحَدَّثَنَا

مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، كِلَاهُمَا عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِهَذَا الْحَدِيثِ خَيْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ الْقَرْنُ الَّذِينَ بُعِثْتُ فِيهِمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ زَادَ فِي حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ، قَالَ: وَاللّٰهُ أَعْلَمُ، أَذَكَرَ الثَّالِثَ أَمْ لَا، بِمِثْلِ حَدِيثِ زَهْدَمٍ، عَنْ عِمْرَانَ، وَزَادَ فِي حَدِيثِ هِشَامٍ، عَنْ قَتَادَةَ وَيَحْلِفُونَ وَلَا يُسْتَحْلَفُونَ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے یہی مذکورہ حدیث نقل کرتے ہیں (جس میں آپ ﷺ نے فرمایا) اس امت کے بہترین لوگ اس زمانہ کے ہیں جس زمانہ میں مجھ کو بھیجا گیا ہے پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے۔ حضرت ابوعوانہ کی روایت کردہ حدیث میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے کہ آپ ﷺ نے تیسرے زمانہ کا بھی ذکر فرمایا یا نہیں اور حضرت ہشام عن قتادہ کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ وہ لوگ قسمیں کھائیں گے حالانکہ ان سے قسم نہیں مانگی جائے گی۔

٦٤٧٣ ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَشُجَاعُ بْنُ مَخْلَدٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ وَهُوَ ابْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنِ السُّدِّيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَهِيِّ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ قَالَ: الْقَرْنُ الَّذِي أَنَا فِيهِ، ثُمَّ الثَّانِي، ثُمَّ الثَّالِثُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ سب لوگوں میں بہتر کون ہیں؟ فرمایا: ''وہ زمانہ جس میں میں ہوں پھر دوسرا پھر تیسرا''۔

بَابُ قَوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَأْتِي مِائَةُ سَنَةٍ، وَعَلَى الْأَرْضِ نَفْسٌ مَنْفُوسَةٌ الْيَوْمَ

پہلی صدی کے اخیر تک کسی کے باقی نہ رہنے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے آٹھ احادیث کو بیان کیا ہے

٦٤٧٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ: مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا، وقَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ سُلَيْمَانَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ، صَلَاةَ الْعِشَاءِ، فِي آخِرِ حَيَاتِهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ فَقَالَ: أَرَأَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هَذِهِ؟ فَإِنَّ عَلَى رَأْسِ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْهَا لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَوَهَلَ النَّاسُ فِي مَقَالَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ، فِيمَا يَتَحَدَّثُونَ مِنْ

هَـٰذِهِ الْأَحَـادِيـثِ، عَـنْ مِائَةِ سَنَةٍ، وَإِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ يُرِيدُ بِذَلِكَ أَنْ يَنْخَرِمَ ذَلِكَ الْقَرْنُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات کے اخیر دنوں میں عشاء کی نماز ہمارے ساتھ پڑھی۔ جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ''کیا تم نے اپنی اس رات کو دیکھا۔ اس رات سے سو برس کے اختتام پر روئے زمین پر کوئی وہ شخص باقی نہیں رہے گا (جو ابھی موجود ہے) ابن عمر فرماتے ہیں کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کے بیان کرنے میں غلطی کی جو یہ بیان کرتے ہیں ان احادیث کی بناء پر کہ سو برس کے بعد کوئی نہیں رہے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے تو یہ ارشاد فرمایا کہ: جو آج روئے زمین پر موجود ہیں ان میں سے کوئی نہ رہے گا اور مقصد آپ کا یہ تھا کہ صدی پوری گزر جائے گی۔

تشریح:

''ارئیتکم'' ای اعَلِمتُمْ لیلتکم هذه یعنی اس رات کو جانتے ہو مجھے ذرا بتلاؤ اور اس کو یاد رکھو کہ آج کی رات کے بعد زمین کے سطح پر جو انسان موجود ہوں گے وہ سو سال کے اندر اندر مر جائیں گے کوئی بھی اس سے تجاوز نہیں کر سکے گا ''فوهل الناس'' یہ ضرب یضرب سے ہے غلط خیال کو کہتے ہیں یعنی لوگوں کا غلط خیال اس طرف گیا کہ سو سال کے بعد قیامت آجائے گی حالانکہ یہ قیامت کی بات نہیں ہے بلکہ یہ ایک قرن کے ختم ہونے کی طرف اشارہ ہے کہ اس قرن کے لوگ جو آج زندہ ہیں سو سال کے بعد کوئی نہیں رہے گا سب مر جائیں گے یہ کلام آنحضرت ﷺ نے اپنی وفات سے تقریباً ایک ماہ پہلے کہی تھی اور یہ ۱۱ھ تھا ایک سو دس ہجری کے بعد کوئی زندہ نہیں رہے گا چنانچہ ابو طفیل صحابی ایک سو دس میں انتقال کر گئے اور اس قرن کے لوگ ختم ہو گئے، خلاصہ یہ کہ آج رات سانس لینے والے جتنے ذی روح انسان زمین پر موجود ہیں سو سال کے بعد زمین کے اندر ہوں گے۔

حضرت خضر علیہ السلام کی حیات و ممات کا بیان

علامہ ابی مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کچھ تھوڑے سے لوگوں نے یہ شاذ قول کیا ہے کہ حضرت خضر کا انتقال ہو چکا ہے انہوں نے اس مذکورہ حدیث سے استدلال کیا ہے لیکن جمہور کا مسلک یہ ہے کہ خضر زندہ ہیں البتہ لوگوں کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں اور خروج دجال تک زندہ رہیں گے۔

حیاۃ خضر پر جانبین سے دلائل

جولوگ حضرت خضر کے انتقال کے قائل ہیں انہوں نے زیر بحث حدیث سے استدلال کیا ہے اور یہ ان کی سب سے مضبوط دلیل ہے امام بخاری نے وفات خضر پر اسی حدیث سے استدلال کیا ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ اگر حضرت خضر زندہ ہوتے تو آنحضرت سے ملاقات کرتے آپ پر ایمان لاتے اور آپ کے ساتھ غزوات میں شریک ہوجاتے۔ تیسری دلیل قرآن کی یہ آیت ہے ﴿وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِکَ الْخُلْدَ ﴾ یعنی دائمی حیات کسی کو حاصل نہیں ہے لہٰذا حضرت خضر کو بھی حاصل نہیں ہے تیسری دلیل وہ حدیث ہے جس میں آیا ہے ''لو کان موسی حیا ما وسعه الا اتباعی''

جمہور کے پاس ایک صحیح حدیث ہے جس میں تصریح تو نہیں ہے لیکن واضح اشارہ موجود ہے وہ روایت آگے ''باب صفة الدجال'' میں موجود ہے جو حدیث ۷۳۶۵ ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:

فیخرج الیه یومئذ رجل هو خیر الناس او من خیر الناس فیقول له اشهد انک الدجال الذی حدثنا رسول الله ﷺ حدیثه : قال ابو اسحق یقال ان هذا الرجل هو الخضر (رواہ مسلم ج۲ ص۴۰۳)

یہ ان حضرات کی مضبوط دلیل ہے اور صحیح تر حدیث ہے صرف اس میں صراحت کے ساتھ نام کا ذکر نہیں ہے لیکن ابو اسحٰق نے اس کی تصریح کردی ہے علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں وهذا تصریح لحیاة الخضر وهو الصحیح (نووی)

جمہور کی دوسری دلیل بیہقی کی روایت ہے جو انہوں نے دلائل النبوۃ میں ذکر کی ہے جو آنحضرت کی وفات سے متعلق لمبی حدیث ہے اس کے چند الفاظ یہ ہیں سمعوا صوتا من ناحیة البیت السلام علیکم اهل البیت ان فی الله عزاء من کل مصیبة الخ فقال علی اتدرون من هذا؟ هو الخضر علیه السلام (رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ بحوالہ مشکوۃ)

قال الطیبی فیه دلالة بینة علی ان الخضر موجود (بحوالہ مرقات ج۱۰ ص:۳۲۵)

جمہور کی تیسری دلیل وہ واقعات اور مشاہدات ہیں جو مختلف صوفیاء کرام اور علماء وصلحاء سے حیات خضر پر منقول ہیں علامہ ابی مالکیؒ نے شرح مسلم میں حیات خضر پر بہت کچھ نقل کیا ہے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں ایک روایت نقل فرمائی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں ''قال رباح بن عبیدة رحمة الله علیه رئیت رجلا یماشی عمر بن عبدالعزیز معتمداً علی یدیه فلما انصرف قلت له من الرجل؟ قال رئیته ؟ قلت نعم قال احسبک رجلا صالحاً ذاک اخی الخضر بشرنی انی سأولی واعدل (فتح الباری ج۶ ص:۴۳۵)

ترجمہ: رباح بن عبد کہتے ہیں کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ چلتے ہوئے ایک شخص کو دیکھا میں نے عمر بن عبدالعزیز سے واپسی پر پوچھا یہ آدمی کون تھا اس نے کہا کیا تم نے اس کو دیکھ لیا میں نے کہا جی ہاں! اس نے کہا تو نیک آدمی ہو یہ تو میرا بھائی خضر تھا اس نے مجھے بشارت دی کہ میں عن قریب عادل بادشاہ بنوں گا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے الاصابہ میں بہت زیادہ تفصیل سے مدلل طور پر حیات خضر کو ثابت کیا ہے۔

جواب: علماء اور عام صوفیاء کرام حیات خضر کے منکرین کے استدلالات کا یہ جواب دیتے ہیں کہ حضرت خضر کا تعلق غیبی نظام سے ہے وہ رجال الغیب میں سے ہیں ان کا تعلق تکوینی نظام سے ہے "قال الثعلبی ھو نبی معمر محجوب عن اکثر الناس" بہرحال حضرت خضر علیہ السلام پر ظاہری نظام اور ظاہری شریعت نافذ نہیں ہو سکتی ہے زیر بحث حدیث سے وہ مستثنیٰ ہیں یا تو وہ زمین کے بجائے سمندر پر موجود تھے یا زمین سے ارض حجاز مراد ہے ساری دنیا کی زمین مراد نہیں ہے اگر کسی اور زمین پر وہ موجود ہوں تو اس میں کیا استبعاد ہے سارے لوگ مر گئے اگر حضرت خضر زندہ ہوں تو کیا پریشانی ہے باقی اگر وہ نبی اکرم سے ملے ہوں تو کس کو معلوم ہے کہ نہیں ملے تھے۔ ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ چار انبیاء کرام اس وقت زندہ ہیں دو آسمانوں میں ہیں یعنی حضرت عیسیٰ اور حضرت ادریس علیہما السلام اور دو زمین پر زندہ ہیں ایک حضرت خضر اور دوسرے حضرت الیاس علیہما السلام ہیں۔

"نقص العمر" یعنی سو سال کا ذکر عمر کے گھٹنے اور کم ہونے کی طرف اشارہ ہے اس سے قیامت کا آنا مراد نہیں ہے پہلے زمانہ میں عمریں زیادہ ہوتی تھیں۔

٦٤٧٥ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، وَرَوَاهُ اللَّيْثُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ خَالِدِ بْنِ مُسَافِرٍ، كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ، بِإِسْنَادِ مَعْمَرٍ كَمِثْلِ حَدِيثِهِ

حضرت زہری سے حضرت معمر کی سند کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث ہی کی مثل حدیث مبارکہ روایت کی گئی ہے۔

٦٤٧٦ - حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ بِشَهْرٍ: تَسْأَلُونِي عَنِ السَّاعَةِ؟، وَإِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ، وَأُقْسِمُ بِاللَّهِ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ تَأْتِي عَلَيْهَا مِائَةُ سَنَةٍ

حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی وفات سے ایک ماہ قبل یہ فرماتے سنا کہ: تم لوگ مجھ سے قیامت کے متعلق دریافت کیا کرتے ہو جب کہ اس کا علم اللہ ہی کو ہے اور میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں

کہ روئے زمین پر جو بھی ذی نفس (آج موجود ہے) ایسا نہیں کہ اس پر سو برس پورے ہوں (اور وہ زندہ رہے)

٦٤٧٧ـ حَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يَذْكُرْ: قَبْلَ مَوْتِهِ بِشَهْرٍ

حضرت ابن جریج اس سند کے ساتھ (سابقہ) روایت ہی بیان فرماتے ہیں لیکن اس روایت میں آپ ﷺ کی وفات سے ایک ماہ پہلے کا ذکر نہیں ہے۔

٦٤٧٨ـ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، كِلَاهُمَا عَنِ الْمُعْتَمِرِ، قَالَ ابْنُ حَبِيبٍ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، حَدَّثَنَا أَبُو نَضْرَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ ذَلِكَ قَبْلَ مَوْتِهِ بِشَهْرٍ أَوْ نَحْوِ ذَلِكَ: مَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ الْيَوْمَ، تَأْتِي عَلَيْهَا مِائَةُ سَنَةٍ، وَهِيَ حَيَّةٌ يَوْمَئِذٍ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، صَاحِبِ السِّقَايَةِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِمِثْلِ ذَلِكَ. وَفَسَّرَهَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ: نَقْصُ الْعُمُرِ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی وفات سے تقریباً ایک ماہ قبل فرمایا: آج کے دن کوئی آدمی ذی نفس جو موجود ہے ایسا نہیں کہ سو برس اس پر پورے ہوں اور وہ زندہ رہے اس وقت تک''۔
حضرت عبدالرحمٰن نے اس کی تفسیر یہ کی کہ عمریں گھٹ جائیں گی۔

٦٤٧٩ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ، بِالْإِسْنَادَيْنِ جَمِيعًا، مِثْلَهُ

حضرت سلیمان تیمی سے دونوں سندوں کے ساتھ مذکورہ حدیث کی روایت نقل کی گئی ہے۔

٦٤٨٠ـ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ، عَنْ دَاوُدَ وَاللَّفْظُ لَهُ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ، عَنْ دَاوُدَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: لَمَّا رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تَبُوكَ، سَأَلُوهُ عَنِ السَّاعَةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَأْتِي مِائَةُ سَنَةٍ، وَعَلَى الْأَرْضِ نَفْسٌ مَنْفُوسَةٌ الْيَوْمَ

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو لوگوں نے آپ سے قیامت کے متعلق دریافت کیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''آج کے دن

روئے زمین پر موجود کوئی ذی نفس سو برس گزرنے پر موجود نہیں رہے گا۔

۶۴۸۱۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ، تَبْلُغُ مِائَةَ سَنَةٍ فَقَالَ سَالِمٌ: تَذَاكَرْنَا ذٰلِكَ عِنْدَهُ، إِنَّمَا هِيَ كُلُّ نَفْسٍ مَخْلُوقَةٍ يَوْمَئِذٍ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کوئی ذی نفس ایسا نہیں جو سو برس تک پہنچ جائے''۔ حضرت سالم کہتے ہیں کہ ہم جابر کے سامنے اس کا ذکر کر رہے تھے کہ اس سے مراد ہر وہ شخص ہے جو اس وقت پیدا ہو چکا تھا۔

تشریح:

''عن الساعة'' یعنی جب آنحضرت ﷺ سے قیامت کے بارے میں پوچھا جاتا تو آپ جواب میں فرماتے کہ آج کے بعد سو سال پورے ہونے پر کوئی نفس باقی نہیں رہے گا علماء لکھتے ہیں کہ ایک شخصی اور ذاتی قیامت ہے تو وہ وہی ہے کہ انسان کی موت واقع ہو جائے حدیث میں ہے ''مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهُ'' مذکورہ احادیث سے یہی محدود اور شخصی قیامت مراد ہے۔ دوسری قیامت یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے صحابہ کا دور ختم ہو جائے مذکورہ احادیث سے یہ قیامت بھی مراد ہو سکتی ہے۔ تیسری قیامت زمین اور آسمان اور کائنات کی موت اور ٹوٹ پھوٹ ہے ان احادیث میں وہ قیامت مراد نہیں ہے چنانچہ ان احادیث کے بعض راوی تصریح کرتے ہیں کہ اس سے عمروں کا گھٹنا مراد ہے۔

بَابُ تَحْرِيمِ سَبِّ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

صحابہ کرام کو گالی دینا حرام ہے

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

فضائل صحابہ کی ابتداء میں صحابہ سے متعلق اہم اشیاء کا ذکر ہو چکا ہے یہاں مختصر انداز سے صحابہ کی شان میں گستاخی کرنے والوں سے متعلق کچھ لکھنا چاہتا ہوں چونکہ صحابہ اولاد آدم میں انبیاء کے بعد سب سے افضل مخلوق ہیں اللہ تعالیٰ نے انسانیت کا خلاصہ نکال کر صحابہ کو پیدا فرمایا اور نبی اکرم کی معیت میں دیدیا دین اسلام کی سربلندی کے لیے انہوں نے بڑی قربانیاں دیں دنیا کے کونے کونے میں ان کے شہید موجود ہیں صحابہ ہمارے قرآن کے گواہ ہیں صحابہ کرام ہمارے ایمان کے گواہ ہیں ہمارے کلمہ کے

گواہ ہیں ہمارے دین کے گواہ ہیں۔ان کے ذریعہ سے ہم تک قرآن پہنچا ہے اسلام پہنچا ہے، احادیث پہنچی ہیں، یہ دین اسلام کی مقدس ہستیاں ہیں ان کی ایذاء سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء پہنچتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذاء سے اللہ تعالیٰ کو ایذاء پہنچتی ہے صحابہ کے بارے میں عقل کے گھوڑے دوڑانا خطرناک بات ہے

نہ ہرجائے مرکب تواں تاختن ☆ کہ جاہ ہا سپر باید انداختن

یعنی ہر جگہ سواری دوڑانا مناسب نہیں ہے کیونکہ بہت مقامات ایسے ہیں جہاں ہتھیار پھینکنے پڑتے ہیں۔

صحابہ کرام کو گالی دینے کا حکم

علامہ ابی مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کی تنقیص اور ان کو گالی دینے کے بارے میں علماء کی آراء مختلف ہیں امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے کہا کہ صحابہ گمراہ ہوگئے تھے یا انہوں نے کفر اختیار کیا تو ایسے شخص کو قتل کیا جائے گا ایسے شخص کے کافر ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں ہے کیونکہ اس شخص نے ضروریات دین کو جھٹلا دیا اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی۔اور جس شخص نے صحابہ میں سے کسی پر بہتان باندھا تو اس کو سخت سزا دی جائے گی ہاں اگر حضرت عائشہ پر بہتان کا قائل ہو گیا تو اس کو قتل کیا جائے گا کیونکہ اس نے قرآن کی صریح آیات کو جھٹلا دیا (کذا فی الابی ج ۸ ص:۴۶۶)

حضرات مالکیہ کے علاوہ جمہور علماء کا یہ مسلک ہے کہ کسی صحابی کو گالی دینا حرام ہے اور یہ بدترین کبائر میں سے ہے قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ کسی صحابی کو گالی دینا کبائر معاصی میں سے ہے، جمہور کا مسلک یہ ہے کہ ایسے شخص کو سخت تعزیر اور سزا دی جائے گی البتہ امام مالک اس کے قتل کرنے کے قائل ہیں اور بعض مالکیہ کا بھی یہی مسلک ہے (نووی)

"مد احدهم" ایک کلو اور سیر کو کہتے ہیں "ولا نصيفه" آدھے سیر کو کہتے ہیں اس حدیث سے مطلقا صحابہ کی فضیلت غیر صحابہ پر ثابت ہوتی ہے۔یہ آنے والی حدیث کے الفاظ ہیں۔

٦٤٨٢ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ يَحْيَى: أَخْبَرَنَا، وَقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا، مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلَا نَصِيفَهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میرے صحابہ کو برا مت کہو، میرے صحابہ کو برا

مت کہو، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر تم میں سے کوئی احد کے برابر سونا (اللہ کی راہ میں) خرچ کردے تو بھی صحابہ میں سے کسی کے ایک یا آدھے مد کے برابر بھی نہیں ہوسکتا''۔

٦٤٨٣ ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: كَانَ بَيْنَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، وَبَيْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ شَيْءٌ، فَسَبَّهُ خَالِدٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَا تَسُبُّوا أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِي، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَوْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا، مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلَا نَصِيفَهُ

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے درمیان کچھ نا چاقی تھی۔ حضرت خالد نے عبدالرحمٰن بن عوف کو برا بھلا کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میرے صحابہ میں سے کسی کو برا نہ کہو۔ اور بلاشبہ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر بھی سونا (راہ خدا میں) خرچ کردے تو بھی میرے صحابہ کے ایک یا آدھا د(سیر) خرچ کرنے کے برابر نہیں ہوسکتا''۔

٦٤٨٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، جَمِيعًا عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، بِإِسْنَادِ جَرِيرٍ، وَأَبِي مُعَاوِيَةَ، بِمِثْلِ حَدِيثِهِمَا، وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ شُعْبَةَ، وَوَكِيعٍ، ذِكْرُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ

حضرت اعمش حضرت جریر اور حضرت ابومعاویہ کی سند کے ساتھ مذکورہ بالا دونوں حدیثوں کی طرح روایت نقل کی گئی ہے اور حضرت شعبہ اور حضرت وکیع کی روایت میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور خالد بن ولید کا ذکر نہیں ہے۔

بَابُ فَضَائِلِ أُوَيْسٍ الْقَرَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

٦٤٦٥ ـ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، حَدَّثَنِي سَعِيدٌ الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ، أَنَّ أَهْلَ الْكُوفَةِ وَفَدُوا إِلَى عُمَرَ، وَفِيهِمْ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ يَسْخَرُ بِأُوَيْسٍ، فَقَالَ عُمَرُ: هَلْ هَاهُنَا أَحَدٌ مِنَ الْقَرَنِيِّينَ؟ فَجَاءَ ذَلِكَ الرَّجُلُ فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ: إِنَّ رَجُلًا يَأْتِيكُمْ مِنَ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ أُوَيْسٌ، لَا يَدَعُ بِالْيَمَنِ غَيْرَ أُمٍّ لَهُ، قَدْ

كَانَ بِهِ بَيَاضٌ، فَدَعَا اللهَ فَأَذْهَبَهُ عَنْهُ، إِلَّا مَوْضِعَ الدِّينَارِ أَوِ الدِّرْهَمِ، فَمَنْ لَقِيَهُ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ

حضرت اسیر بن جابر سے روایت ہے کہ کوفہ کے لوگ حضرت عمر کی خدمت میں وفد کی صورت میں حاضر ہوئے۔ ان میں ایک آدمی ایسا تھا جو اویس قرنی کا تمسخر کیا کرتا تھا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ: کیا یہاں پر قرن کا کوئی آدمی ہے؟ وہ آدمی آیا تو حضرت عمرؓ نے اس سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ: ''تمہارے پاس یمن کا ایک شخص آئے گا اسے ''اویس'' کہا جاتا ہوگا۔ وہ یمن میں اپنی ماں کے علاوہ کوئی (عزیز رشتہ دار) نہیں چھوڑے گا۔ اس کے جسم پر برص کے سفید داغ تھے۔ اس نے اللہ سے دعا کی تو اللہ نے اس کا مرض دور کر دیا سوائے ایک دینار یا درہم کے بقدر (وہ باقی ہے) جو کوئی تم میں سے اس سے ملے تو اپنے لیے مغفرت کی دعا کروائے''۔

تشریح:

''یسخر باویس '' چونکہ حضرت اویس مستور الحال اور گمنام شخص تھے اور لوگ اس طرح نہیں تھے یہ غریب بھی تھے پھٹے پرانے کپڑے تھے کوئی جھتا اور جماعت والے بھی نہیں تھے اس لیے وفد کا ایک شخص اس کا مذاق اڑایا کرتا تھا۔

''اویس'' اس کا نام اویس ہے لقب خیر التابعین ہے والد کا نام عامر تھا یمن کے رہنے والے تھے اور مراد قبیلہ سے ان کا تعلق تھا اس قبیلہ کی ایک شاخ کا نام بنو قرن تھا اسی کی طرف قرنی نسبت ہے ابو عمروان کی کنیت تھی مستجاب الدعوات تھے جنگ صفین میں شہید کر دیے گئے (نووی)

''غیر ام له '' یعنی یمن میں اس کے اہل وعیال میں سے اس کا کوئی رشتہ دار نہیں صرف اس کی ایک ماں ہے، اس کی خدمت میں رہتا ہے اس لیے میری زیارت کے لیے نہیں آیا۔ ''بیاض '' یعنی اس کے جسم میں برص کی بیماری تھی، پورا جسم سفید تھا اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تو ایک دینار یا درہم کی جگہ سفید رہ گئی تا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر مد نظر رہے یا اس لیے کہ ان کے تعارف کے لیے نشانی رہ جائے چنانچہ آنحضرت ﷺ کی نشاندہی پر حضرت عمر نے ان کو اسی سفید نشان سے پہچان لیا۔ ''خیر التابعین '' آنحضرت ﷺ نے ان کو تابعین میں سب سے افضل قرار دیا کیونکہ یہ ایسے تابعی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں مسلمان ہو چکے تھے، عذر کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکے نیز علماء لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنا جبہ بطور ہدیہ ان کے لیے بھیجا تھا، علامہ جامی رحمہ اللہ نے اپنے نعتیہ کلام میں فرمایا ہے:

تو جامہ رسانیدی اویس قرنی را ☆ قرنی را قرنی را قرنی را

بعض واعظین علماء اپنے وعظوں میں کہتے ہیں کہ جب اُحد کے میدان میں آنحضرت کے دندان مبارک شہید ہو گئے تو اویس قرنی

نے پتھر لے کر اپنے سامنے کے کئی دانت توڑ ڈالے تا کہ آنحضرت ﷺ سے محبت کا اظہار ہو جائے۔ واللہ اعلم۔
یہ بھی ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اویس قرنی کو ثواب اور فضیلت وعبادت کی وجہ سے افضل تابعین فرمایا ہو اور سعید بن مسیب جو افضل تابعین میں سے ہیں وہ کثرت علم کے اعتبار سے افضل ہوں۔ ''فمروہ'' یعنی اُسے کہنا کہ وہ تمہارے لیے استغفار کرے اور اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگے۔

جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے جمع الجوامع میں اویس بن عامر قرنی سے متعلق بہت کچھ لکھا ہے کچھ چیدہ چیدہ باتیں یہاں نقل کرتا ہوں۔ اس حدیث کے پیش نظر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسلسل اس جستجو اور تلاش میں رہے کہ اویس قرنی سے ملاقات ہو جائے ایک دفعہ حضرت عمر اور اویس قرنی کی ملاقات ہوئی سوال وجواب ہوا، گفتگو اس طرح ہوئی:

حضرت عمر فاروق: کیا تم اویس بن عامر ہو؟ وہ بولے جی ہاں! میں وہی ہوں، حضرت عمر نے پوچھا: کیا تم قبیلہ مراد سے تعلق رکھتے ہو اور قرنی ہو؟ وہ فرمانے لگے ہاں! حضرت عمر نے پوچھا: کیا تم کو برص کا مرض لاحق تھا؟ فرمانے لگے جی ہاں! اس کے بعد حضرت عمر نے آنحضرت ﷺ کی پوری حدیث سنادی جو اویس قرنی سے متعلق تھی جس میں دعا کرانے کی بات تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب دعائے مغفرت کی درخواست کی تو اویس قرنی بولے کہ اے امیر المؤمنین! آپ کیا فرما رہے ہیں؟ مجھ جیسا آدمی آپ کے لیے دعائے مغفرت کرے؟ حضرت عمر نے فرمایا: یقیناً تمہیں میرے لیے دعائے مغفرت کرنی ہے: تب حضرت اویس نے فاروق اعظم کے لیے دعائے مغفرت فرمائی۔ اس کے بعد حضرت عمر نے اویس قرنی سے پوچھا کہ اویس اب بتاؤ! کہاں جانا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا: میں کوفہ جانا چاہتا ہوں۔ حضرت عمر نے پوچھا کیا تمہارے بارے میں کوفہ کے حاکم کو کچھ لکھ دوں؟ حضرت اویس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! مجھے میری گمنامی کے حال پر چھوڑ دیجیے۔

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے حضور اکرم ﷺ نے آواز دی، میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: اے عمر! میری امت میں ایک آدمی ہوگا جس کو اویس کہا جائے گا، تم اس کو دیکھو گے تو خدا یاد آ جائے گا، جب تم ان سے ملو تو ان کو میرا اسلام کہہ دینا اور ان سے اپنے لیے دعائے مغفرت کی درخواست کرنا، وہ اللہ تعالیٰ سے اتنے زیادہ لوگوں کی شفاعت کرے گا جیسے ربیعہ اور مضر کے لوگ ہیں، حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے بعد میں اس شخص کی تلاش میں رہا مگر مجھے عہد نبوی میں یہ شخص نہیں ملا، پھر میں نے صدیق اکبر کی خلافت میں اس شخص کو تلاش کیا مگر مجھے نہیں ملا، پھر جب میرا عہد امارت کا دور آیا تو میں اور تیزی سے اس کو تلاش کرنے لگا یہاں تک کہ دنیا کے مختلف شہروں کے قافلوں سے میں

پوچھا کرتا تھا کہ کیا تم میں کوئی ایسا شخص بھی ہے جس کا نام اویس ہو، قبیلہ مراد سے اس کا تعلق ہو اور قرن کا رہنے والا ہو؟ اسی تلاش کے دوران ایک دفعہ ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ اے امیر المؤمنین! آپ جس شخص کے بارے میں پوچھتے ہو وہ میرا چچازاد بھائی ہے لیکن وہ اس طرح خستہ حال ہے اور اس درجہ کا کم تر اور بے حیثیت آدمی ہے کہ آپ جیسے عظیم انسان کا اس کے بارے میں پوچھنا آپ کے شایان شان نہیں ہے، حضرت عمر نے فرمایا کہ تم جو حقارت آمیز کلمات اس کے حق میں بولتے ہو یہ تمہارے لیے باعث ہلاکت ہیں، حضرت عمر فرماتے ہیں کہ میں اس شخص سے یہ گفتگو کر ہی رہا تھا کہ دور سے ایک اونٹ سوار آتا ہوا نظر آیا، اونٹ پر بوسیدہ پالان تھا، بیچ میں ایک شخص بیٹھا ہوا تھا جس کے جسم کا کچھ حصہ پھٹے پرانے کپڑوں میں ڈھکا ہوا تھا اور کچھ خالی تھا اس کو دیکھتے ہی مجھے خیال آیا کہ یہی شخص اویس قرنی ہوگا۔ میں دوڑ کر ان کے پاس گیا اور پوچھا تم اویس ہو؟ اس نے جواب دیا: جی ہاں! میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں سلام بھیجا ہے، اس شخص نے کہا: "وعلی رسول الله السلام وعليك يا امير المؤمنين" اس کے بعد میں نے اس سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے کہ تم میرے لیے دعائے مغفرت کرو۔ اس کے بعد میرا یہ معمول ہوگیا کہ ہر سال حج کے موقع پر اویس سے ملاقات کرتا تھا، اپنے احوال واسرار ان سے بیان کرتا تھا اور وہ اپنے احوال واسرار مجھ سے بیان کیا کرتے تھے۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اویس قرنی تکوینیات کے لوگوں میں سے تھے جس طرح عمر فاروق رجال تکوین میں سے تھے، یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان دونوں کی ملاقات کی ترغیب دی تھی، یہ رجال الغیب کا الگ ایک نظام ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر نے بہت کوشش کی کہ اویس قرنی کو کچھ ہدیہ دیکر تعاون کریں مگر اویس قرنی نے بالکل انکار فرمایا البتہ یہ درخواست کی کہ میرے احوال کو پوشیدہ رکھیں اس کا چرچا نہ ہو۔ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یمن کے کچھ لوگوں سے کہا کہ اویس قرنی سے دعا کراؤ۔ وہ لوگ گئے بہت مشکل سے کسی ویرانے میں اویس کو پایا اور پورا قصہ سنا دیا تو اویس کہنے لگا کہ حضرت عمر نے میرا چرچا کیا، یہ کہہ کر صحراء کی طرف چلے گئے اور بالکل غائب ہوگئے۔

ایک روایت میں ہے کہ "جنگ نہاوند" میں حضرت اویس قرنی شہید ہوگئے تھے، دوسری روایت میں ہے کہ جنگ صفین میں حضرت علی کے ساتھ صف میں کھڑے لڑ رہے تھے کہ شہید ہوگئے، حضرت اویس قرنی کی مزید بہت سارے عجیب احوال بھی ہیں، حضرت عمر کے ہدیہ کا جب آپ نے انکار کیا تو فرمانے لگے: میرے پاس یہ دو پھٹے پرانے کپڑے ہیں، پرانے جوتے بھی ہیں جس میں پیوند لگے ہیں، میرے پاس چار درہم بھی ہیں جب یہ ختم ہوجائیں تو تب آکر آپ سے عطیہ وصول کرلوں گا پھر فرمایا

کہ انسان کی حالت تو اس طرح ہے کہ جب یہ ایک ہفتے کے لیے آرزو کرتا ہے تو اس کی آرزو مہینہ بھر کے لیے دراز ہو جاتی ہے اور جب مہینہ بھر تک کے لیے آرزو کرتا ہے تو آرزو سال بھر تک کے لیے دراز ہو جاتی ہے، مطلب یہ ہے کہ قناعت سے آدمی اچھی زندگی گزار سکتا ہے اور حرص سے کچھ نہیں بنتا۔ ''بر'' اس کی جمع ابرار ہے فرمانبردار کے معنی میں ہے ''الا اکتب'' کیا میں کوفہ کے گورنر کے نام لکھ دوں کہ وہ تیری مدد کریں؟ آئندہ حدیثوں میں یہ الفاظ ہیں۔

''امداد الشام'' ای جماعة الشام من الغزاة ''غبراء الناس'' ای صعفاء هم وفقراء هم ''رث البيت'' ای قليل المتاع من البيت یہ سب الفاظ غربت فقر وفاقہ اور تنہائی وگمنامی پر دلالت کرتے ہیں چنانچہ علامہ ابی مالکی نے لکھا ہے کہ جب اویس قرنی جنگ صفین میں شہید کر دیئے گئے تو لوگوں نے دیکھا کہ تازہ تازہ قبر بنی ہوئی موجود ہے اور کفن میں حنوط موجود ہے لوگوں نے جب اس کو دفن کیا تو قبر کا نام ونشان غائب ہو گیا۔

٦٤٨٦ ـ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ سَلَمَةَ، عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ خَيْرَ التَّابِعِينَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ أُوَيْسٌ، وَلَهُ وَالِدَةٌ وَكَانَ بِهِ بَيَاضٌ فَمُرُوهُ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''تابعین میں سب سے بہتر وہ آدمی ہے جسے اویس کہا جاتا ہے اس کی والدہ ہیں۔ اس کے جسم پر سفیدی تھی۔ تم اس سے کہنا کہ وہ تمہارے لیے مغفرت کی دعا کرے''۔

٦٤٨٧ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا، وقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ أُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ، قَالَ: كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِذَا أَتَى عَلَيْهِ أَمْدَادُ أَهْلِ الْيَمَنِ، سَأَلَهُمْ: أَفِيكُمْ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ؟ حَتَّى أَتَى عَلَى أُوَيْسٍ فَقَالَ: أَنْتَ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: مِنْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَكَانَ بِكَ بَرَصٌ فَبَرَأْتَ مِنْهُ إِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: لَكَ وَالِدَةٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: يَأْتِي عَلَيْكُمْ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ أَمْدَادِ أَهْلِ الْيَمَنِ، مِنْ مُرَادٍ، ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ، كَانَ بِهِ بَرَصٌ فَبَرَأَ مِنْهُ إِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ، لَهُ وَالِدَةٌ هُوَ بِهَا بَرٌّ، لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَأَبَرَّهُ، فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ فَافْعَلْ فَاسْتَغْفِرْ لِي، فَاسْتَغْفَرَ لَهُ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: أَيْنَ

تُرِيدُ؟ قَالَ: الْكُوفَةَ، قَالَ: أَلَا أَكْتُبُ لَكَ إِلَى عَامِلِهَا؟ قَالَ: أَكُونُ فِي غَبْرَاءِ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيَّ. قَالَ: فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ حَجَّ رَجُلٌ مِنْ أَشْرَافِهِمْ، فَوَافَقَ عُمَرَ، فَسَأَلَهُ عَنْ أُوَيْسٍ، قَالَ: تَرَكْتُهُ رَثَّ الْبَيْتِ، قَلِيلَ الْمَتَاعِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: يَأْتِي عَلَيْكُمْ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ أَمْدَادِ أَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ مُرَادٍ، ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ، كَانَ بِهِ بَرَصٌ فَبَرَأَ مِنْهُ، إِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ لَهُ وَالِدَةٌ هُوَ بِهَا بَرٌّ، لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ، فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ فَافْعَلْ فَأَتَى أُوَيْسًا فَقَالَ: اسْتَغْفِرْ لِي، قَالَ: أَنْتَ أَحْدَثُ عَهْدًا بِسَفَرٍ صَالِحٍ، فَاسْتَغْفِرْ لِي، قَالَ: اسْتَغْفِرْ لِي، قَالَ: أَنْتَ أَحْدَثُ عَهْدًا بِسَفَرٍ صَالِحٍ، فَاسْتَغْفِرْ لِي، قَالَ: لَقِيتَ عُمَرَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَاسْتَغْفَرَ لَهُ، فَفَطِنَ لَهُ النَّاسُ، فَانْطَلَقَ عَلَى وَجْهِهِ، قَالَ أُسَيْرٌ: وَكَسَوْتُهُ بُرْدَةً، فَكَانَ كُلَّمَا رَآهُ إِنْسَانٌ قَالَ: مِنْ أَيْنَ لِأُوَيْسٍ هٰذِهِ الْبُرْدَةُ

حضرت اسیر بن جابر کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب کے پاس جب بھی یمن کے رضا کار دستے آتے تو آپ ان سے پوچھا کرتے تھے کہ کیا تم میں کوئی اویس بن عامر ہے؟ یہاں تک کہ حضرت اویس قرنی خود آئے تو حضرت عمرؓ نے (چونکہ شکل کے پہچانتے نہیں تھے اس لیے) پوچھا کہ تم اویس بن عامر ہو؟ کہا: ہاں۔ کہا کہ قبیلہ مراد کی قرن شاخ سے ہو؟ کہا: ہاں۔ کہا کیا تمہارے جسم میں برص کا نشان تھا۔ جس سے تم صحت یاب ہو گئے مگر ایک درہم بقدر رہ گیا؟ کہا، ہاں۔ کہا تمہاری والدہ بھی ہیں؟ کہا: جی ہاں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے پاس اویس بن عامر آئے گا یمن کے رضا کاروں کے ساتھ۔ وہ قبیلہ مراد کی قرن شاخ سے ہوگا۔ اس کو برص کا داغ تھا جس سے وہ صحت یاب ہو گیا لیکن ایک درہم کے برابر باقی ہے۔ اس کی والدہ بھی ہے اور وہ اس کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے۔ اس کا مقام یہ ہے کہ اگر اللہ پر قسم کھالے تو اللہ اسے پورا کر دے۔ اگر تم سے ہو سکے کہ وہ تمہارے لیے مغفرت کی دعا کر دے تو ایسا کر لینا“۔ لہٰذا آپ میرے لیے مغفرت کی دعا فرمائیں۔ حضرت اویس نے دعا فرمادی۔ حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا کہ آپ کہاں کا ارادہ رکھتے ہیں؟ کہنے لگے کہ کوفہ کا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں وہاں کے گورنر کے نام آپ کے لیے خط لکھ دوں؟ فرمایا کہ میں خاکسار لوگوں کے درمیان رہنا پسند کرتا ہوں۔ اگلے سال کوفہ کے اشراف میں سے ایک رئیس نے حج کیا۔ وہ حضرت عمرؓ سے ملا تو حضرت عمرؓ نے اس سے حضرت اویس کے متعلق دریافت کیا۔ وہ کہنے لگا کہ میں انہیں اس حال میں چھوڑ کر آیا ہوں کہ ان کا گھر خالی اور سامان واسباب بہت کم تھا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ارشاد فرماتے تھے کہ: ”تمہارے پاس یمن کے رضا کاروں کے ہمراہ اویس بن عامر جو قبیلہ مراد کی قرن شاخ سے

ہوگا آئے گا۔اس کو برص کے داغ تھے وہ اس سے شفایاب ہوگیا لیکن ایک درہم کے برابر داغ رہ گیا۔اس کی والدہ بھی موجود ہیں۔جن کے ساتھ وہ حسن سلوک کرتا ہے (اس کا مقام یہ ہے کہ) اگر وہ اللہ پر قسم کھالے تو اللہ اسے پورا کرے۔اگر تم سے ہوسکے کہ وہ تمہارے لیے مغفرت کی دعا کردے تو ایسا کرنا''۔وہ رئیس (جب کوفہ گیا تو) حضرت اویس کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ میرے لیے مغفرت کی دعا کیجئے حضرت اویس نے فرمایا کہ تم تو ابھی خود ایک نیک سفر (حج کے سفر) سے آئے ہو لہٰذا تم میرے لیے مغفرت کی دعا کرو۔پھر پوچھا کہ تم عمرؓ سے ملے ہو؟ اس نے کہا ہاں! چنانچہ پھر اس کے لیے دعا کردی۔اس وقت لوگ اویس کا مقام و مرتبہ سمجھے۔اور وہاں سے وہ سیدھے چل دیئے۔اسیر کہتے ہیں کہ میں نے اویس کو اُون کی ایک موٹی چادر پہنادی۔جب بھی کوئی ان کو دیکھتا تو کہتا کہ اویس کے پاس یہ چادر کہاں سے آئی؟

بَابُ وَصِيَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَهْلِ مِصْرَ

اہل مصر کے لیے آنحضرت کی وصیت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے دوحدیثوں کو ذکر کیا ہے

٦٤٨٨ - حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي حَرْمَلَةُ، ح وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ وَهُوَ ابْنُ عِمْرَانَ التُّجِيبِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شِمَاسَةَ الْمَهْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّكُمْ سَتَفْتَحُونَ أَرْضًا يُذْكَرُ فِيهَا الْقِيرَاطُ، فَاسْتَوْصُوا بِأَهْلِهَا خَيْرًا، فَإِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَرَحِمًا، فَإِذَا رَأَيْتُمْ رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ فِي مَوْضِعِ لَبِنَةٍ، فَاخْرُجْ مِنْهَا قَالَ: فَمَرَّ بِرَبِيعَةَ، وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ، ابْنَيْ شُرَحْبِيلَ ابْنِ حَسَنَةَ، يَتَنَازَعَانِ فِي مَوْضِعِ لَبِنَةٍ، فَخَرَجَ مِنْهَا

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم لوگ عن قریب ایک زمین فتح کروگے جہاں قیراط (ایک سکہ) کا رواج ہوگا۔تم وہاں کے باشندوں کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرنا۔کیونکہ ان کا حق بھی ہے اور رشتہ داری بھی ہے۔جب تم دیکھو کہ وہاں دو آدمی ایک اینٹ برابر جگہ پر لڑ رہے ہیں تو وہاں سے نکل جاؤ۔۔پھر ابوذرؓ نے دیکھا کہ ربیعہ اور عبدالرحمٰن جو شرحبیل ابن حسنہ کے دو بیٹے تھے ایک اینٹ برابر جگہ کے لیے لڑ رہے تھے تو وہ وہاں سے نکل کھڑے ہوئے۔

تشریح:

''ارضاً'' اس زمین سے مصر مراد ہے مصر کو ایک شخص نے بنایا تھا جس کا نام مصر بن نبط بن کوش تھا۔

"القیراط" دینار کے اجزاء میں سے ایک جزء کا نام ہے مصر میں قیراط کے تذکروں سے اس طرف اشارہ ہے کہ ان لوگوں کو مال سے بہت زیادہ محبت ہے مصر کی بیع وشراء میں قیراط کا تذکرہ بہت تھا یہ لوگ درہم کے اجزاء کو بھی قیراط کہتے تھے اور دینار کے اجزاء کو بھی قیراط کہتے تھے یہ عجائبات میں سے تھا۔ "ذمۃ" ای حقا و حرمۃ یعنی ان کا ایک احترام اور حق ہے اس کی وضاحت آیندہ حدیث میں ہے کہ حضرت ہاجرہ اور حضرت ماریہ قبطیہ کا تعلق مصر سے تھا تو مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ اہل مصر کی بھلائی کا خیال رکھیں "ورحما" یعنی صلہ رحمی کا حق ہے وہ اس طرح کہ حضرت ہاجرہ جو حضرت اسماعیل کی والدہ تھیں اس کا تعلق مصر سے تھا "وصھرا" اگلی حدیث میں یہ لفظ ہے سسرال کو کہتے ہیں چونکہ ماریہ قبطیہ کا تعلق صعید مصر سے تھا اور یہ آنحضرت کی لونڈی تھی جس کے بطن سے ابراہیم پیدا ہوائے تھے اس اعتبار سے اہل مصر مسلمانوں کا سسرال بن گیا۔

حضرت عمر فاروق کے عہد خلافت میں حضرت عمرو بن العاص کی قیادت میں مصر فتح ہوا تھا "رجلین" یہ دو آدمی بھائی تھے ایک کا نام ربیعہ تھا دوسرے کا نام عبدالرحمٰن تھا ان کا جھگڑا اور تنازع تھا زمین کے ایک معمولی حصہ پر جس کو اس روایت میں موضع لبنۃ کہا گیا ہے یعنی ایک کچی اینٹ کی برابر جگہ معمولی سی زمین پر جھگڑتے ہوں گے کیونکہ مال کی محبت زیادہ ہوگی حضرت ابوذر غفاریؓ نے اس پیشگوئی کا سارا نقشہ دیکھا اور وہاں سے بھاگ نکلے یہ دلائل نبوت میں سے بڑی دلیل ہے۔

٦٤٨٩ ـ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، سَمِعْتُ حَرْمَلَةَ الْمِصْرِيَّ، يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شِمَاسَةَ، عَنْ أَبِي بَصْرَةَ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّكُمْ سَتَفْتَحُونَ مِصْرَ وَهِيَ أَرْضٌ يُسَمَّى فِيهَا الْقِيرَاطُ، فَإِذَا فَتَحْتُمُوهَا فَأَحْسِنُوا إِلَى أَهْلِهَا، فَإِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَرَحِمًا أَوْ قَالَ ذِمَّةً وَصِهْرًا، فَإِذَا رَأَيْتَ رَجُلَيْنِ يَخْتَصِمَانِ فِيهَا فِي مَوْضِعِ لَبِنَةٍ، فَاخْرُجْ مِنْهَا قَالَ: فَرَأَيْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ شُرَحْبِيلَ بْنِ حَسَنَةَ، وَأَخَاهُ رَبِيعَةَ يَخْتَصِمَانِ فِي مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَخَرَجْتُ مِنْهَا

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عن قریب تم لوگ مصر کو فتح کرو گے، وہ ایسی زمین ہے کہ جس میں قیراط کا لفظ بولا جاتا ہے تو جب تم مصر میں داخل ہو تو وہاں کے رہنے والوں سے اچھا سلوک کرنا کیونکہ ان کا تم پر حق بھی ہے اور رشتہ بھی ہے یا آپ نے فرمایا: ان کا حق بھی ہے اور دامادی رشتہ بھی۔ تو جب تو دو آدمیوں کو دیکھے کہ وہ ایک اینٹ کی جگہ میں جھگڑ رہے ہیں تو وہاں سے نکل جانا۔ ابوذر فرماتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن شرحبیل بن حسنہ اور اس کے بھائی ربیعہ کو ایک اینٹ کی جگہ پر جھگڑتے ہوئے دیکھا تو میں وہاں سے نکل آیا۔

بَابُ فَضْلِ أَهْلِ عُمَانَ

اہل عمان کی فضیلت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

٦٤٩٠ـ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ، عَنْ أَبِي الْوَازِعِ جَابِرِ بْنِ عَمْرٍو الرَّاسِبِيِّ، سَمِعْتُ أَبَا بَرْزَةَ، يَقُولُ: بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رَجُلًا إِلَى حَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ، فَسَبُّوهُ وَضَرَبُوهُ، فَجَاءَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ أَنَّ أَهْلَ عُمَانَ أَتَيْتَ، مَا سَبُّوكَ وَلَا ضَرَبُوكَ

حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو عرب کے قبائل میں سے ایک قبیلہ کی طرف بھیجا۔ ان لوگوں نے اسے برا بھلا کہا اور زدوکوب کیا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو بتلایا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: اگر تم اہل عمان کے پاس آتے تو وہ نہ تمہیں برا بھلا کہتے نہ زدوکوب کرتے''۔

بَابُ ذِكْرِ كَذَّابِ ثَقِيفٍ وَمُبِيرِهَا الحجاج

ثقیف کے جھوٹے ہلاکو خان حجاج کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

٦٤٩١ـ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ إِسْحَاقَ الْحَضْرَمِيَّ، أَخْبَرَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ، عَنْ أَبِي نَوْفَلٍ، رَأَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ عَلَى عَقَبَةِ الْمَدِينَةِ، قَالَ: فَجَعَلَتْ قُرَيْشٌ تَمُرُّ عَلَيْهِ، وَالنَّاسُ حَتَّى مَرَّ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ، أَبَا خُبَيْبٍ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَبَا خُبَيْبٍ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَبَا خُبَيْبٍ أَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ أَنْهَاكَ عَنْ هَذَا، أَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ أَنْهَاكَ عَنْ هَذَا، أَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ أَنْهَاكَ عَنْ هَذَا، أَمَا وَاللّٰهِ إِنْ كُنْتَ، مَا عَلِمْتُ، صَوَّامًا، قَوَّامًا، وَصُولًا لِلرَّحِمِ، أَمَا وَاللّٰهِ لَأُمَّةٌ أَنْتَ أَشَرُّهَا لَأُمَّةٌ خَيْرٌ، ثُمَّ نَفَذَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، فَبَلَغَ الْحَجَّاجَ مَوْقِفُ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَوْلُهُ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ، فَأُنْزِلَ عَنْ جِذْعِهِ، فَأُلْقِيَ فِي قُبُورِ الْيَهُودِ، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى أُمِّهِ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، فَأَبَتْ أَنْ تَأْتِيَهُ، فَأَعَادَ عَلَيْهَا الرَّسُولَ: لَتَأْتِيَنِّي أَوْ لَأَبْعَثَنَّ إِلَيْكِ مَنْ يَسْحَبُكِ بِقُرُونِكِ، قَالَ: فَأَبَتْ وَقَالَتْ: وَاللّٰهِ لَا

آتِيكَ حَتَّى تَبْعَثَ إِلَيَّ مَنْ يَسْحَبُنِي بِقُرُونِي، قَالَ: فَقَالَ: أَرُونِي سِبْتَيَّ فَأَخَذَ نَعْلَيْهِ، ثُمَّ انْطَلَقَ يَتَوَذَّفُ، حَتَّى دَخَلَ عَلَيْهَا، فَقَالَ: كَيْفَ رَأَيْتِنِي صَنَعْتُ بِعَدُوِّ اللّٰهِ؟ قَالَتْ: رَأَيْتُكَ أَفْسَدْتَ عَلَيْهِ دُنْيَاهُ، وَأَفْسَدَ عَلَيْكَ آخِرَتَكَ، بَلَغَنِي أَنَّكَ تَقُولُ لَهُ: يَا ابْنَ ذَاتِ النِّطَاقَيْنِ أَنَا، وَاللّٰهِ ذَاتُ النِّطَاقَيْنِ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكُنْتُ أَرْفَعُ بِهِ طَعَامَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَطَعَامَ أَبِي بَكْرٍ مِنَ الدَّوَابِّ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَنِطَاقُ الْمَرْأَةِ الَّتِي لَا تَسْتَغْنِي عَنْهُ، أَمَا إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا، أَنَّ فِي ثَقِيفٍ كَذَّابًا وَمُبِيرًا فَأَمَّا الْكَذَّابُ فَرَأَيْنَاهُ، وَأَمَّا الْمُبِيرُ فَلَا إِخَالُكَ إِلَّا إِيَّاهُ، قَالَ: فَقَامَ عَنْهَا وَلَمْ يُرَاجِعْهَا

حضرت ابونوفل رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر کو مدینہ (کے راستے) کی ایک گھاٹی پر دیکھا (یعنی حجاج بن یوسف نے انہیں پھانسی دیدی تو انہیں مدینہ کی ایک گھاٹی پر پھانسی پر لٹکا ہوا دیکھا) قریش کے لوگ اور دیگر لوگ وہاں سے گزر رہے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت عبداللہ بن عمر وہاں سے گزرے تو ٹھہر گئے اور (میت کو خطاب کر کے) ارشاد فرمایا: السلام علیک اباخبیب السلام علیک اباخبیب۔ السلام علیک اباخبیب۔ اللہ کی قسم! میں تو آپ کو اس سے منع کرتا تھا۔ اللہ کی قسم! میں تو آپ کو اس سے منع کرتا تھا۔ اللہ کی قسم میں تو آپ کو اس سے روکتا تھا۔ اللہ کی قسم! جہاں تک میں جانتا ہوں، آپ بہت روزے رکھنے والے، رات بھر کھڑے رہنے والے (نوافل میں) اور رشتے ناطے جوڑنے والے تھے۔ اللہ کی قسم! وہ گروہ کہ آپ جس گروہ کے برے ہیں وہ بہت عمدہ گروہ ہے۔ (یہ ایک طنزیہ جملہ ہے) اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر وہاں سے چل دیئے۔ حجاج بن یوسف کو حضرت عبداللہ بن عمر کے وہاں پر کھڑے ہونے اور مذکورہ بات کہنے کی اطلاع پہنچی تو اس نے آدمی بھیج کر (حضرت عبداللہ بن زبیر کی نعش) سولی سے اتروالی اور انہیں یہود کے قبرستان میں ڈلوادیا۔ پھر اس نے حضرت عبداللہ بن زبیر کی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر کو بلا بھیجا۔ انہوں نے اس کے پاس آنے سے انکار کر دیا۔ حجاج نے پھر دوبارہ اپنا قاصد بھیجا اور کہا کہ میرے پاس آجاؤ ورنہ میں ایسے آدمی کو تمہارے پاس بھیجوں گا جو تمہاری چٹیا پکڑ کر لے کر آئے گا۔ حضرت اسماء نے پھر انکار کر دیا اور فرمایا کہ: اللہ کی قسم میں تیرے پاس نہیں آؤں گی حتیٰ کہ تو ایسا آدمی بھیجے جو مجھے میری چوٹیوں سے کھینچ کر لائے۔ حجاج نے کہا میرے جوتے لاؤ۔ اس نے اپنے جوتے پہنے پھر وہ اکڑ کر چلتا ہوا حضرت اسماء کے پاس آیا اور کہا کہ: تم نے دیکھا میں نے اللہ کے دشمن (حضرت عبداللہ بن زبیر کو اللہ کا دشمن کہا) کے ساتھ کیا کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے دیکھ لیا۔ تو نے اس کی دنیا خراب کی اور اس نے تیری آخرت بگاڑ دی''۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ تو اس (عبداللہ بن زبیر) کو دو کمر بند والی کا بیٹا کہتا تھا (بطور تمسخر و استہزاء کے) تو سن! اللہ کی قسم میں دو کمر بند والی ہوں ان میں سے ایک میں تو میں رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر کا کھانا باندھتی تھی کہ جانور نہ کھالیں۔ اور دوسرا کمر بند

وہ تھا کہ کوئی عورت اس سے بے نیاز نہیں۔ تو آگاہ رہو! رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیان کیا ہے کہ ثقیف میں ایک جھوٹا پیدا ہوگا اور ایک سفاک۔ تو جھوٹے کو تو ہم نے دیکھ لیا اور جہاں تک سفاک خونریزی کرنے والے کا تعلق ہے تو وہ میں تیرے سوا کسی کو نہیں سمجھتی۔ یہ سن کر حجاج اٹھ کھڑا ہوا اور ان سے کوئی تعرض نہ کیا۔

تشریح:

''عبداللہ بن زبیر'' یہ شان والے صحابی ہیں یزید کی مخالفت میں مکہ مکرمہ آئے اور وہاں خلافت کا اعلان کیا، یزید کی فوجوں نے آپ سے جنگ لڑی مگر دوران جنگ یزید مر گیا بیت اللہ کا محاصرہ اٹھالیا گیا لیکن جب عبدالملک بن مروان باشاہ بنا تو اس نے حجاج بن یوسف کو حرمین کا گورنر بنا دیا حجاج بن یوسف نے جبل ابوقبیس پر منجنیق نصب کیا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو نشانہ بنایا کئی دنوں کی شدید جنگ کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر کو شہید کر دیا گیا پھر آپ کی لاش کو عام گزرگاہ میں سُولی پر چڑھا دیا گیا حضرت ابن عمر نے لاش کو خطاب کر کے تعزیت کی حجاج بن یوسف اس پر غصہ ہوا اور بعد میں حضرت ابن عمر کو خفیہ طور پر شہید کر دیا۔ اس حدیث میں حجاج کے مظالم میں سے ایک ظلم کا قصہ مذکور ہے حجاج بن یوسف نے باندھ کر بے گناہ انسانوں کو جو مارا ان کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار انسان ہے۔

''علی عقبۃ المدینۃ'' مکہ سے مدینہ کی طرف جو راستہ جاتا ہے وہاں ایک گھاٹی ہے جو مکہ میں واقع ہے اسی جگہ میں حضرت عبداللہ بن زبیر کو سُولی پر لٹکایا گیا تھا یہ جگہ مکہ میں ہے مدینہ میں نہیں ہے۔ ''ابا خبیب'' یہ حضرت عبداللہ بن زبیر کی کنیت ہے۔ حضرت ابن عمر نے خطاب کے ساتھ ان کو تعزیت کیا اس طرح مردے کو خطاب ثابت ہوگیا قبرستان میں بھی سلام ثابت ہے۔ ''عن ھذا'' یعنی حجاج کی مخالفت سے میں نے تجھے روکا تھا ''صوّاماً'' بہت زیادہ روزہ رکھنے والے تھے ''قواماً'' یعنی بہت زیادہ تہجد پڑھنے والے تھے، علامہ قرطبی نے لکھا ہے ''قال القرطبی کان ابن الزبیر یصوم الدھر ویواصل الایام ویحی اللیل وربما قرأ القران فی رکعۃ الوتر اھ'' ''وصولاً للرحم'' بہت زیادہ صلہ رحمی جوڑنے والے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر سخی تھے لوگوں نے غلط پروپیگنڈہ کیا ہے ان جملوں میں ان مخفف من الثقیلہ ''انک'' کے معنی میں ہے۔

''لامۃ انت اشرھا'' یعنی جن لوگوں کے نزدیک تم بہت برے ہو وہ تو بہت اچھے لوگ ہیں اس میں حضرت ابن عمرؓ نے حجاج اور ان کے لوگوں پر طنز کیا ہے کہ اصل میں وہ برے لوگ ہیں معاملہ برعکس ہے ''نفذ'' یعنی ابن عمر گزر گئے ادھر حضرت ابن عمر کا یہ اقدام اور جرأت وشجاعت اور حجاج بن یوسف پر طعن ہوا اور ادھر سے عبدالملک بن مروان کا حکم آیا کہ عبداللہ بن زبیر کو سولی سے

اتار دو تو تین دن کے بعد اس کو اتار لیا گیا اور قبرستان میں دفن کر لیا گیا۔

''قبور الیهود ''معلوم ہوا کہ مکہ کے پاس یہود کی قبریں بھی تھیں ''قرونک'' مینڈیوں کو کہتے ہیں ''سِبتِیّ'' بالوں سے صاف شدہ عمدہ جوتے کو کہتے ہیں ''یتوذف'' اکڑ اکڑ کر چلنے کو کہتے ہیں ''ذات النطاقین ''دو کمر بند والی عورت اس زمانہ میں لونڈی کو کہتے تھے حجاج ظالم بطور طنز و استہزاء حضرت عبد اللہ بن زبیر کو یا ابن ذات النطاقین کے نام سے یاد کیا کرتا تھا یعنی اے لونڈی عورت کے بیٹے! حضرت عبد اللہ بن زبیر نے اپنی والدہ سے پوچھا کہ آپ کو اس نام سے کیوں پکارا کرتے ہیں تو حضرت اسماء نے اس کی وجہ بتائی جو اس حدیث میں مذکور ہے جو عار نہیں بلکہ اعلیٰ درجہ کا وقار ہے عزت وشرف کا معیار ہے تو حضرت عبد اللہ بن زبیر بہت خوش ہوئے اور یہ شعر پڑھا

اِیْهًا وَالْإِلٰهِ: تِلْكَ شَكَاةٌ زَائِلٌ عَنْكَ عَارُهَا

ترجمہ: واہ واہ خدا کی قسم یہ تو ایسی شکایت ہے جس کا عار تجھ سے زائل ہو گیا ہے

''فاما الکذب ''یعنی جھوٹے کذاب کو تو ہم نے دیکھا وہ مختار بن عبید ثقفی تھا جس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور طرح طرح کے جھوٹے دعوے کیے۔ ''فلا اخالک ''یعنی مُبیر اور ہلاکو خان اور ظالم میں سمجھتی ہوں کہ تو ہی ہے حجاج بن یوسف کے مظالم بے شمار ہیں۔ علامہ ابی مالکی نے اپنی شرح میں اس مقام پر بہت کچھ لکھا ہے اور حجاج کے ظلم کے عجیب واقعات نقل کیے ہیں، مجھے بھی حجاج سے متعلق بہت کچھ معلومات ہیں لیکن طوالت کے خوف سے نہیں لکھ سکتا ہوں، علامہ ابی نے کچھ لوگوں کے فتوے نقل کیے ہیں کہ حجاج بن یوسف کافر ہو گیا تھا اور بعض کے اقوال نقل کیے ہیں کہ وہ اسلام پر مرا تھا جمہور نے ان کو کافر نہیں کہا ہے لیکن اس امت کا سب سے بڑا ظالم تھا ایک لاکھ بیس ہزار بے گناہ انسانوں کو قتل کیا اور جنگوں میں جو قتل کیا وہ اس کے علاوہ ہیں۔

''ولم یراجعها '' یعنی کھڑے ہو کر بھاگ نکلا اور کوئی جواب نہ دے سکا کیونکہ ان کو دوزخ کی بشارت آنحضرت کی زبانی مل گئی ویسے بھی یہ شخص بہادر نہیں تھا بزدل تھا البتہ ظالم تھا اور بدزبان تھا یہاں اللہ تعالیٰ نے ان کو مرعوب کر ڈالا۔

بَابُ فَضْلِ فَارِسَ

اہل فارس کی فضیلت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

٦٤٩٢ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ عَبْدٌ: أَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ

الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ جَعْفَرٍ الْجَزَرِيِّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَوْ كَانَ الدِّينُ عِنْدَ الثُّرَيَّا، لَذَهَبَ بِهِ رَجُلٌ مِنْ فَارِسَ أَوْ قَالَ مِنْ أَبْنَاءِ فَارِسَ حَتَّى يَتَنَاوَلَهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اگر دین ثریا (ستاروں کی کہکشاں) پر بھی ہوتا تو فارس کا ایک آدمی یا فارس کے بیٹوں میں سے ایک آدمی وہاں بھی پہنچ جاتا اور دین حاصل کرتا"۔

تشریح:

"رجل من فارس" ایک روایت میں رجال جمع کے صیغہ کے ساتھ ہے جو زیادہ واضح ہے فارس کا لفظ فروسیۃ سے ہے جو شہسوار کے معنی میں ہے کہتے ہیں کہ اہل فارس ھدرام بن ارفخشد بن سام بن نوح کی اولاد ہیں ھدرام کے دس سے زیادہ بیٹے تھے جو سب کے سب انتہائی شہسوار تھے اسی وجہ سے ان کو فارس کہدیا گیا بہرحال اس حدیث میں اہل فارس کی زبردست فضیلت ہے بعض علماء نے کہا ہے کہ اس فضیلت کا مصداق امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں بعض نے امام بخاری رحمہ اللہ کو اس کا مصداق قرار دیا ہے ظاہر یہ ہے کہ اس حدیث کا مصداق ایک آدمی نہیں بلکہ ایک جماعت اس کا مصداق ہے جن میں سب سے پہلے حضرت سلمان فارسی ہیں جو اس مجلس میں موجود تھے پھر امت کے اہل فارس کے بڑے بڑے مجتہدین علماء مثلاً امام غزالی شیخ عبدالقادر جیلانی امام ابوحنیفہ امام بخاری شاہ ولی اللہ دہلوی وغیرہ وغیرہ بڑے علماء اس حدیث کے مصداق ہیں تو اس حدیث کو چند افراد تک محدود کرنا مناسب نہیں ہے بلکہ اہل فارس کے سارے محدثین اور فقہاء اس کا مصداق ہیں حقیقت یہ ہے کہ آج بھی فارسی طلباء دوسرے طلباء سے علم کے حصول میں زیادہ تیز ہیں۔

۶۴۹۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، عَنْ ثَوْرٍ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْجُمُعَةِ، فَلَمَّا قَرَأَ: ﴿وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ﴾ (الجمعة ۳) قَالَ رَجُلٌ: مَنْ هَؤُلَاءِ؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى سَأَلَهُ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، قَالَ: وَفِينَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ قَالَ: فَوَضَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ عَلَى سَلْمَانَ، ثُمَّ قَالَ: لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا، لَنَالَهُ رِجَالٌ مِنْ هَؤُلَاءِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک بار ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ اسی اثناء میں آپ پر سورۃ الجمعہ نازل ہوئی۔ جب آپ نے یہ آیت پڑھی: "اور (اللہ نے پیغمبر بھیجا) اور لوگوں کی طرف بھی جو ابھی عرب سے نہیں ملے"۔ تو ایک شخص نے سوال کیا یا رسول! یہ کون لوگ ہیں؟

رسول اللہ ﷺ نے اس کو جواب نہیں دیا یہاں تک کہ اس نے ایک یا دو یا تین بار سوال کیا اور ہمارے درمیان سلمان فارسی بھی موجود تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست مبارک حضرت سلمان پر رکھا اور فرمایا: ''اگر ایمان ثریا (ستارہ) پر بھی ہوتا تو ان کی قوم کے کچھ لوگ تب بھی اسے حاصل کر لیتے''۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: النَّاسُ كَإِبِلٍ مِائَةٍ لَا تَجِدُ فِيهَا رَاحِلَةً

آنحضرت نے انسانوں کی تشبیہ اونٹوں سے دی ہے

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو بیان کیا ہے

٦٤٩٤۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ قَالَ عَبْدٌ: أَخْبَرَنَا، وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَجِدُونَ النَّاسَ كَإِبِلٍ مِائَةٍ، لَا يَجِدُ الرَّجُلُ فِيهَا رَاحِلَةً.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم لوگوں کو ایسا پاؤ گے جیسے سو اونٹ کہ ان میں آدمی کو ایک بھی سواری کے قابل نہیں ملتا''۔

تشریح:

''راحلۃ'' سواری کے قابل اونٹ کو راحلہ کہتے ہیں یعنی انسانوں کی مثال اونٹوں کی ہے کہ سو انسانوں میں مشکل سے ایک انسان کام کا ملتا ہے جس طرح سو اونٹوں میں مشکل سے ایک اونٹ سواری کے قابل ملتا ہے تو اس حدیث میں اہل فضل وکمال کی وقلت کی طرف اشارہ ہے کہ دنیا میں انسان تو بہت ہیں لیکن سمجھدار ہوشیار وعقلمند وہوشمند اور صالح بہت ہی کم ملتے ہیں۔ ایک روایت میں ''لا تکاد تجد'' کا لفظ ہے جس سے بالکل معدوم مراد نہیں بلکہ نادر اور قلیل مراد ہیں۔ یعنی بہت قلیل انسان کام کے ہوتے ہیں باقی سب جوتے چٹخانے والے گھوم پھر رہے ہیں۔

کِتَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ

حُسن سلوک صلہ رحمی اور آداب کا بیان

قال اللہ تعالیٰ ﴿ویقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل﴾ (بقرہ)

''البر'' نیکی اور ''الصلۃ'' صلہ رحمی کو کہتے ہیں۔

لفظ بر کا اطلاق اگرچہ عام نیکی پر کیا جاتا ہے لیکن حقیقت میں یہ لفظ والدین کے ساتھ حسن سلوک بھلائی، نیکی اور احسان واطاعت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک شرعی حکم ہے حدیث میں آیا ہے ''انت ومالک لابیک'' لہٰذا ظاہر صورت میں والدین کے حقوق کو اولاد کے حق میں برتری حاصل ہے اگرچہ بظاہر وہ ظلم پر کھڑا ہو چنانچہ اگر کوئی باپ اپنے بیٹے کو قتل کر دیتا ہے تو دنیا میں شریعت اس کا مواخذہ نہیں کرتی ہے آخرت میں دیکھا جائے گا یہی وجہ ہے کہ بیٹے کے قتل میں باپ سے دنیا میں قصاص نہیں لیا جائے گا کیونکہ باپ اس بیٹے کی حیات اور زندگی کا ذریعہ بنا ہے لہٰذا یہ بیٹا اپنے باپ کی موت کا ذریعہ نہیں بن سکتا ہے ہاں امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی باپ نے بیٹے کو ذبح کر کے قتل کیا تو دنیا میں مواخذہ ہوگا کہ اس طرح بے دردی سے کیوں قتل کیا؟ بہر حال یہ دنیا کا معاملہ ہے قیامت کا معاملہ اور ہوگا۔

فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی لڑکا اپنے دوستوں کے ہاں بیٹھا ہوا ہو اور اس کا باپ آ گیا لوگوں نے بیٹے سے پوچھا یہ کون ہے؟ تو بیٹے نے جواب دیا کہ یہ میرا رشتہ دار ہے اس طرح کہنے سے وہ بیٹا عاق ہو جائے گا کیونکہ اس نے باپ کے نام لینے میں شرم اور عار محسوس کیا اور یہ نہیں کہا کہ یہ میرا باپ ہے۔

لفظ ''بر'' کے مقابلہ میں عقوق آتا ہے جو حسن سلوک کے منافی بدسلوکی ایذا رسانی اور نافرمانی پر بولا جاتا ہے۔ ''الصلۃ'' صلہ کا لغوی معنی ملانا اور پیوند لگانا ہے مگر اس کا اصطلاحی مفہوم یہ ہے کہ اپنے عزیز واقارب کے ساتھ احسان کرنا، ان سے اچھے سلوک کا معاملہ کرنا، ان کے حقوق کا خیال رکھنا، ان کو عطایا سے نوازنا، ان کا ہر قسم تعاون کرنا ان کی طرف سے ایذا پر صبر کرنا اور ان کو ہر قسم راحت وفائدہ پہنچانا صلہ رحمی ہے اسی طرح عام مسلمانوں کے ساتھ جوڑ پیدا کرنا اور بائیکاٹ نہ کرنے کو بھی صلہ کا لفظ شامل ہے۔ ذوی الارحام کے ساتھ صلہ جوڑنا واجب ہے اور ان کا مالی تعاون مستحب ہے۔

بَابُ بِرِّ الْوَالِدَيْنِ وَأَيُّهُمَا أَحَقُّ بِهِ

والدین کے ساتھ حسنِ سلوک اوران میں کون زیادہ حقدار ہے

اس باب میں امام مسلم نے آٹھ احادیث کو بیان کیا ہے

۶۴۹۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ جَمِيلِ بْنِ طَرِيفٍ الثَّقَفِيُّ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِي؟ قَالَ: أُمُّكَ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أُمُّكَ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أُمُّكَ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أَبُوكَ وَفِي حَدِيثِ قُتَيْبَةَ: مَنْ أَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِي وَلَمْ يَذْكُرِ النَّاسَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آیا اورعرض کیا یارسول اللہ لوگوں میں سب سے زیادہ میرے حسن سلوک کا کون مستحق ہے؟ فرمایا کہ تمہاری ماں! اس نے پوچھا پھراس کے بعد کون؟ فرمایا تمہاری ماں؟ اس نے پوچھا کہ پھر کون ہے؟ فرمایا تمہاری ماں اس نے پوچھا کہ پھر کون ہے؟ فرمایا تمہارا باپ۔

تشریح:

"امک" سائل کے سوال کا مقصد یہ تھا کہ والدین میں سے کس کا حق زیادہ ہے یا تمام انسانوں میں سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ سائل کے اس سوال کے جواب میں آنحضرت نے والدہ کے حق کو سب سے زیادہ بتایا اس شخص کا ارادہ تھا کہ والد کے حقوق متعین ہوجائے اس لیے بار بار سوال کو دہرایا ہے۔ حضور اکرم نے چوتھے مرتبہ میں والد کے حق کا ذکر فرمایا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ سب سے زیادہ حق والدہ کا ہے پھر والد کا ہے اور پھر باقی رشتہ داروں کا درجہ بدرجہ حق ہے گویا والدہ کا حق والد کے مقابلہ میں تین گنا زیادہ ہے کیونکہ بچے کی پیدائش میں اوراس کے پالنے میں والد سے والدہ کا کردار زیادہ ہے۔ نو ماہ تک پیٹ میں رکھ کر اٹھانا پھرانا، پھراس کا جننا اس کے بعد اس کو دودھ پلانا اور مکمل دیکھ بھال کرنا یہ تین بڑے مرحلے ہیں جو والدہ کو طے کرنے پڑتے ہیں اس لیے اس کا حق والد سے تین گنا زیادہ ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا﴾ والدین کی خدمت سے دنیا میں آدمی کو دو فائدے حاصل ہوجاتے ہیں ایک عمر میں برکت آجاتی ہے اور عزت وعظمت اور مال میں اضافہ ہوجاتا ہے۔

علماء کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ والدین کے حقوق کی ادائیگی میں اگر والدین میں تنازعہ ہو جائے کہ والد اپنے حقوق کا مطالبہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ والدہ کا حق ادا نہ کرو میرا ادا کرو تو اولاد پر لازم ہے کہ احترام اور تعظیم میں والد کو مقدم رکھے اور خدمت واطاعت میں والدہ کے حق کو مقدم رکھے یعنی والدہ کا حق خدمت کے حوالہ سے مقدم ہے اور والد کا حق ادب واحترام و تعظیم وتکریم کے حوالہ سے مقدم ہے۔ اگلی ایک حدیث میں ہے "نعم و ابیک لتُنَبَّأن" یہ جملہ ایک سائل کے جواب میں آیا ہے مسند احمد میں ہے **جاء رجل الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال یارسول الله ! نبئنی باحق الناس منی صحبة؟** اس کے جواب میں آنحضرت نے مندرجہ بالا جملہ ارشاد فرمایا نعم و ابیک یہ قسم لغوی ہے اس سے حقیقی قسم مراد نہیں ہے کیونکہ غیر اللہ کی قسم کھانا جائز نہیں ہے "لتنبئان" مجہول کا صیغہ ہے خبر دینے کے معنی میں ہے یعنی قسم بخدا تجھے خبر دی جائے گی۔

٦٤٩٦ ـ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ؟ قَالَ: أُمُّكَ، ثُمَّ أُمُّكَ، ثُمَّ أُمُّكَ، ثُمَّ أَبُوكَ، ثُمَّ أَدْنَاكَ أَدْنَاكَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! بہتر سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ فرمایا: تمہاری ماں، پھر تمہاری ماں، پھر تمہاری ماں، پھر تمہارا باپ۔ پھر جو تم سے (رشتہ داری میں) قریب ہو۔ پھر جو تم سے قریب ہو۔

٦٤٩٧ ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ عُمَارَةَ، وَابْنِ شُبْرُمَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ جَرِيرٍ، وَزَادَ: فَقَالَ: نَعَمْ وَأَبِيكَ لَتُنَبَّأَنَّ

ترجمہ: حسب سابق ہے۔ اتنا اضافہ ہے کہ آپ ﷺ نے جواب دینے سے قبل فرمایا کہ: تیرے والد کی قسم! تجھے اس کا جواب ضرور ملے گا۔

٦٤٩٨ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا شَبَابَةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ، ح وحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ خِرَاشٍ، حَدَّثَنَا حَبَّانُ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ شُبْرُمَةَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ فِي حَدِيثِ وُهَيْبٍ: مَنْ أَبَرُّ؟ وَفِي حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ: أَيُّ النَّاسِ أَحَقُّ مِنِّي بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ، ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ جَرِيرٍ

حضرت ابن شبرمہ سے ان اسانید کے ساتھ (سابقہ) روایت منقول ہے حضرت وہیب کی روایت کردہ حدیث میں

ہے کہ کون نیکی کا حقدار زیادہ ہے؟ اور حضرت محمد بن طلحہ کی روایت کردہ میں ہے کہ لوگوں میں سب سے زیادہ کون میرے اچھے سلوک کا زیادہ حقدار ہے؟ پھر حضرت جریر کی روایت کردہ حدیث کی طرح حدیث ذکر فرمائی۔

٦٤٩٩ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حَبِيبٍ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ الْقَطَّانَ، عَنْ سُفْيَانَ، وَشُعْبَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَبِيبٌ، عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَسْتَأْذِنُهُ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ: أَحَيٌّ وَالِدَاكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور آپ سے جہاد میں جانے کی اجازت مانگی۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں؟ اس نے جواب دیا ہاں! فرمایا کہ پس تو پھر تو انہی میں جہاد کر۔

تشریح:

''احی والداک'' یعنی تیرے ماں باپ زندہ ہیں؟ اگر زندہ ہیں تو انہیں کی خدمت کرو تمہیں اس میں جہاد کا ثواب ملے گا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کے علاوہ ان کے والدین کی خدمت کے لیے کوئی اور نہیں تھا لہٰذا والدین کی خدمت اس کے ذمہ متعین تھی جو فرض عین کے درجہ میں تھی، ادھر جہاد بھی فرض کفایہ کے درجہ میں تھا اس لیے اس شخص کو والدین کی خدمت کے لیے مقرر کیا گیا یہ ایک خاص مجبوری تھی عام ضابطہ نہیں ہے اور جب جہاد فرض عین ہو جائے تو پھر والدین سے اجازت کی ضرورت نہیں ہے ملا علی قاری نے تفصیل سے بیان کیا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ دیکھو والدین کی خدمت کو جہاد پر مقدم رکھا گیا لہٰذا والدین کی موجودگی میں جہاد جائز نہیں ہے اس کا جواب یہ ہے کہ کیا صحابہ کرام کی اس عظیم جماعت میں صرف ایک شخص تھا جن کے والدین حیات تھے؟ غزوہ تبوک میں تیس ہزار صحابہ کرام شریک ہوئے کیا ان تمام کے والدین مر چکے تھے؟ حقیقت یہ ہے کہ یہاں کوئی خاص مجبوری تھی جس کی وجہ سے اس شخص کو جہاد پر جانے کی اجازت نہیں ملی۔ بہر حال جو والدین غیر مسلم ہوں یا وہ کفار کے مقابلے میں لڑنے کو جائز نہیں سمجھتے ہوں یا وہ قادیانی ہوں یا آغا خانی ہوں۔ تو ایسے والدین سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے نیز تربیت اور ٹریننگ کے لیے جانے میں بھی والدین کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ٹریننگ ہر مسلمان پر لازم ہے اور اس میں جان کا خطرہ بھی نہیں کہ والدین پریشان ہوں۔

٦٥٠٠ ۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ حَبِيبٍ، سَمِعْتُ أَبَا الْعَبَّاسِ، سَمِعْتُ

عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ. قَالَ مُسْلِمٌ: أَبُو الْعَبَّاسِ اسْمُهُ السَّائِبُ بْنُ فَرُّوخَ الْمَكِّيُّ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا (بقیہ حدیث مذکورہ بالا حدیث ہی کی مثل بیان فرمائی)

۶۵۰۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ بِشْرٍ، عَنْ مِسْعَرٍ، ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، ح وحَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ، حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ، عَنْ زَائِدَةَ، كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ، جَمِيعًا عَنْ حَبِيبٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

حضرت حبیب رضی اللہ عنہ سے ان اسانید کے ساتھ مذکورہ حدیث کی طرح حدیث منقول ہے۔

۶۵۰۲۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، أَنَّ نَاعِمًا، مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ حَدَّثَهُ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: أَقْبَلَ رَجُلٌ إِلَى نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أُبَايِعُكَ عَلَى الْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ، أَبْتَغِي الْأَجْرَ مِنَ اللّٰهِ، قَالَ: فَهَلْ مِنْ وَالِدَيْكَ أَحَدٌ حَيٌّ؟ قَالَ: نَعَمْ، بَلْ كِلَاهُمَا، قَالَ: فَتَبْتَغِي الْأَجْرَ مِنَ اللّٰهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَارْجِعْ إِلَى وَالِدَيْكَ فَأَحْسِنْ صُحْبَتَهُمَا

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے سامنے آیا اور عرض کیا کہ: ''میں آپ سے ہجرت اور جہاد پر بیعت کرتا ہوں اور اللہ سے اجر وثواب چاہتا ہوں''۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں! بلکہ دونوں ہی زندہ ہیں۔ فرمایا کہ تم اللہ سے اجر وثواب چاہتے ہو؟ اس نے کہا جی ہاں۔ فرمایا کہ تو اپنے والدین کے پاس لوٹ جاؤ اور ان سے حسن سلوک کرو۔

بَابُ تَقْدِيمِ بِرِّ الْوَالِدَيْنِ عَلَى صلوة النفل وقصة جريج

نفلی نماز پر والدین کی اطاعت کو مقدم کرنا اور جریج کا قصہ

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

۶۵۰۳۔ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ: كَانَ جُرَيْجٌ يَتَعَبَّدُ فِي صَوْمَعَةٍ، فَجَاءَتْ أُمُّهُ. قَالَ حُمَيْدٌ: فَوَصَفَ لَنَا أَبُو رَافِعٍ صِفَةَ أَبِي هُرَيْرَةَ لِصِفَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّهُ حِينَ دَعَتْهُ، كَيْفَ جَعَلَتْ كَفَّهَا فَوْقَ حَاجِبِهَا، ثُمَّ رَفَعَتْ رَأْسَهَا إِلَيْهِ تَدْعُوهُ، فَقَالَتْ: يَا جُرَيْجُ أَنَا أُمُّكَ كَلِّمْنِي فَصَادَفَتْهُ يُصَلِّي، فَقَالَ: اللَّهُمَّ أُمِّي وَصَلَاتِي، فَاخْتَارَ صَلَاتَهُ، فَرَجَعَتْ، ثُمَّ عَادَتْ فِي الثَّانِيَةِ، فَقَالَتْ: يَا جُرَيْجُ أَنَا أُمُّكَ فَكَلِّمْنِي، قَالَ: اللَّهُمَّ أُمِّي وَصَلَاتِي، فَاخْتَارَ صَلَاتَهُ، فَقَالَتْ: اللَّهُمَّ إِنَّ هَذَا جُرَيْجٌ وَهُوَ ابْنِي وَإِنِّي كَلَّمْتُهُ، فَأَبَى أَنْ يُكَلِّمَنِي، اللَّهُمَّ فَلَا تُمِتْهُ حَتَّى تُرِيَهُ الْمُومِسَاتِ. قَالَ: وَلَوْ دَعَتْ عَلَيْهِ أَنْ يُفْتَنَ لَفُتِنَ. قَالَ: وَكَانَ رَاعِي ضَأْنٍ يَأْوِي إِلَى دَيْرِهِ، قَالَ: فَخَرَجَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْقَرْيَةِ فَوَقَعَ عَلَيْهَا الرَّاعِي، فَحَمَلَتْ فَوَلَدَتْ غُلَامًا، فَقِيلَ لَهَا: مَا هَذَا؟ قَالَتْ: مِنْ صَاحِبِ هَذَا الدَّيْرِ، قَالَ فَجَاءُوا بِفُئُوسِهِمْ وَمَسَاحِيهِمْ، فَنَادَوْهُ فَصَادَفُوهُ يُصَلِّي، فَلَمْ يُكَلِّمْهُمْ، قَالَ: فَأَخَذُوا يَهْدِمُونَ دَيْرَهُ، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ نَزَلَ إِلَيْهِمْ، فَقَالُوا لَهُ: سَلْ هَذِهِ، قَالَ فَتَبَسَّمَ، ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَ الصَّبِيِّ فَقَالَ: مَنْ أَبُوكَ؟ قَالَ: أَبِي رَاعِي الضَّأْنِ، فَلَمَّا سَمِعُوا ذَلِكَ مِنْهُ قَالُوا: نَبْنِي مَا هَدَمْنَا مِنْ دَيْرِكَ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، قَالَ: لَا، وَلَكِنْ أَعِيدُوهُ تُرَابًا كَمَا كَانَ، ثُمَّ عَلَاهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جریج (بنی اسرائیل کا ایک عابد شخص) اپنے صومعہ میں عبادت کر رہا تھا۔ اسی دوران اس کی ماں آ گئیں۔ حضرت حمید کہتے ہیں کہ ابورافع نے ہم سے ابو ہریرہ کے بیان کرنے کا انداز بیان کیا جیسے ان سے رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا تھا کہ جب جریج کی ماں نے انہیں پکارا تو کیسے اپنی ہتھیلی کو اپنی پیشانی پر مارا اور سر اوپر اٹھایا ان کی طرف اور جریج کو پکارا اور کہا: اے جریج! میں تیری ماں ہوں مجھ سے بات کر۔ وہ اپنی نماز میں ہی لگا رہا اور (دل میں) کہا کہ اے اللہ! (ایک طرف) میری ماں ہیں اور (دوسری طرف) میری نماز ہے۔ اس نے اپنی نماز کو اختیار کیا۔ ماں واپس لوٹ گئیں۔ دوسرے دن وہ پھر آئیں اور کہا: اے جریج! میں تیری ماں ہوں مجھ سے بات کر۔ جریج نے کہا (دل میں) اے اللہ! میری ماں (ایک طرف) اور میری نماز (دوسری طرف)۔ پھر اپنی نماز میں مشغول ہو گیا۔ اس کی ماں نے کہا: اے اللہ! یہ جریج ہے میرا بیٹا ہے۔ میں نے اس سے بات کی مگر اس نے مجھ سے بات کرنے سے انکار کر دیا۔ اے اللہ! اسے موت نہ دیجئے یہاں تک کہ وہ بازاری عورتوں کا منہ دیکھ لے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اگر وہ بازاری عورتوں کے فتنہ میں پڑ جانے کی دعا کرتی تو وہ اس میں بھی مبتلا ہو جاتا۔ فرمایا کہ ایک بھیڑوں کا چرواہا جریج کے عبادت خانہ کے پاس رہتا تھا۔ بستی سے ایک عورت نکلی تو وہ چرواہا اس پر چڑھ دوڑا (اس سے بدکاری کی) جس سے وہ حاملہ ہو گئی اور ایک لڑکے کو جنم دیا۔ اس عورت سے کہا گیا کہ یہ کیا ہے؟

(یہ لڑکا کہاں سے لائی) اس نے کہا اس عبادت خانہ میں رہنے والے آدمی سے ہوا ہے۔لوگ اپنی کدالیں اور پھاوڑے لے کر آئے اور جریج کو پکارا تو اسے نماز میں مشغول پایا۔اس نے ان سے بات نہ کی۔لوگوں نے اس کے عبادت خانہ کو منہدم اور مسمار کرنا شروع کر دیا۔حضرت جریج نے جب یہ دیکھا تو عبادت خانہ سے اتر کر ان کے پاس آیا تو لوگوں نے اس سے کہا کہ اس عورت سے پوچھ (یہ کیا کہتی ہے) حضرت جریج مسکرایا پھر بچہ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ تیرا باپ کون ہے؟ بچہ نے (جو نومولود تھا) جواب دیا کہ میرا باپ بھیڑوں کا چرواہا ہے۔لوگوں نے جب (حیرت انگیز طور پر نومولود بچہ کو کلام کرتے دیکھا اور) یہ بات سنی تو کہنے لگے ہم نے جو تمہارا عبادت خانہ مسمار کیا ہے اسے ہم سونے اور چاندی سے بنائیں گے۔حضرت جریج نے کہا کہ نہیں اسے ویسا مٹی کا بنادو جیسا کہ پہلے تھا۔پھر اس پر چڑھ گیا (عبادت کے لیے)۔

تشریح:

''کان جریج ''یعنی جریج اپنی عبادت کی کوٹھڑی میں عبادت کر رہا تھا نفل نماز پڑھ رہا تھا جریج، جیم پر پیش ہے تصغیر کا صیغہ ہے یہ بنی اسرائیل کے ایک راہب اور صوفی کا نام ہے مسند احمد میں ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تاجر تھا وہ تجارت میں کبھی فائدہ کرتا تھا کبھی نقصان اٹھاتا تھا اس نے کہا کہ اس تجارت میں کوئی بھلائی نہیں ہے میں ایسی تجارت تلاش کرتا ہوں جس میں فائدہ ہی فائدہ ہو چنانچہ اس نے ایک گرجا تعمیر کیا اور راہب بن کر اس میں عبادت کرنے لگا اس کا نام جریج تھا اھ۔

بہر حال کثرت عبادت کی وجہ سے یہ تاجر راہب بنا اور پھر اولیاء اللہ میں سے بن گیا۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ یہ شخص حضرت عیسیٰؑ کے بعد کے زمانے میں تھا کیونکہ راہب بعد میں پیدا ہوئے ہیں۔

''ثم رفعت رأسها''اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جریج جس جگہ گرجے میں نماز پڑھتا تھا وہ جگہ اونچی تھی جریج کی ماں نے کھڑکی سے جھانک کر دیکھا سامنے سے دھوپ پڑ رہی تھی اس لیے اس نے پیشانی اور آبرو پر ہاتھ رکھ دیا۔''امی وصلوتی ''جریج نے یہ گفتگو دل میں کی ہوگی یا ہو سکتا ہے کہ ان کے ہاں نفل نماز میں باتیں کرنا جائز ہوں گی۔

''تریه المومسات ''یعنی کنجریوں اور فاحشات عاریات کے چہرے تمہیں دکھادے اچھا ہوا کہ ماں نے زنا کی بددعا نہیں کی ورنہ اس فتنہ میں پڑ جاتا چونکہ جریج نفل نماز میں تھا اور بار بار ماں نے بلالیا اس لیے جواب دینا ضروری تھا۔

والدین کے بلانے پر نماز توڑنے کا حکم

احناف کے نزدیک اگر بیٹا بیٹی نفل نماز میں ہیں تو جواب دیکر اطاعت کریں کیونکہ نماز کی قضاء بعد میں ہو سکتی ہے مگر والدین کی

آواز کی قضاء تو نہیں ہے شاعر نے خوب کہا ہے

نمازیں جب قضاء ہوں تب ادا ہوں ☆ نگاہیں جب قضاء ہوں کب ادا ہوں

البتہ فرض نماز میں اطاعت نہ کریں الا یہ کہ والدین کو جان کا خطرہ ہو یا انتہائی تکلیف کا خطرہ ہو۔ شوافع کا قول قدیم یہ ہے کہ نماز فرض ہو یا نفل والدین کو نماز میں جواب دینا جائز ہے مالکیہ فرماتے ہیں کہ نفل نماز میں والدین کو جواب دینا افضل ہے۔

''لفتن'' یعنی اگر زنا کے فتنہ میں پڑ جانے کی بددعا ہوتی تو بیٹا اس میں واقع ہو جاتا۔ ''الی دیرہ'' راہب کی عبادت کی کوٹھری کو کہتے ہیں جو اوپر سے مینار نما مدور ہوتا ہے اسی کو صومعہ بھی کہتے ہیں ''امراۃ'' یہ عورت حسن و جمال وکمال والی تھی اگلی روایت میں اس کو حسن میں مثالی عورت کہا گیا ہے، اس عورت نے شرطیہ طور پر کہا تھا کہ میں جریج کو فتنہ میں ڈال سکتی ہوں لوگوں نے کہا تم ایسا نہیں کرسکتی ہو چنانچہ اس عورت نے بہت کوشش کی جب جریج کو ورغلا نہ سکی تو چرواہا کو بلا کر اس سے زنا کیا اور جب بچہ پیدا ہو گیا تو الزام شیخ جریج پر لگا دیا لوگوں نے اس کے گرجے کو گرا دیا اس کو مارا پیٹا اس نے کہا کیا وجہ ہے جب معلوم ہوا تو شیخ جریج نے بچہ سے کہا یا بابوس! تیرا باپ کون ہے اس نے کہا چرواہا ہے لوگوں نے غلطی کا اعتراف کیا اور جریج کا گرجا تعمیر کیا۔

بچپن میں باتیں کرنے والے بچوں کی تعداد

٦٥٠٤ ـ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَمْ يَتَكَلَّمْ فِي الْمَهْدِ إِلَّا ثَلَاثَةٌ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ، وَصَاحِبُ جُرَيْجٍ، وَكَانَ جُرَيْجٌ رَجُلًا عَابِدًا، فَاتَّخَذَ صَوْمَعَةً، فَكَانَ فِيهَا، فَأَتَتْهُ أُمُّهُ وَهُوَ يُصَلِّي، فَقَالَتْ: يَا جُرَيْجُ فَقَالَ: يَا رَبِّ أُمِّي وَصَلَاتِي، فَأَقْبَلَ عَلَى صَلَاتِهِ، فَانْصَرَفَتْ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ أَتَتْهُ وَهُوَ يُصَلِّي، فَقَالَتْ: يَا جُرَيْجُ فَقَالَ: يَا رَبِّ أُمِّي وَصَلَاتِي، فَأَقْبَلَ عَلَى صَلَاتِهِ، فَانْصَرَفَتْ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ أَتَتْهُ وَهُوَ يُصَلِّي فَقَالَتْ: يَا جُرَيْجُ فَقَالَ: أَيْ رَبِّ أُمِّي وَصَلَاتِي، فَأَقْبَلَ عَلَى صَلَاتِهِ، فَقَالَتْ: اللّٰهُمَّ لَا تُمِتْهُ حَتَّى يَنْظُرَ إِلَى وُجُوهِ الْمُومِسَاتِ، فَتَذَاكَرَ بَنُو إِسْرَائِيلَ جُرَيْجًا وَعِبَادَتَهُ وَكَانَتِ امْرَأَةٌ بَغِيٌّ يُتَمَثَّلُ بِحُسْنِهَا، فَقَالَتْ: إِنْ شِئْتُمْ لَأَفْتِنَنَّهُ لَكُمْ، قَالَ: فَتَعَرَّضَتْ لَهُ، فَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَيْهَا، فَأَتَتْ رَاعِيًا كَانَ يَأْوِي إِلَى صَوْمَعَتِهِ، فَأَمْكَنَتْهُ مِنْ نَفْسِهَا، فَوَقَعَ عَلَيْهَا فَحَمَلَتْ، فَلَمَّا وَلَدَتْ قَالَتْ: هُوَ مِنْ جُرَيْجٍ، فَأَتَوْهُ فَاسْتَنْزَلُوهُ وَهَدَمُوا صَوْمَعَتَهُ وَجَعَلُوا يَضْرِبُونَهُ فَقَالَ: مَا شَأْنُكُمْ؟ قَالُوا: زَنَيْتَ بِهَذِهِ الْبَغِيِّ،

فَوَلَدَتْ مِنْكَ، فَقَالَ: أَيْنَ الصَّبِيُّ؟ فَجَاءُوا بِهِ، فَقَالَ: دَعُونِي حَتَّى أُصَلِّيَ، فَصَلَّى، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَتَى الصَّبِيَّ فَطَعَنَ فِي بَطْنِهِ، وَقَالَ: يَا غُلَامُ مَنْ أَبُوكَ؟ قَالَ: فُلَانٌ الرَّاعِي، قَالَ: فَأَقْبَلُوا عَلَى جُرَيْجٍ يُقَبِّلُونَهُ وَيَتَمَسَّحُونَ بِهِ، وَقَالُوا: نَبْنِي لَكَ صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ: لَا، أَعِيدُوهَا مِنْ طِينٍ كَمَا كَانَتْ، فَفَعَلُوا. وَبَيْنَا صَبِيٌّ يَرْضَعُ مِنْ أُمِّهِ، فَمَرَّ رَجُلٌ رَاكِبٌ عَلَى دَابَّةٍ فَارِهَةٍ، وَشَارَةٍ حَسَنَةٍ، فَقَالَتْ أُمُّهُ: اللَّهُمَّ اجْعَلِ ابْنِي مِثْلَ هَذَا، فَتَرَكَ الثَّدْيَ وَأَقْبَلَ إِلَيْهِ، فَنَظَرَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْنِي مِثْلَهُ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى ثَدْيِهِ فَجَعَلَ يَرْتَضِعُ . قَالَ: فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَحْكِي ارْتِضَاعَهُ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ فِي فَمِهِ، فَجَعَلَ يَمُصُّهَا، قَالَ: وَمَرُّوا بِجَارِيَةٍ وَهُمْ يَضْرِبُونَهَا وَيَقُولُونَ: زَنَيْتِ، سَرَقْتِ، وَهِيَ تَقُولُ: حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ، فَقَالَتْ أُمُّهُ: اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلِ ابْنِي مِثْلَهَا، فَتَرَكَ الرَّضَاعَ وَنَظَرَ إِلَيْهَا، فَقَالَ: اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِثْلَهَا، فَهُنَاكَ تَرَاجَعَا الْحَدِيثَ، فَقَالَتْ: حَلْقَى مَرَّ رَجُلٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ فَقُلْتُ: اللَّهُمَّ اجْعَلِ ابْنِي مِثْلَهُ، فَقُلْتَ: اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْنِي مِثْلَهُ، وَمَرُّوا بِهَذِهِ الْأَمَةِ وَهُمْ يَضْرِبُونَهَا وَيَقُولُونَ زَنَيْتِ، سَرَقْتِ، فَقُلْتُ: اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلِ ابْنِي مِثْلَهَا فَقُلْتَ: اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِثْلَهَا، قَالَ: إِنَّ ذَاكَ الرَّجُلَ كَانَ جَبَّارًا، فَقُلْتُ: اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْنِي مِثْلَهُ، وَإِنَّ هَذِهِ يَقُولُونَ لَهَا زَنَيْتِ وَلَمْ تَزْنِ، وَسَرَقْتِ وَلَمْ تَسْرِقْ فَقُلْتُ: اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِثْلَهَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کوئی بچہ جھولے میں (نومولود ہونے کی حالت میں) نہیں بولا سوائے تین بچوں کے (۱) عیسیٰ بن مریم (۲) جریج کا ساتھی۔ اور جریج ایک عابد آدمی تھا۔ اس نے اپنا صومعہ (عبادت خانہ) بنایا تھا وہ اسی میں (عبادت میں مشغول) تھا اس کی ماں آئی۔ وہ نماز پڑھ رہا تھا۔ ماں نے کہا: اے جریج! اس نے (دل میں) کہا کہ اے میرے رب! میری ماں اور میری نماز پس اپنی نماز کی طرف متوجہ رہا، ماں واپس ہوگئی۔ اگلے روز ماں پھر آئی تو وہ نماز میں مشغول تھا۔ ماں نے کہا: اے جریج! اس نے کہا کہ اے میرے رب! میری ماں اور میری نماز، بس نماز ہی میں لگا رہا۔ ماں نے کہا: اے اللہ! اسے موت نہ دینا یہاں تک کہ وہ بدکار عورتوں کا منہ نہ دیکھ لے''۔ بنو اسرائیل جریج اور اس کی عبادت کا تذکرہ کیا کرتے تھے وہاں ایک بدکار عورت بھی تھی جس کے حسن کی مثالیں دی جاتی تھیں۔ اس نے لوگوں سے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں جریج کو (اپنے) فتنہ میں مبتلا کردوں۔ چنانچہ وہ حضرت جریج کے سامنے آئی۔ حضرت جریج نے اس کی طرف توجہ بھی نہ کی۔ وہ ایک چرواہے کے پاس آئی جو حضرت جریج کے عبادت خانہ کے قریب ہی رہتا تھا۔ اس عورت نے

اپنے آپ پر اسے قدرت دیدی اس نے اس سے بدکاری کی۔ وہ حاملہ ہوگئی۔ جب بچہ پیدا ہوا تو اس نے کہہ دیا کہ یہ تو جریج سے ہے۔ لوگ اس کے پاس آئے، اسے عبادت خانہ سے نیچے اتارا اور اس کے صومعہ کو منہدم کر دیا اور اسے مارنا شروع کر دیا۔ اس نے کہا کہ کیا معاملہ ہے؟ لوگوں نے کہا تو نے اس بدکار عورت سے زنا کیا ہے اور تجھ سے اس کا بیٹا پیدا ہوا ہے۔ حضرت جریج نے کہا کہ وہ بچہ کہاں ہے؟ وہ اسے لے آئے۔ حضرت جریج نے کہا کہ مجھے نماز پڑھنے دو۔ اس نے نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہوکر بچہ کے پاس آیا اور اس کے پیٹ میں ٹھوکا دیا اور کہا: اے لڑکے! تیرا باپ کون ہے؟ بچہ نے جواب دیا فلاں چرواہا۔ لوگ اب جریج کی طرف متوجہ ہوئے اور اسے چومنے چاٹنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم تیرا صومعہ سونے کا بنائیں گے۔ اس نے کہا کہ نہیں اسے گارے مٹی کا ہی پھر بنا دو جیسا کہ پہلے تھا۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ (اور تیسرا بچہ جس نے جھولے میں کلام کیا اس کا قصہ یہ تھا کہ) ایک بچہ اپنی ماں کا دودھ پی رہا تھا۔ اسی اثناء میں وہاں سے ایک شخص اپنے عمدہ جانور پر سوار گزرا اس کا لباس بہت عمدہ تھا۔ بچہ کی ماں نے کہا: اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا بنا دیجئے۔ بچہ نے ماں کی چھاتی چھوڑی اور اس سوار کی طرف رخ کر کے اسے دیکھا اور کہا: اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ بنائیے۔ یہ کہہ کر پھر چھاتی کی طرف متوجہ ہوگیا اور دودھ پینا شروع کر دیا۔ راوی کہتے ہیں کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی شہادت کی انگلی اپنے منہ میں ڈال کر اسے چوس رہے ہیں اور بچہ کے دودھ پینے کی کیفیت کو بیان کر رہے ہیں۔ اسی دوران لوگ ایک باندی کو لے کر وہاں سے گزرے جسے مار پیٹ رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ تو نے زنا کاری کی ہے اور تو نے چوری کی ہے۔ جب کہ وہ باندی کہہ رہی تھی کہ: ''میرے لیے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے''۔ بچہ کی ماں نے کہا: اے اللہ! میرے بیٹے کو اس باندی جیسا نہ بنائیے۔ بچہ نے دودھ پینا چھوڑا اور اس باندی کی طرف دیکھا اور کہا: اے اللہ! مجھے اس جیسا بنائیے۔ اب اس موقع پر ماں بیٹے میں گفتگو ہوئی۔ ماں نے کہا کہ اے نکٹے ٹکڑو ایک اچھی ہیئت والا آدمی گزرا تو میں نے کہا: اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا بنائیے۔ تو تو نے کہا: اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ بنائیے۔ اور پھر لوگ اس باندی کو لے کر گزرے اسے مارتے اور کہتے کہ تو نے زنا کاری کی ہے۔ اور چوری کی ہے۔ تو میں نے کہا اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا نہ بنائیے۔ تو تو نے کہا: اے اللہ! مجھے اس جیسا بنائیے۔ (اس کی کیا وجہ ہے) بچہ نے کہا کہ وہ آدمی ایک ظالم و جابر شخص تھا۔ تو میں نے کہا اے اللہ! مجھے اس جیسا (یعنی ظالم و جابر) نہ بنائیے۔ اور یہ باندی لوگ اس کے متعلق کہہ رہے تھے کہ تو نے زنا کیا ہے حالانکہ اس نے زنا نہیں کیا اور کہہ رہے تھے کہ تو نے چوری کی ہے حالانکہ اس نے چوری نہیں کی۔ تو میں نے کہا: اے اللہ مجھے اس جیسا (حق پر قائم رہنے والا) بنائیے۔

تشریح:

''الا ثلاثة ''یعنی جھولی اور پنگولی میں صرف تین بچوں نے باتیں کی ہیں ایک صاحب جریج ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ایک وہ بچہ جو غریب عورت کی گود میں تھا تینوں کا بیان اس حدیث میں ہے۔

سوال: یہاں ایک مشہور سوال ہے وہ یہ ہے کہ اس حدیث میں بچپن میں باتیں کرنے والے بچوں کی تعداد کا حصر تین میں کیا گیا ہے حالانکہ تین میں حصر کرنا سمجھ سے بالاتر ہے کیونکہ علامہ قرطبی نے ضحاک کا حوالہ دیکر لکھا ہے کہ چھ بچوں نے باتیں کی ہیں اور پھر ایک کو اپنی طرف سے بڑھایا تو کل سات بچے ہوئے۔

مثلاً (۱) شاہد یوسف، جس کو قرآن میں وشهد شاهد من اهلها سے ذکر کیا گیا ہے۔

(۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام (۳) اصحاب اخدود کے قصہ میں ایک ماں کے بچے نے گود میں کہا ''یا امه اصبری فانک علی الحق '' (۴) حضرت یحیٰ علیہ السلام (۵) صاحب جریج (۶) طفلِ ماشطة امرأة فرعون (۷) صبی امرأة مسكينة جو اس حدیث میں آگے آرہا ہے تو تین میں حصر کرنا کیسا ہے؟

جواب: اس سوال کا پہلا جواب یہ ہے کہ آنحضرت نے ابتداء میں تین کا ذکر فرمایا پھر بذریعہ وحی مزید علم ہوا تو آپ نے مزید کو بیان کیا۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ طفولیت کا بالکل ابتدائی زمانہ ان تین کا تھا دیگر بچوں نے کچھ بڑے ہوکر باتیں کی ہیں تو وہ اور قسم کے بچے ہیں۔ ''ان شئتم ''یعنی اگر تم چاہو تو میں اس صوفی کو ورغلا سکتی ہوں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عورت نے شیخ جریج کو شرط کے طور پر ورغلانے کا منصوبہ بنایا تھا ''يتمثل بحسنها ''یعنی حسن میں ضرب المثل اور بے نظیر تھی اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس نے شرط رکھی تھی کہ میں جریج کو گمراہ کر سکتی ہوں۔

''وبينا صبي ''یعنی اسی اثناء میں ایک قصہ ایک اور بچے کا بھی ہے جس نے بچپن میں باتیں کی تھیں ''فارهة ''یعنی چست اور چاق و چوبند تیز رفتار سواری تھی ''وشارة حسنة ''یعنی اس طرح ہیئت و کیفیت تھی جو عالیشان تھی اور مشار الیہ بالبنان تھی۔

''هناك تراجعا الحديث ''یعنی اب یہیں پر ماں اور اس چھوٹے بچے کے درمیان مکالمہ ہوا تو ماں نے کہا ''حلقي'' جس کے حلق میں زخم ہوا اس کو کہتے ہیں یہ عرب کا محاورہ ہے حقیقت میں بددعا نہیں ہے یا حلقی سے سر منڈا مراد ہے بہر حال بیٹے نے ظالم بننے کے بجائے مظلوم بننے کی دعا مانگی آدمی ظالم تھا اور لونڈی مظلوم تھی بے گناہ بھی تھی لہٰذا اس طرح بننے کو پسند کیا۔

بَابُ رَغِمَ مَنْ أَدْرَکَ أَبَوَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ، فَلَمْ يَدْخُلاهُ الْجَنَّةَ

وہ بدنصیب بیٹا جس نے بڑھاپے میں والدین کو پایا اور جنت حاصل نہ کی

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

٦٥٠٥ ـ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: رَغِمَ أَنْفُ، ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُ، ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُ، قِيلَ: مَنْ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: مَنْ أَدْرَكَ أَبَوَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ، أَحَدَهُمَا أَوْ كِلَيْهِمَا فَلَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''خاک آلود ہو اس شخص کی ناک، خاک آلود ہو اس شخص کی ناک، خاک آلود ہو اس شخص کی ناک، جس نے اپنے والدین میں سے کسی ایک کو یا دونوں کو ان کے بڑھاپے میں پایا، پھر بھی جنت میں داخل نہ ہوا''۔

٦٥٠٦ ـ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَغِمَ أَنْفُهُ، ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُهُ، ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُهُ قِيلَ: مَنْ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: مَنْ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ، أَحَدَهُمَا أَوْ كِلَيْهِمَا، ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ناک خاک آلود ہو گئی پھر ناک خاک آلود ہو گئی پھر ناک خاک آلود ہو گئی۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! وہ کون آدمی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے والدین میں سے ایک یا دونوں کو بڑھاپے میں پایا پھر (ان کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہ ہوا۔

٦٥٠٧ ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، حَدَّثَنِي سُهَيْلٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَغِمَ أَنْفُهُ ثَلَاثًا ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا: اس کی ناک خاک آلود ہو گئی (بقیہ حدیث سابقہ حدیث ہی کی مثل بیان فرمائی)

بَابُ فضل صلة اصدقاء الابوين

والدین کے دوستوں سے اچھا سلوک رکھنے کی فضیلت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

٦٥٠٨ - حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي الْوَلِيدِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَعْرَابِ لَقِيَهُ بِطَرِيقِ مَكَّةَ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ، وَحَمَلَهُ عَلَى حِمَارٍ كَانَ يَرْكَبُهُ. وَأَعْطَاهُ عِمَامَةً، كَانَتْ عَلَى رَأْسِهِ فَقَالَ ابْنُ دِينَارٍ: فَقُلْنَا لَهُ: أَصْلَحَكَ اللَّهُ إِنَّهُمُ الْأَعْرَابُ وَإِنَّهُمْ يَرْضَوْنَ بِالْيَسِيرِ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: إِنَّ أَبَا هَذَا كَانَ وُدًّا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ أَبَرَّ الْبِرِّ صِلَةُ الْوَلَدِ أَهْلَ وُدِّ أَبِيهِ

حضرت عبداللہ بن دینار فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ ایک دیہاتی ان سے مکہ کے راستہ میں ملا، عبداللہ نے اسے سلام کیا اور جس گدھے پر خود سوار تھے اس پر اس کو سوار کر دیا اور اپنا عمامہ جو خود سر پر باندھے تھے اسے عطا فرما دیا۔ ابن دینار کہتے ہیں کہ ہم نے ابن عمر سے کہا: اللہ تعالیٰ آپ سے نیکی کا معاملہ فرمائے۔ وہ تو دیہاتی آدمی تھا جو بہت تھوڑے پر ہی خوش ہو جاتے ہیں (پھر اس قدر اکرام کرنے کی کیا ضرورت تھی؟) عبداللہ بن عمر نے فرمایا: اس دیہاتی کا والد حضرت عمر بن الخطاب (میرے والد) کے دوست تھے اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا: ''نیکیوں میں بڑی نیکی، بیٹے کا اپنے باپ کے اہل محبت کے ساتھ حسن سلوک کرنا ہے''۔

٦٥٠٩ - حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: أَبَرُّ الْبِرِّ أَنْ يَصِلَ الرَّجُلُ وُدَّ أَبِيهِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''نیکیوں میں سے بڑی نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے والد کے دوستوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے''۔

٦٥١٠ - حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، جَمِيعًا عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ إِذَا خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ، كَانَ لَهُ حِمَارٌ يَتَرَوَّحُ عَلَيْهِ، إِذَا مَلَّ رُكُوبَ الرَّاحِلَةِ وَعِمَامَةٌ يَشُدُّ بِهَا رَأْسَهُ، فَبَيْنَا

هُوَ يَوْمًا عَلَى ذٰلِكَ الْحِمَارِ، إِذْ مَرَّ بِهِ أَعْرَابِيٌّ، فَقَالَ: أَلَسْتَ ابْنَ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ، قَالَ: بَلَى، فَأَعْطَاهُ الْحِمَارَ، وَقَالَ: ارْكَبْ هٰذَا وَالْعِمَامَةَ، قَالَ: اشْدُدْ بِهَا رَأْسَكَ، فَقَالَ لَهُ: بَعْضُ أَصْحَابِهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ أَعْطَيْتَ هٰذَا الْأَعْرَابِيَّ حِمَارًا كُنْتَ تَرَوَّحُ عَلَيْهِ، وَعِمَامَةً كُنْتَ تَشُدُّ بِهَا رَأْسَكَ، فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ مِنْ أَبَرِّ الْبِرِّ صِلَةَ الرَّجُلِ أَهْلَ وُدِّ أَبِيهِ بَعْدَ أَنْ يُوَلِّيَ وَإِنَّ أَبَاهُ كَانَ صَدِيقًا لِعُمَرَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ جب مکہ کے لیے نکلتے تو اپنا ایک گدھا بھی لے لیتے اور جب اونٹ کی سواری سے تھک جاتے تو تفریح طبع کے لیے گدھے پر سواری کرتے تھے۔ اور ان کے ایک عمامہ تھا جو اپنے سر پر باندھتے تھے۔ ایک روز وہ اپنے اسی گدھے پر سوار تھے کہ ایک دیہاتی وہاں سے گزرا۔ ابن عمر نے اس سے کہا کہ تو فلاں بن فلاں نہیں ہے؟ اس نے کہا کیوں نہیں! آپ نے اپنا گدھا اسے دیدیا۔ اور کہا اس پر سوار ہو جا اور اپنا عمامہ بھی اسے دے کر کہا کہ اسے اپنے سر پر باندھ لے۔ حضرت ابن عمر کے بعض ساتھیوں نے ان سے کہا کہ اللہ آپ کی مغفرت فرمائے۔ آپ نے اس دیہاتی کو اپنا تفریح کا گدھا دے دیا اور عمامہ بھی دیدیا جو آپ خود باندھتے تھے۔ حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے ارشاد فرمایا: ''نیکیوں کی نیکی آدمی کا اپنے باپ کے انتقال کے بعد اس کے اہل محبت سے اچھا برتاؤ کرنا ہے''۔ اور اس دیہاتی کا والد حضرت عمر کا دوست تھا۔

بَابُ تَفْسِيرِ الْبِرِّ وَالْإِثْمِ

نیکی اور گناہ کی وضاحت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

۶۵۱۱۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُونٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سِمْعَانَ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، عَنِ الْبِرِّ وَالْإِثْمِ فَقَالَ: الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ، وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي صَدْرِكَ، وَكَرِهْتَ أَنْ يَطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ

حضرت نواس بن سمعان الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نیکی اور گناہ کے متعلق دریافت کیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بھلائی (نیکی) حسن اخلاق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جس کی کھٹک تمہارے دل میں رہے اور دوسرے لوگوں کو اس کے بارے میں جاننا تمہیں ناگوار ہو''۔

۶۵۱۲۔ حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابْنَ صَالِحٍ،

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ نَوَّاسِ بْنِ سِمْعَانَ، قَالَ: أَقَمْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ سَنَةً مَا يَمْنَعُنِي مِنَ الْهِجْرَةِ إِلَّا الْمَسْأَلَةُ، كَانَ أَحَدُنَا إِذَا هَاجَرَ لَمْ يَسْأَلْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ، قَالَ: فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْبِرِّ وَالْإِثْمِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ، وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي نَفْسِكَ، وَكَرِهْتَ أَنْ يَطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے مدینہ منورہ میں ایک سال قیام پذیر رہا۔ مجھے (مستقل) ہجرت سے صرف آپ ﷺ سے سوال کرنے کی رغبت نے منع کیے رکھا۔ کیونکہ ہم میں سے جب کوئی ہجرت کر جاتا تو رسول اللہ ﷺ سے کچھ (زیادہ) سوالات نہ کیا کرتا تھا (ادب اور احترام کی وجہ سے) میں نے (ایک بار) آپ ﷺ سے نیکی اور گناہ کے متعلق دریافت کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''نیکی تو حسن اخلاق ہے اور گناہ وہ ہے جو تمہارے دل میں کھٹک پیدا کرے اور تمہیں ناگوار ہو کہ لوگ اس سے واقف ہو جائیں''۔

بَابُ صِلَةِ الرَّحِمِ وَتَحْرِيمِ قَطِيعَتِهَا

ناتا جوڑنا ضروری اور توڑنا حرام ہے

اس باب امام مسلم نے آٹھ احادیث کو بیان کیا ہے

۶۵۱۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ جَمِيلِ بْنِ طَرِيفِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الثَّقَفِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ وَهُوَ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ وَهُوَ ابْنُ أَبِي مُزَرِّدٍ، مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ، حَدَّثَنِي عَمِّي أَبُو الْحُبَابِ سَعِيدُ بْنُ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْخَلْقَ حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْهُمْ قَامَتِ الرَّحِمُ، فَقَالَتْ: هَذَا مَقَامُ الْعَائِذِ مِنَ الْقَطِيعَةِ، قَالَ: نَعَمْ، أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ، وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ؟ قَالَتْ: بَلَى، قَالَ: فَذَاكِ لَكِ. ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ، أُولَئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَى أَبْصَارَهُمْ، أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَى قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جب تمام مخلوق کی تخلیق فرمائی اور اس سے فارغ ہوئے تو رشتہ ناطہ کھڑا ہوا اور کہا یہ مقام قطع رحمی کرنے (رشتہ توڑنے) سے بچنے اور پناہ مانگنے والے کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ہاں۔ کیا تو اس بات پر خوش نہیں کہ جو تجھے جوڑے میں اسے جوڑوں اور جو

تجھے کاٹے میں اسے کاٹوں؟ اس نے کہا: کیوں نہیں (میں اس پر خوش ہوں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پھر یہ تیرا ہی مقام ہے۔ بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ سکتے ہو: اللہ تعالیٰ منافقوں کو خطاب کر کے فرماتے ہیں: ''پس اگر تم کو حکومت مل جائے تو امکان ہے کہ تم زمین میں فساد مچاؤ اور رشتے ناطے توڑ ڈالو یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی، پس ان کو بہرا کر دیا اور ان کی نگاہوں کو اندھا کر دیا۔ سو کیا یہ لوگ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں''۔

تشریح:

''الخلق'' پوری کائنات کی تخلیق بھی مراد ہو سکتی ہے اور صرف مکلّف مخلوق یعنی جن وانس بھی مراد ہو سکتے ہیں ''مقام العائذ'' یعنی صلہ توڑنے سے بچاؤ کے لیے یہ مقام بطور پناہ گاہ ہے میں آپ کی پناہ پکڑتا ہوں اپنے قطع کیے جانے سے۔ ''معلقة بالعرش'' یعنی عرش کے پایہ کے ساتھ رشتہ ناطہ لٹکا ہوا ہے اس رشتہ ناطہ نے عرش کا پایہ پکڑا ہوا ہے اور یہ اعلان کر رہا ہے کہ جس نے مجھے جوڑا رحمان اسے جوڑیگا اور جس نے مجھے توڑا رحمان اس کو توڑے گا۔

''قاطع'' یعنی صلہ توڑنے والا جب صلہ توڑنے کو جائز سمجھے گا تو وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ اس نے حرام کو حلال کہہ دیا اس لیے جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ اور اگر یہ عقیدہ نہ ہو صرف گناہ ہو تو پھر دخول سے مراد دخول اولی ہے کہ سزا بھگتنے کے بعد داخل ہو گا یہ آنے والے الفاظ کی تشریح ہے۔

٦٥١٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي مُزَرِّدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الرَّحِمُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَقُولُ مَنْ وَصَلَنِي وَصَلَهُ اللّٰهُ، وَمَنْ قَطَعَنِي قَطَعَهُ اللّٰهُ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''رحم (قرابت داری) عرش الٰہی سے لٹکا ہوتا ہے اور کہتا ہے جو مجھے جوڑے اللہ اسے جوڑے اور جو مجھے توڑے اللہ اسے توڑے''۔

٦٥١٥ ـ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ: قَالَ سُفْيَانُ: يَعْنِي قَاطِعَ رَحِمٍ

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قطع رحمی کرنے والا جنت میں

داخل نہیں ہوگا"۔

۶۵۱۶۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ الضُّبَعِيُّ، حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ، أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعُ رَحِمٍ

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔

۶۵۱۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. وَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس سند سے بھی حضرت جبیر بن مطعم سے حسب سابق حدیث منقول ہے۔ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔

۶۵۱۸۔ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ، أَوْ يُنْسَأَ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جس شخص کو یہ بات خوش کرے کہ اس کے رزق میں وسعت ہو اور اس کی عمر میں برکت ہو تو اسے چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کیا کرے"۔

تشریح:

"فی اثرہ" یعنی اس کی موت میں تاخیر کی جائے اثر نشانات قدم کو کہتے ہیں آدمی جب تک زندہ رہتا ہے اس کے قدموں کے نشانات زمین پر پڑتے ہیں جب مرجاتا ہے یہ نشانات ختم ہوجاتے ہیں "اثرہ ای حیاتہ" اثر اجل کو کہتے ہیں زہیر شاعر نے کہا

وَالْمَرْءُ مَا عَاشَ مَمْدُودٌ لَهُ أَجَلٌ　　　لَا يَنْتَهِي الْعُمْرُ حَتَّى يَنْتَهِي الْأَثَرُ

سوال: اب سوال یہ ہے کہ رزق اور اسی طرح انسان کی عمر کا تعلق تقدیر الٰہی سے ہے تو صلہ رحمی تقدیر کو کیسے بدل سکتی ہے؟

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ ایک تقدیر مبرم ہے دوسری تقدیر معلق ہے اس دوسری قسم میں چونکہ تعلیق ہوتی ہے کہ مثلاً اس شخص نے اگر صلہ رحمی کو قائم رکھا اور اسے جوڑ دیا تو ان کی عمر نوے سال ہوگی ورنہ ستر سال ہوگی اسی طرح صلہ پالنے سے اللہ تعالیٰ

انسان کے مال میں اضافہ فرماتا ہے مثلاً دل نہیں چاہتا مگر صلہ اور رشتے ناتے کی وجہ سے بھائیوں چچاؤں اور چچا زاد بھائیوں سے احسان کرتا ہے اس کی وجہ سے اس آدمی کا مال بڑھتا ہے تجربہ گواہ ہے کہ ایسا ہوتا ہے کوئی آزما کر دیکھے میں نے بہت آزمایا ہے اور اسی طرح پایا ہے۔

۶۵۱۹۔ وحَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ جَدِّي، حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ، وَيُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس آدمی کو یہ بات محبوب ہو کہ اس کے رزق میں کشادگی کر دی جائے اور اس کے مرنے کے بعد اس کو یاد رکھا جائے تو اس کو چاہیے کہ وہ اپنی رشتہ داری کو جوڑے (قطع رحمی نہ کرے)۔

۶۵۲۰۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لِي قَرَابَةً أَصِلُهُمْ وَيَقْطَعُونِي، وَأُحْسِنُ إِلَيْهِمْ وَيُسِيئُونَ إِلَيَّ، وَأَحْلُمُ عَنْهُمْ وَيَجْهَلُونَ عَلَيَّ، فَقَالَ: لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ، فَكَأَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ وَلَا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللَّهِ ظَهِيرٌ عَلَيْهِمْ مَا دُمْتَ عَلَى ذَلِكَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ! میرے بعض رشتہ دار ہیں میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع تعلق کرتے ہیں۔ میں ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہوں وہ میرے ساتھ بدسلوکی کرتے ہیں۔ میں ان کے ساتھ تحمل و بردباری کا معاملہ کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ جاہلانہ برتاؤ کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: اگر حقیقت میں ایسا ہی ہے جیسا تو کہہ رہا ہے تو درحقیقت تو (ان پر احسان کر کے) ان کے منہ میں جلتی راکھ ڈال رہا ہے (یعنی تیرا ان کے ساتھ حسن سلوک اور جواب میں ان کی بدسلوکی ان کے لیے جہنم کا سامان کر رہی ہے) اور جب تک تو اس حالت پر برقرار رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلسل ایک مددگار فرشتہ تیرے ساتھ رہے گا۔ جو تجھے ان (رشتہ داروں) پر غالب رکھے گا''۔

تشریح:

''احلم عنه ''میں صبر کرتا ہوں''ویجهلون علی ''یعنی وہ لوگ میرے حق میں بے صبری سے کام لیتے ہیں۔

''تسفهم المل'' الـمل گرم راکھ کو کہتے ہیں اور تسف باب افعال سے ہے منہ میں راکھ پھکانا اور ڈالنا مراد ہے یعنی اگر واقعہ ایسا ہی ہے تو پھر تمہارا یہ احسان گویا ان کے منہ میں گرم گرم راکھ ہے جو تم ڈال رہے ہو کیونکہ وہ لوگ تمہارے احسان کا نہ بدلہ دیتے ہیں نہ تذکرہ کرتے ہیں اور نہ شکریہ ادا کرتے ہیں بلکہ الٹا تنگ کرتے ہیں گویا تم نے ان لوگوں کو اس طرح ذلیل کیا کہ ان کے منہ میں راکھ پھانک دی۔''ظهیر ''یعنی مدد کے لیے ایک فرشتہ رہے گا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہوگا۔

بَابُ تحريم التَّحَاسُدِ وَالتَّبَاغُضِ وَالتَّدَابُرِ

حسد اور بغض اور دشمنی کے حرام ہونے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چھ احادیث کو بیان کیا ہے

۶۵۲۱۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:''آپس میں بغض مت رکھا کرو، نہ ایک دوسرے سے حسد کیا کرو اور نہ ایک دوسرے سے دشمنی کیا کرو اور ہو جاؤ سب اللہ کے بندے بھائی بھائی۔ اور کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ اپنے (مسلمان) بھائی (سے تعلق) کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے''۔

تشریح:

''ولا تحاسدوا ''یعنی آپس میں حسد نہ کرو حسد کی تعریف یہ ہے کہ کوئی شخص دوسرے کی نعمت کے ازالہ کی تمنا کرے خود اسے ملے یا نہ ملے مگر دوسرے سے زائل ہو جائے اس طرح حسد حرام ہے۔

''ولا تباغضوا ''ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو یعنی دینی اور دنیوی اعتبار سے ایسے اسباب پیدا نہ کرو جس سے بغض وحسد جنم لیتا ہو۔''ولا تدابروا ''یعنی ایک دوسرے کی پیٹھ پیچھے برائی اور غیبت نہ کرو یہ ایک مطلب ہے۔ دوسرا مطلب ملا علی قاری نے یہ بیان کیا ہے کہ جب دو مسلمان ملتے ہوں تو قطع تعلق کی وجہ سے ایک دوسرے کو پیٹھ نہ دکھاؤ جیسا کہ عام عادت ہے کہ دو ناراض

ساتھی منہ موڑ کر پیٹھ دکھا کر اعراض کرتے ہیں یہ مطلب زیادہ واضح ہے۔ ''وکونوا عباد اللہ ''یعنی سب کے سب دینی مسلمان بھائی بن جاؤ یہ جملہ بطور خلاصہ اور نتیجہ ہے کیونکہ اوپر بیان کردہ مکروہ کام جب نہ ہوں تو خود بخود مسلمان بھائی بھائی بن جائیں گے کیونکہ سب کا رب ایک ہے نبی ایک ہے کتاب ایک ہے قبلہ ایک ہے مکمل اتحاد ہے۔

''ولا تنافسوا ''یعنی حرص و لالچ کر کے دنیوی نفیس چیزوں میں دلچسپی لیکر ایک دوسرے سے آگے نہ بڑھو۔ سُنن ایک روایت میں یہ جملہ موجود ہے اب زیادہ واضح یہ ہے کہ یہ جملہ ولا تحاسدوا کے بعد ہو۔ آیندہ روایت ۶۵۴۱ میں یہ جملہ موجود ہے یہاں اس حدیث میں نہیں ہے۔ بعض علماء نے اس کا ترجمہ رشک اور رقابت سے کیا ہے۔

''فوق ثلاث ''یعنی تین دن سے زیادہ ترک تعلق کسی کے لیے حلال نہیں ہے اس حدیث میں تین دن کی قید لگانے سے معلوم ہوا کہ انسانی طبع اور غصہ وغضب کو پیش نظر رکھتے ہوئے تین دن تک ایک آدمی کے لیے ترک تعلق اور بائیکاٹ کی گنجائش ہے۔ غیرت وحمیت کے پیش نظر انسان تین دن تک اپنے غضب کے جذبات کی وجہ سے معذور ہے اس لیے کہ مزاج کی تندہی اور بے صبری کا مادہ تین دن تک جوش میں رہتا ہے لہٰذا تین دن تک معذور سمجھا گیا ہے تین دن سے زیادہ قطع تعلق مزاج کی مغلوبیت نہیں بلکہ شرارت ہے اس لیے حرام ہے۔ تین دن تک معذور سمجھنے کی وجہ سمجھ میں آتی ہے کیونکہ انسان مدنی الطبع ہے عام میل جول کی وجہ سے کبھی گالی سن لیتا ہے کبھی غیبت وچغلی سنتا ہے روزمرہ کے ان باہمی معاملات کی وجہ سے نزاع اور جھگڑے کی صورتیں پیدا ہوسکتی ہیں اس لیے تین دن تک قطع تعلق کی گنجائش ہے زیادہ نہیں۔

علامہ سیوطیؒ نے اس بات پر علماء کا اتفاق نقل کیا ہے کہ اگر کسی شخص کو یہ خوف ہو کہ اگر فلاں شخص سے ملاقات کروں گا یا عام لوگوں سے عام میل جول رکھوں گا تو اس سے مجھے دینی اور دنیوی نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے اور میرا قیمتی وقت بھی ضائع ہوسکتا ہے تو ایسے شخص کے لیے جائز ہے کہ وہ لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کرے اور میل جول سے اجتناب کرے لیکن وہ اس کنارہ کشی میں لوگوں کی غیبت نہ کرے ان کی برائی نہ کرے اور ان سے کینہ وحسد نہ رکھے۔

اسی طرح دینی حمیت کی وجہ سے اور دینی غیرت کی بنیاد پر، دین کے فائدہ کے لیے تین دن سے زیادہ ترک تعلق کی گنجائش ہے کیونکہ یہ ترک موالات دین کے لیے بھی مفید ہے اور اس شخص کے لیے بھی مفید ہے جس سے ترک تعلق کیا گیا ہے چنانچہ حضرت کعب بن مالک، ہلال بن امیہ اور حضرت مرارہ سے اہل مدینہ نے اور پیغمبر خدا نے پچاس دن تک مکمل قطع تعلق کیا تھا۔ آنحضرت نے حضرت زینب سے تقریباً پونے تین ماہ قطع تعلق کیا تھا۔ حضرت ابن عمرؓ نے اپنے بیٹے حضرت بلال سے زندگی بھر

قطع تعلق کیا تھا۔ حضرت عائشہؓ نے ایک عرصہ تک حضرت عبداللہ بن زبیر سے قطع تعلق کیا تھا غرضیکہ جب خواہش نفس نہ ہو، کینہ وحسد نہ ہو صرف دینی حمیت وغیرت کے لیے قطع تعلق ہو تو یہ جائز ہے، اسی طرح اہل بدعت واہواء سے ان کی بدعت کی وجہ سے قطع تعلق ضروری ہے دیگر بدعقیدہ لوگوں کا بھی یہی حکم ہے۔ تاہم یہ ضروری ہے کہ نیت صالح ہو خواہش نفس نہ ہو۔

بہرحال بائیکاٹ کی صورت میں جس نے سلام میں پہل کی وہ دوسرے سے افضل واعلیٰ بنے گا اگر بوقت قطع تعلق ایک نے سلام کیا اور دوسرے نے جواب نہیں دیا تو اب تقاطع کے گناہ سے سلام کرنے والا خارج ہو گیا دوسرا اس میں پڑا رہے گا، اس پوری بحث کا خلاصہ یہ نکلا کہ ارتکاب قبیح کے بعد ادب اور زجر وتوبیخ وتنبیہ اور اصلاح کی غرض سے تین دن سے زیادہ تہاجر جائز ہے اور صرف بغض وعناد اور کینہ وحسد کی بنیاد پر حرام ہے اس بیان سے تمام احادیث میں تطبیق آجائے گی۔ آیندہ باب کی تشریح بھی ہوگی

٦٥٢٢ - حَدَّثَنَا حَاجِبُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ الزُّبَيْدِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ح وحَدَّثَنِيهِ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ،

حضرت انسؓ نے نبی کریم ﷺ سے حضرت مالک کی روایت کردہ حدیث ہی کی مثل حدیث نقل فرمائی ہے۔

٦٥٢٣ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، وَعَمْرٌو النَّاقِدُ، جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَزَادَ ابْنُ عُيَيْنَةَ وَلَا تَقَاطَعُوا

ترجمہ حدیث حسب سابق ہے۔ اس روایت میں یہ اضافہ ہے کہ لا تقاطعوا آپس میں قطع تعلق مت کیا کرو"۔

٦٥٢٤ - حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، جَمِيعًا عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، أَمَّا رِوَايَةُ يَزِيدَ، عَنْهُ فَكَرِوَايَةِ سُفْيَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، يَذْكُرُ الْخِصَالَ الْأَرْبَعَةَ جَمِيعًا، وَأَمَّا حَدِيثُ عَبْدِ الرَّزَّاقِ وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَقَاطَعُوا وَلَا تَدَابَرُوا

حضرت زہری رحمہ اللہ سے اس سند کے ساتھ (سابقہ) روایت نقل کی گئی ہے اور وہ چار اکٹھی خصلتوں کا ذکر کرتے ہیں اور باقی حضرت عبدالرزاق کی حدیث مبارکہ میں ہے کہ تم آپس میں ایک دوسرے سے حسد نہ کرو اور ایک

دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو اور ایک دوسرے سے روگردانی بھی نہ کرو۔

٦٥٢٥ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَقَاطَعُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا

اس سند سے بھی حسب سابق حدیث منقول ہے۔ البتہ اس روایت میں یہ ہے کہ آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ جیسا کہ اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے۔

٦٥٢٦ - حَدَّثَنِيهِ عَلِيُّ بْنُ نَصْرٍ الْجَهْضَمِيُّ، حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ كَمَا أَمَرَكُمُ اللّٰهُ

حضرت شعبہ اس سند کیساتھ مذکورہ حدیث ہی کی مثل حدیث بیان فرماتے ہیں البتہ اس روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ جیسے اللہ نے تم کو حکم دیا ہے۔

بَابُ تَحْرِيمِ الْهَجْرِ فَوْقَ ثَلَاثٍ بِلَا عُذْرٍ شَرْعِيٍّ

عذر شرعی کے بغیر تین دن سے زیادہ باتیں بند کرنا حرام ہے

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

٦٥٢٧ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هَذَا وَيُعْرِضُ هَذَا، وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ

حضرت ابوایوب الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی کو چھوڑے رکھے تین راتوں سے زیادہ۔ اس طرح سے کہ دونوں کا آمنا سامنا ہو تو یہ ادھر کو رخ کرے اور وہ اُدھر کو رخ کرلے۔ اور ان دونوں میں بہتر شخص وہ ہے جو سلام میں پہل کردے''۔

٦٥٢٨ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، ح وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، ح وَحَدَّثَنَا حَاجِبُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، وَعَبْدُ بْنُ

حُمَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِإِسْنَادِ مَالِكٍ وَمِثْلِ حَدِيثِهِ، إِلَّا قَوْلَهُ فَيُعْرِضُ هَذَا وَيُعْرِضُ هَذَا فَإِنَّهُمْ جَمِيعًا قَالُوا فِي حَدِيثِهِمْ، غَيْرَ مَالِكٍ فَيَصُدُّ هَذَا وَيَصُدُّ هَذَا.

حضرت زہری رحمہ اللہ سے ان اسانید کے ساتھ سابقہ حدیث (کہ کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو تین راتوں سے زیادہ چھوڑ دے الخ) ہی کی مثل حدیث منقول ہے ان میں صرف لفظی تبدیلی کا فرق ہے معنی ومفہوم ایک ہی ہے۔

۶۵۲۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ وَهُوَ ابْنُ عُثْمَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا يَحِلُّ لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مومن کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے (تعلق توڑے رکھے)"

۶۵۳۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا هِجْرَةَ بَعْدَ ثَلَاثٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تین دن کے بعد (بات چیت) چھوڑنا جائز نہیں۔"

بَابُ تَحْرِيمِ الظَّنِّ، وَالتَّجَسُّسِ، وَالتَّنَافُسِ، وَالتَّنَاجُشِ

بدگمانی، عیب جوئی، حرص اور کسی کی بیع پر چڑھتی کی حرمت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے پانچ احادیث کو بیان کیا ہے۔

۶۵۳۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ، وَلَا تَحَسَّسُوا، وَلَا تَجَسَّسُوا، وَلَا تَنَافَسُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "بدگمانی سے بچو، اس لیے کہ بدگمانی

سب سے بڑا جھوٹ ہے، نہ دوسروں کی باتوں پر کان لگاؤ، نہ تجسس میں پڑو، نہ آپس میں رشک کرو، نہ حسد کیا کرو، نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو، نہ آپس میں دشمنی کرو اور سب اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی ہو جاؤ"۔

تشریح:

"ایاکم والظن" یعنی بدگمانی سے بچو نیز گمان اور مفروضوں کی بنیاد پر باتیں بیان کرنے سے بچو کیونکہ اس طرح فرضی باتیں یا سنی سنائی باتیں بدترین جھوٹ ہیں اور "کفی بالمرأ کذبا ان یحدث بکل ما سمع" والی حدیث نے اس کو منع کیا ہے۔

"ولا تحسسوا" کسی کے احوال کی ٹوہ میں نہ پڑو اور دوسروں کی خبروں کی تلاش میں نہ رہو "ولا تجسسوا" اور کسی کی جاسوسی نہ کرو، تحسس اور تجسس کے فرق میں دو قول ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ دونوں مترادف الفاظ ہیں معنی ایک ہی ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ تجسس اس ٹوہ اور کھوج کو کہتے ہیں جو دوسروں کی مدد اور تعاون سے ہو اور تحسس وہ ہے جو کسی کی مدد اور واسطہ سے نہ ہو بلکہ اپنی مدد آپ اپنے حواس کی بنیاد پر ہو مگر خفیہ طریقہ سے ہو جیسے کان لگا کر سننے کی کوشش کی یا خفیہ طور پر آنکھوں سے معلوم کیا۔ "ولا تناجشوا" تناجش کا یہ لفظ اصل میں شکار کو برانگیختہ کرنے اور بھگانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے پھر اس کا اطلاق اس مصنوعی خریدار پر ہونے لگا جو کہ پر قیمت بڑھانے کے لیے مصنوعی سودا لگاتا ہے اس جملہ کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ کسی کے سودے کو نہ بگاڑو۔

"ولا تحاسدوا" یعنی حسد نہ کرو، حسد کی تعریف یہ ہے کہ دوسرے کی نعمت کے ازالہ کی تمنا کرے، خواہ اسے ملے یا نہ ملے مگر دوسرے سے زائل ہو جائے۔

۶۵۳۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا تَهَجَّرُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَلَا تَحَسَّسُوا، وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "نہ آپس میں ایک دوسرے کو چھوڑے رکھو (قطع تعلق کر کے) نہ دشمنیاں کرو، نہ ایک دوسرے کی باتوں پر کان لگاؤ نہ ہی تم میں سے کوئی دوسرے کی بیع پر بیع کرے اور سب اللہ کے بندے بھائی بھائی ہو جاؤ"۔

۶۵۳۳۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَجَسَّسُوا، وَلَا تَحَسَّسُوا،

وَلَا تَنَاجَشُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''نہ حسد کیا کرو، نہ بغض کیا کرو، نہ کان لگایا کرو، نہ تجسس کیا کرو، نہ تناجش کیا کرو اور ہو جاؤ سب اللہ کے بندے بھائی بھائی''۔

٦٥٣٤ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ، وَعَلِيُّ بْنُ نَصْرٍ الْجَهْضَمِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، لَا تَقَاطَعُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا، وَكُونُوا إِخْوَانًا كَمَا أَمَرَكُمُ اللَّهُ

حضرت اعمش سے اس سند سے بھی حسب سابق حدیث منقول ہے۔ کہ تم ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو اور ایک دوسرے سے روگردانی نہ کرو اور ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور نہ ہی ایک دوسرے سے حسد کرو اور تم بھائی بھائی ہو جاؤ جیسا کہ اللہ نے تم کو حکم دیا ہے۔

٦٥٣٥ـ وحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ، حَدَّثَنَا حَبَّانُ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: لَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَلَا تَنَافَسُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''نہ آپس میں بغض کیا کرو، نہ دشمنیاں کیا کرو، نہ ایک دوسرے پر رشک ورقابت کیا کرو، اور ہو جاؤ سب اللہ کے بندے بھائی بھائی''۔

بَابُ تَحْرِيمِ ظُلْمِ الْمُسْلِمِ، وَخَذْلِهِ، وَاحْتِقَارِهِ

مسلمان کوحقیر سمجھنا اس پر ظلم کرنا اور دشمن کے حوالہ کرنا حرام ہے

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

٦٥٣٦ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ يَعْنِي ابْنَ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، مَوْلَى عَامِرِ بْنِ كُرَيْزٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَنَاجَشُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ، وَلَا يَحْقِرُهُ التَّقْوَى هَاهُنَا وَيُشِيرُ إِلَى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ، دَمُهُ، وَمَالُهُ، وَعِرْضُهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''نہ باہمی حسد کیا کرو، نہ ایک دوسرے کے مال کی قیمت بڑھاؤ نہ ہی بغض کیا کرو، نہ دشمنی کیا کرو، نہ تم میں سے کوئی دوسرے کی بیع پر بیع کیا کرے اور سب اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اسے رسوا کرتا ہے نہ اس کی تحقیر کرتا ہے، تقویٰ یہاں ہوتا ہے، آپ ﷺ نے سینہ مبارک کی طرف تین بار اشارہ فرمایا۔ کسی شخص کے برا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے۔ ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، اس کا مال اور اس کی آبرو حرام ہے۔

٦٥٣٧ ـ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ أُسَامَةَ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ، مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ كُرَيْزٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ دَاوُدَ، وَزَادَ، وَنَقَصَ وَمِمَّا زَادَ فِيهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى أَجْسَادِكُمْ، وَلَا إِلَى صُوَرِكُمْ، وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَأَشَارَ بِأَصَابِعِهِ إِلَى صَدْرِهِ

اس سند سے بھی حدیث بالا ہی کی مثل منقول ہے۔ البتہ اس روایت میں یہ اضافہ ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں کو نہیں دیکھتا نہ تمہاری صورتوں کو دیکھتا ہے لیکن وہ تمہارے قلوب کو دیکھتا ہے''۔ اور آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں سے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ فرمایا۔

٦٥٣٨ ـ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُوَرِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ، وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے اموال کو نہیں دیکھتا لیکن وہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الشَّحْنَاءِ وحَدِيثُ عَرْضِ الْأَعْمَالِ

عرض اعمال کی حدیث اور کینہ رکھنے کی ممانعت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

٦٥٣٩ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، فِيمَا قُرِئَ عَلَيْهِ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ، وَيَوْمَ الْخَمِيسِ، فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا، إِلَّا رَجُلًا كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ، فَيُقَالُ: أَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا، أَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا، أَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جنت کے دروازے ہر پیر اور جمعرات کو کھولے جاتے ہیں اور ہر اس بندے کی مغفرت کردی جاتی ہے جو اللہ کے ساتھ شریک نہیں کرتا کسی کو، سوائے ایک آدمی کی جس کے اور اس کے مسلمان بھائی کے درمیان کینہ ہو۔ اور اس کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ ان دونوں کا انتظار کرو یہاں تک کہ دونوں صلح کرلیں، انتظار کرو ان دونوں کا یہاں تک کہ صلح کرلیں''۔

تشریح:

تفتح یعنی ہر ہفتہ میں دو دن جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں علامہ باجی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ دروازہ کھولنے سے مغفرت اور درجات کی بلندی مراد ہو گویا یہ کلام مجازی ہے مگر علماء فرماتے ہیں کہ اس کلام کو مجاز پر حمل کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ یہ حقیقت پر مبنی ہے مراد یہ ہے کہ فرشتے جنت کے دروازے کھول کر جنت کی آرائش کرتے ہیں کہ جو بندہ ان دو دنوں میں مر کر آئے گا اور اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرمائے گا تو ان کا اہتمام و اکرام ہوجائے۔

''الشحناء'' کینہ و حسد اور بغض و عداوت کو کہتے ہیں **''انظروا''** یہ باب افعال سے امر کا صیغہ ہے جو انتظار کے معنی میں ہے یعنی صبر کرو کہ یہ دونوں آپس میں راضی ہوجائیں۔ **''المھتجرین''** یہ بھی متهاجرین کے معنی میں ہے آپس میں بائیکاٹ کرنے والوں کو کہتے ہیں اگلی حدیث کے الفاظ ہیں۔

۶۵۴۰ - حَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ الدَّرَاوَرْدِيِّ، كِلَاهُمَا عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، بِإِسْنَادِ مَالِكٍ، نَحْوَ حَدِيثِهِ، غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ الدَّرَاوَرْدِيِّ إِلَّا الْمُتَهَاجِرَيْنِ مِنْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبْدَةَ، وَقَالَ قُتَيْبَةُ: إِلَّا الْمُهْتَجِرَيْنِ

ترجمہ حدیث حسب سابق ہے۔ البتہ اس روایت میں یہ بات ہے کہ ان دونوں شخصوں کی مغفرت نہیں ہوتی جنہوں نے ترک تعلقات کر رکھا ہو۔

۶۵۴۱ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، رَفَعَهُ مَرَّةً قَالَ: تُعْرَضُ الْأَعْمَالُ فِي كُلِّ يَوْمِ خَمِيسٍ وَاثْنَيْنِ، فَيَغْفِرُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ، لِكُلِّ

امْرِءٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا، إِلَّا امْرَأً كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ، فَيُقَالُ: ارْكُوا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا، ارْكُوا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا

حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ "ہر جمعرات اور پیر کے روز بندوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں اور اس روز ہر اس شخص کی مغفرت کر دی جاتی ہے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا سوائے اس شخص کے جس کے درمیان اور اس کے مسلمان بھائی کے درمیان کینہ ہو۔ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کو رہنے دو یہاں تک کہ دونوں صلح کر لیں۔ ان دونوں کو رہنے دو یہاں تک کہ دونوں صلح کر لیں"۔

تشریح

"تعرض الاعمال" یعنی ہر ہفتہ میں جمعرات اور پیر کے روز انسانوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں علامہ ابی مالکی فرماتے ہیں کہ اعمال کا یہ پیش کیا جانا شاید کراماً کاتبین کے لکھے ہوئے صحائف سے کسی اور مقام کی طرف لے جانا مراد ہے اور ممکن ہے کہ لوح محفوظ کی طرف لیجانا مقصود ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ اعمال اللہ تعالیٰ کے سامنے اس لیے پیش کیے جاتے ہوں تاکہ ابن آدم کی برتری ثابت ہو جائے اللہ تعالیٰ فرشتوں پر ظاہر فرماتا ہے کہ تم نے انسان کے پیدا کرنے میں شک کیا تھا اور اس کا بھی امکان ہے کہ یہ اعمال اللہ تعالیٰ پر اس لیے پیش کیے جاتے ہیں تاکہ وہ مقبول عمل سے مردود عمل کو جدا فرمادے۔

سوال: یہاں یہ سوال ہے کہ ایک اور صحیح حدیث میں ہے کہ ہر انسان کے دن کے اعمال رات کے آنے سے پہلے اٹھائے جاتے ہیں اور رات کے اعمال دن کے آنے سے پہلے اٹھائے جاتے ہیں اور زیر بحث حدیث میں ہفتہ میں صرف دو دن اٹھانے کا ذکر ہے دونوں میں تضاد ہے اس کا کیا جواب ہے؟

جواب: علامہ زرقانی نے اس کا جواب دیا ہے کہ ان حدیثوں میں کوئی تعارض و تضاد نہیں ہے کیونکہ رفع اعمال اور عرض اعمال کے اوقات مختلف ہیں ہر رات دن کے اعمال تو روزانہ اٹھائے جاتے ہیں پھر سب کے اکٹھے ہو جانے کے بعد ہفتہ کے دو دنوں میں پیش کیے جاتے ہیں اور سال بھر میں ایک دفعہ شعبان میں سارے اعمال پیش کیے جاتے ہیں تو رفع اعمال کا زمانہ اور ہے اور عرض اعمال کا زمانہ اور ہے۔

"ارکوا هذين" یہ نہر بنصر سے ہے تاخیر کے معنی میں ای اخروا هذين اگلی روایت میں اترکوا ہے ایک ہی معنی ہے۔

"حتى يفيئا" ای يرجعا و يصطلحا فاء يفيء سے رجوع کے معنی میں ہے۔

۶۵۴۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ، وَعَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ، قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تُعْرَضُ أَعْمَالُ النَّاسِ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّتَيْنِ، يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ، فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ، إِلَّا عَبْدًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ، فَيُقَالُ: اتْرُكُوا، أَوِ ارْكُوا، هَذَيْنِ حَتَّى يَفِيئَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”لوگوں کے اعمال ہر جمعہ (مراد ایک ہفتہ) میں دوبار پیر اور جمعرات کے روز پیش کیے جاتے ہیں، پس ہر مؤمن بندہ کی مغفرت کردی جاتی ہے، سوائے اس بندہ کی جس کے درمیان اور اس کے مسلمان بھائی کے درمیان کینہ ہو، اس کے لیے ارشاد ہوتا ہے کہ اس کو چھوڑ دو یا رہنے دو ان دونوں کو یہاں تک کہ دونوں باہم مل جائیں“۔

بَابٌ فِي فَضْلِ الْحُبِّ فِي اللّٰهِ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے محبت کی فضیلت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

۶۵۴۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، فِيمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَعْمَرٍ، عَنْ أَبِي الْحُبَابِ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: أَيْنَ الْمُتَحَابُّونَ بِجَلَالِي، الْيَوْمَ أُظِلُّهُمْ فِي ظِلِّي يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّي

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”قیامت کے روز اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، کہاں ہیں وہ جو میری عظمت و بزرگی کی خاطر محبت کیا کرتے تھے، آج کے دن میں انہیں اپنے سایہ میں رکھوں گا، وہ دن کہ میرے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا“۔

تشریح:

”بجلالی“ ای بسبب تعظیم حقی لا لعرض دنیوی ولا لغرض فانی ۔اس جملہ میں نداء تعظیم واکرام کے لیے ہے ”الا ظِلِّی“ یعنی میدان محشر میں میرے عرش کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا علماء نے لکھا ہے کہ قیامت کے دن اپنے اچھے اعمال کا سایہ بھی ہوگا مگر جہاں جو کوئی سایہ ہوگا اصل میں وہ عرش ہی کا سایہ ہوگا لہٰذا یہ حصر صحیح ہے۔

''فارصدالله'' مقرر کرنے کے معنی میں ہے سابقہ امتوں میں لوگوں سے فرشتوں کی کبھی کبھی بات اور ملاقات ہوتی تھی۔
''علی مدرجته'' کھلے راستہ کو کہتے ہیں ''تَرُبُّهَا'' رب یرب سے ہے پالنے اور ترقی دینے کو کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ اس شخص پر تیرا کوئی احسان ہے جس کے بدلہ لینے کے لیے تم اس کی طرف جارہے ہو تاکہ وہ تمہارے احسان کا بدلہ اتار دے بلکہ زیادہ اچھا بدلہ دیدے۔ ''احبک'' بندہ سے اللہ کی محبت کا مطلب اس کی رحمت اور رضاء مراد ہے۔

۶۵۴۴۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّ رَجُلًا زَارَ أَخًا لَهُ فِي قَرْيَةٍ أُخْرَى، فَأَرْصَدَ اللَّهُ لَهُ، عَلَى مَدْرَجَتِهِ، مَلَكًا فَلَمَّا أَتَى عَلَيْهِ، قَالَ: أَيْنَ تُرِيدُ؟ قَالَ: أُرِيدُ أَخًا لِي فِي هَذِهِ الْقَرْيَةِ، قَالَ: هَلْ لَكَ عَلَيْهِ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُبُّهَا؟ قَالَ: لَا، غَيْرَ أَنِّي أَحْبَبْتُهُ فِي اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَ: فَإِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكَ، بِأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَبَّكَ كَمَا أَحْبَبْتَهُ فِيهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ایک شخص ایک دوسری بستی میں مقیم اپنے مسلمان بھائی کی زیارت کے لیے چلا، اللہ تعالیٰ نے اس کی راہ میں ایک فرشتہ کو گھات میں کھڑا کر دیا۔ جب وہ آدمی اس کے پاس پہنچا تو فرشتہ نے (جو انسانی شکل میں ہوگا) اس سے پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اس بستی میں میرا ایک بھائی ہے (اس کی زیارت کے لیے جارہا ہوں فرشتہ نے پوچھا کہ کیا تمہارے اوپر اس کا کوئی احسان ہے کہ اس کو سنبھالنے کے لیے جارہے ہو؟ اس نے کہا نہیں۔ میں تو اس سے فقط اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں۔ فرشتہ نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کا فرستادہ ہوں تمہارے لیے (تاکہ تمہیں بتلاؤں کہ) اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت فرماتے ہیں جیسے تم اس سے اللہ کے لیے محبت کرتے ہو''۔

۶۵۴۵۔ قَالَ الشَّيْخُ أَبُو أَحْمَدَ: أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ زَنْجُويَةَ الْقُشَيْرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

حضرت حماد بن سلمہ اس سند کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث ہی کی مثل حدیث بیان فرماتے ہیں۔

بَابُ فَضْلِ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ

مریض کی عیادت کی فضیلت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چھ احادیث کو بیان کیا ہے

۶۵۴۶۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، وَأَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِيَانِ ابْنَ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ،

عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ، عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: أَبُو الرَّبِيعِ: رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَفِي حَدِيثِ سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: عَائِدُ الْمَرِيضِ فِي مَخْرَفَةِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَرْجِعَ

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”مریض کی عیادت کرنے والا واپس لوٹنے تک جنت کے باغ میں ہوتا ہے۔“

تشریح

”عائد المریض“ یہ عیادت سے ہے عیادت میں تکرار کا مفہوم پڑا ہے قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ عیادت کا بہت بڑا ثواب ہے اور یہ فرض کفایہ ہے کیونکہ مریض خود طاقت نہیں رکھتا ہے اگر کوئی اور اس کی مدد نہ کرے تو اس کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے یہ ایسا ہی ہے جیسے غریق کو بچانا ضروری ہوتا ہے عیادت کے آداب میں سے یہ ہے کہ مریض کے سر یا ہاتھ پر ہاتھ رکھے اور ان کی حالت پوچھ لے ضروری عیادت کے بعد فوراً اٹھ کر چلا جائے ہاں اگر مریض کو اس شخص سے الفت ہو تو دیر تک بیٹھ جائے، مریض کے مرض کو شدید انداز میں مریض کو نہیں بتانا چاہیے بلکہ ان کو تسلی دینی چاہیے کہ شکر ہے آپ تو اچھی حالت میں ہو خلاصہ یہ ہے کہ ہر صورت میں مریض کی راحت کا خیال رکھنا چاہیے۔

”مخرفة الجنة“ میم پر زبر ہے خ ساکن ہے را پر زبر ہے اس کا معنی باغ بھی ہے اور باغ کا راستہ بھی ہے باغ کا درمیان بھی ہے سب معنی درست ہیں اگلی روایت میں یہ لفظ ”خرفة الجنة“ ہے خ پر ضمہ ہے را ساکن ہے ف پر زبر ہے اس کا معنی خود حدیث میں مذکور ہے یعنی باغ کا پھل عیادت سے متعلق تفصیلات کتاب الجنائز میں گزر چکی ہیں۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ عیادت کرنے والا جنت میں داخل ہو کر پھل توڑ کر کھائے گا ”جناها“ ای ثمارها پھل مراد ہے اگلی حدیث کا لفظ ہے ”خرفة“ کی تفسیر ہے۔

اس باب کی آخری حدیث میں پورا کلام تشابہات پر مبنی ہے ان سارے الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ ہم کہہ دیں کہ ”مایلیق بشانه“ یعنی جو اللہ تعالیٰ کا شایانِ شان ہے ہمارا اس پر ایمان ہے۔

٦٥٤٧- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ، أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ، عَنْ ثَوْبَانَ، مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ عَادَ مَرِيضًا، لَمْ يَزَلْ فِي خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَرْجِعَ

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جس نے کسی بیمار کی عیادت کی وہ واپس لوٹنے تک (گویا) جنت کے باغ میں رہتا ہے"۔

٦٥٤٨ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ، عَنْ ثَوْبَانَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا عَادَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ لَمْ يَزَلْ فِي خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَرْجِعَ

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مسلمان جب اپنے بھائی کی عیادت کرتا ہے تو وہ واپس آنے تک جنت کے میوہ زار (باغ) میں رہتا ہے"۔

٦٥٤٩ ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، جَمِيعًا عَنْ يَزِيدَ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ وَهُوَ أَبُو قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ، عَنْ ثَوْبَانَ، مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ عَادَ مَرِيضًا لَمْ يَزَلْ فِي خُرْفَةِ الْجَنَّةِ، قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا خُرْفَةُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: جَنَاهَا

حضرت ثوبان مولی رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو آدمی بیمار کی عیادت کرتا ہے وہ جنت کے خرفہ میں رہتا ہے"۔ آپ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ "خرفة الجنة" سے کیا مراد ہے؟ فرمایا "اس کے باغات"۔

٦٥٥٠ ـ حَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ

اس سند سے بھی حسب سابق حدیث منقول ہے۔

٦٥٥١ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُونٍ، حَدَّثَنَا بَهْزٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: يَا ابْنَ آدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِي، قَالَ: يَا رَبِّ كَيْفَ أَعُودُكَ؟ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ، قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِي فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ، أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ عُدْتَهُ لَوَجَدْتَنِي عِنْدَهُ؟ يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِي، قَالَ: يَا رَبِّ وَكَيْفَ أُطْعِمُكَ؟ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ، قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّهُ اسْتَطْعَمَكَ عَبْدِي فُلَانٌ، فَلَمْ تُطْعِمْهُ؟ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ أَطْعَمْتَهُ لَوَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِي، يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَسْقَيْتُكَ، فَلَمْ

تَسۡقِنِی، قَالَ: یَا رَبِّ کَیۡفَ أَسۡقِیكَ؟ وَأَنۡتَ رَبُّ الۡعَالَمِینَ، قَالَ: اسۡتَسۡقَاكَ عَبۡدِی فُلَانٌ فَلَمۡ تَسۡقِهِ، أَمَا إِنَّكَ لَوۡ سَقَیۡتَهُ وَجَدۡتَ ذَلِكَ عِنۡدِی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بلا شبہ اللہ عزوجل قیامت کے روز فرمائیں گے: ''اے ابن آدم! میں بیمار ہوا تھا تو تو نے میری عیادت نہیں کی؟ بندہ کہے گا اے میرے رب! میں کیسے آپ کی عیادت کرتا آپ تو رب العالمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا۔ مگر تو نے اس کی عیادت نہیں کی، کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے تو اس کے پاس پاتا''۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا پس تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا۔ بندہ کہے گا: اے میرے رب! میں کیسے آپ کو کھانا کھلاتا، آپ تو رب العالمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے: کیا تو نہیں جانتا تھا کہ میرے فلاں بندہ نے تجھ سے کھانا مانگا تھا مگر تو نے اسے کھانا نہ کھلایا۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو اس کا ثواب میرے پاس پاتا''۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی طلب کیا مگر تو نے مجھے پانی نہ پلایا۔ بندہ کہے گا اے میرے پروردگار! میں کیسے آپ کو پانی پلاتا، آپ تو رب العالمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا۔ میرے فلاں بندہ نے تجھ سے پانی مانگا تھا تو تو نے اسے پانی نہ پلایا، اگر تو اسے پانی پلاتا تو اس کا بدلہ میرے پاس پاتا''۔

بَابُ ثَوَابِ الۡمُؤۡمِنِ فِیمَا یُصِیبُهُ مِنۡ مَرَضٍ، أَوۡ حُزۡنٍ،

مؤمن کو بیماری یا غم اور مصیبت پہنچنے پر ثواب کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے پندرہ احادیث کو بیان کیا ہے

۶۵۵۲۔ حَدَّثَنَا عُثۡمَانُ بۡنُ أَبِی شَیۡبَةَ، وَإِسۡحَاقُ بۡنُ إِبۡرَاهِیمَ قَالَ: إِسۡحَاقُ: أَخۡبَرَنَا، وقَالَ عُثۡمَانُ: حَدَّثَنَا جَرِیرٌ، عَنِ الۡأَعۡمَشِ، عَنۡ أَبِی وَائِلٍ، عَنۡ مَسۡرُوقٍ، قَالَ: قَالَتۡ عَائِشَةُ: مَا رَأَیۡتُ رَجُلًا أَشَدَّ عَلَیۡهِ الۡوَجَعُ مِنۡ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ وَفِی رِوَایَةِ عُثۡمَانَ مَكَانَ الۡوَجَعِ وَجَعًا.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی پر بیماری کی شدت نہیں دیکھی۔ حضرت عثمان کی روایت کردہ حدیث میں الوجع کے بجائے وجعا کا لفظ ہے۔

۶۵۵۳۔ حَدَّثَنَا عُبَیۡدُ اللّٰهِ بۡنُ مُعَاذٍ، أَخۡبَرَنِی أَبِی، ح وَحَدَّثَنَا ابۡنُ الۡمُثَنَّى، وَابۡنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابۡنُ أَبِی عَدِیٍّ، ح وحَدَّثَنِی بِشۡرُ بۡنُ خَالِدٍ، أَخۡبَرَنَا مُحَمَّدٌ یَعۡنِی ابۡنَ جَعۡفَرٍ، کُلُّهُمۡ عَنۡ شُعۡبَةَ، عَنِ الۡأَعۡمَشِ،

ح وحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ الْمِقْدَامِ، كِلَاهُمَا عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، بِإِسْنَادِ جَرِيرٍ مِثْلَ حَدِيثِهِ

حضرت اعمش حضرت جریر کی سند کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث ہی کی مثل منقول ہے۔

٦٥٥٤ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا وقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوعَكُ، فَمَسِسْتُهُ بِيَدِي، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ لَتُوعَكُ وَعْكًا شَدِيدًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَجَلْ إِنِّي أُوعَكُ كَمَا يُوعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ قَالَ: فَقُلْتُ: ذَلِكَ أَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَجَلْ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى مِنْ مَرَضٍ، فَمَا سِوَاهُ إِلَّا حَطَّ اللَّهُ بِهِ سَيِّئَاتِهِ، كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ زُهَيْرٍ: فَمَسِسْتُهُ بِيَدِي.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو بخار تھا۔ میں نے اپنے ہاتھ سے آپ کو مس کیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو تو شدید بخار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں! مجھے اتنا بخار ہے جیسا تم میں سے دو آدمیوں کو ہو۔ میں نے عرض کیا: بلاشبہ آپ کو تو دوہرا اجر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”مسلمان کو کوئی بھی مرض پہنچتا ہے یا اس کے علاوہ کچھ اور، تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کی برائیوں کو اس طرح گرا دیتے ہیں جیسے درخت اپنے پتے گرا دیتا ہے۔“ زہیر کی حدیث میں فمسته بیدی کے الفاظ نہیں ہیں۔

تشریح:

”یوعک“ وعک شدید بخار کو کہتے ہیں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے آنحضرت کو بتا دیا کہ آپ کو سخت بخار ہو رہا ہے حالانکہ مریض کے سامنے تسلی کی بات کرنی چاہیے تو اس طرح ڈرانے والی بات حضرت ابن مسعود نے کیوں کی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ اس طرح باتوں سے متاثر نہیں ہوتے تھے دوسروں کے لیے یہ حکم ہے کہ ان کو نہ بتاؤ۔ اس باب میں دیگر مشکل لغات کی تشریح بھی یہاں پر لکھی جاتی ہے۔

”علی طنب فسطاط“ طنب خیمہ کی اس رسی کو کہتے ہیں جس سے خیمہ باندھا جاتا ہے فسطاط بڑے خیمے کو کہتے ہیں۔

"شوکۃ" کانٹے کو کہتے ہیں "یشاک" یہ چبھنے کے معنی میں ہے "الاقض" یہ نقض کے معنی میں ہے "وصب" ھو الوجع اللازم یعنی ایسی تکلیف اور بیماری جو چپک جائے "النصب" تھکاوٹ کو کہتے ہیں "الھم" غم کو کہتے ہیں "النکبۃ" اصل میں نکبۃ منہ کے بل گرنے کو کہتے ہیں جیسے پھسل جائے اور اس سے انگلیوں وغیرہ میں زخم لگ جائے اس قسم کی مصیبت کو نکبہ کہتے ہیں۔ "تزفزین" یہ تتحرکین حرکۃ شدیدۃ ای ترعدین کپکپی طاری ہونے کو کہتے ہیں "الکیر" مشکیزہ اور بھٹی کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ حدادین لوہا گرم کرنے کے لئے کوئلہ میں ہوا چلاتے ہیں "اصرع" مرگی کے دورے پڑنے کے معنی میں ہے امام بخاری نے اس عورت کا نام ام زفر ذکر کیا ہے حافظ ابن حجر نے اس کا نام سُعیرۃ بتایا ہے۔

۶۵۵۵ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، وَيَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي غَنِيَّةَ، كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ، بِإِسْنَادِ جَرِيرٍ نَحْوَ حَدِيثِهِ، وَزَادَ فِي حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ، قَالَ: نَعَمْ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا عَلَى الْأَرْضِ مُسْلِمٌ

حضرت اعمش سے حضرت جریر کی سند کے ساتھ مذکورہ حدیث ہی کی مثل حدیث منقول ہے البتہ حضرت ابومعاویہ کی روایت کردہ حدیث میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں! اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے زمین پر کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ (جسے کوئی تکلیف آئے) الخ

۶۵۵۶ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ جَرِيرٍ، قَالَ زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، قَالَ: دَخَلَ شَبَابٌ مِنْ قُرَيْشٍ عَلَى عَائِشَةَ وَهِيَ بِمِنًى، وَهُمْ يَضْحَكُونَ، فَقَالَتْ: مَا يُضْحِكُكُمْ؟ قَالُوا: فُلَانٌ خَرَّ عَلَى طُنُبِ فُسْطَاطٍ، فَكَادَتْ عُنُقُهُ أَوْ عَيْنُهُ أَنْ تَذْهَبَ، فَقَالَتْ: لَا تَضْحَكُوا، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُشَاكُ شَوْكَةً، فَمَا فَوْقَهَا إِلَّا كُتِبَتْ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ، وَمُحِيَتْ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ

حضرت اسود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قریش کے چند جوان حضرت عائشہؓ کے پاس داخل ہوئے۔ وہ منیٰ میں تھیں۔ وہ نوجوان ہنس رہے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے دریافت فرمایا: کس وجہ تم ہنس رہے ہو؟ وہ کہنے لگے فلاں شخص خیمہ کی طناب پر گرا تو اس کی آنکھ یا گردن جاتے جاتے بچی۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: کہ ہنسو مت کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے ارشاد فرمایا: "کسی مسلمان کو ایک کانٹا یا اس سے زائد جو بھی لگتا ہے تو اس کے بدلہ میں اس کے لئے"

لیے ایک درجہ لکھا جاتا ہے اور اس کی ایک خطا مٹادی جاتی ہے۔

٦٥٥٧ ـ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُمَا ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا يُصِيبُ الْمُؤْمِنَ مِنْ شَوْكَةٍ فَمَا فَوْقَهَا إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ بِهَا دَرَجَةً، أَوْ حَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً.

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کسی مومن آدمی کو کوئی کانٹا چبھتا ہے یا اس سے بڑھ کر اس کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کا ایک درجہ بلند فرما دیتا ہے یا اس کا ایک گناہ مٹادیتا ہے۔

٦٥٥٨ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُصِيبُ الْمُؤْمِنَ شَوْكَةٌ فَمَا فَوْقَهَا، إِلَّا قَصَّ اللَّهُ بِهَا مِنْ خَطِيئَتِهِ.

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کسی مسلمان آدمی کو کوئی کانٹا چبھتا ہے یا اس سے بڑھ کر اس کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کا ایک گناہ مٹادیتا ہے۔

٦٥٥٩ ـ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

حضرت ہشام نے اس سند کے ساتھ (سابقہ) روایت ہی کی طرح منقول ہے۔

٦٥٦٠ ـ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، وَيُونُسُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَا مِنْ مُصِيبَةٍ يُصَابُ بِهَا الْمُسْلِمُ، إِلَّا كُفِّرَ بِهَا عَنْهُ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کو جو بھی کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو اس کو اس کے گناہ کا کفارہ کر دیا جاتا ہے یہاں تک کہ اگر اس کو کوئی کانٹا بھی چبھ جائے۔

٦٥٦١ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

قَالَ: لَا يُصِيبُ الْمُؤْمِنَ مِنْ مُصِيبَةٍ، حَتَّى الشَّوْكَةِ، إِلَّا قُصَّ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ، أَوْ كُفِّرَ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ لَا يَدْرِي يَزِيدُ أَيَّتُهُمَا قَالَ عُرْوَةُ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی مؤمن کو جو کوئی بھی مصیبت پہنچتی ہے یہاں تک کہ اگر اس کو کانٹا بھی چبھتا ہے تو اس کے بدلہ میں اس کے گناہ کم کردیے جاتے ہیں یا اس کے گناہوں کا کفارہ کردیا جاتا ہے۔ راوی یزید نہیں جانتا کہ ان دونوں الفاظ میں سے حضرت عروہ نے کونسا لفظ کہا ہے۔

۶۵۶۲۔ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنَا حَيْوَةُ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْهَادِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: مَا مِنْ شَيْءٍ يُصِيبُ الْمُؤْمِنَ حَتَّى الشَّوْكَةِ تُصِيبُهُ، إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِهَا حَسَنَةً أَوْ حُطَّتْ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مؤمن آدمی کو جو کوئی مصیبت پہنچتی ہے یہاں تک کہ اگر اس کو کوئی کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کے لیے ایک نیکی لکھ دیتا ہے یا اس کا کوئی گناہ مٹا دیتا ہے۔

۶۵۶۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: مَا يُصِيبُ الْمُؤْمِنَ مِنْ وَصَبٍ، وَلَا نَصَبٍ، وَلَا سَقَمٍ، وَلَا حَزَنٍ حَتَّى الْهَمِّ يُهَمُّهُ، إِلَّا كُفِّرَ بِهِ مِنْ سَيِّئَاتِهِ

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ اور ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن کو جب کوئی تکلیف یا پریشانی پہنچتی ہے یا بیماری اور غم لاحق ہوتا ہے یہاں تک کہ جو کوئی فکر اسے لاحق ہوتی ہے تو ان سب کے نتیجہ میں اس کے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں''۔

۶۵۶۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ مُحَيْصِنٍ، شَيْخٍ مِنْ قُرَيْشٍ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ﴾ (النساء: ۱۲۳) بَلَغَتْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ مَبْلَغًا شَدِيدًا، فَقَالَ

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَارِبُوا، وَسَدِّدُوا، فَفِي كُلِّ مَا يُصَابُ بِهِ الْمُسْلِمُ كَفَّارَةٌ، حَتَّى النَّكْبَةِ يُنْكَبُهَا، أَوِ الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا قَالَ مُسْلِمٌ: هُوَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُحَيْصِنٍ، مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب قرآن کریم کی آیت مبارکہ نازل ہوئی: ﴿من يعمل سوء يجز به﴾ ترجمہ: ''جو کوئی برائی کرے گا تو اس کا بدلہ اسے ملیگا'' تو مسلمانوں پر یہ بہت گراں گزرا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میانہ روی اختیار کرو اور سیدھی راہ ڈھونڈو، کیونکہ مسلمان کو ہر پہنچنے والی مصیبت کفارہ ہوتی ہے۔ یہاں تک ایک ٹھوکر اسے لگے یا کانٹا بھی چبھے (تو بھی گناہ معاف ہوتے ہیں) امام مسلم فرماتے ہیں ابن محیصن سے مراد عمر بن عبد الرحمٰن بن محیصن ہے جو اہل مکہ میں سے ہیں۔

۶۵۶۵۔حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ الصَّوَّافُ، حَدَّثَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، دَخَلَ عَلَى أُمِّ السَّائِبِ أَوْ أُمِّ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ: مَا لَكِ؟ يَا أُمَّ السَّائِبِ أَوْ يَا أُمَّ الْمُسَيَّبِ تُزَفْزِفِينَ؟ قَالَتْ: الْحُمَّى، لَا بَارَكَ اللّٰهُ فِيهَا، فَقَالَ: لَا تَسُبِّي الْحُمَّى، فَإِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَايَا بَنِي آدَمَ، كَمَا يُذْهِبُ الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ ام سائب یا ام مسیّب کے ہاں داخل ہوئے تو ان سے پوچھا کہ اے ام سائب یا مسیّب! تمہیں کیا ہوا جو تم لرز رہی ہو۔ وہ کہنے لگیں کہ بخار ہے، اللہ اس میں برکت نہ دے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بخار کو برا نہ کہو اس لیے کہ یہ بخار تو بنی آدم کی خطاؤں کو دور کر دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے زنگ کو دور کر دیتی ہے''۔

۶۵۶۶۔حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَبِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، قَالَا: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ أَبُو بَكْرٍ، حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ، قَالَ: قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ: أَلَا أُرِيكَ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: هَذِهِ الْمَرْأَةُ السَّوْدَاءُ، أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: إِنِّي أُصْرَعُ وَإِنِّي أَتَكَشَّفُ، فَادْعُ اللّٰهَ لِي، قَالَ: إِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ، وَإِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ يُعَافِيَكِ قَالَتْ: أَصْبِرُ، قَالَتْ: فَإِنِّي أَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ لَا أَتَكَشَّفَ فَدَعَا لَهَا

حضرت عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابن عباس نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں اہل جنت میں سے ایک عورت نہ دکھاؤں؟ میں نے کہا کیوں نہیں! فرمایا: یہ سیاہ فام عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی

کہ: ''مجھے مرگی کا مرض ہے اور (جب اس کا دورہ پڑتا ہے تو) میرا بدن کھل جاتا ہے۔ آپ اللہ سے دعا کیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تو چاہے تو صبر کر تو تیرے لیے جنت ہے اور اگر چاہے تو میں اللہ سے تیرے لیے دعا کردوں کہ تجھے عافیت عطا فرمادے۔ وہ کہنے لگی کہ میں صبر کرتی ہوں۔ پھر اس نے کہا کہ: میرا جسم کھل جاتا ہے۔ آپ اللہ سے دعا کریں کہ میرا جسم نہ کھلے۔ آپ ﷺ نے دعا فرمادی۔

بَابُ تَحْرِيمِ الظُّلْمِ

ظلم کے حرام ہونے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے دس احادیث کو بیان کیا ہے

٦٥٦٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ بَهْرَامَ الدَّارِمِيُّ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ الدِّمَشْقِيَّ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِيمَا رَوَى عَنِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنَّهُ قَالَ: يَا عِبَادِي إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي، وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا، فَلَا تَظَالَمُوا، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ، فَاسْتَهْدُونِي أَهْدِكُمْ، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ جَائِعٌ، إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُهُ، فَاسْتَطْعِمُونِي أُطْعِمْكُمْ، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ عَارٍ، إِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ، فَاسْتَكْسُونِي أَكْسُكُمْ، يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ تُخْطِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَأَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا، فَاسْتَغْفِرُونِي أَغْفِرْ لَكُمْ، يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوا ضَرِّي فَتَضُرُّونِي وَلَنْ تَبْلُغُوا نَفْعِي، فَتَنْفَعُونِي، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَتْقَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ، مَا زَادَ ذَلِكَ فِي مُلْكِي شَيْئًا، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ، مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِنْ مُلْكِي شَيْئًا، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوا فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَسَأَلُونِي فَأَعْطَيْتُ كُلَّ إِنْسَانٍ مَسْأَلَتَهُ، مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِمَّا عِنْدِي إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا أُدْخِلَ الْبَحْرَ، يَا عِبَادِي إِنَّمَا هِيَ أَعْمَالُكُمْ أُحْصِيهَا لَكُمْ، ثُمَّ أُوَفِّيكُمْ إِيَّاهَا، فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا، فَلْيَحْمَدِ اللهَ وَمَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذَلِكَ، فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ قَالَ سَعِيدٌ: كَانَ أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ، إِذَا حَدَّثَ بِهَذَا الْحَدِيثِ، جَثَا عَلَى رُكْبَتَيْهِ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ سے روایت

فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کرلیا ہے اور میں نے اسے تمہارے درمیان بھی حرام کردیا ہے۔ لہٰذا ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو''۔ اے میرے بندو! تم میں سے ہر ایک گمراہ ہے سوائے اس کے جسے میں ہدایت دوں۔ پس مجھ سے ہدایت مانگو میں تمہیں ہدایت دوں گا۔ اے میرے بندو! تم میں سے ہر ایک بھوکا ہے سوائے اس کے جسے میں کھلاؤں، پس تم مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھانا کھلاؤں گا۔ اے میرے بندو! تم میں سے ہر ایک برہنہ ہے سوائے اس کے جسے میں پہناؤں، پس مجھ سے ستر پوشی چاہو میں تمہاری ستر پوشی کروں گا۔ اے میرے بندو! تم رات دن گناہ کرتے ہو اور میں تمام گناہوں کو معاف کرتا ہوں، پس مجھ سے مغفرت چاہو میں تمہیں بخش دوں گا۔ اے میرے بندو! تم ہرگز میرے نقصان کو نہیں پہنچ سکتے کہ مجھے نقصان پہنچاؤ اور نہ تم میرے نفع کو پہنچ سکتے ہو کہ مجھے کوئی فائدہ پہنچاؤ۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے، تمہارے پچھلے، تمہارے انسان اور تمہارے جنات سب کے سب ایسے ہوجائیں جیسے تمہارا کوئی سب سے زیادہ پرہیزگار متقی دل والا شخص تو میری سلطنت میں ذرہ بھر بھی اضافہ نہیں ہوگا۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے، اگلے، پچھلے، اور انسان اور جنات سب کے سب اتنے گناہ گار ہوجائیں جیسا تمہارا سب سے زیادہ فاجر ترین قلب والا آدمی تو میری سلطنت میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے، اگلے، پچھلے، اور انسان اور جنات سب کے سب ایک میدان میں کھڑے ہو کر مجھ سے مانگیں اور میں ہر انسان کو اس کی مانگ عطا کردوں تو میرے خزانوں میں کمی نہ ہوگی مگر جتنا ایک سوئی سمندر میں ڈالی جائے۔ اے میرے بندو! یہ تمہارے ہی اعمال ہیں جنہیں میں تمہارے لیے شمار کرتا ہوں پھر میں تم کو تمہارے اعمال کا پورا بدلہ دوں گا۔ پس جو کوئی نیکی پائے تو اللہ کا شکر کرے اور جو اس کے علاوہ کچھ پائے تو اپنے آپ ہی کو ملامت کرے''۔ حضرت سعید فرماتے ہیں کہ جب ابوادریس الخولانی یہ حدیث بیان کرتے تو اپنے گھٹنوں کے بل جھک کر بیٹھ جاتے۔

تشریح:

''روی عن اللہ'' آنحضرت ﷺ جب روایت کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کردیتے ہیں تو وہ حدیث قدسی بن جاتی ہے زیر بحث حدیث قدسی ہے ''حرمت الظلم'' سوال یہ ہے کہ ظلم تو حد سے تجاوز کا نام ہے اللہ تعالیٰ بادشاہ علی الاطلاق ہے ان کی حد بندی کون کرسکتا ہے؟ علامہ مازری نے اس دقیق سوال کا یہ جواب دیا ہے کہ اس جملہ سے تقدس باری تعالیٰ بیان کرنا مقصود ہے ای تقدست عنه یعنی میری ذات اس عیب اور نقص سے پاک ہے اللہ تعالیٰ یہ بتانا چاہتا ہے کہ مجھ میں طاقت ہے باوجود طاقت کے میں اپنے اوپر ظلم کو حرام کرتا ہوں تو اے بندے تم تو کمزور ہو تم پر تو بطریق اولیٰ کسی پر ظلم کرنا حرام ہے۔

''فلا تظالموا'' ای فلا تتظالموا آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو ''کلکم ضال'' یعنی تمہارا ہر فرد گمراہی پر تھا جس کو میں

نے ہدایت دی وہی ہدایت پر آ گیا۔

سوال: یہاں یہ اعتراض ہے کہ ایک اور حدیث میں ہے کہ "کل مولود یولد علی الفطرة" کہ ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے یہاں اس حدیث میں ہے کہ ہر فرد گمراہی پر تھا دونوں میں تعارض ہے اس کا کیا جواب ہے؟

جواب: اس کا ایک جواب یہ ہے کہ انسان کو جب ان کی طبیعت پر چھوڑا جائے تو وہ راحت کی طرف مائل ہو کر گمراہ ہو جاتا ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے رہنمائی فرمائی تو انسان اپنے اختیار کے تحت ہدایت پر آ جاتا ہے تو پیدائش کے وقت جیسا بھی ہو بعد کے ماحول سے انسان متاثر ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ انسانوں کا فطرت پر پیدا کرنا بھی اللہ تعالیٰ کا کام ہے تو حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر میں انسانوں کو فطرت اسلام پر نہ پیدا کرتا تو سارے گمراہ ہوتے، پہلا جواب زیادہ واضح ہے نیز یہ اطلاق مشاکلۃ بھی ہوسکتا ہے۔

"فاستھدونی" سین اور تا طلب کے لیے ہے یعنی مجھ سے ہدایت مانگو باقی جملوں کو بھی اسی طرح سمجھنا چاہیے۔

"اتقی قلب رجل" یعنی سب سے زیادہ متقی انسان کے قلب پر مؤمن اور مخلص بن جائیں تو میری بادشاہت میں کوئی اضافہ نہیں ہوگا علماء نے لکھا ہے کہ اس متقی قلب سے آنحضرت ﷺ کا قلب اطہر مراد ہے۔ "افجر قلب" سب سے زیادہ فاجر قلب ابلیس کا ہے "المخیط" یہ سوئی کو کہتے ہیں یہ بطور تمثیل ہے تا کہ انسان سمجھ جائے ورنہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں نقص نہیں آتا مطلب یہ ہے کہ اس سے کچھ بھی کمی نہیں آتی ہے "قال العلماء هذا تقریب للافهام ومعناه لا ینقص شیئا اصلا۔

"جثا علی رکبته" اللہ تعالیٰ کی عظمت شان کا اثر ابو مسلم خولانی پر اتنا زیادہ ہو جاتا کہ اس حدیث کے بیان کے وقت گھٹنوں کے بل جھک کر بیٹھ جاتے تھے۔

٦٥٦٨ـ حَدَّثَنِيهِ أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا أَبُو مُسْهِرٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، غَيْرَ أَنَّ مَرْوَانَ أَتَمُّهُمَا حَدِيثًا،

حضرت سعید بن عبد العزیز اس سند سے (سابقہ) روایت ہی بیان فرماتے ہیں سوائے اس کے کہ حضرت مروان کی روایت کردہ حدیث ان دونوں روایتوں میں پوری و مکمل ہے۔

٦٥٦٩ـ قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا بِهَذَا الْحَدِيثِ الْحَسَنُ، وَالْحُسَيْنُ، ابْنَا بِشْرٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو مُسْهِرٍ، فَذَكَرُوا الْحَدِيثَ بِطُولِهِ.

حضرت ابواسحٰق کہتے ہیں کہ ہم سے یہ حدیث حضرت حسن وحسینؓ کے بیٹے اور محمد بن یحیٰ نے حضرت ابومسہر کے حوالہ سے طویل ذکر کی ہے۔

٦٥٧٠ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فِيمَا يَرْوِي عَنْ رَبِّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِنِّي حَرَّمْتُ عَلَى نَفْسِي الظُّلْمَ وَعَلَى عِبَادِي، فَلَا تَظَالَمُوا وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِهِ، وَحَدِيثُ أَبِي إِدْرِيسَ الَّذِي ذَكَرْنَاهُ أَتَمُّ مِنْ هَذَا

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے اپنے رب کا فرمان بیان کیا ہے۔ (اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا) میں نے اپنے آپ پر اور اپنے بندوں پر ظلم کو حرام قرار دیا ہے تو تم آپس میں ظلم نہ کرو (اور پھر مذکورہ حدیث ہی کی مثل بیان فرمائی)

٦٥٧١ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ يَعْنِي ابْنَ قَيْسٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مِقْسَمٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: اتَّقُوا الظُّلْمَ، فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاتَّقُوا الشُّحَّ، فَإِنَّ الشُّحَّ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، حَمَلَهُمْ عَلَى أَنْ سَفَكُوا دِمَائَهُمْ وَاسْتَحَلُّوا مَحَارِمَهُمْ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”ظلم سے بچو اس لیے کہ ظلم قیامت کے روز اندھیریوں کی صورت میں ہوگا اور بخل سے بچو اس لیے کہ بخل نے تم سے پہلی امتوں کو ہلاک کر دیا۔ بخل نے انہیں ایک دوسرے کا خون بہانے اور حرام کاموں کو حلال کرنے پر آمادہ کر دیا“۔

٦٥٧٢ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا شَبَابَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ الْمَاجِشُونُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”بلاشبہ ظلم قیامت کے روز تاریکی بن کر آئے گا۔

تشریح:

”ظلمات“ یعنی ظلم قیامت کے دن اندھیروں کی شکل میں آئے گا یہ کئی اندھیرے اس لیے ہوں گے کہ ظلم کی انواع مختلف ہوتی ہیں تو ہر ظلم کا الگ قسم کا اندھیرا ہوگا۔

''الشح'' بخل سے بڑھ کر شدید لالچ کو شح کہتے ہیں کیونکہ بخل کسی ایک چیز میں ہوتی ہے لیکن شح ایک عام آفت ہے جو انسان کو ہر طرف سے گھیر لیتی ہے گزشتہ حدیث کے الفاظ کی تشریح ہے۔''ولا یسلمہ''یعنی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کو کسی کافر کے حوالہ بھی نہیں کرتا ہے مثلاً مسلمان کو پاکستان سے پکڑ کر امریکہ کے حوالہ کر دیا''ولا یخذلہ''یعنی مسلمان کو بے یار و مددگار بھی نہیں چھوڑتا کہ مثلاً امریکہ و اسرائیل اس پر ظلم کر رہا ہو اور دنیا کے مسلمان خاموش تماشائی بن کر رہیں''کربۃ''معمولی مصیبت مراد ہے دوسرے لفظ میں کربۃ میں تنوین تعظیم کے لیے ہے یعنی قیامت کی عظیم مصیبت''فطرحت علیہ''یعنی لوگوں کے گناہ اس پر ڈال دیے جائیں گے آیندہ حدیث کے الفاظ کی تشریح ہے۔

٦٥٧٣ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ، مَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً، فَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُ بِهَا كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اس کو مشکل میں ڈالتا ہے۔ جو کوئی اپنے (مسلمان) بھائی کی ضرورت پوری کرنے میں لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرنے میں لگ جاتے ہیں اور جو کوئی کسی مسلمان سے کوئی کرب اور تکلیف دور کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس پر سے قیامت کے سختیوں میں سے ایک سختی دور فرما دیں گے۔ اور جو کوئی کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ روز قیامت میں اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے''۔

٦٥٧٤ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَتَدْرُونَ مَا الْمُفْلِسُ؟ قَالُوا: الْمُفْلِسُ فِينَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ، فَقَالَ: إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ، وَصِيَامٍ، وَزَكَاةٍ، وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا، وَقَذَفَ هَذَا، وَأَكَلَ مَالَ هَذَا، وَسَفَكَ دَمَ هَذَا، وَضَرَبَ هَذَا، فَيُعْطَى هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْضَى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہوتا

ہے"۔ صحابہ نے عرض کیا ہم تو اس شخص کو مفلس گردانتے ہیں جس کے پاس نہ درہم ہوں نہ کوئی مال ومتاع ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "میری امت کا مفلس قیامت کے روز بہت سی نمازیں، روزے اور زکوۃ جیسے نیک اعمال لے کر آئے گا اور ساتھ ہی وہ یہ لے کر آئے گا کہ کسی کو اس نے گالی دی ہوگی اور کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا یا کسی کو مارا ہوگا۔ لہٰذا اس کی نیکیوں میں سے اس کو اور اس کو دے دی جائیں گی (یعنی مظلوم کو جن کا حق مارا تھا) پھر جب اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی اور جو اس پر حقوق ہوں گے وہ ختم نہیں ہوئے ہوں گے تو ان مظلوموں کی خطائیں اور گناہ لے کر اس کے اوپر ڈال دیئے جائیں گے اور اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا"۔

٦٥٧٥ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، وَقُتَيْبَةُ، وَابْنُ حُجْرٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوقَ إِلَى أَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، حَتَّى يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ، مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "قیامت کے روز حقوق والوں کو ان کے حقوق ضرور بالضرور دیئے جائیں گے۔ یہاں تک کہ بغیر سینگ والی بکری کو سینگ والی بکری سے قصاص دلوایا جائے گا"۔

تشریح:

"الشاۃ الجلحاء"، جس بکری کے سینگ بالکل نہ ہوں اس کو جلحاء کہتے ہیں "القرناء"، جس بکری کے سینگ خوب مضبوط ہوں اس کو کہتے ہیں یہ بطور مثال ہے مطلب یہ ہے کہ ہر ظالم سے مظلوم کا بدلہ لیا جائے گا اس حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوا کہ حیوانات کا حشر نشر قیامت میں ہوگا اور حساب کتاب کے بعد ختم ہو جائیں گے یہ اگرچہ غیر مکلّف ہیں مگر انسانوں کو دکھانے کے لیے ایسا ہوگا کہ ظالم اور مظلوم کا انصاف ہوگا، شریعت کے واضح نصوص اس اعادہ پر دلالت کرتی ہیں لہٰذا اسی کو قبول کرنا چاہیے۔ علامہ نووی نے اسی طرح لکھا ہے اس کے بعد حیوانات سے کہا جائے گا کہ کونوا ترابا۔ سب مٹی ہو جاؤ تو سب ختم ہو جائیں گے لیکن علماء کا ایک طبقہ اس طرف گیا ہے کہ حیوانات کا حشر ونشر اور حساب وکتاب نہیں ہے یہاں سینگوں والی بکری اور بغیر سینگوں والی بکری ظالم اور مظلوم کی مثال ہے اس سے انسان ظالم اور انسان مظلوم مراد ہیں اگلی روایت میں ہے۔ "یُملِی" یہ مہلت دینے کے معنی میں ہے "لم یفلتہ" فلت یفلت نصر ینصر سے چھوڑنے اور چھوٹ کر بھاگنے کے معنی میں ہے۔

٦٥٧٦ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ

-أَبِي مُوسَى، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يُمْلِي لِلظَّالِمِ، فَإِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ، ثُمَّ قَرَأَ وَكَذٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ، إِذَا أَخَذَ الْقُرَى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بلا شبہ اللہ عز وجل ظالم کو مہلت دیتا ہے، پھر جب اس کی گرفت کرتا ہے تو اسے چھوڑتا نہیں۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ''اسی طرح آپ کے رب کی گرفت ہے جب وہ گرفت کرتا ہے ظالم بستیوں کی، بے شک اس کی پکڑ دردناک اور سخت ہے''۔

بَابُ نَصْرِ الْأَخِ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا

مسلمان بھائی کی مدد کرو خواہ ظالم ہو یا مظلوم

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

۶۵۷۷۔حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: اقْتَتَلَ غُلَامَانِ غُلَامٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، وَغُلَامٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَنَادَى الْمُهَاجِرُ أَوِ الْمُهَاجِرُونَ، يَا لَلْمُهَاجِرِينَ وَنَادَى الْأَنْصَارِيُّ يَا لَلْأَنْصَارِ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَا هٰذَا دَعْوَى أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ قَالُوا: لَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِلَّا أَنَّ غُلَامَيْنِ اقْتَتَلَا فَكَسَعَ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ، قَالَ: فَلَا بَأْسَ وَلْيَنْصُرِ الرَّجُلُ أَخَاهُ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا، إِنْ كَانَ ظَالِمًا فَلْيَنْهَهُ، فَإِنَّهُ لَهُ نَصْرٌ وَإِنْ كَانَ مَظْلُومًا فَلْيَنْصُرْهُ

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''دو لڑکے آپس میں لڑے، ایک مہاجرین میں سے تھا اور دوسرا انصار میں سے۔ مہاجر لڑکے نے پکارا اے مہاجرو! اور انصاری نے پکارا اے انصار! یہ سن کر رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا: یہ کیا جاہلی نعرہ ہے؟ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کچھ نہیں ہے۔ بس وہ دو لڑکے آپس میں لڑ پڑے اور ایک نے دوسرے کی سرین پر مار دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: کہ کوئی بات نہیں! پھر آپ ﷺ نے فرمایا: آدمی کو چاہیے کہ اپنے (مسلمان) بھائی کی مدد کرے خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ اگر وہ ظلم کر رہا ہے (تو اس کی مدد یہ ہے کہ) اسے ظلم سے باز رکھے۔ یہی اس کی مدد ہے۔ اور اگر مظلوم ہے تو (اسے ظالم کے ظلم سے چھڑا کر) اس کی مدد کرے۔

تشریح:

''اقتتل غلامان'' اس سے جھگڑا مراد ہے قتل مراد نہیں ہے یہ دو نوجوان تھے ایک کا نام جہجاہ بن قیس تھا جو حضرت عمر فاروق کی خدمت میں تھا اور مہاجرین میں سے تھا دوسرے کا نام سنان بن وبرہ تھا جو انصاری تھا یہ واقعہ غزوہ بنو مصطلق میں پیش آیا تھا اور

پانی پلانے کے وقت جھگڑا ہوا تھا تو مہاجرین نے اپنے قبیلے کو بلایا اور انصار نے اپنے قبیلے کو آواز دی یہ بلانا جاہلیت کے قومی تعصب کی بنیاد پر تھا آنحضرت نے اس جملہ کو بدبودار قرار دیا کیونکہ تعصب کی بنیاد پر تھا" فکسع " یہ فتح یفتح سے چوتڑ پر ہاتھ سے یالات سے مارنے کو کہتے ہیں "یا للمهاجرين " یہ جاہلیت کے انداز میں تعصب کی بنیاد پر مدد کے لیے بلانے کا نعرہ ہوتا تھا "ای اغیثونی " میری مدد کرو "لا باس " یعنی یہ جھگڑا اور یہ قصہ معمولی ہے میں کوئی بڑا حادثہ سمجھتا تھا مگر یہ نعرہ نہ لگاؤ یہ بدبودار ہے تو نعرہ کو معمولی نہیں فرمایا بلکہ اس قصہ کو معمولی قرار دیا پھر آنحضرت نے ظالم کی مدد کا مفہوم بیان کیا ہے کہ سب مل کر اس کو ظلم سے روکدو جاہلیت کی طرح ظالم کی حمایت میں تعصب کی بنیاد پر اکھٹا نہ ہو جایا کرو "قد فعلوها" ای او قد فعلوها یعنی مہاجرین نے یہ جرأت کی کہ اپنے جھتے کو انصار کے خلاف بلایا "الاعز " اس سے اس خبیث نے اپنی ذات مراد لی ہے "الاذل " اس سے اس خبیث نے آنحضرت کی معزز و مکرم ذات مراد لیا تھا "اصحابہ " یعنی لوگ کہیں گے کہ محمد ﷺ پہلے لوگوں کو بلا کر مسلمان کرتا ہے پھر ان کو خود قتل کرتا ہے یہ پروپیگنڈہ ہوگا۔

٦٥٧٨ ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ ابْنُ عَبْدَةَ: أَخْبَرَنَا وقَالَ الْآخَرُونَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، قَالَ: سَمِعَ عَمْرٌو جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ، فَكَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: يَا لَلْأَنْصَارِ، وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ: يَا لَلْمُهَاجِرِينَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا بَالُ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ؟ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: دَعُوهَا، فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ فَسَمِعَهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ فَقَالَ: قَدْ فَعَلُوهَا، وَاللَّهِ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ. قَالَ عُمَرُ: دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هَذَا الْمُنَافِقِ، فَقَالَ: دَعْهُ، لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ہمراہ ایک غزوہ میں شریک تھے۔ مہاجرین میں سے ایک آدمی نے ایک انصاری آدمی کے سرین پر ہاتھ سے مارا (جو شدید اہانت کی بات تھی) انصاری نے فوراً نعرہ لگایا: اے انصار! (یعنی میری مدد کرو)، مہاجر نے نعرہ لگایا: اے مہاجرو (دونوں نے اپنے لوگوں کو مدد کے لیے بلایا) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ کیا جاہلانہ دعویٰ ہے؟ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مہاجروں میں سے ایک آدمی نے انصاری کی سرین پر ہاتھ مار دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس نعرہ کو چھوڑ دو کہ یہ بدبودار نعرہ ہے۔ عبداللہ بن

ابی (منافق) نے یہ بات سنی تو بولا: مہاجروں نے ایسا کیا ہے۔ اللہ کی قسم! جب ہم مدینہ لوٹ جائیں گے تو ہم میں سے زیادہ عزت والا، ذلیل کو ضرور باہر نکال دے گا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ: یارسول اللہ مجھے اجازت دیں کہ اس منافق کی گردن ماردوں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اسے چھوڑ دو، لوگ باتیں نہ بنائیں کہ محمد اپنے ہی ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں''۔

۶۵۷۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا وقَالَ الْآخَرَانِ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: كَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ الْقَوَدَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: دَعُوهَا، فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ قَالَ ابْنُ مَنْصُورٍ: فِي رِوَايَتِهِ عَمْرٌو، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرًا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ارشاد فرماتے ہیں کہ مہاجرین کے ایک آدمی نے انصار کے ایک آدمی کی سرین پر مارا تو وہ انصاری نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے قصاص کے لیے عرض کیا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کو نعرہ چھوڑ دو کیونکہ یہ بدبودار بات ہے۔ حضرت ابن منصور نے کہا کہ حضرت عمرو کی روایت میں سمعت جابرا ہے۔

بَابُ تَرَاحُمِ الْمُؤْمِنِينَ وَتَعَاطُفِهِمْ وَتَعَاضُدِهِمْ

مسلمانوں کا آپس میں شفقت ومحبت کرنے اور معاون بننے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چھ احادیث کو بیان کیا ہے

۶۵۸۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو عَامِرٍ الْأَشْعَرِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ، وَأَبُو أُسَامَةَ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، وَابْنُ إِدْرِيسَ وَأَبُو أُسَامَةَ، كُلُّهُمْ عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ایک مؤمن دوسرے مؤمن کے لیے ایک عمارت کی مانند ہے۔ جس کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کو تھامے رکھتی ہے''۔

۶۵۸۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ

بَشِيرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَوَادِّهِمْ، وَتَرَاحُمِهِمْ، وَتَعَاطُفِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اہل ایمان کی مثال باہمی محبت، رحم دلی اور شفقت میں ایک جسم کی طرح ہے کہ جب جسم کے کسی ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم اس میں شریک ہو جاتا ہے نینداور بخار میں۔

۶۵۸۲۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْحَنْظَلِيُّ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهِ

حضرت نعمان بن بشیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث ہی کی مثل حدیث نقل فرمائی ہے۔

۶۵۸۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمُؤْمِنُونَ كَرَجُلٍ وَاحِدٍ إِنِ اشْتَكَى رَأْسُهُ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالْحُمَّى وَالسَّهَرِ

حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سارے مسلمان ایک آدمی کی طرح ہیں کہ اگر اس کا سر دکھتا ہے تو اس کا باقی سارے جسم کے اعضاء بخار اور نیند نہ آنے میں اس کے شریک ہوتے ہیں۔

۶۵۸۴۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمُسْلِمُونَ كَرَجُلٍ وَاحِدٍ، إِنِ اشْتَكَى عَيْنُهُ، اشْتَكَى كُلُّهُ، وَإِنِ اشْتَكَى، رَأْسُهُ اشْتَكَى كُلُّهُ

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''سارے مسلمان ایک آدمی کی طرح ہیں کہ اگر اس کی آنکھ درد کرتی ہے تو سارا جسم درد کرتا ہے اور اگر اس کا سر درد کرتا ہے تو (اس کی وجہ سے) وہ پورا درد سے متاثر ہوتا ہے۔

۶۵۸۵۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے (سابقہ) حدیث ہی کی مثل حدیث نقل فرماتے ہیں۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ السِّبَابِ

گالم گلوچ سے ممانعت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

٦٥٨٦ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، وَقُتَيْبَةُ، وَابْنُ حُجْرٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: الْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا فَعَلَى الْبَادِءِ، مَا لَمْ يَعْتَدِ الْمَظْلُومُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''دو گالم گلوچ کرنے والے افراد کے گالم گلوچ کا گناہ پہل کرنے والے پر ہوگا جب تک کہ مظلوم زیادتی نہ کرے''۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ الْعَفْوِ وَالتَّوَاضُعِ

عفو ودرگزر اور تواضع کے استحباب کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

٦٥٨٧ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، وَقُتَيْبَةُ، وَابْنُ حُجْرٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ، وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ، إِلَّا عِزًّا، وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلّٰهِ إِلَّا رَفَعَهُ الله

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''صدقہ دینے سے کوئی مال کم نہیں ہوا۔ معاف کر دینے سے اللہ تعالیٰ نے بندہ کی عزت میں اضافہ ہی فرمایا اور جس کسی نے اللہ کی خاطر تواضع اختیار کی اللہ نے اسے رفعت وبلندی ہی عطا کی''۔

بَابُ تَحْرِيمِ الْغِيبَةِ

غیبت کے حرام ہونے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

٦٥٨٨ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، وَقُتَيْبَةُ، وَابْنُ حُجْرٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ

أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَتَدْرُونَ مَا الْغِيبَةُ؟ قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ قِيلَ أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي أَخِي مَا أَقُولُ؟ قَالَ: إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ، فَقَدِ اغْتَبْتَهُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ فَقَدْ بَهَتَّهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا کہ: ''اپنے بھائی کا ایسا ذکر جو (اس کے سامنے کیا جائے تو) اس کو ناگوار ہو''۔ عرض کیا گیا، اگر میں اپنے بھائی کے بارے میں جو بات کہہ رہا ہوں وہ اس میں موجود ہو تو کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ، تب ہی تو غیبت ہوگی، اور اگر وہ بات اس کے اندر نہ ہو تو تب تم نے اس پر بہتان تراشی کی۔

بَابُ مَنْ سَتَرَ اللّٰهُ تَعَالَى عَيْبَهُ فِي الدُّنْيَا، يَسْتُرُ عَلَيْهِ فِي الْآخِرَةِ

اللہ تعالیٰ نے جس کی دنیا میں پردہ پوشی کی آخرت میں بھی کرے گا

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

۶۵۸۹۔ حَدَّثَنِي أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ الْعَيْشِيُّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا رَوْحٌ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: لَا يَسْتُرُ اللّٰهُ عَلَى عَبْدٍ فِي الدُّنْيَا، إِلَّا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''دنیا میں جو شخص کسی بندہ کے عیب کی پردہ پوشی کرے گا اللہ قیامت کے روز اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے''۔

۶۵۹۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا يَسْتُرُ عَبْدٌ عَبْدًا فِي الدُّنْيَا، إِلَّا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنیا میں جو شخص کسی بندہ کے عیب کی پردہ پوشی کرے گا اللہ قیامت کے روز اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔

بَابُ مُدَارَاةِ مَنْ يُتَّقَى فُحْشُهُ

جس سے فحش گوئی کا خطرہ ہو اس کی خاطرداری کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

۶۵۹۱۔حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَمْرٌو النَّاقِدُ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَابْنُ نُمَيْرٍ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَهُوَ ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، يَقُولُ: حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ، أَنَّ رَجُلًا اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ائْذَنُوا لَهُ، فَلَبِئْسَ ابْنُ الْعَشِيرَةِ، أَوْ بِئْسَ رَجُلُ الْعَشِيرَةِ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ أَلَانَ لَهُ الْقَوْلَ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ قُلْتَ لَهُ الَّذِي قُلْتَ، ثُمَّ أَلَنْتَ لَهُ الْقَوْلَ؟ قَالَ: يَا عَائِشَةُ إِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، مَنْ وَدَعَهُ، أَوْ تَرَكَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ فُحْشِهِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے حاضر خدمت ہونے کی اجازت مانگی، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس کو اجازت دیدیو، یہ پورے قبیلہ کا بدترین بیٹا ہے یا فرمایا اپنے قبیلہ کا بدترین شخص ہے۔ پھر جب وہ آپ ﷺ کے پاس اندر داخل ہوا تو آپ ﷺ نے اس سے نرمی سے بات چیت کی۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے کہا یا رسول اللہ! آپ نے اس کے متعلق تو ایسی بات کہی تھی جو آپ نے کہی تھی پھر گفتگو بہت نرم فرمائی؟ (اس کی کیا وجہ ہے) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ اللہ کے نزدیک قیامت میں وہ شخص سب لوگوں سے برا ہوگا جسے لوگ اس کے فحش اور بدقماشی کی وجہ سے چھوڑ دیں۔

تشریح:

''ان رجلا'' یہ شخص عیینہ بن حصن فزاری تھا جس کو آنحضرت نے ''الاحمق المطاع'' کا لقب دیا تھا اس وقت یہ شخص مسلمان نہیں ہوا تھا البتہ ظاہری طور پر اسلام کا اظہار کر رہا تھا آنحضرت کے انتقال کے بعد یہ مرتد ہوگیا تھا پھر گرفتار ہو کر صدیق اکبر کے پاس لایا گیا یہ شخص مؤلفة القلوب میں سے تھا کتاب الزکوۃ میں باب مؤلفة القلوب میں اس کا تذکرہ ہے اور عباس بن مرداس نے ان کو زیادہ اونٹ دینے پر اعتراض کیا تھا۔ آنحضرت نے ان کے مستقبل کی طرف اشارہ کیا ہے کہ یہ شخص قوم کا بدترین آدمی ہے، علامہ ابـــــی نے لکھا ہے کہ یہ شخص آنحضرت کے پاس اجازت کے بغیر داخل ہوا تو آنحضرت نے پوچھا کہ اجازت کہاں گئی تو اس نے کہا میں نے بنو مضر کے کسی آدمی پر داخل ہونے میں کبھی اجازت نہیں مانگی ہے اس شخص نے آنحضرت

سے پوچھا یہ حمیراء عورت کون ہے؟ آنحضرت نے فرمایا یہ ام المؤمنین عائشہ ہے اس نے کہا کہ کیا میں اس سے زیادہ خوبصورت عورت لا کر آپ کو نہ دوں؟ حضرت عائشہ نے پوچھا یا رسول اللہ! یہ شخص کون ہے؟ آنحضرت نے فرمایا "ھذا احمق مطاع" وھو علی ما ترین سید قومہ الخ یعنی یہ شخص ایسا احمق ہے جس کی لوگ اطاعت کرتے ہیں حماقت کے باوجود یہ قوم کا سردار ہے۔ اس شخص کا چچازاد بھائی حضرت عمر کے پاس بیٹھا کرتا تھا اس احمق مطاع نے ان سے کہا کہ عمر سے میری ملاقات کرادو اس نے کہا تم ادھر ادھر کی بات کرلو گے اس نے کہا نہیں ایسا نہیں کروں گا چنانچہ اس نے ان کو حضرت عمر کی مجلس میں داخل کیا تو احمق مطاع نے کہا "یا ابن الخطاب ما تقسم بالعدل و لا تعطی بالجزل" حضرت عمر بہت زیادہ غصہ ہوئے اور چاہا کہ اس کو سزا دے تو اس کے چچازاد بھائی نے کہا "یا امیر المؤمنین خذ العفو واعرض عن الجاھلین ھذا من الجاھلین" تو عمر فاروق نے اس کو چھوڑ دیا (الابی المالکی)

آنحضرت نے اس کے بارے میں جو کلام کیا ہے یہ غیبت نہیں ہے بلکہ لوگوں کو بتانا ہے کہ اس کی شرارت سے بچو چنانچہ احمق مطاع نے حروب ردت میں مسلمانوں کے خلاف بہت جنگیں لڑیں ہیں آنحضرت نے ان کے ساتھ اس وقت مدارات کا معاملہ فرمایا چنانچہ مدارات اور مداہنت میں یہ فرق ہے۔

ان المداراۃ بذل الدنیا لصلاح الدین والدنیا والمداھنۃ بذل الدین لصلاح الدنیا (کذا فی الابی)۔

مدارات کے بارے میں کسی شاعر نے خوب کہا ہے

آسائشِ دو گیتی تفسیر ایں دو حرف است ☆ بادوستاں تلطف بادشمناں مدارا

یعنی دونوں جہانوں کی راحت کا خلاصہ دو حرفوں کا مجموعہ ہے کہ دوستوں کے ساتھ محبت رکھو اور دشمنوں کے ساتھ مدارات رکھو۔

۶۵۹۲۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، فِي هَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ مَعْنَاهُ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: بِئْسَ أَخُو الْقَوْمِ وَابْنُ الْعَشِيرَةِ۔

حضرت ابن المنکدر سے اس سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے صرف لفظی فرق ہے معنی ومفہوم ایک ہی ہے۔

بَابُ فَضْلِ الرِّفْقِ

نرمی برتنے کی فضیلت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چھ احادیث کو بیان کیا ہے

٦٥٩٣ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ جَرِيرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: مَنْ يُحْرَمِ الرِّفْقَ، يُحْرَمِ الْخَيْرَ

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جوکوئی نرم خوئی سے محروم ہوگیا وہ خیر (بھلائی) سے محروم ہوگیا۔

٦٥٩٤ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، حَدَّثَنَا حَفْصٌ يَعْنِي ابْنَ غِيَاثٍ، كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ، ح وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لَهُمَا قَالَ زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا وقَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هِلَالٍ الْعَبْسِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ جَرِيرًا، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: مَنْ يُحْرَمِ الرِّفْقَ، يُحْرَمِ الْخَيْرَ

حضرت جریر ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جوکوئی نرم خوئی سے محروم ہوگیا وہ خیر (بھلائی) سے محروم ہوگیا۔

٦٥٩٥ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هِلَالٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ حُرِمَ الرِّفْقَ، حُرِمَ الْخَيْرَ أَوْ مَنْ يُحْرَمِ الرِّفْقَ، يُحْرَمِ الْخَيْرَ

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی نرم خوئی سے محروم ہوگیا وہ آدمی خیر (بھلائی) سے محروم رہا۔

٦٥٩٦ـ حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ، حَدَّثَنِي ابْنُ

الْهَادِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَمْرَةَ يَعْنِي بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللَّهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ، وَيُعْطِي عَلَى الرِّفْقِ مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ، وَمَا لَا يُعْطِي عَلَى مَا سِوَاهُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے عائشہ! بلاشبہ اللہ تعالیٰ خود بھی نرم ہیں۔ اور نرمی پر وہ کچھ عطا فرماتے ہیں جو سختی پر اور اس کے علاوہ کسی چیز پر بھی عطا نہیں فرماتے''۔

۶۵۹۷۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْمِقْدَامِ وَهُوَ ابْنُ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُونُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ، وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول ﷺ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بلاشبہ نرمی جس چیز میں بھی ہوتی ہے اسے مزین کر دیتی ہے اور جس چیز سے بھی نکل جاتی ہے اسے عیب دار کر دیتی ہے''۔

۶۵۹۸۔ حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، سَمِعْتُ الْمِقْدَامَ بْنَ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَزَادَ فِي الْحَدِيثِ: رَكِبَتْ عَائِشَةُ بَعِيرًا، فَكَانَتْ فِيهِ صُعُوبَةٌ، فَجَعَلَتْ تُرَدِّدُهُ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِهِ

حضرت مقدام بن شریح بن ہانی سے یہی حدیث اس اضافہ کے ساتھ ہے کہ: ''حضرت عائشہ ایک بار ایک اونٹ پر سوار ہوئیں وہ بہت منہ زور اونٹ تھا۔ حضرت عائشہ اسے چکر دینے لگیں تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں نرمی کرنی چاہیے (پھر آگے حسب سابق بیان فرمایا)۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ لَعْنِ الدَّوَابِّ وَغَيْرِهَا

جانوروں وغیرہ پر لعنت بھیجنے کی ممانعت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے دس احادیث کو بیان کیا ہے

۶۵۹۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ، قَالَ زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ:

بَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، وَامْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ عَلَى نَاقَةٍ، فَضَجِرَتْ فَلَعَنَتْهَا، فَسَمِعَ ذٰلِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: خُذُوا مَا عَلَيْهَا وَدَعُوهَا، فَإِنَّهَا مَلْعُونَةٌ قَالَ عِمْرَانُ: فَكَأَنِّي أَرَاهَا الْآنَ تَمْشِي فِي النَّاسِ، مَا يَعْرِضُ لَهَا أَحَدٌ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کسی سفر میں تھے، ایک انصاری عورت اپنی اونٹنی پر سوار تھی، وہ اونٹنی بدکنے لگی تو عورت نے اسے لعنت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سنا تو فرمایا: ''اس اونٹنی پر جو کچھ ہے اسے لے کر اونٹنی کو چھوڑ دو کیونکہ وہ ملعون ہے''۔ عمران فرماتے ہیں کہ گویا میں اس وقت بھی اسے دیکھ رہا ہوں (چشم تصور سے) کہ وہ لوگوں میں چلتی پھرتی تھی اور کوئی اس سے تعرض نہ کرتا تھا۔

تشریح:

''فضجرت'' اونٹنی چلنے میں سستی کر رہی تھیں تو یہ خاتون تنگ دل ہوکر اونٹنی پر لعنت بھیجنے لگی ''خذوا ما علیھا'' یعنی سامان ہٹا دو اونٹنی کو چھوڑ دو کیونکہ یہ اب ملعون ہوگئی ہے اس میں اس عورت کو تنبیہ تھی کہ اب اونٹنی کے بغیر پیدل چلے اور سامان خود اٹھائے۔ ''مـا یعرض لھـا احد'' یعنی کوئی بھی اس اونٹنی کو ہاتھ نہیں لگاتا تھا وہ خالی گھوم رہی تھی یہ اونٹنی تو غیر مکلفہ تھی لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لعنت کی نحوست کا اثر اس پر ہوا تھا اسی لیے آنحضرت نے اس کو الگ کر دیا اور لوگ اس سے دور رہے یہ ایک غیبی نظام ہے اگر چہ عام ضابطہ نہ ہو مگر کوئی خصوصی واقعہ ہوا ہوگا اس لیے اتنا اجتناب برتا گیا اس باب کی دیگر احادیث کے چند الفاظ کی تشریح بھی ملاحظہ ہو۔ ''ورقـاء'' مٹیالے رنگ کی اونٹنی کو کہتے ہیں ''حـل حـل'' یعنی چل چل اونٹوں کو ہنکانے کے لیے یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے ''لـصـدیـق'' حضرت صدیق نے اپنے غلام پر لعنت بھیجا آنحضرت نے سنا تو فرمایا کہ صدیق اور لعان اکٹھا نہیں ہوسکتے ہیں لعنت نہ کیا کرو۔ ''بـانـجـاد'' یہ نجد کی جمع ہے گھریلو سامان کو کہتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ام الدرداء مروان کے ہاں مہمان بن کر آئی تھیں ''واعروھا'' یعنی اس اونٹنی کو سامان سے خالی کر دو۔

سوال: آنحضرت نے یہاں پر ہر قسم کی لعنت سے منع فرمایا ہے اور خود بھی فرمایا کہ میرے رب نے مجھے لعنت بھیجنے کے لیے نہیں بھیجا ہے پھر آپ نے رعل وذکوان اور عُصیہ وغیرہ قبائل پر کیوں لعنت بھیجی ہے؟

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے وہ حکم بہت پہلے کا تھا پھر منسوخ ہوگیا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ آنحضرت کا عمل کئی مقامات میں مستثنیات میں سے ہے اور خصوصیات کا معاملہ ہے۔

٦٦٠٠ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَأَبُو الرَّبِيعِ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا الثَّقَفِيُّ، كِلَاهُمَا عَنْ أَيُّوبَ، بِإِسْنَادِ إِسْمَاعِيلَ، نَحْوَ حَدِيثِهِ، إِلَّا أَنَّ فِي حَدِيثِ حَمَّادٍ: قَالَ عِمْرَانُ: فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهَا، نَاقَةً وَرْقَاءَ، وَفِي حَدِيثِ الثَّقَفِيِّ: فَقَالَ: خُذُوا مَا عَلَيْهَا وَأَعْرُوهَا، فَإِنَّهَا مَلْعُونَةٌ

اس روایت کی دو سندیں بیان کی گئی ہیں ان میں سے ایک سند کے ساتھ حضرت عمران ارشاد فرماتے ہیں گویا کہ میں اب بھی اس اونٹنی کی طرف دیکھ رہا ہوں اور دوسری سند کی روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا: اس اونٹنی پر جو سامان ہے اس کو پکڑ لو اور اس کی پشت خالی کر کے چھوڑ دو کیونکہ یہ اونٹنی ملعونہ ہے۔ یعنی اس پر لعنت کی گئی ہے۔

٦٦٠١ـ حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا التَّيْمِيُّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ، قَالَ: بَيْنَمَا جَارِيَةٌ عَلَى نَاقَةٍ، عَلَيْهَا بَعْضُ مَتَاعِ الْقَوْمِ، إِذْ بَصُرَتْ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَضَايَقَ بِهِمِ الْجَبَلُ، فَقَالَتْ: حَلْ، اللَّهُمَّ الْعَنْهَا، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُصَاحِبْنَا نَاقَةٌ عَلَيْهَا لَعْنَةٌ

حضرت ابو برزہ الاسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک لڑکی اونٹنی پر سوار تھی اور اونٹنی پر لوگوں کا کچھ سامان رکھا تھا، اچانک اس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا وہاں پہاڑی راستہ تنگ تھا وہ لڑکی بولی ''حل'' اے اللہ! اس اونٹنی پر لعنت کر۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''ہمارے ساتھ وہ اونٹنی شریک سفر نہ ہو جس پر لعنت ہے''۔

٦٦٠٢ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ، ح وحَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ، جَمِيعًا عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَزَادَ فِي حَدِيثِ الْمُعْتَمِرِ لَا. أَيْمُ اللَّهِ لَا تُصَاحِبْنَا رَاحِلَةٌ عَلَيْهَا لَعْنَةٌ مِنَ اللَّهِ أَوْ كَمَا قَالَ

حضرت سلیمان تیمی سے اس سند کے ساتھ (سابقہ) روایت ہی نقل کی گئی ہے اور اس حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ اللہ کی قسم! ہمارے ساتھ وہ سواری نہ رہے جس پر اللہ کی لعنت کی گئی ہو اسی کی مثل فرمایا۔

٦٦٠٣ـ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ وَهُوَ ابْنُ بِلَالٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا يَنْبَغِي لِصِدِّيقٍ أَنْ يَكُونَ لَعَّانًا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''صدیق کی شایان شان نہیں کہ وہ

لعنت کرنے والا ہو"۔

۶۰۰۴۔حَدَّثَنِيهِ أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

حضرت علاء بن عبدالرحمٰن سے اس سند کے ساتھ (سابقہ) حدیث (کہ صدیق کے شایان شان نہیں کہ وہ لعنت کرنے والا ہو) ہی کی مثل مروی ہے۔

۶۰۰۵۔حَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ، بَعَثَ إِلَى أُمِّ الدَّرْدَاءِ بِأَنْجَادٍ مِنْ عِنْدِهِ، فَلَمَّا أَنْ كَانَ ذَاتَ لَيْلَةٍ، قَامَ عَبْدُ الْمَلِكِ مِنَ اللَّيْلِ، فَدَعَا خَادِمَهُ، فَكَأَنَّهُ أَبْطَأَ عَلَيْهِ، فَلَعَنَهُ، فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَتْ لَهُ أُمُّ الدَّرْدَاءِ: سَمِعْتُكَ اللَّيْلَةَ، لَعَنْتَ خَادِمَكَ حِينَ دَعَوْتَهُ، فَقَالَتْ: سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَكُونُ اللَّعَّانُونَ شُفَعَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ، يَوْمَ الْقِيَامَةِ

زید بن اسلم کہتے ہیں کہ ایک بار عبدالملک بن مروان نے اپنے پاس سے کچھ قالین (گھر کی آرائش وغیرہ کا سامان) حضرت ام الدرداء کو بھیجا۔ ایک رات عبدالملک رات میں اٹھا اور اپنے خادم کو بلایا، خادم نے آنے میں تاخیر کی تو عبدالملک نے اسے لعنت کی۔ جب صبح ہوئی تو ام الدرداء نے اس سے فرمایا کہ میں نے رات کو سنا کہ جب تم نے اپنے خادم کو بلایا تھا تو اسے لعنت کی تھی۔ پھر وہ کہنے لگیں کہ میں نے ابوالدرداء سے سنا، فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لعنت کرنے والے قیامت کے دن نہ کسی کی شفاعت کر سکیں گے اور نہ ہی گواہ (شہید) ہوں گے

۶۰۰۶۔حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ، وَعَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ التَّيْمِيُّ، قَالُوا: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، كِلَاهُمَا عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ، بِمِثْلِ مَعْنَى حَدِيثِ حَفْصِ بْنِ مَيْسَرَةَ

حضرت زید بن اسلم سے اس سند کے ساتھ حضرت حفص بن میسرہ کی (روایت کردہ حدیث) ہی کی مثل حدیث منقول ہے۔

۶۰۰۷۔حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، وَأَبِي حَازِمٍ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِنَّ

اللَّعَّانِينَ لَا يَكُونُونَ شُهَدَاءَ، وَلَا شُفَعَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ بہت زیادہ لعنت کرنے والے قیامت کے دن گواہی دینے والے نہ ہوں گے اور نہ ہی شفاعت کرنے والے ہوں گے۔

٦٠٠٨ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، قَالَا: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ يَعْنِيَانِ الْفَزَارِيَّ، عَنْ يَزِيدَ وَهُوَ ابْنُ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ عَلَى الْمُشْرِكِينَ قَالَ: إِنِّي لَمْ أُبْعَثْ لَعَّانًا، وَإِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! مشرکین پر بددعا کر دیجئے: فرمایا کہ میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا ہوں، میں تو فقط رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

بَابُ مَنْ لَعَنَهُ النَّبِيُّ وَلَيْسَ هُوَ أَهْلًا لَهَا فهي له اجر وقصة اليتيمة

آنحضرت نے کسی غیر مستحق پر لعنت کی تو وہ اس کے لیے رحمت بنیگی اور یتیم بچی کا قصہ

اس باب میں امام مسلم نے سولہ احادیث کو بیان کیا ہے

٦٠٠٩ـ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ فَكَلَّمَاهُ بِشَيْءٍ، لَا أَدْرِي مَا هُوَ فَأَغْضَبَاهُ، فَلَعَنَهُمَا، وَسَبَّهُمَا، فَلَمَّا خَرَجَا، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ أَصَابَ مِنَ الْخَيْرِ شَيْئًا، مَا أَصَابَهُ هَذَانِ، قَالَ: وَمَا ذَاكِ قَالَتْ: قُلْتُ: لَعَنْتَهُمَا وَسَبَبْتَهُمَا، قَالَ: أَوَ مَا عَلِمْتِ مَا شَارَطْتُ عَلَيْهِ رَبِّي؟ قُلْتُ: اللَّهُمَّ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، فَأَيُّ الْمُسْلِمِينَ لَعَنْتُهُ، أَوْ سَبَبْتُهُ فَاجْعَلْهُ لَهُ زَكَاةً وَأَجْرًا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دو افراد حاضر ہوئے اور مجھے نہیں معلوم آپ ﷺ سے کیا بات کی، آپ ﷺ کو غصہ آ گیا اور آپ ﷺ نے ان دونوں پر لعنت فرمائی اور انہیں برا بھلا کہا۔ جب وہ دونوں باہر نکل گئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر یہاں لوگوں میں سے کسی کو کچھ بھلائی اور خیر حاصل ہوتی ہے تو ان دونوں کو تو کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کس وجہ سے؟ میں نے عرض کیا کہ آپ

کی ان دونوں پر لعنت اور برا بھلا کہنے کی وجہ سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ میں نے اپنے رب سے کیا شرط کی ہے؟ (شرط یہ ہے کہ) میں نے عرض کیا ہے "میرے رب! میں تو فقط ایک بشر ہی ہوں، تو مسلمانوں میں سے جس کو میں لعنت کروں یا اسے برا بھلا کہوں تو میری اس لعنت اور برا کہنے کو اس کے لیے گناہوں کی دھلائی اور اجر و ثواب کا ذریعہ بنا دیجئے"۔

تشریح:

"وسبھا" یعنی آنحضرت نے ان دونوں آدمیوں پر لعنت بھی کی اور گالی بھی دی یہ معلوم نہ ہوسکا کہ یہ دو آدمی کون تھے اور ان کی کیا غلطی تھی البتہ بعد میں کتاب صفات المنافقین سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ منافق تھے جو غزوہ تبوک میں گروپ کی شکل میں تھے اور آنحضرت کے بارے میں غلط منصوبہ بنا رہے تھے۔

سوال: یہاں یہ سوال ہے کہ آنحضرت تو معصوم ہیں آپ نے گالی کیسے دی اور لعنت کیسے بھیجی جب کہ وہ دونوں مسلمان تھے؟

جواب: اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ یہ محاورہ عرب کے مطابق زبان پر چڑھے ہوئے الفاظ کا استعمال تھا یہ یمین لغو کی طرح کلام ہوتا تھا اس سے حقیقت کا ارادہ نہیں ہوتا تھا جس طرح آنحضرت نے تربت یداک فرمایا ہے حلقی عقری لا کبرت سنک لا اشبع اللہ بطنہ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ کتاب صفات المنافقین کی تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ منافقین میں سے تھے اس لیے لعنت فرمائی بہرحال آنحضرت تو ظاہری شریعت پر حکم دینے کے مکلّف تھے اور باطنی احوال کے مکلّف نہیں تھے تو بہت ممکن تھا کہ ایک آدمی ظاہر میں لعنت و مذمت کا مستحق تھا لیکن باطن میں عند اللہ مستحق نہیں تھا تو آنحضرت نے اللہ تعالیٰ سے عہد لیا کہ ایسی حالت میں میرے کلام کو اس شخص کے لیے رحمت اور پاکیزگی کا ذریعہ بنا دے کہ بددعا کے بجائے دعا بن جائے اس طرح دعا تو ہر امتی کرسکتا ہے کہ میرے مولیٰ میری زبان سے جس مسلمان کے لیے کوئی ناشائستہ کلمات نکل جائیں تو وہ اس بندے کے حق میں رفع درجات اور رحمت کا ذریعہ بنا دے البتہ آنحضرت کا کلام یقینی طور پر رحمت بن جاتا ہے مختلف شروحات کا خلاصہ اسی طرح ہے۔

"سببتہ" برائی بیان کرنا یہ گالی کے ساتھ خاص نہیں "جلدتہ" کوڑا مارنے کو کہتے ہیں "شتمتہ" گالی کو کہتے ہیں۔

"آذیتہ" ایذاء پہنچانا "کفارۃ" کفارہ ذنوب بنا دے "قربہ" قرب الٰہی کا ذریعہ بنا دے "زکوۃ" پاکیزگی بنا دے۔

"طھورا" گناہوں سے پاک کردے "اشترطت" یعنی اللہ تعالیٰ سے معاہدہ کر رکھا ہے رب تعالیٰ نے مان لیا ہے یہ مختلف الفاظ کی تشریح ہے "لمن اصاب من الخیر" لام ابتدائیہ تاکید یہ قسم کے لیے اور جواب قسم محذوف ہے اور موجودہ عبارت دال

برجواب قسم ہے عبارت اس طرح ہے۔ واللہ لرجل اصاب منک الخیر لھو فائز واما ھذان فما یصیبھما من الخیر شیء ،اس سے مختصر عبارت اس طرح ہے ”ایما رجل اصاب شیئا من الخیر فلا یصبہ ھذان اھ شرح نووی سے اسی طرح معلوم ہو جاتا ہے۔

۶۶۱۰۔حَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، ح وَحَدَّثَنَاهُ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، جَمِيعًا عَنْ عِيسَى بْنِ يُونُسَ، كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ، نَحْوَ حَدِيثِ جَرِيرٍ، وَقَالَ: فِي حَدِيثِ عِيسَى فَخَلَوَا بِهِ فَسَبَّهُمَا وَلَعَنَهُمَا وَأَخْرَجَهُمَا

حضرت اعمش رحمہ اللہ اس مذکورہ سند کے ساتھ حضرت جریر کی روایت کردہ حدیث ہی کی مثل روایت نقل فرماتے ہیں اور اس روایت میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ان سے خلوت میں ملاقات کی اور ان کو برا کہا اور ان پرلعنت کی اور ان کو نکال دیا۔

۶۶۱۱۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللَّهُمَّ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ سَبَبْتُهُ، أَوْ لَعَنْتُهُ، أَوْ جَلَدْتُهُ، فَاجْعَلْهَا لَهُ زَكَاةً وَرَحْمَةً

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اے اللہ! میں تو فقط ایک بشر ہی ہوں، تو مسلمانوں میں جس کسی آدمی کو میں برا بھلا کہوں یا لعنت کروں یا اسے ماروں تو اس کو اس کے لیے پاکی اور رحمت کا ذریعہ بنادے۔

۶۶۱۲۔وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهُ، إِلَّا أَنَّ فِيهِ زَكَاةً وَأَجْرًا.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث ہی کی مثل روایت نقل فرماتے ہیں البتہ اس روایت میں پاکیزگی اور اجر کا ذکر بھی ہے۔

۶۶۱۳۔حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ، بِإِسْنَادِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، مِثْلَ حَدِيثِهِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ عِيسَى جَعَلَ وَأَجْرًا فِي حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَجَعَلَ وَرَحْمَةً فِي حَدِيثِ جَابِرٍ

حضرت اعمش سے حضرت عبداللہ بن نمیر کی سند کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث ہی کی مثل روایت منقول ہے۔

٦٦١٤ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحِزَامِيَّ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَتَّخِذُ عِنْدَكَ عَهْدًا لَنْ تُخْلِفَنِيهِ، فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، فَأَيُّ الْمُؤْمِنِينَ آذَيْتُهُ شَتَمْتُهُ، لَعَنْتُهُ، جَلَدْتُهُ، فَاجْعَلْهَا لَهُ صَلَاةً وَزَكَاةً، وَقُرْبَةً تُقَرِّبُهُ بِهَا إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے اللہ! میں آپ سے ایک عہد لیتا ہوں، آپ اس کے خلاف نہ کریں گے، کیونکہ میں ایک بشر ہی تو ہوں۔ تو اہل ایمان میں سے جس کسی کو میں کوئی تکلیف دوں، یا سب وشتم کروں یا لعنت کروں یا اسے ماروں تو ان باتوں کو اس کے لیے رحمت، پاکی اور قربت بنادے کہ قیامت کے دن تو اسے ان کے ذریعہ اپنا تقرب عطا فرمائے''۔

٦٦١٥ ـ حَدَّثَنَاهُ ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: أَوْ جَلَدُّهُ قَالَ أَبُو الزِّنَادِ وَهِيَ لُغَةُ أَبِي هُرَيْرَةَ وَإِنَّمَا هِيَ جَلَدْتُهُ.

حضرت ابوالزناد اس سند کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث ہی کی مثل روایت بیان فرماتے ہیں۔

٦٦١٦ ـ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ مَعْبَدٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے مذکورہ بالا احادیث ہی کی مثل حدیث بیان فرماتے ہیں۔

٦٦١٧ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ سَالِمٍ، مَوْلَى النَّصْرِيِّينَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنَّمَا مُحَمَّدٌ بَشَرٌ، يَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ، وَإِنِّي قَدِ اتَّخَذْتُ عِنْدَكَ عَهْدًا لَنْ تُخْلِفَنِيهِ، فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ آذَيْتُهُ، أَوْ سَبَبْتُهُ، أَوْ جَلَدْتُهُ، فَاجْعَلْهَا لَهُ كَفَّارَةً، وَقُرْبَةً، تُقَرِّبُهُ بِهَا إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اے اللہ! بے شک میں محمد فقط ایک بشر ہی ہوں، جو دوسرے انسانوں کی طرح غصہ بھی ہوتا ہے اور بے شک میں نے آپ سے ایک عہد لیا ہے جس کے آپ خلاف نہ فرمائیں گے کہ کوئی بھی مومن جسے میں ایذاء دوں، یا برا بھلا کہوں یا اسے ماروں تو ان باتوں کو اس کے واسطے (گناہوں کا) کفارہ اور تقرب کا ذریعہ بنادیجئے جس سے وہ قیامت کے دن آپ کا تقرب

حاصل کرلے"۔

۶۶۱۸۔حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: اللَّهُمَّ فَأَيُّمَا عَبْدٍ مُؤْمِنٍ سَبَبْتُهُ، فَاجْعَلْ ذَلِكَ لَهُ قُرْبَةً إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے "اے اللہ! جس مومن بندہ کو میں نے برا بھلا کہا ہو تو اس (بدگوئی) کو اس کے لیے اپنے تقرب کا ذریعہ بنادے قیامت کے روز"۔

۶۶۱۹۔حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ: زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَمِّهِ، حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي اتَّخَذْتُ عِنْدَكَ عَهْدًا لَنْ تُخْلِفَنِيهِ، فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ سَبَبْتُهُ، أَوْ جَلَدْتُهُ، فَاجْعَلْ ذَلِكَ كَفَّارَةً لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے اللہ! میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں اور آپ ہرگز وعدے کے خلاف نہیں کرتے۔ میں جس مومن کو بھی برا بھلا کہوں یا اس کو سزا دوں تو قیامت کے دن اس کو اس کے لیے کفارہ بنادے۔

۶۶۲۰۔حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، وَإِنِّي اشْتَرَطْتُ عَلَى رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ، أَيُّ عَبْدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ سَبَبْتُهُ أَوْ شَتَمْتُهُ، أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ لَهُ زَكَاةً وَأَجْرًا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں تو صرف ایک انسان ہوں اور میں نے اپنے رب تعالیٰ سے یہ وعدہ کیا ہے کہ مسلمانوں میں جس بندے کو میں سب وشتم کروں تو تو اسے اس کے لیے پاکیزگی اور اجر کا ذریعہ بنادے۔

۶۶۲۱۔حَدَّثَنِيهِ ابْنُ أَبِي خَلَفٍ، حَدَّثَنَا رَوْحٌ، ح وَحَدَّثَنَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، جَمِيعًا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

حضرت ابن جریج سے اس سند کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث ہی کی مثل روایت منقول ہے۔

حضرت ام سلیم کی یتیم بچی کا عجیب قصہ

٦٦٢٢۔حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَأَبُو مَعْنٍ الرَّقَاشِيُّ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ، حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَتْ عِنْدَ أُمِّ سُلَيْمٍ يَتِيمَةٌ، وَهِيَ أُمُّ أَنَسٍ، فَرَأَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَتِيمَةَ، فَقَالَ: آنْتِ هِيَهْ؟ لَقَدْ كَبِرْتِ، لَا كَبِرَ سِنُّكِ فَرَجَعَتِ الْيَتِيمَةُ إِلَى أُمِّ سُلَيْمٍ تَبْكِي، فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: مَا لَكِ؟ يَا بُنَيَّةُ قَالَتِ الْجَارِيَةُ: دَعَا عَلَيَّ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنْ لَا يَكْبَرَ سِنِّي، فَالْآنَ لَا يَكْبَرُ سِنِّي أَبَدًا، أَوْ قَالَتْ قَرْنِي فَخَرَجَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ مُسْتَعْجِلَةً تَلُوثُ خِمَارَهَا، حَتَّى لَقِيَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا لَكِ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَدَعَوْتَ عَلَى يَتِيمَتِي قَالَ: وَمَا ذَاكِ؟ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ قَالَتْ: زَعَمَتْ أَنَّكَ دَعَوْتَ أَنْ لَا يَكْبَرَ سِنُّهَا، وَلَا يَكْبَرَ قَرْنُهَا، قَالَ فَضَحِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: يَا أُمَّ سُلَيْمٍ أَمَا تَعْلَمِينَ أَنَّ شَرْطِي عَلَى رَبِّي، أَنِّي اشْتَرَطْتُ عَلَى رَبِّي فَقُلْتُ: إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، أَرْضَى كَمَا يَرْضَى الْبَشَرُ، وَأَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ، فَأَيُّمَا أَحَدٍ دَعَوْتُ عَلَيْهِ، مِنْ أُمَّتِي، بِدَعْوَةٍ لَيْسَ لَهَا بِأَهْلٍ، أَنْ يَجْعَلَهَا لَهُ طَهُورًا وَزَكَاةً، وَقُرْبَةً يُقَرِّبُهُ بِهَا مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. وقَالَ أَبُو مَعْنٍ: يُتَيِّمَةٌ، بِالتَّصْغِيرِ، فِي الْمَوَاضِعِ الثَّلَاثَةِ مِنَ الْحَدِيثِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ام سلیم کے پاس ایک یتیم لڑکی تھی اور ام سلیم انس کی ماں کا نام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس یتیم لڑکی کو دیکھا تو فرمایا: اچھا تو ہی ہے وہ لڑکی؟ ۔ تو تو بڑی ہوگئی؟ ۔ تیری عمر بڑی نہ ہو۔ یہ سن کر وہ یتیم لڑکی روتی ہوئی ام سلیم کے پاس لوٹی ۔ حضرت ام سلیم نے اس سے کہا کہ اے بیٹی تجھے کیا ہوا؟ وہ لڑکی کہنے لگی کہ نبی ﷺ نے مجھے بددعا دی ہے کہ میری عمر بڑی نہ ہو۔ اب میری عمر کبھی بڑی نہ ہوگی ۔ حضرت ام سلیم یہ سن کر جلدی سے اپنا دوپٹہ اوڑھتی ہوئی نکلیں اور رسول اللہ ﷺ سے جا کر ملیں ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ام سلیم! کیا بات ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ: اے اللہ کے نبی ﷺ! کیا آپ نے میری یتیم لڑکی کو بددعا دی ہے؟ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ وہ کیا ہے ام سلیم؟ انہوں نے کہا کہ اس نے کہا ہے کہ آپ نے اس کو بددعا دی ہے، کہ اس کی عمر بڑی نہ ہو۔ اور اس کا زمانہ بڑا نہ ہو۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خوب ہنسے پھر فرمایا: اے ام

سلیم! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں نے اپنے پروردگار سے ایک شرط رکھی ہے اور میں نے عرض کیا ہے کہ: ''بے شک میں ایک بشر ہی ہوں، میں بھی اسی طرح (کبھی) خوش ہوتا ہوں، جیسے دوسرے بشر خوش ہوتے ہیں اور دوسروں کی طرح غصہ بھی ہوتا ہوں۔ تو جس کسی پر میں ایسی بددعا کروں امت میں سے جس کا وہ اہل نہیں ہے تو میری اس بددعا کو تو اس کے واسطے گناہوں سے پاکیزگی اور صفائی کا اور اپنے قرب کا ذریعہ بنادے جس کے ذریعہ تو اسے قیامت کے روز اپنا مقرب بنالے''۔ اور ابو معن کی روایت میں تینوں جگہ یُتَیِّمَةٌ تصغیر کے ساتھ ہے۔

تشریح:

''وھی ام انس'' اس سے ام سلیم مراد ہے یعنی ام سلیم حضرت انس کی والدہ تھی یہ یتیم بچی تو حضرت انس کی بہن تھی اردو تراجم والوں نے فحش غلطی کی ہے کہ اس کو ام انس قرار دیا نووی نے تنبیہ کر کے کہا ہے ''یعنی ام سلیم ام انس''۔

''فرأی'' یعنی اچانک آنحضرت نے اس یتیم بچی کو دیکھا کافی عرصہ سے نہیں دیکھا تھا اب تو ماشاء اللہ اچھی خاصی بڑی ہوگئی تھی آنحضرت نے تعجب کیا ''آنت ھیہ'' یہ استفہام تعجب کے لیے ہے اور ھی کے ساتھ وقف والی ھ لگی ہے یعنی اچھا تو وہی ہے جو پہلے میں نے دیکھا تھا اس وقت تو تم چھٹانک بھر تھی اب تو اچھی خاصی موٹی سوٹی ہوگئی ہو؟ خدا کرے تیری عمر بڑھ نہ جائے اور تیرا زمانہ دراز نہ ہوجائے ''سنک اور قرنک'' دونوں کا مطلب ایک ہی ہے عمر اور زمانہ مراد ہے کہ یہ دونوں طویل نہ ہوجائے گویا اس کے ضمن میں موت کی بددعا پوشیدہ ہوسکتی تھی اسی لیے سب پریشان ہوگئے ''تلوث خمارھا'' لاث یلوث سر پر چادر لپیٹنے اور اوڑھانے کو کہتے ہیں ''یُتَیِّمَةٌ'' یہ یتیمة کی تصغیر ہے یعنی میری چھوٹی سی یتیم بچی یتیم گوٹے یتیچہ بچی کو آپ نے بددعاء دی ہے آنحضرت نے تسلی دیدی کہ میری بددعا حقیقت میں دعا ہوتی ہے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

۶۶۲۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ، وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ الْقَصَّابِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كُنْتُ أَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ، فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَارَيْتُ خَلْفَ بَابٍ، قَالَ فَجَاءَ فَحَطَأَنِي حَطْأَةً، وَقَالَ: اذْهَبْ وَادْعُ لِي مُعَاوِيَةَ قَالَ: فَجِئْتُ فَقُلْتُ: هُوَ يَأْكُلُ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ لِيَ: اذْهَبْ فَادْعُ لِي مُعَاوِيَةَ قَالَ: فَجِئْتُ فَقُلْتُ: هُوَ يَأْكُلُ، فَقَالَ: لَا أَشْبَعَ اللّٰهُ بَطْنَهُ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: قُلْتُ لِأُمَيَّةَ: مَا حَطَأَنِي؟ قَالَ: قَفَدَنِي قَفْدَةً

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں لڑکوں کیساتھ کھیل رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ میں ایک دروازہ کے پیچھے چھپ گیا۔ آپ ﷺ وہاں تشریف لے آئے اور اپنے دست مبارک سے

میری گردن پر تھپکی دی اور فرمایا کہ جا اور معاویہ کو میرے پاس بلالا۔ میں گیا اور عرض کیا کہ وہ کھانا کھارہے ہیں پھر آپ ﷺ نے دوبارہ مجھ سے فرمایا کہ جا اور معاویہ کو بلالا۔ میں پھر گیا اور آکر کہا کہ معاویہ کھانا کھارہے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کا پیٹ نہ بھرے، ابن مثنی نے کہا کہ میں نے امیہ سے کہا حَطَأَنِی کیا ہے؟ انہوں نے کہا: تھپکی دینا۔

تشریح:

''فتــوا دیــت'' باب تفاعل سے ہے چھپنے کے معنی میں ہے یعنی دروازہ کے پیچھے چھپ گیا تا کہ آنحضرت مجھے دیکھ نہ پائے اور کھیل سے الگ نہ کرے یہ بچوں کی عادت ہے آج بھی بچے یہی کرتے ہیں سچ ہے ''الصبی صبی ولو کان ابن نبی'' بچہ بچہ ہوتا ہے اگر چہ وہ نبی کا بچہ کیوں نہ ہو۔ ''فَحَطَأَنِی'' فتح یفتح سے ہے دفع کرنے ہٹانے اور جھکانے کے معنی میں آتا ہے یہاں کندھوں سے پکڑ کر جھکانے کا معنی زیادہ مناسب ہے ''حطاۃ'' یہ مفعول مطلق واقع ہے۔

یہاں راوی نے اس کا ترجمہ ''قفدنی قفدۃ'' کے ساتھ کیا ہے جو آسان کرنے کے بجائے اس نے مزید مشکل کردیا ہے۔

''قفد'' ضرب یضرب سے ہے گدی پر تھپڑ مارنے کو کہتے ہیں آنحضرت نے بطور تلطف ومزاح ایسا کیا مارنا مقصود نہیں تھا۔

''ھو یـاکل'' شاید حضرت ابن عباس نے حضرت معاویہ کو مشغول دیکھا تو اطلاع ہی نہ کی یا اطلاع کی لیکن حضرت معاویہ نے بوجہ عذر تاخیر کردی یہ دوسرا مطلب زیادہ واضح ہے۔

''لا اشبع اللہ بطنہ'' یعنی اللہ تعالیٰ اس کے پیٹ کو نہ بھرے کیوں نہیں آتا ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے حضرت معاویہ کی کوئی فضیلت اپنی کتاب میں بیان کی ہے تو اس نے فرمایا کہ ان کی فضیلت کیا ہے بس یہی ایک حدیث ہے اور مذکورہ حدیث کو نقل کیا وہ لوگ سپاہ صحابہ کی طرح جذباتی تھے چنانچہ امام نسائی کی خوب پٹائی لگائی یہاں تک کہ اس کے خصیتین کو کچل دیا بیچارہ جماع سے عاجز ہوگئے۔ حضرت معاویہ کے حق میں یہ دعا ایسی راس آگئی کہ کھاتے کھاتے مزے اڑاتے تھے پیٹ نہیں بھرتا تھا۔

٦٦٢٤ـ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، أَخْبَرَنَا أَبُو حَمْزَةَ، سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُولُ: كُنْتُ أَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَاخْتَبَأْتُ مِنْهُ فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ اچانک رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ سے چھپ گیا (پھر آگے سابقہ حدیث ہی کی مثل حدیث بیان فرمائی)۔

بَابُ ذَمِّ ذِي الْوَجْهَيْنِ

دوغلے پن والے کی مذمت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

٦٦٢٥۔ **حَدَّثَنَا** يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: إِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ، ذَا الْوَجْهَيْنِ، الَّذِي يَأْتِي هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ، وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لوگوں میں سب سے زیادہ برا وہ ہے جو دومنہ والا ہو، جو اس آدمی کے پاس ایک چہرہ لے کر آئے اور اُس کے پاس دوسرا چہرہ لے کر آئے''۔

٦٦٢٦۔ **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِنَّ شَرَّ النَّاسِ، ذُو الْوَجْهَيْنِ الَّذِي يَأْتِي هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ، وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے ہیں کہ لوگوں میں سب سے زیادہ برا وہ آدمی ہے جو دومنہ (رخ) والا ہو جو اس آدمی کے پاس ایک چہرہ لیکر آئے اور اس کے پاس دوسرا چہرہ لیکر آئے۔

٦٦٢٧۔ **حَدَّثَنِي** حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ح وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَجِدُونَ مِنْ شَرِّ النَّاسِ ذَا الْوَجْهَيْنِ، الَّذِي يَأْتِي هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ، وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم قیامت کے دن سب سے زیادہ برے حال میں اس آدمی کو پاؤ گے جو دومنہ والا ہوتا ہے کہ جو کچھ لوگوں کے پاس جاتا ہے تو اس کا رخ اور ہوتا ہے اور دوسرے لوگوں کے پاس جاتا ہے تو اس کا رخ اور ہوتا ہے۔

بَابُ تَحْرِيمِ الْكَذِبِ وَبَيَانِ مَا يُبَاحُ مِنْهُ

جھوٹ کی حرمت اور بعض جگہوں میں اس کے جواز کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

۶۶۲۸۔ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، أَنَّ أُمَّهُ أُمَّ كُلْثُومٍ بِنْتَ عُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ، وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ، اللَّاتِي بَايَعْنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَخْبَرَتْهُ، أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ يَقُولُ: لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ، وَيَقُولُ خَيْرًا وَيَنْمِي خَيْرًا قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَلَمْ أَسْمَعْ يُرَخَّصُ فِي شَيْءٍ مِمَّا يَقُولُ النَّاسُ كَذِبٌ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ: الْحَرْبُ، وَالْإِصْلَاحُ بَيْنَ النَّاسِ، وَحَدِيثُ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ وَحَدِيثُ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا

حضرت حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ ان کی ماں ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط جو ان اولین مہاجر خواتین میں سے تھیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے مابین صلح کردار ہا ہو اور اچھی بات کہے یا بہتر بات منسوب کرے''۔ حضرت ابن شہاب زہری فرماتے ہیں کہ میں نے نہیں سنا کہ لوگوں کے جھوٹ میں کوئی رخصت دی گئی ہو سوائے تین مقامات کے۔ جنگ میں، لوگوں کے مابین صلح کرانے میں اور مرد کا اپنی بیوی سے اور بیوی کا اپنے شوہر سے (محبت بڑھانے کے لیے) جھوٹی بات کرنا۔

تشریح:

''لیس الکذاب'' دو مسلمانوں کا آپس میں مثلاً نزاع یا بُعد ہے اور ایک تیسرا شخص اس فتنہ و فساد اور بغض و بُعد کو دور کرنے کے لیے خلاف واقعہ جھوٹی بات کرتا ہے مثلاً ایک سے کہتا ہے کہ بھائی وہ آدمی تو آپ کا بڑا خیر خواہ ہے وہ آپ کی تعریف کرتا رہتا ہے آپ سے محبت رکھتا ہے اور آپ کے بارے میں ان کے بہت اچھے ارادے ہیں اسی طرح باتیں جا کر دوسرے سے کہتا ہے اس میں اگر چہ یہ جھوٹ بولتا ہے لیکن چونکہ یہ اصلاح بین الناس اور اخلاص پر مبنی ہے لہٰذا جھوٹ کی وعید سے خارج ہے اسی طرح میاں بیوی کے درمیان نفرت کو ختم کرنے کے لیے اس طرح باتیں کرنا جھوٹ کی وعید سے باہر ہے اسی طرح کسی کی جان بچانے کے لیے جھوٹ بولنا جائز بلکہ بعض دفعہ فرض ہو جاتا ہے مثلاً کوئی شخص کسی کے قتل کے لیے اسلحہ لیکر پیچھے دوڑ رہا ہے تو کسی نے کہا کہ

بھائی اس راستہ سے وہ نہیں گیا ہے بلکہ فلاں راستہ سے گیا ہے اس طرح غلط بیانی جائز بلکہ ضروری ہے۔

''الحرب'' اس سے عام جنگ مراد نہیں ہے بلکہ مقدس جنگ جہاد مراد ہے جہاد کے احکام نرالے اور البیلے ہیں ایک چیز دیگر میدانوں میں حرام ہوتی ہے لیکن جہاد کے میدان میں جائز اور حلال ہو جاتی ہے شاعر کہتا ہے۔

تفرد بالاحکام فی اهله الهوىٰ ☆ فانت جميل الخلف مستحسن الكذب

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جہاد کے میدان میں ضرورت پڑنے پر خلاف واقعہ باتوں کے استعمال کی اجازت ہے جن باتوں کا تعلق مسلمانوں کی طاقت اور لشکر کی برتری کے اظہار سے ہو مثلاً یہ کہنا کہ ہماری طاقت کا کیا کہنا ہم نے دشمن کو تباہ کر کے رکھدیا ان کو صفحہ ہستی سے مٹادیا اب ان کی طاقت ختم ہو چکی ہے ہماری مزید تازہ دم فوج آچکی ہے دشمن بھاگنے کے لیے تیار کھڑا ہے یا آمنے سامنے دشمن سے بطور حیلہ وخداع کہتا ہے کہ دیکھو تمہارے پیچھے کتنا بڑا لشکر آرہا ہے جب وہ مڑکر دیکھتا ہے تو مجاہد اپنا کام تمام کر دیتا ہے یہ تمام حربے میدان جہاد میں استعمال کرنا جائز ہیں۔''الحرب خدعة'' اسی کا نام ہے۔

''وحديث الرجل'' مثلاً شوہر اپنی بیوی سے کہتا ہے تیرا کیا کہنا! تیری حسن دنیا میں کہیں بھی نہیں ہے، تیری خوبیوں کا کیا کہنا، تیری نظیر دنیا میں نہیں۔ تو بے نظیر ہے اور تیرا ہنر وکمال اور حسن وجمال لاجواب ہے اور میرے کمالات تو گنتی سے باہر ہیں میرے کارناموں کا کیا کہنا میری طاقت تو دنیا کے کسی فرد بشر میں نہیں اور میری خوبیوں کا دنیا میں کوئی مقابل نہیں ہے۔

حکایت: حیاۃ الحیوان میں ایک قصہ لکھا ہے کہ ایک چڑا اپنی رفیقہ حیات چڑی کو قابو کرنے کی کوشش کر رہا تھا وہ ادھر ادھر بھاگ رہی تھی تو چڑے نے کہا تو مجھ سے بھاگتی ہے حالانکہ مجھ میں اتنی طاقت ہے کہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے محل کو اٹھا کر سمندر میں پھینک سکتا ہوں، اس بے ادبی اور گستاخی کی شکایت پرندوں نے دربار سلیمانی میں لگائی چڑا شاہی حکم کے تحت حاضر کیا گیا حضرت سلیمان نے غصہ سے فرمایا اے چڑے! تو چھٹانک بھر ہے۔ چھٹانک بھر تیرا وزن ہے تو میرے محل کو اٹھا کر سمندر میں کیسے پھینک سکتا ہے؟ چڑے نے پر ہلا کر کہا کہ جی حضور! آپ کو خوب معلوم ہے کہ محبوب ومعشوق کو قابو کرنے کے لیے اس طرح ڈینگیں ماری جاتی ہیں یہ اسی قسم کا ایک حیلہ تھا تا کہ معشوق ہاتھ آجائے۔

''والاصلاح'' لوگوں کے درمیان اصلاح کی غرض سے اس طرح خلاف واقعہ بات کرنا جائز ہے مثلاً کہتا ہے بھائی وہ شخص آپ کی بڑی تعریف کرتا ہے آپ کا بڑا مداح اور گرویدہ ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جھوٹ مصلحت آمیز بہتر ہے۔ اس سچ سے جو شر انگیز ہو۔

۶۶۲۹ـ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا

مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شِهَابٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، مِثْلَهُ، غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ صَالِحٍ: وَقَالَتْ: وَلَمْ أَسْمَعْهُ يُرَخِّصُ فِي شَيْءٍ مِمَّا يَقُولُ النَّاسُ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ، بِمِثْلِ مَا جَعَلَهُ يُونُسُ، مِنْ قَوْلِ ابْنِ شِهَابٍ

حضرت ابن شہاب سے اس سند کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث ہی کی مثل حدیث منقول ہے۔

۶۶۳۰۔وَحَدَّثَنَاهُ عَمْرٌو النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، إِلَى قَوْلِهِ: وَنَمَى خَيْرًا وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ

حضرت زہری رحمہ اللہ سے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت ہی منقول ہے البتہ اس روایت میں دوسرے آدمی کی طرف خیر کی بات منسوب کرنے کا ذکر ہے اور اس کے بعد کا ذکر نہیں ہے۔

بَابُ تَحْرِيمِ النَّمِيمَةِ

چغل خوری کے حرام ہونے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۶۶۳۱۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: إِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَلَا أُنَبِّئُكُمْ مَا الْعَضْهُ؟ هِيَ النَّمِيمَةُ الْقَالَةُ بَيْنَ النَّاسِ وَإِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الرَّجُلَ يَصْدُقُ حَتَّى يُكْتَبَ صِدِّيقًا، وَيَكْذِبُ حَتَّى يُكْتَبَ كَذَّابًا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں تمہیں نہ بتلاؤں کہ صریح جھوٹ و بہتان کیا چیز ہے؟ وہ چغل خوری ہے جو لوگوں میں عداوت اور دشمنی پیدا کرتی ہے''۔ بلاشبہ انسان سچ بولتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ سچا لکھ لیا جاتا ہے اور انسان جھوٹ بولتا ہے یہاں تک کہ وہ جھوٹا لکھ لیا جاتا ہے۔

تشریح:

''ما العضه'' یہ لفظ دو طرح پڑھا جاتا ہے ''عِضَة'' عین پر زیر اور ضاد پر زبر ہے آخر میں تا ہے عدة کے وزن پر ہے یہ ٹکڑے اور قطعۃ کے معنی میں ہے قرآن میں ''جعلوا القران عضین'' اسی سے ہے چغلی کو عضة بمعنی ٹکڑا اس لیے کہا گیا کہ یہ بھی انسانوں کو متفرق کر کے ٹکڑوں میں تقسیم کرتی ہے یہ لفظ عَضْہ بھی پڑھا گیا ہے عین پر زبر ہے اور ضاد ساکن ہے آخر میں ہ ہے یہ

کذب جادو اور چغلی کو کہتے ہیں یہاں یہی نسخہ مشہور ہے اور اسی کی تفسیر النمیمة سے کی گئی ہے علامہ ابی المالکی نے عِضَة کو راجح قرار دیا ہے تو مطلب یہ نکلا کہ قبیح جھوٹ اور جادو اور تہمت چغلی ہے۔

''النمیمة'' علامہ نووی نے نمیمہ کی یہ تعریف کی ہے'' النمیمة نقل كلام الناس بعضهم الى بعض على جهة الافساد'' ''القالة بين الناس ''قالة کا معنی تو قول ہے مگر یہ بری بات اور عداوت کے معنی میں بھی آتا ہے یہاں یہی معنی بہت مناسب ہے کہ یہ چغلی لوگوں کے درمیان عداوت اور نفرت پھیلاتی ہے،

بَابُ قُبْحِ الْكَذِبِ وَحُسْنِ الصِّدْقِ وَفَضْلِهِ

جھوٹ کے قبیح ہونے اور سچ کے اچھے ہونے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

۶۶۳۲۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتَّى يُكْتَبَ صِدِّيقًا، وَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتَّى يُكْتَبَ كَذَّابًا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بلا شبہ سچ انسان کی نیکی کی طرف رہبری کرتا ہے اور بلا شبہ نیکی جنت میں لے جاتی ہے اور بلا شبہ انسان سچ بولتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ عزوجل کے نزدیک سچا لکھ لیا جاتا ہے''۔ اور بلا شبہ جھوٹ انسان کی نافرمانی کی طرف رہبری کرتا ہے اور نافرمانی جہنم میں لے جاتی ہے اور انسان جھوٹ بولتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک وہ جھوٹا لکھ لیا جاتا ہے''۔

۶۶۳۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الصِّدْقَ بِرٌّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ، حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ صِدِّيقًا، وَإِنَّ الْكَذِبَ فُجُورٌ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ، حَتَّى يُكْتَبَ كَذَّابًا قَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي رِوَايَتِهِ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سچ بولنا نیکی ہے اور نیکی (انسان کو) جنت کا راستہ دکھاتی ہے اور بندہ سچ بولنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں سچا لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ برائی ہے اور یہ برائی (انسان کو) دوزخ کا راستہ دکھاتی ہے اور بندہ جھوٹ بولنے میں لگا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ (اللہ کے ہاں) جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔ حضرت ابن ابی شیبہ نے اپنی روایت میں عن النبی ﷺ لکھا ہے

٦٦٣٤۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، وَوَكِيعٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ، فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيقًا، وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ، فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم پر سچ بولنا لازم ہے۔ اس لیے کہ بلاشبہ سچ نیکی کی طرف رہبری کرتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جانے والی ہے۔ اور آدمی جب مسلسل سچ ہی بولتا ہے اور سچ بولنے کا ہی ارادہ رکھتا ہے تو اللہ کے یہاں سچا لکھ لیا جاتا ہے''۔ اور جھوٹ سے بچتے رہو اس لیے کہ جھوٹ برائی اور گناہ کی طرف لے جانے والا ہے اور برائی جہنم کی طرف لے جانے والی ہے۔ اور آدمی ہمیشہ جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ ہی کا ارادہ رکھتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک جھوٹا لکھ لیا جاتا ہے۔

٦٦٣٥۔حَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ مُسْهِرٍ، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ، بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي حَدِيثِ عِيسَى: وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ، وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ مُسْهِرٍ: حَتَّى يَكْتُبَهُ اللّٰهُ

حضرت اعمش سے اس سند کے ساتھ (سابقہ) روایت ہی منقول ہے لیکن اس روایت میں جھوٹ بولنے کا متمنی رہنے کا ذکر نہیں ہے اور حضرت ابن مسہر کی روایت کردہ حدیث میں یہ ہے کہ ''یہاں تک کہ اللہ اس کو لکھ لیتا ہے۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ

غصہ کے وقت نفس کو قابو میں رکھنے کی فضیلت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے آٹھ احادیث کو بیان کیا ہے

قال الله تعالیٰ ﴿والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس والله یحب المحسنین﴾

غضب اس شیطانی اغوا اور برانگیختگی کا نام ہے جس کی وجہ سے انسان ظاہری اور باطنی اعتبار سے اپنے طبعی مزاج اور حدود اعتدال سے نکل جاتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں یہ انسان اس طرح بے مقصد گفتگو اور مذموم افعال کا ارتکاب کرتا ہے، جو نہ شریعت میں جائز ہوتا ہے اور نہ عرف میں اس کو پسند کیا جاتا ہے پھر یہی جنونی کیفیت اس انسان کو مغضوب علیہ سے انتقام کی طرف متوجہ کرتی ہے اور یہ اس پر حملہ آور ہو جاتا ہے، غضب کی اس جنونی کیفیت کا اثر اس شخص کے چہرہ پر بھی ظاہر ہو جاتا ہے چنانچہ اس کا چہرہ سرخ ہو جاتا ہے اور گردن کی رگیں پھول جاتی ہیں بعض اوقات یہ جنونی کیفیت اتنی بڑھ جاتی ہے کہ آدمی مر جاتا ہے غضب کا مقابل حلم ہے جو بردباری، سنجیدگی اور وقار کا نام ہے۔ اس بات کو خوب سمجھ لینا چاہیے کہ غضب بذات خود کوئی بری خصلت نہیں ہے کہ اس کو اصلاً قبیح کہا جائے بلکہ غضب تو انسانی کمال کا ایک حصہ ہے لیکن غضب کے استعمال کی وجہ سے اس میں برائی آجاتی ہے مثلاً کوئی شخص حق کو چھوڑ کر باطل کی حمایت میں غضب کو استعمال کرتا ہے احکام شرعیہ کو پامال کرتا ہے عصبیت اور ظلم وتشدد میں غضب کو استعمال کرتا ہے تو یہ ایک بری خصلت اور شریعت کی رو سے مذموم حرکت ہے، لیکن اسی غضب کو اگر کوئی شخص حق کی حمایت میں استعمال کرتا ہے تو یہ غضب اس کی اصلاح کرتی ہے اور اس قوت غضبیہ کو شریعت کا تابع بنانا چاہتی ہے اللہ تعالیٰ نے نباتات اور جمادات کو قوت غضبیہ سے محروم رکھا ہے اس کے علاوہ ہر انسان وحیوان میں غضب کا ایک مادہ رکھا ہے جتنے حیوانات ہیں ان میں غضب کی قوت موجود ہے اور اس کے استعمال کے لیے ان کے پاس مناسب آلات اور ہتھیار بھی موجود ہیں۔ چنانچہ اپنے دفاع کے لیے پرندوں کے پاس پنجے اور چونچ موجود ہیں درندوں کے پاس برچھی نما ناخن اور داڑھ موجود ہیں گائے اور بھینس کے پاس سینگ ہیں جن کے پاس سینگ نہیں تو ان کے پاس ٹانگیں ہیں جو دفاع کا کام کرتی ہیں جیسے گدھا گھوڑا اور خچر ہیں، ہاتھی اور اونٹ کے پاس جبڑے ہیں جس سے وہ مضبوط سے مضبوط چیز کو پیس کر رکھ دیتے ہیں۔ سانپ کے پاس اگر ظاہر میں کچھ بھی نہیں تو اللہ تعالیٰ نے دفاع کے لیے اس کو ایسا زہر دیا ہے کہ جس سے وہ شیر کو بھی ٹھنڈا کر دیتا ہے اور انسان کو تڑپا کر رکھ دیتا ہے، بچھو اور شہد کی مکھیوں کو ڈنگ مارنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے کانٹا دیا ہے یہاں تک کہ مچھر کو ایسا حساس آلہ دیا ہے کہ وہ سیکنڈوں

میں انسان کی مضبوط کھال سے خون جاری کر دیتا ہے غرضیکہ اللہ تعالیٰ نے جب حیوانات کو غضب کی قوت عطا کی تو دفاع کے آلات بھی عطا کر دیئے۔ انسان کو عقل دی جس کے ذریعہ سے وہ اپنے دفاع کے لیے عجیب عجیب حیلے تیار کرتا ہے اور اس کو بروئے کار لاتا ہے جیسے تیز دھار آلے ہیں، گولیاں اور راکٹ اور میزائل ہیں، خلاصہ یہ کہ شریعت قوت غضبیہ کی اصلاح کرتی ہے اس کو ختم نہیں کرتی۔ اور غضب اتارنے کے لیے میدان جہاد مہیا کیا ہے

۶۶۳۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا تَعُدُّونَ الرَّقُوبَ فِيكُمْ؟ قَالَ قُلْنَا: الَّذِي لَا يُولَدُ لَهُ، قَالَ: لَيْسَ ذَاكَ بِالرَّقُوبِ وَلَكِنَّهُ الرَّجُلُ الَّذِي لَمْ يُقَدِّمْ مِنْ وَلَدِهِ شَيْئًا قَالَ: فَمَا تَعُدُّونَ الصُّرَعَةَ فِيكُمْ؟ قَالَ قُلْنَا: الَّذِي لَا يَصْرَعُهُ الرِّجَالُ، قَالَ: لَيْسَ بِذَلِكَ، وَلَكِنَّهُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم لوگ کس کو ''رقوب'' گردانتے ہو؟ ہم لوگوں نے کہا کہ جو بے اولاد ہو (یعنی جس کی اولاد کی زندہ نہ رہتی ہو) فرمایا کہ وہ رقوب (بے اولاد) نہیں ہے بلکہ وہ شخص ہے جس نے اپنی اولاد میں سے کسی کو آگے نہ بھیجا۔ پھر فرمایا: تم لوگ اپنے درمیان پہلوان کسے شمار کرتے ہو؟ ہم نے عرض کیا کہ: وہ شخص جسے کوئی پچھاڑ نہ سکے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ 'ایسا نہیں ہے۔ بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے''۔

تشریح:

''الرقوب'' را پر فتحہ ہے اور قاف پر ضمہ ہے رقوب اس شخص کو کہتے ہیں جس کی اولاد پیدا نہیں ہوتی ہو بعض نے کہا کہ جس کی اولاد زندہ نہیں رہتی ہو پہلی تعریف زیادہ بہتر ہے خود حدیث میں مذکور ہے آنحضرت نے فرمایا کہ حقیقت میں رقوب وہ شخص ہے جس کا کوئی بچہ اس سے پہلے نہ مرا ہو کیونکہ وہ اس کی سفارش کرتا اور مغفرت کا ذریعہ بنتا جب بچہ پیدا ہی نہ ہو تو کیا مرے گا؟

''الصرعة فیکم'' یعنی تم کس کو پہلوان کہتے ہو؟ صحابہ نے جواب دیا تو آنحضرت نے اس کو رد فرمایا اور اصل پہلوان کا تعارف یوں کیا کہ ''یملک نفسه'' یعنی یہ کوئی کمال نہیں کہ کسی کو کشتی میں گرایا جائے یا پنجہ آزمائی میں غلبہ حاصل کیا جائے اور پہلوانی کا تمغہ اس کو مل جائے، لیکن غصہ اور غضب کے وقت وہ شخص مغلوب الحال بن کر آپے سے باہر ہو جائے اور اول فول بکنے لگ جائے اور جنگ شروع کرے، پہلوانی کی زور آزمائی میں تو مضبوط رہا مگر غصہ کے ہاتھوں شکست کھا گیا۔

گلستان سعدی میں باباسعدیؒ نے ایک قصہ لکھا ہے کہ ایک پہلوان غصہ سے مغلوب ہو کر اول فول بک رہا تھا آنکھیں لال ہو گئیں تھیں گردن کی رگیں پھول گئیں تھیں اور چہرہ سرخ ہو گیا تھا باباسعدیؒ نے پوچھا یہ شخص کون ہے اور اس کو کیا ہو گیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ پہلوان ہے کسی نے غصہ میں ڈالا ہے اس لیے یہ کیفیت ہو گئی، باباسعدی نے فرمایا عجیب پہلوان ہے کہ پنجہ آزمائی میں تو ثابت قدم رہتا ہے لیکن زبان کی ذراسی بات کے سامنے گر کر چت لیٹ گیا ہے۔

اس حدیث میں آنحضرت نے ظاہری قوت کی بجائے باطنی قوت کو اصل قرار دیا ہے اور دنیوی قوت کی بجائے دین کی قوت کو اصل قرار دیا ہے۔ ''الشدید'' سے مراد پہلوان ہے۔ ''بالصرعة'' صرعہ کشی اور دھینگا مشتی کو کہتے ہیں۔

۶۶۳۷۔حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ مَعْنَاهُ

حضرت اعمش سے اس سند کے ساتھ سابقہ حدیث کے معنی کی طرح ہی حدیث نقل کی گئی ہے۔

۶۶۳۸۔حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَعَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ، قَالَا: كِلَاهُمَا قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''زور آور (پہلوان) وہ نہیں جو کشتی میں غالب آجائے، پہلوان تو وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے''۔

۶۶۳۹۔حَدَّثَنَا حَاجِبُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ قَالُوا: فَالشَّدِيدُ أَيُّمَ هُوَ؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ فرمارہے تھے کہ پہلوان وہ نہیں جو لوگوں کو پچھاڑ دے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! پھر پہلوان کون آدمی ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو غصہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھ سکے۔

۶۶۴۰۔وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، ح وَحَدَّثَنَا

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ بِهْرَامَ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث ہی کی مثل حدیث روایت فرمائی ہے۔

۶۶۴۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ يَحْيَى: أَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ، قَالَ: اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَعَلَ أَحَدُهُمَا تَحْمَرُّ عَيْنَاهُ وَتَنْتَفِخُ أَوْدَاجُهُ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي لَأَعْرِفُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ الَّذِي يَجِدُ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. فَقَالَ الرَّجُلُ: وَهَلْ تَرَى بِي مِنْ جُنُونٍ؟ قَالَ ابْنُ الْعَلَاءِ: فَقَالَ: وَهَلْ تَرَى، وَلَمْ يَذْكُرِ الرَّجُلَ

حضرت سلیمان بن صرد فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے دو آدمیوں نے گالم گلوچ کی۔ ان میں سے ایک کی آنکھیں سرخ (انگارہ) ہوگئیں اور گلے کی رگیں پھول گئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک میں ایک کلمہ ایسا جانتا ہوں کہ اگر وہ یہ شخص کہہ لے تو اس کا غصہ جاتا رہے۔ (اعوذ باللہ الخ) میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے۔ یہ سن کر وہ شخص بولا کیا تم مجھے پاگل سمجھتے ہو؟ ابن علاء کی روایت کردہ حدیث میں ہل تری کا لفظ ہے الرجل کا لفظ نہیں ہے۔

تشریح:

''استب رجلان ''یعنی دو آدمیوں کا جھگڑا ہوا تو آپس میں گالیاں دیں ''تحمر عیناه ''غصہ سے آنکھوں کا سرخ ہو جانا مراد ہے ان میں سے ایک پر غصہ کا بہت زیادہ اثر ہوا تو آنکھیں لال ہوگئیں ''تنتفخ ''غصہ سے رگیں پھول گئیں۔ ''اوداجه'' یہ ودج کی جمع ہے گردن کی رگوں کو کہتے ہیں'' من جنون ''یعنی کیا میں کوئی پاگل ہو گیا ہوں کہ تعوذ پڑھوں یہ تو مجانین کے لیے ہوتا ہے غصہ سے یہ آدمی واقعی مجنون ہو گیا تھا کیونکہ اس نے آنحضرت کے بتائے ہوئے علاج کو رد کر دیا جب کہ حضرت معاذؓ نے ان کو بتایا تھا کہ آنحضرت نے اعوذ باللہ پڑھنے کو علاج بتایا ہے۔ شاید یہ شخص یا منافق تھا یا نو مسلم گنوار مغلوب الحال آدمی تھا۔

۶۶۴۲۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عَدِيَّ بْنَ ثَابِتٍ، يَقُولُ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ، قَالَ: اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَعَلَ أَحَدُهُمَا يَغْضَبُ وَيَحْمَرُّ وَجْهُهُ، فَنَظَرَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ

قَالَهَا لَذَهَبَ ذَا عَنْهُ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. فَقَامَ إِلَى الرَّجُلِ رَجُلٌ مِمَّنْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَتَدْرِي مَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آنِفًا؟ قَالَ: إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ ذَا عَنْهُ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: أَمَجْنُونًا تَرَانِي؟

اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ اس میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سننے والوں میں سے ایک شخص اس آدمی کے پاس گیا (جس کی آنکھیں سرخ تھیں) اور اس سے کہا کہ کیا تو جانتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابھی کیا ارشاد فرمایا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر اسے یہ شخص کہہ لے تو اس کا غصہ جاتا رہے۔ وہ ہے اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم (میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے) یہ سن کر وہ (مغلوب الغضب) شخص کہنے لگا کہ کیا تو مجھے دیوانہ سمجھتا ہے؟

٦٦٤٣۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

حضرت اعمش سے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت ہی کی مثل منقول ہے۔

بَابُ خَلْقِ الْإِنْسَانِ خَلْقًا لَا يَتَمَالَكُ

انسان اس طرح پیدا ہوا ہے جو اپنے آپ کو قابو میں نہیں رکھ سکتا

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

٦٦٤٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَمَّا صَوَّرَ اللّٰهُ آدَمَ فِي الْجَنَّةِ تَرَكَهُ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَتْرُكَهُ، فَجَعَلَ إِبْلِيسُ يُطِيفُ بِهِ، يَنْظُرُ مَا هُوَ، فَلَمَّا رَآهُ أَجْوَفَ عَرَفَ أَنَّهُ خُلِقَ خَلْقًا لَا يَتَمَالَكُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ نے آدم کا پتلا بنایا جنت میں تو جتنی مدت چاہا اسے یونہی پڑا رہنے دیا۔ ابلیس نے اس کے گرد گھومنا شروع کر دیا اور دیکھتا رہا کہ وہ کیا چیز ہے؟ پھر جب اسے دیکھا کہ اندر سے پیٹ خالی ہے تو اس نے جان لیا کہ یہ اس طرح پیدا کیا گیا ہے کہ اپنے اوپر قدرت نہیں رکھ سکے گا۔

٦٦٤٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ، حَدَّثَنَا بَهْزٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

ترجمہ حدیث حسب سابق ہی ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ ضَرْبِ الْوَجْهِ

چہرے پر مارنے کی ممانعت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چھ احادیث کو بیان کیا ہے۔

٦٦٤٦۔حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ، حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ يَعْنِي الْحِزَامِيَّ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا قَاتَلَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے لڑے تو چہرہ پر مارنے سے بچے“۔

٦٦٤٧۔حَدَّثَنَاهُ عَمْرٌو النَّاقِدُ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ: إِذَا ضَرَبَ أَحَدُكُمْ

حضرت ابوالزناد سے اس سند کے ساتھ (سابقہ روایت) منقول ہے البتہ اس روایت میں انہوں نے کہا: جب تم میں سے کوئی مارے۔

٦٦٤٨۔حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا قَاتَلَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ، فَلْيَتَّقِ الْوَجْهَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے لڑے تو وہ چہرے پر مارنے سے بچے۔

٦٦٤٩۔حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، سَمِعَ أَبَا أَيُّوبَ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا قَاتَلَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ، فَلَا يَلْطِمَنَّ الْوَجْهَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے لڑے تو چہرہ پر طمانچہ ہرگز نہ مارے“۔

٦٦٥٠۔حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، حَدَّثَنِي أَبِي، حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى، ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنِ الْمُثَنَّى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَفِي حَدِيثِ ابْنِ حَاتِمٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا قَاتَلَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ، فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ، فَإِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے لڑائی کرے تو چہرہ (پر مارنے سے) اجتناب کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی (منشاء کے مطابق) صورت پر بنایا ہے''۔

حضرت آدم علیہ السلام کو ان کی صورت پر پیدا کرنے کا مطلب

تشریح:

''قاتل'' یہ قتل کرنے کے معنی میں نہیں ہے بلکہ لڑنے کے معنی میں ہے''فلیجتنب الوجہ ''یعنی چہرہ پر مارنے سے اجتناب کرو. چہرہ پر مارنے کی ممانعت کی ایک وجہ یہ ہے کہ چہرہ ایک نازک عضو ہے اس کے مارنے سے انسان کی رونق ختم ہوجائے گی چہرہ میں انسانی صفات کا مرکز بھی ہے یہ علماء کا لونی ہے کیونکہ قوت ناطقہ اس میں ہے قوت شامہ اس میں ہے قوت سامعہ اس میں ہے قوت باصرہ اس میں ہے اور قوت مدرکہ بھی اسی میں ہے کیونکہ سر کا دماغ بھی چہرہ سے وابستہ ہے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کا چہرہ اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے اور ایک وجہ خود اس حدیث میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔

''علی صورتہ ''اس جملہ میں بہت زیادہ اختلاف اور پیچیدگی ہے کہ یہ ضمیر کس کی طرف لوٹتی ہے، چار توجیہات لکھتا ہوں۔

(۱) ایک توجیہ یہ ہے کہ یہ ضمیر مضروب کی طرف لوٹتی ہے تو مضروب کو چہرہ پر مارنے سے گویا اس شخص نے حضرت آدم کے چہرہ کو مارا یہ توجیہ تو بہت سارے شارحین نے لکھی ہے لیکن یہ زیادہ واضح نہیں ہے کیونکہ جس طرح مضروب کا چہرہ حضرت آدم کے چہرہ کی طرح ہے تو دیگر اعضاء بھی حضرت آدم کے اعضاء کی طرح ہے تو پھر تخصیص کہاں گئی۔ (۲) دوسری توجیہ یہ ہے کہ ''صورتہ'' کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹتی ہے اور صورت سے صفات مراد ہیں کہ علم وفہم اور ادراک وکلام کی جو صفات اللہ تعالیٰ کی ہیں انسان کو بھی انہی صفات پر بنایا ہے۔ (۳) تیسری توجیہ یہ ہے کہ یہ ضمیر حضرت آدم علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہے مطلب یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نظیر آپ بنایا ہے اس سے پہلے کوئی مثال نہیں تھی جس پر ان کو بنایا جاتا بس انہیں کی شکل پر بنا دیا آج کل بھی عورتیں جب کسی بچہ کو ماں یا باپ کی شکل پر نہیں پاتی ہیں تو کہتی ہیں کہ یہ اپنی شکل پر پیدا ہوا ہے۔ (۴) چوتھی توجیہ یہ ہوسکتی

ہے کہ ضمیر حضرت آدم کی طرف لوٹتی ہے اور صورت سے مراد ان کا ڈھانچہ ہے یعنی ان کی پیدائش انوکھی پیدائش تھی جو مرحلہ وار نہیں تھی کہ پہلے نطفہ ہو پھر لوتھڑا ہو پھر جسم ہو بلکہ ابتداء ہی سے اس کو پورا جسم دیدیا گیا اور پھر اس میں روح پھونکی گئی۔

٦٦٥١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ مَالِكٍ الْمَرَاغِيِّ وَهُوَ أَبُو أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا قَاتَلَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ، فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے لڑے تو چہرہ (پر مارنے سے) بچے"۔

بَابُ الْوَعِيدِ الشَّدِيدِ لِمَنْ عَذَّبَ النَّاسَ بِغَيْرِ حَقٍّ

جو شخص لوگوں کو ناحق مارتا ہے ان کے لیے شدید وعید کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چار احادیث کو بیان کیا ہے

٦٦٥٢۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ، قَالَ: مَرَّ بِالشَّامِ عَلَى أُنَاسٍ، وَقَدْ أُقِيمُوا فِي الشَّمْسِ، وَصُبَّ عَلَى رُءُوسِهِمِ الزَّيْتُ، فَقَالَ: مَا هَذَا؟ قِيلَ: يُعَذَّبُونَ فِي الْخَرَاجِ، فَقَالَ: أَمَا إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِنَّ اللَّهَ يُعَذِّبُ الَّذِينَ يُعَذِّبُونَ فِي الدُّنْيَا

حضرت ہشام بن حکیم بن حزام فرماتے ہیں کہ ملک شام میں کچھ لوگوں پر ان کا گزر ہوا۔ وہ لوگ دھوپ میں کھڑے کئے گئے تھے اور ان کے سروں پر تیل بہایا گیا تھا (بطور سزا) انہوں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ انہیں جواب دیا گیا کہ ان لوگوں کو محصول (ٹیکس) دینے کے لیے یہ سزا دی جارہی ہے۔ حضرت ہشام نے فرمایا کہ بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا: "بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عذاب دے گا جو دنیا میں لوگوں کو (ناحق) عذاب میں مبتلا رکھتے تھے"۔

٦٦٥٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: مَرَّ هِشَامُ بْنُ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ عَلَى أُنَاسٍ مِنَ الْأَنْبَاطِ بِالشَّامِ، قَدْ أُقِيمُوا فِي الشَّمْسِ، فَقَالَ: مَا شَأْنُهُمْ؟ قَالُوا: حُبِسُوا فِي الْجِزْيَةِ،

فَقَالَ هِشَامٌ: أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: إِنَّ اللّٰهَ يُعَذِّبُ الَّذِينَ يُعَذِّبُونَ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا

حضرت ہشام کی اپنے والد سے روایت ہے کہ ہشام بن حکیم بن حزام ملک شام میں کچھ کسان لوگوں کے پاس سے گزرے جنہیں دھوپ میں کھڑا کیا گیا تھا۔ انہوں نے پوچھا کہ ان کا کیا معاملہ ہے؟ لوگوں نے کہا کہ انہیں جزیہ (ٹیکس) کی وجہ سے قید کیا گیا ہے۔ حضرت ہشامؓ نے فرمایا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو مبتلائے عذاب کرے گا جو لوگوں کو دنیا میں ناحق عذاب میں مبتلا رکھتے تھے

۶۶۵۴۔حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَزَادَ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ: قَالَ وَأَمِيرُهُمْ يَوْمَئِذٍ عُمَيْرُ بْنُ سَعْدٍ عَلَى فِلَسْطِينَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَحَدَّثَهُ، فَأَمَرَ بِهِمْ فَخُلُّوا

اس سند سے بھی حضرت ہشام سے حسب سابق حدیث منقول ہے۔ البتہ اس روایت میں یہ ہے کہ ان دنوں ان کے امیر (حاکم) عمیر بن سعد تھا فلسطین پر۔ چنانچہ حضرت ہشام اس کے پاس گئے اور اس سے بات کی تو اس نے انہیں چھوڑنے کا حکم دیا۔

۶۶۵۵۔حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّ هِشَامَ بْنَ حَكِيمٍ، وَجَدَ رَجُلًا وَهُوَ عَلَى حِمْصَ يُشَمِّسُ نَاسًا مِنَ النَّبَطِ فِي أَدَاءِ الْجِزْيَةِ، فَقَالَ: مَا هَذَا؟ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: إِنَّ اللّٰهَ يُعَذِّبُ الَّذِينَ يُعَذِّبُونَ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہشام بن حکیم نے ایک آدمی کو پایا جو حمص کا حاکم تھا کہ اس نے چند کاشتکار لوگوں کو جزیہ (ٹیکس) کے معاملہ میں دھوپ میں کھڑا رکھا ہوا ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عذاب میں مبتلا کرے گا جو لوگوں کو دنیا میں ناحق عذاب میں گرفتار رکھتے ہیں''۔

بَابُ مَنْ مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ أَوِ السُّوقِ بِسَلَاحٍ فَلْيُمْسِكْ بِنِصَالِهَا

جو آدمی مسجد یا بازار میں اسلحہ لیکر چلتا ہے وہ اس کی دھار کو روکے رکھے

اس باب میں امام مسلم نے پانچ احادیث کو بیان کیا ہے

۶۶۵۶۔حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وقَالَ أَبُو بَكْرٍ:

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرٍو، سَمِعَ جَابِرًا، يَقُولُ: مَرَّ رَجُلٌ فِي الْمَسْجِدِ بِسِهَامٍ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمْسِكْ بِنِصَالِهَا

حضرت عمرو کہتے ہیں کہ میں نے جابر کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ایک شخص مسجد میں تیر لے کر گزرا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: اس کے پھل کو تھام کر رکھو''۔

۶۶۵۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَأَبُو الرَّبِيعِ قَالَ أَبُو الرَّبِيعِ: حَدَّثَنَا، وقَالَ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ: أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ رَجُلًا مَرَّ بِأَسْهُمٍ فِي الْمَسْجِدِ، قَدْ أَبْدَى نُصُولَهَا، فَأُمِرَ أَنْ يَأْخُذَ بِنُصُولِهَا، كَيْ لَا يَخْدِشَ مُسْلِمًا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مسجد میں سے بہت سے تیر لے کر گزرا جن کے پھل (دھار والا نوکیلا حصہ) کھلے ہوئے تھے۔ یعنی تیر کمانوں میں نہیں تھے۔ اسے حکم دیا گیا کہ ان کے پھل تھام کر رکھے کہیں کسی مسلمان کو زخمی نہ کر دے۔

۶۶۵۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ أَمَرَ رَجُلًا، كَانَ يَتَصَدَّقُ بِالنَّبْلِ فِي الْمَسْجِدِ، أَنْ لَا يَمُرَّ بِهَا إِلَّا وَهُوَ آخِذٌ بِنُصُولِهَا وقَالَ ابْنُ رُمْحٍ: كَانَ يَصَّدَّقُ بِالنَّبْلِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو جو مسجد میں تیر تقسیم کر رہا تھا، حکم فرمایا کہ ''وہ تیر لے کر مسجد میں گزرے تو ان کی انّی (پھل) کو تھام کر رکھا کرے''۔ حضرت ابن رمح کی روایت میں کان یصدق بالنبل کے الفاظ ہیں۔

۶۶۵۹۔ حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا مَرَّ أَحَدُكُمْ فِي مَجْلِسٍ أَوْ سُوقٍ، وَبِيَدِهِ نَبْلٌ، فَلْيَأْخُذْ بِنِصَالِهَا، ثُمَّ لِيَأْخُذْ بِنِصَالِهَا، ثُمَّ لِيَأْخُذْ بِنِصَالِهَا قَالَ: فَقَالَ أَبُو مُوسَى: وَاللّٰهِ مَا مُتْنَا حَتَّى سَدَّدْنَاهَا بَعْضُنَا فِي وُجُوهِ بَعْضٍ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی مجلس یا بازار سے گزرے اور اس کے ہاتھ میں تیر ہو تو اس کی پیکان (پھل) کو تھام کر رکھے، پھر اس کے پھل کو تھام کر رکھے،

پھر اس کے پھل کو تھام کر رکھے"۔ابوموسیٰ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم ہم نے جب تک آپس میں ایک دوسرے کے منہ پر تیر نہ لگالیے ہم نہیں مرے۔

تشریح:

"فلیاخذ بنصالها" یہ نصل کی جمع ہے پھل دھار اور پیکان کو کہتے ہیں اس سے مراد مطلق اسلحہ ہے کہ عوامی جگہوں میں بندوق وغیرہ اسلحہ لیکر نہیں چلنا چاہیے کیونکہ کسی کو بھی نقصان ہوسکتا ہے تلوار اور تیر و نیزہ تو کھلا اسلحہ ہے لیکن بندوق بھی اگر لوڈ ہو تو انتہائی احتیاط کرنا چاہیے اوپر حدیث میں "یخدش" کی تصریح ہے کہ کسی کو بھی زخم لگ سکتا ہے اوپر حدیث میں ہے کہ یہ حدیث اس وقت ارشاد کی گئی کہ ایک شخص "یتصدق" یعنی مسجد میں تیروں کو مجاہدین پر صدقہ کر کے تقسیم کر رہا تھا زیر بحث حدیث میں تین بار تاکید کے ساتھ تیروں کے سنبھالنے کا حکم دیا گیا ہے۔"ما متنا" حضرت ابوموسیٰ اشعری افسوس کر کے فرماتے ہیں کہ ہم اس وقت تک نہیں مرے کہ ہم نے تیروں کی حفاظت نہیں کی بلکہ ایک دوسرے کو مارنے کے لیے تیر سیدھے کیے اتنے قریب زمانہ میں ہم آنحضرت کے حکم کو بھول گئے اور آپس کی جنگیں لڑیں۔

۶۶۶۰۔حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَرَّادٍ الْأَشْعَرِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَاللَّفْظُ لِعَبْدِ اللّٰهِ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا مَرَّ أَحَدُكُمْ فِي مَسْجِدِنَا، أَوْ فِي سُوقِنَا، وَمَعَهُ نَبْلٌ، فَلْيُمْسِكْ عَلَى نِصَالِهَا بِكَفِّهِ، أَنْ يُصِيبَ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ مِنْهَا بِشَيْءٍ أَوْ قَالَ لِيَقْبِضْ عَلَى نِصَالِهَا

حضرت ابوموسیٰ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی اپنے ساتھ تیر لے کر مسجد ہماری مسجد یا ہمارے بازار میں گزرے تو اس کو چاہیے کہ اپنے ہاتھ سے ان کی انّی (پھل) پکڑ لے تاکہ مسلمانوں میں سے کسی کو کوئی تکلیف نہ پہنچے یا آپ ﷺ نے فرمایا: ان کے پھل اپنے قبضہ میں رکھے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِشَارَةِ بِالسِّلَاحِ إِلَى مُسْلِمٍ

کسی مسلمان کو اسلحہ سے ڈرانے کی ممانعت کا بیان

اس باب میں امام مسلمؒ نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

۶۶۶۱۔حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، قَالَ عَمْرٌو: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ

سِيرِينَ، سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَشَارَ إِلَى أَخِيهِ بِحَدِيدَةٍ، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَلْعَنُهُ، حَتَّى يَدَعَهُ وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوالقاسم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے اپنے مسلمان بھائی کی طرف دھاردار چیز سے اشارہ کیا (ڈرانے کے لیے) تو جب تک یہ کام چھوڑ نہ دے، فرشتے اسے لعنت کرتے رہتے ہیں۔ اگر چہ وہ اس کا حقیقی بھائی ہی ہو۔

٦٦٦٢ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے سابقہ حدیث ہی کی مثل حدیث روایت فرماتے ہیں۔

٦٦٦٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا: وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يُشِيرُ أَحَدُكُمْ إِلَى أَخِيهِ بِالسِّلَاحِ، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَحَدُكُمْ لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِي يَدِهِ فَيَقَعُ فِي حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ

ہمام بن منبہ کہتے ہیں کہ یہ (مجموعہ) ان احادیث کا ہے جو حضرت ابو ہریرہؓ نے ہم سے بیان کیں، پھر ان میں سے چند احادیث ذکر کیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے کوئی اپنے مسلمان بھائی کی طرف اسلحہ سے اشارہ نہ کرے، اس لیے کہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ شاید شیطان اس کے ہاتھ کو ڈگمگا دے اور وہ جہنم کے گڑھے میں جا پڑے''۔

بَابُ فَضْلِ إِزَالَةِ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ

راستہ سے تکلیف دہ چیز ہٹانے کی فضیلت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے چھ احادیث کو بیان کیا ہے

٦٦٦٤ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ، وَجَدَ غُصْنَ

شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيقِ، فَأَخَّرَهُ فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ایک شخص راہ میں چلا جا رہا تھا، اس نے راستہ میں ایک کانٹا دار ٹہنی جھکی پڑی دیکھی تو اسے پیچھے کو سرکا دیا۔ اللہ نے اس کی نیکی کو قبول فرمایا اور اس کی مغفرت فرما دی۔

٦٦٦٥ ـ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَرَّ رَجُلٌ بِغُصْنِ شَجَرَةٍ عَلَى ظَهْرِ طَرِيقٍ، فَقَالَ: وَاللَّهِ لَأُنَحِّيَنَّ هَذَا عَنِ الْمُسْلِمِينَ لَا يُؤْذِيهِمْ فَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ایک شخص کا گزر سر راہ پڑی ہوئی ایک درخت کی جھکی ٹہنی پر ہوا تو اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں ضرور بالضرور یہ ٹہنی مسلمانوں کی راہ سے ہٹا دوں گا تاکہ انہیں تکلیف نہ پہنچائے۔ چنانچہ وہ جنت میں داخل کر دیا گیا''۔

٦٦٦٦ ـ حَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ رَجُلًا يَتَقَلَّبُ فِي الْجَنَّةِ، فِي شَجَرَةٍ قَطَعَهَا مِنْ ظَهْرِ الطَّرِيقِ، كَانَتْ تُؤْذِي النَّاسَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں نے ایک شخص کو جنت میں لوٹ لگاتے دیکھا سر راہ پڑنے والے درخت کو کاٹنے کی بناء پر جو لوگوں کی ایذاء کا باعث تھا۔

٦٦٦٧ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا بَهْزٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ شَجَرَةً كَانَتْ تُؤْذِي الْمُسْلِمِينَ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَطَعَهَا، فَدَخَلَ الْجَنَّةَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ایک درخت مسلمانوں کو تکلیف پہنچاتا تھا ایک آدمی آیا اور اُسے کاٹ ڈالا اور اسی بناء پر جنت میں داخل ہو گیا۔

٦٦٦٨ ـ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ أَبَانَ بْنِ صَمْعَةَ، حَدَّثَنِي أَبُو الْوَازِعِ، حَدَّثَنِي أَبُو بَرْزَةَ، قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ عَلِّمْنِي شَيْئًا أَنْتَفِعُ بِهِ، قَالَ: اعْزِلِ الْأَذَى، عَنْ طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ

حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا: ''اے اللہ کے نبی! مجھے کوئی ایسی بات سکھا دیجئے جس سے میں فائدہ اٹھاؤں''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مسلمانوں کے راستہ سے تکلیف دہ چیز کو دور کردو''۔

۶۶۶۹ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ الْحَبْحَابِ، عَنْ أَبِي الْوَازِعِ الرَّاسِبِيِّ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ، أَنَّ أَبَا بَرْزَةَ، قَالَ: قُلْتُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي لَا أَدْرِي، لَعَسَى أَنْ تَمْضِيَ وَأَبْقَى بَعْدَكَ، فَزَوِّدْنِي شَيْئًا يَنْفَعُنِي اللّٰهُ بِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: افْعَلْ كَذَا، افْعَلْ كَذَا أَبُو بَكْرٍ نَسِيَهُ وَأَمِرَّ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ

حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ارشاد فرمایا: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ! بلاشبہ میں نہیں جانتا کہ شاید آپ دنیا سے تشریف لے جائیں اور میں آپ کے بعد زندہ باقی رہوں تو مجھے کوئی ایسی بات بتلایئے کہ اللہ تعالیٰ اس سے مجھے نفع فرمائے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایسا کیا کرو، ایسا کیا کرو (ابوبکر راوی وہ بات بھول گئے) اور حکم فرمایا راستہ سے تکلیف دہ چیز ہٹانے کا''۔

بَابُ تَحْرِيمِ تَعْذِيبِ الْهِرَّةِ وَنَحْوِهَا مِنَ الْحَيَوَانِ الَّذِي لَا يُؤْذِي

غیر موذی حیوان بلی وغیرہ کو ستانا حرام ہے

اس باب میں امام مسلم نے پانچ احادیث کو بیان کیا ہے

۶۶۷۰ـ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ بْنِ عُبَيْدٍ الضُّبَعِيُّ، حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ يَعْنِي ابْنَ أَسْمَاءَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: عُذِّبَتِ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ، سَجَنَتْهَا حَتَّى مَاتَتْ، فَدَخَلَتْ فِيهَا النَّارَ، لَا هِيَ أَطْعَمَتْهَا وَسَقَتْهَا، إِذْ هِيَ حَبَسَتْهَا، وَلَا هِيَ تَرَكَتْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ایک عورت بلی کی وجہ سے جہنم میں گئی۔ اس عورت نے نہ تو بلی کو کھانا دیا نہ پانی پلایا جب اسے قید کیا۔ اور نہ ہی اسے آزاد چھوڑا کہ از خود ہی زمین کے کیڑے مکوڑے کھالیتی''۔

تشریح:

''امــرأة'' یہ عورت سابقہ امتوں میں سے بنی اسرائیل کی کوئی عورت تھی شاید مشرکہ کافرہ بھی تھی اور ظالمہ بھی تھی اس لیے دوزخ چلی گئی ''فی ھرة'' یہ سبب اور علت کی جگہ پر واقع ہے اگلی حدیث میں ''جراء'' کا لفظ ہے وہ بھی سبب کے معنی میں ہے ''اَوْھِرٍ'' ھرۃ بلی کو کہتے اور ''ھر'' بلا کو کہتے ہیں راوی کو شک ہے ''سجنتھا'' بلی کو اس نے باندھ رکھا تھا گویا قید کردیا تھا۔

''خشاش الارض'' زمین کے کیڑے مکوڑے مراد ہیں۔ ''تـرمـرم'' تا پر ضمہ ہے دوسری را پر کسرہ ہے ہونٹوں سے کسی چیز کو حاصل کرنے اور پھر کھانے چبانے کو کہتے ہیں اگلی روایت کا لفظ ہے۔

۶۶۷۱۔حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَالِدٍ، جَمِيعًا عَنْ مَعْنِ بْنِ عِيسَى، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، بِمَعْنَى حَدِيثِ جُوَيْرِيَةَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ حدیث جویریہ ہی کی مثل حدیث روایت فرمائی ہے۔

۶۶۷۲۔وحَدَّثَنِيهِ نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عُذِّبَتِ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ أَوْثَقَتْهَا، فَلَمْ تُطْعِمْهَا، وَلَمْ تَسْقِهَا، وَلَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک عورت کو بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا اس نے بلی کو باندھا پھر اس عورت نے اس بلی کو نہ کھلایا اور نہ ہی کچھ پلایا اور نہ ہی اس بلی کو چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھالیتی۔

۶۶۷۳۔حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے (سابقہ روایت) ہی کی مثل حدیث روایت فرماتے ہیں۔

۶۶۷۴۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا، وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دَخَلَتِ امْرَأَةٌ النَّارَ مِنْ جَرَّاءِ هِرَّةٍ لَهَا، أَوْ هِرٍّ، رَبَطَتْهَا فَلَا هِيَ أَطْعَمَتْهَا، وَلَا هِيَ

أَرْسَلَتْهَا تُرَمْرِمُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ حَتَّى مَاتَتْ هَزْلًا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ایک عورت جہنم میں داخل ہوئی اپنی ایک بلی کی وجہ سے جسے اس نے باندھ دیا تھا۔ پھر نہ تو وہ خود اسے کچھ کھلاتی تھی اور نہ ہی اسے چھوڑتی تھی کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے چبالیتی یہاں تک کہ وہ بھوک کی وجہ سے مرگئی''۔

بَابُ تَحْرِيمِ الْكِبْرِ

تکبر کے حرام ہونے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

٦٦٧٥۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْدِيُّ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ الْأَغَرِّ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْعِزُّ إِزَارُهُ، وَالْكِبْرِيَاءُ رِدَاؤُهُ، فَمَنْ يُنَازِعُنِي عَذَّبْتُهُ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہؓ دونوں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''عزت اللہ رب العلمین کا ازار ہے اور بڑائی اس کی چادر ہے۔ (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) تو جو کوئی مجھ سے یہ چھیننے کی کوشش کرے گا اسے میں عذاب میں مبتلا کروں گا''۔

تشریح:

''ازارہ'' ازار انسان کے لیے بمنزلہ شلوار ہے دھوتی کو کہتے ہیں یہاں پر یہ کلام تشبیہ اور استعارہ پر مبنی ہے کپڑا امراد نہیں ہے بلکہ اس سے ایک وصف اور صفت کا ارادہ کیا جاتا ہے عرب کہتے ہیں ''فلان شعارہ الزهد و دثارہ التقوی'' تو اس کلام میں کپڑا مراد نہیں ہوتا بلکہ ایک صفت کا ارادہ کیا جاتا ہے جو عزت وعظمت سے کنایہ ہے جس طرح ازار اور چادر انسان کے ساتھ خاص ہے اور اس کے لیے جمال ہے اسی طرح یہ اللہ تعالیٰ کے لیے عظمت و جمال وجلال ہے۔ ''الکبریاء ردائی'' یعنی میری ذاتی حق ہے پس جو شخص اس میں میرا مقابلہ کرے گا کہ میری ذاتی بلندیوں اور صفاتی عظمتوں میں دخل دیتا ہے تو میں اس کو دوزخ میں ڈالدوں گا۔ اس حدیث میں ایک لفظ الکبریاء کا ہے دوسرا العظمة کا ہے بعض علماء نے اس کو مترادف الفاظ قرار دیکر ایک معنی پر حمل کیا ہے لیکن بعض دیگر علماء مثل ملا علی قاری اور علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ الکبریاء اس بڑائی کو کہتے ہیں جس کا تعلق ذات سے ہو

اور مخلوق اس کو کما حقہ نہیں جانتی ہو اور عظمت اس بزرگی کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی صفت سے متعلق ہو اور مخلوق اس کو جانتی ہو، چنانچہ اللہ تعالیٰ کی بڑائی اس کائنات کے وجود سے ساری مخلوق جانتی ہے، اسی فرق کے پیش نظر کبریا کی نسبت چادر کی طرف کردی گئی اور عظمت کی نسبت تہبند کی طرف کردی گئی ہے اور چادر بنسبت ازار اعلیٰ وارفع ہے۔ "رداء" اور "ازار" کے الفاظ متشابہات میں سے ہیں اس کا ترجمہ ما یلیق بشانہ سے ہوگا۔

"نازعنی" یعنی جو شخص میری ذاتی یا اضافی بڑائیوں میں شریک ہونے کی کوشش کرتا ہے اور چھینا جھپٹی کرتا ہے کہ خود بڑائی کا دعویٰ کرتا ہے فرعون بنتا ہے تو میں اس کو دوزخ میں ڈالتا ہوں۔ یہ حدیث متشابہات کی قسم میں سے ہے، سلف صالحین کے ہاں الفاظ کا وہی ترجمہ ہوگا جو ترجمہ ہے، لیکن ما یلیق بشانہ لگا کر حقیقت اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنی ہوگی۔ مگر متاخرین نے کچھ تاویلات سے کام لیا ہے لیکن سلف کے ہاں اس کی ضرورت نہیں ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَقْنِيطِ الْإِنْسَانِ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کسی کو مایوس کرنا منع ہے

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو بیان کیا ہے

۶۶۷۶۔ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مُعْتَمِرِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ، حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ، عَنْ جُنْدَبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، حَدَّثَ. أَنَّ رَجُلًا قَالَ: وَاللّٰهِ لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِفُلَانٍ، وَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى قَالَ: مَنْ ذَا الَّذِي يَتَأَلَّى عَلَيَّ أَنْ لَا أَغْفِرَ لِفُلَانٍ، فَإِنِّي قَدْ غَفَرْتُ لِفُلَانٍ، وَأَحْبَطْتُ عَمَلَكَ. أَوْ كَمَا قَالَ

حضرت جندب بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے بیان فرمایا کہ: ایک شخص نے کہا کہ: خدا کی قسم "اللہ تعالیٰ فلاں بندہ کی مغفرت نہیں فرمائے گا" اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کون ہے جو مجھ پر قسم کھا رہا ہے کہ میں فلاں بندہ کی مغفرت نہیں کروں گا۔ پس بلاشبہ میں نے فلاں بندہ کی مغفرت کردی ہے اور تیرے اعمال (صالحہ) لغو اور باطل کردیئے"۔

تشریح:

"ان رجلا" تفصیلی روایات میں ہے کہ یہ دو دوست تھے ایک گناہ کرتا تھا دوسرا اس کو روکتا تھا گناہ گار کہتا تھا یار مجھے میرے رب کے ساتھ چھوڑ دو مجھے نہ چھیڑو ایک دن اس گناہ گار نے کوئی بڑا گناہ کیا اس پر اس کے دوست نے کہا کہ خدا کی قسم تجھے اللہ تعالیٰ

معاف نہیں کرے گا چونکہ یہ غیب سے متعلق بات تھی اور اللہ تعالیٰ کی بادشاہت میں ایک قسم کی مداخلت تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کو سخت سزا دینے کا اعلان فرمایا "یتالی" یہ قسم کھانے کے معنی میں ہے۔

"غفرت لفلان" یعنی اس گناہ گار کو میں نے معاف کر دیا اس جملہ سے اہل سنت والجماعت نے استدلال کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرتکب کبیرہ کو معاف کرے گا یہ مخلد فی النار نہیں ہوگا خوارج اور معتزلہ کہتے ہیں کہ مرتکب کبیرہ کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرے گا یہ مخلد فی النار ہوگا یہ معتزلہ بھی اس مجرم آدمی کی طرح ہیں جو مستوجب نار ہوگیا "احبطت عملک" یعنی تیرے سارے اعمال میں نے ضائع کر دیئے اس جملہ سے خوارج اور معتزلہ نے استدلال کیا ہے کہ مرتکب کبیرہ کے سارے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں اور وہ مخلد فی النار ہو جاتا ہے طرفین کا اختلاف اور دلائل کی بحث کتاب الایمان میں گزر چکی ہے یہاں تو مرتکب کبیرہ جنت میں چلا گیا اس سے کیسے استدلال کرتے ہیں۔

"اشعث" پراگندہ بال انسان کو کہتے ہیں "مدفوع بالابواب" یعنی ان کو حقیر سمجھ کر دروازوں کے پاس سے گزرنے نہیں دیتے بلکہ بھگاتے ہیں یہ مطلب نہیں کہ وہ بھیک مانگتا ہے آنے والی حدیث کے الفاظ کی تشریح ہے جو ساتھ والے باب میں ہے

بَابُ فَضْلِ الضُّعَفَاءِ وَالْخَامِلِينَ

کمزور اور گمنام لوگوں کی فضیلت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۶۶۷۷۔ حَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: رُبَّ أَشْعَثَ، مَدْفُوعٍ بِالْأَبْوَابِ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "بہت سے پراگندہ حال اور دروازوں سے دھتکارے ہوئے ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم کو پورا فرمادیں"۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ قَوْلِ هَلَكَ النَّاسُ

یہ کہنا ممنوع ہے کہ سارے لوگ تباہ ہو گئے

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

۶۶۷۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ

أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا قَالَ الرَّجُلُ: هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ أَهْلَكَهُمْ. قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: لَا أَدْرِي، أَهْلَكَهُمْ بِالنَّصْبِ، أَوْ أَهْلَكُهُمْ بِالرَّفْعِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب کوئی شخص یہ کہے کہ ''لوگ ہلاک ہوگئے'' تو وہ خود ہی ان سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے''۔ حضرت ابواسحٰق نے فرمایا کہ اس بات کا مجھ کو یقینی علم نہیں ہے کہ روایت اھلکھم (زبر کے ساتھ) ہے یا اھلکھم (پیش کے ساتھ) ہے۔

تشریح:

''فهو اهلكهم'' یعنی کوئی شخص عام مسلمانوں کے بارے میں کہتا ہے کہ یہ لوگ سارے کے سارے تباہ ہوگئے کہ گناہوں میں آلودہ پڑے ہوئے ہیں اگر یہ شخص اس طرح بات اس لیے کہتا ہے کہ ان کو لوگوں کے گناہوں پر افسوس ہو رہا ہے اور ہمدردی کے طور پر فریاد کر رہا ہے تو یہ جائز ہے لیکن اگر لوگوں کو حقیر سمجھ کر کہتا ہے اور اپنے آپ کو پاک سمجھتا ہے تو یہ شخص خود سب سے زیادہ ہلاک شدہ ہے کیونکہ یہ پوری امت محمدیہ کی طرف بری نسبت کرتا ہے۔

۶۶۷۹ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ رَوْحِ بْنِ الْقَاسِمِ، ح وحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، جَمِيعًا عَنْ سُهَيْلٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

ان تمام اسانید کے ساتھ بھی سابقہ حدیث ہی کی مثل حدیث منقول ہے۔

بَابُ الْوَصِيَّةِ بِالْجَارِ وَالْإِحْسَانِ إِلَيْهِ

پڑوسی کے ساتھ احسان اور اس کے حقوق کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے پانچ احادیث کو بیان کیا ہے

۶۶۸۰ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ، عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، كُلُّهُمْ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِي الثَّقَفِيَّ، سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ،

أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرٍ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، أَنَّ عَمْرَةَ، حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ، تَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ، حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ لَيُوَرِّثَنَّهُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ: ''جبرئیل مجھے ہمیشہ پڑوسی کے حسن سلوک کی تلقین کرتے رہے حتیٰ کہ مجھے گمان گزرا کہ وہ اس (پڑوسی) کو وارث بنادیں گے''۔

٦٦٨١۔ حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

اس سند کے ساتھ بھی حضرت عائشہ صدیقہ نے نبی کریم ﷺ سے سابقہ حدیث ہی کی مثل حدیث روایت فرمائی ہے

٦٦٨٢۔ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ، حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ کو جبرئیل ہمیشہ پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی نصیحت کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ وہ عن قریب اس کو وارث قرار دیں گے۔

٦٦٨٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِإِسْحَاقَ قَالَ أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنَا، وقَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْعَمِّيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَبَا ذَرٍّ إِذَا طَبَخْتَ مَرَقَةً، فَأَكْثِرْ مَاءَهَا، وَتَعَاهَدْ جِيرَانَكَ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے ابوذر جب تو شوربا پکائے تو اسکے پانی کو زیادہ کردے اور اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھ''۔

٦٦٨٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: إِنَّ خَلِيلِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصَانِي: إِذَا طَبَخْتَ مَرَقًا فَأَكْثِرْ مَاءَهُ، ثُمَّ انْظُرْ أَهْلَ بَيْتٍ مِنْ جِيرَانِكَ،

فَأَصِبْهُمْ مِنْهَا بِمَعْرُوفٍ

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل (محبوب دوست) نے وصیت کی کہ جب تو شوربا پکائے تو اس کے پانی کو زیادہ کردے، پھر اپنے پڑوسیوں میں سے کسی گھر والوں کو دیکھ اور اس میں سے انہیں بھی حسب دستور کچھ بھیج دے"۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ طَلَاقَةِ الْوَجْهِ عِنْدَ اللِّقَاءِ

ملاقات کے وقت خندہ پیشانی سے پیش آنے کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۶۶۸۵۔حَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ يَعْنِي الْخَزَّازَ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا، وَلَوْ أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "نیکی کی کسی بات کو ہرگز حقیر مت سمجھو خواہ تم اپنے بھائی کے ساتھ خوش روئی کے ساتھ ہی ملو"۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ الشَّفَاعَةِ فِيمَا لَيْسَ بِحَرَامٍ

جائز سفارش کرنا باعث اجر وثواب ہے

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

۶۶۹۶۔حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، وَحَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا أَتَاهُ طَالِبُ حَاجَةٍ، أَقْبَلَ عَلَى جُلَسَائِهِ فَقَالَ: اشْفَعُوا فَلْتُؤْجَرُوا، وَلْيَقْضِ اللَّهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ مَا أَحَبَّ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں جب کوئی حاجت مند آتا تو آپ اپنے ہم نشینوں سے متوجہ ہوکر فرماتے: "اس کی سفارش کرو تا کہ تم اجر وثواب پاؤ اور اللہ تعالیٰ تو اپنے نبی کی زبان پر وہی فیصلہ جاری فرمائے گا جو وہ پسند فرماتا ہے"۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ مُجَالَسَةِ الصَّالِحِينَ

نیک لوگوں کی صحبت میں بیٹھنا مستحب ہے

اس باب میں امام مسلم نے صرف ایک حدیث کو ذکر کیا ہے

٦٦٨٧ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّمَا مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ، وَالْجَلِيسِ السَّوْءِ، كَحَامِلِ الْمِسْكِ، وَنَافِخِ الْكِيرِ، فَحَامِلُ الْمِسْكِ: إِمَّا أَنْ يُحْذِيَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً، وَنَافِخُ الْكِيرِ: إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ رِيحًا خَبِيثَةً

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بلاشبہ اچھے ہم نشین اور برے ہم نشین کی مثال مشک والے اور بھٹی دھونکنے والے کی مثال ہے۔ مشک والا یا تو تمہیں ازخود ہی دے دیگا یا تم اس سے خرید لوگے (کم از کم) تم اس سے اچھی خوشبو ہی سونگھ لوگے۔ اور بھٹی دھونکنے والا یا تو تمہارے کپڑے جلا دے گا یا کم از کم تم اس سے گندی بدبو تو سونگھ لوگے''۔

بَابُ فَضْلِ الْإِحْسَانِ إِلَى الْبَنَاتِ

بچیوں کے پالنے کی فضیلت کا بیان

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو ذکر کیا ہے

٦٦٨٨ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُهْزَاذَ، حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، ح وحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ بَهْرَامَ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ وَاللَّفْظُ لَهُمَا قَالَا: أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: جَاءَتْنِي امْرَأَةٌ، وَمَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا، فَسَأَلَتْنِي فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي شَيْئًا غَيْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ،

فَأَعْطَيْتُهَا إِيَّاهَا، فَأَخَذَتْهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا، وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا شَيْئًا، ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ وَابْنَتَاهَا، فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ حَدِيثَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنِ ابْتُلِيَ مِنَ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ، فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ

حضرت ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''میرے پاس ایک عورت آئی، اس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں بھی تھیں۔ اس نے مجھ سے کچھ مانگا مگر میرے پاس سوائے ایک کھجور کے کچھ نہ پایا۔ میں نے وہی کھجور اسے دیدی۔ اس نے وہ کھجور لے لی اور اپنی دونوں بیٹیوں کے درمیان اسے تقسیم کردیا اور خود اس میں سے کچھ بھی نہ کھایا۔ پھر کھڑی ہوئی اور اس کی بیٹیاں بھی باہر نکل گئیں۔ بعد ازاں نبی ﷺ میرے پاس داخل ہوئے تو میں نے آپ ﷺ سے اس کا قصہ بیان کیا۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو کوئی بیٹیوں سے امتحان میں ڈالا گیا پھر اس نے ان کے ساتھ حسن سلوک کیا تو وہ اس کے لیے جہنم کی آگ سے ڈھال بن جائیں گی''۔

تشریح:

''مـن ابتـلـی'' لڑکیوں سے متعلق اس فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ لڑکیاں بڑی ہو کر بیاہی جاتی ہیں تو دوسروں کی خدمت کرتی ہیں، ماں باپ کے کام نہیں آتی ہیں گویا ماں باپ نے جو پندرہ بیس سال تک اس کو پالا تو دوسروں کے فائدے کے لیے پالا یہ محض ہمدردی اور رحمت و شفقت ہے کوئی دنیوی اغراض و مقاصد مقصود نہیں ہوتے ہیں اس لیے لڑکیوں کے پالنے پر یہ ثواب ملتا ہے رہ گئے لڑکے تو ان کے پالنے میں دنیاوی مقاصد پیش نظر ہوتے ہیں کہ وہ بڑے ہو کر باپ کے مال کو سنبھال لیتے ہیں اس لیے ان کے پالنے پر یہ ثواب نہیں ملتا ہاں جن علاقوں میں لڑکیوں کو فروخت کر کے پیسہ لیا جاتا ہے شاید وہاں یہ ثواب نہیں ملے گا بلکہ الٹا عذاب ہوگا شریعت کے اصول کی تعلیم اسی طرح معلوم ہوتی ہے۔ اس حدیث میں لڑکیوں کی پیدائش کو ابتلا اور آزمائش قرار دیا گیا ہے لہٰذا یہ ثواب لڑکیوں کے ساتھ خاص ہے اور صرف ان کی پرورش پر یہ ثواب ملے گا۔ یہاں اس واقعہ کو دیکھ لیا جائے اور ماں کی شفقت و رحمت کو دیکھ لیا جائے کہ خود کچھ نہیں کھایا لیکن بچیوں کو کھلایا یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا پرتو ہے اللہ کی سو رحمتوں میں سے صرف ایک رحمت دنیا میں اثر دکھا رہی ہے باقی رحمتوں کا ظہور قیامت میں ہوگا۔ ''یـحـذیـک'' سابق باب کی حدیث کا لفظ ہے عطیہ کرنے کے معنی میں ہے۔

٦٦٨٩ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا بَكْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُضَرَ، عَنِ ابْنِ الْهَادِ، أَنَّ زِيَادَ بْنَ أَبِي زِيَادٍ، مَوْلَى ابْنِ عَيَّاشٍ، حَدَّثَهُ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ:

جَاءَتْنِي مِسْكِينَةٌ تَحْمِلُ ابْنَتَيْنِ لَهَا، فَأَطْعَمْتُهَا ثَلَاثَ تَمَرَاتٍ، فَأَعْطَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا تَمْرَةً، وَرَفَعَتْ إِلَى فِيهَا تَمْرَةً لِتَأْكُلَهَا، فَاسْتَطْعَمَتْهَا ابْنَتَاهَا، فَشَقَّتِ التَّمْرَةَ، الَّتِي كَانَتْ تُرِيدُ أَنْ تَأْكُلَهَا بَيْنَهُمَا، فَأَعْجَبَنِي شَأْنُهَا، فَذَكَرْتُ الَّذِي صَنَعَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَوْجَبَ لَهَا بِهَا الْجَنَّةَ، أَوْ أَعْتَقَهَا بِهَا مِنَ النَّارِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پاس ایک مسکین عورت آئی، اپنی دو بیٹیوں کو (گود میں) اٹھائے ہوئے تھی۔ میں نے اسے تین کھجوریں دیں۔ اس نے ہرایک کو ایک ایک کھجور دیدی اور ایک کھجور خود کھانے کے لیے اپنے منہ تک اٹھائی ہی تھی کہ اس کی بیٹیوں نے پھر اس سے کھجور مانگی۔ اس نے اس کھجور کے دو ٹکڑے کئے جسے وہ خود کھانا چاہ رہی تھی۔ (اور ایک ٹکڑا دونوں بیٹیوں کے منہ میں دیدیا)۔ مجھے بڑا تعجب ہوا اس کے معاملہ پر۔ میں نے اس کے اس فعل کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے اس وجہ سے اس کے اوپر جنت واجب فرمادی یا فرمایا اسے جہنم سے آزاد کرادیا ہے''۔

۶۶۹۰۔حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتَّى تَبْلُغَا، جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ وَضَمَّ أَصَابِعَهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص نے دو لڑکیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ جوان ہوگئیں تو قیامت کے روز میں اور وہ اس طرح ہوں گے آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو باہم ملایا۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ يَمُوتُ لَهُ وَلَدٌ فَيَحْتَسِبَهُ

اس شخص کی فضیلت کا بیان جس کا بچہ مرے اور وہ صبر کرے

اس باب میں امام مسلم نے نو احادیث کو بیان کیا ہے

۶۶۹۱۔حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا يَمُوتُ لِأَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ، إِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص کے تین لڑکے مرجائیں تو اسے جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی مگر قسم پوری کرنے کے لیے''۔

تشریح:

''ثلاثة'' تین نابالغ بچے مراد ہیں دو پر بھی یہ فضیلت حاصل ہوتی ہے ایک پر بھی اور نا تمام بچہ پر بھی یہ فضیلت ملتی ہے جس طرح دیگر احادیث میں آیا ہے ''الا تحلة القسم '' اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی کہ ''ان منکم الا واردها '' یعنی ہر انسان کو دوزخ پر سے گزرنا ہوگا اس قسم کو پورا کرنے کے لیے یہ ماں دوزخ پر گزرے گی مگر اندر نہیں رہے گی۔

اس باب کی دیگر احادیث کے بعض الفاظ کی تشریح اس طرح ہے ''فتحتسبة'' یعنی وہ عورت بچے کی موت پر ثواب کی نیت کرے جزع فزع اور شکایت نہ کرے ''یوما '' یعنی ہم عورتوں کی تعلیم کے لیے ایک دن دیدیں تا کہ ہم آپ کے پاس آئیں اور آپ ہمیں علم دیدیں اس سے بنات کے مدارس کا معمولی سا ثبوت ملتا ہے اگر چہ ان مدارس میں عورتوں کے لیے نقصانات اور خطرات بہت زیادہ ہیں ''الحنث '' یہ بلوغ کے معنی میں ہے یہ فضیلت نابالغ اولاد کے ساتھ خاص ہے ''دعاميص الجنة '' یہ جمع ہے اس کا مفرد دعموص ہے پانی کی ایک قسم کیڑے کو کہا جاتا ہے جو پانی کے ساتھ چپکا رہتا ہے تالاب میں جب پانی کم ہوجاتا ہے تو اس طرح کالے کیڑے ظاہر ہوجاتے ہیں اس کو پشتو میں ''سمسکئے'' کہتے ہیں لیکن یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ اس طرح تشبیہ کا مقصد کیا ہے تمام شارحین نے یہی کہا ہے کسی نے غلطی کی ہے تو کیڑے کو کپڑے کہدیا میں خود پریشان تھا یہاں تک کہ علامہ ابی کی کتاب میں دیکھا کہ وہ بھی پریشان تھے کہ مناسبت کیا ہے پھر اس نے لکھا کہ میں پوچھتا رہا یہاں تک کہ ایک عالم نے بتایا کہ دعموص اصل میں بادشاہ کے پیش کار کو کہتے ہیں جو لوگوں کو آنے جانے کی اجازت دیتا ہے۔ علامہ ابی کو بھی خوشی ہوئی اور بندہ عاجز کو بھی خوشی ہوئی وہ لکھتے ہیں

وسمعت بعض من لقيت ان الدعموص الأذن على الملك والمتصرف بين يديه

میں نے بعض علماء سے سنا کہ ''دعموص '' اس پیش کار کو کہتے ہیں جو بادشاہ کے سامنے کام کرتا ہے اور لوگوں کو بادشاہ کے پاس جانے کی اجازت لیتا دیتا ہے۔ وهذا يناسب مافي الحديث (الابی ج ۸ ص ۶۰۹) الحمد للہ حمداً کثیراً۔ یہ مطلب اس حدیث کے لیے مناسب ہے۔

''بصنفة ثوبه '' کپڑے کا کنارہ مراد ہے ''بحظار شديد '' یعنی تم نے تو دوزخ سے بچنے کے لیے مضبوط حصار اور مضبوط باڑ لگادی۔

۶۶۹۲۔حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَمْرٌو النَّاقِدُ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، وَابْنُ رَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ، بِإِسْنَادِ مَالِكٍ، وَبِمَعْنَى حَدِيثِهِ، إِلَّا أَنَّ فِي حَدِيثِ سُفْيَانَ فَيَلِجَ النَّارَ إِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ

ان تمام مذکورہ اسناد کے ساتھ بھی سابقہ حدیث ہی کی مثل مروی ہے البتہ حضرت سفیان کی روایت کردہ حدیث میں یہ ہے کہ وہ صرف قسم کو پورا کرنے کے لیے جہنم میں داخل ہوگا۔

۶۶۹۳۔حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لِنِسْوَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ: لَا يَمُوتُ لِإِحْدَاكُنَّ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ فَتَحْتَسِبَهُ، إِلَّا دَخَلَتِ الْجَنَّةَ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ: أَوِ اثْنَيْنِ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: أَوِ اثْنَيْنِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بعض انصاری عورتوں سے فرمایا: ''تم میں سے جس کسی کے تین بچے مرجائیں پھر وہ ان پر صبر کرے تو وہ جنت میں داخل ہوگی''۔ ایک عورت نے ان میں سے سوال کیا یارسول اللہ! اگر دو ہوں؟ فرمایا دو ہوں (تب بھی یہ فضیلت ہے)

۶۶۹۴۔حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ ذَكْوَانَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَهَبَ الرِّجَالُ بِحَدِيثِكَ، فَاجْعَلْ لَنَا مِنْ نَفْسِكَ يَوْمًا نَأْتِيكَ فِيهِ، تُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللَّهُ، قَالَ: اجْتَمِعْنَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا فَاجْتَمَعْنَ، فَأَتَاهُنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَّمَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَهُ اللَّهُ، ثُمَّ قَالَ: مَا مِنْكُنَّ مِنِ امْرَأَةٍ تُقَدِّمُ بَيْنَ يَدَيْهَا، مِنْ وَلَدِهَا ثَلَاثَةً، إِلَّا كَانُوا لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ: وَاثْنَيْنِ، وَاثْنَيْنِ، وَاثْنَيْنِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَاثْنَيْنِ، وَاثْنَيْنِ، وَاثْنَيْنِ،

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یارسول اللہ! مرد تو آپ کی حدیثیں سب لے گئے لہٰذا آپ اپنی طرف سے ایک دن ہمارے لیے خاص فرمادیں جس دن ہم (عورتیں) آپ کے پاس حاضر ہوں، آپ ہمیں وہ کچھ سکھائیں جو اللہ نے آپ کو تعلیم فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی عورت ایسی نہیں ہے جس نے اپنے تین بچے آگے بھیج دیے ہوں (وہ انتقال

کر گئے ہوں) مگر یہ کہ وہ اس عورت کے لیے جہنم کی آگ سے ڈھال بن جائیں گے۔ ایک عورت نے کہا اور دو بچے، دو بچے، دو بچے؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا (ہاں) دو بھی، دو بھی، دو بھی"۔

۶۶۹۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ، فِي هَذَا الْإِسْنَادِ، بِمِثْلِ مَعْنَاهُ، وَزَادَا جَمِيعًا عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: ثَلَاثَةً لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بالا ہی منقول ہے اس اضافہ کے ساتھ کہ: وہ تینوں بچے بالغ نہ ہوئے ہوں

۶۶۹۶۔ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ قَالَا: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي السَّلِيلِ، عَنْ أَبِي حَسَّانَ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي هُرَيْرَةَ: إِنَّهُ قَدْ مَاتَ لِيَ ابْنَانِ، فَمَا أَنْتَ مُحَدِّثِي عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِحَدِيثٍ تُطَيِّبُ بِهِ أَنْفُسَنَا عَنْ مَوْتَانَا؟ قَالَ: قَالَ: نَعَمْ، صِغَارُهُمْ دَعَامِيصُ الْجَنَّةِ يَتَلَقَّى أَحَدُهُمْ أَبَاهُ أَوْ قَالَ أَبَوَيْهِ، فَيَأْخُذُ بِثَوْبِهِ أَوْ قَالَ بِيَدِهِ، كَمَا آخُذُ أَنَا بِصَنِفَةِ ثَوْبِكَ هَذَا، فَلَا يَتَنَاهَى أَوْ قَالَ فَلَا يَنْتَهِي حَتَّى يُدْخِلَهُ اللّٰهُ وَأَبَاهُ الْجَنَّةَ وَفِي رِوَايَةِ سُوَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو السَّلِيلِ.

حضرت ابوحسان رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے کہا کہ: میرے دو بیٹے فوت ہو چکے ہیں، آپؓ مجھ سے رسول اللہ ﷺ کی کوئی ایسی حدیث نہیں بیان کرتے جس سے ہمارے (غمگین) دل خوش ہوں، اپنے فوت شدہ بچوں کے متعلق؟ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا: ہاں! چھوٹے بچے تو جنت کے کیڑے ہیں اور وہ اپنے باپ کا یا ماں باپ کا کپڑا پکڑیں گے جس طرح میں اس وقت تیرے کپڑے کا کنارہ پکڑے ہوئے ہوں اور پھر اسے نہیں چھوڑیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں اور ان کے باپ کو جنت میں داخل کر دے گا"۔

۶۶۹۷۔ وحَدَّثَنِيهِ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ، عَنِ التَّيْمِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ. وَقَالَ: فَهَلْ سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا تُطَيِّبُ بِهِ أَنْفُسَنَا عَنْ مَوْتَانَا؟ قَالَ: نَعَمْ

اس سند کے ساتھ بھی سابقہ حدیث ہی کی مثل مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے کوئی ایسی بات سنی ہے جو ہمیں ہمارے فوت شدگان کی طرف سے خوش کر دے؟ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا: ہاں!

۶۶۹۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ وَاللَّفْظُ لِأَبِي

بَكْرٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا حَفْصٌ يَعْنُونَ ابْنَ غِيَاثٍ، ح وَحَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ جَدِّهِ طَلْقِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَتَتِ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ لَهَا، فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ لَهُ، فَلَقَدْ دَفَنْتُ ثَلَاثَةً، قَالَ: دَفَنْتِ ثَلَاثَةً؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: لَقَدِ احْتَظَرْتِ بِحِظَارٍ شَدِيدٍ مِنَ النَّارِ قَالَ: عُمَرُ، مِنْ بَيْنِهِمْ، عَنْ جَدِّهِ، وقَالَ الْبَاقُونَ: عَنْ طَلْقٍ وَلَمْ يَذْكُرُوا الْجَدَّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں اپنے ایک بچہ کو لے کر آئی اور عرض کیا اے اللہ کے نبی! اس کے لیے اللہ سے دعا فرمائے (درازی عمر کی) تین بچوں کو دفن کر چکی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین کو دفن کر چکی؟ تو نے جہنم کی آگ سے بڑی مضبوط باڑھ کر لی"۔

٦٦٩٩ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ طَلْقِ بْنِ مُعَاوِيَةَ النَّخَعِيِّ أَبِي غِيَاثٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لَهَا، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ يَشْتَكِي وَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْهِ، قَدْ دَفَنْتُ ثَلَاثَةً، قَالَ: لَقَدِ احْتَظَرْتِ بِحِظَارٍ شَدِيدٍ مِنَ النَّارِ قَالَ زُهَيْرٌ: عَنْ طَلْقٍ وَلَمْ يَذْكُرِ الْكُنْيَةَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک عورت اپنے لڑکے کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یارسول اللہ! "یہ لڑکا بہت بیمار رہتا ہے اور مجھے اس کے متعلق بہت ڈر لگا رہتا ہے، کیونکہ میں تین بچوں کو دفن کر چکی ہوں"۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تو نے جہنم سے بڑی مضبوط باڑھ کر لی ہے"۔

بَابُ إِذَا أَحَبَّ اللَّهُ عَبْدًا حَبَّبَهُ لِعِبَادِهِ

جب اللہ کو کوئی بندہ محبوب ہوتو اپنے بندوں کے لیے اس کو محبوب بناتا ہے

اس باب میں امام مسلم نے تین احادیث کو بیان کیا ہے

٦٧٠٠ـ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ اللَّهَ إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيلَ فَقَالَ: إِنِّي أُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ، قَالَ: فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ، ثُمَّ يُنَادِي فِي السَّمَاءِ فَيَقُولُ: إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ، فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ، قَالَ ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي

الْأَرْضِ، وَإِذَا أَبْغَضَ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيلَ فَيَقُولُ: إِنِّي أُبْغِضُ فُلَانًا فَأَبْغِضْهُ، قَالَ فَيُبْغِضُهُ جِبْرِيلُ، ثُمَّ يُنَادِي فِي أَهْلِ السَّمَاءِ إِنَّ اللهَ يُبْغِضُ فُلَانًا فَأَبْغِضُوهُ، قَالَ: فَيُبْغِضُونَهُ، ثُمَّ تُوضَعُ لَهُ الْبَغْضَاءُ فِي الْأَرْضِ ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ سے محبت فرماتے ہیں تو جبرئیل کو بلاتے ہیں اور فرماتے ہیں: بلاشبہ میں فلاں بندہ سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو۔ پھر جبرئیل بھی اس سے محبت فرماتے ہیں۔ بعدازاں جبرئیل آسمانوں میں یہ اعلان فرمادیتے ہیں کہ: بلاشبہ اللہ تعالیٰ فلاں بندہ سے محبت فرماتا ہے لہٰذا تم (فرشتے) بھی اس سے محبت کرو، چنانچہ آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر زمین میں اس کے لیے قبولیت رکھ دی جاتی ہے اور جب کسی بندہ سے دشمنی فرماتے ہیں تو جبرئیل کو بلا کر ارشاد فرماتے ہیں کہ: میں بلاشبہ فلاں سے دشمنی کرتا ہوں لہٰذا تم بھی اس سے دشمنی رکھو۔ چنانچہ جبرئیل بھی اس سے دشمنی کرتے ہیں۔ پھر آسمان والوں میں اعلان کردیتے ہیں کہ: بلاشبہ اللہ تعالیٰ فلاں بندہ سے دشمنی رکھتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے نفرت کرو، چنانچہ وہ بھی اس سے بغض کرنے لگتے ہیں۔ اور پھر اس کے لیے زمین میں سے دشمنی رکھ دی جاتی ہے (اور سب فرشتے، زمین والے اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں)۔

۶۷۰۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَارِيَّ، وَقَالَ قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ، ح وَحَدَّثَنَاهُ سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْثَرٌ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، ح وَحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ وَهُوَ ابْنُ أَنَسٍ، كُلُّهُمْ عَنْ سُهَيْلٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ حَدِيثَ الْعَلَاءِ بْنِ الْمُسَيَّبِ لَيْسَ فِيهِ ذِكْرُ الْبُغْضِ،

ان مذکورہ تمام اسانید کے ساتھ بھی سابقہ حدیث ہی کی مثل حدیث مروی ہے البتہ حضرت ابن مسیب کی روایت کردہ حدیث میں بغض کا ذکر نہیں ہے۔

۶۷۰۲۔ حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ الْمَاجِشُونُ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، قَالَ: كُنَّا بِعَرَفَةَ، فَمَرَّ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَهُوَ عَلَى الْمَوْسِمِ، فَقَامَ النَّاسُ يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ لِأَبِي: يَا أَبَتِ إِنِّي أَرَى اللهَ يُحِبُّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ، قَالَ: وَمَا ذَاكَ؟ قُلْتُ: لِمَا لَهُ مِنَ الْحُبِّ فِي قُلُوبِ النَّاسِ، فَقَالَ: بِأَبِيكَ أَنْتَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ جَرِيرٍ، عَنْ سُهَيْلٍ

ابو صالح فرماتے ہیں کہ ہم میدانِ عرفات میں تھے تو حضرت عمر بن عبدالعزیز وہاں سے گزرے اور وہ امیر الحج تھے (اس سال خلیفہ کی طرف سے) لوگ انہیں دیکھنے کے لیے کھڑے ہوگئے۔ میں نے اپنے والد سے کہا کہ ابا جان میرا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ عمر بن عبدالعزیز سے محبت فرماتے ہیں۔ والد نے کہا وہ کیسے؟ میں نے کہا کہ لوگوں کے دلوں میں جو ان کی محبت ہے (اس کی وجہ سے) انہوں نے کہا کہ قسم ہے تیرے باپ (کے پیدا کرنے والے) کی، بلاشبہ میں نے ابو ہریرہؓ سے سنا وہ رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کر رہے تھے... آگے حسب سابق حدیث جریر عن سہیل بیان کی۔

بَابُ الْأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ

ارواح کی الگ الگ مجتمع جماعتیں ہوتی ہیں

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

۶۷۰۳۔حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: الْأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ، فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ، وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''روحیں جھنڈ کے جھنڈ ہیں پھر ان میں سے جنہوں نے ایک دوسرے سے تعارف حاصل کیا وہ (دنیا میں بھی) باہم مانوس رہتی ہیں اور جو وہاں ایک دوسرے سے الگ تھیں (دنیا میں بھی) الگ رہتی ہیں''۔

تشریح:

''الارواح'' ای التی خلقت قبل اجسادھا یعنی جسم میں منتقل ہونے سے پہلے عالم ارواح میں ارواح کا پس منظر اس طرح ہوتا ہے کہ مختلف جماعتوں میں ارواح غول کے غول اور جھنڈ کے جھنڈ اور لشکر کے لشکر اکٹھی ہوتی ہیں ''جنود مجندۃ'' ای جموع مجتمعۃ واجناس مجنسۃ'' سے اس پس منظر کو واضح کیا گیا ہے ''فما تعارف'' یعنی عالم ارواح میں جن ارواح کا آپس میں تعارف ہوا ایک دوسرے کو پہچان لیا اور دوست بن گئیں مطلب یہ کہ ایک قسم کی صفات پر پیدا کی گئیں سب کے سب نیک اور سعادت مند تھیں ''ائتلف'' یعنی دنیا میں اجساد میں داخل ہونے کے بعد وہ اجساد اور انسان ایک دوسرے کے دوست بن گئے گویا پرانی شناسائی بیدار ہوگئی ''وما تناکر منھا'' یعنی عالم ارواح میں جن ارواح نے ایک دوسرے کو اوپرا سمجھا اور الگ

ہو کر نفرت کی نگاہ سے دیکھا مطلب یہ کہ شقاوت اور معصیت کی صفات پر پیدا کی گئیں تھیں "اختلف" یعنی وہ دنیا میں اجساد میں داخل ہو کر ایک دوسرے سے نفرت وعداوت پر اتر آتے ہیں گویا یہ عالم ارواح کا پرانا معاملہ ہے محبت وعداوت وہاں بنی اور اس کا مظاہرہ یہاں دنیا میں ہوگیا۔ اسی وجہ سے ہر زبان میں یہ محاورہ ہے کہ اس شخص سے میری روح کی نہیں بنتی ہے۔

٦٧٠٤۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ الْأَصَمِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، بِحَدِيثٍ يَرْفَعُهُ، قَالَ: النَّاسُ مَعَادِنُ كَمَعَادِنِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ، خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقُهُوا، وَالْأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ، فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ، وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لوگ کانیں ہیں سونے چاندی کی کانوں کی طرح جاہلیت کے زمانہ میں ان کی بہترین لوگ اسلام میں آ کر بھی بہترین ہیں جبکہ وہ دین کی فہم حاصل کرلیں اور تمام روحیں جھنڈ کے جھنڈ ہیں۔ سو جوان میں آپس میں متعارف ہوتی ہیں (عالم ارواح میں) وہ دنیا میں بھی باہم الفت رکھتی ہیں، اور جوان میں آپس میں غیریت رکھتی تھیں وہ دنیا میں بھی باہمی غیریت برتتی ہیں"۔

بَابُ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ

جس سے محبت ہوگی اسی کے ساتھ حشر ہوگا

اس باب میں امام مسلم نے گیارہ احادیث کو بیان کیا ہے

٦٧٠٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ أَعْرَابِيًّا، قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا أَعْدَدْتَ لَهَا؟ قَالَ: حُبَّ اللَّهِ وَرَسُولِهِ، قَالَ: أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ قیامت کب آئے گی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو نے اس کے واسطے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ کہنے لگا: اللہ اور اس کے رسول کی محبت، آپ ﷺ نے فرمایا تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھے۔

٦٧٠٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَمْرٌو النَّاقِدُ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ،

وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ: وَمَا أَعْدَدْتَ لَهَا؟ فَلَمْ يَذْكُرْ كَبِيرًا، قَالَ: وَلَكِنِّي أُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ، قَالَ: فَأَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: یا رسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تو نے اس کے لیے کیا سامان کیا ہے؟ اس نے کوئی بڑی بات نہیں ذکر کی (کہ میں نے یہ یہ نیک اعمال کیے ہیں) البتہ یہ کہا کہ: لیکن میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بس تو اس کے ساتھ ہے جس سے محبت کرے''۔

۶۷۰۷۔حَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ: أَخْبَرَنَا، وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَعْرَابِ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: مَا أَعْدَدْتُ لَهَا مِنْ كَثِيرٍ أَحْمَدُ عَلَيْهِ نَفْسِي

اس سند سے بھی حدیث بالا ہی منقول ہے۔ اس اضافہ کے ساتھ کہ دیہاتی شخص نے کہا: ''میں نے قیامت کے واسطے کوئی زیادہ تیاری نہیں کر رکھی کہ جس پر اپنے نفس کی تعریف کروں''۔

۶۷۰۸۔حَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ: وَمَا أَعْدَدْتَ لِلسَّاعَةِ؟ قَالَ: حُبَّ اللَّهِ وَرَسُولِهِ، قَالَ: فَإِنَّكَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ قَالَ أَنَسٌ: فَمَا فَرِحْنَا، بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَرَحًا أَشَدَّ مِنْ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَإِنَّكَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ قَالَ أَنَسٌ: فَأَنَا أُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ، فَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ مَعَهُمْ، وَإِنْ لَمْ أَعْمَلْ بِأَعْمَالِهِمْ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اور تو نے اس کے لیے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ کہنے لگا اللہ اور اس کے رسول کی محبت! آپ ﷺ نے فرمایا: تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھے''۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اسلام لانے کے بعد کسی بات سے اتنا خوش نہیں ہوئے جتنا نبی ﷺ کے اس قول سے کہ ''تیرا حشر اس کے ساتھ ہوگا جس سے تو محبت رکھے''۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ پس میں اللہ سے محبت رکھتا ہوں اور اس کے

رسول سے اور ابوبکرؓ سے اور عمرؓ سے اور میں امید رکھتا ہوں کہ میں بھی انہی کے ساتھ ہوں گا اگرچہ میں نے ان جیسے اعمال نہیں کیے"۔

۶۷۰۹۔ حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ أَنَسٍ: فَأَنَا أُحِبُّ وَمَا بَعْدَهُ

ترجمہ حسب سابق ہے۔ البتہ اس میں حضرت انس کا قول مذکورہ (میں اللہ اور اس کے رسول اور حضرت ابوبکر و عمر سے محبت رکھتا ہوں الخ) نہیں ہے۔

۶۷۱۰۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وَقَالَ عُثْمَانُ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَارِجَيْنِ مِنَ الْمَسْجِدِ، فَلَقِينَا رَجُلًا عِنْدَ سُدَّةِ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَا أَعْدَدْتَ لَهَا؟ قَالَ فَكَأَنَّ الرَّجُلَ اسْتَكَانَ، ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَعْدَدْتُ لَهَا كَبِيرَ صَلَاةٍ وَلَا صِيَامٍ وَلَا صَدَقَةٍ، وَلَكِنِّي أُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ، قَالَ: فَأَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ مسجد سے باہر نکل رہے تھے کہ اسی اثناء میں مسجد کے دروازہ کے پاس ایک آدمی ہمیں ملا اور اس نے کہا: یارسول اللہ! قیامت کب واقع ہوگی؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تو نے اس کے لیے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ مذکورہ شخص گویا کچھ دب گیا پھر کہنے لگا۔ یارسول اللہ! میں نے قیامت کے لیے نہ زیادہ نمازوں سے تیاری کی ہے نہ روزوں سے اور نہ ہی زیادہ صدقات سے لیکن میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرے۔

۶۷۱۱۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْيَشْكُرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ جَبَلَةَ، أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهِ.

حضرت انس، نبی کریم ﷺ سے سابقہ حدیث (کہ تو اس کے ساتھ ہے جس سے محبت کرے) ہی کی مثل حدیث نقل فرماتے ہیں۔

۶۷۱۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، سَمِعْتُ أَنَسًا، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا مُعَاذٌ يَعْنِي ابْنَ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا احادیث (کہ آپ ﷺ نے فرمایا تو اس کے ساتھ ہے جس سے محبت کرے) ہی کی مثل مروی ہے۔

۶۷۱۳۔حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وقَالَ عُثْمَانُ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ تَرَى فِي رَجُلٍ أَحَبَّ قَوْمًا وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ؟ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! اس شخص کے متعلق آپ کیا خیال فرماتے ہیں جو کسی قوم سے محبت کرے لیکن اعمال صالحہ میں ان کے ساتھ شامل نہ ہو (ان جیسے اعمال خیر نہ کرے)۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انسان کا حشر اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہوگا"۔

۶۷۱۴۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، ح وحَدَّثَنِيهِ بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ، كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو الْجَوَّابِ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ قَرْمٍ، جَمِيعًا عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے سابقہ حدیث (کہ آدمی اس ہی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھے گا) ہی کی مثل مروی ہے۔

۶۷۱۵۔حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ جَرِيرٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔

(بقیہ حدیث مبارکہ حسب سابق بیان فرمائی)

باب الثناء علی الصالح بشریٰ له

نیک آدمی کی تعریف اس کے لیے بشارت ہے

اس باب میں امام مسلم نے دو حدیثوں کو ذکر کیا ہے

٦٧١٦۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ، وَأَبُو الرَّبِيعِ، وَأَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى، قَالَ يَحْيَى: أَخْبَرَنَا، وقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قِيلَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ يَعْمَلُ الْعَمَلَ مِنَ الْخَيْرِ، وَيَحْمَدُهُ النَّاسُ عَلَيْهِ؟ قَالَ: تِلْكَ عَاجِلُ بُشْرَى الْمُؤْمِنِ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا! آپ کا کیا ارشاد ہے اس شخص کے بارے میں جو نیکی کے کام کرتا ہے اور لوگ اس پر اس کی تعریف کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "یہ تو مؤمن کے لیے دنیا ہی میں خوش خبری ہے"۔

٦٧١٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ وَكِيعٍ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، بِإِسْنَادِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ بِمِثْلِ حَدِيثِهِ، غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِهِمْ عَنْ شُعْبَةَ، غَيْرَ عَبْدِ الصَّمَدِ: وَيُحِبُّهُ النَّاسُ عَلَيْهِ، وَفِي حَدِيثِ عَبْدِ الصَّمَدِ: وَيَحْمَدُهُ النَّاسُ، كَمَا قَالَ: حَمَّادٌ

ان مذکورہ تمام اسانید کے ساتھ بھی سابقہ حدیث ہی مروی ہے البتہ ایک روایت میں یہ ہے کہ لوگ اس سے محبت کرتے ہیں اور اس کی تعریف کرتے ہیں۔